الحمد للہ کہ یہ نسخۂ نایاب مسمّی بہ نام تاریخی

ذائقۂ ماتم

معروف بہ

چہل مجلس شبیرؑ

مصنفۂ

ذاکر آل عباؑ ملاح سید الشہدا سید وزیر حسین صاحب رضوی
الشہدی الاثنا عشری متخلص وزیر سبنج رائے بریلی

بار ہفتم سنہ ۱۹۵۵ء

باہتمام ایم۔ ڈی حصر اسپرنٹنڈنٹ

مطبع تیج کمار

وارث

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست کتاب ذائقۂ ماتم عرف چہل مجلس شبیر تالیف منیر

نمبر	خلاصۂ مجلس	صفحہ
۱	بذکر احوال و معاملات روز ازل و بار شہادت اٹھانا امام کا اور شہادت بروز عاشورہ	۶
۲	بذکر پیدائش امام و آنا لعبا حور جنان کا دایہ گری میں مع ذکر مصائب۔	۱۹
۳	بذکر فضائل امام حسین مع معجزات آمدن آہو و حلۂ بہشتی اور دو ٹکڑے ہونا مرد ارید کا مع ذکر مصائب۔	۲۹
۴	بذکر فضائل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حال وفات آنجناب۔	۴۵
۵	بذکر فضائل بنت رسول خدا یعنی جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا مع حالات وفات آن مخدومۂ کونین۔	۵۵
۶	بذکر فضائل و شجاعت و سخاوت و شہادت اسد اللہ الغالب یعنی علی مرتضیٰ علیہ السلام	۶۵
۷	بذکر فضائل و مصائب و شہادت جناب امام حسن علیہ السلام۔	۸۲
۸	کوچ فرمانا جناب امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے مع اہلبیت اطہار و بیقراری فاطمہ صغریٰ۔	۹۴
۹	بذکر شہادت حضرت مسلم علیہ السلام در کوفہ مع حالات کوچ از مدینہ و حالات سختی راہ اور سننا حضرت کا خبر شہادت حضرت مسلم کی راہ میں۔	۱۰۹
۱۰	روانگی پسران حضرت مسلم از مدینہ ہمراہ جناب مسلم اور شہید ہونا کوفہ میں۔	۱۳۴
۱۱	بذکر رسیدن امام مظلوم در کربلا و دیگر حالات کربلا مع شہادت حضرت حر مع برادر و غلام۔	۱۴۳
۱۲	بذکر مصائب امام مع حال شہادت حبیب ابن مظاہر	۱۶۱
۱۳	فدا کرنا رسول خدا کا امام حسین پر حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو اور ذکر شہادت حضرت وہب کلبی مع زوجہ و حالات مادر وہب۔	۱۷۲
۱۴	بذکر حواریان حضرت عیسیٰ و انصاران رسول خدا و علی مرتضیٰ و شہادت بہتر رفقا و انصار دین فاطمہ مع اسمائے مبارک و نام قاتلان آنہا	۱۸۳
۱۵	پیار فرمانا رسول خدا کا امام حسین کو اور خبر شہادت سننا حضرت جبرئیل سے اور ماتم داری کرنا جناب فاطمہ کا مع شہادت پسران حضرت زینب۔	۲۰۵
۱۶	بوقت شہادت وصیت کرنا جناب امام حسن کا مع حال رخصت و شہادت جناب قاسم علیہ السلام۔	۲۲۲
۱۷	بذکر بازو کٹنے حضرت جعفر طیار کے اور خبر پانا جناب رسول خدا کا ولادت جناب عباس سے بذریعہ حضرت جبرئیل و حالات قدر و منزلت جناب عباس مع حالات شہادت جناب عباس۔	۲۳۹
۱۸	بذکر حالات عم حضرت امیر حمزہ عم بزرگوار حضرت رسول مقبول و حالات شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام۔	۲۶۳
۱۹	بذکر یتیم پروری جناب رسول خدا و مہمان نوازی جناب علی مرتضیٰ مع حالات شہادت جناب علی اصغر۔	۲۷۳
۲۰	بذکر آنے براق کے واسطے معراج رسول خدا کے اور رخصت ہونا جناب امام حسین کا اہلبیت سے مع حالات شہادت محمد ابن عباس	۲۸۷

نمبر	خلاصۂ مجلس	صفحہ
۲۱	بذکر فضائل گریہ در مجلس امام مع حال شہادت حضرت عبد اللہ ابن الحسن۔	۲۹۵
۲۲	مجلس حالات الوداع برائے خواندن صبح روز عاشورہ اور رخصت کرنا علم اور ضریح مبارک کا۔	۳۰۷
۲۳	حالات ام ایمن کنیز جناب فاطمہ زہرا در فراق آن مخدومہ مع حال رسیدن خط فاطمہ صغرا در کربلا۔	۳۲۳
۲۴	بذکر شہادت خاص جناب امام حسین مع حال شہادت ایک نصرانی۔	۳۳۰
۲۵	بذکر ابتدائے حالات جناب شہربانو اور خواب میں دیکھنا جناب فاطمہؑ کا اور عقد امام حسینؑ میں آنا مع حالات پریشانی جناب شہربانو علیہا السلام کربلا۔	۳۵۷
۲۶	بذکر ثواب تعزیہ داری و مجالس عزا مع حالات تاراجی خیام اہلبیت۔	۳۷۰
۲۷	حالات قدر و منزلت جناب پنجتن و رسیدن خبر شہادت جناب امام حسینؑ بمدینہ۔	۳۸۰
۲۸	حال فخر کرنا زمین کعبہ کا اور روانگی حرم بکوفہ و شہادت ابن عفیفؓ۔	۴۰۳
۲۹	بذکر حالات آزادی شیریں اور پہونچنا سر امام کا مع اہلبیت بخانۂ شیریں۔	۴۲۱
۳۰	بذکر معجزۂ امام حسین در باب پسران راہب و جانا سر کا بخانۂ راہب۔	۴۳۳
۳۱	بذکر معجزہ ایمان لانا یہودیہ کا اور رکھنا سر امام کا تنور میں بخانۂ خولی۔	۴۴۴
۳۲	بذکر رسیدن اہلبیت بشام و حال دربار یزید و شہادت قمر غلام۔	۴۶۷
۳۳	بذکر پیدائش ہند و منعقد ہونا ساتھ امام حسینؑ کے و پھر ساتھ یزید کے و حال شام۔	۴۸۲
۳۴	بذکر فضائل جناب زینبؑ مصائب شان و آنا ہند کا زندان میں مع دختر۔	۴۸۷
۳۵	بذکر مصائب امام زین العابدین در زندان و شہادت حضرت سکینہ	۵۰۶
۳۶	بذکر رہائی اہلبیت از زندان و پہونچنا کربلا میں اور دفن کرنا شہدائے شہدا کا۔	۵۱۹
۳۷	بذکر رسیدن اہلبیت بمدینہ بہ تمہید فراق یوسف از یعقوبؑ مع حال بشیر۔	۵۳۳
۳۸	حال محبت جناب زینب خاتون با امام حسین علیہ السلام و دوبارہ قید ہوکر جانا شام کو جناب امام زین العابدین کا مع حال شہادت حضرت زینبؑ و وفات حضرت فضہ۔	۵۴۵
۳۹	بذکر فضائل مشہد مقدس و قدر و منزلت زواران مشہد و رخصت از مدینہ مع حالات شہادت حضرت امام موسیٰ رضاؑ۔	۵۶۲
۴۰	بذکر ناپائداری دنیا بقول رسول خدا و علی مرتضیٰ و تسلی مومنین در ماتم داری اعزا برائے خواندن مجالس سوم میت مومنین مع حال مصائب امام۔	۵۶۹

بعون صانع زمین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ

صل علی کیا کتاب لاجواب لاثانی ہے جس میں ذکر فضائل و مصائب آل عبا اور شہدائے کربلا
علیہ التحیۃ والثناء ہے جو پڑھے جسے گریہ و بکا وہ جاری زبان پر صل علی ہو جدا

اسم تاریخی

ذائقہ ماتم

معروف بہ

چہل مجلس شبیریہ

جو تصنیفات

ذاکر آل عبا مداح سید الشہدا سید زیر حسین صاحب رضوی المشہدی الاثنا عشری متخلص بہ [illegible]
[illegible] بریلی سے ہے وہ گہے سبب عجز المتوجی ہے جو کیا دعوت و امان حسین ابن علی ہے

مطبع نامی منشی تیج کمار واقع لکھنؤ میں مزین طبع ہوا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام خدا تو ہو چکا پیشانی پر رقم ۔ حمدِ خدا کے لکھنے کو لیتا ہون اب قلم

لآلی متلالی حمد متوالی نثار بارگاہِ عالی کبریائے متعالی کے سزاوار ہے کہ جس نے ہم عبدان عقیدت نشان کو اپنے فضل وکرم سے اُمّت حبیب اپنے پیغمبر آخرالزمان مین پیدا کر کے بخطاب مستطاب کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ ممیز وممتاز فرمایا بیت

جیسی نبی پہ اُسکی عنایت کمال ہے ۔ اُمّت پہ مصطفےٰ کی وہی اُسکا حال ہے

اور مودت وولائے اہلبیتِ اطہار اُس خاتم الانبیا کو وسیلۂ نیلِ مغفرت ونجات کُل موجودات کا ٹھہرایا بیت

دکھلائی ہر بصیر کو صورت نجات کی ۔ کیا مدح ہو جناب شہِ کائنات کی

اور جواہر زواہر نعت حقائق ریاض منوّر درسول منذر ومبشر اور آل طیب وطاہر اُسکے پر لائق قربان ونثار ہے کہ جنھون نے واسطے آمرزش وبخشش ہم شیعیان وموالیان سراپا اذعان

کے مصائب عظمے و نوائب کبرے اوپر نفوس قدسیہ ذوات عُلیہ اپنے اور اہلبیت اطہار اپنے کے اُٹھایا اور ماتم و عزا و گریہ و بکا صبح و مسا بلفظ سبط رسول کریم ممدوح آیہ کریمہ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یہ ارشاد وَمَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ہم عزاداروں کو سکھایا بیت

روئے گا جو مصائب شاہ شہید پر	احسان اُسکا ہوگا رسول مجید پر

اور قربان ہو جان شیعیان علی ابن ابی طالبؑ کی اوپر اُسی اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب کے کہ جس نے دونوں مرتبے یعنے پیدایش اور شہادت کے خانۂ خدا مین حاصل کئے بیت

فخر اُنکی ولادت سے ہے اللہ کے گھر کا	جیسے پسر نیک سے ہو نام پدر کا

اور ہم گمگشتگان وادی ضلالت کو صراط مستقیم پر لگایا بیت

مصداق ایمائے کے امام مجید ہین	شاہد ہے ہل اَتٰی کہ عطا مین وحید ہین

اور فدا ہون مال و زر و دل و جگر اُن سبطین اطہر پر کہ جنھون نے واسطے بخشش ہم عاصیون کے اپنی جان عزیز کو عزیز نہ کیا یعنی جناب امام حسن علیہ السلام نے الماس سودہ نوش فرما کر لخت جگر گرائے اور جناب سید الشہداؑ نے مع تمام عزیز و اقربا کے گلا کٹوایا بیت

راہِ خدا مین گھر کا گھر اپنا فدا کیا	ہم عاصیون کو بندِ گنہ سے رہا کیا

اما بعد بندۂ ہیچ میرز و ہیچدان و حقیر و ناتوان سراپا عصیان متمسک بولائے آل رسول ثقلین سید وزیر حسین غفر اللہ ذنوبہ ابن سید ثابت علی طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ رضوی المشہدی الاثنا عشری ساکن قصبۂ ہیلاک پھر سر علاقہ راج بھرت پور متصل نہ جلال آکبر پور ضلع فیض آباد ملک اودھ بصد التماس خاکسارانہ معروض ہیچمدانہ مدعا نگار ہے کہ برجحان خاطر عقیدت ماثر اد بزرگان بالیقین تا حقیر غلامان غلام سرکار دین باخلاص اقامت مجالس عزاداری و ذکر فضائل و مصائب و شغل ماتم و سوگواری حضرات مالکان سرکار باری فرض و مغتنم جانتا ہے کہ یہی باعث نجات و مغفرت گنہگاران اُمت خیر البریہ ہی بیشک بیت

گر ہے سبب عفو جرائم تو یہی ہے	کیا وسعت دامان حسینؑ ابن علی ہے

چنانچہ درباب قدر و منزلت اُن لوگون کے جو شریک مجلس ہوتے ہین **نظم**

فرماتے ہین جناب رسولؐ فلک جناب — حاضر ہو جو کہ بزم مین ملتا ہی یہ ثواب
چالیس بار عرش پہ ہمراہ بوترابؑ — گویا ہوا وہ میری زیارت سے بہرہ یاب
بزم عزا مین آنے سے جب یہ جزا ملے — پھر کیون نہ اہل دل کو عزا کا مزا ملے

چنانچہ اس موقع مرغوب خوش اسلوب پر کیا خوب رباعی یاد آئی ہے **رباعی**

رخ کفر کی ظلمت سے پھرائے رہنا — ایمان کے چراغ کو جلائے رہنا
پروانۂ فردوس اگر لینا ہے — شمع زہرا سے لو لگائے رہنا

ازانجاکہ بسبب کسادبازاری علم و استعداد عربیت و فارسیت کے اس زمانہ ناہنجار روزگار اہل آثار مین حدیث خوانی و روضہ خوانی وغیرہ تو ایک طرف بلکہ جو کتابین ترجمہ کی ہوئی زبان اُردو مین مانند خلاصۃ المصائب و بحر المصائب و مجالس علویہ وغیرہ کے ہین الفاظ عربیہ کو باعراب صحیح نہین پڑھتے اور جب اُس کو ترک کر دیتے ہین تو سلسلہ مضامین کا منقطع ہو جاتا ہے اِس واسطے اس خاکسار ذرہ بے مقدار کے خیال مین گذرا کہ فضائل و مصائب جناب رسول خدا و ائمہ ہدا و خاص شہید کربلا از ابتدائے روز اول تا شہادت جناب عالیہ زینب علیہا السلام سلسلہ وار زبان اُردو خالص عام فہم مین لکھے اور فقرات و اشعار عربیہ سب ترک کر دیوے بلکہ بجائے عبارت و اشعار عربی کے جابجا بند مرثیون کے یا اشعار جو کہ تصنیف **میر انیس** صاحب و **مرزا دبیر** صاحب مرحومان فردوس مکان اور نیز دیگر اساتذہ سلف اور جناب مخدومی **میر صفدر علی** صاحب دام ظلکم اور اکثر اپنے موزون کئے ہوئے مقامات مناسب پر درج کر دیئے تاکہ سلسلہ مضمون کا منقطع نہ ہو بلکہ اُن مرثیون کے بندون اور اشعار متفرقہ سے زیادہ تر ربط اور باعث وفور حزن و غم و ہیجان رقت و الم ہوگا لہذا اس کتاب کو دستور مذکور چالیس مجلسون پر حسب فہرست منسلکہ جلد ہذا مرتب کیا اور نام اس کا

چہل مجلس شپیر تالیف وزیر رکھکر ذائقۂ ماتم اسم تاریخی مقرر کیا حضرات اخوان صالحین و شیعیان مومنین اور ناظرین باتمکین اور ذاکران بالیقین و باعتقاد ان سے امیدوار دعائے مغفرت ہے بیت

بہر ثواب جب یہ مجالس پڑھا کرین
بخشش کے واسطے مرے حق میں دعا کریں

اور ملتجی ہے کہ اگر سہو و خطا و نسیان کہ لازمۂ بشریت ہے یا کسی جگہ خلاف ربط عبارت ملاحظہ ہو تو اسکو معائنہ کرکے بخیال عیب پوشی قلم اصلاح سے درست فرماوین بیت

بہر کرم ہو اسپہ صغیر و کبیر کی
برباد تا نہ ہووے ریاضت وزیر کی
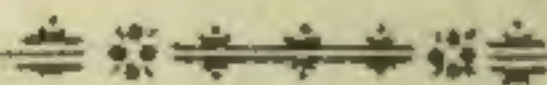
بسم اللہ الرحمن الرحیم

احوال ظہور ازل و پیدائش ارواح انبیا از نور و برداشتن بار شہادت حسین مظلوم

ثابت قدم ایسا کوئی زنہار نہ ہوگا
شبیر سا تو صادق الاقرار نہ ہوگا

دل مین ہے حمد خالق کون و مکان کردن
پڑھکر درود نعت رسول زمان کردن

وصف علی و فاطمہ ورد زبان کردن
وجہ حسن سے مدح حسن کچھ بیان کردن

پھر آرزو ثنائے شہ بے کفن کی ہے
اس ایک تن کی مدح ثنا پنجتن کی ہے

آگاہ ہون مومنین کہ مدح و ثنا شہید کربلا اسقدر لا انتہا ہے کہ جس کی فکر مین عقل انسان ضعیف البیان تو ایکطرف بلکہ تمام ملائک اور نبی مرسل سب کے سب حیران ہین اور شرف اور بزرگی اس جناب کی ایسی لاتعداد لاتحصےٰ ہے کہ بیان اسکا احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے چنانچہ شمۂ فضائل اس جناب سے عرض کرتا ہون کہ جس وقت خالق کون و مکان کو اپنی قدرت کاملہ سے خلقت بنی آدم کی منظور ہوئی جمیع انبیا و اولیا کی ارواح طیبہ کو جو خلقت نور سے موجود تھین جمع کیا اور بقدر حال سب کے اشکال مصائب بھی پیش نظر موجود کیے

نظم

سب نے بقدر حوصلہ منظور کی بلا
درجہ خدا نے اس کے موافق کیا عطا

تقدیر نے جو اسم لکھے تھے جدا جدا
ظالم ہوا کوئی اور کوئی مظلوم بے خطا

دیوانہ کوئی اور کوئی ہشیار ہو گیا
مجبور کوئی اور کوئی مختار ہو گیا

افضل ہر ایک سے درجہ ہمارے نبی کا تھا
ہمپایۂ رسول نہ پایا کسی کا تھا

پھر ان کے بعد رتبہ اعلےٰ علیؑ کا تھا
درجہ وہی ورائے نبوت وصی کا تھا

درجہ ہر اک نبی کا علیٰ قدر حال تھا
قرب خدا موافق رنج و ملال تھا

بعد از وقار شاہ رسل سید البشر
اک درجہ سب کو ارفع و اعلیٰ پڑا نظر

ہر دل میں آرزو ہوئی اسکی زیادہ تر
لیکن بغور اسکو جو دیکھا پڑا نظر

ہم پلہ اس سے پایا بلائے عظیم کو
ڈر ڈر کے دیکھنے لگے عرش کریم کو

کیوں مومنین یقین ہے کہ گوشۂ خاطر میں یہ کنایہ آگیا ہوگا بغرض حصول ثواب گوش گذار مومنین کرتا ہوں کہ وہ پایۂ عظیم رتبۂ شہادت تھا اور قریب اس کے جو بلا تھی وہ بلائے کرب و بلا تھی یعنی روز ازل معائنہ کیا کہ ایک صحرائے لق و دق جس میں نہ پانی نہ سایۂ درخت حدت آفتاب سے تفتیدہ ہر ایک بشر مثل ماہی بے آب طپیدہ ایسی گرم وہ زمین تھی کہ شعر

سجدہ کرو تو پیدا ہوں چھالے جبین سے
اٹھتے تھے شعلے گرد کے بدلے زمین سے

نہ سبزہ نہ گیاہ ہے بلکہ ہر ایک جگہ بوجہ حدت کے دود سیاہ اٹھتا ہے پس اس دشت پر وحشت میں ایک بشر بے خطر مع قلیل لشکر کے پہونچا شعر

پرتو فگن جو عارض پر نور ہو گیا
سارا وہ دشت نور سے معمور ہو گیا

پس نور کرامت ظہور دیکھ کر جملہ ملائکہ پکارے کہ بیشک امام زمن ہے غریب الوطن ہے اس صحرائے ہولناک میں تشنہ دہن کھڑا ہے اور ہزاروں پانی سے سیراب ہو کر اس مظلوم کے قتل پر مہیا اور موجود ہیں اور اس یکہ و تنہا کے نظم

لشکر میں تھوڑے لوگ ہیں پر سب شریف ہیں
کچھ بچے کچھ جوان ہیں اور کچھ ضعیف ہیں

گلرو ہے کوئی اور ہے غنچہ دہن کوئی
ننگ چمن کوئی ہے بہار چمن کوئی
گل پیرہن ہے کوئی تو ہے گلبدن کوئی
شوق عروس مرگ میں پہنے کفن کوئی

معشوق ہیں رسول کے عاشق خدا کے ہیں
سب عندلیب گلشن آل عبا کے ہیں

اور ہمراہ اس بزرگوار کے اہلبیت اطہار عماریوں میں سوار لیکن شدت گرما سے بیقرار ہیں شعر

دریافت کر کے نام زمین کا ٹھہر گیا
فرمایا اب مقام یہیں کا ٹھہر گیا

پس اس لشکر کثیر نے جس وقت حال ورود عسکر قلیل دیکھا تلواریں تول کر آئے پوچھنے لگے کہ تم کس کی اجازت سے یہاں پر اترے ہو خیمہ اٹھا لیجاؤ یا بیعت کے واسطے ہاتھ بڑھاؤ
یہ سنکر علمدار جرار اس شہسوار کے آگے بڑھا اور بغیظ و غضب فرمایا نظم

سنکے ہو دل میں فوج ہماری قلیل ہے
غصہ ہمارا قہر خدائے جلیل ہے
دوڑا یہ سنکے خیمہ سے وہ غم کا مبتلا
روکا اسے اور اہل شقاوت سے یہ کہا
خیمہ اٹھانے لینے میں سے اکبر ہر ج کیا
یہ کہہ کے خیمے ریتی پہ لاکر کئے بپا
فرمایا ہم پہ آب رواں بند ہو گیا
محروم ماں کے مہر سے فرزند ہو گیا

اس پر بھی بانی جفا باز نہ آئے تمام رات تجویز شب خون کی کرتے رہے دریا کے گھاٹ روک دئیے قطرہ آب تین شب و روز لشکر میں نہ آنے دیا سردار لشکر کو عجب اضطراب تھا کبھی فکر آب و کبھی تجسس آب تھا وہ ننھے ننھے بچوں کی پیاس وہ بیبیوں کا ہر اس چاروں طرف سے ہجوم یاس تمام ہمراہی بدحواس لیکن اس پریشانی میں صبر و استقلال سے فرمایا تھا شعر

بیکے ہوں قتل سر ہو قلم گھر تباہ ہو
سب کچھ مجھے قبول ہے پر خوش اللہ ہو

اسی تردد و تشویش میں تمام رات بسر کی صبح نمودار ہوئی اس وقت وہ سردار فوج قلیل بعد عبادت رب جلیل واسطے لڑائی کے آمادہ ہو کر اپنے اہلبیت میں جا کر رخصت ہوا اور خیمہ سے باہر نکل کر مع اصحاب و انصار و خویش و اقربا میدان کارزار میں آکر نظم

لیکر قلیل فوج کو رن میں کھڑا ہوا
لاکھ کے مقابلہ میں وہ شیر ہوا

یان فاقہ تیسرا تھا مہیا تھی واں غذا	سیراب وہ یہ پیاس کی آفت میں مبتلا
چتر زری تھا واں سر افسر کے واسطے	یاں سایہ دھوپ کا سر اطہر کے واسطے

باوجود ان شدائد کے اس لشکر کفار سے بجائے سختی و درشتی کے بکمال نرمی و ملاطفت ہدایت فرماتا تھا اور ارشاد فرماتا تھا کہ میں سید تشنہ لب ہوں رسول خدا کا لخت جگر ہوں میرے حال پر رحم کرو بچوں کو تھوڑا سا پانی پلاؤ سیدانیوں کو نہ رلاؤ تمہارے بلانے سے آیا ہوں لیکن ان باتوں کا جواب وہ خانہ خراب کچھ بھی نہ دیتے تھے آخرش جنگ و جدال شروع کی اگر تمام حالات یہاں پر لکھتا ہوں تو ابتدا اور تمہید کی انتہا ہوئی جاتی ہے انشاء اللہ آگے موقع پر ہر ایک کا حال مجالس آیندہ میں بیان کرونگا المختصر بیت

تا ظہر رن میں خون بہت سر کا بہ گیا	تنہا غریب قتل گہ میدان میں رہ گیا

پس جس وقت وہ سردار بے دیار اپنے خویش و برادران و فرزندان کی لاشوں کو دیکھتا تھا پُر سے جراحت دھوتا تھا کبھی فرزند نوجوان کی لاش پر گرا اور کبھی برادر کے لاشہ سے لپٹا یہ زلزل دیکھ کر اہل بیت اسکے رونے لگے تب میدان سے خیمہ میں گیا اور اہلبیت کو تشفی و دلاسا دیا باہر آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر داخلہ میدان کارزار ہوکر درگاہ خدا میں نظم

کی عرض اس طرح سے کہ اے رب ذوالجلال	راحت ہے تیری راہ میں جو ہوں غم و ملال
سر نیزے پر پھرے مرا لاشہ ہو پائمال	خیمہ جلے اسیر ہو کنبہ تلف ہو مال
پر ہے یہ التجا کہ شہادت قبول ہو	اور روز حشر بخشش امت قبول ہو
آئی ندا کہ تیری شہادت قبول ہے	بندے سوال بخشش اُمت قبول ہے
دونوں جہاں میں تیری حکومت قبول ہے	شاہی تری بروز قیامت قبول ہے
مالک ہے کارخانہ رب جلیل کا	مختار نار و خلد کا اور سلسبیل کا

یہ سنکر رونے زرد اس سردار کا سرخ ہو گیا اور فوج ستم مثل ابر سیاہ چاروں طرف سے آ گئی تمام زمین دشت کارزار کی تنگ ہو گئی اور اس مظلوم کو زخمہائے نیزہ و شمشیر سے تنہا سے

گرز و تیر سے مجروح کر کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اسوقت نظم

آئی ندا کہ رحل سے قرآن گر پڑا — رکن رکین کعبۂ ایمان گر پڑا
آیا جو ہوش سر پئے سجدہ جھکا دیا — قاتل نے بڑھ کے حلق سے خنجر ملا دیا
پانی نہ پیاسے کو تہ تیغ جفا دیا — آخر اجل نے جام شہادت پلا دیا
افسر کو نذر کاٹ کے پیاسے کا سر دیا — دوڑائے گھوڑے لاش کو پامال کر دیا

اور بعد شہید کرنے اس مظلوم کے خیموں میں آگ لگا دی اسباب کی لوٹ مچا دی اہل حرم کو اسیر کیا اسکے بیٹے مریض کو دستگیر کر کے گردن میں طوق پاؤں میں بیڑیاں پہنائیں اور لاشہائے شہدا کے سر قلم کر کے نیزوں پر چڑھائے اہل حرم اسکے بے مقنع و چادر بلا پالان کے شتروں پر بٹھائے پس جسوقت قریب اس عظیم رتبہ کے یہ بلا نیا اور ادعیا کو نظر آئی اسوقت درگاہ خدا سے سب روحوں کو نظم

تھا حکم جو اس بار شہادت کو اٹھائے — گرمی میں وطن چھوڑ کے پردیس میں جائے
جو بیس پہر بلند وہ پانی کی نہ پائے — اس حال میں زخم تبر و تیر بھی کھائے
پانی کا بدل آب دم تیغ کو جانے — محراب عبادت کی خم تیغ کو جانے
منظور جسے ہوئے کمائی کا لٹانا — اور چاند سے بچے کا تہ خاک چھپانا
پیری میں جوان بیٹے کی میت کا اُٹھانا — ناموس کا سر کھولے ہوئے بلوے میں جانا
یہ بھی سہے وہ رنج اس اندوہ و محن میں — اک بیٹی ہو پاس ایک تڑپتی ہو وطن میں
نکلی جو بہن خیمہ سے باہر رہے راضی — سب خرد و کلان ہون تہ خنجر رہے راضی
گھائل جو ہو تیروں سے برادر رہے راضی — باقی نہ رہے کوئی بھی یاور رہے راضی
ہر چند کہ بیتاب ہو درد جگری سے — دل چاک ہو ناموس کا بھی پردہ دری سے
پیکان کلیجہ میں تو سینہ میں سنان ہو — نیزے کی انی سے مجروح طپان ہو
نے ہاتھ ہو قابو میں نہ کہنے میں زبان ہو — پر حالت میں وہ مصروف بیان ہو
اس طرح سے بندہ جو کوئی حق پہ فدا ہو — خود اسکی دیت روز جزا رب علا ہو

پس تم میں سے جو انبیا و اوصیا اس بلا کو قبول کرے میں اسکو بروز قیامت کلید نار و جنت دونگا اور دو عالم کی حکومت کا تاج بخشونگا امت کا شافع ہوگا فرمان معافی کا اسکی مہر سے مکمل ہوگا شعر

قاسم ہو وہی کوثر و خلد و حق جنت ان کا | مختار ہو سرکار خدائے دو جہان

نظم
پس جس وقت کہ یہ خطاب سرکار کبریا سے آیا کہ اے گروہ انبیا و اوصیا اے فرقہ شاہ و گدا

تم میں سے اس بلا کا خریدار کون ہے | اس مرتبے کا ہم سے طلب گار کون ہے
جس دم خطاب عالم بالا سے یون سُنا | تفصیل وار دیکھ چکے تھے وہ سب بلا
سنتے ہی اس ندا کے ہر اک تھرتھرا گیا | یارا جواب کا نہوا سر جھکا لیا
ہر ایک تھا سکوت میں تاب و توان نہ تھی | گویا کسی کے وان پہ دہن میں زبان نہ تھی

جس وقت ایک مدت تک تمام ارواح کو سکوت رہا نہ کسی نے سر اٹھایا نہ جواب دیا بعد عرصے بحکم ذوالجلال منادی نے ندا دی کہ جب تک تم میں سے اس بلا کو کوئی قبول نہ کریگا خلقت آدم کا حکم ہرگز صادر نہ ہوگا کیونکہ جب خلقت انسان پیدا ہوگی تو انسے جرم و خطا مبدم سرزد ہوں گے پس بقدر گناہ مستوجب سزا متصور ہونگے اس واسطے خداوند کریم پیشتر سے چاہتا ہے کہ سامان بخشش کا مہیا کرے شعر

کفارہ گناہ یہ درجہ بلا کا ہے | مقبول جو کرے وہی عاشق خدا کا ہے

اور جب تک اس بلا کو کوئی قبول نہ کرے گا کومن کی نجات کا سامان نہ ہوگا اور ایک قالب انسان پیدا نہ کیا جائے گا نظم

جس دم سنا سبھوں نے یہ ارشاد کبریا | حیرت سے ایک ایک کو بس دیکھنے لگا
سکتے تھے دیکھیں کون ہے وہ عاشق خدا | بے عذر جو اٹھائے یہ کوہ غم و بلا
جس کو کہ ان بلاؤں سے خوف و خطر نہین | قدرت ہے کبریا کی فقط وہ بشر نہین

اللہ اللہ کیا سخت منزل تھی بار شہادت کی کہ ہنوز خلقت آدم نہوئی تھی تکلیف جراحتہائے نیزہ و شمشیر و بھوک و پیاس کا مزا روحوں نے نہ چکھا تھا اور اسقدر خوف و بیم چھایا تھا کہ سب

ذرا اٹھاتے تھے قربان ہو جان شیعیان علی ابن ابی طالب کی اس مظلوم کربلا پر کہ ہنوز جملہ انبیا و اوصیا

نظم

حیرت سے سب یہ کہتے تھے اس دم کہ ناگمان　　لبیک کہکے صف سے بڑھا ایک نوجوان
سردار جن و حور و ملک شاہ دو جہان　　خوش خلق و خوش جمال و خوش اسلوب و خوش بیان
نام اسکا ہے کتب میں لکھا شاہ مشرقین　　یاقوت گوشوارۂ عرش بریں حسین

پس صفوف انبیا و اوصیا نے مل کر کمال مسرت و شادمانی خوشی خوشی

نظم

کی بارگاہ حق میں ادب سے یہ التجا　　یارب قبول دل سے ہے بندے کو یہ بلا
جوش ولا میں کہتا ہوں تیری یہ برملا　　کیا یہ بلا ہے اس سے بھی ہوئے اگر سوا
تیری ولا میں سب ہے گوارا حسین کو　　ہرگز نہ سر نہ پھیرے پیارا حسین کو
میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اے رب ذو المنن　　گرمی میں لیکے بچوں کو چھوڑونگا میں وطن
آوارہ کوہ و دشت میں ہوگا میں خستہ تن　　ریتی میں ذبح ہو کے رہونگا میں بے کفن
رن میں یہ شان سجدۂ آخر دکھاؤں گا　　خنجر پھرے گا سر پہ نہ میں سر اٹھاؤں گا
داغ جوانی علی اکبر اٹھاؤں گا　　اک دوپہر میں لاشے بہتر اٹھاؤں گا
رنج اسیری زن و دختر اٹھاؤں گا　　شہرگ پہ اپنی صدمۂ خنجر اٹھاؤں گا
پانی سے مرتے دم بھی زبان تر نہ ہووے گی　　پر تیرے شکر سے کبھی باہر نہ ہووے گی
آئی ندائے رب ہدیٰ واہ واہ حسین　　احسنت و آفرین ہے تجھے مرحبا حسین
منظور تو نے کی جو ہماری رضا حسین　　مختار دو جہان کا تجھکو کیا حسین
تجھ سا ہمارا عاشق صادق ہوا نہیں　　بندے سوا خدا کے ترا خون بہا نہیں

اب اس مطلب کو آگے تحریر کرونگا مومنین یاد رکھیں یہاں اسقدر گزارش ہے کہ اے حضرات یہ مقام روشن ہو سر پیٹنے کا ہے کس زبان سے عرض کروں جس برگزیدۂ حق سے وہ خالق کونین رب مشرقین یہ فرمائے کہ خونبہا تیرا سوائے ذات میری کے کچھ نہیں ہے اُس برگزیدۂ کونین کا سر زیر تخت یزید پلید رکھا جاوے اور ان لبہائے مبارک پر جنسے عرش

ایسی بلائے سخت اُٹھانے کا کیا کہ جسکو دیکھکر تمام انبیا و اوصیا خاموش ہو رہے چوب بید لگائی جاوے اور مزید بران یہ ستم ہوا کہ وہ ملعون جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے ایسی کلمہ کے سا ذاتہ رہتا کہ جو روز ازل خداے مجید نے حسین شہید سے کہا تھا ذاکر کے منھ سے تو نہ نکلتا ہے مگر بغیر عرض کئے مطلب جو مجلس عزا کے برپا کرنے سے ہے پورا نہین ہوتا ہے اب مومنین یاد ہے کہ جب یزید پلید نے خواب مین جناب رسول خدا کو ناراض دیکھا بحالت قید اہلبیت اطہار کے اور نادم اپنے فعل پر ہوا تو اہلبیت اطہار کو واسطے رہائی کے زندان سے بلایا اور امام زین العابدین علیہ السلام سے کہتا تھا کہ **بیت**

مارکٹ ان مین خزانہ کا حاکم اول شام کا　　لو خونبہا حسین علیہ السلام کا
مال و متاع و گوہر و یاقوت و سیم و زر　　حاضر ہے سب حضور کا لیما ہو جسقدر
عابد نے رو کے یاس سے زینب پہ کی نظر　　زینب نے بھی جھکا لیا بیچارگی سے سر
سر پیٹ کر کہا سر شاہ شہید سے　　کیون بھائی خونبہا مین ترا دون یزید سے
حاکم سے پھر خطاب کیا اے زبون خصال　　اب تو جگر مین اہلبیت کے ناسور تو نہ ڈال
زہرا کے دل کی حسرت افسوس در بغل　　دولت کہان علی کی کہان یہ متاع و مال
نادار ہین پر ایسے بھی نادار ہم نہین　　خواہان خونبہائے امام امم نہین
کس کس کا اہلبیت کو تو دیگا خونبہا　　تو جانتا ہے پنجتن پاک کو جدا
زہرا کا مرتضے کا پیمبر کا خونبہا　　بھائی کے ساتھ ذبح ہوئے رن مین مجتبا
اے بید ریغ پوچھ یہ اہل دریغ سے　　کاٹے گئے ہین پانچ گلے ایک تیغ سے

اے یزید کیا اسی واسطے یہ بیکس و ناچار زینب بھائی کے زندہ رہی ہے کہ خونبہا لیکر جب مدینہ جاؤنگی اہل وطن مجھکو تشنیع دینگے کہ کیسی بہن ہے بھائی کو شہید کرا کے بعوض خون کے زر لائی اسی عرصہ مین جناب فاطمہ کی صدا آئی کہ خونبہا حسین کا محشر مین لونگی **نظم**

یہ سن کے بس حسین تو سجدے کو خم ہوئے　　تقدیر مین تمام مصائب رقم ہوئے

نظم

غل پڑ گیا حسینؑ شفیع امم ہوئے — امت کے لوگ مورد لطف و کرم ہوئے

قالب میں روح حکم خدا سے رواں ہوئی — جب آب و گل سے صورت آدم عیاں ہوئی

ابلیس بھی اُس دن مع اتباع تھا حاضر — مولا کے مراتب ہوئے مردود پہ ظاہر

حضرت کے فضائل سے ہوا خوب وہ ماہر — کہتا تھا کہ اپنی تو یہاں عقل ہے قاصر

شبیرؑ نے وہ بار اُٹھایا ہے غضب کا — بندوں کو وسیلہ یہ ملا رحمت رب کا

افسوس کہ بگڑا ہوا اُمت کا بنا کام — شبیرؑ کے کام آنے سے میں ہو گیا ناکام

لیکن ہے بہت سخت اس آغاز کا انجام — اُس دن سے ہی فکر میں تھا وہ سحر و شام

کیا ہوتا ہے اور دیکھیے کیا کرتے ہیں شبیرؑ — کس طرح سے وعدے کو وفا کرتے ہیں شبیرؑ

پس جس وقت کہ خلقت بنی آدم ہوئی ہر ایک پیغمبر اور نبی کے دل کو خیال مراتب اور تشویش مصائب حسینؑ کا تھا چنانچہ بعد پانے جسم خاکی کے ہر ایک نبی کو اشتیاق معائنہ صحرائے کربلا کا ہوا اور جس جس نبی کا گزر اُس دشت ہولناک میں ہوا تھوڑے تھوڑے مصائب سب پر گزرے چنانچہ حال حضرت آدمؑ خراب ہوا اور حضرت نوحؑ کی کشتی کو طوفان آیا حضرت سلیمان کا تخت بدیون نے گرا دیا علیٰ ہذا القیاس

القصہ وہ دن وعدہ وفائی کا بھی آیا — واللہ انھیں صادق الاقرار ہی پایا

سب مان گئے صبر و تحمل وہ دکھایا — وہ ظلم اُٹھائے کہ فرشتوں کو رُلایا

یہ حوصلہ یہ دل یہ کلیجہ تھا کسی کا — حقا کہ یہ حصہ تھا حسینؑ ابن علیؑ کا

عاشور کی جب صبح ہوئی جلوہ کناں آہ — جبریل امیں حاضر خدمت ہوئے ناگاہ

تسلیم بجا لا کے کہا اے شہ ذیجاہ — کیا قصد ہے فرمایا کہ جو مرضی اللہ

آیا ہوں یہاں وعدہ وفا کرنے کو بھائی — لایا ہوں یہ سر نذر خدا کرنے کو بھائی

جو کچھ رضائے حق ہے سب گوارا ہے بھائی بھتیجا بیٹا اسکی مرضی کے آگے کوئی پیارا نہیں ہے لیکن ایک اندیشہ لاحق ہے کہ وقت وعدہ وفائی کا قریب پہونچا حال پیغمبران سلف یاد آتا ہے اُسکے

عتاب وغضب سے جی تھرّاتا ہے

دُنبہ نہ کہین عرش سے میرے لئے آئے	بندہ نہ امانِ شہ سماعیل کے پائے
پھر سوے وطن پھرکے یہ جانباز نجائے	اللہ مری عزت و توقیر بڑھائے
سرمیراکٹے تیغ سے اِس دشت بلا مین	پرفرق سرِ مو نہ ہو وعدے کی وفا مین

یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ بیہوش ہوگئے اور حضرت کی محبت ایام طفلی یاد آئی یعنے جھولا جھلانا تھکنا خلد برین لانا عرش اعلیٰ پرحضرت کالیجانا پوشاک عید خازن جنت سے لانا ان امور کو یاد کرکے بہت رونے اور عرض کی نظم

اندیشہ ہے خود مجھکو کہ اس جور وجفا مین	کن آنکھوں سے دیکھونگا تمھین کرب وبلا مین

یہ کہکر حضرت جبرئیلؑ رخصت ہوے اور جناب امام حسین علیہ السلام مع عزیز و رفقا آمادہ پیکار ہوکر درجہ بدرجہ ہر ایک نے شہادت پائی یکہ و تنہا وہ مظلوم بمقابل اُس گروہ اشقیا کے رہگیا با وجود تشنگی جو میں پہر کے ہزاروں اعداے بدشعار کو واصل جہنم کیا ہنوز نظم

مصروف تھے یون جنگ مین سلطان دو عالم	جو وعدہ وفائی کا خیال آگیا اُس دم
تلوار کو روکا سرِ پُرنور کیا خم	آواز یہ دی لشکر کفار کو پیہم
لو آؤ کرو قتل حسینؑ ابن علیؑ کو	منظور شہادت ہے جگر بند نبی کو
ہے ہے کلمہ گویون کو کچھ رحم نہ آیا	مظلوم کو سید کو مسافر کو ستایا
اک قطرہ ترس کھاکے نہ پانی کا پلایا	پانی کے عوض پیاسے کا خون آہ بہایا
فوّارے لہو کے تن اطہر سے روان تھے	تشنہ دہن اُس خون مین شبیر طپان تھے

اور اسی حالت مین درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ اے خداے دوجہان تیرا بندہ شہادت پر تیار ہے وعدہ وفائی کو حاضر ہون صرف تیرے فضل کا امیدوار ہون نہ عباس دلاور ہے نہ ہمشکل پیغمبر ہے نہ عون و جعفر ہے نہ اصغر ہے نظم

اب مین ہون فقط ایک بقیہ شہدا کا	خواہان ہون ترے فضل و کرم لطف و عطا کا

لاریب کہ تو صادق الاقرار ہے مولا بندے سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا
اب اسکے سوا کوئی تمنا نہیں اصلا بیٹے دین تو مرے بخش دے اے خالق یکتا

دنیا میں عزاداروں کی تو غم سوا کر شیعوں میں انھیں کو خرد تسلیم عطا کر

پیدا ہوئی اُس وقت یہ آواز الٰہی اے مالک و مختار سفیدی و سیاہی
خود صبر ترے صبر پہ دیتا ہے گواہی کی تمنے مری راہ میں سب گھر کی تباہی

واقف ہیں کہ سو جان سے تو ہم پہ فدا ہے خوشنودی حق کے لیے پابند بلا ہے

مسرور ہوا اے عاشق جانباز ہمارے کونین میں تم ایک ہو اللہ کے پیارے
ناجی ہوے زوار و عزادار ہیں سارے لو بخش دیا آج ہی شیعوں کو تمھارے

بندے ہو مرے تو مالک سرکار خدا ہے جو تیری رضا ہے وہی خالق کی رضا ہے

حضرت نے کہا اب مجھے مرنے کا نہیں غم اب اپنی شہادت پہ ہے بندہ خوش و خرم
جو چاہیں کریں ظلم و ستم کافر ظالم خوش ہوں تری راہ میں اے خالق اکرم

ہیں اہل و عیال اور یہ گھربار تصدق اس بندہ نوازی پہ میں سو بار تصدق

اُس وقت تھی سب خلق خدا ششدر و مضطر جن عرش تھے زمین پر تو ملک چرخ برین پر
لکھا ہے کہ ابلیس نے دیکھا جو یہ محشر سمجھا یہ مہم آج قیامت کی ہوئی سر

اندیشہ تھا جسکا وہی سامان نظر آیا آزردہ جو شاہ شہیدان نظر آیا

سوچا کیا تدبیر مگر کچھ نہ بن آئی چلایا کہ دوزخ سے ہوئی سب کو رہائی
جنت کی سند آج گنہگاروں نے پائی شبیر ہوئے مالک مختار خدائی

حالت جو یہ ابتر ہوئی مردود خدا کی ناگاہ زمین و فلک آکر یہ ندا کی

یارب یہ بلا جو ہے شاہ شہدا سے ہر نصرت کل یہ نہیں اُسکا صلا ہے
پر اسکی جزا سلطنت روز جزا ہے ہاں کوئی بلا اس سے فزوں ہو تو بجا ہے

ہو فوق جسے قوت و زور بشری پر نازل وہ بلا ہوئے حسین ابن علی پر

ہنوز شیطان لعین اپنی عرض تمام نکر چکا تھا کہ ناگاہ ایک گرم ہوا اس شدومد کی چلی کہ کسی کو تاب برداشت اس گرمی کی نہ ہوئی درخت جل گئے زمین سے شعلے اُٹھنے لگے دریا کا پانی مثل حمام کے گرم ہوگیا لشکر یزید باوجود پینے آب سرد کے پریشان ہو تلب سینون مین تڑپنے لگے اللہ رے صبر و تحمل جناب امام حسین کا کہ آپ نے عشق راہ خدا مین اس باد سموم کو نسیم سحری تصوّر فرما کر بند قبا کھول دیے پس

نظم

شق ہوگیا ہر زخم تو حدّت کی تعب سے
پر شہ نے کہا کچھ بھی نہ سوکھے ہوئے لب سے

مایوس ہوا دیکھ کے اس صبر کو شیطان
مشغول ہوئے شکر خدا مین بدل وجان
یان قبلہ کی جانب کو مڑے شاہ شہیدان
اتنے مین بڑھا شمر لعین دشمن یزدان

مردود ہوا مرتکب اس بے ادبی کا
دل ہلگیا سینہ مین جگر بند نبی کا

کافی یہ اشارہ ہے محبّین کے لیے آہ
فرمایا لب خشک سے اے ظالم گمراہ
سینہ جو دبا اور بھی تڑپے شہ ذیجاہ
اک بوند پلا دے مجھے پانی کی لو للہ

اب کوچ ہے دنیا سے حسینؑ ابن علیؑ کا
پھر تو نہ سُنیگا یہ بیان تشنہ لبی کا

سُنتے ہی ظالم نے ہلایا سر انکار
لکھا ہے یہ زیر قدم ناصر غفار
رہتی یہ رہے پاون رگڑتے شہ ابرار
اک چشمہ دریائی کا فی الفور نمودار

ہو کر متعجب یہ کہا شمر لعین نے
پانی کی تو قدمون کے تلے نہر ہے جاری
کیون پانی طلب مجھ سے کیا قبلۂ دین نے
اس حضرت کی خدمت مین عبث منت و زاری

شہ بولے یہ اعجاز نمائی ہے ہماری
سب کچھ ہمین قدرت ہے پر اے دشمن باری

کونین کے مختار ہین پروا ہمین کیا ہے
اتمام ہوئی حجت حق شکر خدا ہے

اعجاز کا قائل ہوا شمر ستم ایجاد
اللہ و نبی سے نہ ڈرا بانی بیداد
پر قتل سے سیّد کے نہ باز آیا وہ جلّاد
فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے فریاد

کس ملت و مذہب مین یہ بیداد روا ہے
پیٹے ہوئے موذی کوئی سینہ پر چڑھا ہے

آہ حضرات اب کس زبان سے عرض کروں وہ ملعون سینۂ اقدس پر چڑھا ایک حشر برپا ہو گیا **نظم**

یہ واقعہ لکھتے ہیں بیان راقم اخبار / جب انوے قاتل کے تلے تھے شہ ابرار
منہ پیٹ رہے تھے حرم احمد مختار / آثار قیامت ہوئے ناگاہ نمودار
دیکھا کہ سوئے ابن علی آتی ہے زہرا / کالی کفنی پہنے چلی آتی ہے زہرا

پس جس وقت کہ شمر ولد الزنا نے خیال کیا کہ فاطمہ بنت رسولؐ آتی ہے ششدر و حیران ہو کر وہ بے ایمان اس طرف دیکھنے لگا کیوں حضرات واقف ہو یہ کون بی بی تھی بس اسی توجہ میں **نظم**

دوڑی ہوئی مقتل کے وہ نزدیک جو آئی / ثابت ہوا اس دم کہ یہ زہرا کی ہے جائی
چلائی کہ اے وحشت کدھر ہے مرا بھائی / اے خاک کدھر ہے مری آمان کی کمائی
اے چرخ محمدؐ کے نواسے کو بتا دے / اے نہر کئی روز کے پیاسے کو بتا دے
سر پیٹ کے کہتی تھی کبھی ہائے برادر / کیا تجھ پہ بنی ای مرے ماں جائے برادر
مظلوم برادر مرے دکھ پائے برادر / کیونکر ترے لاشے پہ بہن آئے برادر
تلواروں میں رستہ بھی نہیں پاتی ہے زینب / محروم زیارت سے رہی جاتی ہے زینب
لو مومنو سر پیٹو گریبان کرو چاک / نکلے ہیں نبیؐ قبر سے چہرہ پہ ملے خاک
الٹی ہے زمین اور سو روتے ہیں افلاک / ظالم نے کیا خانۂ پنجتن پاک
کونین میں اس واقعہ سے حشر بپا ہے / جبریلؑ کا شہزادہ زمانے سے اٹھا ہے

اے مومنین بندہ امیدوار اس دعا کا ہوں

دیدے خدا [illegible] وقیامت / عزت جہان میں تجھے اور جنت [illegible] وفات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر پیدائش جناب امام حسین علیہ السّلام و آنا لعیاء حور جنان کا

ذکر پیدائش مقبول خدا ہے ہوتا — جسکا نانا ہے نبی باپ علی ماں زہرا

مورخان خجستہ مقال و ذاکران جلسہ تہنیت و ملال نے حال پیدائش سبط رسول الثقلین یعنی حضرت ابو عبداللہ الحسینؑ اسطرح پر تحریر فرمایا ہے کہ جب بحکم قدرت کاملہ باغبان حقیقی نسیم عنایت بہ نہایت چمنستان رسالت مین چلی تو ایک نہال خشک اس دنیا کا بوزیدگی اُس نسیم کے گل شگفتہ ہو کر سرسبز و شاداب ہوگیا چنانچہ روایت ہے نظم

تیسری تھی مہ شعبان کی شب جمعہ تھی — جبتک اور دین نہ کسے جو ہوئی بنت نبی
پہونچا لعیاء کو یہ احکام جناب احدی — خلق ہم کرتے ہین دنیا مین ولی ابن ولی
خدمت فاطمہ زہرا مین ابھی جا لعیاء — کام جو قابلہ کا ہے وہ بجا لا لعیاء

آگاہ ہون مومنین لعیاء نام ہے ایک حور کا حوران فردوس اعلیٰ سے کہ جملہ حورون سے مرتبہ اسکا بلند ہے اور حسن اُسکا سب سے زیادہ ہے عنایت خدا اُسپر زیادہ ہے سب حورونکی سردار ہے نظم

دیئے یاقوت کے خالق نے اسے قصر کثیر — گئے اقصار زمرد بھی عطا با تنویر
قصر مرجان کی بھی مالک ہو وہی با توقیر — در یکدانہ کا ہے قصر غرض جو تعمیر

اُسیمین وہ حور بصد جاہ و حشم رہتی ہے
انجمن و وقت ابلہ شاہ امم رہتی ہے

پس جس وقت حکم رب جلیل لعبا رکو پہونچا اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا نظم

آج پیدا مرا مقبول جہان مین ہوگا
ہوئیگا وہ نہ سوا میرے کسی کا شیدا
مرتے مرتے جو کریگا مری طاعت کو ادا
امت جد کے لیے اپنا کٹا دیگا گلا

ہم اُسے حشر مین مختاری محشر دینگے
ہم اُسے روز جزا کا شفاعت دینگے

چشمۂ کوثر و تسنیم سے پانی لیکر
حلق جس وقت کہ ہو ساقی کوثر کا پسر
جلد جا حجرۂ زہرا پہ تو اے نیک سیر
صرف ہو غسل مین مولود کے آب کوثر

ہاں اُسے دار مصیبت کی پنھانا پوشاک
پہلے شبیر کو جنت کی پنھانا پوشاک

پس بفرمان رب کریم لعبا اپنی تیاری مین مشغول ہوئی اور زبان حوران جنان سے فخر یہ کہتی تھی کہ آج میرا رتبہ حوران عرش برین اور فرشتگان مقربین سے بلند ہو گیا کیونکہ مین دایہ فرزند فاطمہؑ زہرا جگر گوشہ رسولؐ خدا آرام جان مشکلکشاؑ برادر جناب حسن مجتبیٰ کی تجویز ہوئی ہون اور تعمیل حکم خدا بکمال فرحت و بشاشت آفتابہ مین آب کوثر و تسنیم و طشت یاقوت لیکر مع ستّر ہزار حورون کے روانہ ہوئی جس وقت دولتسرا ے جناب فاطمہ زہرا پر آئی اجازت باریابی کی چاہی الغرض بعد حصول اجازت لعبا داخل سرا ے جناب فاطمہ زہرا آمین کنیزان ہوئی اور تمام حورون کو صف بستہ استادہ کر کے آداب تہنیت بجا لائی اب اپنے دل مین مومنین غور کرین تو بدلست ذاکر آل کا مجلس کو یہ فقرے کافی ہین نظم

مومنو تم نے سنا مرتبۂ بنت نبی
ان کے آگے [illegible]
غور کی ہے یہ جگہ رو دو محبان علیؑ
ظلم امت سے یہ اولاد کی نوبت پہونچی

بیٹیان [illegible]
ریسمان بستہ سفید گئین درباروں مین

جائزہ انکا لگا لینے یزید بیدین
بنت زہرا ہین یہی زینب و کلثوم حزین
نام بتلانے لگا بیبیون کے شمر لعین
یہ سکینہ یہ رقیہ ہے یہ بانو غمگین

زوجہ مسلم مظلوم یہ دل خستہ ہے — اور عباس کی وہ بیوہ رسن بستہ ہے
پاس زینب کے جو رونی ہی یہ با درد و محن — بیٹی شبیر کی ہو اور علی اکبر کی بہن
قتل قاسم جو ہوا دشت میں فرزند حسنؑ — ہیگی اُس کشتۂ شمشیر ستم کی وہ دولھن
عقد اسکا بھی شب قتل ہوا تھا رن مین — کی تھی شادی اسی بیٹی کی بلا کے بن مین

پس اسوقت کا حال اگر لکھتا ہون تو عرض کسترین باقی رہجا دیگی القصہ جواب سلام سے دل لعیاد کا شاد فرمایا اور بعد مشاہدہ شکل و شمائل لعیا و خوش اندام باستعجاب تمام زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ اے خواہر مین نے تجھکو آج تک نہین دیکھا جلد بیان کر تو کس قوم و قبیلہ سے ہے اور کیا نام رکھتی ہے اور سبب تیرے آنے کا اسوقت میرے گھر مین کیا ہے یہ سنکر لعیا نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ اے بنت رسول خدا بتول عذرا مین ایک حور ہون حوران جنان سے اور نام میرا لعیا ہے اور مسکن میرا فردوس اعلیٰ اور سبب آنحضار کنیز ناچیز کا مع حوران باتمیز دولتسرائے عالی مین یہ ہے کہ برگزیدۂ خدا جو اسوقت آپ کے بطن اقدس سے رونق افزائے گلشن دنیا ہوا چاہتا ہے اسواسطے بنابر خدمتگزاری اس مولود باجود کے بفرمان خالق ارض و سما واسطے خدمتگزاری قابلہ گری سرافراز و ممتاز ہو کر فیضیاب خدمت عالی ہے حضرت بمجرد استماع سخنان لعیا روح شفیعۂ روز جزا بسبب بیسرو سامانی شرم و حیا سے اسقدر ملول و محزون ہوئی کہ و فور حزن و ملال سے قریب تھا کہ اشک گوہر رشک چشمہائے حق بین سے جاری ہون بلکہ مرقوم ہے کہ اُس روز اس معصومۂ دو جہان پر فاقہ تھا اور بنابر فرش بجز ایک حصیر کہنہ کے کچھ بھی نہ تھا پس آپ نے لعیا سے ارشاد فرمایا کہ اے لعیا مین بجز اس حصیر کہنہ کے کچھ نہین رکھتی **نظم**

سنکے لعیا نے یہ ارشاد جناب زہرا — باندھ کر ہاتھ یہ کی عرض کہ اے نور خدا
آپ کے فرش پہ بیٹھون نہین مقدور مرا — مجھسے ہرگز یہ نہوگا یہ نہ ہوگا حاشا
ترک آداب ہی گر پاؤن رکھون مین اسپر — ہان اجازت ہو تو آنکھون کو ملون مین اسپر
یہ جگہ بیٹھنے اور رونے کی ہے اہل عزا — پاس آداب یہ لعیا نے کیا زہرا کا

بوریے پر بھی نہ پاؤن کو ادب سے رکھا
گر امّت نے نہ کی قدر نبی و زہرا
ذبح بیجرم و خطا فاطمہؑ کا لال کیا
سندِ احمدِ مختار کو پامال کیا

ہنوز جناب فاطمہ زہرا یہ ارشاد فرما رہی تھین کہ فوراً حکم ربّ جلیل حضرت جبرئیل کو ہوا کہ اے جبرئیلؑ نور دیدۂ رسول ہماری کنیز خاص بتولؑ لعیا رسے معذرت عدم موجودگی فرش کر رہی ہے اور بوجہ عسرت محزون و ملول ہے اسوقت ہمکو معذرت فاطمہ بمقابلۂ لعیا ر ناگوار ہے پس بہ تعجیل تمام فرش سندس و استبرق بہشت عنبر سرشت سے مع حورا کے لیجا کر خانہ فاطمہؑ زہرا مین بچھوا دے تاکہ شان و بزرگی سیدہؑ فاطمہؑ کی لعیا ر پر ظاہر ہوئے پس حضرت جبرئیلؑ نے **نظم**

حکم یون خالق کونین نے حورا کو دیا
فرش استبرق و سندس کا شتابی بیجا
مجھکو اللہ نے یہ حکم دیا ہے حورا
متردد ہے پئے فرش جناب زہراؑ
اسکو جلدی سے بچھا گھر مین تو اب زہراؑ کے
ہے وہ محزون بٹھانے کے لئے لعیا ر کے

کیون حضرات خداوند کریم کو ملال خاطر فاطمہ زہرا اسقدر ناگوار تھا آہ وا ویلا اُمّت جفا کار اسی فاطمہ کی بیٹیون اور بہوؤن کو کیسی خواری اور ذلّت سے گرفتار کر کے شام کو لیگئی اور ایسے ویرانے مقام مین محبوس کیا **نظم**

خراب حال تھا اس درجہ وہ خرابۂ شام
نہ سقف اُسپہ تھی جون سقف چرخ نیلی فام
سوائے خاک نہ تھا نام کو بھی فرش کا نام
زمین بھی اُسکی تھی پست و بلند ہر یک گام
وہ ایک عرصہ سے مسکن تھا مار و کژدم کا
گذر نہ ہوتا تھا اُس سرزمین پہ آدم کا

اگر تمام حال اس خرابی کا عرض کرتا ہون تو حال پیدائش جو عرض کرنے کو باقی ہے رہجاوے گا پس جبرئیلؑ بحکم ربّ جلیل مع حورا فرش لائے جس وقت حورا و لنسرائے حضرت فاطمہ مین مع فرش گئی بعد بجا آوری سلام مستفسر مقام فرش کی ہوئی پس جناب فاطمہ نے نام اور سبب فرش لانیکا پوچھا تو حورا نے اسم اپنا اور سبب لانے فرش کا بحکم خدائے جلیل بہمراہی جبرئیل مفصل عرض کیا بسماعت اس حال کے حضرت فاطمہؑ نے سجدۂ شکر درگاہ معبود مین ادا کرنے کو سر جھکایا ہنوز سر مبارک

سجدے سے نہ اُٹھا تھا کہ حوروں نے فرش بچھا کر مکان جناب فاطمہ رشک وہ گلزار جنان کر دیا جس وقت کہ اُس مخدومۂ دارین نے سجدے سے سر اُٹھایا ملاحظہ فرمایا کہ تمام گھر فرش سندس و استبرق سے آراستہ ہے اُس وقت آپ نے لعیا کو اجازت بیٹھنے کی دی اور لعیا بعد بجا آوری سلام مع گروہ حوران ہمراہی کے باآداب تمام بیٹھ گئی الغرض جس وقت کہ ساعت میلاد جناب امام حسینؑ قریب پہونچی اور صدمہ دردزہ سے چہرۂ مبارک جناب فاطمہ کا متغیر ہونے لگا پس حوریان بہشتی نے اُٹھکر پردہ ہاے بہشتی کو ہر چہار طرف اس مخدومہ کے آویزان کر دیا اور سب کی سب کمر بستہ واسطے خدمتگزاری کے موجود ہوئیں

نظم

الغرض پیدا ہوئے جس دم شہ گلگون قبا ... ہو گئی پُر نور دنیا اور منور ہر سما
باادب آغوش میں لعیا نے مولا کو لیا ... پیار سے پیشانی پُر نور پر بوسہ دیا
بولی صدقے تیرے اے روح روان فاطمہؑ ... تجھسے حق روشن کرے نام و نشان فاطمہؑ
اے مرے آقا مرے مولا امیر مومنان ... اے مرے سیّد مرے سرور شہ ہر دو جہان
اے مرے ہادی مرے رہبر امام انس و جان ... اے قسیم نار و جنّت اے شفیع مذنبان
زینت عرش علی جان پیمبر والسّلام ... خامس آل عبا دلبند حیدر والسّلام
کہکے یہ پھر بہر غسل سرور عالیجناب ... لی اُٹھا لعیا نے وہ ابریق نورانی شتاب
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا جسمین تھا آب ... لا رکھا پھر طشت فردوس بریں با آب و تاب
خوش ہو لعیا غسل جسم پاک کو دینے لگی ... آب غسل ہر حور جنت ہاتھ میں لینے لگی
جسم شہ سے جتنا پانی طشت کے اندر گرا ... لکھتے ہیں حوروں نے وہ پانی تبرک کر لیا
چشم و پیشانی و عارض پر تفاخر سے ملا ... نام تک اس طشت میں پانی نہ اک قطرہ رہا
ملکے رخساروں پہ ہر اک حور شادان ہو گئی ... آبرو اس آب سے انکی فراوان ہو گئی

پس اُس وقت حکم رب جلیل حضرت جبرئیلؑ کو اس طور پر ہوا کہ اے جبرئیلؑ آج تیرے اُستاد علیؑ بن ابیطالب کے گھر میں فرزند سعادتمند پیدا ہوا ہے پس تجھکو لازم ہے کہ گروہ فرشتگان کو اپنے ساتھ

اور تاج جواہر اپنے سر پر رکھکر بخدمت رسول حاضر ہوا اور میر اسلام کہکر اسطرح پر نظم

کہیو پیغمبر مقبول سے تو جد سلام — یہ نواسہ ہو مبارک تمھیں اے خیر انام
ہوگا امت پہ تصدق نہیں کچھ اسمین کلام — خونبہا اسکا خلائق کی شفاعت ہو مدام
یہ پسر شاہ شہیدان کا لقب پاویگا — یہی لڑکا تری اُمت کو بھی بخشاویگا
جو کہ لیویگا بعزت ترے فرزند کا نام — ہم اُسے دیوینگے کونین مین توقیر مدام
قبر کو اسکی کریگا جو کوئی جھک کے سلام — ہم سلام اُسپہ کرینگے بعطا و اکرام
اسی سید کے الم مین جو کوئی رو دیگا — اُسکا اللہ پہ احسان بڑا ہووے گا

اور اس طرح کہا کہ اے نبی ہمنے اس فرزند کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے یعنی تمہارا جسم مطہر میرے نور سے بنا ہے اور تمہارے جسم سے حسینؑ پس اسکی خاطرداری اور دلداری کرنا سب کو لازم ہے بیت

جسکو شبیر پیارا خوب ہے وہ — جو محب اُسکا ہے اللہ کا محبوب ہے وہ

بعد اس حکم قضا شیم کے جبرئیلؑ امین واسطے حاضری خدمت بابرکت ختم المرسلین کے بصد شوکت وجلالت براے اداے مراسم تہنیت آسمان سے طرف تختۂ زمین کے روانہ ہوے اثناے راہ مین فطرس فرشتہ کہ مقربان درگاہ الٰہی سے تھا بوجہ ترک اولیٰ برق عتاب سے بال و پر سوختہ راستہ مین پڑا ملا بعد دیکھنے جبرئیلؑ کے فطرس نے نہایت سراسیمہ ہوکر نظم

کہا اُسوقت فرشتہ نے یہ جبرئیلؑ سے آ — یعنی اے زمزمہ سنج چمن ذی جود خدا
کیا زمانے مین ہوئی عید نئی ہے برپا — نقش نو پا کوئی نقاش ازل نے کھینچا
وضع دیگر مین زمین و فلک پیر ہے آج — کیا نیا باغ لگانے کی یہ تدبیر ہے آج
اُس فرشتہ سے کہا روح امین نے ہنسکر — ایسا مدہوش پڑا ہے کہ نہیں تجھکو خبر
آج اللہ نے بخشا وہ محمدؐ کو پسر — حشر مین تاج شفاعت وہ رکھیگا سر پر
مرتبہ پایا بڑا اُس شہ ذیجاہ نے ہے — تہنیت کے لیے بھیجا مجھے اللہ نے ہے

یہ سنکر اُمید شفاعت بعد حصول استصواب جبرئیلؑ فطرس بھی ہمراہ ہوا الغرض حضرت جبرئیلؑ بصد

تعجیل خدمت بابرکت رسولؐ مقبول مین حاضر ہوے اور مراسم تہنیت وسلام ازجانب خدائے ذوالکرام ادا کر کے اپنی طرف سے مبارکباد دی اُس وقت آپ حضرت امام حسینؑ کو آغوش مین لئے ہوئے مُنھ سے مُنھ سینہ سے سینہ ملکر دمبدم لحمک لحمی فرماتے تھے یہ حال دیکھکر حضرت جبریلؑ رونے لگے اور عرض کی یارسول اللہ اس وقت گلے کا چومنا آپ کا مجھکو معرکۂ کربلا یاد دلاتا ہے بس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے اخی سچ کہتے ہو اس گلے کا کٹنا تا خود حسینؑ روز ازل کو منظور کرچکا ہے بیت

ہے گلا اسکا بنا تیغ تلے دھرنے کو
پالتا ہون اُسے اُمّت پہ فدا کرنے کو

بعد ازان حضرت جبریلؑ نے سفارش فطرس عرض کر کے تمام حال بال و پر سوختہ ہونے کا بوجہ عتاب الٰہی عرض کیا اور گذارش کی کہ یہ گنہگار آپ کے آستانہ پر بامید شفاعت آیا ہے کہ شاید بتصدق انبساط مولد حسینؑ اسکی تقصیر معاف ہونے کے واسطے آپ دعا فرما دین یہ سُنکر نظم

اُس فرشتہ سے یہ محبوب الٰہی نے کہا
کرے مس بازوے شبیر سے بازو اپنا

وہ فرشتہ سخن شہ سے بہت شاد ہوا
بازوے پاک سے بازوے شکستہ کو ملا

سب سے کہتا تھا کہ کیا خوب دوا پائی ہے
دیکھو شبیر کی یہ پہلی مسیحائی ہے

رو بقبلہ ہوے اُس وقت رسولؐ دوسرا
اور شبیرؑ کو ہاتھون پہ محمدؐ نے لیا

ایک جانب کو بتولؑ ایک طرف شیر خدا
فوج قدسی لیے جبریلؑ امین پشت پہ تھا

یان تو محبوب الٰہی نے کہا بسم اللہ
آگئی وان باب اجابت سے صدا بسم اللہ

اور جناب رسول خداؐ واسطے شفاعت کے دعا فرماتے تھے اور جناب فاطمہؑ و علی مرتضیٰؑ و حسنؑ سب کے سب آمین کہہ رہے تھے کہ ناگاہ بہ قدرت الٰہی زبان مبارک جناب امام حسین علیہ السلام سے آمین کا لفظ جاری ہوا یہ معجزہ اوّل جناب امام مظلوم کا تھا کہ روز ولادت کلمۂ آمین مُنھ سے نکلا

معجزے تو یہان شاہ نے آمین کہا
اور وہان عرش پہ اللہ نے آمین کہا

قلزم مغفرتِ رحمتِ ربِ اکبر
جوش مین آگئی شبیر کی آمین سُنکر

اس فرشتہ کو عنایت کیے اللہ نے پر
فخر کرتا تھا فرشتوں میں یہ وہ نیک سیر

کس کو رتبہ یہ دیا مالک تقدیر نے ہے
مجھکو آزاد کیا حضرت شبیرؑ نے ہے

پس اگر تمام حال پیدایش کا عرض کرتا ہون تو مطلب جو اس مجلس کی بنا سے ہے رہجاوے گا بس اسی قدر کافی ہے نظم

مومنو تمنے سُنا پیدایش مولا کا حال
روز پیدایش کو تھا اس شہ کا یہ جاہ و جلال

قابلہ لیا بنی آکر بہ حکم ذوالجلال
آب کوثر آیا بہر غسل شاہ خوشخصال

ہے غضب اُس شاہ کی اعدانے یہ توقیر کی
غسل کو محتاج تھی لاش اُس شہ دلگیر کی

آہ آہ اُسی حسینؑ کی پیاس کا ذکر ہے کہ ہفتم محرم سے دہی شاہزادہ کونین فرزند رسول ثقلین امام دارین بالب تشنہ و گرسنہ میدان کربلا مین فریاد کرتا تھا اور کوئی اُس مظلوم کی گریہ وزاری نہ سُنتا تھا بلکہ نظم

روز عاشورہ اُسی شہ پر سپاہ اشقیا
یا دوہنگام زوال شمس جس دم آگیا

صبح سے تا دوپہر کرتی رہی جور و جفا
قتل پر سبط نبی کے لشکر شامی جھکا

ہر طرف سے نرغہ اعدا کے نوا سے پر کیا
چارسو سے حملہ پھر اُس بھوکے پیاسے پر کیا

پس اب آگے کیا عرض کرون دل کانپتا ہے قلم ہاتھ سے گرا جاتا ہے زبان کو لکنت ہے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے کہ جس وقت اُن ظالمان سیہ دلنے اُس مظلوم کو چارون طرف سے گھیر لیا اور وار نیزہ و شمشیر کا کرنے لگے تو فوارے خون کے جسم مطہر سے جاری ہوسے مگر آپ نے مطلق خیال نہ کیا آہ جب وقت ایک تیر [illegible] لگا و خون آنکھوں پر آکے بہا اُس وقت نظم

دامن سے لہو پونچھ رہے تھے شہ دلگیر
جو سینہ اقدس پہ سم آلود لگا تیر

گھوڑے پہ نہ سنبھلا گیا بیدل ہوئے شبیرؑ
اک دوش پہ اک سر پہ لگی ظلم کی شمشیر

تیورا کے لہو دیکھ کے پوشاک پہ حضرت
پہلو پہ سنان کھاکے گرے خاک پہ حضرت

تھی حسرت جگر فاطمہؑ کے لال کے تن پر
حربون سے سوا ٹڑے تھے ہر سمت سے تیر

اک صدر پہ بین گھاو سنانون کے بہتر
کھائے تھے تیر سیکڑون اور سیکڑون خنجر

سجدے تھے جو زخم دم شمشیر لگے تھے
بتیس تو سینے پہ فقط تیر لگے تھے

زخمی ہوئیں یاں تک کہ ہوا حال دگرگون
سب ڈوب گیا جسم مطہر پہ بہا خون
بسمل جو تڑپ کر وہ جگر بند دل محزون
واں کی بھی زمیں ہوگئی سب خون سے گلگون
ہے کون جو اس غم کو فراموش کریگا
اب حشر کے دن پھر وہ لہو جوش کریگا

ہاں مستعد گریہ و ماتم ہوں عزادار
قتل شہ مظلوم کے اب بند ہیں دو چار
لکھا ہے کہ تھے سجدۂ حق میں شہ ابرار
مارا کسی ظالم نے تبر فرق پہ یکبار
تربت میں ید اللہ نے کی آہ تڑپ کر
سجدے سے ہوئے یاں شہ ذیجاہ تڑپ کر

غش تھے کہ گیا قتل کو خونی ستمگر
ٹھہرا نہ مگر ہاتھ جدا کر نہ سکا سر
پھر آیا سنان ابن انس بھی یونہیں جا کر
اُس وقت بڑھا شمر لعین کھینچ کے خنجر
کی دست درازی غضب اُس دشمن دیں نے
حضرت کے گریبان پہ رکھا ہاتھ لعین نے

فرمانے لگے کھول کے آنکھیں شہ ذیجاہ
واقف ہے کہ میں کون ہوں اے ظالم گمراہ
بولا وہ جفا کار کہ آگاہ ہوں آگاہ
جد آپ کے احمد ہیں پدر ہیں اسد اللہ
لیکن نہ پیمبر سے نہ حیدر سے ڈرونگا
سب دیکھینگے یوں آپکو میں ذبح کرونگا

قاتل سے کہا شہ نے زبان خشک دکھا کے
پیاسا ہوں میں کر ذبح مجھے پانی پلا کے
اُسنے کہا اب پیجو کوثر ہی پہ جا کے
پھر کچھ نہ کہا شہ نے بجز شکر خدا کے
زہرا کی صدا آئی کہ اس پیاس کے صدقے
بیکس مرے بچے میں تری پیاس کے صدقے

واں بیٹھے تھے در پہ حرم با سر عریان
اور نکلی ہوئی تکتی تھی فضہ سر میدان
رو کر یہ پکاری وہ کہ اے زینب نالان
اب تیغ سے کٹتا ہے سر سرور ذیشان
گھبرا کے وہ دو روز کی پیاسی نکل آئی
پردے سے محمدؐ کی نواسی نکل آئی

اور جناب امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ اے بھائی جان اگر حکم ہو تو یہ جان نثار بہن چلکر ہو کر سایۂ چادر تن اطہر پر کرے پس اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے بہن اس وقت

مین ہمکو شرمندہ نکرو کہ یہ گفتار بد شعار تمھاری آواز سُنتے ہین تو میری روح کو صدمہ ہوتا ہی جبتک میرے دم مین دم ہے تب تک تم باہر نہ نکلو پس حضرت زینب نے فرمایا کہ اے فضہ یہ آواز تو میرے بھائی حسن کی ہے مگر صورت و شمائل تو نہین ملتی ہے پس فضہ نے عرض کی کہ اے شاہزادی بیت

شکل پہچانی نہین جاتی شہ دلگیر کی ۔۔۔ تا محاسن خون مین تر ہو شکل سب شبیر کی

پس اب ذاکر خاتمہ کرتا ہے کیونکہ شہادت کا بیان آگے منظور ہے پس اس وقت جناب امام حسینؑ درگاہ مالک کونین مین یہی فرماتے تھے کہ بیت

ہے تجھسے التجا یہی اس دل ملول کی ۔۔۔ اُمت کو بخش دے مرے نانا رسولؐ کی

عزت بڑھے وزیر کی مطلب حصول ہو
سرکار شاہ مین مرا یہ قبول ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در بیان مراتب و منزلت حسینؑ بایام طفلی پیش جدؑ اور رسول خدا

شبیر سا ذبیح کوئی دوسرا نہیں — حبیب مجید سے ... خدا نہیں

آگاہ ہون مومنین کہ فضائل اور مراتب جناب امام حسین علیہ السلام اسقدر لا تعداد و لا تحصیٰ ہیں کہ جسکا احاطہ انسان تو ایک طرف بنی جان اور فرشتگان آسمان سے بھی ممکن نہیں ہے پس یہ کمترین کب اسکی مدح لکھ سکتا ہے اور اُسکے مدارج کا بیان گوش گزار مومنین کے کرسکتا ہے مؤلف

یا شاہ کربلا تری مدحت محال ہے — مین کیا زبان طوطی سدرہ کی لال ہے
دعویٰ جو ہوسکا کیجیے قصر کمال ہے — تو فاطمہؑ کا ماہ ہے حیدرؑ کا لال ہے
قرآن مین وصف جب ترا رب ہا کرے — بندے کی کیا مجال جو مدح و ثنا کرے

پس کمترین چاہتا ہے کہ تھوڑا اس حال قدر و منزلت حضرت امام حسینؑ برگزیدہ کونین گوش گزار مومنین کرون روایت ہے کہ جس وقت پیدا ہوئے آپ صفیہ دختر عبد المطلب فرماتی ہین کہ گود مین لیا مین نے آپ کو اور اُسی وقت تشریف لائے رسول مقبولؐ و فرمایا ہے کہ اے صفیہ میرا فرزند گود مین دیدے میرے تو جیسے مین نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ ابھی پاک نہین کیا گیا [illegible]

دیا گیا اُس وقت فرمایا آپ نے افسوس ہے اے عمہ تم واقف نہین ہو کہ یہ فرزند میرا درگاہ خدا سے
پاک جیسا پیدا ہوا ہے تم اسکو کیا پاک کرو گی دو دیا میرے گودی سے حسین کو اور بوسہ دیا
رسول برحق نے پیشانی نورانی پر اس مولود کی اور زبان دی اپنی منہ مین اور جبکہ پالنے
مین جُھولنے کے لائق ہوے تو اکثر جبرئیل امین عرش سے آتے تھے اور ملاحظہ فرماتے تھے کہ فاطمہ بنت
رسول بوجہ مشقت کاروبار خانہ داری تھک کر سو گئی ہین اور امام حسین روتے ہین اُس وقت جبرئیل
جھولا جُھلاتے تھے آپ کا اور لوریان دیتے تھے جب آپ بیدار ہوتی تھین تو آواز لوری دینے کی
سماعت فرماتی تھین مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اتفاقاً ایک روز آپ حجرۂ طاعت مین عبادت اپنے پروردگار
کی فرماتی تھین کہ اُس روز بھی آپ نے لوری سُنی مخمس

ہست منقول کہ یک روز بتول
بود در حجرۂ طاعت مشغول
سُن شنید این کلمات معقول
ونٌ فِی الجَنّۃِ نَھرٌ مِن لَبَن
لِعَلِیٍّ وَ لِفاطِمَۃ وَحُسَینٍ وَحَسَن

پس فاطمہ زہرا نے عرض کی اس قصہ کو جناب رسول خدا سے کہ اے بابا اکثر جب مین سو جاتی
ہون یا عبادت پروردگار مین مشغول رہتی ہون اور حسین میرا روتا ہے اُس وقت مین آواز
لوری کی سُنتی ہون مگر کوئی نظر نہین آتا فرمایا آپ نے اے جان پدر نور نظر میرے پروردگار عالم کو
گریہ حسین منظور نہین ہے اسواسطے بحکم رب جلیل جبرئیل آتے ہین اور لوری دیتے ہین اور اکثر
روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو واسطے بہلانے کے جُھولے سے
عرش پر لیجاتے تھے چنانچہ مؤلف نے ایک مناجات مین عرض کیا ہے نظم

کیونکر پیارا حق کا تم پہ نہووے زیادہ تر
اللہ کے رسول کے ہو پارۂ جگر
جُھولے سے تمکو لیگئے جبرئیل عرش پر
اکثر تمہارے واسطے اپنے بچھائے پر
جن و بشر تمہاری خدمت میں آئے ہین
تحفے ملک تمہین جنت سے لائے ہین

روضہ میں ... ہے طبری سے اور کتاب طاؤس یمانی سے جس وقت امام حسین کو مکتب مین

مین لیجاتے تھے تو گلوئے مبارک سے ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ تمام مکان روشن ہو جاتا تھا ابن شہر
آشوب نے حسن بصری اور ام سلمہ سے روایت لکھی ہے کہ اکثر حضرت جبرئیلؑ بشکل دحیہ کلبی آپ کے
پاس وحی لیکر نازل ہوتے تھے ایک روز کچھ وحی الٰہی لائے و جناب امام حسینؑ انکو دحیہ کلبی جان
کے کہ اکثر دحیہ کلبی آپ کے واسطے میوے لانے تھے گودی مین جبرئیلؑ کی جا بیٹھے اور دامن و
آستین مین کچھ ڈھونڈھنے لگے رسول خدا نے چاہا کہ حسینؑ کو گود جبرئیلؑ سے اتار لین عرض کی
جبرئیلؑ نے کہ یا رسول اللہ انکو یہین رہنے دیجیے فرمایا حضرت نے اے اخی مین شرمندہ ہون کہ تمھاری
گودی مین گستاخانہ جا بیٹھے ہین عرض کی جبرئیلؑ نے کہ آپ ایسا نفرماوین یہ برگزیدہ خدا ہین اور
مان انکی خاص کنیز پروردگار فاطمہ طاہرہ مالک بہشت ہین سبب چکی پیستے پیستے تھک کر سو جاتی ہین تب
مجھکو حکم پروردگار ہوتا ہے کہ جلد جا زمین پر فاطمہ سوتی ہے حسینؑ روتے ہین جھولا جھلا اور جبتک سو کر
اُٹھے آٹا پیسکر تیار کر کہ وقت پر روٹی پکے اور حسینؑ کے کھانے کو دیر نہ ہو فاطمہ کے آرام مین فرق
نہ آوے یا نبی اللہ جب حبیب خدا انکی یہ خاطر ہے کہ مجھکو خدمت گہوارہ جنبانی اور آسیا کی
کرنی پڑی گودی مین بیٹھے تو کیا مضائقہ مگر ارشاد فرمایئے کہ میرے دامن اور آستین مین کیا ڈھونڈھتے
ہین ارشاد فرمایا کہ اے اخی یہ تمکو اس وقت حسینؑ نے دحیہ کلبی جانا ہے کیونکہ جب وہ سفر سے
آتے ہین تو انکے واسطے کچھ نہ کچھ لاتے ہین پس بسماعت ان کلمات کے حضرت جبرئیلؑ نے بلند کیا ہاتھ
اپنا طرف آسمان کے اور ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار لیکر دونون صاحبزادونکو دئے
اُس وقت صاحبزادے بہت خوش ہوئے اور کھاتے ان میوون کو سب بزرگوار مگر تھوڑا سا
باقی رکھتے تھے کہ پھر بقدرت الٰہی وہ میوے اصلی حالت پر ہو جاتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ ان میوون
مین سے انار غائب ہو گیا وقت وفات جناب رسول خدا اور بہی وقت شہادت جناب امیر
علیہ السلام اور سیب باقی رہا تا معرکہ کربلا اور جب وقت تشنگی سے امام مظلوم بے چین ہوتے تھے تو
اس سیب کو سونگھ لیتے تھے تو تشنگی کم ہو جاتی تھی اور وقت سفر خلد برین آپ نے اسکو نوش فرمایا
اور ایک روایت مین منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا نماز پڑھکر سجدے مین گئے اتفاقاً جناب

سامان نیا کرتے تھے اطفال نیک ذات — مہندی لگا کے ان کو دکھاتے تھے کوئی بات
پیلا کے فرط شوق سے کہتا تھا کہ یہ بات — جائینگے عیدگاہ کو کل ہم پدر کے ساتھ
تھا ایک کا یہ قول کہ عیدی جو پائینگے — اپنی بہن کے واسطے سوغات لائینگے

تمام لڑکے اہل محلہ کے شوق عید میں خندان پھرتے تھے ناگاہ جناب حسین سب لڑکوں کو
حسن کے پرشوق لباس اپنی ماں کے پاس آئے اور گلے سے لپٹ کر عرض کرنے لگے کہ اے امان
دوم ہو آپ کو معلوم ہی اس امر سے واقف ہر ایک بشر ہے کہ نانا ہمارا سید البشر ہے لیکن نظم

سامان اب تلک نہیں عیش و سرور کے — کیا کل نہ عید ہوئیگی گھر میں حضور کے
عسرت پہ اپنی رو کے یہ معصومہ نے کہا — قربان جاؤں عید سے فاقہ کشوں کو کیا
اہل دول کے واسطے ہے عید کا مزا — آل نبی کی عید ہے خوشنودی خدا
زہرا کو چاند عید کا پیاروں کی دید ہے — تم سب گلے سے لپٹے ہو یہی کہ عید ہے

یہ سنکر جناب حسین نے عرض کی اے فلک جناب آپ کی شفقت جناب کا حال معلوم ہے مگر کسقدر
جائے حجاب بمقام شماتت دشمن کے ہے کہ ہمارے پاس پوشاک نو نہیں بیت

ذریت سے ملے تمہارے بدولت بڑے بڑے — لینگے سبھی گھڑی نئے کپڑے کھڑے کھڑے

آپ اگر بوجہ عسرت کے ششدر ہو گئی ہیں الاختیار کار زمانہ تقدیر ہیں تابعدار آپ مطیع ہی ہم بھی ہیں
شبیر و شبیر ہیں نظم

اماں لباس عید بنا دو ابھی ابھی — تیار ہوں تو لا کے دکھا دو ابھی ابھی
کیا جانیں ہم کہیں سے منگا دو ابھی ابھی — رکھکر سرہانے سوئینگے لا دو ابھی ابھی
سرتاج اوصیائے سلف کے پسر ہیں ہم — آپ بھی تو سرپہ عید بھی ہو رہنگے ننگے ہم

پس ان کلمات سے حضرت بتول دختر رسول مقبول بہت ملول ہوئیں اور واسطے خوشنودی صاحبزادوں
کے صلواۃ فرمانے لگیں کہ اے نور دیدگان میں تمہارا دل لیتی تھی تمہارے کپڑے بیت

خیاط لیگیا ہے وہ اب سیکے لائے گا — میں ذمہ گی میرا ذمہ کوئی دم میں آئیگا

ناگہاں دن گذرا شام ہوئی حسنینؑ پھر جناب فاطمہؑ سے متقاضی پوشاک کے ہوئے تو آپ فرماتی تھیں کہ اے بیٹو تم لیٹو پوشاک آتی ہوگی کہ اسی عرصہ میں حسنینؑ سو گئے اور جناب فاطمہؑ سجادہ پر نماز پڑھکر فرماتی تھیں کہ اے رب میرے صبح کو حسنینؑ کو کیا منھ دکھلاؤنگی اطفال عام اور خاص کے آپس میں لینگے میرے بچے روئینگے پوشاک کہاں سے لاؤنگی نظم

صدیقہ نام رکھا ہے تو نے بتولؑ کا	جھوٹا نہ مجھکو کیجیو صدقہ رسولؐ کا
مشغول تھیں دعا میں ابھی اشرف النسا	زنجیر در ہلا کے کسی نے جو دی صدا
در پر پکاری کون کہا بندۂ خدا	قادی غلام خادم اولاد مصطفےٰ
خیاط ہوں حضور کے ہر نور عین کا	یہ [illegible] لباس حسن اور حسینؑ کا
خیبر شکن کی زوجہ نے در کو جو وا کیا	رومال اک بندھا ہوا اسنے اسے دیا
کھولا جو لا کے پھیل گئی نکہت صد ضیا	کپڑے وہ تہ بتہ تھے کہ اسرار کبریا
خیر النسا تھیں صرف دعا و رد یاس میں	نازل ہوئی تھی رحمت حق اس لباس میں
[illegible] تحفہ میں جنسے سرفراز	شمس و قمر [illegible] تھے دراز
دو کپڑے تھے وہ عمدہ کہ باصد شکوہ و ناز	جنکو پہن کے عید پڑھی عید کی نماز
فانوس شمع طور کے دو زیر جامے تھے	پرنور دو عبائیں تھیں اور دو عمامے تھے
رکھے جو انکے سر پہ عمامے ہر یک دگر	دستار کی طرح سے پھرا عرش گرد سر
پڑھکر دعائیں کپڑے جو پہنائے سربسر	غل تھا کہ دو جہان میں اور [illegible]
پوشاک سے نواسوں کی یہ شان ہو گئی	اک عید بعد تھی دوسری قربان ہو گئی

پس بوقت صبح جناب رسولؐ خدا گھر میں جناب فاطمہؑ کے تشریف لائے اور پوشاک نواسوں کی ملاحظہ کرکے پوچھا کہ اے نور دیدگان یہ پوشاک کہاں سے پائی عرض کی دونوں شاہزادوں نے ہمکو اماں جان نے دی ہے پس آپ نے جناب فاطمہؑ سے دریافت فرمایا کہ اے دخت جگر تم جانتی ہو کہ یہ لباس کہاں سے آئے ہیں عرض کی فاطمہؑ نے کہ اے بابا آپ رسول خدا ہیں آپ

جانتے ہونگے پس فرمایا حضرت نے کہ اے نور دیدہ یہ پوشاک بہشت سے خازن جنت دیگیا ہے پس
ربین بی نواسون نے کہ نانا سب لڑکون کے لباس تو رنگین ہین ہمارے پارچے سفید ہین امیدوار
ہین کہ ہمارے پارچے بھی رنگین ہون یہ گزارش سُنکر حضرت خاموش ہوگئے اور سر مبارک خم کرلیا
اسی عرصہ مین حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ خدائے عزوجل نے بعد سلام
کے ارشاد کیا ہے کہ تم مالک کونین ہو حسنین کو خواہش رنگ ہے تو جو رنگ پسند ہو پارچے رنگدیے جائین
ابریق و طشت حاضر ہے آپ کپڑون کو رنگ فرمادین مین پانی ڈالون الغرض **بیت**

حضرت نے جلد حسن سے تحفہ لیا — ابریق کو ادب سے ملک نے اُٹھا لیا

پوچھا نبی نے رنگ تو بولا وہ خوشخرام — نانا مین رنگ سبز کا عاشق ہون والسلام
تب پانی ڈالنے لگے جبرئیل نیکنام — محبوب نے نچوڑا تو وہ سبز تھا تمام
ہر رنگ خضر آل نبی کی قبا ہوئی — اس پیرہن سے قدر زمرد سوا ہوئی

سن رخت سبز گون نے حسن کو یہ خوش کیا — تسلیم کرکے ہاتھ سے نانا کے لے لیا
چاہا کہ پہنین تن مین وہ ملبوس پُرضیا — حومان لگا رہی دونون ہو تم خاص کبریا
کہا ابھی ہے سادہ مرے کربلائی کا — کچھ رنج حسن کے دل نہ گزرے چھوٹے بھائی کا

پھر حُلّہ جلد جلد اُتارا حسین نے — پیش نبی لگن مین منگوایا حسین نے
ہنسکر کہا یہی ہے اشارا حسین نے — بھائی پہ دیکھا پیار تمہارا حسین نے

پیش نبی تھا طشت مین حلہ پڑا ہوا — کاندھے پہ ہاتھ رکھ کے نواسا کھڑا ہوا
کی عرض جلد رنگیے نذر اب لگائیے — پھر عطر رسول حق نے کہا آگے آئیے
رنگنے مین ہم جمال مبارک دکھائیے — کس رنگ کا لباس ہو یہ تو بتائیے
ہنسکر کہا کہ آل کا درجہ بلند ہے — حکم تو سُرخ رنگ اس سے پسند ہے

پس جب دونت کپڑے رنگین جناب حسنین نے پہنے **نظم**

مشغول شکر مین دو تن پنجتن ہوئے — او سبز پوش خضر کی صورت حسن ہوئے

میں خیریت دعا نہیں چاہیے تمکو صبر کی عادت کا شعار سیکھنا چاہیے نظم

ناقہ سے ہو تو خلد کی سوغات کھلا دیں — پیاسے ہو تو ہم انگلیوں سے دودھ پلا دیں
مشتاق سواری ہو تو کاندھے پہ چڑھا دیں — کرتا ہو تو حلۂ فردوس پنہا دیں

راغب ہو جو سیر فلک و عرش برین پر — بھجوا دوں بٹھا کر پر جبرئیل امین پر

حیران ہے کیوں اسے مرے آئینۂ اقبال — دیکھو گے بہت دکھ ابھی کیا دیکھا ہے او لال
آشفتہ تری زلفوں کی صورت ہے مرے لال — کیا ٹوٹ گیا کنگھی میں زہرا سے کوئی بال

کرتا ترا کیا ٹھیک نہیں ماں نے سیا ہے — دل تنگ گریبان کی تنگی نے کیا ہے

دل کیوں اُلجھتا ہے بات نہیں کرتے منھ سے نہیں بولتے میرے دل کو کڑھاتے ہو دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے ہو کسی چیز پر دل مائل ہو بیان کرو اور بغیر کہے تو نانا واقف نہیں گو مال دنیا سے بجز عبا کے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا ہوں لیکن عنایت خدا سے رسول دوسرا ہوں جو ہمسے مانگو خدا سے دلا دیں جو منھ سے کہو ابھی ہو جاوے پژمردہ دل شگفتہ ہو جاوے یہ فرما کر شبیر کی طرف یہ سوچکر ہاتھ بڑھائے کہ میری گود میں آ جائے پس جناب امام حسین نظم

بیٹھے تو نہ زانوے شہ پاک کے اوپر — آہو کہا اور لوٹ گئے خاک کے اوپر

کچھ ہو کے خجل بولے یہ پیغمبر خوش خو — تو اب یہ کھلا ہمپہ کہ ہمسے ہے خفا تو
میں اپنے نواسے کو ابھی دیتا ہوں آہو — نانا کی قسم تجھکو بہائے اگر آنسو

بات اتنی سی غصہ یہ بڑا واہ مری جان — لو ہنس دو جگر پھٹ گیا واللہ مری جان

سمجھا کے حسن کو یہی بچہ تجھے دے دوں — وہ کہنے لگے کاہے کو لوں بھائی سے کیوں لوں
لوں میں تو کوئی اور ہی لوں ورنہ خفا ہوں — کم پیار ہمارا ہوا اور بھائی کا افزوں

کیا میں نہیں حضرت کا نواسہ یہ بتا دو — جی چاہے منگا دو جو نہ چاہے نہ منگا دو

شہ نے کہا ہم اور ہی تمکو ابھی دینگے — وہ بولے کہ وعدہ نہیں ہم تو ابھی لینگے
حضرت نے کہا تم جو کہو گے سو کرینگے — اب آپ گلے سے بھی لپٹینگے نہ ملیں گے

وہ بولا مین لونگا اگر گود مین لوگے
تب گود مین آؤنگا جب آہو مجھے دوگے

جو لائق آہو ہے بہت آپ کے پیارے
نانا وہی اب پیار کے قابل مین تمھارے

بھائی کا دہن چومتے ہو پیار کے مارے
مُنھ اپنا ملاتے نہین تم مُنھ سے ہمارے

آہو جنھین حضرت نے دیا ہمکو چھپا کے
بہلایئے اب گود مین بھی انکو بٹھا کے

ہمارا دل توآپ نے تھوڑا کیا لو مین تمھارا نواسہ نہین بنتا آپ کی مرضی مین ہمارا کیا اجارہ خیر
بھائی جان ہی تمھارا نواسہ پیارا ہے اے نانا آپ ہزار دلاسا دین مین ہرگز نہ مانونگا اب اماں
فاطمہؑ اور بابا شیر خدا سے جاکر اسکا شکوہ کرونگا تکیے پر سر رکھکے سر دھنونگا اور اگر بچہ آہو عطا فرمایئے
توپھر ہم تمھارے وہی نواسے ہین آپ ہمارے نانا ہین نظم

ہون سُست پر آہو جو ابھی پاتا ہون تمسے
پھر تم وہی نانا ہو وہی ہم ہین نواسے

ناناکو قلق ہوتا تھا بس سُن کے یہ گفتار
قبلہ کیطرف ہاتھون پہ گہ رکھتے تھے دستار

گہ پھول کے گیسو کو تھے آہو کے طلبگار
کہتے تھے نواسے سے کبھی اے مرے دلدار

لے ہنس دے مری جان کہ اب آتا ہے آہو
تیرے لئے جبریلؑ امین لاتا ہے آہو

لے ہم تمھین آہو جو ابھی دوینگے دلدار
بتلاؤ کہ بیٹھوگے گلے سے مرے گہ بار

ہے شرط یہی کیجیو نانا کو بہت پیار
کاندھے پہ بھی چڑھنے کا ابھی سے کرو اقرار

نانا تو ترا حکم بجا لائیگا شبیرؑ
اک دن مری اُمت کے تو کام آئیگا شبیرؑ

ہر چند جناب رسولؐ خدا بہلاتے اور دلجوئی کرتے تھے مگر وہ امام کسی طرح راضی نہوتے تھے
اور یہی فرماتے تھے کہ جبتک بچہ آہو نہ ملیگا ہم ہرگز پیار نکرینگے نہ کسی امر کو قبول کرینگے یہان تو
یہ گفتگو نازکی نانا و نواسے مین ہوتی تھی وہان جناب فاطمہؑ گھر مین یہ حال سُنکر متفکر تھین اور بار بار
مضطر ہوکر فضہؓ کو بھیجتی تھین کہ اے فضہ تو دیکھ تو بابا سے کچھ فکر بچہ آہو کی ہوئی یا نہین میرا حسینؑ
روتا تو نہین ہے اور یہی تاکید دمبدم تھی نظم

اے فضہ ذرا دیکھ تو تو صحن کل کے
لوٹا تو نہین خاک پہ شبیر مچل کے

کہتی تھی کبھی حکم جو حیدر سے میں پاؤں　　جنگل میں ذرا ڈھونڈھ کے میں آپ ہی جاؤں
بچہ جہاں آہو کا ملے ڈھونڈھ کے لاؤں　　بگڑا ہے مرا شبیر پسر اُسکو مناؤں
جچتی تو سدا ایسی ہے شبیر کی خاطر　　اب خاک بھی چھانوں شہ دلگیر کی خاطر

کہتی تھی حسنؑ سے تمہیں ہمکو ہو رلاتے　　اے کاش کہ تم ہو لیے گھر میں نہ آتے
اور لاتے بھی تو بھائی کو اپنے نہ دکھاتے　　وہ کہتے تھے یہ جانتے تو کاہیکو لاتے
بھائی کی خوشی جسمیں ہو وہ کیجیے اماں　　ہم خوش ہیں یہ آہو انھیں دیدیجیے اماں

فرماتی تھیں زہرا وہ اس آہو کو نہ لیگا　　اب لیگا وہ آہو جو اُسے نانا ہی دے گا
کیوں لاڈلے آہو کہیں اس وقت ملیگا　　نازوں کا پلا میرا حسینؑ آج کڑھے گا
اغلب ہے حزیں دیکھ کے زہرا کے خلف کو　　اصحاب کو بھیجا یا ہو جنگل کی طرف کو

اب آج یہ کہدونگی کہ بابا میں ہوں نادار　　یہ کھیل امیروں کے ہی لڑکوں کو ہیں سزاوار
محتاجوں کے بچوں کو یہ چیزیں نہیں درکار　　عسرت میں نہ ہو اور یہ مانگے تو ہے دشوار
اس فیض سے ہاتھ اپنے اُٹھا لیجیے بابا　　محتاجی زہراؑ پہ نظر کیجیے بابا

یہ کہکے غریبی سے جو رونے لگی زہرا　　جبریلؑ سے خالق نے کہا بیٹھا ہے تو کیا
آہو کا ہے مشتاق مرے شبر کا بیٹا　　ہرنی کو مع بچہ اسی دم ابھی لیجا
جو کچھ کہ خدائی میں ہے سب اسکو دیا ہے　　اسکے لئے حاجت مرے ارشاد کی کیا ہے

جبریلؑ بہ تعجیل چلے جتنا تھا قابو　　یاں کہتے تھے ہر دم یہ تقاضا شہ خوشخو
کیوں نانا نہ جبریلؑ ہی آئے نہ وہ آہو　　ناگہ در مسجد سے اُٹھا غلغلہ ہر سو
دیکھا یہ نبی نے کہ ہیں جبریلؑ تو رستے میں　　بچہ لیے ہرنی چلی آتی ہے جلو میں

جبریلؑ جو آئے در مسجد بصد جاہ　　داخل ہوئی ہرنی بھی لیے بچہ کو ناگاہ
بیساختہ ہنسنے لگا ابن اسد اللہ　　آہو اُسے جبریلؑ نے خود نذر کیا واہ
اور بولے اس آہو کو جو لایا وہی جانے　　شبر کو نبیؑ نے دیا اور تم کو خدا نے

واللہ بڑے آپ ہین اللہ کے پیارے آہو کو لیے جلد مین پہونچا یہان بارے
واللہ اگر آنسو نکل آتے تمہارے جلتے غضب حق سے پروبال ہمارے
دیکھا نہ رسولان سلف مین یہ کسی پر جو پیار خدا کا ہے حسینؑ ابن علیؑ پر

القصہ ہرنی خوشی خوشی بچہ نذر کرکے جنگل کو چلی گئی اور جناب رسولؐ خدا نے حق مین اسکے دعائے خیر کی اور سجدۂ شکر بدرگاہ رب العالمین بجالا کر عرض کی کہ اے رب میرے اسوقت عجیب احسان کیا فوراً پیغام خدا پہونچا کہ اے رسول یہ احسان تم پر نہین ہے حسینؑ میری راہ مین قربان ہوگا بیت

ہمنے اسے آہو دیا یہ دیگا سر اپنا یہ دیگا سر اپنا یہ لٹا دیگا گھر اپنا

اسی طرح مومنین پر ظاہر ہے کہ جب دونون صاحبزادونمین بحث اوپر خوشخطی کے ہوئی تو روایت مین ہے

مرقوم ہے یہ حال خط شبرؑ و شبیرؑ دونون نے لکھا تھا یہی کلمہ مع تفسیر
اکثر ہے لکھی خط و کتابت مین یہ تقریر بسم اللہ قرآن کی خدا داد ہے تحریر
طفلی مین بھی الفت تھی یہ رب دوسرا کی کی مشق بھی تو نام خدا نام خدا کی
خط اپنے لیے پیش بتولؑ آئے وہ ناگاہ کی عرض کہ کون اچھا ہے اماں کرو آگاہ
زہراؑ نے کہا دونون کے خط خوب ہین واللہ کیا حرف ہین کیا نقطے ہین کیا دائرے ہین واہ
یہ خط نہین اعجاز ہے تائید خدا سے قربان ہین اُن ہاتھون کے جنسے یہ لکھا ہے
شبیرؑ پکارے ہوئی ترجیح نہ خط پر کیجے مری خاطر نہ مرے بھائی کی خاطر
[illegible] اک بات یہ خط دونون ہین حاضر زہراؑ نے کہا مجھ سے علیؑ خوب ہین ماہر
[illegible] نسبت رسولؐ دوسرا سے دونون گئے انصاف طلب شیر خدا سے
[illegible] مرکز انصاف ان دونون کی تحریر کا کرنے لگے اوصاف
[illegible] کسطرح تھین دو عیان صاف رکھا بسر و چشم انھین واہ رے الطاف
فرمایا کہ خط دونون کے منظور نظر ہین ہر مرتبہ دان ہمسے ہوا خیر بشر ہین
[illegible] خط اپنے کہا ناناسے یہ ناگاہ تم [illegible] اسپر کرو جو خوب ہو یا شاہ

حضرتؐ نے یہ دل سے کہا یون اے دلِ آگاہ
کس کے ورق دل پہ لکھون خط شکست آہ

دو نون مین سے منظور کرون کس کے الم کو
مظلوم کے کڑھنے کو کہ مسموم کے غم کو

پس اُس وقت جناب رسول خدا نے یہ سوچکر کہ مجھ سے کوئی ناراض نہو فرمایا کہ اپنے مان باپ کو تختی دکھاؤ عرض کی حسنینؑ نے کہ ہم پہلے بخدمت حضرت زہراؑ و علی مرتضیٰ گئے تھے مگر جواب صاف نہ پایا تب یقضیہ حضور کے پاس فیصلے کو آیا سبحان اللہ جناب رسول خدا نے **بیت**

فرمایا مین امّی ہون بہت دخل نہین ہے
یہ فیصلہ تو قابل جبریلؑ امین ہے

حضرات کمترین کے کنایہ اور اشارہ کو تو سمجھتے جاتے ہونگے یہ محض فضائل نہین ہین اگر غور کریے اور انجام کو دیکھیے تو گریہ و زاری کے واسطے بیان ان فضائل کا کافی ہے الغرض اسی عرصہ مین **نظم**

وارد ہوے جبریلؑ امین صاحب توقیر
احمدؐ نے دیا انکو خط شبرؑ و شبیرؑ

جبریلؑ نے لیلے کے وہ شہزادون کی تحریر
بالائے جبین رکھی مثال خطِ تقدیر

فرمایا خوزادون نے کچھ ارشاد کرو تم
خط جسکا خوش آیا ہو تمھین صاد کرو تم

جبریلؑ نے کی عرض یہان دخل مرا کیا
خاموش جہان ہین نبی وحید رو زہرا

ہان وحی سے ہوتا ہون سرفراز مین سجا
اب لیکے وہان جاتا ہون دونون خط زیبا

مین دون کسے ترجیح برابر یہ رقم ہے
ہو جائیگا وان صاد جہان لوح و قلم ہے

الغرض حضرت جبریلؑ وہ خط شبرؑ و شبیرؑ لیکر راہی طرف منشی تقدیر ہوے سبحان اللہ کیا یہان پر یاد آیا ہے کسی اُستاد نے کیا خوب شعر تحریر فرمایا ہے **شعر**

نازل ہوا افلاک سے قرآن تو زمین پر
یہ ایسے تھے مصحف کہ گئے عرش برین پر

پس جس وقت کہ جبریلؑ امین قریب پردہ قدرت پہونچے خط کھول کر رکھدیے اور عرض کی کہ اے پروردگار تیرے رسول مختار کے نواسون نے یہ مشق انصاف کے واسطے بھیجی ہے فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضیٰؑ اور رسول خدا نے بوجہ خاطر شکنی صاحبزادون کے کسی کو فوقیت نہین دی **نظم**

آواز یہ آئی طرف عزوجل سے
خاطر ہین دونون کی برابر ہی ازل سے

جبریلؑ یہ تم فاطمہ سے کہدو بہ تکرار
سیر تو ہے ان دونون پہ تمسے بھی سوا پیار

انہین سے کرھانے کا نہین ایک کو غفار
اب ہمنے تمہین اپنی طرف سے کیا مختار

بچے ہین حسنؑ ہین حسینؑ ابن علیؑ ہو
کہدو یہی اک بات کہ خوش دونونکا جی ہو

جبریلؑ نے آکر یہ نبی سے کیا اظہار
زہرا سے کہے احمد مرسل نے سب اخبار

وہ صبر کی مختار یہ سنکر ہوئی ناچار
پیارون کی طرف دیکھتی تھی پیار سے ہر بار

دل کو یہ تردد تھا کہ کیا ہوئے گا یارب
اک لعل تو خوش ایک خفا ہوئیگا یارب

کچھ منھ سے تو فرما نہ سکی بنت پیمبر
اک موتیونکا ہار تھا سات اُسمین تھے گوہر

بیٹون سے کہا پھینکتی ہون اسکو زمین پر
موتی جو بہت لائے تو شت اُسکی ہو بہتر

اور فاطمہؑ نے پھینکے نثار اُن پہ جو کر کے
زہرا کے گہر چننے لگے وائے گہر کے

اک فاطمہؑ کے لعل نے تو تین گہر پائے
اتنے ہی گہر کشتۂ الماس کے ہاتھ آئے

اب کون ہے جو ساتوین گوہر کو اٹھا لائے
جبتک پہ جبریلؑ سے دو ٹکڑے نہ ہو جائے

شش ماہ حسینؑ ابن علیؑ عمر مین کم تھے
پر قدر مین ہم آبروئے کشتۂ سم تھے

جبریل امین عرش کے پہلو مین تھے استاد
فی الفور ہوا انکو یہ اللہ کا ارشاد

اس موتی کو دو کر کہ دونون ہین دلشاد
جبریلؑ نے اظہار کیا زور خدا داد

اک ضرب ہو کیا دو ٹکڑے ادھر اور اُدھر آئے
ایک ایک کے حصہ مین برابر کے گہر آئے

ٹکڑے تو ہوا خاطر شبیرؑ سے گوہر
پر کاتب قدرت کا یہ ادنی سا تھا جوہر

گویا کہ شگاف قلم اس موتی مین دیکر
یہ آب گہر سے لکھا دونون مین برابر

دامان زہرہ سے نہ آب تیغ ستم ہے
جو آبرو انکی ہے وہی اُنکا حشم ہے

بس اب اگر فضائل حسب لکھتا چلا جاؤن تو طول ہوگا اور یہ گزارش کمترین اوپر کر چکا ہے کہ فضائل شبیرؑ تحریر و تقریر کے احاطے سے باہر ہین بس جو چیز امکان سے باہر ہو انسان کا اُسکا قصد کرنا فضول ہے اس صرف و قلم آج کا مجلس کے واسطے عرض کرنا باقی ہین کہ محنت کمترین کی ٹھکانے لگے اور مومنین

داخل ثواب ہون یقین ہے کہ فضائل مرقومۂ بالا گوشۂ خاطر مین مکنون ہونگے الّا شاید کسی صاحب کے خیال مین نرہے ہون تو عرض کرتا ہون کیون حضرات جسکے دہن مین روز پیدایش رسول خدا اپنی زبان دین اور لب چوسین ہاے واویلا انھین لبون کے اوپر یزید لعین چوب بید لگائے اور جس حسینؑ کا جھولا جبرئیل امین جھلائے وہی حسینؑ چہلم تک بے گور و کفن ریگ گرم پر پڑا رہے اور جس حسینؑ کو جبرئیل امین اکثر عرش پر لیجائین اُسکا سر لشکر شام کے سنگدل نیزہ پر چڑھائین اور جس بزرگوار کے گلوئے انور کے نور سے مکان تیرہ و تار مین روشنی مانند ماہتاب منوّر کے ہو جائے اسی امام کا سر گلو بریدہ تنور مین رکھا جائے جس عالی وقار صاحبزادہ کو میوہ ہاے جنت آوین افسوس ہے کہ وہ اور اُسکے اہل حرم اور چھوٹے چھوٹے بچے کھانا اور پانی نہ پاوین جس حسین کو رسول خدا حالت سجدہ مین شانون پر چڑھائین اور بخاطر حسینؑ جبرئیلؑ امین بحکم رب العالمین رسول کو سر سجدے سے اُٹھانے سے منع فرماوین اسی حسینؑ کے جسد مبارک پر ملعون نعلبندی کر کے گھوڑے دوڑائین جسکے واسطے خداوند کریم بچۂ آہو بھیجے اُسکے چھوٹے چھوٹے بچے کربلا مین بھوکے پیاسے ذبح کئے جائین جسکی خاطر موتی کے دو ٹکڑے ہون اور رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمۂ زہرا اور جبرئیلؑ امین بلکہ خود رب علیٰ کو یہ خاطر مد نظر ہو کہ صرف خوشخطی کے اچھا کہنے پر ملول نہ ہون اسکے واسطے نظم

اب سوچیو یارو ستم گردش افلاک
اور کان سکینہ کے ہون گوہر کے لیے چاک
گوہر ہوئے ٹکڑے پئے سبط شہ لولاک
رونے لگے تو مارین طمانچے اسے سفّاک
سینہ کے کلیجے کے حسین کے تن و سر کے
کیا ٹکڑے ہوئے فاطمہ زہرا کے گھر کے

جس حسینؑ کے واسطے رب کریم پوشاک عید بھیجے افسوس ہے کہ اُسی حسینؑ کا جسد اطہر ریگ گرم پر لشکر ملعون نے برہنہ کر کے ڈالدیا بیت

خوف خدا نہ پاس رسول زمن کیا
اُمّت کے پردہ پوش کا عریان بدن کیا

اگر سب حال لکھتا ہون تو مومنین کو تاب سُننے کی نہ رہیگی انھین اشعار پر خاتمہ کرتا ہون کہ جب بعد شہادت مظلوم کے

سب لٹ گیا لباس تن شاہ ارجمند
قدر و بہا میں حلۂ فردوس سے دوچند
لکھا ہے پائجامہ میں تھا اک ازار بند
جمال نابکار نے اسکو کیا پسند
فکر ازار بند میں دل کو تعب رہا
وہ روسیاہ منتظر وقت شب رہا

نظم

الغرض بوقت شب

آیا قریب لاش امام فلک وقار
پائی مگر گرہ پہ گرہ اس میں بیشمار
چاہا ازار بند نکالے وہ نابکار
منظور شہ تھا اسکو نہ لیجائیں بدشعار
تھا ساربان کا قصد کہ گرہ نکو وا کرے
ہلجائے جس سے عرش خدا وہ جفا کرے

جنبش میں آگیا تن سلطان نیکذات
اسنے بھی خوب زور کیا حوصلے کے سات
رکھا ازار بند پہ حضرت نے دہنا ہات
بر آسکا مگر نہ کسی طرح بدصفات
پھر بھی نہ باز ظلم سے وہ بےحیا رہا
ہرگز نبی کا پاس نہ خوف خدا رہا

لایا کہیں سے تیغ شکستہ وہ روسیاہ
آیا ازار بند پہ دست یسار شاہ
اور بخنجر جدا کیا لاشہ کا ہاتھ آہ
وہ بھی شقی نے قطع کیا وا مصیبتاہ
واحسرتا یہ ظلم و ستم دست پاک پر
کیوں گر پڑا نہ پنجۂ خورشید خاک پر

لکھا ہے جب ہوئی شہ بیکس پہ یہ جفا
تھرائے لاشہائے شہیدان کربلا
تارے گرے زمین پہ ہلا عرش کبریا
غل شش جہت میں نالہ و فریاد کا ہوا
تا عرش تھی بلند صدا شور و شین کی
اور کانپتی تھی لاش شہ مشرقین کی

مقبول ہے وزیر کہے جو زبان سے
آمین کی آرہی ہے صدا آسمان سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل و وفات جناب سرور کائنات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مرادہ پیمبر ہے عالی مقام	کہ جس سے خدا بھی ہوا ہمکلام
یا شاہ رسل نائب یزداں تم ہو	شاہد ہے خدا [illegible] تم ہو
کعبہ ایمان [illegible]	[illegible] تم ہو

اے باد صبا اگر احیاناً تیرا گذر حرم محترم مین ہووے اور طواف سے فرصت پاوے تو تسلیم میری جانب سے اس روضۂ اقدس پر نثار کرنا جس مین جناب خاتم الانبیا سردار دوسرا شفیع روز جزا رسول خدا [illegible] مدفون ہین [illegible] جناب [illegible] پنہان ہے اے حضار مجلس ہمارے پیغمبر رحمۃ للعالمین شفیق حال امت گنہگار کے ہین اللہ اکبر ای مومنین روز قیامت عجیب ہولناک دن ہوگا جیسا کہ قرآن مجید مین لکھا ہے مگر اول مرحلہ سخت قبر کا ہے کہ جب دو فرشتے باشکل مہیب و ہیبت عجیبہ آکر سوال کرینگے کہ تیری کتاب کیا ہے اسوقت خداوند کریم زبان مردون کی گویا کریگا پس جو مومن محب اس پیغمبر کا اور اسکی اولاد کا ہوگا آپ تلقین فرمائینگے اور جواب ادا کریگا کہ قرآن میری کتاب ہے [illegible] جناب رسول خدا و ائمہ ہادی مومن وہ منہ دینگے کہ رب خدا ہے پیغمبر ہمارا محمد مصطفےٰ ہے امام اول

علی مرتضےٰ ہے اسی طرح آنجناب امام مہدی آخرالزمان جواب دینگے درحقیقت خداوند عالم نے
ایسی ہی شفیع دو جہان کی اُمّت میں ہم کو پیدا کیا ہے کہ تمام انبیائے سلف کی اُمّت پر اُمت کو
اس رسول مقبول کی فخر حاصل ہے شعر

گناہون کا ہے گو کہ دفتر عظیم	پیمبر ہو ایسا تو کیا خوف و بیم

بہاں اس بعد مرحلۂ قبر کے روز محشر عجب ہولناک دن ہوگا اُس روز ہر شخص اپنے ماں اور باپ
اور بھائی بہن سے بھاگے گا اور زوجہ شوہر و اولاد سے بھاگیگی اور اپنے حال مین گرفتار ہوگی نظم

غضب حشر کے روز کا ہے حساب	رسولون کا دل جس سے ہے آب آب
سفارش کا کس کو جگر کس کو تاب	فقط نفسی نفسی کا ہوگا جواب
مگر اُمتی اُمتی کا خطاب	کرینگے ہمارے رسالتمآب
شفیع الورٰی منبع الکرم	نبی الہدیٰ سید الامم

وارد ہے کہ بعضے منھ اس روز مثل ماہ کے روشن اور خندان ہونگے وہ کون سے منھ ہین
آگاہ ہون مومنین کہ وہ منھ وہ ہونگے کہ جنکی خبر جناب پیغمبر نے دی ہے کہ روز قیامت ہر آنکھ
گریان ہوگی مگر وہ آنکھ جو روئی ہوگی میرے حسین پر خندان ہوگی اور ساتھ نعیم جنت کے بشارت
دیجائیگی بہر حال قیامت کے دن تمام خلائق معرض حساب مین عریان طلب کیجائیگی الّا اس قدر
پردہ پوشی ہوگی کہ نام سے ان کے ہر ایک بیٹا بیٹی اس طور پر پکارا جائیگا فلان بن فلانہ و فلانہ
بنت فلانہ سبب اسکا یہ ہے کہ جن لوگون کا نطفہ غیر باپ سے ہے وہ خجالت نہ اٹھائین سبحان اللہ
کیسی صفت غفاری اور ستاری ہے بعضے لوگ غرق خجالت تا بزانو اور بعضے تا بکمر غرق ہونگے اور
رسول خدا مع جمیع ائمہ ہدا مغفرت اُمت گنہگار مین مصروف ہونگے اور جو کچھ سفارش کرین گے
خداوند کریم قبول فرمائیگا پس ایسے پیمبر کی شان مین کیون نہ یہ اشعار موزون ہون نظم

وہ کرتا ہے غفران عصیان ہمہ	وہ رہبر دکھا دے جو راہ جنان
وہ ہے والد و مسکین کا مکان	زہے اُسکا رتبہ زہے اُسکی شان

امام رسل پیشوائے سبیل　　امین خدا مہبط جبرئیل

اللہ اللہ کیا مرتبہ تھا ہمارے نبی کا کہ خدائے کریم نے اسے جسم نورانی سے عرش اعلےٰ پر سیر کے لیے بلایا اور تمام سیر آسمان اور بہشت اور عرش اور کرسی کی کرا کر پھر رخصت فرمایا نظم

نہ کیونکر ہو ایمان کی دل میں ضو　　لگائے ہیں شمع رسالت سے لو
نہیں غم گنہ بھی جو سرزد ہوں سو　　نماند بعصیان کسے در گرو

کہ دارد چنین سید پیشرو

حضرات ممکن نہیں کہ بشر تو کیا اگر تمام انسان اور جن و جان از ابتدائے پیدائش آدم تا روز قیامت سب مہیا اور موجود ہوں اور تمام اشجار قلم ہوں اور تمام دریا سیاہی اور طبقہائے افلاک و زمین کاغذ ہیں اور ہزار مرتبہ ختم ہو کر پھر موجود ہوں تب بھی ایک شمہ انکے فضائل اور مراتب کا نہیں لکھ سکتے پس یہ نحیف بجز اسکے کیا کہہ سکے نظم

تری مدح ممکن نہیں لکھ سکوں　　تو رشک سلیمان ہے میں مور ہوں
خموشی کا منہ میں نہ کیوں قفل دوں　　مری عقل حیران ہے کیا کہوں

ندانم کہ اسے سخن گو یمت　　کہ بالاتری زانچہ من گو یمت

اے حضار مقام گریہ ہے اپنے حال زار پر کہ جب ایسا پیغمبر عالی مقام اس دار ناپائدار میں ہمیشہ زندہ نہ رہا پس ہم گنہگاروں کو ایک لمحہ اس حیات مستعار پر تکیہ کرنا عقل سے بعید ہے معلوم نہیں کس وقت پیک اجل دامنگیر ہو کر کشان کشان لیجاوے اب تھوڑا سا مضمون وفات اس سرور کائنات کا عرض کرتا ہوں یقین ہے کہ سامعین غمگسار سنیں کیونکہ ایسا پیغمبر جسکو ابتدائے پیدائش سے تا قیامت بجز ہم لوگوں کی نجات کے اور کوئی فکر نہ تھی بیت

جناب سرور عالم کی رحلت　　قیامت ہے قیامت ہے قیامت

روایت میں وارد ہے کہ جب آپ کو شوق وصال اپنے پروردگار کا ہوا تو تین چیز کا قلق اور افسوس فرمایا کرتے تھے اول کلام کا چھوٹنا دوسرے امت گنہگار کی تیسرے یتیمی اپنے لخت جگر فاطمہ زہرا

کی اور تنہائی علی مرتضی و حسن مجتبی و حسین شہید دشت کربلا کی اور اکثر فرماتے تھے نظم

کہ کرتا ہون مین اس جہان سے سفر
مرا مرتضی ہے تنہا رہے
حسین و حسن ناز کس پر کرین

رہی بیٹی زہرا مری بے پدر
مرے بعد دکھ درد کس سے کہے
مرے بعد وہ ہاے روتے پھرین

چنانچہ راوی لکھتا ہے کہ قریب وفات آپ کو جو مرض لاحق تھا روز بروز بڑھتا جاتا تھا مؤلف لکھتے لکھتے یہان پر پہونچا تو نظم

جگر شق ہوا اور ٹوٹا قلم
زبان لال کس طرح ہوئے بیان
عزیزو قیامت کی ہے یہ گھڑی

یہ قصہ مفصل کرون کیا رقم
محمد کی رحلت کی یہ داستان
کہ سر ننگے ہے بنت احمد کھڑی

اس حالت مرض مین آپ کو یہی شغل رہتا تھا کہ بعد بندگی حق سبحانہ تعالے کے واسطے رستگاری گنہگاران امت کے دعا فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نے سب اہلبیت اطہار و اصحاب کبار کو جمع فرما کر کہا کہ مجھکو سفر آخرت درپیش ہے تمکو سپرد بخدا کرتا ہون تمام حضار بعد بیقراری و اضطرار داڑھین مار مار کر رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ روز سیاہ کب تک نظر آئیگا فرمایا آپ نے کہ بہت قریب ہی نظم

محبو آپ کے ماتم مین رو لو
اگر کچھ الفت خیر الورا ہے

مژہ مین اشک کے موتی پرو لو
مقام گریہ ہے رونے کی جا ہے

الغرض جب وہ دن تیرہ و تار جو مشیت پروردگار مین تھا آیا آپ مسجد میں وعظ فرماتے تھے کہ اے امتیو جو راہ میری تمکو بتائی ہے اسی راہ پر چلے جانا اور پاس حرمت کلام خدا و اہلبیت اپنے کا کرنا سبحان اللہ کیا پاس اہلبیت کا کیا کہ اگر اسکو یہان بیان کرون تو طول ہوگا حال معرکہ کربلا نزدیک و دور مشہور ہے زینب رنجور کا حال بھی مخفی نہین ہے الغرض بعد ان کلمات کے آپ نے فرمایا اگر مین نے کسی پر ظلم کیا ہو تو شعر

قصاص اسکا مجھ پر کرو بخطر — مکرر برائے حسد ادر گزر

یہ سنکر تمام حضار کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمپر کوئی ستم آپ نے نہیں فرمایا اور شور گریہ و بکا کا برپا ہوا کہ عرش خدا بھی جنبش میں آگیا نظم

یہ کھلبل ہوگئی پیغمبروں میں کس لیے اسدم — پرے باندھے ملک روتے چلے آتے ہیں جو ہیم
ہجوم غم دلوں پر آہ یکساں سب کے طاری ہے — زبان پر سب کے کیوں صل علیٰ یا آہ و زاری ہے

مگر روایت میں تحریر ہے کہ حضار مسجد سے ایک شخص عکاشہ نام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ میری مجال عرض کی نہ تھی مگر الامر فوق الادب گزارش کرتا ہوں کہ ایک روز آپ نے مجھکو تازیانہ مارا تھا اگر وہی تازیانہ ہو تو میں عوض اسکا لوں جناب رسول مقبولؐ نے برطبق گزارش عکاشہ کے بعد دریافت نشان و علامات تازیانہ کے سلمان سے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان وہ تازیانہ ممشوق فاطمہ کے گھر میں ہے جلد لا الغرض سلمان نے اس شاہزادی کونین مادر حسنینؑ کے دروازے پر دق الباب کرکے پیام رسول مقبولؐ عرض کیا کہ تازیانہ جو رکھا ہو وہ اس شاہ دارین نے طلب فرمایا ہے

یہ سُن فاطمہؑ نے تعجب کیا — کہ سلمان تو اس وقت کہتا ہے کیا
کہ بابا مرے ہیں بہت ناتوان — سواری کی طاقت ہے انکو کہان

اے سلمان تازیانہ سے نبی کو ایسی حالت میں کیا کام ہے مگر فکر ہے کہ شاید صورت آرام ہے اس کلمہ کو سنکر سلمان رونے لگے کہ اے فاطمہؑ مرض سے افاقہ نہیں ہے حقیقت حال یہ ہے کہ آپ نے سب کو وعظ میں ہدایت فرمائی ہے کہ جس پر میں نے تعدی کی ہو عوض اپنا مجھ سے لے کہ عکاشہ نے عوض تازیانہ کا طلب کیا اور اسی تازیانہ سے تمھارے باپ نے اوراقی ہی طلب کیا ہے یہ سنکر بارشاد پدر بزرگوار تازیانہ سلمان کو فوراً دے دیا مگر اُس وقت جو حال کیا کیا عرض کروں نظم

کیا چاک کرتا گریبان سے — لگی رو رو کہنے یہ سلمان سے
کہ بابا مرا سخت بیمار ہے — لگے تازیانہ تو کیونکر جیے

اے سلمان میری طرف سے جاکر عکاشہ سے کہنا کہ بابا میرا سخت علیل ہے معاوضہ سے درگزر کر
اسی اثنا میں سلمان وہ تازیانہ لیکر مسجد مین آیا تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے عکاشہ تازیانہ آیا
اب جلد مجھکو معاوضہ سے سبکدوش کر اس وقت حاضرین مسجد مین ایک غلغلۂ فغان کا برپا ہوا
اور عکاشہ سے کہنے لگے **نظم**

کہ اے شخص پیمبر جو چاہے سو کر — پیمبر کی ایذا سے کر درگزر
حسینؑ اور حسنؑ پر بہت درد تھا — کہ رخ زرد تھا اور دل سرد تھا
پیمبر کے قدمون پہ رکھے تھے سر — یہ کہتے تھے نانا ہمین حکم کر
تمھارے عوض ہم کہ نانا رسولؐ — ہین ایک ایک کوڑے کے سو سو قبول

سبحان اللہ قربان عمل رسولؐ کے کیا انصاف تھا فرمایا آپ نے دونون شاہزادگان اور صحاب
سے کہ یہ امر انصاف سے باہر ہے کہ میرا عوض دوسرے پر ہوئے الغرض عکاشہ اٹھا اور یہ کہا
کہ یا نبی اللہ جس روز آپ نے مجھکو کوڑا دست مبارک سے مارا تھا یاد کرتا ہون کہ مین ننگی پیٹھ
تھا پس عوض پورا جب تک نہین ہوسکیگا کہ آپ بھی پشت اقدس سے جامہ مبارک کو علیحدہ
فرمادین مقام عبرت و محل حیرت ہے کہ رسولؐ کو ایک ادنی شخص کے معاوضہ مین یہ اہتمام بوجہ
خود [illegible] کریم ہو رہا ہے کیا حال ہوگا ہم سب کا مومنو کہ صبح سے شام تک سیکڑون [illegible]
[illegible] آپ نے فوراً پوشاک اطہر کو تن مطہر سے جدا کیا اے حضرات جس وقت کہ جامہ جسم
[illegible] عکاشہ بکمال اشتیاق دوڑا اور مہر نبوت پر جو کہ پشت اطہر پر تھی بوسہ دیا

[illegible] اور کہا [illegible] — مجھے آرزو ایک مدت سے تھی
کہ مہر نبوت کو چھون [illegible] — عوض تازیانہ کا حیلہ کیا
[illegible] گستاخ بخشد [illegible] — کیا دھوکے سے مین نے مقصد حصول
[illegible] پھر اُسکے حق مین [illegible] — اور اس خاص مجلس کو رخصت کیا

پس آپ بھی مسجد سے اقامت [illegible] لائے اور بوجہ شدت بخار اور شوق وصال ایزد غفار

بیہوش لیٹے ہوئے تھے اور جناب فاطمہ زہرا آپ کے پاس بصد غم و یاس نہایت مضطرب بیٹھی تھیں
اور سر مبارک جناب رسالتمآب کا گود میں لیے تھیں کہ ناگاہ حضرت عزرائیل کو حکم رب العلا ہوا
کہ اے عزرائیل۴ شعر

مرے دوست کی روح مجھ پاس لا		اگر ان کی مرضی نہ ہو تجھ پہ آ

بفرمان ایزد غفار عزرائیل۴ در اقدس پر آیا اور اذن چاہا کیونکہ بلا اجازت خانہ مبارک میں
آنے کا قصد نہ کر سکا اس جگہ ذاکر کو یک امر یاد آیا ہے کہ محل حسرت و باعث ثواب مومنین کا ہوگا نظم فرس

پانوں جس گھر میں نہ رکھتا تھا فرشتہ بیخبر		سایہ جنکا آفتاب چرخ نے دیکھا نہ تھا
لیک در میدان بعد از قتل شاہ کربلا		شامیان بستند بازو زینب و کلثوم را

اے فلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت

روایت میں وارد ہے کہ جس وقت عزرائیل۴ نے بزبان عرب اجازت دق الباب چاہی تو
فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے بجواب اُسکے فرمایا کہ اے عرب ابھی وقت ملاقات نہیں پھر
عزرائیل نے عرض کی کہ سَلامٌ عَلَیکِ یَا بِنتَ رَسُولِ اللہِ خبر دو اپنے بابا کو مجھے اذن ملے یہ مسافر
پیام کسی کا لایا ہے وہ عرض کرتا ہے جواب دیا حضرت فاطمہ نے فیہم السلام اور کہا کہ اے
بندے رسول خدا بوجہ شدت بخار غش میں ہیں اس وقت پھر جا موقع حضوری نہیں ہے بپاس
ادب جواب جناب سیدہ سنکر متوقف ہوا اللہ اللہ کیا پاس تھا خانہ رسول مقبول فرشتوں کو
تھا آہ واویلا کہ اسی فاطمہ کی بیٹیوں کے خیمہ میں فوج یزید پلید شہادت حضرت امام حسین در آئی
چلی گئی اور ہر ایک بی بی کا زیور و چادر سر سے اُتار کر غارت کیں اور کربلا سے تا شام شتران بے
کجاوہ پر بلا مقنعہ و چادر لیجا کر بازار شام پھرایا اور دربار یزید پلید میں ننگے سر و بیٹیاں کھڑی
کی گئیں المختصر پھر عزرائیل۴ نے عرض کی کہ اے سیدہ دارین لخت جگر رسول الثقلین مجھکو ضرورت
پیام پہونچانے کی ہے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ بلا حصول ملازمت دولتسرا سے واپس جاؤں
یہ سنکر جناب سیدہ پر ایک خوف طاری ہوا بدن اطہر کانپنے لگا کہ جنبش بدن سے چشم جناب

رسول خدا غش سے وا ہو گئی اور سبب کانپنے کا پوچھا اُس وقت جناب فاطمہؑ نے حال عرب در
صدا اجازت عرض کیا یہ سُنکر جناب رسولؐ نے نظم

نہ اسکو ملاقات کی کچھ طلب — ارے جان بابا نہیں یہ عرب
یہ وہ ہے زنون کو جو بیوہ کرے — جو لڑکون کے سر پر یتیمی دھرے
رکھے اپنا جس گھر کے اندر قدم — یہ پہونچا دے سب کو بہ ملک عدم
نہو جس مکان میں ہوا کا گزر — وہان دخل کرتا ہے یہ بے خطر
کسی سے اجازت کی حاجت ہو کب — مری آل کا پر ہے سب کو ادب

اے فاطمہؑ یہ ملک الموت ہے جو قبض روح کرتا ہے پس آپ نے جب یہ فرمایا تو جناب فاطمہؑ
رونے لگین اور عرض کی کہ اے بابا مدینہ کی بستی اجڑتی ہے فاطمہ پدر بزرگوار سے بچھڑتی ہے جناب حسنین علیہ السلام کس پر ناز کرینگے جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اس وقت مت رو نظم

تجھے دیکھ روتے ہین سب قدسیان — سبھی عرش اوپر مین زاری کنان
کہو اپنے بیٹون کو بس دم بدم — کہ مین دیکھ لون اُن کی صورت ذرا
مین کرلون کوئی دم اُنھین پیار اب — کہ جاتا ہون دنیا سے اب سوے رب

الغرض جس وقت نواسون کو پیام جد بزرگوار ملا نظم

چلے دونون روتے گئے ھیل پھول — وہان آکے ٹھہرے جہان تھے رسول
لگا کر گلے ایک چھاتی لگا — محمدؐ نے دونون کا بوسہ لیا

اس وقت دونون صاحبزادے بصد بیقراری عرض کرتے تھے کہ اے نانا ہمارا ناز کون اُٹھائے گا کاندھے پر کون چڑھائیگا اس وقت شاہزادون کے دل پر عجب درد تھا جناب فاطمہؑ کا دم تھا جناب رسول مقبول نے جب یہ حال دیکھا تو درگاہ ذوالجلال مین عرض کی بیت

مرے ہجر مین صبر دیجو انھین — گرفتار غم کا نہ کیجو انھین

اور ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ دیر مت کرو اب عزرائیلؑ کو اجازت دو بس با اجازت

رسولؐ کریم بعد تعظیم ملک الموت حاضر ہوئے پہلے تسلیم بکمال تکریم بجا لائے اور عرض کیا کہ ای رسول مقبول ملک العلام رب کرام نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور اختیار دیا ہے کہ چاہئے دنیا مین ہمیشہ رہو اور اگر مزاج اقدس مین آوے تو ہماری ملاقات اختیار کرو کہ تمام حور و غلمان جنت و رضوان مشتاق ملاقات اور منتظر قدوم میمنت لزوم ہین ارشاد فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے عزرائیلؑ اسقدر مہلت دے کہ جبرئیل میرے پاس آوین بفرمان آپ کے عزرائیلؑ نے توقف کیا کہ اسی اثنا مین حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوے اور عرض کی اے حبیبؐ خدا مین بوجہ آراستگی عرش و کرسی و جنت و رضوان عدیم الفرصت تھا حسب الطلب حاضر ہوا خداوند کریم نے تمپر سلام بھیجی ہی اور ارشاد فرمایا ہے کہ اے رسولؐ خدا ہمنے تمکو مالک روز حشر کیا جاہے جسکو بخشوا ناکل کے مختار ہو نظم

محمدؐ نے جس دم سُنی یہ خبر
کیا سجدۂ شکر حق کی طرف
نہایت ہوے شاد اس بات پر
کہ مقصود کا گوہر آیا بہ کف

اور عرض کی کہ اے بار خدا تیری رحمت سے مین مطمئن ہوا کہ میری امت کو تو نے اپنے فضل و کرم سے بخش دیا بعد اُسکے آپ نے حضرت جبرئیلؑ کو رخصت فرمایا اور عزرائیلؑ کو رو برو بلا کر ارشاد کیا کہ اے ملک الموت حکم الٰہی بجا لا پھر حضرت جبرئیلؑ مع میکائیلؑ آگئے اور یمین و یسار بیٹھکر رونے لگے نظم

محبو آپ کے ماتم مین رو لو
اگر کچھ اُلفت خیر الورا ہے
مژہ مین اشک کے موتی پرو لو
مقام گریہ ہے رونے کی جا ہے

ملک الموت سامنے بیٹھا ہے قبض روح پر آمادہ ہے ہاتھ علی ابن ابی طالبؑ کا زیر رخسارۂ مبارک رکھا تھا کہ ناگاہ عزرائیلؑ نے نظم

پیمبر کی چھاتی پہ پنجہ دھرا
کیا زور اپنا فرشتہ نے جب
اُٹھے کانپ اُس وقت ارض و سما
پیمبر کا تھا حال اُس دم عجب

الغرض دفعتہً روح اقدس نے آشیان جنت کو پرواز کی پھر تو ایک کہرام دولت سرائے رسالتمآب مین ایسا برپا ہوا کہ کوئی بیان نہین کرسکتا رونا اور تڑپنا حضرت فاطمہ

زہرا کا ۔ نالہ و شیون علی مرتضیٰ کا اور سر پیٹ کر آہین سرد بھرنا حسن مجتبیٰ اور شہید کربلا کا اگر تحریر کرون تو سامعین کو طاقت سننے کی نرہیگی نظم

جہان مین شور محشر سر بسر ہے	قیامت رحلت خیر البشر ہے
ملک جن و بشر ہین زار و نالان	زمین و آسمان بھی نوحہ گر ہے
رسول اللہ کا نقد دن سے چھپنا	اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہے
اندھیرا کیون نہو سارے جہان مین	چھپا پردے مین وہ رشک قمر ہے

آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوب پرسا دیا جناب سیدہ کو رباعی

بس اے اہل مجلس بکا کر چکے تم	ہوا شور آہ و فغان سے تلاطم
نہین غم سے ذاکر کو تاب تکلم	سلام علیکم سلام علیکم

کرین اب دعا یہ صغیر و کبیرا
بر آئین جو مطلب ہون تیرے وزیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر فضائل و وفات مخدومۂ کونین پارۂ جگر رسول ثقلین یعنی جناب فاطمۂ زہرا بنت محمد مصطفیٰ

فضائل ہون زہرا کے کہ تا رقم		مقام ادب ہے سنبھل کر قلم	

سور خان جادۂ امر رضا اور رہبر وان رسولؐ خدا نے کتاب امالی اور خصائل و معانی الاخبار سے اس طور پر تحریر کیا ہے کہ فرمایا ہے جناب صادق علیہ السلام نے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا میری جدۂ نامور کے بہت سے نام ہین اُنہین سے بعض اسم ذاتی اور بعض صفاتی ہین مگر نو نام مشہور ہین فاطمہ صدیقہ مبارکہ طاہرہ زکیہ راضیہ مرضیہ محدثہ زہرا سوال کیا ایک نے اصحاب حضرت سے کہ یا حضرت اور نامون کا سبب تو معلوم ہوتا ہے مگر اسم فاطمہ زہرا کا وجہ تسمیہ معلوم نہین ہوتا فرمایا حضرت نے اصحاب باوفا سے کہ سُن یعنی فاطمہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ معصومہ جدا کرنے والی ہین اپنے شیعون اور دوستون کو آتش جہنم سے عرض کی اُسنے کہ قربان ہون آپ پر مین اور میرے مان باپ سبب اسم زہرا بھی فرمائیے ارشاد کیا آنحضرت نے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اس معصومہ کو ایک محل جنت مین عطا کیا ہے کہ سب یاقوت سُرخ کا ہے اور بلندی اُسکی بمسافت ایک سال کی راہ کے ہے زمین جنت سے اور وہ معلق ہے ہوا مین نہ کسی ستون اسکی بلندی لگی ہے

نہ کسی پر اسکی بنیاد ہے نہ کسی سے بند حلہ ہے اور اس محل میں لاکھ دروازے ہین اور ہر دروازے پر اسکے لاکھ فرشتے محافظ ہین جب اہل جنت نظر کرتے ہین اُسکی طرف تو ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ اہل دنیا کو آفتاب روشن نظر آتا ہے اور بہت تابندہ اور چمکتا ہوا کہتے ہین کہ مالک اسکی فاطمہ ہے اس وجہ سے آپ کا نام زہرا ہے کہ مالک ایسے مکان کی ہین اور دوسرا سبب یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنے نور کرامت ظہور سے اُنکو پیدا کیا ہے پس روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئین نور سے روشنی پھیل گئی زمین و آسمان پر کہ فرشتون کی آنکھین بوجہ وفور روشنی کے خیرگی کرنے لگین تب فرشتون نے سبب اسکا حق سبحانہ تعالیٰ سے پوچھا تھا تو ارشاد فرمایا کہ آج ہمنے اپنے نور سے خلق کیا ہے حضرت فاطمہؑ کو تاکہ میری عظمت و جلال ظاہر ہو جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے فاطمہ میری دختر سردار ہے تمام عورتون کی جو مخلوق ہوئین یا آیندہ ہونگی

چنانچہ مثال مین اکثر فرماتے تھے آپ **نظم**

باغون مین خلد نہرون مین کوثر ہے انتخاب
قبلون مین کعبہ مصحفون مین آخری کتاب

تارون مین آفتاب مبین پھولون مین گلاب
سب عورتون مین فاطمہؑ مردون مین بوتراب

شاہ زنان وقت مسیحا کی مان ہوئین
زہرا ہر ایک عصر کی شاہ زنان ہوئین

پس مومنین جب شان مین اُس مخدومۂ کونین کی خدائے پاک اور رسول ثقلین یہ فرماتے ہین تب بندہ کا تو حال یہ ہے **نظم**

کیونکر بیان ہون فضائل زہرا مین عقل و ہوش
خود بے لباس اور خلائق کی پردہ پوش

عسرت سے بجواس کے نہ یاد حق کا جوش
وقف کرم ہے چشم تو صرف سوال گوش

زیور نہ کچھ گلے مین نہ پہنا ہے ہاتھ مین
تسبیح خاک حمزہ کی گہنا ہے ہاتھ مین

چنانچہ راویان نے اکثر حالات زہد و طاعت جناب کے تحریر کیے ہین کہ آپ کا عضو عضو عبادت اپنے معبود مین مصروف رہتا تھا **نظم**

رُخ یادگار قدرت پروردگار تھا
دل رازدار خلوت پروردگار تھا

سر جان نثار رحمت پروردگار تھا — تن خاکسار رحمت پروردگار تھا
تسبیح سے عیان شرف فاطمہؑ ہوا — ذکر خدا کا فاطمہؑ پر خاتمہ ہوا
شان خدا تھی صلِّ علیٰ شان فاطمہؑ — حیدر کی جانماز تھا دالان فاطمہؑ
روزہ ہر ایک روز تھا مہمان فاطمہؑ — کہتی تھی عید فطر کہ قربان فاطمہؑ
بہر نماز قوت کی تقلیل کرتی تھین — تسبیح حق مین آپ کو تحلیل کرتی تھین

اور عفت اور عظمت کا بھی اُس شاہزادی دارین اور سیدہ کونین پر خاتمہ ہوا نظم

شرم و حیا وہ ہو کہ جہان شرمسار ہے — ششدر ہین سب کہ پانچ جگہ اک مزار ہے
پردہ جو تھا حیات مین وہ آشکار ہے — شہرت سے اُنکی معجزون کو ننگ و عار ہے
دکھلاتا ذوالجلال اگر ان کی شان کو — حاجت پھر انبیا کی ہوتی جہان کو
عفت پکارتی ہے مقام حجاب ہے — شیہ جو جناب فاطمہؑ کی یہ جناب ہے
حوا و آسیہ کا یہ باہم خطاب ہے — زہرا کے رعب و دبدبہ سے زہرہ آب ہے
جاری ہین منہ سے جاریۂ فاطمہؑ ہین ہم — مخدومہ کائنات کی وہ خادمہ ہین ہم

اللہ اللہ کیا مرتبہ جناب بتولؑ عذرا فاطمہ زہرا کا پیش خداے کریم تھا کہ ہنوز آپ اسی دنیاے فانی مین تھین اور خداے کریم نے کل اختیار روز شمار آپ کو عطا فرمایا تھا چنانچہ اکثر کتب مین نظم

لکھا ہے یہ کہ معدن رحمت بتولؑ ہے — مختار کارخانۂ قدرت بتولؑ ہے
صاحب کلید گنج شفاعت بتولؑ ہے — پشت و پناہ اہل نیابت بتولؑ ہے
ہر چند ابھی نہ حشر نہ فردوس و نار ہے — پر فاطمہؑ کو آج ہی کل اختیار ہے

اب یہان پر ایک بند واسطے گریہ کے عرض کرتا ہون اور پھر جناب فاطمہؑ کا حال عرض کرونگا نظم

یارو سنا مدارج معصومہ کا بیان — پر شہر شہر آمد زینب کی کیا تھی شان
چہرے پہ دونون ہاتھ تھے شانون مین رسیان — نیزے پہ سر حسینؑ کا سجاد ساربان
جو پوچھتا تھا کون یہ بی بی اسیر ہے — کہتا تھا شمر بنت جناب امیر ہے

اے مومنین کیونکر خداوند کریم آپ کو مالک خلد جحیم نکرے آپ بھی تو بہ جان و دل اپنے معبود حقیقی پر فدا تھیں چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ مقبول مسجد میں جلوہ فروز تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال آنحضرتؐ سے کیا جناب رسولؐ خدا بوجہ عسرت اور تہیدستی کے مال دنیا سے آپ اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے سوال سائل پورا نہ کرسکے **نظم**

لیکن کہا بلال سے ہان شاد کر اسے　　مشکلکشا کی زوجہ کا دکھلادے گھر اسے
روکر کہا بلال نے ہے عرض تو قبول　　پر فقر فاطمہؑ کا ہے شہور یا رسولؐ
بولے رسولؐ رد نہ کریگی کبھی بتولؑ　　زہرا کے در پہ لیگیا اسکو وہ نیک جول
آیا گدا بتولؑ کے گھر پر گدائی کو　　قنبال دوڑ آگے سے خود پیشوائی کو
سائل نے چوم کر در دولت یہ دی صدا　　اے قبلۂ اُمید مساکین و بے نوا
حاجت روائے فاقہ کشان رحمت خدا　　محبوبۂ خدا و نبی اشرف النسا
بچون کی خیر نذر جناب الٰہ دے　　کھانا کھلا لباس تمہارا زاد راہ دے

حضرت بلال فرماتے ہیں کہ جس وقت اُس گدا کو لیکر میں دروازہ فاطمہ زہرا پر گیا جناب حسنین کو تیسرا فاقہ تھا اور دونون شاہزادے بوجہ شدت گرسنگی ایک حجرہ میں مغموم پوست گوسفند پر لیٹے تھے اس مخدومہ دارین نے دونون شاہزادون کو اُٹھا کر فرمایا کہ ایک فقیر سائل ہے اُسکو یہ پوست دونگی اور مُنھ دونون شاہزادون کا دیکھنے لگین قربان اس جود و سخا کے حالانکہ وہ دونون صاحبزادے ابھی کمسن تھے مگر ضمیر والدہ بزرگوار سمجھکر **شعر**

وہ بولے آپ جانتی ہین کچھ کہین گے ہم　　دیدو یہ پوست خاک ہی پر سو رہینگے ہم

پس جناب مخدومۂ دارین سیدۃ النسا نے وہ پوست گدا کو عطا کیا تو **نظم**

بڑھکر در ود فاطمہؑ پر بولا وہ گدا　　احسان کر تو پورا کر اے بنت مصطفےٰ
مین بے دیار رہتی یہان گھر دور ہے مرا　　کچھ ننھے ننھے بچے ہین کچھ میرے اقربا
وان ذوست یکدن کا نہیں انکے پاس ہے　　یان زاد راہ ہے نہ غذا نے لباس ہے

منقول ہے کہ ایک گلوبند ایکبار تھا گردن بتول میں روشن ہلال دار
بخشا اُتار کر وہ گلوبند ایک بار انکا یہ فیض و رحم اور راست کا یہ شعار
حلقہ رسن کا زینبؑ ناشاد کے لیے لوہے کا طوق گردن سجادؑ کے لیے
کیونکر رقم فضائل زہرا ہون سربسر فرد ازل بیاض ابدتنگ و مختصر
گر دیکھیے مصیبت خاتون بحر و بر آغاز اُسکا رونے کو کافی ہے عمر بھر
آغاز کیا ہے رحلت خیر الانام سے ماتم تو ناتمام ہے زہرا تمام ہے

چنانچہ حضرت فضہ فرماتی ہین کہ جس وقت جناب رسول خدا نے وفات کی تو فراق پدر بزرگوار مین آپ گوشہ نشین ہوگئین اور حجرۂ مبارک سے باہر نہ آتی تھین بعد یک ہفتہ کے پھر دیکھا حجرہ مین نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے آواز آہ کی دل سے بلند ہے پس جس وقت کہ مین نے یہ حال سبطین رسول ثقلین سے عرض کیا تو دونون شاہزادے در حجرہ پر آئے اس وقت نظم

بیٹے پکارتے تھے کہ اے امان باہر آؤ امان نہ اتنا رو دو غلامون پہ رحم کھاؤ
نانا کہان گئے ہین بلا لائین ہم بتاؤ ہم گرتے پھاڑتے ہین نہین تو گلے لگاؤ
نانا کے بعد ہائے یہ بیقدر ہم ہوئے سب کی طرح حضور کے بھی پیار کم ہوئے
القصہ بعد ہفتہ کے دن آٹھوان ہوا اور نیلیوفرح ظلمت شب سے جہان ہوا
یان مہر برج حجرۂ ماتم عیان ہوا پر اس طرح کہ مردہ کا سب کو گمان ہوا
یہ حال ہوگیا تھا عزا مین رسولؐ کی پہچانی بیٹیون نے نہ صورت بتولؑ کی

جس وقت اندر حجرہ کے حضرت زینبؑ نے جا کر ڈھونڈھا تو آپ کو نہ پہچانا رونے لگین اور فرماتی تھین شعر

مان میری کیا ہوئی ہین قلق سے ملول ہون مڑ کر پکارین آپ کہ مین ہی بتول ہون

پس حجرۂ مبارک سے نکلکر آپ نے اس ضعف مین نہ بیٹیون کو پیار کیا نہ بیٹون کو گلے لگایا عشق پدر بزرگوار مین اسی حال سے قریب شام رو بطرف مزار رسولؐ مقبول اُس شان سے ہوئین کہ ایک ہاتھ مین عصا دوسرا ہاتھ شانۂ حضرت فضہ پر بوجہ ضعف کے دھرا تھا اُسوقت فرش و

عرش زلزلہ میں تھا اور نظم

قدسی تھے فرشِ عرشِ معلّے کے آس پاس — تسبیح کی خبر نہ تھی تہلیل کے حواس
دوزخ جدا خروش میں مالک جدا اُداس — غلمان و حور و جن و پری پہ ہجوم یاس
غل تھا کہ سب کے دل کو ہلاتی ہے فاطمہؑ — اس دم نبی کی قبر پہ آئی ہے فاطمہؑ
رستے کے لوگ فضہ نے بڑھکر ہٹا دیے — ہمسائیوں نے غرفے کے پردے گرا دیے
مردوں کے منہ پہ دوڑ کے دامن اُڑھا دیے — سب نے چراغ اپنے گھروں کے بجھا دیے
کہتی تھیں فاطمہ کے پدر کا یہ شہر ہے — نامحرموں نے بی بی کو دیکھا تو قہر ہے

کیوں حضرات سر پٹینے اور رونے کا مقام ہے آہ آہ نظم

یثرب میں وقت شام یہ زہرا کا ہے ادب — دن کو پھرایا بلوے میں زینبؑ کو ہے غضب
القصہ آئی قبر پہ وہ کشتۂ تعب — پر اس گھڑی کہ ہلتی تھی قبر حبیب رب
تربت کے گرد پھرنے سے طاقت جو گھٹ گئی — لیکر بلائیں قبر سے زہرا لپٹ گئی

حضرات اگر اس وقت کے بین جملہ بیان کروں تو طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ آپ قبر مطہر سے لپٹ کر کہتی تھیں کہ اے بابا مسجد پیغمبری خالی ہے منبر سونا ہے وحی خدا بند ہو گئی جبرئیل نے زمین پر آنا چھوڑ دیا حضرات تمام زن و مرد کے اس بین دلخراش سے سینے شق ہوتے تھے اور نظم

کہتے تھے سب یہی کہ ٹھہر جائے فاطمہؑ — اور فاطمہؑ یہ کہتی تھی مر جائے فاطمہؑ
القصہ ہوئی فاطمہؑ بیہوش قبر پر — زینبؑ کے پاس دوڑی گئی فضہ ننگے سر
زینبؑ نے پوچھا خیر تو ہے بول پیٹ کر — جامہ نبی کا دو کہ سونگھاؤں میں نوحہ گر
ہمسائیاں بین گرد ہراساں کھڑی ہوئیں — بی بی کی اماں جان ہیں غش میں پڑی ہوئیں
نانا کا خاص جامہ نواسی نے لا دیا — فضہ نے جا کے بیٹی کو غش میں سنگھا دیا
خوشبو نے اُسکی وصل نبی کا مزا دیا — جامہ پہ بوسہ فاطمہؑ نے جا بجا دیا
بڑھکر درود بات شنائی وہ یاس کی — جو بیبیاں لرزنے لگیں آس پاس کی

بابا اذان بلالؓ کے منہ سے ہمیں سناؤ — بابا نمازی آئے ہیں مسجد میں تم بھی آؤ
بابا دھی کو اپنے بلا کر گلے لگاؤ — بابا نواسے ڈھونڈھتے پھرتے ہیں منہ دکھاؤ

اک اک گھڑی پہاڑ ہے مجھ دل ملول کو — بابا کہو بلاؤ گے کس دن بتول کو

یہ کہہ کے پیٹنے لگی خاتون نیک ذات — گھر میں زنان شیعہ سے آئیں ہاتھوں ہات

الغرض جس وقت کہ آپ قبر نبی سے اپنے حجرے میں آئیں پدر بزرگوار کو شب و روز رویا کرتی تھیں حتی کہ اہل محلہ پریشان ہوئے چنانچہ وارد ہے

نظم

محمد مصطفیٰ نے جبکہ اس دنیا سے رحلت کی — رسول اللہ کی بیٹی نے اپنی غیر حالت کی
جو دن آیا تو زاری کی جو شب آئی تو رقت کی — علیؑ کے پاس ہمسایوں نے آکر یہ شکایت کی

کہ ہم تنگ آئے ہیں عاجز فاطمہؑ کی آہ و زاری سے — انھیں سمجھاؤ مت رویا کریں اس بیقراری سے

برطبق گزارش عرب آپ حجرۂ فاطمہ علیہا السلام میں تشریف لے گئے

نظم

باہر سے مرتضےٰ گئے جس دم جھکائے سر — منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیام عرب شاہ بحر و بر — گھبرا کے بولی ہائے کرے کیا یہ بے پدر

قابو میں موت ہوئے تو مر جاؤں یا علیؑ — بابا کا سوگ لے کے کدھر جاؤں یا علیؑ

الغرض اسی طرح کے کلمات سے جناب امیرؑ کو بھی رلایا اور فرمایا عرب سے منجانب میرے جواب دو کہ فاطمہؑ کہتی ہے

نظم

سب کے نبی کا سوگ ہے کل سے نبی کا غم — یہ بھی نصیب اپنا کہ الزام پائیں ہم
یہ کیا سمجھ کے منہ سے نکالا کہ روؤ کم — بے رونقی رسول کے ماتم کی ہے ستم

ماتم ہے غیر کا کہ تمہارے رسولؐ کا — پر تم کو ناگوار ہے رونا بتولؑ کا

بعد فرمانے اس کلام کے آپ نے بقیع میں بیت الحزن بنایا اور وہاں رویا کرتی تھیں کہ ایک روز جناب امیرؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ نے پوشاک حسینؑ دھو کر پھیلائی ہے مطبخ گرم کیا اور آٹا خمیر کر کے رکھا ہے اُس وقت جناب امیرؑ نے

نظم

پوچھا کہ اتنے کام ہو۔ کہا جو شغل آج ہے　　اس وقت کچھ بحال تمھارا مزاج ہے

بولیں کہ آج رات کو ہو جاؤں گی بحال　　کل میرے کاروبار میں تم ہوگے خود نڈھال
خدمت کا میرے بچوں کی ہوگا کسے خیال　　نہلا دھلا دیا کہ پریشان تھا ان کا حال

کرتے بھی دھوئے قوت بھی کل تک کا دے چلی　　سہرا نہ باندھا ایک یہ ارمان لے چلی

مغرب تلک بس اور ہے ماں انکے سر پہ اب　　کل صبح یہ گھریں گے یتیمی میں ہے غضب

پروا نہ رہو میرے چراغوں پہ روز و شب　　بن ماں کا جان کے کوئی گھڑکے نہ بے سبب

یہ دونوں ہیں سپرد جناب امیرؑ کے　　جوشن ہیں آپ میرے صغیر و کبیر کے

الغرض اسی طرح کے کلمات فرماتی تھیں اور جناب امیرؑ کو چند وصایا فرما کر حسنینؑ کو گلے لگا کر قریب شام فرمایا کہ مسجد رسولؐ میں جا کر نماز پڑھیں بفرمان جناب فاطمہؑ علیؑ مرتضےٰ اور صاحبزادوں نے قصد نبوی کیا اور آپ بھی حجرہ پدر بزرگوار میں جانے کے واسطے تیار ہوئیں

نظم

حجرے میں غسل کرکے پڑھی آخری نماز　　سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے راز
آواز ارجعی سے کیا حق نے سرفراز　　زہراؑ نے پاؤں اپنے کیے قبلہ کو دراز

حوروں نے ہر بہشت کی باہم یہ غل کیا　　پیٹو قضا نے شمع پیمبر کو گل کیا

پھر تو ہر ایک کوچہ میں محشر بپا ہوا　　اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا
فضہ پکاری سیدہ کیا واقعہ ہوا　　حجرہ بتولؑ پاک کا ماتم سرا ہوا

چھاتی فلک پہ دیکھنے والوں کی پھٹ گئی　　منہ رکھ کے منہ پہ مردے کے زینب لپٹ گئی

لیکر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو　　اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو
حسنینؑ روتے پیٹتے ہیں ہم کنار ہو　　تم آنکھ کھول دو تو سبھوں کو قرار ہو

بے ہے یہ چپکی رہنے کی کیا بات ہوگئی　　نانا کا فاتحہ نہ دیا رات ہوگئی

میں دودھ بخشوا لے نہ پائی کہ چل بسیں　　شربت بنا کے لانے نہ پائی کہ چل بسیں
سجادہ بھی اٹھانے نہ پائی کہ چل بسیں　　میں بے نصیب آنے نہ پائی کہ چل بسیں

کیا جانتی تھی وقت ہے یہ انتقال کا — بیبی ہے ابھی تو سِن تھا کُل اٹھارہ سال کا

بی بی خطاب دے گئیں ہم کو خبر نہیں — وہ کیا لقب ہے بیکس و بے یار و بس حزیں
یہ رسم ہے نیا کہ ہمیشہ سے ہے یونہیں — زینتؑ زمین یہ بھاری ہے زینبؑ یہ اب زمیں

واقف ہوں اتنا گو ابھی سن میں صغیر ہوں — اس وقت اپنی آنکھ میں میں خود حقیر ہوں

اے میری فاقہ کش مری نادار اماں جان — اے میری بے دوا مری بیمار اماں جان
کنبے کی آبرو مری سردار اماں جان — اے میری صابرہ مری ناچار اماں جان

نانا موئی تو ہوں کوئی نادر خطاب دو — اماں جواب دو مری مادر جواب دو

ہنوز جناب زینبؑ بیبیان فرما رہی تھیں کہ عورات بنی ہاشم جناب زینبؑ کے گرد آ کر کلمات ماتم پرسی کے کہتی تھیں اور تشفی و دلاسا دیتی تھیں اسی عرصہ میں

نظم

ناگاہ آئے روتے ہوئے شاہ اوصیا — غسل و حنوط فاطمہؑ حجرے میں خود کیا
استبرق بہشت بریں کا کفن دیا — تابوت میں لٹا کے گلے سے لگا لیا

بولے کفن میں کھول کے رخسار فاطمہؑ — مشتاق ہو آؤ دیکھ لو دیدار فاطمہؑ

پھرنے لگیں کنیزیں جنازے کے آس پاس — جھک کر بلائیں بیٹیوں نے لیں بحال یاس
اب کیا کہوں کہ شدت غم سے ہے لاگ اس — نزدیک ہے وہ وقت فرشتے ہوں بیحواس

گھر میں علیؑ لحد میں نبی تھرتھراتے ہیں — روتے حسنؑ حسینؑ جنازے پہ آتے ہیں

نعلین پاؤں میں ہیں نہ سر پر ہیں ٹوپیاں — کہتے ہیں کچھ پہ منھ سے نکلتا ہے ہائے ماں
لکھا ہے جب جنازے پہ آئے وہ خستہ جاں — حسرت سے دیکھا مردے کا منھ اور یہ کی فغاں

اماں غلام آئے ہیں رخصت کے واسطے — جاتی ہو تم نبیؐ کی زیارت کے واسطے

نانا جو پوچھیں خادموں کی خیر و عافیت — کہیو زمانہ خون کا پیاسا ہے بے جہت
بابا کے قتل کی ہے نمازوں میں مشورت — نانا ہمارے دل کو ہو اب کس کی تقویت

شفقت کا ہاتھ آپ نے سر سے اٹھا لیا — اک والدہ تھیں اُن کو بھی ہے ہے بُلا لیا

ہونے لگے وداع یہ کہکر وہ نیک نام
پھر تو نہ فاطمہؑ کو رہی طاقت قیام
نتھے سے سر جھکا کے کئے آخری سلام
تھرائیں یوں کہ بند کفن کھل گئے تمام

عاشق کو بیسلے ہوئے کس طرح کل پڑے
فوراً کفن سے دست مبارک نکل پڑے

باہیں گلے میں پیار سے زہراؑ نے ڈالدیں
اور سینہ سے لپٹ گئے جھک کر وہ نازنین
ہاتف نے دی علیؑ کو ندا اے امیر دین
روتے ہیں ہر فلک پہ ملک ہلتی ہے زمین

تسکین عرش اعظم رب ہدا کرد
بیٹوں کو ان کی لاش سے جلدی جدا کرو

منھ چوم کر یتیموں کا بولے یہ مرتضیٰؑ
فضہ پکاری آپ کے اعجاز پر فدا
روتے ہیں ملائکہ آسمان سے ہو جدا
بس عاشق حسینؑ و حسنؑ پیار ہو چکا

باہیں ہٹا لو دفن میں اب دیر ہوتی ہے
آئی ندا کہ روح نہیں سیر ہوتی ہے

الغرض دونوں شاہزادوں کو جناب امیر نے جدا کرکے سپرد جناب علیا زینب کے فرمایا
اور اس مخدومہ کونین کو دفن فرمایا

یا سیدہؑ حسینؑ و حسنؑ کی تمھیں قسم
ہوں مشکلیں وزیر کی آسان دمبدم

در فضائل و ذکر شہادت جناب امیر المومنین شیر خدا علی مرتضیٰ

خوشا ما خوشا دین و دنیائے ما ۔ کہ ہم چون علیؑ ہست مولائے ما

حضرات مقام فخر و مباہات ہے کہ تم سب کو ایسا مولا ملا ہے کہ جس کی قدر و منزلت خداوند عالم اور رسولؐ اکرم کے نزدیک سب سے زیادہ کمال مرتبہ ہے اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ نام آپ کا یداللہ ہے یعنے دست خدا مخمسؔ من مؤلف

لولاک پے ختم رسل حق کا ہے کلا ۔ احمدؐ نے کہا لحمک لحمی تمھیں مولا
حاصل ہوا ان دونوں حدیثوں کا نتیجا ۔ گر آپ نہ ہوتے تو فلک خاک نہ ہوتا
جو چاہو کرو مالک سرکار خدا ہو

اللہ اللہ کیا مرتبہ اُس امام مالک کونین کا ہے جس کی ثنا وصفت قدر و منزلت امکان انسان میں تو ایک طرف انبیا و غیران کے خیال و گمان سے باہر ہے من مؤلف

معراج کو جس دم گئی احمدؐ کی سواری ۔ ہمراہ نہ تھا کوئی بجز محرم باری
سدرہ کے تو آگے ہوئے جبرئیلؑ بھی عاری ۔ وان احمدؐ مرسل سے تھے دیا ذات تمھاری
پھر کون یہ کہہ سکتا ہے احمدؐ سے جدا ہو

چنانچہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسدم میں بحکم رب جلیل ہمسرہ

جبرئیلؑ واسطے تقرب بارگاہ ربانی کے آسمان پر گیا تو پردۂ قدرت سے لہجۂ علی مین مجھ سے کلام ہوئے اور جو ہاتھ حجاب سے نکلا وہ علیؑ کا تھا اور کتب معتبرہ سے ثابت ہو کہ وقت سیر آسمان نظم

ناقے رسولِ حق کو نظر آئے ایک بار
جاتی تھی غرب سے طرف شرق وہ قطار

صندوق چوب خلد تھے دو دو ہر ایک پہ بار
گنئیے ازل سے گر تو ابد تک نہو شمار

اس کی خبر ملک کو بھی غیر از خدا نہ تھی
مثل نجوم حصر نہ تھا انتہا نہ تھی

جبرئیلؑ سے یہ کہنے لگے شاہ بحر و بر
بارا نپہ کیا ہے لعل و زبرجد ہے یا گہر

ناقے یہ کیسے آتے ہیں اور جاتے ہیں کدھر
جبرئیلؑ نے کہا یہ مجھے بھی نہیں خبر

دی حق نے روح جب سے مرے جسم زار کو
اُس دن سے دیکھتا ہوں یونہیں اس قطار کو

بولے نبی یہ حال ہو کس طرح آشکار
کی عرض اُسنے دیکھئے یا شاہ نامدار

کھلوائے فرشتوں نے ناقے نبصد وقار
دیکھا رسولؐ نے تو کتابیں ہیں بیشمار

صندوق تھے جو ناقوں نے اوپر بھرے ہوئے
تھے سب میں مرتضےٰ کے فضائل بھرے ہوئے

مومنین سنئیے فضائل اپنے آقا کے جب جناب سالتمآب کو انتہا نہ معلوم ہوئی تو انسان مشت خاک کی کیا مجال ہے کہ شمہ بھی بیان کر سکے بقول مؤلف

جبرئیلؑ کو سدرہ پہ سبق تم نے پڑھایا
مداح پیمبر کو سدا آپ کا پایا

پیاسا تھا خضر آب بقا تم نے پلایا
قرآن تمام آپ کی مدحت میں ہے آیا

پھر تیری ثنا بندہ سے کیا خاک ادا ہو

بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ پیدا ہوئے تو جناب رسولؐ خدا نے آپ کا جھولا قریب خواب فرش اپنے کے رکھا تھا اور تربیت و پرورش فرماتے تھے اور دست مبارک سے اکثر آپ کو غسل دیتے تھے اور بالوں میں شانہ فرماتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاتے تھے اور گہوارہ جنبانی فرماتے تھے اور لوریاں دیتے تھے الغرض اسی طرح پرورش فرمائی پس جناب امیر علیہ السلام بھی اپنے برادر بزرگوار پر جان و دل سے فدا تھے پس ایسے آقا پر کیونکر

مومنین مع اپنے ماں باپ کے جان و دل سے فدا انھوں سُبحان اللہ خدا نے بہمہ صفت اس ذات بابرکات کو موصوف کیا تھا چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ باری تعالیٰ نے اُس جناب میں جملہ صفات جمع کیے تھے اس سبب سے کوئی آپ کا مثل و نظیر نہیں تھا کہ جن کی تھوڑی سی تفصیل ذاکر عرض کرتا ہے زاہد یعنی تارک الدنیا اور پھر بادشاہ دارین اور زہد کا تو یہ حال تھا کہ غذا آپ کی نان جوین تھی جو کہ زانو سے دبا کر توڑی جاتی تھی اور عبا میں اسقدر پیوند تھے کہ لگانے والے اس سے شرم کرتے تھے دوم ایک روز آپ مسجد میں نماز پڑھکر بیٹھے تھے کہ ایک عرب آیا **نظم**

مغرب کے فریضہ کو ادا کرچکے جب شاہ
سب اُٹھ گئے تنہا رہا وہ بندۂ اللہ
تھا آرد جو روزہ کشائی کو جو ہمراہ
ٹک اِک کفِ دست آپ نے افطار کیا آہ
اک مشت اسے بھی دیا وہ لطف و کرم سے
لے کر اُسے رخصت ہوا وہ شاہ امم سے

دربار شہزادگان میں حاضر آیا حسنین علیہم السلام کو یکجا پایا دیکھا کہ صاحبزادوں نے طعام مطبخ سے منگایا اور بلطف و عنایت اُسکو کھلایا اور تمام فقرائے حاضرین نے اسی طرح پایا **نظم**

وہ مرد عرب تھوڑے سے کھانے کو اُٹھا کر
حضرت سے لگا کہنے کہ یا سبط پیمبر
مسجد میں گیا میں جو پئے طاعت داور
اک شخص کو واں دیکھ کے دل ہوگیا مضطر
محتاج ہے بیکس ہے غریب الغربا ہے
کھانے کے عوض آرد جو چبا تک رہا ہے

اس مرتبہ کہنہ ہے کہ ثابت نہیں پوشاک
رکھتا ہے گریباں قبا مثل کفن چاک
فرش اُسکو میسر نہیں دُنیا میں بجز خاک
ایسا کوئی محتاج نہ ہوگا تہِ افلاک
فاقے سے وہ بیٹھا ہوا ہے گھر میں خدا کے
ہو حکم تو دے آؤں یہ کھانا اُسے جا کے

پانی سے مرے سامنے روزہ کیا افطار
ہر گھونٹ میں کہتا تھا کہ شکر اے مرے غفار
انبان میں سوکھے ہوئے ٹکڑے تھے جو دو چار
کی لطف سے میری بھی صلاح اُسنے کئی بار
میں نے کہا مجھ سے تو چبائے نہیں جاتے
سخت ایسے یہ ٹکڑے ہیں کہ کھائے نہیں جاتے

یہ سنکر حضرات حسنین علیہما السلام آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ اے شخص استغفار کر یہ کہتا کیا ہے جیت

مجبور نہیں ہیں اسد اللہ وہی ہیں
ہم سب ہیں اسی در کے گدا شاہ وہی ہیں

پس باستماع اس ارشاد کے وہ مرد عرب کے اتقا و پرہیز گاری پر بہت رویا سبحان اللہ کیا نفرت لذات دنیوی سے تھی اور پھر بھی حاکم دنیا و دین تھے اور باوصف ان تکلیفات جسمی و تقلیل قوت کے ایسے قوی اور شجاع کہ قصہ عمر و عبدود و مرحب و عنتر و احد و بدر و حنین و خندق و صفین زبان زد خلائق ہے تشریح کی حاجت نہیں سخاوت ایسی تھی کہ کبھی سائل آپ کے حضور سے محروم نہ پھرا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک سائل آپ کے پاس آیا اُس روز آپ کئی فاقہ سے بیٹھے تھے اُسنے چار ہزار درہم کا سوال کیا، للہ اللہ ری سخاوت **نظم**

سائل سے یہ سُنکر متردد ہوئے حیدر
فرمانے لگے حضرت سلمان کو بُلا کر

وہ باغ جو میرا ہے عنایت پیمبر
بیچو اُسے بیچنے کو لے جلد برادر

فانی ہے جہان دم میں خدا جانے کہ کیا ہو
سائل کی تو حاجت کسی صورت سے روا ہو

الغرض وہ باغ سلمان نے فروخت کیا اور آپ نے اُس سائل کو چار ہزار درہم دیئے اور باقی درہم اور مساکین کو عطا فرما کر **بیت**

ذرہ نہ رہا پاس جب اس باغ کے زر میں
فاقہ سے گئے فاقہ سے داخل ہوئے گھر میں

اس وقت جناب فاطمہ زہرا نے پوچھا کہ یا علیؑ میں اور حسنین تین روز کے فاقہ سے ہیں آپ نے باغ بیچا اور گھر میں کچھ نہ لائے آپ یہ سنکر باہر جانے کے قصد سے اُٹھے تو جناب سیدہ نے دامن مبارک پکڑ لیا اور فرمانے لگیں **نظم**

حضرت کی سخاوت کا تو وہ گھر کا یہ احوال
میں فاقہ سے تم فاقہ سے فاقہ سے مرے لال

کچھ پاس میں رکھتی نہیں دُنیا کا زر و مال
عسرت میں ہی گذرے چلے جاتے ہیں مہ و سال

آفاق میں محتاج ہوں پیراہن نو کو
اک کہنہ ردا ہے وہی جاتی ہے گرو کو

حضرات یہاں علیؑ و زہرا میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ روح الامین پاس سید المرسلین کے پیام خالق اکرم لائے اور کہا کہ اے احمد مختار حکم پروردگار ہے کہ **بیت**

ہم پیار بہت کرتے ہیں اس اپنے دل کو ۔۔۔ زہرا سے کہو چھوڑ دے دامان علیؑ کو

بہ حکم منکر رسول کریم خانہ فاطمہ میں تشریف لائے اور پیام رب جلیل زبانی جبرئیل جو سنا تھا ارشاد فرمایا اور فاطمہ زہرا **بیت**

تھرا گئی یہ سن کے سخن منھ سے نبیؐ کے ۔۔۔ بس چھوڑ دیا ہاتھ سے دامان کو علیؑ کے

اُس وقت جناب رسول خدا نے یداللہ کو گلے لگایا اور فاطمہؑ کے سر پر ہاتھ پھرایا اور بہ شفقت سُنایا کہ تمنے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا ہے پس آپ نے سات درہم دیکر ارشاد کیا کہ کھانا منگاؤ وہ درہم جناب امام حسنؑ ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے لیکر بازار میں آئے یہاں پر ایک بندۂ حق آگاہ کہتا تھا کہ خدا کی راہ پر مجھکو کوئی قرض دے سُبحان اللہ سخاوت اسکا نام ہے **بیت**

یہ سُن کے نہ دیکھا گیا پابند غم اسکو ۔۔۔ مولا نے وہیں دیدیے ساتوں درم اُسکو

اور جناب حسنؑ کا منھ دیکھکر بہ شفقت فرمایا کہ اے بیٹا خالق رازق ہے مگر اس وقت اسکا نہ دینا مجھکو شاق تھا اب عنایت و شفقت خدا کی اپنے مولا کے حال پر سُنیے کہ آپ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک عرب سامنے آیا اور کہا کہ یا علی ناقہ خرید کرو گے آپ نے عذر فرمایا کہ میرے پاس قیمت نہیں ہے اُسنے عرض کی کہ یا علیؑ میں قرض دونگا آپ نے بعد طے قیمت کے لیلیا اِسی اثنا میں ایک شخص نے آکر خواہش خریداری کی اور بعد گفتگو آپ سے ایکسو ستر درم نقد دیکے مول لیلیا اور ناقہ آپ نے حوالۂ مشتری کیا **نظم**

جب وان سے روانہ ہوا وہ ناقہ کو لیکر ۔۔۔ بازار میں بائع کو گئے ڈھونڈھنے حیدر
ناگاہ نظر آئے سرِ راہ پیمبر ۔۔۔ فرمایا کسے ڈھونڈھتے پھرتے ہو برادر
جبرئیل تھا جو قرض تمھیں دیگیا ناقہ ۔۔۔ میکال تھا جو مول ابھی لیگیا ناقہ

اگر حال سخاوت آپ کا لکھوں تو ایک دفتر ہو چنانچہ شاہ بربر کے ہاتھ بذات خاص بکنا اور جناب حسنین کا فقیر کو دیدینا اور فقیر کے ہاتھ بغرض رفع حاجت سائل مکان فردوس بیچ کرنا گوش زد خلائق ہے **نظم**

کیا فیض ہے کیا خیر ہے کیا جود وسخا ہے	کیا رحم ہے کیا بخشش و الطاف و عطا ہے
محتاج اسی در کا ہر اک شاہ و گدا ہے	حقا کہ دو عالم کا علیؑ عقدہ کشا ہے
سائل کبھی خالی نہ گیا سامنے آکر	یا آپ دیا یا اُسے دلوا دیا جاکر
شاہوں کو سخاوت میں نہیں آپ سے نسبت	وہ قطرے ہیں تم قلزم ذخار سخاوت
کیا تیری سخاوت ہو بیاں کیا تری عزت	کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت

کیوں عز و شرف تیرا نہ مقبول خدا ہو

اور عبادت کا یہ حال تھا کہ جس وقت آپ نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو تمام بدن مثل بید کے تھرتھراتا تھا تمام رات خوف الٰہی سے رویا کرتے تھے یا یتیموں کی خبرگیری میں مشغول رہتے تھے اور ہمیشہ بجز یوم عید فطر کے روزہ رکھتے تھے عبادت میں اسقدر رجوع قلب تھا کہ ایک مرتبہ جنگ میں پائے مبارک کی ایڑی میں تیر لگا اور کسی طرح نہ نکلا تب نماز پڑھنے میں قنبر نے کھینچ لیا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ یا مولا اکثر عابدوں اور دوستان خدا کا چہرہ بوجہ محنت عبادت مثل زعفران زرد دیکھا گیا اور آپ باوجودیکہ سردار عابدوں کے ہیں اور کسی عابد و زاہد کی مجال نہیں کہ آپ کے لاکھ حصہ میں سے ایک حصہ کے بھی برابر عبادت کر سکے مگر کیا وجہ ہے کہ چہرہ آپ کا نہایت روشن اور سُرخ رہتا ہے بیت

ہے بدر کو کمال تمہارے کمال سے	روشن ہے روئے مہر منور جمال سے

اور قوی بھی آپ کے سب سے زیادہ قوی ہیں سنیں مومنین جواب اپنے آقا کا فرمایا آپ نے کہ اے شخص اگرچہ دوستان خدا نے محبت میں اسکی دم بھرا اور عبادت کیا کرتے ہیں الا اپنے مراتب سے واقف نہیں ہیں اس وجہ سے سینہ چاک خطرناک رہتے ہیں جیسا کہ حال یحییٰؑ میں لکھا ہے کہ اُنکے والد حضرت زکریا جب وعظ فرماتے تھے تو یحییٰؑ کو دیکھ لیتے تھے کہ ایسا نہو وہ سُن لیں اتفاقاً ایک روز حضرت یحییٰؑ اثنائے وعظ ایک گوشہ میں آبیٹھے اور بسبب اتفاق حضرت زکریا نے سکران

وغضبان کا ذکر فرمایا کہ بفور استماع اس وعظ کے حضرت یحییٰؑ روتے ہوئے جنگل کو نکل گئے اور فرماتے تھے **بیت**

گفت یحییٰؑ وہ چہ رنا دانیم ما	غافل از سکران وغضبانیم ما

آخرش والدین انکی تلاش مین گئے تو دیکھا آپ کو زار زار روتے ہین اور بوجہ شدت گریہ آپ کے گرد کیچڑ ہو گئی تھی اور باواز دردناک عرض کرتے تھے کہ اے رب میرے کون سی جگہ میری ہے جب تک نہ دیکھونگا دنیا مین نہ جاونگا پس اسقدر جب خوف الٰہی ہو تو کیو نکر عابدون کا رنگ زرد نہو اور میری آنکھون سے خالق اکرم نے تمام پردۂ ظلمانی اُٹھا دیے ہین اور قوت قدسیہ میری زیادہ اور قوت بشری میری زائل ہو گئی پس نظر کی مین نے اپنے معبود پر تو راضی پایا اور کسی امر مین مین نے غضبناک نہین دیکھا اور اپنے خالق کو مین نے اپنے اوپر مہربان پایا اور تمام افعال میرے اُسے پسند ہین اور سُنا مین نے کہ میرے اوپر میری اولاد کے بارے مین فرمایا ہے کہ مین دوست رکھتا ہون اور وہ مجھے دوست رکھتے ہین پس اے شخص جب مین نے اپنے مالک کو اس قدر رضامند دیکھ لیا **بیت**

حق میرا ثناخوان ہے مین حق کا ہون ثناخوان	باور نہ کسی کو ہو تو موجود ہے قرآن

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مثل دیگر عابدان کے میرا رنگ زرد ہو بلکہ اس خوشی مین جو کچھ میری کیفیت اب ہے اگر اس سے بھی وہ چند ہو تو بھی تھوڑا ہے اس موقع پر ایک شاعر کا قول کیا خوب یاد آیا ہے **بیت**

کچھ نور جو پیدائش حیدر سے بچا ہے	وہ چاند کو اور مہر درخشان کو ملا ہے

عدالت بھی آپ کی احاطۂ تحریر سے باہر ہے اگر مختصر طور سے بھی بیان کرون تو سامعین منتشر ہونگے لہذا ان پانچ مصرعون پر اکتفا کرتا ہون **مؤلف**

منصف نہین دُنیا مین کوئی آپ سے بہتر	مشہور ترا عدل ہے ہر اک کی زبان پر
کیا عدل کریگا کوئی اس عدل سے بڑھکر	اک دم مین کیا فیصلۂ باز و کبوتر
عادل کی قسم عدل مین تم سب سے سوا ہو	

اور رحم کا آپ کے یہ حال ہے کہ از آدم تا ایندم نہ دیکھا نہ سنا چنانچہ شبہا سے تاریک مین غلہ و گوشت وغیرہ اقسام اغذیہ سے دوش مبارک پر بار کرکے اندھون اور غریبون کو تقسیم کرتے پھرتے تھے تاکہ ضعیف اور نابینا زحمت چلنے کی نہ اٹھاوین یتیمون کی پرورش فرماتے تھے اور لنگڑون کی خدمت کرتے تھے یہ رحم نہ صرف اس عالم فانی مین تھا بلکہ جب سے کہ نور آپ کا ہمراہ نور رسالت قبل از آدم پیدا ہوا اُسی وقت سے آپ کا فیض ایسا ہی تھا چنانچہ اکثر پیغمبرونکی ہنگام مصیبت۔ دفرمائی حضرت آدمؑ کو حضرت حوا سے ملایا یونسؑ کو قید بطن ماہی سے چھڑایا زکریا کو آرے کے نیچے سے نکالا ابراہیمؑ کو گلشن بنایا خضر کو ظلمات کا رستہ بتایا مؤلف

داغ کف موسےٰ ید بیضا کیا تمنے	دکھ درد سے ایوبؑ کو اچھا کیا تمنے
ذرّے کو قمر قطرے کو دریا کیا تمنے	بن باپ کے بیٹے کو مسیحا کیا تمنے

ڈرتا ہون کہین مُنھ سے نہ کہہ بیٹھون خدا ہو

حضرات جب جناب رسولِ خدا نے شب معراج آپ کے اوصاف سے شتران بیشمار لدے ملاحظہ فرمائے اور حد و انتہا انکی دریافت نہ کرسکے تو یہ ذرّہ ہیمقدار گنہگار کیا مجال رکھتا ہے کہ لکھ سکے مؤلف

مداح تری مدح کے لکھنے مین ہے حیران	ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہے پریشان
قدرت یہ کسی مین نہین جز خالق یزدان	اک وقت مین چالیس جگہ تم ہوے مہمان

ہوتا ہے عیان اس سے کہ اسرار خدا ہو

ایہا الناس اگرچہ بوجہ طول آپ لوگ کسی قدر ملول ہوے ہونگے مگر تھوڑا سا اپنا مرتبہ جو بوجہ غلامی اور کفش برداری مولا کے حاصل ہے سُن لین تو یقین ہے کہ آئینہ خاطر پر جو گرد کدورت بوجہ طوالت آئی ہے پاک ہوجاوے اور واسطے سماعت شہادت شاہ ولایت پھر دل تازہ ہوجاوے آپ لوگون کا وہ رتبہ ہے نظم

شاہ نجف کے دوست خدا کے خلیل ہین	درگاہ ذوالجلال مین قرب جلیل ہین

دعوے ہمارے کوئی نہیں بے دلیل ہیں — طے ہو گئے یہ امر بصد قال و قیل ہیں
تم و یہ روز حشر عبادت کا پائینگے — مولا ہمارے خلد میں ہمکو بھجائینگے

اللہ رے شیعیان علیؑ کا وقار و جاہ — ان پر مدام ہے نظر رحمت الٰہ
کھا جاوے یوں ولائے علی شیعوں کے گناہ — ہیزم کو جیسے آتش سوزان خدا گواہ
دوزخ ہے ایسے دور یہ دوزخ سے دور ہیں — ان کے لیے قصور یہ حور و قصور ہیں

لکھا ہے ایک شخص یہودی کا تھا غلام — حُبِ علی میں قید ہوا تھا وہ نیکنام
زندان کی طرف سے نکلتے تھے جب امام — پابند اس لحاظ و ادب کا وہ تھا مدام
بیڑی پکڑ کے اُٹھتا تھا تعظیم کے لیے — جھکتا تھا طوق پہنے وہ تسلیم کے لیے

کہ ناگاہ ایک دن جناب علیؑ مرتضیٰ بخدمت جناب مصطفےٰ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ یا مولا جو یہودی کا غلام آپ کو بصد تکریم تسلیم کیا کرتا تھا آج وہ غلام آپ کا اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر طرف ملک جاودانی کے گیا مگر کوئی اُسکو غسل و کفن دینے والا نہیں ہے

نظم

یہ سُن کے اُٹھ کھڑے ہوئے پیغمبر زمن — بولے ہم آپ غسل اُسے دینگے اور کفن
پیارا ہمیں بہت ہے محب ابوالحسنؑ — واقف ہے اسکے حال سے خلاق ذوالمنن
ادریس لیکے حلۂ فردوس آئیں گے — پانی خضر کے چشمہ سے الیاس لائینگے

باہم چلے نبیؐ و علیؑ مضطر و ملول — دو حضرتوں کا لاش پہ اسکی ہوا نزول
پانی کا ظرف لیکے بڑھا شوہر بتولؑ — میت کو اپنے ہاتھ سے دھونے لگے رسولؐ
عصیاں کی بو حنوط سے کافور ہو گئی — مردے کی شکل نور سے معمور ہو گئی

پھر اسکے زیب تن وہ علیؑ نے کفن کیا — قدرت نے جسکو رشتۂ رحمت سے تھا سیا
ادریسؑ کہتے تھے کہ زہے شان کبریا — بخشی علیؑ نے ذرّے کو خورشید کی ضیا
فردیں تمام دھو گئیں اعمال زشت کی — اب یہ ہے اور سیر ہے باغ بہشت کی
پہنا چکے جو خلعت عقبےٰ اُسے علیؑ — معراج دو تھی صاحب معراج پر ملی

اک ہوا شریک ہر اک پیر دنبیؐ
لیکن اُتارا قبر مین مُردے کو جس گھڑی

یاران پھر نگاہ کا خیر البشر کو تھا
یا تو اُدھر تھا یا رُخ روشن اِدھر کو تھا

اصحاب نے یہ عرض کی اے فخر انبیاؐ
کیا وجہ جو حضور نے مُنھ کو پھرا لیا

حضرت نے مُسکرا کے جواب انکو یہ دیا
مین دیکھتا ہون قبر مین اسرار کبریا

گویا علیؑ کے دوست کی یان کدخدائی ہے
جو حور آئی ہے وہ دُلھن بنکے آئی ہے

اس مرد با خدا کی ہے زوجہ ہر ایک حور
انکے جمال دیکھ رہا ہے یہ باشعور

شیعون کا ہم نہ پاس کرینگے حیا سے دُور
نظارہ انکی بیبیون کا ہمکو کیا غرور

دھیان آگیا اسے نہ کہین انفعال ہو
دیکھون مین اُنکی سمت اور اُسکو ملال ہو

یارو یہ نکتہ کافی ہے رونے کو عمر بھر
ناموس خیر کا تھا جنھین پاس اسقدر

ہے ہے پھرایا اُسکی نواسی کو دربدر
نامحرمون کو بلوے مین دکھلایا ننگے سر

ناموس جبکہ ہاتھون سے چہرے چھپاتے تھے
بیرحم پشت دست پہ نیزے لگاتے تھے

سنا مومنین حال شجاعت اور سخاوت اور عبادت اور عنایت اپنے آقا کا اپنے غلامون پر اب مقام عبرت ہے کہ باوجود اس مرتبہ کے آپ اکثر فرماتے تھے کہ آہ آہ زاد راہ ہمارے پاس بہت کم اور سفر دور و دراز وحشت ناک درپیش ہے کیون حضرات یہ کیسا سفر ہے کہ جسکے خوف سے جناب امیر امام کون و مکان یون فرمائین افسوس کرنے کا مقام ہے ہمارے حالون پر کہ شب و روز امورات ممنوعہ مین مشغول رہتے ہین پس بجز عنایت رب دارین اور جناب سیدہ کونین و رفاقت شاہ بدر و حنین و بجز تصدق شہادت حسنین اور کوئی وسیلۂ نجات نہین ہے کتب معتبرہ مین وارد ہے کہ کیسا ہی گنہگار بندہ ہو اگر وہ بر مصائب ائمہ اطہار رویگا یا رولائیگا بیشک جنت پاویگا۔

ب خاتمہ پر داد دو رونے کی خدارا
تا خاتمہ بالخیر ہو دُنیا مین تمھارا

اب کس کے فضائل پڑھین آقا تو سدھارا
اے حیدریو حیدر کرار کو مارا

مسجد مین عیان وادے علیا کی صدا ہے
کعبہ مین عزائے اسد اللہ بپا ہے

اے مومنو اب دل کو نہین صبر کا یارا — دنیا سے وزیر شہ لولاک سدھارا
سجدون مین نمازی کو ستمگار نے مارا — محراب مین زخمی ہوا سر تاج ہمارا
آب دم شمشیر دیا شاہ ہدا کو — کیا خوب کھلائی سحری شیر خدا کو

حدیث مین وارد ہے کہ جب شب انیسوین ماہ رمضان یعنی شب ضربت حیدر کرار آئی اس شب کو آپ کبھی حجرے کے اندر جاتے تھے اور کبھی صحن خانہ مین آتے تھے در و دیوار سے صداے گریہ وزاری اس طرح بلند تھی بیت

حیدر کی سواری سوے فردوس چلی ہے — جاگو یہ شب قدر شب قتل علیؑ ہے

حضرت ام کلثوم فرماتی ہین کہ عرض کی مین نے اے آقا آپ کو کبھی ایسا مضطر نہین دیکھا کس کا خوف ہے کہ تمام اعضا تمھارے تھراتے ہین فرمایا آپ نے کہ اے جان پدر نظم

درپیش ہے ادنی کو اب اعلی کی ملاقات — آیا تھا بندھے ہاتھ مین جاتا ہون کھلے ہاتھ
ہدیہ جو وہ مانگے گا تو کیا دونگا مین سوغات — نے عذر کی طاقت نہ سفارش کو کوئی ساتھ
مرقد کے تصور مین مرے ہوش کہین ہین — مسکن بھی نیا اور مصاحب بھی نہین ہین
کلثوم نے رو کر کہا واحسرت و دردا — کیا بیبیان اب صبر کرین آپ کو بابا
کس طرح یقین تمکو ہوا اپنی اجل کا — فرمایا جو ارشاد پیمبر ہے وہ ہوگا
دو روز ہے دنیا مین بس اب فوت ہمارا — اکیسوین کو اُٹھے گا تابوت ہمارا
واللہ ابھی خواب مین یہ دیکھتے تھے ہم — کعبے کے حوالی مین جو ہے کوہ معظم
دو سنگ لئے اسمین سے جبریلؑ نے اسدم — اور بام یہ کعبے کے اُنھین توڑا بصد غم
ٹکڑے بہت نکلے ہوئے حیدر کی نظر مین — گرے مین مدینہ مین گرے سب کے وہ گھر مین
اس خواب سے ہر ایک کی حالت ہوئی تغیر — رو رو کے حسن بولے کہ کیا اسکی ہے تعبیر
حضرت نے کہا موت ہماری ہے گلوگیر — اب سجدے مین سر ہوگا ہمارا تہ شمشیر
ٹکڑے جو گرے چار طرف گو سودہ کیا ہین — ہر شیشۂ حیدر کے لئے سنگ عزا ہین

اور فرمایا آپ نے کہ اے حسن کل ہر گھر میں غلغلۂ ہائے علی کا برپا ہوگا کل کے روز لاش
میری آویگی زینب و کلثوم لاش پدر پر غل مچادینگی بیت

کل شیعہ بھی سر کو پیٹینگے اور اہل حرم بھی	زہرا کی ندا آئی کفن پھاڑینگے ہم بھی

جناب زینب فرماتی تھیں کہ چار گھڑی رات رہے جس وقت تسبیح ہاتھ میں لیکر بابا نے قصد جانے
مسجد کا کیا تو سادات نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھائے الغرض آپ نے
مسجد میں داخل ہوکر گلدستۂ اذان کو زینت بخشی سب مومنین بعزم نماز تیار ہوئے اور دعا بدرگاہ
خدا کرنے لگے کہ اے پروردگار ہمیشہ گلدستۂ اذان ایسی آواز سے رونق پذیر رہے بعد ختم
اذان آپ نے گلدستہ سے اتر کر بقصد نماز مسجد میں قدم رنجہ فرمایا قندیلیں جو گل تھیں دست مبارک
سے روشن فرمائیں تو دیکھا آپ نے کہ ابن ملجم سوتا ہے باوجودیکہ آپ کو علم امامت سے معلوم تھا کہ یہ
عدوئے دین میرا قاتل ہے الا آپ تو رحمت [illegible] تھے نظم

فرمایا منہ کے بھل ہے پڑا کیوں سر زمین	شیطان کا یہ خواب ہے ہشیار اے لعین
رکھتا ہے قصد وہ کہ ہلے عرش بالیقین	اٹھ حیلہ ساز مکر سے کچھ فائدہ نہیں
[illegible] تو ہے اس امر کو کب مانتا ہوں میں	جو چیز تو چھپائے ہے وہ جانتا ہوں میں

[illegible] خلق سے یہ فرما کر امام انام نے توجہ نماز فرمائی آہ وا ویلا فدا ہوں جانیں شیعوں کی
اس امام مومن پر کس زبان سے اب عرض کروں کلیجہ منہ کو آتا ہے سینہ شق ہوا جاتا ہے یہی
شعر رونے اور سر پیٹنے کو کافی ہے نظم

سب مومنوں کی زیست کی صورت بگڑ گئی	سجدے میں سر ابھی تھا کہ شمشیر پڑ گئی
وہ زہر کی بجھی ہوئی شمشیر الاماں	در آئی تا جبین شہنشاہ دو جہان
مولا نے آہ کی نہ کیا نوحہ و فغان	بسم اللہ آپ کہکے تڑپنے لگے وہاں
صدمے سے قدسیوں کو غش اکبار آگیا	وہ آہ کی کہ جس سے جگر تھرتھرا گیا
روح الامین نے مضطربانہ باشک و آہ	نوحہ کیا کہ شہر مدینہ ہوا تباہ

مارا گیا امیر عرب شاہ دین پناہ — داماد مصطفیٰ کا ہوا قتل بے گناہ
سردار دو جہاں کا بیہوش ہو گیا — سب بے چراغ دین کا خاموش ہو گیا
فریاد جبرئیل سے گھبرائے مومنین — دوڑے حسنؑ حسینؑ بصد نالۂ حزین
وردِ زبان تھا وا ابتا وا امام دین — دیکھا تڑپ رہے ہیں ید اللہ سر زمین
مجمع ہے گرد خویش رسالت پناہ کے — جاری ہے خون فرق مبارک سے شاہ کے

یہ صورت پدر بزرگوار کی دیکھ کر حضرت شبرؑ و شبیرؑ بہت دلگیر ہوے اور عرض کی کہ اے بابا کس سنگدل نے آپ کو یہ شمشیر لگائی آپ نے فرمایا کہ اے بیٹا ابن ملجم لعین نے یہ ضرب لگائی ہے آہ آہ اسوقت حسنین علیہما السلام کا عجب حال تھا لقصہ ان دونوں شاہزادوں نے

نظم

بابا کا لہو پہلے تو جو سر پہ لگایا — پھر دونوں نے ماہین گلیم انکو ہٹایا
لیکر جو چلے رونا علیؑ کو بہت آیا — شبیرؑ نے پوچھا تو یہ حیدرؑ نے سنایا
رونا ہے یہ جب سر کو تو کٹوائیگا پیارے — کوئی ترا لاشہ نہ اٹھالائے گا پیارے
کیا لاش کے آنے کے سنا دل حشم و جاہ — بالیں پہ حسنؑ پائنتی شبیرؑ تھے واللہ
عباسؑ کا قد چھوٹا تھا ان روز نہیں جو آہ — سر پیٹتے لاشے کے تلے جاتے تھے واللہ
انبوہ فرشتوں کا ادھر اور ادھر کو — اور شیعوں کا غول آگئے برہنہ کئے سر کو
عباسؑ پہ رقت جو بہت ہوتی تھی طاری — سمجھاتے تھے شبیرؑ کہ کیوں کرتے ہو زاری
بابا جو نہیں ماں ہیں تسلی کو تمھاری — ہم کیا کریں جیتی نہیں اماں بھی ہماری
شبیرؑ کا یہ کلمہ جو سن پاتے تھے حیدرؑ — تھے عالم غش میں یہ تڑپ جاتے تھے حیدرؑ
اس وقت حسنؑ نے شہ مردان سے یہ پوچھا — عباسؑ کی مادر تو نہیں غول میں اس جا
ہے ہے مرے والی یہ صدا کس کی ہے پیدا — حیدرؑ نے کہا فاطمہؑ چلاتی ہے بیٹا
سر پیٹتے ہیں حمزہؑ بھی پیغمبر دین بھی — روتے ہیں سرافیلؑ بھی جبرئیلؑ امیں بھی

اسی طرح روتے ہوئے اور مع گروہ انبیاء و ملائکہ و جن و انس لاش آنحضرت کو قریب حرم محترم

لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نظم

ڈیوڑھی پہ مضطرب ہیں کھڑی بیبیاں بہم — دیکھا یہ حال جب تو لگے پیٹنے حرم
فرمایا یہ امام حسنؑ نے بہ درد و غم — نامحرم اس جگہ سے اٹھائیں نہ اب قدم
پھٹ کر گرے نہ عرش کہیں ذوالجلال کا — واجب ہے احترام محمدؐ کی آل کا

کیوں حضرات

اک دن یہ اہلبیت نبی کا تھا احترام — یعنی کوئی سنے گا صدا خاص ہو کہ عام
اک روز کربلا میں تھا اعدا کا ازدحام — ہے ہے اتارے گئے چادر بھی اہل شام
بے پردہ قید ہو کے کہاں سے کہاں گئیں — تا شام سر برہنہ وہی بیبیاں گئیں

لاشہ لئے پہونچے سر دروازہ جو بارے — پیٹتے ہوئے روتے تھے حرم پیٹے سے سارے
عباسؑ علیؑ روتے ہوئے گھر میں سدھارے — دکھلا کے گریبان پھٹا ماں کو پکارے
تو خاک ملو منھ پہ ردا پھینک دو سر کی — اے اماں چلو لینے کو لاش آئی پدر کی

سب روتے ہوئے دوڑے کہ لاشہ وہیں آیا — حجرے میں ید اللہ کو مسند پہ لٹایا
عباسؑ کو عباسؑ کی مادر نے بلایا — صدقے کی طرح گرد علیؑ اسکو پھرایا
اور بولی کہ یا رب مرے والی کو شفا دے — صدقہ یہ پسر دیتی ہوں وارث کو بچا دے

تھرا کے علیؑ نے کہا غصہ سے یہ اس آن — ہاں تھام زبان اپنی کدھر کو ہے ترا دھیان
عباسؑ یہ تو صدقے میں عباسؑ پہ قربان — عباسؑ کی تو کون یہ ہے فاطمہؑ کی جان
بی بی کہیں زہراؑ کا عتاب آئے نہ تجھ پر — شبیرؑ کے فدیہ کو فدا کرتی ہے مجھ پر

ہے یہ مرے شبیرؑ کے لشکر کا علمدار — مالک ہے حسینؑ اسکا تو اسکی نہیں مختار
اس وقت مرے سامنے پھرتے ہیں یہ آثار — سر ننگے ہے اس کوفہ میں زینبؑ سر بازار
اک نوک سر نیزہ ہے اور چوب سناں ہے — بھائی کے برابر سر عباسؑ رواں ہے

بس جناب زینب کلثوم قدموں پر لوٹتی تھیں اور روتی تھیں کہ افسوس بابا زخم شمشیر کھا کر

جنت کو جاتے ہیں اور ہم یتیم ہوئے جاتے ہیں ارے کوئی جراح یا حکیم کو لاوے کہ مرہم لگائے بابا میرا صحت پائے اور بحال یاس فرماتی تھیں نظم

شمشیر ظلم سر سے جبین تک اُتر گئی — بابا شہید ہوگئے اور میں نہ مر گئی
آئے معالجے کو اطبائے بے نظیر — دیکھا جو زخم حال سبھوں کا ہوا تغیر
بولا عمامہ پھینک کے یا حضرت امیرؑ — یہ گھاؤ آپ کا نہیں ہرگز دوا پذیر
تیغ جفا غضب کی تھی ضربت تھی قہر کی — تا مغز سر پہونچ گئی تاثیر زہر کی
مایوس اس سخن سے ہوئے شاہ کے حرم — بستم سے زہر کا تھا اثر سر سے تا قدم
شبیرؑ کو جانشین کیا اپنا بدرد و غم — شبیرؑ کو لگا کے گلے با دو چشم نم
بولے یہی مشیت رب انام ہے — بیٹا حسنؑ کے بعد تو کل کا امام ہے
ہوگا شہید زہر سے شبرؑ بصد ملال — مانند گوسفند کریں گے تجھے حلال
ناموس مصطفےٰ کے کھلیں گے سر ونکے بال — نیزے پہ سر چڑھے گا ترا انکو خصال
چھوڑیں گے ریگ گرم پہ پیمان شکن تجھے — چالیس روز تک نہ ملے گا کفن تجھے

کیوں مومنین خیال کرنے کا مقام ہے کہ ایسے وقت میں کوئی کسی کو یاد رہتا ہے لیکن اسوقت بھی آپ کو خیال اُمت رسولؐ کا تھا چنانچہ وصیت میں فرماتے ہیں نظم

لیکن دعائے بد سے قیامت نہو کہیں — جز صبر دم نہ مار بولے میرے نازنین
ہنگام مرگ کیجیو عابد کو جانشین — فرما گئے تھے مجھ سے یہی ختم مرسلینؐ
ہم نے تو عزم جانب دار بقا کیا — پیارے حسینؑ تجھکو سپرد خدا کیا
اے شیعو اب نہ پوچھو کہ پھر حال کیا ہوا — اکیسویں شب آئی تو شور بکا ہوا
تم بے امام ہوگئے محشر بپا ہوا — دنیا سے انتقال شہ لافتےٰ ہوا
سب اہلبیت بیکس و دلگیر ہوگئے — ہے ہے یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوگئے
سر پیٹنے کی جا ہے محبان مرتضےٰ — دنیا سے بیکسوں کا ہوا خواہ اُٹھ گیا

غسل و کفن تو دے چکے بیبین مصطفےٰ — تابوت اٹھا کے لے چلے شیر الٰہ کا
شاہ عرب گلے مین ہے بالوں پہ خاک ہے — دامن تلک قبا کا گریبان چاک ہے

اس وقت کا حال شاہزادیوں کا کیا عرض کروں جناب زینبؑ پچھاڑین کھاتی تھیں اور ام کلثوم سر پیٹتی تھیں فضہ زمین پر پڑی تھیں ام البنین بحال حزین سرد عشی تھیں نظم

کلثوم یہ کرتی تھیں بیان لاش کے اوپر — تم مر گئے ہے ہے مرے بابائے دلاور
گویا کہ زمانے سے اُٹھے آج پیمبر — واللہ کہ برباد ہوا فاطمہ کا گھر
ہے کون جو اب دست کرم سر پہ دھریگا — اب کون یتیموں پہ بھلا رحم کریگا
اب کون ہمین پیار سے فرمائیگا دختر — اب کون وضو کے لئے منگوائیگا ساغر
بابا بھی موے ماں بھی موئی وائے مقدر — یا شاہ بہت بیٹیاں ہین آپ کی مضطر
قسمت نے دیا داغ پیمبرؐ کے جگر پر — وارث نہ رہا زینبؑ و کلثومؑ کے سر پر
زینبؑ نے مدینے کی طرف یاس سے دیکھا — اور پیٹ کے سر کہنے لگی دختر زہرا
بن باپ کی بیٹی ہوئی فریاد ہے نانا — لو آکے یتیموں کی خبر سیدؐ والا
صدمہ ہے یتیموں کے دل چاک کے اوپر — بیہوش نواسے ہین پڑے خاک کے اوپر
راوی نے لکھا ہے کہ صدا آئی یہ اُس دم — زینبؑ کئی روز سے ہین موجود یہان ہم
کیا مجھکو نہین حیدر کرار کا ہے غم — واللہ کہ غش مجھکو چلے آتے ہین پیہم
مرگ اسداللہ سے مشغول بکا ہوں — مین لاشہ سے لپٹا ہوا سر پیٹ رہا ہون

ادھر شاہزادیون کا یہ حال تھا ادھر دروازۂ مبارک پر نظم

چلا رہے ہین یہ فقرا سر کو پیٹ کر — اب کون لیگا بیکس و محتاج کی خبر
رانڈون کے بین یہ ہین کہ لے شاہ بحر و بر — بے وارثون کو چھوڑ کے تم تو گئے گذر
باقی رہی نہ آس جناب امیرؑ کی — خدمت کرے گا کون یتیم و اسیر کی
لو مومنو یہ خاک اڑانے کا ہے مقام — رخصت علیؑ کی لاش سے ہوتے ہین خاص و عام

مجمع ہے عورتوں کا تو مردوں کا ازدحام
بیہوش خاک پر ہیں پڑے مومنین تمام

اب شور الفراق کا کس جا بپا نہیں
حیدر کے دوستو یہ خموشی کی جا نہیں

تم بھی کہو کہ حیدر کرار الوداع
اے جانشین احمد مختار الوداع

فاقہ کش و غریب و دل افگار الوداع
رانڈوں کے اور غریبوں کے غمخوار الوداع

تیر الم دلوں سے ہزاروں گزر گئے
ہے ہے حضور مر گئے اور ہم نہ مر گئے

بس اے وزیر مالک دین کوچ کر گیا
دنیا سے تاجدار دو عالم گذر گیا

مجلس در ذکر شہادت امام حسن علیہ السلام تمہید فضائل بالا کلام

ہے ذکر شہادت حسنؑ سبز قبا کا		پھٹتا ہے جگر جوش ہے یہ آہ و بکا کا

نغمہ سنجان گلزار مصیبت و بہیر دان دین و شریعت و عاملان ارشاد خدا و شیاحان نینوائے غربت مجتبیٰ و ذاکران محنت و مصیبت ائمہ ہدیٰ کتب معتبر سے بذریعہ سلمان فارسیؓ یون تحریر کرتے مین کہ ایک روز بخدمت جناب رسالت مآب ایک شخص انگور تازہ غیر موسم لایا پس آنحضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ لا میرے نور دیدگان حسنینؑ کو پس مین واسطے لینے حضرات کے گیا مگر نہ پایا مین نے پھر خدمت رسولؐ مین واپس آیا اور حقیقت حال سے عرض کیا سنتے ہی اس خبر کے جناب رسالت مآب فلک جناب مضطربانہ باجمعی از اصحاب تفحص صاحبزادون مین اٹھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص خبر حسنینؑ سے مجھے خوش کرے مین اسے فردائے قیامت میں خوش کرونگا کہ ناگاہ جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے فخر پیغمبران فرزند آپکے باغ میں سوتے ہین یہ سنتے ہی حضرت فوراً اس باغ مین پہنچے تو دیکھا آپنے کہ دونون نونہال بوستان امامت و غنچہ سربستہ چمنستان رسالت و گلہائے گلستان ہدایت دست در گردن یکدیگر سو رہے ہین اور سرہانے اژدہائے مہیب بوجہ جنبانی کر رہا ہے

نظم

کیا مرتبہ خالق نے کئے آل عبا کے		سوتے تھے جو دلدار بتولؑ عذرا کے

ہر طرح سے مبذول تھے الطاف خدا کے
حاضر تھے حفاظت کو ملک عرش سے آکے

تا خواب میں غمگیں کہیں حسنینؑ نہ ہو دیں
آئے نہ خلل نیند میں بیچین نہ ہو دیں

پر ہائے یہ خالق کی عنایات ہو جنپر
رہنے نہ دیا چین سے نانا کی لحد پر

لکھا ہے کہ امت نے انھیں بعد پیمبر
ہر طرح سے اعدا نے کیا بیکس و بے پر

شبرؑ کو تو مارا ستم زہر دغا سے
شبیرؑ کو مذبوح کیا تیغ جفا سے

پس جونہی حضرت قریب پہونچے تو اژدہے نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میں ملک ہوں ملائک آسمان سے بوجہ غفلت عبادت جناب احدیت بعتاب مسخ ہوکر برُوے زمین بھیجا گیا اور کئی سال ہوئے کہ بشکل اژدہا زمین پر ہوں آج تمھارے فرزندوں کی خدمت گزاری کرنے اس امید پر آیا ہوں کہ ببرکت شفاعت اِن کے ارحم الراحمین توبہ میری قبول فرمائے پس حضرت بالین حسنینؑ بیٹھ گئے اور اپنے پارہ ہائے جگر کے بوسے لیتے تھے اور بوسو نگھتے تھے تا اینکہ حسنینؑ بیدار ہوئے اور جناب رسولؐ خدا اپنی گود میں بٹھاکر پیار فرمانے لگے اور فرمایا کہ اے برگزیدگان درگاہ الٰہی **مؤلف**

ہے یہ ملک مقرب درگاہ کبریا
صادر ہوئی تھی اس سے عبادت میں اک خطا

حاضر ہے جو کہ روبرو ہم شکل اژدہا
نازل ہوا عتاب خدا مسخ ہوگیا

قابو رہا نہ پھر اسے قلب حزین پر
پھینکا گیا خدا کے غضب سے زمین پر

یہ سن کے کانپنے لگے سبطینؑ مصطفےٰ
اور جلد آب پاک سے پہلے وضو کیا

پھر دو رکعت نماز کھڑے ہوکے کی ادا
اور ننھے ہاتھ اٹھاکے خدا سے یہی دُعا

رنج و ملال دور ہو اس دل ملول کا
اس اژدہے کو بخش دے صدقہ رسولؐ کا

کہ ناگاہ جبرئیل امین بروے زمین باگروہ ملائکہ نازل ہوئے اور فرشتہ معتوب کو بشارت رحمت الٰہی دی اسنے فی الفور بشکل اول عود کیا اور سابق دستور پر وبال پاکر ہمراہ فرشتگان جانب آسمان پرواز کرگیا اور بسند صحیح منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا امام حسنؑ کو کاندھے

پر بٹھلاتے تھے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا بستر مرکب پر سوار ہے آنحضرت نے فرمایا کہ سوار بھی نیکو ہے اور اس طرح سے اس شخص کو جناب رسول مقبول نے آگاہ فرمایا۔ **مؤلف**

کیا جانے اسکے کوئی مراتب بجز خدا	تو میں جانتا ہوں دیا جانے مرتضےٰ
کہتا ہوں اتنی بات میں اس وقت برملا	ہوگا انھیں کے ہاتھ سے امت کا بھی بھلا
مقبول ہیں عطائے خدائے کریم سے	امت بچے گی ان کی بدولت جحیم سے

منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع اصحابؓ میں رونق افروز تھے کہ جناب امام حسنؑ تشریف لائے آنحضرت نے جو ہیں روئے مبارک جگر گوشہ پر نظر کی بے اختیار روئے اور فرمایا کہ اے میرے فرزند دلبند والے انیس دل مستمند جلد آ پس حضرت امام حسنؑ تشریف لائے تو اپنے زانو راست پر بٹھایا بعضے اصحابؓ پوچھنے لگے کہ حضرت حسنؑ کے دیکھنے سے وجہ رونے کی کیا ہوئی آپنے فرمایا کہ حسنؑ فرزند پسندیدہ و پارۂ دل میرا ہے و بہترین جوانان اہل بہشت ہے جو ہیں میں نے جمال حسنؑ پر نظر کی یاد آئی مجھکو بیکسی و مظلومی و مصیبت اس دلبند کی کہ جو بعد میرے اسپر پڑے گی اس خیال سے مجھے رونا آیا اور اس سبب سے کہ بعد میرے اس غریب بے دیار کو دشمنان جفاکار نہ چھوڑینگے اور ہمیشہ در پے رنج و عناد رہینگے اور زہر سے شہید کرینگے اور ملائکہ آسمان و زمین و کروبیان ملاء علیٰ اس کے ماتم میں رہینگے و مرغان ہوا و ماہیان دریا اسکی غریبی و بیکسی پر آہ و نالہ کرینگے اور بھی جو کوئی اس کی تعزیت میں اندوہگین ہوگا فردائے قیامت میں خرم و شادان ہمراہ حور و ملک خلد بریں میں ساکن گزیں ہوگا۔ **مؤلف**

روز ازل سے کاتب قدرت نے ہے لکھا	کچھ رمز کی یہ بات نہیں سب پہ ہے کھلا
جو دوست انکے ہیں وہ بہشتی ہیں برملا	دشمن کا گھر نہیں ہے جہنم کے ماسوا
انکے فضائلوں کا نہیں کچھ شمار ہے	سرکار کبریا میں انہیں اختیار ہے

منقول ہے کہ جب وقت شہادت وصی رسالت یعنی جناب علی مرتضیٰ مشکلکشا قریب پہونچا تو آپ نے تمام اسرار امامت جناب امام حسنؑ کو تلقین فرمائے چنانچہ کتب معتبرہ میں وارد ہے

کہ بعد غروب خورشید امامت شہنشاہ میدان شجاعت یعنے حیدر کرار غیر فرار جناب امام حسن منبر پر تشریف
لائے اور بکمال فصاحت و بلاغت خطبۂ حمد خدا و نعت محمد مصطفٰے و مدح جناب علی مرتضٰیؑ بیان کیا
اور فرمایا کہ حضار آگاہ ہون کہ نانا و بابا میرے دعوت دین فرماتے تھے مین بھی تم سب کو اسی طرح
دعوت دین کرتا ہون پس سب نے برضا و رغبت بیعت کی لکھا ہے کہ اسی روز چالیس ہزار نفر بیعت
سے مشرف ہوئے اور سن شریف حضرت کا اس وقت سینتیس برس کا تھا جب خبر تخت نشینی جناب
امام حسنؑ شایع ہو کر معادیہ تک پہونچی تو نظم

ہو کر کے غضبناک چلا شام سے غدار	سادات کی مظلوم کی خونریزی پہ تیار
ہمراہ تھے ہشتاد ہزار اس کے جفا کار	تھا خوف نبی کا نہ جنھین دہشت قہار
کہتا تھا کہ شبر کو مین بیجان کرون گا	احمد کے نواسے کو مین قربان کرون گا
پیہم یہی سنتا ہون وہان کا مین فسانہ	بیعت کا حسن کی متمنی سب ہے زمانہ
لازم ہے یہ تجہیز کہ کرون فوج روانہ	دب جائے گا بیعت کی حسن کا یہ ترانہ
آغاز ابھی ہے جو خبر آج نہ لین گے	کچھ بن نہ پڑے گی کف افسوس ملین گے

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو جناب امام حسن علیہ السلام بھی کوفہ سے باہر تشریف لائے تو لکھا ہے
کہ معادیہ شقی نے تحریرات خفیہ اس مضمون کی پاس رؤسائے لشکر امام علیہ السلام کے پہونچائین
کہ جو کوئی امیر المومنین یعنی حسنؑ سے پھریگا وہ میرے نزدیک عزیز و محترم ہوگا اور مورد مراحم میرا
ہو کر بہت سا مال و زر پاکر مناصب لائق پر ممتاز ہوگا اور جو کوئی انھیں قتل کرے یا میرے پاس
گرفتار کر لاوے تو اپنی دختر اس کے نکاح مین دونگا اسی طرح متواتر تحریرات اس بیدین کی
منافقان بے ایمان بدکرداروں کے پاس پہونچتی رہین چنانچہ اکثر رؤسائے کوفہ راہ جنت سے
پھر کر مائل جہنم ہوئے جناب امام حسنؑ نے چند نفر امیر سرراہ معادیہ کے تعینات فرمائے ہین جکہ
دین کو دنیا سے بدل کرکے شریک معادیہ ہوئے جب حضرت نے دیکھا کہ کوفیان بیحیا ستمگاران پر دغا
حیلہ جوئی مین ہین اور معادیہ سے ملتے جاتے ہین چنانچہ حضرت منتشر ہوئے اور واسطے امتحان

ضماز بدکیشان سب کو ساباط مدائن مین جمع کیا اور فرمایا کہ مجھے سلامتی مسلمانان مدنظر ہے حتی الوسع نزاع وجدال وقتال سے یہ معصوم بیجز ہے لوگون نے جبکہ سنا سمجھا کہ حضرت آمادۂ صلح ہین جس وقت یہ خبر معاویہ کو پہونچی اس نے فرصت کو غنیمت جانکر حضرت پر یورش کیا باشندگان کوفہ کے جو بیعت امام مین بھی منحرف پائے گئے پس حضرت مجبور ہوکر مع چند شیعہ متوجہ مدائن ہوے اثنائے راہ مین جراح ابن سنان اسدی

نظم

بیٹھا تھا سر راہ کمین مین وہ جفا کار دیکھا جو ہین حضرت کو کیا ظلم کا اک وار	دل مین تو حسد باتھ مین اک خنجر خونخوار بس ران مین ہڈی تک اتر آئی تھی تلوار
صدمہ ہوا حضرت کے دل پاک کے اوپر	سنبھلا نہ گیا بیٹھ گئے خاک کے اوپر
حضرت کے رفیقوں کا عجب حال تھا اسدم سر پیٹ کے کہتا تھا کوئی کیا کریں اسدم	روتا تھا کوئی اور کوئی کرتا تھا ماتم جنگل مین مصیبت کا عجب ہمہ ہے عالم
کہتا تھا کوئی قاتل خونخوار کو مارو	ذلت سے اذیت سے جفا کار کو مارو
پھر شاہ کے غمخواروں نے ملعون کو مارا رو در جسم نجس بھی کیا مردود کا پارا	تلوار سے سر دشمن شبر کا اتارا باقی نہ رہا غازیوں کو جب کوئی چارا
جھلا کے عماری مین شہنشاہ زمن کو	زخمی تھے بہت لائے ہین گودی مین حسن کو

الغرض رؤسائے مرتدین کوفہ نے معاویہ کو لکھا کہ ہم سب تیرے مطیع و معتقد ہین جلد سوئے عراق متوجہ ہو کہ امام حسن علیہ السلام کو تیرے حوالہ کردین لکھا ہے کہ جب زخم حضرت کا اچھا ہوا تو آپنے کوفیان بے ایمان کو بنظر اتمام حجت لکھا کہ تم لوگ خوف خدا سے ڈرو نقض عہد ذمیمہ سے بس مجتمع ہوکر شریک جہاد ہو گروائے برحال ان ملاعین کے کہ کسی نے ارشاد امام پر منہ کی اس وجہ سے بادہ ناگزیر آپ نے بمقتضائے مصلحت چاہا کر معاویہ سے صلح کریں چنانچہ بعد چند چندے صلح رہی مگر معاویہ بدذات نے پھر عہد شکنی کی مجبورانہ جناب امام حسن متوجہ مدینہ ہوے تو لکھا ہے کہ اثنائے راہ تین آپ ایک شخص کے گھر مہمان ہوئے جو بظاہر اظہار محبت

کرتا تھا اور قبل پہونچنے حضرت کے معاویہ شقی نے اس شخص کو فریفتہ بمال دنیا اس شرط سے کیا
تھا کہ بزہر دغا کار حضرت تمام کرے چنانچہ نظم

منقول ہے شبر جو ہوئے آن کے مہمان	آمادہ عداوت پہ ہوا شہ کی بدایمان
مہمان کی ضیافت مین ہوا جان کا خواہان	کھانے مین دیا زہر کہ تا آپ ہون بیجان
دعوت مین عداوت سے نہ بیدین نے کمی کی	پر جان سلامت رہی دلبند علیؑ کی
پھر بار دوم شاہ کو زہر اس نے کھلایا	پیغمبر یزدان سے حیا دل مین نہ لایا
اس مرتبہ دل زہر کے صدمہ نے بلایا	اور حدت سم نے جگر پاک جلایا
اس مرتبہ بھی پائی شفا سبط نبیؐ نے	پھر بار سوم زہر دیا ہائے شقی نے

بالآخر حضرت بعزم و غامیز بان سے مسلح ہوئے چنانچہ چند اصحاب حضرت نے اس نابکار کو
واصل جہنم کیا پھر حضرت رنجور و علیل روانہ مدینہ ہوئے اور والی مدینہ اس زمانہ مین مروان
بن حکم تھا معاویہ نے اس ملعون کو تبرسیل شیشی زہر لکھ کہ اگر اسمین سے ایک قطرہ دریا مین پڑے
تو تمام جانوران آبی بیجان ہون پس جس تدبیر سے ممکن ہو امام حسنؑ کو دیگر انکے آبا و اجداد سے
لحق کر چنانچہ مروان ملعون تحریر معاویہ سے مطلع ہو کر فکر مند ہوا اور بوساطت ایسونیہ دلالہ بہزار
کید و مکر زن امام حسنؑ یعنی جعدہ بنت اشعث کو جس کا نام اسما بھی مشہور ہے بوعدہ عطائے
زر خطیر و تزویج با یزید بے پیر مکر کر کے ہموار کیا اور وہ ملعونہ اس بات پر راضی ہوئی چنانچہ اس بیحیا
نے حشم و جاہ دنیوی پر فریفتہ ہو کر حق مظلوم فراموش کر کے عسل خالص مین زہر ملا کر حضرت کو کھلایا
آپ اسکے کھانے سے تمام رات بیتاب تے کرتے رہے اور شدت سے درد شکم تھا علی الصباح
بعین حالت دردمندی قبر مطہر جناب رسول خداؐ پر تشریف لائے بارے آپنے شفا پائی بار دگر
اس ملعونہ نے رطب زہر آلودہ حضرت کو کھلایا اس مرتبہ کچھ پہلے سے زیادہ تکلیف ہوئی
لیکن پھر بہ برکت قبر مطہر پیغمبر خدا صحت پائی تب حضرت کو اس ملعونہ پر شبہہ ہوا اور بنظر تبدیل
آب و ہوا کبھی از دوستان موصل مین تشریف لائے منقول ہے کہ ایک نابینا سکنائے شام سے

بہت بڑا دشمن اہلبیت تھا جب اسنے سنا کہ حضرت موصل مین تشریف لائے ہین اس نے
ایک عصا کے نیچے ایک سنان آہنی مین زہر تاب لگا کر عزم موصل کیا اور بحصول حضوری
جناب امام حسن ؑ اس ملعون نے اظہار عقیدت مین نہایت کوشش کی اور پیچھے حضرت کے
نماز جماعت مین شریک ہوتا تھا اور بکمال مکر حدیث نصائح سنکر روتا تھا اور منتظر وقت
تھا اتفاقاً نظم

اک دن ہوئے سجدے سے برآمد شہ والا بیدرد نے موقع جو ذرا ظلم کا پایا	موجود تھے احباب بھی سب آپکے اس جا پس پائے مبارک پہ عصا رکھ کے دبایا
صدمہ ہوا ایسا کہ نہ پھر شہ کو کل آئی	اور آہ انی پیر کے نیچے نکل آئی
پھر تو وہ غم و رنج ہوا شاہ پہ طاری فرماتے تھے دشوار ہے اب زیست ہماری	فوارۂ خون پائے مبارک سے تھا جاری جراح و معالج بھی ہوئے دیکھ کے عاری
حیرت تھی حکیمون کو کہ اب دیکھیے کیا ہو	یہ زخم ہے ایسا نہین ممکن کہ شفا ہو

اصحاب حضرت نے جب یہ کلمہ سنا تو نہایت بیتاب ہوئے اور لکھا ہے کہ جب اس بیدین نے
آپ کے پیر پر عصا رکھا تو رفقا نے اس ملعون کو گرفتار کیا اور چاہا کہ سزائے موت دین قربان
صبر جناب مظلوم آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ یہ کور بظاہر ہے لیکن باطن مین زیادہ تر کور ہی اسکی
سزا یہی ہے کہ خلق میں بدنام ہو اور فردائے قیامت میری شفاعتون سے محروم رہے بعد اسکے
جراح آپ کے معالجہ مین مشغول ہوئے اور زہر کا اثر عروق جسم مطہر سے بزور ادویہ جاتا رہا اور
حضرت صحیح ہوئے راوی لکھتا ہے کہ ایک روز جناب عباس ؑ موصل مین سیر کنان جاتے تھے
تو دیکھا آپ نے کہ وہی بے بصر ملعون مع اسی عصا کے کنارۂ شہر جاتا ہے جو ہین اس نطفۂ حرام
کو آپ نے دیکھا مصیبت و اذیت اپنے برادر عالی وقار کی یاد آئی آپ کو تاب ضبط نہ رہی
فی الفور اس مردود ازلی سے وہی عصا چھین کر واصل جہنم فرمایا بعد اسکے جناب امام حسن ؑ پھر
مدینہ مین تشریف لائے اور اس ملعون سے فی الجملہ احتیاط فرماتے تھے جو ہین مروان پلید نے

خبر تشریف آوری حضرت مدینہ میں سنی سفوف الماس بوعدہ ہائے عطایائے بیقیاس پاس اسما ملعونہ کے پھر بھیجا وہ ملعونہ شب و روز فکرمند رہتی تھی کہ شب جمعہ اٹھائیس صفر سنہ ۵۰ھ کو وہی سفوف لیکر حضرت کی خوابگاہ مین آئی تو دیکھا اس ملعونہ نے کہ وہ جناب آرام فرماتے ہین اور بہنین اور بیٹیان آپ کی چپ و راست و لونڈیان پائین آپ کے سوتی ہین پس وہ ملعونہ آہستہ آہستہ قریب حضرت کے آئی دیکھا اس نے کہ کوزۂ آب سربمہر سرہانے اس جناب کے رکھا ہے ہائے افسوس کس زبان سے ذاکر عرض کرے کہ اس شقیہ نے کیا کیا پس اس ملعونہ نے دہن کوزہ پر جو پارچہ بندھا ہوا تھا وہی سفوف الماس اس پر رکھکر ملا کہ کل برادہ اندر کوزہ کے چھن گیا اور پھر اپنے حجرے مین آکر جہنم واصل ہوئی راوی کہتا ہے تھوڑی دیر گذری تھی کہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے اور اپنی بہن جناب زینب کو آواز دیکر فرمایا کہ اے خواہر محترم مین نے آج خواب میں جد بزرگوار رسولؐ دوسرا و پدر عالی مقدار علی مرتضیٰ و مادر عالیہ فاطمہ زہرا کو دیکھا ہے تھوڑا پانی لاؤ کہ مین وضو کرون اور خود کوزہ آب نے اٹھا کر ملاحظہ فرمایا تو بجنسہ سربمہر پایا آہ افسوس وہی پانی تھوڑا سا آپ نے نوش فرمایا تھا کہ کوزہ زمین پر پھینک دیا اور ارشاد کیا کہ آہ یہ کیسا پانی تھا کہ حلق سے ناف تک پارہ پارہ ہو گیا اور یہ حالت آپ کی ہوئی

نظم

جب زہر لعینہ نے دیا شاہ زمن کو
اور درد جگر نے کیا بیتاب حسنؑ کو
حیدر نے کیا چاک گریبان کفن کو
زینبؑ نے رکھا سامنے منگوا کے لگن کو

حلقہ کئے بیٹھے تھے سب اندوہ و محن مین
اور گرتے تھے ٹکڑے دل شبرؑ کے لگن مین

کس منھ سے کہون مین کہ نہین ضبط کا یارا
دل ہو کے گرا دیکھ صد و ہفتاد و دو پارا
تاثیر یہ کی زہر ہلاہل نے قضارا
دل تھام کے تب بانوے شبرؑ یہ پکارا

برباد کیا چرخ ستمگر کے ستم نے
فریاد کہ مارا مجھے بھائی کے الم نے

زہرا کی صدا آئی کہ مین ہو گئی بے آس
اعدا نے نہ کچھ روح محمدؐ کا کیا پاس
گھیرے ہے مرے دل کو ہجوم قلق و یاس
لے لوگو مرے لعل کا قاتل ہوا الماس

رُخ رنگ زرد ہوا حیدر کے خلف کا　　ٹکڑے کیا ہیرے نے نگین در نجف کا
اس حرف سے اکبار بپا ہو گیا محشر　　روتا تھا کوئی اور کوئی پیٹتا تھا سر
سرتا بہ قدم سبز ہوا جسم مطہر　　شبیر پکارے کہ مین قربان برادر
طوبیٰ کا تمھیں شوق ہے پہچان گئے ہم　　ہو عازم گلزار جنان جان گئے ہم

یہ سنکر امام حسنؑ اپنے عزیز بھائی امام حسینؑ سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ سچ ہے ہماری تمھاری ملاقات اب قیامت پر ہے مین نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے کہ جد بزرگوار باغ جنت مین خرام فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ اے حسن فرزند میرے خوش ہو کہ دست دشمنان بے ایمان سے تو نے خلاصی پائی کل شب کو تو میرے پاس ہوگا اور دوسری طرف دیکھا مین نے کہ مان میری نہایت پریشان آشفتہ مع غلمان بہشت و حوران پاکیزہ سرشت کھڑی ہین جو مین مجھے دیکھا فرمایا کہ اے نور دیدہ اپنے نانا اور باپ پر نظر کر تیرے انتظار مین ہین اور ملاحظہ کر کہ یہ قصر زمردی واسطے تیرے آراستہ کیا ہے اور اے جان مادر کوشش کر کہ کل میرے پاس آ　**نظم**

اس دین سے بس گھر مین بپا ہو گیا محشر　　زینبؑ سے یہ فرمانے لگے حضرت شبّر
کس سمت کو ہین والدۂ قاسم مضطر　　لے آؤ ذرا پاس مرے تم انھین جاکر
کچھ کہہ لون مین ان سے کہ جدائی کی گھڑی ہے　　زینبؑ نے کہا روکے کہ سرہانے کھڑی ہے
آئین جو وہین وہ سامنے با دیدۂ پرنم　　فرمایا حسنؑ نے کہ زمانے سے چلے ہم
لازم ہے کہ تم مہر ہمین بخش دو اس دم　　اس نے کہا بخشا تو بپا ہوگیا ماتم
شبیرؑ نے کہا صبر کرو رونے مین کیا ہے　　خود کہتا ہے حق صابروں کے ساتھ خدا ہے
پھر قاسمؑ گلفام کو پاس اپنے بلایا　　کچھ پرچہ قرطاس پہ لکھکر اسے بخشا
فرمایا کہ بازو پہ اسے باندھ لو بیٹا　　جس وقت کہ شبیرؑ پہ ہو نرغۂ اعدا
ہاتھوں سے نہ ہمت کی عنان دیجیو بیٹا　　اس میرے نوشتہ پہ عمل کیجیو بیٹا
قاسمؑ کو سراسیمہ بہت غم سے جو پایا　　آنسو شہ مسموم کی آنکھوں مین بھر آیا

پھر رازِ امامت شہ بیکس کو بتایا	سینہ سے برادر کو لگا کر یہ سنایا
دنیا سے مرا کوچ ہے اب دار بقا کو	سونپا تمہیں گھر بار کو اور تم کو خدا کو

پھر آپ نے جناب امام حسینؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے جان برادر دیکھو میرے چہرے کا رنگ اس وقت کیسا ہے فرمایا آپ نے کہ اے بھائی رنگ آپکے چہرے کا سبز ہو گیا ہے پس جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ کے گلے میں ہاتھ ڈال کے منھ پر منھ رکھدیا اور دونوں بھائی ایسا رونے لگے کہ اہلبیت میں کہرام پڑ گیا جناب امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے بھائی مجھے خبر دیجئے کہ آپ کو کس نے زہر دیا فرمایا آپنے کہ اے جان برادر جس نے مجھے زہر دیا ہے اپنی سزا کو پہونچے گا اور مجھے خوش نہیں آتا کہ میں اسے رسوا کر دوں پھر آپ نے اسما ملعونہ کو خلوت میں طلب کیا اور فرمایا کہ اے ناہنجار و بیوفائے ناسازگار و اے سنگین جگر جفا کار مجھ سے کیا بدسلوکی ہوئی تھی کہ تو نے میرے بچوں کو یتیم کیا نا حق تو نے ذلت آخرت اختیار کی کہ بے سبب مجھے شہید کیا اور فرمایا کہ فرزندوں اور برادرون کو میں نے اس امر سے واقف نہیں کیا ہے مواخذہ تیرا عقبیٰ پر رکھا ہے تو اپنی سزا پائیگی پھر فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے جو تیرا مقصود ہے بر نہ آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ پیش معاویہ وہ ملعونہ بخواستگاری نکاح با یزید پلید گئی اور کہا اے معاویہ مینے کام امام بموجب تیرے کہنے کے تمام کیا اب تو بھی وعدہ وفا کر اس ناہنجار نے کہا کہ جب تو نے سبط رسولؐ سے وفا نہ کی تو میرے بیٹے سے کیا کریگی اور حکم دیا کہ بدترین حال سے اسکو مارو چنانچہ ایسا ہی ہوا پس آپ خلوت سے اٹھکر باہر تشریف لائے اور جناب قاسمؑ کو سینہ سے لگا کر زار زار روئے اور سپرد جناب امام حسینؑ فرمایا **نظم**

یہ کہہ کے حسنؑ تشنہ جنت کو سدھارے	میت سے لپٹ کر شہ بیکس یہ پکارے
اب کوئی بزرگوں میں نہیں سر پہ ہمارے	چھوڑا ہمیں اے عرش الٰہی کے ستارے
بیکس کیا ہم کو سوئے کوثر گئے بھائی	بن باپ کے بھائی سے یہ کیا کر گئے بھائی
گھر میں ہوا خاتون قیامت کے تلاطم	غل تھا کہ اٹھا خلق سے معصوم چہارم

جیا بی تھی ایسی کہ نہ تھی تاب تکلم — تاریک ہوا مہر نظر آ گئے انجم
بدلی کی طرح دل پہ الم چھا گیا ہے — خورشید امامت پہ زوال آ گیا ہے

کلثوم پکاری کہ مری جان برادر — اس چہرۂ انور کے میں قربان برادر
مرنے پہ ہے کیا واہ تری شان برادر — دنیا سے گئے ہائے یہ ارمان برادر
حسرت ہی رہی بیٹے کو نوشاہ نہ دیکھا — لاتے ہوئے قاسم کو دلھن آہ نہ دیکھا

سیدانیاں سر پیٹتی تھیں غش میں تھے شبیرؑ — ہوش آیا تو عباسؑ سے کی رو کے یہ تقریر
کیا دیکھتے ہو غسل و کفن کی کرو تدبیر — اب دیر مناسب نہیں اے صاحب توقیر
بھائی تھے شہ یثرب و بطحا کی امانت — سونپ آؤں میں بابا کو یہ بابا کی امانت

یہ کہہ کے لیا ساتھ میں عباسؑ علیؑ کو — اور غسل دیا حیدر صفدر کے وصیؑ کو
پہنا چکے جس وقت کفن حق کے ولی کو — دی مڑ کے ندا تب یہ رسول عربیؐ کو
صدمے دیئے امت نے بہت آل عبا کو — مارا مرے بھائی حسنؑ سبز قبا کو

حضرت کی ذرا میت کوئی خاطر میں نہ لایا — اور مرتبۂ آل پیمبرؐ کو بھلایا
بیر حموں نے خاتون قیامت کو رولایا — بابا کو مرے جام شہادت کا پلایا
باز آئے نہ حیدرؑ کو بھی یہ لوگ ستا کر — بیجان کیا بھائی کو مرے زہر پلا کر

نانا یہ حسینؑ آپ کا اب ہو گیا تنہا — نے تم ہو نہ حیدر ہیں زمانے میں نہ زہراؑ
شبرؑ بھی قضا کر گئے کوئی نہیں میرا — زمانے یہ تابوت میں مردے کو جو رکھا
تھا شور کہ آیا ہے قمر برج شرف میں — تابوت میں مردہ ہے کہ گوہر ہے صدف میں

رخصت کیا سیدانیوں نے آ کے حسنؑ کو — تابوت لئے گھر سے چلے سید خوش خو
رودن میں یہ تھا شور کہ تعظیم کو اٹھو — لخت جگر فاطمہؑ کی شان کو دیکھو
رہنے کو مکین آتا ہے اب اپنے مکان میں — آمد گل زہراؑ کی ہے گلزار جنان میں
گھر حسنؑ سے تابوت حسنؑ وان جو اڑا ہی — پریوں نے کہا تخت سلیمان ہوا ہی

کہتے تھے حرم قبلہ ایمان ہوا راہی　　کعبہ نے کہا دین کا سلطان ہوا راہی

جلتا یا فلک خاک مین یہ چاند ملے گا　　تھا قدسیوں مین شور کہ اب عرش ہلیگا

کہتے تھے ملک لٹ گیا زہرا کا گلستان　　بیجان ہوا جان نبیؐ بوسے نبی جان

اب خاک ہے اور فاطمہؑ کا نیّر تابان　　ہین خلد مین محبوبؐ خدا چاک گریبان

سر تلخ جو دنیا سے اٹھا ارض و سما کا　　ہر ایک جگہ شور ہے فریاد و بکا کا

اے مومنین اگر حال دفن کا مفصل بیان کرتا ہون تو حضرات پریشان ہونگے کہ وہ حکایت پُر شکایت ہے یہی ایک مجلس جداگانہ ہو جاوے اور طول ہوگا الغرض امام حسینؑ و حضرت عباسؑ لیکر

نظم

آئے جو بقیعہ کی طرف کو شہ خوشخو　　یہ قلب پہ صدمہ تھا کہ تھمتے تھے نہ آنسو

زہرا کی صدا آئی کہ آئے مرے مہرو　　خالی ہے مری جان ترے بن مرا پہلو

آنے سے تمہارے دوا ہو گئی بیٹا　　اب درد جدائی سے شفا ہو گئی بیٹا

بس دفن کیا سرور مردان کے خلف کو　　مٹی میں چھپایا قمر برج شرف کو

صدمہ تھا عجب لخت دل شاہ نجف کو　　روتے ہوئے شبیرؑ پھرے گھر کی طرف کو

سب کہتے تھے کیا چرخ ستمگر کا ستم ہے　　اک پنجتن پاک میں شبیرؑ کا دم ہے

شبیرؑ کا واسطہ تمہیں اے بنت مصطفا
شبیرؑ کے وزیر کو روضہ پہ لو بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر روانگی جناب امام حسین علیہ السلام از وطن بصد درد و محن و نوحہ و بکا احباب باوفا و بیقراری جناب صغریٰ

واقف ہو مسافر کا دل اس رنج و محن سے		دشمن کو بھی اللہ چھڑائے نہ وطن سے

روایت ہے کہ ایک روز ہند مادر معاویہ وقت صبح دولت سرائے جناب رسولؐ خدا میں آکر پہلوئے عائشہؓ میں بیٹھی اور بیان کرنے لگی اے دختر ابی بکر آج کی شب میں نے ایک عجیب خواب ہیبت ناک دیکھا ہے کہ ایک آفتاب جہانتاب بلند ہوا ہے جس سے تمام عالم روشن ہوا اور دیکھا کہ اس آفتاب سے ایک چاند پیدا ہوا کہ اس کے نور سے عالم منور ہوا پھر دیکھا کہ اس چاند سے دو تارے درخشندہ نکلے کہ جس سے مشرقین روشن ہو گئے ابھی یہ میں دیکھ رہی تھی کہ ناگاہ ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اس سے ایک سانپ ابلق رنگ پیدا ہوا اور ان دونوں تاروں کو نگل گیا اس وقت تمام عالم میں عجیب طرح کا حشر برپا ہو گیا راوی کہتا ہے کہ عائشہؓ نے خواب بعینہٖ ہند جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا پس جبکہ رسولؐ خدا نے سنا تو فرط غم سے رنگ چہرۂ انور متغیر ہو گیا اور رو کر فرمایا کہ اے عائشہؓ وہ آفتاب تو میں ہوں اور وہ ماہ منیر میری دختر نیک اختر فاطمۃؑ زہراؑ ہے اور کواکب حسنینؑ میری آنکھوں کے

تارے ہیں اور وہ ابر سیاہ معاویہ پسر ہندہ ہے اور وہ مار ابلق یزید پلید پسر معاویہ ہے کہ میرے فرزند پر حملہ کرے گا جب نور دیدہ میری فاطمہؑ دنیا سے گزر جائیگی اور علیؑ بھی تیغ ظلم سے شہید ہونگے تو میرے حسنؑ و حسینؑ سے لوگ دشمنی کریں گے یہاں تک کہ جب حسنؑ کو شہید کرینگے تو درپے اذیت حسینؑ ہو کر مدینہ سے نکالیں گے مکہ میں بھی رہنے نہ دیں گے اور پیاسا قتل کریں گے اور تمام شیعہ و محب انکے روئیں گے اب حضرات یہ مقام غور و تامل ہی کہ جناب رسولؐ خدا کو اس وقت کیا صدمہ ہوا ہوگا کہ جس وقت جناب امام حسینؑ ظلم اشقیاے بیدین سے مجاورت مزار مقدس سے مجبور کئے گئے اور آپ عازم عراق ہوے مومنین کیا وہ کیفیت جناب امام مظلوم ذاکر عرض کرے کلیجہ منھ کو آتا ہے

نظم

گرمی میں گرفتار محن ہوتے ہیں شبیرؑ
بچے لیے آوارہ وطن ہوتے ہیں شبیرؑ

گردش ہے اب اور فاطمہ زہراؑ کا قمر ہے
بستی ہے نہ رستے میں کسی جا پہ شجر ہے
ہر ایک قدم راہ میں لٹ جانے کا ڈر ہے
درپیش ہے سختی کہ پہاڑوں کا سفر ہے

گردوچمن دہر سے جانے کو چلے ہیں
گھر چھوڑ کے جنگل کے بسانے کو چلے ہیں

غربت کی بھی ہوتی ہے عجب صبح عجب شام
وہ دشت نوردی وہ غم و صدمہ و آلام
کرتا ہے سفر قافلہ راحت و آرام
منزل پہ بھی ممکن نہیں راحت کا سرانجام

نیند آتی نہیں لاکھ وہ بستر کے جو سر اپنا
یاد آتا ہے منزل پہ مسافر کو گھر اپنا

وہ لون وہ طپش اور وہ گرمی کا مہینا
دشوار ہے اس دھوپ میں معصوموں کا جینا
سردی میں ہو ژکرا سکا تو آجائے پسینا
ویرانہ ہے بستی میں اجڑتا ہے مدینہ

حضرت بھی گھٹے جاتے ہیں تشویش سفر سے
ہیں ساتھ وہ بچے کہ جو نکلے نہیں گھر سے

پس حضرت روضۂ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ سلام ہو اے نانا میں ہوں پسر فاطمہؑ بنت تمہاری بیٹی کا اور اب یہ دلبند آپ کا ظلم اعدا سے تنگ آکر آمادہ سفر غربت برائے شہادت ہے اور قبر مطہر سے رخصت ہونے کو آیا

نظم

ہے اور اب یہ حال ہے

برپا ہے مدینہ میں تلاطم کئی دن سے　　بے راحت و آرام و طرب لوگ ہیں کئی دن سے

ہر گھر میں ہے اک شور قیامت کئی دن سے　　منھ ڈھانپے ہوئے روتے ہیں مرد کئی دن سے

وہ غم ہے کہ آرام کا جویا نہیں کوئی　　راتیں کئی گذری ہیں کہ سویا نہیں کوئی

پھر حضرت کی روتے روتے آنکھ لگ گئی تو جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور چھاتی سے لگا کر فرماتے ہیں کہ اے لخت جگر میرے حسین گویا میں عنقریب تجھے دیکھتا ہوں کہ تو زمین کربلا میں ذبح کیا گیا اور اے فرزند تو اس وقت پیاسا بھی ہے اور کوئی پانی نہیں دیتا جناب امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ اے نانا مجھے دنیا میں رہنے کی ضرورت نہیں اپنی قبر میں لیلو حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اے پارۂ جگر میرے یہ امر لابد ہے کہ تو جاوے اور شہید ہو کیونکہ نہ پہونچے گا تو اپنے درجات کو مگر شہید ہو کے پس یہ خواب دیکھکر آپ چونکے اور گھر میں تشریف لا کر آمادہ سفر غربت ہوئے تو اس وقت حضرت کے ہمسایہ میں عجب کہرام تھا اور یہ آواز آتی تھی

نظم

شبیر کے زن و مرد ہیں سب بے خور و بیخواب　　شبیر کی فرقت کی کسی دل کو نہیں تاب

ہمسایہ میں ماتم میں بکا کرتے ہیں احباب　　غل ہے کہ مدینہ میں خوشی ہو گئی نایاب

اس شاہ میں خو بو ہے شہ عقدہ کشا کی　　اب کون خبر داری کرے گا فقرا کی

کہتا ہے کوئی کیا ہوا یہ بیٹھے بٹھائے　　کیا جانیے خطا کونسی ہے کس طرح ستائے

روضہ پہ نبی کے شہ دیں رہنے نہ پائے　　بگڑا ایسا ہو یارب کہ یہ مظلوم نہ جائے

کوفہ میں محبت نہ مروت نہ وفا ہے　　خط کر کے لکھے ہیں بلاتے ہیں دغا ہے

اعدا نے شہ یثرب و بطحی کو ستایا　　بیکس کو نبی زادے کو تنہا کو ستایا

یاں بیٹھے بٹھائے شہ دل کو ستایا　　افسوس عجب تارک دنیا کو ستایا

اس گوشہ نشین پر یہ تعدی نہ روا تھی　　کیا قبر حبیب کے مجاور کی خطا تھی

پس حضرت کا فرطِ الفت احباب وطن سے عجب حال تھا باچشم اشکبار درستی اسباب سفر مین
مشغول تھے اور در دولت پر اہل مدینہ کا مجمع تھا سب روتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس
اب مدینہ اجڑتا ہے جناب ام سلمہؓ تیاری سفر دیکھکر بولیں کہ اے پارۂ جگر کہاں کا قصد کیا ہے
اس وقت امام رونے لگے اور فرمایا کہ اے اماں عراق کی طرف جاتا ہون ام سلمہؓ نام عراق کا
سنکر بولین کہ اے حسینؑ مجھے خوف آتا ہے تیرے عراق کے جانیسے اس واسطے کہ کرر سنا
ہے مین نے رسولؐ خدا سے کہ فرزند میرا حسینؑ زمین عراق مین ایک مقام ہے کہ نام اسکا کربلا
ہے بالب تشنہ شہید ہوگا یہ سنکر جناب امام حسین بہت روئے اور فرمایا کہ اے اماں جان
بخدا مین اس سے زیادہ جانتا ہون کہ وہاں جاکر مع عزیز و اقربا قتل ہونگا اور کربلا پر کیا
موقوف ہے جہان جاؤن گا اگر سوراخ مار دمور مین چھپوں گا تو بھی یہ قوم بدجفا کار مجھے جیتا نہ
چھوڑے گی پھر ام سلمہؓ نے پوچھا کہ کون کون ہمراہ جائیگا حضرت نے ہر ایک کی طرف اشارہ
کیا کہ یہ سب میرے ہمراہ جائیں گے پس ام سلمہؓ دیر تک روئیں اور فرمایا کہ اے حسین اگر ارادہ مصمم
کو فہ کا ہے تو عورتوں کو ہمراہ نہ لے جاؤ کہ بعد تمھاری شہادت کے یہ سب تباہ اور ہلاک ہونگی
خصوصاً یہ اطفال صغیر پس جناب امام حسینؑ یہ سنکر بہت شدت سے روئے اور فرمایا اے
اماں جان اکثر لڑکوں مین سے آگے میرے بھوکے پیاسے قتل کیے جائین گے اس وقت سب
حضرت کے سامنے کھڑے تھے ہر ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ نیزہ سے اور یہ تلوار سے
مارا جائیگا یہانتک کہ یہ لڑکا جو اپنی ماں کی گود مین دودھ پیتا ہے تیر ستم سے شہید ہوگا سو وقت
علی اصغر کا سن ڈیڑھ مہینے کا تھا اور کم و زیادہ بھی منقول ہے کہ جب ماں نے علی اصغر کی یہ خبر
سنی روتے روتے بیہوش ہوگئی اور اسی روز سے دودھ مارے صدمہ کے کم ہوگیا راوی کہتا ہے
کہ اس زمانے مین جناب صغرا دختر جناب امام حسین علیہ السلام نہایت بیمار تھین اس
وجہ سے حضرت نے اس مجبور کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا اور سپرد جناب ام سلمہؓ فرمایا
جس وقت حضرت صغرا نے سنا کہ بابا مجھے اس گھر مین تنہا چھوڑ جائیں گے باوجود نقاہت

وناتوانی کے حضرت کے پاس عصا ٹیکتی آئیں اور عرض کی کہ اے بابا میں سنتی ہوں کہ آپ نے عزم سفر کیا ہے اور اس بیمار کو چھوڑ جایئے گا اے بابا جان انصاف ہے کہ میرے بھائی اصغر شیرخوار تک کو لیے جاتے ہو اور مجھے یہیں چھوڑتے ہو اگر مجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہو تو بخشیے کہ آپ کریم ابن کریم ہیں یہ سن کر حضرت کو تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار ہو گئے

نظم

صغرا کا تو یہ حال تھا مولا کو تھا سکتہ ‏— سینہ سے لگاتے تھے اٹھا کر سر صغرا
فرماتے تھے کیوں روتی ہے اے باپ کی شیدا ‏— وہ کہتی تھی تم چھوڑے ہوئے جاتے ہو بابا
کبرائی و سکینہ تو چلیں ساتھ سفر میں ‏— صغری رہے دیکھو اس اجڑے ہوئے گھر میں
شہ نے کہا اے جان پدر یہ تری قسمت ‏— پر کی جو گوارا نہ بہنوں کی رفاقت
کبری حسن سبز قبا کی ہے امانت ‏— عباس دلاور کو سکینہ سے ہے الفت
زینب پھوپھی تیری مرے اکبر پہ فدا ہے ‏— اصغر مرا بانو کی ضعیفی کا عصا ہے
صغری نے کہا گر یہی قول شہ دیں ہے ‏— سب کنبے میں میرا بھی کوئی ہو کہ نہیں ہے
یا بیکس ہوں بے وارث و والی یہ حزیں ہے ‏— اب یاس ہوئی جینے سے مرنے کا یقیں ہے
صدقے گئی بیمار کو بھیا سے ملا دو ‏— بابا مجھے بھیا علی اکبر سے ملا دو
آئے علی اکبر تو پکاری وہ دل افگار ‏— پیاری تھی سکینہ چلی ہمراہ علمدار
دعوی ہے مجھے تم پہ گواہ اس کا ہے غفار ‏— لیے چلتے ہو بھیا ہمیں یا کرتے ہو انکار
گر بالی سکینہ علی اصغر کی بہن ہے ‏— صغری کو یہ فخر کہ اکبر کی بہن ہے
بولے علی اکبر کہ یہ دشوار ہے بیعت ‏— پر کوفہ میں آرام اگر پائیں گے بابا
ہم آن کے دان سے تمہیں لیجائیں گے صغرا ‏— تقدیر پکاری نہ وفا ہوگا یہ وعدا
سینہ پہ ترے بارانی ہووے گی اکبر ‏— پردیس میں وعدہ شکنی ہووے گی اکبر
بے آس ہوئی سنتے ہی اس حرف کو صغرا ‏— منہ دیکھا عجب یاس سے ہمشکل نبی کا

آنسو تھے جو اُمڈے ہوئے بہنے لگا دریا		دل سے تو نہ نکلا یہ زبان سے کہا اچھا
بچ جاؤں گی گر موت سے لیجایئو بھائی		مختار ہو جب جاہیو تب آئیو بھائی

پھر وہ مغموم مایوس ہو کر باپ کی طرف بحسرت و یاس دیکھنے لگی اور کہا کہ اے بابا بے آپ کے مجھے کیونکر چین آئیگا جب یہ بھرا گھر خالی دیکھوں گی تو کیا حال میرا ہوگا اے بابا کسی طرح صبر نہیں آنے کا یہ کہکر حضرتؑ کے قدم پر گر پڑی جناب امام مظلوم نے رو دیا اور سر اٹھا کر چھاتی سے لگا کر فرمایا کہ اے نور نظر میں عجب تردد میں ہوں کہ **نظم**

گھر میں تمھیں چھوڑوں یہ نہیں دل کو گوارا		لیجاؤں تو جینا نہیں ممکن ہے تمھارا
بچوں میں کوئی تم سے زیادہ نہیں پیارا		مجبور ہوں بے ہجر کوئی اب نہیں چارا
فرقت میں صدا نالۂ فریاد کروں گا		اتروں گا جو منزل پہ تمھیں یاد کرونگا
صغرؑی نے کہا آپ کی الفت کے میں قرباں		پھر کس کو ہو گر آپ کو لونڈی کا نہو دھیان
صدقہ کی صحت کا بھی ہو جائے گا سامان		مولا کی توجہ ہے ہر اک درد کا درمان
جس پر نظر لطف مسیح دوسرا ہو		برسوں کا جو بیمار ہو اک دم میں شفا ہو
قربان گئی اب تو بہت کم ہے نقاہت		تپ کی بھی ہو شدت میں کمی روز ہے خفت
بستر سے میں خود اٹھ کے ٹہلتی بھی ہوں حضرتؑ		پانی کی بھی خواہش ہے غذا پر بھی ہے رغبت
حضرت کی دعا سے مجھے صحت کا یقین ہے		اب تو مرے منھ کا بھی مزا تلخ نہیں ہے

ہنوز یہ باتیں جناب صغرؑا کر رہی تھیں کہ جناب ام سلمہؑ تشریف لائیں اور جناب امام حسینؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ اے بیٹا میں ضعیف ہوئی میری زیست کی کوئی امید نہیں ہے اور تم بعزم سفر کمر بستہ ہو تو یہ بتاؤ کہ میری بالین پر کون دم واپسین یٰسین پڑھے گا اور قبر میں شانہ ہلا کر کون تلقین سنائیگا صغرا کو تو تم ساتھ لوگے وہ تمہاری بیٹی ہے پر میں تو حشر تک نہ مانوں گی کہ تم چلے جاؤ اور میں اکیلی گھر میں پڑی رہوں میرا تابوت اٹھالو اور قبر بناؤ تو سدھارو یہ سنکر حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ اے اماں جان وقت اجل ایسلئے ہے کہ کوئی اس سے واقف نہیں

ہے آپ کیا فرماتی ہیں نظم

دنیا کا سفر یہ نہیں عقبےٰ کا سفر ہے — اوّل سے یہیں منزل آخر کی خبر ہے
لیچلنے کو حاضر ہوں پئے خاصۂ قیوم — فرد شہدا میں نہیں نام آپ کا مرقوم
درپیش ہے واں مرحلۂ خنجر و حلقوم — اس رنج کی شایاں ہیں فقط زینب و کلثوم
اک رسّی میں تم بارہ سے گلے دیکھ سکو گی — شبیر کو خنجر کے تلے دیکھ سکو گی
جس دم سر اقدس سے ردا چھینیں گے ناری — تم لاؤ گی اُنپر غضب خالق باری
اس غم کی سزاوار تو ہیں بہنیں ہماری — زہرا کی طرح اُمت جد پر انہیں پیاری
کچھ لوٹنے میں فوج تاسف نہ کرے گی — زینب کا کلیجہ ہے کہ وہ اُف نہ کریگی

جناب ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اے نور عین زینب و کلثوم کا تو حال معلوم ہوا جن آنام کا فرد بشر سے کوئی متحمل نہیں ہو سکتا ایسی گرفتار ہو کر صبر کرینگی اور یہ جو بیبیاں جاتی ہیں انکا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ آہ انکا بھی وہی حال ہوگا کہ سر و پا برہنہ جنگلوں میں اور شہروں میں پھرائی جائینگی اور کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچے گا اور آگاہ ہو کہ اول مصیبت تو ہمپر یہ ہوگی کہ جب اس دشت بلا خیز میں مع اہلبیت کے وردو ہوگا تو ساتویں محرم سے مجھپر سانحہ غم شروع ہوگا نہر فرات مہر فاطمہؑ سے ایک قطرہ دشمن دین ہم کو پانی کا نہ لینے دینگے یہانتک کہ چار پہر کامل ہم پر اور سب اہلبیت اور چھوٹے چھوٹے بچوں پر بے آب گزر جائینگے اور عباسؑ سقائی سکینہ کرینگے غرضکہ اے مادر ذی جاہ کہاں تک شرح مصیبت کروں خلاصہ یہ کہ وہ ستم ہم پر گزر ینگے کہ کسی نے دیکھا اور نہ دیکھے گا اور نہ سنا اور نہ سنے گا اور زمین کربلا وہ زمین ہے کہ نظم

وا، وجود سولاں سلف ہوتے تھے اماں — اس دشت میں غربت پہ مری روتے تھے اکثر
یہ کہہ کے سوئے مادر یہ ہاتھ اپنا بڑھایا — اور مادر غمخوار کو پاس اپنے بلایا
ام سلمہؓ نے جو ادھر منہ کو پھرایا — دو انگلیوں کے بیچ میں مقتل نظر آیا

رنگ اُڑ گیا شدت یہ ہوئی درد جگر کی	آنکھوں نے کہا ہمکو نہیں تاب نظر کی
ہاتھوں سے جگر تھام کے دیکھا تو یہ دیکھا	دریا کے کنارے ہے رواں خون کا دریا
ریتی پہ خیام شہ لولاک ہیں برپا	کشتہ یہ تو کشتہ ہے طپیان لب تشنہ یہ لاشا
حیران حرم صورت تصویر کھڑے ہیں	زہراؑ کے مرقع کے ورق رن میں پڑے ہیں
مقتل لب دریا کوئی بیجان نظر آیا	اک بچہ کے حلقوم میں پیکان نظر آیا
نوشاہ کوئی خون میں غلطاں نظر آیا	نیزے پہ سر شاہ شہیداں نظر آیا
خیمہ شہ لولاک کا جلتے ہوئے دیکھا	بیبیوں کو سراسیمہ نکلتے ہوئے دیکھا
دیکھا کوئی سر پیٹتی ہے اور کوئی سینہ	کہتی ہے کوئی ہائے شہنشاہ مدینہ
آیا ہے تباہی میں پیمبرؐ کا سفینہ	سیلی ستمگار سے اور روے سکینہؑ
نالے حرم قبلۂ دیں کھینچ رہے ہیں	چادر سر زینبؑ سے لعین کھینچ رہے ہیں

یہ دیکھتے ہی جناب امّ سلمہ بیہوش ہو کر گر پڑیں اور حرم میں ایک شور رونے کا بلند ہوا کہ چلتے وقت یہ کیا دشمنی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آپ کو ہوش آیا تو فرمایا آپ نے جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ اے پارۂ جگر نور نظر یہ کیا سانحہ دکھایا ہائے افسوس اے نور نظر میرے یہ صورت تیری وہاں ہو جائیگی آہ میری زینبؑ یہ صدمہ اُٹھائیگی اور سکینہ پیاری ننھے منھ پر طمانچہ کھائیگی پھر فرمایا کہ اے جان مادر حسینؑ اب بتا مجھے کہ وہ لاش دولھا پامال مجھے کیسی نظر آئی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے امّاں وہ میرے بھائی کا لال قاسم ہے پھر فرمایا کہ اے نور نظر وہ بچہ کون ہے جسکے گلوئے نازک میں پیکان ستم پیوست ہے حضرت نے فرمایا آپ نہیں جانتیں وہ میرا اصغر ہے اور چھاتی پر جو ہاتھ دھرے سوتا ہے وہ تمہارا ارمان بن بیاہا نور نظر اکبرؑ ہے بیت

یہ سنتے ہی دل ہلگیا تھرا گئے اعضا	بولی کہ خدا خیر کرے ہائے نصیبا

یہ حال دیکھکر بیبیوں نے سمجھا کر جناب امّ سلمہ کو امام حسینؑ سے علیحدہ کیا مگر صغراؑ کسی طرح

علیحدہ نہ ہوتی تھی اور کسی کا کہنا نہ سنتی تھی اور حضرتؑ سے لپٹ کر کہنے لگی کہ نظم

بے آپ کے اس گھر مین نہ یا شاہ رہونگی　　اچھا مین کنیزون ہی کے ہمراہ جونگی
سب رونے لگے سُن کے یہ بیمار کی تقریر　　چلائی سکینہؑ کہ مین صدقہ مری ہمشیر
گھبرا کے یہ فرمانے لگے حضرت شبیرؑ　　تم بیٹی کو سمجھاؤ کچھ اے بانوئے دلگیر
کمسن ہے مین مسافر مجھے تشویش بڑی ہے　　دن چڑھ گیا ہو آج کی منزل بھی کڑی ہے
یہ سنتے ہی بس ماں کی تو چھاتی امنڈ آئی　　چلائی وہ ناشاد کہ ہے ہے مری جائی
زینبؑ نے کہا گھر سے نکلتی ہون مین بھائی　　مرجانے سے کم کچھ نہین صغرا کی جدائی
گھر لٹتا ہے کس طرح قیامت نہ بپا ہو　　بھلا ہے یہ غم آگے خدا جانے کیا ہو
آغاز سفر مین تو یہ ماتم ہے یہ کہرام　　کیا دیکھین دکھاتا ہے اس آغاز کا انجام
جنگل ہو کہ بستی ہو کہان راحت و آرام　　ماں روئیگی بیٹی سے بچھڑ کر سحر و شام
گلشن بھی ہے جنگل جو کلیجہ نہ ہو بر مین　　بھکے گی وہ چھوڑینگے اکیلی جسے گھر مین
صغرا نے کہا آپ کی باتون کے مین قربان　　تم جان بچا لو کہ مین لونڈی ہون پھوپھی جان
بیٹی ہو علیؑ کی مری مشکل کرو آسان　　جیتی رہی صغرا تو نہ بھولے گی یہ احسان
کچھ بات بجز گریہ و زاری نہین کرتین　　اماں بھی سفارش تو ہماری نہین کرتین

ہائے مین اپنا حال دل کس سے کہون وہ دو بیٹیان جو باپ کی پیاری ہین جاتی ہین اور مین گور کنارے ہون اس وجہ سے مجھے نہین لیے جاتے کیا وقت ہے کہ بوجہ عارضہ کے والدین اور بہنون مین سے کسی کو میری محبت نہین ہے خبر نہ پوچھے کوئی بیمار کا بھی اللہ ہر ہان اس وقت نہ پوچھین لیکن جب مین قبر مین سوؤنگی تو البتہ مجھے یاد کرینگے ارے لوگو انصاف تو کرو کہ کیا دنیا مین کوئی بیمار نہین ہوتا کون سی تقصیر مجھ سے ہوئی کہ سب دفعتہً بیزار ہوگئے ابھی تک زندہ ہون مگر مردہ کی طرح سے بھاری ہون یا کون سا مجھے عارضہ ہے کہ لوگ مجھ سے بھاگتے ہین کچھ اسکا بھید نہین کھلتا کہ جسکی طرف دیکھتی ہون وہ منھ

چرآتا ہے نظم

تپ کیا سے مجھے آئی کہ پیام اجل آیا
ہے ہے مری راحت کی بنا میں خلل آیا
چھوڑا ہے مجھے سب نے جو سفر کا محل آیا
کیا خوب مرے نخل تمنا میں پھل آیا

دل سخت کیا ماں نے بجھے غم ہے اسی کا
سچ کہتے ہیں دنیا میں نہیں کوئی کسی کا

وہ چاہنے والا ہے مصیبت میں جو کام آئے
یہ تنہا سب کی ہوئی اور کوئی ہمراہ نہ ہوا ہائے
اس راہ میں ہمراہ کنیزیں تو ہوں لے دائے
کنبے کی جو ہو چاہنے والی وہی رہ جائے

بیماری مرض کی دوا خوب ہوئی ہے
تجویز مرے واسطے کیا خوب ہوئی ہے

تنہائی میں رونے سے اتر جائیگی یہ تپ
ہاں درد بھی سر میں مرے ہوئیگا نہیں اب
اٹھیوں گی تو جائیگی یہ اعضا شکنی سب
بہتر یہی ترکیب ہے نسخہ یہی انسب

کم ہوگی حرارت الم و رنج و محن میں
غم کھانے سے آجائیگی طاقت مرے تن میں

راتوں کو تڑپنے سے اور نہ سونے سے میرے دماغ کی یبوست بھی کم ہوجائیگی اور منھ دھونے سے دھونے میں تفریح ہوگی اور یہ کیسی بڑی تسکین براے بیمار ہے کہ بالین پر عزیزوں سے کوئی نہ ہو اور جب غش سے آنکھ کھلی تو جز بیکسی و تنہائی کوئی پاس نہ ہو **بیت**

راحت سے شب و روز علاقہ مجھے ہوگا
فاقہ جو کروں گی تو افاقہ مجھے ہوگا

کیا خوب میری دوا تجویز ہوئی سچ ہے تنہائی میں شدت خفقان بھی نہ ہوگی اور دل بیمار ویرانی مکان سے بہلے گا بابا کا بھی نہ خیال رہیگا اور نہ کبھی شفقت ماں کی مجھے یاد آئیگی کیا خوب تجویز ہے اس تجویز کے قربان **بیت**

فرقت میں مری طرح جگر کس سے سنبھلتا
میں گھر میں نہوتی تو یہ گھر کس سے سنبھلتا

کس کی شکایت کروں سب تو چاہنے والے ہیں اماں کی محبت معلوم ہوئی بابا کی وہ تقریر ہے اور بہنوں کی یہ صورت ہے پھوپھی جان بھی کچھ نہیں بولیں یہ میری قسمت ہے سب اچھے ہیں میری تقدیر بری ہے بھیا علی اکبر کو تو دیکھو کہ اس بہن رنجور کے عاشق

شہور سے تھے اور دو دن سے خبر بھی نہ لی اور قاسم کو کیا غرض کہ میری گریہ و زاری سُنکر رحم کریں سکینہ بھی اپنے چچا جان کو پیاری ہیں خیر بیت

اللہ تو ہے گر کوئی غمخوار نہیں ہے	مٹی مری کچھ قبر کو دشوار نہیں ہے

اچھا بابا ہمیں نہ لیجائیں لیکن اُس وقت میری محبت معلوم ہوگی جب راہ میں میری وفات کا خط پہونچے گا اور فرمائینگے کہ لو کنبے کی چاہنے والی مرگئی افسوس قسمت نے سفر میں خبر مرگ سُنائی ہائے جسے گھر میں چھوڑ آئے تھے وہ سب سے پہلے منزل مقصود پر پہونچ گئی اور پھر کوئی لاکھ تلاش کرے میں نہ ملونگی اس وقت سب افسوس کرینگے کہ اُسے ہاتھ سے کھویا پر میں جب قبر میں سوئی تو مجھے کیا کوئی کڑھا یا رویا اور پُرسے کے لئے لوگ آئے اور پردیس میں سب کنبے نے سوگ کیا تو ہمکو کیا یہ کہہ رہی تھی کہ جناب علی اکبر روتے ہوئے گھر میں آئے چہرہ انور شدت بکا سے زرد تھا اور آنکھیں سُرخ تھیں جو ہیں جناب صغرا نے دیکھا چلا کر بھائی کی چھاتی سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ اے بھیّا یہ بہن ان ہاتھوں اور اس سینہ کے قربان ہو فریاد ہے اے بھیّا علی اکبر کہ میں بن موت مرتی ہوں اور کوئی خبر نہیں لیتا تقدیر تمسے بھی جُدا کرتی ہے نظم

بھیّا مری تنہائی پہ آنسو نہ بہاؤ	وہ دن ہو کہ پھر خیر سے اس شہر میں آؤ
ہر چند ہے مشکل یہ کہ جیتا ہمیں پاؤ	صدقے گئی پھر آنے کا وعدہ کئے جاؤ
عرصہ ہو تو خط لکھ کے طلب کیجیو بھائی	پردیس میں مجھکو نہ بھلا دیجیو بھائی
وہ دن ہو کہ یوں ماں سی تمہاری دولھن آئے	جلدی کہیں یا حضرت باری دولھن آئے
سب بھولونگے کہنے میں سنوانی دولھن آئے	تم جیسے ہو ویسی ہی پیاری دولھن آئے
ہمشیر کو تربت میں نہ ترسائیو بھائی	بھابھی کو مری قبر پہ لے آئیو بھائی

یہ باتیں درد آمیز سُنکر جناب علی اکبر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے بہن کیا کریں قسمت سے مجبور ہیں یہی تقدیر ہے کہ ہم تمسے اور تم ہمسے جدا ہو مگر جدائی ایسی شاق ہے کہ ہم اپنی

جان ہمیں چھوڑے جاتے ہیں خدا تجھے صحت عطا کرے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب بابا کوفہ میں پہونچیں گے اور اتفاق اطمینان ہوگا تو ہم آکر تمھیں لیجائیں گے خاطر جمع رکھو مگر اے بہن تقدیر سے مجبوری ہے اگر خدا نخواستہ تقدیر نے یاری نہ کی اور زیست نے کمی کی تو میری وعدہ خلافی معاف کرنا یہ سُنکر جناب صغراؑ بہت روئیں اور قریب تھا کہ غش آجائے پھر کہا کہ بھیا علی اکبر فدا ہو جان صغرا کی تم پر اور تمھاری بلا لیکر میں مرجاؤں یہ کیا کلمہ کہا کہ جس سے کلیجہ شق ہو گیا ارے بھیا تمھاری جدائی سے صغرا زندہ نہ بچیگی امید ہے کہ جب تم مجھے لینے آؤگے تو میری قبر پر فاتحہ پڑھکر پچھتاؤگے ممکن نہیں کہ تم مجھ سے جدا ہو اور میں زندہ رہوں بھیا جب خیال فرقت آتا ہے تو میرا کلیجہ پھٹ جاتا ہے اور جب میں تمھیں اس گھر میں نہ دیکھونگی تو آہ کے ساتھ میری جان نکل جائیگی کیا وقت ہے کہ کوئی میری خبر نہیں پوچھتا جس سے کچھ کہنا چاہتی ہوں مُنھ چُرا لیتا ہے اپنا دردِ دل کس سے کہوں ایک تم سے امید تھی تمھارا یہ حال ہے کہ سوائے رونے کے کچھ جواب نہیں دیتے اور اپنی مجبوری بیان کرتے ہو بابا سے سفارش مجھ ستم رسیدہ کی نہیں کرتے ادھر تو یہ حال اور گھر میں سب بیبیاں بھائی بہن کی باتیں سُنکر روتی تھیں اور ایک عجیب عالم کہرام تھا نظم

رونے کا ادھر غل تھا کہ فضہؑ پکاری — تیار ہے ناموس محمدؐ کی سواری
دروازے کے نزدیک ہے زینبؑ کی عماری — کیا دیر ہے اب لے اسداللہ کی پیاری

ہر بار قناتوں کے قریں آتے ہیں عباسؑ — اب جلد سواری ہو یہ فرماتے ہیں عباسؑ

شبیرؑ نے رو کر کہا لو جاتے ہیں صغراؑ — جلد آتے ہیں یا خود تمھیں بلواتے ہیں صغراؑ
ہم سب تری تنہائی کا غم کھاتے ہیں صغرا — جان اپنی نہ کھونا تمھیں سمجھاتے ہیں صغراؑ

قربان پدر آب و غذا ترک نہ کرنا — بڑھ جائیگا آزار دوا ترک نہ کرنا

بیٹی سے یہ فرما کے چلے قبلۂ عالم — ناموس محمدؐ بھی چلے ساتھ بصد غم
صغراؑ جو چلی جاتی تھی روتی ہوئی باہم — ہمسائیاں باندھے ہوئے تھیں حلقۂ ماتم

راحت تھی جو سب کو شہ ذیجاہ کے دم سے — اک بیٹھی تھی ایک بستی تھی قدم سے
غل تھا شہ ابرار خدا حافظ و ناصر — [illegible]ون کے مددگار خدا حافظ و ناصر
اے خلق کے سردار خدا حافظ و ناصر — محتاجون کے غمخوار خدا حافظ و ناصر
دکھ فاقون کے عسرت کے الم کس سے کہینگے — مشکل کوئی اب ہوگی تو ہم کس سے کہینگے

شہ کہتے تھے اللہ مددگار ہے سب کا — انسان کی ہے کیا آس بھروسا ہے تو رب کا
سامان کبھی غم کا کبھی عیش و طرب کا — مضطر نہین فرزند شہنشاہ عرب کا
مانگو یہ دعا صبر سے وہ وقت بسر ہو — جس روز کہ شبیرؑ کا دنیا سے سفر ہو

اے ہم وطنون اب صبر کرو مشیت ایزدی سے چارہ نہین انشاء اللہ تعالیٰ اگر خیریت شامل حال ہے تو جلد واپس آتے ہین اور تم سب کا دیدار دیکھتے ہین اور اپنا دکھاتے ہین میرے لئے دعاے خیر کرنا جسکی جزا خداوند عالم تمکو نیک عطا فرمائیگا اور صبر کرنا کہ خدا صابرونکو دوست رکھتا ہے

نظم

یہ کہکے برآمد ہوا وہ خلق کا والی — ناقون پہ چڑھے سب حرم سید عالی
احباب بلکتے تھے تڑپتے تھے موالی — غل تھا کہ محمدؐ کا بھرا گھر ہوا خالی
یون روتے تھے سب گرد حسینؑ ابن علیؑ کے — جس طرح سے ماتم تھا جنازے پہ نبیؐ کے

کہتے تھے جوانان مدینہ یہی رو کر — سب ہمسے بچھڑ جائینگے ہے ہے علی اکبرؑ
بیتاب ہین احباب علمدار دلاور — روتا ہوا گرتا ہے کوئی آکے قدم پر
ہر مرتبہ اشک آنکھون مین بھر لاتے ہین عباسؑ — چھاتی سے ہر اک دوست کو لپٹاتے ہین عباسؑ

قاسمؑ کے جو ہمسن ہین وہ سب کرتے ہین زاری — اک ایک پہ اندوہ و غم و رنج ہے طاری
کہتے ہین کہ اب تلخ ہوئی زیست ہماری — کیا ہوگا چلی جائیگی جس وقت سواری
جب آئین گے یان نالہ و فریاد کرینگے — سب روئینگے جب خلق حسنؑ یاد کرینگے

[illegible] ڈھونڈھینگے یہ ہے حال — بیتاب ہین سب ڈرتے ہین اس درد سے اطفال

ایک ایک سے فرماتے ہیں وہ صاحب اقبال — لو بھائیو بس رونے سے آنکھیں تو ہوئیں لال
عزت ہے اطاعت میں امام دوسرا کی — پھر آئینگے گر زیست نے اس سال وفا کی
در پر کوئی روتا ہے کوئی راہ گزر میں — تاریک ہے دنیا کسی غمگین کی نظر میں
ہیں جمع محلے کی جو سب بیبیاں گھر میں — اک حشر ہے ناموس شہ جن و بشر میں
سب ملکے بکا کرتے ہیں جب آتا ہے کوئی — یوں روتی ہیں جسطرح کہ مرجاتا ہے کوئی
سب کہتی ہیں زینب سے کہ اے بھائی کی شیدا — کس طرح کے خط آئے کہ یکایک یہ ہوا کیا
پانی کی کمی گرمی کے دن خوف کا رستا — وہ دھوپ پہاڑوں کی وہ لوں اور وہ صحرا
کیا سوچ کے اس فصل میں شبیرؑ چلے ہیں — بچوں پہ کریں رحم کہ نازوں کے پلے ہیں
سنتے ہیں یہ ہر وارد و صادر کی زبانی — جھیلوں میں بھی حوضوں میں بھی ہے خشک ہوا پانی
اس فصل میں ہوتی ہے بہت تشنہ دہانی — کس طرح چلیں گے اسد اللہ کے جانی
ترسا ہوا بچہ کوئی جانبر نہیں ہوتا — جب خشک ہوا پھول تو پھر تر نہیں ہوتا
ہے ہے چھ مہینے کے بھی بچے کا سفر ہے — کچھ تمکو پہاڑوں کی بھی گرمی کی خبر ہے
غربت میں جو اُنکے تلف ہو جانے کا ڈر ہے — رحم اسپہ ہے لازم کہ یہ بچہ گُل تر ہے
اصغرؑ کو جو دُکھ ہو تو قلق ماں کو سوا ہو — گرمی ہے بہت دودھ جو گھٹ جائے تو کیا ہو
فرماتی تھیں زینبؑ نہیں بہنو کوئی چارا — قسمت میں تباہی ہے تو کیا زور ہمارا
گھر چھوڑ کے جاتا ہے کسی کو بھی گوارا — مجبور ہے مضطر ہے ید اللہ کا پیارا
ایام مصیبت کے ہیں تنہائی کے دن ہیں — غربت کی شبیں بادیہ پیمائی کے دن ہیں

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک شور سواری کا ہوا اور ناموس سوار ہونے لگے تو ہوت
اس ستمدیدۂ ہجر کا عجب حال تھا نظم

صغراؑ کو نقاہت سے نہ تھی طاقت رفتار — اُٹھی کئی بار اور گری در پہ کئی بار
جس ناقہ پہ تھی بانوئے ناشاد دل افگار — اُس ناقہ کے پاس آکے یہ چلائی وہ بیمار

قربان گئی آخری دیدار دکھا دو
اماں مجھے اصغر کو پھر اکبار دکھا دو

مضطر ہوئی سنکر یہ سخن بانوے بے پر
پردے سے جگربند کا مُنھ کر دیا باہر
بیٹی سے کہا دست پسر ہاتھ پہ رکھکر
لو آخری تسلیم بجا لاتے ہین اصغر
مُنھ زرد ہے رخساروں پہ آنسو بھی بہے ہین
یہ نرگسی آنکھوں سے تمھین دیکھ رہے ہین

تھراتے ہوے ہاتھ اُٹھا کر وہ پکاری
اس ہاتھ کے اس چاند سے ماتھے کے مین واری
اصغر نہین جینے کی مین فرقت مین تمھاری
آخر ہے کوئی دم مین بہن درد کی ماری
کب آکے پھر اس جھولے کو آباد کروگے
تم بھی کبھی گودی کو مری یاد کروگے

عباسؑ سے شہ نے کہا اے ثانی حیدرؑ
مرجائیگی اب فاطمہؑ صغرا مری دختر
جمّالون سے کہدو کہ بڑھین اونٹون کو لیکر
اسواریون کے ساتھ رہین قاسمؑ و اکبرؑ
احباب جو رستے ہین تو غم کھائے ہین ہم بھی
سب شہر کے ناکے پہ رکین آتے ہین ہم بھی

یہ سنتے ہی سب لوگ روانہ ہوے اکبار
غش کھا کے گری خاک پہ صغرا جگر افگار
گھر مین اُسے پہونچا کے چلے سید ابرار
غل شہر مین تھا ہاے دو عالم کے مددگار
خدام جو روتے تھے [illegible]
ک حشر تھا روضہ پہ رسول عربی کے

آتی تھی صدا [illegible]
صدقے تری مظلومی کے اے صابر و شاکر
اے فاقہ کش اے منزل اول کے مسافر
بے ہے مری اُمت نے ستایا تجھے آخر
دشمن کو بھی اسطرح اذیت نہین دیتے
ظالم تجھے مرنے پہ بھی راحت نہین دیتے

صغرا اکیلی رہگئی روتی ہوئی وزیر
اور کربلا کی سمت گئے شاہ بے نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر شہادت معدن مصیبت نمونۂ غم بیعدیل حضرت مسلمؑ بن عقیل و خبر یافتن جناب امام حسینؑ در منزل ثعلبیہ

احباب کو پیغام سفر دیتے ہیں مسلمؑ | قتل شہ والا کی خبر دیتے ہیں مسلمؑ

مسافران منازل فنا و رہ نوردان مراحل رنج و بلا حال سفر پر نور نظر سبط رسول الثقلین جناب امام حسینؑ صفحۂ قرطاس پر اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ بعد شہادت جناب امام حسنؑ جب وہ امام یکہ و تنہا پنجتن میں سے رہگیا تو ہر ایک اصحاب و موالی مشکلکشا و حسنؑ مجتبیٰ خدمت بابرکت امام حسینؑ میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتا تھا کیونکہ آپ نے بعد وفات برادر بزرگوار اپنے کے اخلاق عمیم کو وسعت دیدی تھی نظم

عالم کا افتخار تھا پیارا بتولؑ کا | بخشش علیؑ کی تھی تو کرم تھا رسولؑ کا

فیض ملازمت سے جو ہوتا تھا بہرہ ور | کرتا تھا اسپہ لطف یداللہ کا پسر

جو چومتا تھا پائے شہنشاہ بحر و بر | سینہ سے خود لگاتے تھے شبیرؑ اسکا سر

محتاج بھی جو آپ کی خدمت میں آتے تھے | اٹھکر قریب پھر انھیں حضرت بٹھاتے تھے

اور اسی طرح عادت احسان و جود و عبادت معبود بھی اختیار کی تھی اس سے کہ حضر باد

مساکین کو مرے پدر عالی وقار حیدر کرار یاد نہ آوین نظم

حق پر نظر تھی خانہ نشین تھے شہ امم
مشغول تھے عبادت خالق مین دمبدم
یکسان گدا و شاہ پہ تھا آپ کا کرم
دل دکھ کیا کسی کا سنا جو بیان غم
جس مستحق پہ لطف و کرم کی نظر ہوئی
دے آئے گھر پہ یون نہ کسی کو خبر ہوئی

جز طاعت اُنکو کوئی اور تھا نہ کام
آٹھون پہر نماز مین مشغول تھے امام
ہر روز روزہ دار تھا وہ آسمان مقام
حضرت تھے اور تلاوت قرآن تھی صبح و شام
ہوتا تھا جب الم دل و جان بتولؑ پر
روتے تھے جا کے قبر جناب رسولؐ پر

روایت ہے کہ جب معاویہ واصل جہنم ہوا اور بجاے اُسکے یزید پلید تخت پر بیٹھا اِس کے دل پر ابتدا سے حضرت کی دشمنی کا خیال تھا لیکن بظاہر خط مکر و دغا سے اشتیاق ملازمت کے لکھا کرتا تھا آخرش براہ مکر کوفیان دغاکیش کو ہموار کرکے اس ارادہ سے خط لکھوائے کہ ایک مرتبہ اگر حسینؑ مدینہ چھوڑ کر روانہ ہو جائین تو پھر چارون طرف سے محاصرہ کرون اور پناہ نہ دون القصہ حسب مشورۂ یزید پلید کوفیان پُر دغا نے بہت سے عرائض بمضمون اشتیاق قدوم میمنت لزوم شہید مظلوم تحریر کرکے خدمت بابرکت اس جناب مین ارسال کئے جبکہ آنحضرتؑ نے دیکھا کہ کوفی نہایت عجز و انکساری سے بلاتے ہین تو ناچار اپنے برادر گرامی قدر مسلم بن عقیلؑ کو خلعت وکالت سے ممتاز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ لے بھائی مین تو ابھی نہین جا سکتا ہون کیونکہ صغرا بیمار ہے نہ اسباب سفر تیار ہے مگر تم جاؤ پس آپ نے فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے کیون حضرات واقف ہوے یہ گویا ابتدائی مصیبت حسینؑ کی ہے پس وجہ

تیاری سفر حضرت مسلمؑ کے نظم

گلشن مین ہے چرچا گل احمر سفری ہے
پریون مین ہے غل بلبل دبے پر سفری ہے
سب شہر مدینہ مین کہ دلاور سفری ہے
کہتا ہے جہان شہ کا برادر سفری ہے
رنج و غم ہمدمہ و ماہی کے دن آئے
لو یثرب و بطحا کی تباہی کے دن آئے

اچھا نہیں مسلمؑ کے سفر کا تو قرینہ
افسوس اُجڑتا نظر آتا ہے مدینہ
پھر جائینگے سب کوفیوں کے دلمیں ہے کینہ
ڈوبے نہ کہیں خون میں ایمان کا سفینہ
کوفہ کو انھیں آج جو بھجواتے ہیں شبیرؑ
کل دیکھنا یہ بھی کہ چلے جاتے ہیں شبیرؑ

ہے نعرۂ شبیرؑ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
چلاتے ہیں حیدرؑ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
کہتے ہیں پیمبرؐ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
آئیگا نہ پھر کر مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
چلاتی ہیں زہراؑ کہ میں اب کیا کروں لوگو
جاتا ہے مرا پیک لقب کیا کروں لوگو

الغرض وہ شب آئی فریاد و زاری کے کٹنے میں کٹی اور وقت صبح آیا مسجدوں میں اذان صبح ہوئی اور نمازی مسجدوں کو روانہ ہوئے جو مسافر تھے واسطے روانگی منزل کے تیار ہوئے نظم

مسلمؑ نے یہاں اپنے غزالوں کو اُٹھایا
کس پیار سے آغوش کے پالوں کو اُٹھایا
اللہ کے پہچاننے والوں کو اُٹھایا
کہہ کہہ کے یہ اُن تازہ نہالوں کو اُٹھایا
اُٹھو مرے شیرو کہ سحر دور نہیں ہے
ہشیار کہ اب وقت سفر دور نہیں ہے

اُٹھو کہ اجل سر پہ کھڑی رہتی ہے ہر دم
ہشیار ہیں جو لوگ وہ سوتے ہیں بہت کم
وقفہ نہیں پڑھ لیں یہ نماز اور چلے ہم
آواز سنو جاگ رہے ہیں شہِ عالم
اسوقت عجب کوچ کا سامان بندھا ہے
آواز اذان بھی ہیں آواز درا ہے

چلنے پہ رہِ حق میں تامل نہیں کرتے
اللہ کی طاعت میں تساہل نہیں کرتے
راحت پہ نظر اہل توکل نہیں کرتے
وقفہ عمل نیک میں بالکل نہیں کرتے
یہ سنکے دعا باپ کو دیتے ہوئے اُٹھے
اور پہلوؤں سے تیغے لیتے ہوئے اُٹھے

اللہ اللہ ابھی صاحبزادگان حضرت مسلمؑ بہت کمسن ہیں مگر بشوق سفر اُٹھکر اول حضرت مسلمؑ کو تسلیم کی اور وضو کرکے چھوٹے چھوٹے سجادوں پر نماز پڑھی چنانچہ روایت ہے کہ احباب حضرت مسلمؑ بعد انفراغ نماز تسبیح پڑھتے ہوئے ڈیوڑھی پر باشتیاق قدوم میمنت لزوم حضرت مسلمؑ آکر واسطے رخصت کے جمع ہوئے تھے اور کوئی روتا تھا کوئی دعا کرتا تھا کہ خدا خیر

کرے مسلم کو پھر مدینہ مین لادے اور دولت سرا مین حضرت مسلم سامان سفر مین مشغول تھے اور صاحبزادے اپنی تیاری مین مصروف کہ ناگاہ نظم

خدام خبر کثرت احباب کی لائے یارون مین محل سے جو کمر باندھ کے آئے	پوشاک بخوبی یہ پہنتے بھی نہ پائے احباب نے مجرے کے لئے ہاتھ اُٹھائے
جب نائب شہ کوچ کے سامان سے نکلے	فرزند بھی مسلم کے عجب شان سے نکلے
تلوار لئے بیٹھ گئے دوستون کے پاس اللہ کرے آپ کو آئے یہ سفر راس	احباب نے آغاز کئے کچھ سخن یاس کیا کیا ہمین اس خانۂ امید سے ہی یاس
دنیا کی مصیبت سے اگر خانہ نشین تھے	حاضر جو ہوے یان نہ پریشان نہ حزین تھے
باتین تھین کبھی یاس کی کہ آہ لبون پر ایک غول عزیزون کا شہ دین کے برابر	پڑھتے ہوئے قرآن نکل آئے شہ صفدر ہمراہ تھے عباسؑ علیؑ قاسمؑ واکبرؑ
سب غنچہ دہن مہر لقا ماہ جبین تھے	پر حضرت مسلم کی جدائی سے حزین تھے
بولی کوئی اکبر سے کہ شہزادۂ جمہور ہٹ آئیے ہے دھوپ مزاج آپکا محرور	اُترا نظر آتا ہے سبھے چہرۂ پُر نور عباسؑ وفادار سے گویا ہوے سب حور
معلوم یہ ہوتا ہے دل اسوقت حزین ہے	کچھ دشمنون کی طبع تو ناساز نہین ہے

الغرض اُس صحبتِ احباب اور وقت رخصت کو اگر تحریر کرتا ہون تو طول ہو جائیگا حضرت علی اکبرؑ و عباسؑ سب کے سب حضرت مسلم کے آس پاس ہر ایک احباب کار دبار مین مصروف اسباب لدواتے تھے اور جناب امام حسینؑ سر مبارک خم کئے ہوئے آبدیدہ ہر ایک کیطرف نگران تھے کہ اسی عرصہ مین خدام نے اطلاع بار ہو جانے جملہ اسباب ہمراہی کی گوش گزار مسلم جرار کی اس وقت نظم

مسلم سے کہا شاہ نے اے صاحب شمشیر وہ بولے بہت خوب بہت خوب نہین دیر	ہو آؤ ذرا گھر مین تو رخصت ہو مرے شیر یہ کہکے محل مین گئے تھا زیست سے دل سیر

اشکون سے جگر کے بادہ پر غم نظر آئے / نرگس مین دُر قطرۂ شبنم نظر آئے

فرمایا کوئی جلد رقیہ کو بلاؤ / حق اُسکو یتیمی سے بچائے یہ دعا دو
اب باپ سے چھٹ جاؤگی بیٹی کو بتادو / آرام مین بھی ہو مری پیاری تو جگادو

کہدو دم فرقت ہے دم نوحہ گری ہے / پھر سو کے یہ بل آؤ کہ بابا سفری ہے
جاکر کسے معلوم ہے آئین کہ نہ آئین / ہم بیکس و مظلوم پھر آئین کہ نہ آئین
دان ظلم کی ہے دھوم پھر آئین کہ نہ آئین / دیدار کے محروم پھر آئین کہ نہ آئین

اسوقت جو درکار ہو لے مری پیاری / جو دل مین ہو ارمان وہ کہدے مری پیاری

اتنے مین نظر آئی وہ بیمار یتیمی / چہرہ سے نظر آگئے آثار یتیمی
تھی ساتھ سکینہ بھی گرفتار یتیمی / ظاہر تھے ہر ایک عضو سے آثار یتیمی

سینہ سے لگایا اُسے مسلم نے بلا کر / مُنھ چوم لیا پیار سے زانو پہ بٹھا کر

کس درد سے فرمانے لگا عاشق باری / بی بی ہین سکینہ شہ ابرار کی پیاری
تم خادمہ ہو انکی یہ مالک ہین تمھاری / اب ہم تو چلے رکھیو نہ اُمید ہماری

ہر مرتبہ قدمون پہ گرا کیجیو بیٹا / ساتھ انکے شب و روز رہا کیجیو بیٹا

اور اس طرح پر نصیحت فرمائی کہ اے رقیہ شام و سحر خدمت دختر شبیرؑ مین سکینہ کے ہمراہ کھیلنا اپنی شاہزادی کے زیور کی محافظت کرنا خاص کر گوہر ہائے گوش نایاب ہین سب سے زیادہ خبرداری انکی کرنا جسقدر خدمت کروگی اسکا صلہ پاؤگی جناب امام حسینؑ کو ہر صبح تسلیم باقرینہ کیا کرنا جب ہم تمکو یاد آئینگے شبیرؑ سینہ سے لگا لینگے کیون حضرات نظم

مسلم تھے کہان جبکہ طمانچہ اسے مارا / زیور تن مخدومۂ عالم سے اُتارا
وہ چاند سا عارض گل سوسن ہوا سارا / چلاتی تھین اسوقت نہین کوئی ہمارا

ظالم نے گلا رشک سمن باندھ کے کھینچا / اور تسمے سے بازو مین رسن باندھ کے کھینچا

الغرض بس صاحبزادی کو سمجھا کر آپ باہر تشریف لائے جو کچھ اسباب خاص ہمراہی تھا

خدام ہاتھون ہاتھ لے آئے حضرت مسلمؑ روبرو جناب امام حسینؑ آکر کھڑے ہوے اور آداب بجا لاکر عرض کی نظم

جانباز کو ہو جلد اجازت مرے آقا
دن چڑھتا ہے اب کیجیے رخصت مرے آقا

شہ ہاتھون کو پھیلا کے پکارے ادھر آنا
لو آؤ گلے سے تو لگو جاؤ گے جانا

پڑھتے تھے دعا کا نمین پکڑے ہوے شانا
کہتے تھے کہ ہو ظلم تو ہنس ہنس کے اُٹھانا

گو بارش تیغ و تبر و سنگ ہو بھائی
صابر ہے جو اُس دم نہ ذرا تنگ ہو بھائی

مجبرا کیا مولا کو چلے مسلم بے پر
سب دست سمٹ کر ہوے ہمراہ دلاور

احباب سے ہونے لگے رخصت جو ٹھہر کر
وہ بولے کہ کیا جائین ہین گو رہے اب گھر

لیچلیے ہین ساتھ زبان آپ کا کیا ہے
ہمراہ رکاب آپکے رہنے مین مزا ہے

پس اُسوقت حضرت مسلمؑ نے تمام احباب کی گزارش کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اے صاحبو وطن کے مرنے کی کیا بات ہے جنازے کے ہر ایک عزیز و اقارب و احباب ساتھ ہین مرگ غربت مین ہر ایک طرف سے یاس ہے تمکو ساتھ لیچلنے مین ہر طرح کا وسواس ہے نظم

یان آنے کی اُمید کہان اب نہ پھرینگے
جائینگے سوے باغ جنان اب نہ پھرینگے

کرتے تھے ہم سب یہ بیان اب نہ پھرینگے
دی مرگ نے آواز کہ ہان اب نہ پھرینگے

ملنے لگے احباب سے مسلمؑ کے پسر بھی
دریا بھی روان ہونے لگا اور گہر بھی

راہی سوے کوفہ جو ہوے مسلمؑ ناشاد
یہ پہلے ہی جنگل مین ہوا سانحہ فریاد

اک آہوے خوش چشم کو پکڑے ہوے صیاد
گردن پہ چھری پھیرتا ہے صورت جلاد

تکتا ہے وہ ہر نخل کو ہر برگ کی صورت
بس پیش نظر پھرنے لگی مرگ کی صورت

یہ حال دیکھ کر حضرت مسلمؑ واپس آئے اور حضور مین امام حسینؑ کی حال بدشگنی عرض کیا اسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ مسلمؑ تم ٹھہرو اب مین خود جاؤنگا یہ سُنکر حضرت مسلمؑ کے بدن مین رعشہ آگیا اور عرض کی کہ مین نے صرف عرض حال کیا ہے مین جانے کو تیار ہون

ارشاد فرمایا آپ نے کہ اے مسلم بیت

مشکل ہے بہت کہ مصیبت نہ اٹھیگا	بے اپنے گئے بار شفاعت نہ اٹھیگا

الغرض نظم

مولا سے یہ سُنکر جو ہوے بادیہ پیما	تقدیر نے دکھلائے عجب طور کے صحرا
راتین وہ سیہ ہوکنا وہ شیر کا ہر جا	جھونکے وہ ہوا کے کبھی پتّون کا وہ اڑنا
ایذائین بہت راہ مین پاتے ہوے پہونچے	کوفہ مین غرض رنج اُٹھاتے ہوے پہونچے

جب کوفیان پُر دغانے حال آمد آمد حضرت مسلمؑ سنا تو نظم

متفق ہوکے چلے گھر سے سپئے استقبال	آئے دروازہ تلک شہر کے با جاہ وجلال
ظاہرا ایسے ملاقی ہوے با ذوق کمال	سینۂ نحس مگر بغض سے تھے مالا مال
دلمین سوچے کہ شہادت کا طفیل آیا ہے	بادشاہ عربستان کا وکیل آیا ہے

پس بعد حصول ملازمت ہر ایک شقی مستفسر حال جناب امام حسینؑ ہوا اور پوچھنے لگا کہ قدمبوسی سبط رسول ثقلینؐ سے ہم لوگ کب تک مشرف ہونگے ایسی تدبیر فرمائیے کہ یہ دیار قدوم میمنت لزوم شاہزادہ کونین امام دارین سے منور ہوئے بیت

ردے خاطر تھا نہ بس سب کا مسافر کیطرف	مطمئن آپ ہوے دیکھ کے ظاہر کیطرف

اور بجواب اُنکے حضرت مسلمؑ فرماتے تھے کہ مین حال تمھاری عقیدت کا مفصل تحریر کرتا ہون یقین ہے کہ برادر بزرگوار جلد تشریف لادین بیت

حال سے یان کے جو واقف شہ دین ہووینگے	ہے یقین ابکے محرم مین یہین ہو وینگے

یہ سُنکر اُن دغابازون نے براہ مکر بیعت کرنا شروع کی چنانچہ بعض روایت مین پچیس ہزار اور بعض مین اٹھارہ ہزار مکارون کا بیعت قبول کرنا تحریر ہے پس یہ تمام حال حضرت مسلمؑ نے بذریعۂ عرضداشت خدمت بابرکت گوشوارۂ عرش اعلےٰ شہید کربلا مین تحریر کیا پس جس وقت خدمت بابرکت مین یہ تحریر پہونچی اُس وقت آپ نے حضرت عباسؑ سے

بعد دکھانے عرضی مسلم کے ارشاد فرمایا کہ ساکنان کوفہ میری بیعت پر راضی ہیں انشاءاللہ تعالےٰ قصد رکھتا ہوں کہ بعد فراغ مناسک حج اس طرف چلونگا ہنوز ارادہ آپ کا پورا نہ ہوا تھا کہ دشمنان اطراف و جوانب براہ عداوت خونریزی پر تیار ہوے اور نیز خطوط بھی آنے لگے

نظم

شمر قہر سے باغیوں کے جو ناچار ہو گئے　　حضرت وطن سے کوچ پہ تیار ہو گئے
قبر رسول پر گئے روتے شہ زمن　　رخصت ہوئے ضریح سے با صد غم و محن
واں سے پھرے تو آئے سوئے مرقد حسنؑ　　فرماتے تھے کہ آہ چھٹا ہمسے اب وطن
بھائی کی ماں کی قبر سے روکر جدا ہوئے　　چھوڑا وطن کو راہی دشت بلا ہوئے

الغرض مدینہ منورہ سے مع اہلبیت اطہار و طفلان شیرخوار کوچ فرماکر کعبہ میں پہونچے جب یہاں پر بھی مہلت ظلم اشقیا سے نہ پائی ناچار وہاں سے بھی رخصت ہوے اور اسی طرح

نظم

کہتے تھے بصد درد کہ اے کعبۂ داور　　اب تجھ سے جدا ہوتا ہے فرزند پیمبر
ملتی نہیں سید کو اماں وائے مقدر　　جاتا ہوں سوئے گور سراسیمہ و مضطر
دوری ہوئی اس گھر سے بس اب لکو یقین ہے　　قربانی شبیر کا ہنگام قرین ہے
پھر قبر محمدؐ کی طرف بڑھ کے زیارت　　کی عرض مسافر کی دوبارہ ہے یہ رخصت
کعبہ میں بھی نانا نہ میسر ہوئی راحت　　آزار پہ باندھے ہیں کمر اہل ضلالت
مخفی ہوئے ہیں قافلۂ حاج میں آکے　　پاہیں تو مجھے ذبح کریں گھر میں خدا کے
نانا مجھے رہنے کا ٹھکانا نہیں ملتا　　جنگل میں بھی بستی کا بسانا نہیں ملتا
آٹھ آٹھ پہر بچوں کو کھانا نہیں ملتا　　پانی کہیں ملتا ہے تو دانا نہیں ملتا
مہلت نہیں اتنی بھی کہ سایہ میں کھڑا ہوں　　حضرت سے جدا ہو کے تباہی میں پڑا ہوں

الغرض اسطرح بین فرماتے ہوئے آپ محراب و منبر سے رخصت ہوے اور طی منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے کوہ و بیابان میں چلے جاتے تھے

نظم

قریون سے زیارت کو جو آجاتی تھی خلقت
کرسی پہ بکل بیٹھتے تھے خیمہ سے حضرت
یکسان تھی ہر اک پر نظر لطف و عنایت
محتاجون سے باتین تھین غریبون سے محبت
ہر عاجز و بیکس کی مدد کرتے تھے مولا
محتاج کا ہدیہ بھی نہ رد کرتے تھے مولا
سب کہتے تھے اے احمد مختار کے جائے
کیون خانۂ حق چھوڑ کے مولا ادھر آئے
فرماتے تھے شبیرؑ کہ ہم رہنے نہ پائے
یون کوئی مسلمان نہ مسلمان کو ستائے
تیاری تیغ و تبر و تیر ہوئی ہے
تدبیر گرفتاری شبیرؑ ہوئی ہے

اور آپ فرماتے تھے کہ اگر مین خانۂ معبود مین رہتا تو اہل ستم دست تعدی بڑھاتے اور کشت و خون ہوتا تو حرمت خانۂ خدا مین فرق آتا عباسؑ اور قاسم جرار کس سے رُک سکتے پس یہ سوچ کر مین وہان سے چلا آیا ورنہ بیت

تیغون سے نہ ملتی مجھے مہلت کوئی دم کی
واللہ مجھے پاس تھا حرمت کا حرم کی

پس بجواب ارشاد اُس جناب کے تمام مردان دیہات جو اثنائے راہ مین ملتے تھے حال پریشانی اہل حرم و اطفال خردسال دیکھکر نظم

سب عرض یہ کرتے تھے کہ اے خلق کے والی
قربان غلامون کے مکان بھی تو ہین خالی
بندون کو سرافراز کرین سید عالی
مہمان ہون غریبون کے یہ انصار و موالی
فخر اسکا ہے رنج جو ان سے ترے یکطرف ہو
عزت ہو جو مُردون کی تو زندون کا شرف ہو
فرماتے تھے حضرت تمھین خالق رکھے آباد
دنیا مین برومند ہو ہر ایک کی اولاد
کیا اپنی تباہی کرون مین بیکس و ناشاد
روؤگے مفصل جو سنوگے مری روداد
درپیش ہے وہ راہ کہ کچھ کہہ نہین سکتا
بے کنج لحد اب مین کہین رہ نہین سکتا

اللہ تمکو جزائے خیر دے کہ اِس مظلوم سے بخاطر پیش آئے ہو ہر چند کہ اِس سفر مین لو چلتی ہے گرد اڑتی ہے لیکن مجھکو اپنی منزل پہ جانا ضرور ہے الغرض نظم

اُن سب سے یہ فرما کے چلے سید ابرار
روتے ہوئے بستی مین گئے اپنی وہ دیندار

پھرتے تھے وہی جنگل وہی میدان وہی کہسار	بستی تھی نہ کوسون نہ کہین سایۂ اشجار
گرمی تھی کہ تھے نخل بھی سوکھے ہوئے بن مین	مرجھا گئے تھے پھول محمدؐ کے چمن مین

اور باوجود ان صعوبات اور سختیون کے امام نامدار نظم

اعجاز اسی طرح دکھاتے ہوئے شبیرؑ	جاتے تھے بصد شوق سوے نیزہ و شمشیر
گرشام کو ٹھہرے تو سحر کو ہوئے رہگیر	ہردم یہی کہتے تھے کہ اے مالک تقدیر
کشتی مری طوفان مین ہو ساحل نظر آئے	مشتاق ہے دل جسکا وہ منزل نظر آئے

اے حضرات تمام حال مصائب اس سفر کا اگر گزارش کیا جاوے تو مجلس کو طول ہوگا الغرض
ہمارے شہنشاہ صعوبات سفر اُٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے نظم

غربت کی جفائین یونہی سہتے ہوئے دن رات	طے راہ خدا کرتے تھے شبیرؑ خوش اوقات
ہوجاتی تھی جس مرد مسافر سے ملاقات	گھوڑے کی عنان روک کے فرماتے تھے یہ بات
ٹھہرا نہین سکتا کہ سر راہ ہے بھائی	کوفہ کی خبر سے بھی کچھ آگاہ ہے بھائی
وہ کہتا تھا کوفہ مین عجب غدر ہے مولا	ہر سمت ہین قصے تو فساد اُٹھتے ہین ہر جا
زور انکا ہے کچھ جنکو مروت نہین حاشا	ہوتے ہین ستم کوئی کسی کی نہین سنتا
یہ ظلم یہ بیداد نہین اور کسی پر	مولا جو تباہی ہے سب ہے محبان علیؑ پر

الغرض اسی طرح پر حال پریشانی شیعیان علی ابن ابی طالبؑ بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ
اے آقا علاوہ اس ہنگامہ کے مین نے دیکھا ہے کہ لشکر کثیر باغات کوفہ مین بعزم جنگ
تیاری سامان مین خوب مصروف ہے اور اطراف وجوانب سے جوق جوق فوجین چلی
آتی ہین ناکون سے کوئی نہین نکلنے پایا بلکہ کچھ سوار ادھر کے آنے کو بھی آمادہ ہین بس
اس وقت نظم

گھبرا کے یہ اس شخص سے بولے شہ مظلوم	بھائی تجھے مسلم کا بھی کچھ حال ہے معلوم
ایسا نہ ہو رہجائین ملاقات سے محروم	اُسنے کہا مین ولنسے چلا تھا تو یہ تھی دھوم

بے قتل کسی کو نہین آرام ملے گا
مسلم کا جو سر لاؤ تو انعام ملے گا

کوچون مین منادی یہ ندا دیتا تھا ہر بار
گھر مین کوئی مجرم کو چھپائے نہ خبردار
بھاگا ہے کل اک مسجد کوفہ سے گنہگار
آفت تھی محلون مین بپا بند تھے بازار

بچنے کے نہین دربئے جان دشمن دین ہین
مسلم کہین پوشیدہ ہین فرزند کہین ہین

آشوب ہے اس شہر مین ای خلق کے سرتاج
جو گھر کہ تھے آباد وہ سب ہوگئے تاراج
کیا کیا شرفانان شبینہ کو ہین محتاج
کل قتل ہوا وہ جو گرفتار رہا آج

وہ خوش ہین بیعت مین جو حاکم سے ملے ہین
پرسش ہے کہ کیا سوچ کے مسلم سے ملے ہین

الا اسقدر مجھکو آگاہی ہے کہ بوجہ محبت حضرت مسلمؑ ابن زیاد بدنہاد نے ہانی بن عروہ کا سر کٹوا لیا تھا اور چارون طرف یہی منادی نے ندا دی کہ جو کوئی مسلمؑ کو مدد دیگا وہ سزا پائیگا تمام رعایا پریشان ہے مکانون کی تلاشی ہوتی ہے محلون مین آگ لگی ہے جناب امام حسینؑ نے جس دم یہ حال منزل حاجز مین مسافر سے سُنا پس وہان سے کوچ فرمایا اور راہ گزر مین ہر ایک انصار کو تاکید تھی کہ اگر کوئی اور مسافر کوفہ سے آتا ہوا نظر آوے تو میرے پاس لانا کہ اُس سے حال مسلم دریافت کرونگا کہ ناگاہ جس وقت منزل ثعلبیہ پر پہونچے ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ایک سوار گرم عنان نمودار ہوا اور وہ خود اپنے دل مین کہتا جاتا تھا۔ نظم

راہ مین سبط پیمبرؐ سے مشرف ہون اگر
دست بستہ ہو گزارش کرون بادیدۂ تر
کیجئے قصد نہ کوفے کا شہ گردون فر
شہر پُر فتنۂ و آشوب ہے وہ اے سرور

کوفہ سب ظلم شعار اور جفا پیشہ ہے
روح احمدؐ کا بھی انکو نہین اندیشہ ہے

پس اس عرصہ مین جناب امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ اے بھائی اس شتر سوار کو میرے پاس لاؤ پس آپ قریب شتر سوار پہونچے اور فرمایا کہ ای سوار ہمارے آقائے نامدار تجھکو بلاتے ہین وہ مستفسر حال آقا کا ہوا اور فرمایا جناب عباسؑ نے نظم

نور نگاہ فاطمہ بدر حنین ہے — آقا کا میرے اسم مبارک حسینؑ ہے

یہ سُنکے آنسو آنکھوں سے اُس شخص نے بہائے — سینہ پہ ہاتھ مارکے بولا کہ ہائے ہائے
کیوں اسطرف کو سیدوالا وطن سے آئے — آفت سے نور چشم نبیؐ کو خدا بچائے
عباسؑ اہل کوفہ کو تم سب سے بیر ہے — پھر جائیں آپ جانب یثرب تو خیر ہے

گھبرا گئے یہ سُنتے ہی عباس باوفا — فرمایا اے عرب ترے رونے کی وجہ کیا
مسلمؑ نے بھی تو حال یہ خط میں نہیں لکھا — اُسنے کہا کہ اور ہے کچھ وان کا ماجرا
سب شہر پھر گیا ہے شہ خاص و عام سے — کہنا ہے جو کہونگا شہ تشنہ کام سے

پس ہمراہ جناب عباسؑ وہ شتر سوار بخدمت پسر حیدر کرارؑ حاضر ہوا اور بقصد تعظیم آداب بجالایا اور آپ نے نوازش بیکران سے سرفراز فرماکر جواب سلام دیا اور مستفسر حال کوفہ ہوئے اِس وقت وہ سوار متحیر ہوکر یمین و یسار دیکھنے لگا اور آنکھ سے بے اختیار اشک جاری ہوگئے ؎ نظم

رو رو کے بولا شہ سے کہ اے سید البشر — کوفہ سے اَب چلا ہوا آتا ہوں میں اِدھر
فرمایا شہ نے کچھ تجھے مسلمؑ کی ہے خبر — رونے لگا وہ مرد مسافر جُھکا کے سر
شہ بولے وجہ کیا جو ترا حال غیر ہے — جلدی بتادے میرے مسافر کی خیر ہے

رو رو کے حال پوچھتے تھے شاہ نامدار — گر گر قدم پہ شہ کے وہ کہتا تھا بار بار
پھر جائیے اب وطن کی طرف بہر کردگار — ہیں سارے کوفی عہد شکن اور جفا شعار
آل رسول پاک پہ کیا کیا جفائیں کیں — یہ ہیں وہی علیؑ سے جنھوں نے دغائیں کیں

اے شاہ کونین کوفہ کو نجائیے براے علی و زہرا وطن کو پھر جائیے عجب نہیں کہ سدراہ آپکے یہی اہلبیت محمدؐ تباہ ہوں پس آپ نے بموجب اُسکے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے بھائی راضی ہوں ساتھ حکم اپنے خدا کے لیکن براے خدا حال مسلمؑ سے جو خبر رکھتا ہو بیان کر اُسنے عرض کی یا ابن رسول اللہ کس زبان سے حال مسلمؑ عرض کروں کہ جس وقت

یار غمگسار مسلمؑ یعنی ہانی بن عروہ وقیس وعبداللہ بن لقیط وغیرہ مارے گئے اور مسلم بن عقیل تنہا
رہگئے اُس وقت ابن زیاد نے حکم گرفتاری مسلم اپنی فوج کو دیا اور اس طرف وہ جرار شمشیر
آبدار لیکر مقابلہ کو تیار ہوا اور بہت سے کوفیان بد شعار کو داخل دار البوار کیا آخرش جب
تاب مقاومت تیغ آبدار نہ لاسکے تو نظم

توڑے ہوئے ہاتھوں کو ستمگار رہے
بچتے نہیں مرجائینگے ہم خوف کے مارے
اب روکیے تلوار کو دم نکلے ہمارے
لِلّٰہ اماں دیجیے ہیں گورکنارے

...لتی ہے بھلا ضرب کہیں ایسے ولی کی
حضرت کو قسم جان حسینؑ ابن علیؑ کی

...م شہ والا جو سُنا دلمیں ہوا درد
...سر پا جبل آئی رخ پُرنور ہوا زرد
شمشیر دو دم روک لی کھینچا نفس سرد
ہم مشورہ پھر ہونے لگے کافر نامرد

...ی فرقۂ مکار نے تدبیر اُسی جا
دیندار کو روکے رہے بے پیر اُسی جا

...تھی کثرت اہل ستم العظمۃ للہ
...منہ بند عجب طور کا دھوکا تھا سر راہ
کفار نے اک غار بنایا صفت چاہ
گھیرے ہوئے مسلم کو وہیں لے چلے بدخواہ

...رج فلک مہر تلطف کو گرایا
تھا شور کہ لو چاہ میں یوسف کو گرایا

...لیا بس ہو بھلا قبضہ میں دشمن کے جب آگئے
...بس تیر کئی جاندے سینہ پہ لگائے
روباہ دل اُس شیر وفادار پہ چھائے
نیزے کئی آئینہ رخسار پہ کھائے

...بیکس پہ جراحت بھی مگر اشک فشاں تھے
فوارے لہو کے تن مسلم سے رواں تھے

اور اُس وقت حضرت مسلمؑ محاصرہ میں سر خم کئے ہوئے اُس غار میں خاموش کھڑے تھے
کوئی تلوار مارتا تھا کوئی پتھر لگاتا تھا عجب عالم یاس میں فریاد کرتے تھے اور کوئی نہ سنتا تھا
بار بار ہر شخص سے یہی کہتے تھے کہ کوئی میرے آقا کو بلا دے نظم

...کہدے کہ غلام آپکا مہمان کوئی دم ہے
اے فاطمہؑ کے ماہ جو آنا ہو تو آ ؤ
یا سبط نبی آپ کے قاصد پہ ستم ہے
ستم ہے سر راہ جو آنا ہو تو آ ؤ

جان اسد اللہ جو آنا ہو تو آؤ
تائید کو یا شاہ جو آنا ہو تو آؤ

اب ایک جہان نائب حضرت سے پھرا ہے
تنہا ہوں میں غلام آپ کا اسوقت گھرا ہے

چلا کے کبھی آئیے یا حیدر کرار
مسلم کو بچا جائیے یا حیدر کرار

تشریف ذرا لائیے یا حیدر کرار
کفار کو سمجھائیے یا حیدر کرار

کہتے ہیں ستمگار گرفتار اسے کرلو
کہدیجئے بابا سے کہ بیٹے کی خبر لو

سنتے نہیں اے عقدہ کشا آپ کہاں ہیں
بھائی حسن سبز قبا آپ کہاں ہیں

جلد آئیے محبوب خدا آپ کہاں ہیں
اس وقت بتول عذرا آپ کہاں ہیں

یاں لاش پہ روئے کوئی یہ آس نہیں ہے
سر کٹنے کا ہے وقت کوئی پاس نہیں ہے

افسوس صد افسوس اس فریاد کو کسی نے نہ سنا اور اس ظلم و ستم پر بھی باز نہ آئے ای امام کون و مکان اب کس زبان سے عرض کرون جلجائے زبان غلام کی کہ جو ستم مسلم پر ہوے وہ بتفصیل عرض کرون یعنی اس غار مین پتھر و لکڑیان جلتی ہوئی مسلم پر پھینک کر مارین جس وقت آپ بالکل بیتاب و مجروح ہو گئے اور اس غار مین انبار لکڑیوں نیمسوختہ کے اندر تا کمر چھپ گئے نظم

اسپر بھی ملا حاکم کوفہ کو نہ آرام
افسوس دیا حکم کہ ہو قتل یہ گلفام

کوٹھے پہ انھین لائے پئے قتل بد انجام
خورشید پکارا کہ ہے خورشید لب بام

یہ خون مین ڈوبے ہوئے دلخستہ کھڑے تھے
مانند گنہگار رسن بستہ کھڑے تھے

پس جوق جوق کوفیان بیدین ہنستے ہوئے تماشے کو آتے تھے اور کوچون مین خوشی کرتے تھے اور کوٹھون پر انکی عورتین تماشا دیکھتی تھین آہ آہ اُس عالم غربت مین اُن لعینون سے فرماتے تھے کہ اے فرقۂ بیدین اگر مجھ بیکس کی گردن مارنا منظور ہے تو تم جانتے ہو کہ بادشاہون کا یہ دستور ہے کہ جب کسی گنہگار کی بھی گردن مارتے ہین تو اُس سے حال دل پوچھتے اُسکی تمنائے آخری کو بر لاتے ہین کہ ہوس نہ لیجائے اور مین تو نظم

دشمن نہیں ہین تم مین ہون مہمان تمھارا
اک بات جو مانو تو ہے احسان تمھارا

اسدم مجھے لاکر مرے پیارون کو دکھا دو — اندوہ و غم و رنج کے مارون کو دکھا دو
ہے داغ ذرا لالہ عذارون کو دکھا دو — پھولون کو دکھا دو مرے تارون کو دکھا دو
مل لینے دو اُن نازکے بالون سے پدر کو — مین لون نہین آغوش مین تم کاٹ لو سر کو

کہتے سے تھے ابھی یہ کہ ہوا قہر خدائی — جلاد نے شمشیر ستم سر پہ لگائی
چلائے حسنؑ ہائے ستم مرگیا بھائی — حیدر نے صدا دی مرے پیار کے فدائی
تڑپا جو سر مسلمؑ ذبحاہ زمین پر — تھرا کے تن پاک گرا آہ زمین پر

رورو کے نکلتا تھا تنِ پاک سے جب دم — مذبوح کا تن لوٹتا تھا خاک پہ اُس دم
لاشے کی طرف دیکھ کے خوش ہوتے تھے اظلم — یٰسین جو پڑھتے تو کہان تھے شہ عالم
بادشہ والا مین سفر کر گئے مسلمؑ — اعدائے بہم ہنس کے کہا مرگئے مسلمؑ

سامان یہ تھا موت کا واحسرت و دردا — مردے پہ بھی تلوارین لگاتے تھے غضب تھا
نازل نہ ہوا کوفیون پر قہر خدا کا — ہر سمت پھرا کوچہ و بازار مین لاشا
یون باندھ کے اعدا نے رسن پا ٔ کو نہین کھینچا — خورشید کا تن دھوپ مین گو چاٹو نہین کھینچا

پس جس وقت یہ خبر زبانی شتر سوار کے گوش گزار امام علیہ السلام ہوئی اُس وقت سُنکر امام مظلوم ڈاڑھین مار کر رونے لگے نظم

بانی کے لیے روئے عزیزون سے فزون تر — آنسو نہ تھما قیس کی اُفتاد کو سُنکر
اس طرح کیا ماتم عبداللہ یقطر — جس طرح کہ روتا ہے برادر کو برادر
ہوتا ہے غریبون کا تاسف غربا کو — روتے ہین یونہین اہل وفا اہل وفا کو

اور حضرت مسلمؑ کے لیے مین اس طرح فرماتے تھے نظم

فرماتے تھے مظلوم مسافر مرا بھائی — مقتول جفا صابر و شاکر مرا بھائی
اُلفت مین مری مرگیا آخر مرا بھائی — ہے ہے مرا یاور مرا ناصر مرا بھائی
جب سے گئے آرام بلاشک نہین پایا — قربان برادر کفن اب تک نہین پایا

جس وقت یہ حال جناب زینبؑ نے ملاحظہ فرمایا رنگ آپ کا فق ہوا دل پر نہایت قلق ہوا بانو کا حال پریشان تھا ہر دم یہی کلمہ ورد زبان تھا کہ بارخدایا یوسف مصطفیٰ کو کیا صدمہ ہے جو آنکھوں سے اشک جاری ہین اس وقت اس افتخار یعقوبؑ نے مثل یعقوبؑ گریہ کے رقیہ دختر حضرت مسلمؑ کو بذریعہ جناب زینبؑ کے اپنے پاس بلایا جس وقت حضرت زینبؑ نے پیام امام کا رقیہ کو دیا فوراً آنسو ہائے چشم رقیہ سے ڈھلک پڑے اور حاضر خدمت عم بزرگوار ہمراہ زینبؑ عالی وقار رقیہ ہوئی جو ہین نگاہ امام کی چہرۂ رقیہ پر پڑی بے اختیار آنکھون مین اشک بھر آئے چھاتی سے اٹھا کر لگا لیا اور فرمایا کہ اے جان عم کیون روتی ہے ایک دن اپنے بابا سے ملیگی جو چیز مرغوب طبع ہو منگوا دیجائے اور بار بار سر پر شفقت ہاتھ پھیرتے تھے کیون حضرات وہ بچی خیال کرو کیا جواب دیتی ہے کہ عموے نامدار یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے پدر بزرگوار پر کوئی افتاد پڑی ہے کہ جو اس وقت جناب کی میرے حال پر شفقت لائق حال یتیمان معلوم ہوتی ہے اگر اجازت ہو تو سر کھول دون گریبان چاک کردون دل بیقرار ہے یہ سنکر آپ کو ضبط گریہ نرہا بے اختیار رونے لگے پس جناب زینبؑ نے دریافت فرمایا کہ اے بھائی جان آپ کیون روتے ہین اس وقت جناب امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے زینبؑ مسلمؑ میرا بھائی شہید ہو گیا نظم

مسلم سے کوفیون نے بہت بیوفائی کی ۔ گاڑی نہ لاش بھی مرے مظلوم بھائی کی

بیوہ کہ رانڈ ہو گئی عباسؑ کی بہن ۔ رنڈسالہ اسکو دو کہ نہ اسکو ملا کفن

مارا گیا مرے لیے ہے ہے وہ صف شکن ۔ اب ہم نہ پھر کے جائینگے زندہ سوے وطن

آپہونچی نسل فاطمہؑ کے خاک اڑانے کی ۔ زینبؑ یہ ابتدا ہے مرے مارے جانے کی

بھیجو تم اس خبر کو مرے قتل کی خبر ۔ یا تو بھی ساتھ زوجۂ مسلم کے کھولے سر

[illegible] ۔ بیکس تھا وہ شریک عزا ہو تمام گھر

رنڈسالہ بیبیان آ کے جس دم بٹھائینگی ۔ اماں بھی میری قبر سے رونے کو آئینگی

کہدو سکینہ دختر مسلمؑ کے پاس جائے	چھاتی کو جب وہ پیٹے تو یہ سر پہ خاک اڑائے
گھبرا گھبرا کے زمین پہ پچھاڑین کھائے	باپ اُسکا مر گیا ہے گلے سے اُسے لگائے
ہم بھی خدا کی راہ مین جب قتل ہوئینگے	اک دن اسی طرح ہمین سب لوگ روئینگے

پس جس وقت جناب امام حسینؑ نے یہ خبر حضرت زینبؑ کو دی اور رقیہ پر دست شفقت پھیرا وارد ہے کہ اسوقت حضرت زوجۂ مسلم مع حضرت شہربانو اور پسران مسلمؑ گوشۂ خیمہ مین علٰحدہ بیٹھی تھین کہ ناگاہ آواز گریہ رقیہ سے تمام خیمہ مین ایک حشر برپا ہوگیا نظم

اصغر کو لئے کہتی تھی بانوئے دل افگار	میرا تو جگر منھ کو چلا آتا ہے ہر بار
اے بیبیو صغرا کو مین چھوڑ آئی ہون بیمار	یہ کیا ہے جو روتے ہین تڑپ کر شہ ابرار
ہر دل پہ جو اک غم کی گھٹا چھائی ہے لوگو	کیا پھر مری بچی کی خبر آئی ہے لوگو
زینبؑ کے قرین زوجۂ مسلم ہے کھلے سر	کہتی ہے غضب ہوگیا اے شاہ کی خواہر
چلتی تھی چھری آٹھوین تاریخ سے مجھ پر	مین رانڈ ہوئی لٹ گیا کوفہ مین مرا گھر
دو بچون کے دنیا سے گذرنے کی خبر ہے	یہ ایلچی شاہ کے مرنے کی خبر ہے
جسوقت سفر مین یہ غضب کی خبر آئی	ناموس محمدؐ مین قیامت نظر آئی
خود سر سے کسی رانڈ کی چادر اُتر آئی	وان کوئی گئی بیٹھتی کوئی ادھر آئی
کیا درد کی باتین تھین رقیہ کی زبان پر	سب بیٹھی تھین دختر مسلم کے بیان پر
وہ بین نبی زادیون کے اور وہ ماتم	مقتول کی بیوہ کو غش آجاتا تھا ہر دم
پردیس مین وہ تازہ مصیبت وہ نیا غم	ماتم مین رہے تین دن اُس جا شہ عالم
فرصت نہ ملی نالہ و فریاد و فغان سے	بھائی کا سوم کرکے روانہ ہوئے وان سے

مطلب نہین وزیرؔ ہو اب ہمکو کسی سے
لیوین گے صلہ اسکا حسینؑ ابن علیؑ سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہادت پسران حضرت مسلمؑ

آتا ہے جو کہ پیش بشفقت یتیم سے　　بیشک وہ حر ہے آتش دوزخ کی بیم سے

مومنین جائے فخر و مباہات ہے کہ ہمکو پروردگار عالمیان نے ایسے پیغمبر کی اُمت مین پیدا کیا جسکا مثل کوئی پیغمبر ما سلف نہین ہوا باوجود اِس عظمت اور شوکت کے آپ کس قدر حلیم اور رحیم تھے چنانچہ کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ آپ نے ایک طفل یتیم صغرسن کی پرورش کی تھی اور وہ نہایت شوخ اور شریر تھا مگر پیغمبر خدا کبھی اُسے سختی و درشتی نصیحت نہ فرماتے تھے اتفاقاً بحکم رب جلیل اُس یتیم نے قضا کی تو آپ بہت روئے اور کھانا تناول نہ فرمایا کیونکہ ہمیشہ وہ یتیم کھانا ساتھ کھاتا تھا عرض کی اصحاب نے کہ یا رسول اللہ اگر ارشاد ہو تو ہم کوئی دوسرا لڑکا حاضر کرین ارشاد فرمایا آپ نے کہ تم نہین جانتے ہو کہ منزلت پرورش یتیم کی کہ وہ لڑکا یتیم تھا جس وقت کہ مین اُسکی ناز برداری کرتا تھا تو پروردگار میرا مجھ سے خوش ہوتا تھا چنانچہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے پس جسقدر بال کہ ہاتھ کے نیچے آجائین خداوند کریم بتعداد اُن بالون کے فرشتے پیدا کرتا ہے اور حکم کرتا ہے اُنکو کہ استغفار کرو طرف سے میرے بندے کے کہ اُسنے بشفقت ہاتھ سر پر اُس یتیم کے پھرایا جسکے سر پر سایۂ پدر نہین ہے چنانچہ کتب معتبرہ مین وارد ہے کہ بہ نظر رواج دین کفارون سے جسقدر اتفاق جہاد ہوا اور مشرکین بوجہ نلانے ایمان کے زیر تیغ ہوئے اور اُنکے چھوٹے چھوٹے بچے بدست ہمراہیان

لشکر اسلام آ کے اُنکی ماؤں کے سپرد کیا اور جنکا وارث نہ ملا اُنکی خبر گیری مثل اولاد کے فرماتے تھے اور اسی طرح حدیث مین وارد ہے کہ آپ کے یہان جو کوئی مہمان آتا تھا تو آپ تحفہ سے تحفہ غذا کھلاتے تھے چنانچہ روایت مین ہے کہ جناب امیر نے ایک بار مہمان کے واسطے مکان بہشتی اپنا بیچ کیا اور کھانے کھلائے اور مسافر نوازی و سخاوت آپ کی تو مثال آفتاب و مہتاب کے روشن ہے حاجت بیان کی نہین کیون حضرات مقام غور ہے کہ جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ کا تو یہ حال مرحمت و سخاوت کا ہو کہ بمقابل مشکلکشائی ہے اور خاطر داری مہمانان و مسافر کے کوئی شے عزیز نہ رکھتے تھے آہ واویلا مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ بعد شہادت حضرت مسلم علیہ السلام کے دونون صاحبزادے جب تنہا بے پدر اُس شہر کوفہ مین رہ گئے تو ہر طرح سے واجب الرحم تھے یعنی بوجہ اسکے کہ کوفیان پُر دغا نے خط تحریر کر کے امام مظلوم کو بُلایا تھا اور آپ نے اپنے بھائی حضرت مسلم علیہ السّلام کو بطور وکیل بھیجا تھا اور یہ دونون صاحبزادے ہمراہ تھے تو گویا مہمان مطلوبہ اُس گروہ اشقیا کے تھے دوسرے مسافر تھے کہ مدینہ وطن آپکا کوفہ سے دُور تھا تیسرے یہ کہ وہ خود واقف تھے کہ حضرت مسلم کو خود شہید کر چکے تھے اور آپ کے صاحبزادے چندان ہوشیار بھی نہ تھے نظم

بچّے بھی وہ بچّے جو کبھی نکلے نہ گھر سے	ہان جنکو نہ اک آن جدا کرتی تھی بر سے
نے راہ سے آگاہ نہ ایذاے سفر سے	وہ چھٹ گئے کوفہ مین پہنچتے ہی پدر سے
زخمی تبر و تیر سے جب ہوتے تھے مسلمؑ	بیٹون کی تباہی کے لئے روتے تھے مسلمؑ

قطع نظر اسکے اُس زمانے سے اب تک باوصف انحطاط ایام دستور دنیا ہے کہ جب کسی صغیرسن بچہ کا باپ مرجاتا ہے تو تمامی خلائق کیا کافر اور کیا مسلمان سب اُس بچہ سے بخاطر پیش آتے ہین کریا دپدر مین بیتاب نہو اور اسکی بیتابی مین اپنی بیتابی سمجھتے ہین مگر آہ یتیمان حضرت مسلمؑ کے لئے بعد شہادت حضرت کے کوفہ مین کوئی نہ تھا کہ اُنکو تسلی دے یا چھاتی سے لگائے ہائے افسوس اسپر بھی کوفیان پُر دغا نے اکتفا نہ کیا بلکہ حکم دیا کہ یتیمان مسلم کو تلاش کر وکس کے

گھر میں بھی اُن بچّوں پر بھی کسی بیرحم کو رحم نہ آیا نظم

تھا شور منادی یہ سر راہ گزر میں	بیٹوں کو نہ مسلم کے چھپالے کوئی گھر میں
معصوم سمجھکر کوئی رحم انپہ نہ کھائے	ہاتھ آئیں تو دربار میں پکڑے ہوئے لائے
مجرم کی کبھی شیون وزاری پہ نہ جائے	دانا ہے وہ جو گوہر عزت کو بچائے
جسنے اُنھیں پنہان کیا گھر اُسکا لٹے گا	مرجائیگا پر قید سے کنبہ نہ چھٹے گا

روایت میں تحریر ہے کہ وقت شہادت حضرت مسلم نے دونوں صاحبزادوں کو گھر میں قاضی کوفہ کے کہ نام اُس خدا ترس کا شریح لکھا ہے بھیجدیا تھا جس وقت یہ خبر شریح کو پہونچی نہایت مضطر و بیقرار ہوا اور مانند ابر اُن یتیموں کے حال پر بہت رویا حالانکہ ابتک خبر شہادت پدر بزرگوار گوش گذار اُن صاحبزادوں کے نہوئی تھی قاضی کو روتے دیکھکر فرمایا کہ اے شریح کیا باپ ہمارے قتل ہوے جو تو روتا ہے شریح نے اول تو اخفا کیا آخر جب صاحبزادوں نے اصرار کیا تو کہا کہ ہاں فدا جان میری تمپر سے کہ تمکو ابن زیاد بدنہاد نے بے پدر کیا اے صاحبزادو جس وقت سے تمھارے پدر بزرگوار کو قتل کیا ہے تب سے تمھاری تلاش میں جاسوس پھرتے ہیں ایسا نہو کہ تمھاری آواز سُن لیں اور اُس نطفۂ شیطان کو خبر کریں تو میرا گھر بار لُٹ جاوے اور تمکو پکڑ لیجاویں یہ سُنکر اُن صاحبزادوں کو یہ شعر

ہوا خوف ایسا نہ پھر کچھ کہا	ولیکن نہ تھمتا تھا آنسو ذرا

کیوں حضرات اُس عالم غربت و آفت یتیمی و دہشت اسیری میں بجز رونے کے کیا ہو سکتا تھا مگر وہ بچے رو بھی نہیں سکتے تھے اور اُن معصوموں کی بیتابی کو ذاکر کیا عرض کرے نظم

سہمے ہوئے آپس میں یہی کہتے تھے رو کر	ساتھ آئے تھے افسوس چلے باپ کو کھو کر
پاس اُنکے اگر ہوتے تو کچھ کام ہی آتے	ہم نے نہ نشانہ جو لعین تیر لگاتے
پانی تو بھلا مُنھ میں دم مرگ چوآتے	کاندھوں پہ پسر باپ کے مُردے کو اُٹھاتے
کیا جانیے مرنے پہ بھی کیا رنج و محن ہیں	لاشے بھی گئے یا ابھی بے گور و کفن ہیں

مظلوم کی تربت کا پتہ اب بھی جو پائین ۔ رخصت کے لئے قبر پہ روتے ہوئے جائین
سر پیٹ کے فریاد کرین اشک بہائین ۔ تعویذ مزار پدر آنکھون سے لگائین
پالا تھا ہمین باپ نے چھاتی پہ سُلا کر ۔ قرآن بھی ہم پڑھ نہ سکے قبر پہ جا کر

تقدیر نے اماّن کی اگر شکل دکھائی ۔ اور قتل کی بابا کے خبر انکو سُنائی
پوچھین گی جو سر پیٹ کے اور دیکے دہائی ۔ دیکھو تو کہ بابا کی کہان قبر بنائی
گردن کو جھکائے ہوئے خاموش رہینگے ۔ تربت بھی تو دیکھی نہین کیا مُنہ سے کہینگے

ہم سا بھی زمانے مین نہو گا کوئی مجبور ۔ سوم بھی کرین باپ کا اِتنا نہین مقدور
وارد ہین وہان رحم کا جس جا نہین مذکور ۔ مان دُور چچا دُور وطن دور پدر دُور
کس بیکسی مین چھوٹے ہین اور رنج بڑے ہین ۔ بابا کے تو مرنے سے تباہی مین پڑے ہین

القصّہ شریح بجان و دل آپ کی خاطر داری مین مصروف تھا اور کہتا تھا کہ اے شاہزادو بشرط حیات تمکو مدینہ مین پہونچاؤنگا اور اپنے دلبند اسد سے کہتا تھا کہ تو دونون شہزادون کے ہمراہ جا ایک قافلہ بیرون شہر بعزم مدینہ ٹھُہرا ہے وہان پر جا کر ان دونون گلہاے باغ طفوئی کو سپرد کسی دیندار کے کر آ اور ان شاہزادون کے حسب و نسب سے آگاہ کر دینا بموجب حکم اپنے والد بزرگوار کے اسد معیت اُن دونون یتیمون کے روانہ ہوا جس وقت کہ اسد بمقام ورود گاہ قافلہ پہونچا تو معلوم ہوا کہ قافلہ کوچ کر گیا ہے اِلّا اثر اُسکا غبار سے معلوم ہوتا تھا پس اسد نے شاہزادون سے کہا کہ اب اِس قافلہ سے جلد جا لو کہ اسی غبار مین قافلہ ہے اور خود واپس گیا مگر آہ آہ تھوڑی دور شاہزادے گئے پر قافلہ کا سُراغ نہ ملا نظم

پھرتی تھی اجل ساتھ جہان جاتے تھے دونون ۔ پتّا بھی کھڑکتا تھا تو ڈر جاتے تھے دونون

پھرتے تھے بھٹکتے ہوے دونون جگر افگار ۔ جو دیکھ لیا انکو کسی شخص نے اک بار
چلّایا کہ بس آگے قدم رکھو نہ زنہار ۔ جاتے ہو کدھر بھاگے ہم آتے ہین خبردار
سُنتے ہی اِس آواز کے گھبرا گئے دونون ۔ سرتا بقدم ہیبت سے تھرا گئے دونون

بھائی سے کہا بھائی نے اب کیا کرین بھائی ۔ اعدا ہمین لینے نہین آگے اجل آئی
افسوس کہین امن کی جا ہمنے نہ پائی ۔ مشکل ہے بہت موت کے پنجہ سے رہائی
آتے ہین بس اب برچھیان تانین گے ستمگر ۔ منت بھی کروگے تو نہ مانین گے ستمگر

یہ کہتے تھے جو آن ہی پہونچے وہ جفاجو ۔ اور باندھ لئے رسّی سے ان دونونکے بازو
بچّون پہ اٹھاتا تھا طمانچہ کوئی بدخو ۔ کہتا تھا کوئی لیچلو کھینچے ہوئے گیسو
وہ کہتے تھے ہم دام بلا مین تو پھنسے ہین ۔ بازو کہو پھر کس لئے رسّی مین کسے ہین

جاتے تھے جو روتے ہوے وہ نازونکے پالے ۔ بازار مین بیتاب تھے سب دیکھنے والے
جلّادون مین معصومون کے تھے جان کے لالے ۔ تکتے تھے ہر اک کو کہ کوئی ہم کو بچالے
حال اپنا اشارے سے جتاتے تھے کسی کو ۔ رسّی مین بندھے ہاتھ دکھاتے تھے کسی کو

پہونچا انھین لے کر جو وہ ظالم سر دربار ۔ خدام نے کی عرض کہ حاضر ہین گنہگار
تھا تخت مرصع پہ مکین حاکم غدّار ۔ دہشت سے لرزنے لگے بچّون کے تن زار
بیٹھے ہوے سب کرسیون پر چھوٹے بڑے تھے ۔ رسّی مین بندھے ہاتھ وہ معصوم کھڑے تھے

مظلومون سے یون کہنے لگا حاکم ملعون ۔ اس بھاگنے کی اب کہو کیا تمکو سزا دون
صد[illegible] یتیمون کا ہوا حال دگرگون ۔ تھرّا کے یہ کہنے لگے وہ بیکس و محزون
ہان قتل ہی کرنے کے سزاوار ہین ہم بھی ۔ بابا تھے گنہگار گنہگار ہین ہم بھی

پس جس وقت اُن معصومون نے یہ فرمایا تمام حاضرین دربار کا دل بھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ نادان بے تقصیر لائق تعزیر نہین ہین بھاگ کر کہان کو جاتے یہ سُنکر وہ دشمن دین چپ ہو رہا و زندان بان کو بُلا کر حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجا اور ایک تاریک حجرے مین اسطرح قید کرنا جسمین تکلیف اُٹھاوین اور سونے نہ پاوین اور نہ پانی سے مُنھ دھونے پاوین

نظم

دیجو نہ خبردار مزے کا انھین کھانا ۔ گرمی مین بھی پانی کبھی ٹھنڈا نہ پلانا
یہ سختیان ہین کبھی باتون پہ نہ جانا ۔ بازو نہ کھلین رسّی سے جبتک ہین توانا

دشمن کے ہین قیدِ زندان اذیت انھین دیجو
کپڑون کے بدلنے کی نہ فرصت انھین دیجو

اصلاح کے حجرے مین ہون یہ ماہ لقا بند
جس حجرے کے روزن بھی ہون بند او ہوا بند
دن بھر تو رہین ایک ہی زنجیر مین پابند
اور رات کو ہو ایک جدا ایک جدا بند

سر کو در و دیوار سے پٹکا کرین دونون
آپس مین گلے ملنے کو تڑپا کرین دونون

پس وہ نگہبان زندان اُن دونون یوسف لقا کو قید خانے مین لیگیا اور بموجب حکم اُس مردود ازلی کے ایسی ہی کوٹھری مین بند کیا نظم

تاریک وہ حجرہ تھا مثال شب ظلمات
معلوم نہ ہوتا تھا کہ کب دن ہوا کب رات
مرقد کے اندھیرے کو بھی اُس گھر نے کیا مات
سہمے ہوے روتے تھے وہ آنکھون پہ دھرے ہات

تھی پیش نظر وصل مین تنہائی کی صورت
بھائی کو نہ آتی تھی نظر بھائی کی صورت

ہرا کا گذر محدوم تھا سینہ دونون کا مغموم تھا وہ بھولی بھولی لڑکپن کی صورتین پسینے مین تر بل کھائی ہوئی زلفین خاک مین اٹی ہوئین اس قید شدید پر پانی او کھانا ملنا ایک طرف سوتا دآرام سے لیٹنا بھی نہ ملتا تھا شب و روز رونا اور صبح مُنھ اشکون سے دھونا رات کو نہ تکیہ نہ بچھونا نظم

فاقون مین بسر کرتے تھے دن بھر وہ گل اندام
جو مالک زندان تھا وہ آتا تھا سر شام
جا بیٹھتے دروازے کے نزدیک وہ گلفام
دیتا انھین دو روٹیان اور پانی کے دو جام

تھا خوف نہ بس حاکم اظلم کے غضب سے
اُٹھ اُٹھ کے سلام اُسکو وہ کرتے تھے ادب سے

کیون حضرات کہان وہ خشک روٹی اور کہان وہ نازون کے پالے جبکہ اِنکے گلے مین نوالے پھنستے تھے تو رو کر یاہم ہی کہتے تھے کہ خدا دشمن پر یہ مصیبت نہ ڈالے نظم

پانی بھی نہ جی بھر کے ہمین ملتا ہے بھائی
یہ خشک ہی روٹی کہ گلا چھلتا ہے بھائی

سمجھاتا تھا چھوٹے کو بڑا بھائی یہ رو کر
یہ جا نہین شکوہ کی کرو شکر برادر
دیکھو تو نہ سر پر ہے پدر اور نہ مادر
تھوڑا ہے کہ یہ بھی ہمین آتا ہے میسر

نعمت سے زیادہ ہمین یہ نان جوین ہے / منھ اپنا تو اس کھانے کے قابل بھی نہین ہے

رزاق معبود پر غور کرنا چاہیے کہ اس قید خانے مین کھانا ملنے کا تو راستہ نکالا ہے بھائی جان نان جوین ہماری خورش ازلی ہے اور فاقہ کشی میراث پدری ہے دادا ہمارے حضرت علیؑ نے ہمیشہ آرد جو اور سوکھے ٹکڑے جو کے کھائے ہین ہم بھی انھین کے پوتے ہین غور کر دیکھئے پیغمبر نے قید مین کیسی مصیبت اٹھائی اللہ کی عنایت سے پھر مصر کی شاہی پائی اگر فضل الٰہی ہو تو کسی دن ہماری بھی رہائی ہے نظم

چھوٹے نے کہا سب ہے بجا آپ کا ارشاد / بھائی بشریت سے ہے یہ نالہ و فریاد
ہم سا تو زمانے مین نہ ہوگا کوئی ناشاد / چھوٹے بھی تو ہوینگے نہین رنج سے آزاد
یعقوب نے چھاتی سے لگایا تھا پسر کو / ہم قید سے بھی چھٹ کے نہ پائینگے پدر کو

الغرض ایک عرصۂ کثیر تک وہ دونون صاحبزادے اسی طرح مبتلاے شدائد شدید رہے یہان تک کہ صورتین متغیر ہو گئین تصویرین لڑکپن کی پیری سے تبدیل ہوئین سر کے بال اسقدر بڑھ گئے کہ پیرون تک لٹک آئے ہر ایک رگہاے اجسام اطہر نمایان تھین آنکھون مین حلقے پڑ گئے بیٹھا اٹھا نہ جاتا تھا کروٹ لینے مین غش آتا تھا ناچار ہو کر بڑے سے چھوٹا بھی کہتا تھا کہ اے بھائی یہ کیسی قید ہے اس قدر عرصہ گزرا نہ چچا نے خبر لی نہ نعمان کو یاد آئی نظم

افسوس یونہین عمر چلی جاتی ہے بھائی / نہ قید سے چھٹتے ہین نہ موت آتی ہے بھائی

پس اس وقت بڑا بھائی بنظر شفقت برادر خرد کو تشفی و دلاسا دیکر کہتا تھا کہ اللہ سب آسان کریگا گھبرانا نہین چاہیے شکوہ بزرگون کا کرنا بیجا ہے نظم

کس طرح کہین بھول گئی ہووینگی مادر / شبیرؑ کو الفت مین ہین ہم سب کے برابر
کیا جانے کس آفت مین ہے فرزند پیمبرؑ / وہ قید سے غیرون کو چھڑاتے ہین برادر
سنتے تو مدد آن کے بھائی کی نہ کرتے / تدبیر بھتیجون کی رہائی کی نہ کرتے
یہ کہتے تھے وا ہو گیا قفل در زندان / اور دینے لگا آب و غذا انکو نگہبان

جھوٹے نے کھڑے ہوکے کہا باتن سوزان	ہم تجھکو دعا دیتے ہین اے مرد مسلمان
پینے کو نہ پانی نہ غذا چاہتے ہین ہم	کچھ جان سے تو تو کہا چاہتے ہین ہم

بارشاد اس یوسف لقا کے اس نگہبان نے کہا اچھا پ مطلب کہو اس وقت اسطرح اُس صاحبزادے نے فرمایا کہ تو محمد کو پہچانتا ہے اسنے عرض کی کہ محمد نبی برحق کو جو نہ پہچانے کافر ہے تب آپ نے فرمایا کہ اسداللہ کو جانتا ہے اس نگہبان نے کہا کہ وہ امام ہین بندہ انکا غلام ہے پس یہ سنکر دونوں صاحبزادوں مین جان آگئی اور تفصیل وار اپنا سارا حال اس سے فرمایا جس وقت اس زندان بان نے حال قرابت رسول مقبول اور زوج بتول سنا نظم

پس سنتے ہی گھبرا گیا وہ مرد خوش اطوار	معصوموں کے قدموں پہ گرا دوڑ کے اکبار
کہتا تھا مین اس حال سے واقف نہ تھا زنہار	بخشو مجھے مین نے تمہین گھیرا تھا کئی بار
شکوہ مرا اللہ و پیمبر سے نہ کیجیو	جنت مین شکایت مری حیدر سے نہ کیجیو

پس دونوں صاحبزادوں نے فرمایا کہ اللہ و پیمبر تیری شفاعت کرینگے ہمارے ساتھ اس قدر احسان کر کہ مدینہ پہونچ جاوین جس کے عوض مین حضرت فاطمہ حشر مین تیری حامی ہونگی بیت

واقف نہین ہم راہ بتانے تو روان ہون	بھائی ترے بچے ترے سایہ مین جوان ہون

پس اس زندان بان نے دونوں صاحبزادون کو قید خانہ سے نکالا اور راہ قادسیہ پر لگا کر واپس آیا کہ اسی سمت وہ دونوں صاحبزادے روانہ ہوئے کیونکر مومنین ایسی قید شدید اٹھا کر وہ معصوم کیونکر چلتے بیت

پیر چڑھ جاتا نقاہت سے جو دم بانپنے لگتے	سایہ نظر آتا تو بدن کانپنے لگتے

افسوس کہ اس جنگل مین نظم

پھرتے رہے قسمت نے نہ کی راہنمائی	رستہ نہ ملا جانے کا اور نصف شب آئی
چھوٹے نے کہا چلنے کی طاقت جو نہ پائی	اب تو ہمین نیند آتی ہے ٹھہرو ہمین بھائی
کہتا تھا بڑا دن ہین ابھی سخت ہمارے	سو رہینگے جو بیدار ہوئے بخت ہمارے

کہ اسی عرصہ مین ایک باغ نظر آیا وہان جاکر ایک درخت کی جڑ مین پوشیدہ ہو کے سو گئے اور مارے خوف کے باہر نہ نکلے. اتفاقاً اس درخت کے نیچے ایک چشمہ پانی کا تھا وہاں پر ایک ضعیفہ پانی بھرنے آئی اور آواز دونون کی اس کے کان مین سمائی قریب دونوں صاحبزادون کے آئی وہ بیچارے مصیبت کے مارے کانپنے لگے یہ حالت دیکھکر اس ضعیفہ نے استفسار حال بہ تشفی و دلاسا کیا چونکہ کرو فریب سے صاحبزادے پاک تھے تمام حال اس سے کہکر پاؤن پر گر پڑے اور فرمانے لگے نظم

رشتے ہین قربت رسول عربی سے	مسلم کے پسر ہین ہمین کہیو نہ کسی سے
وہ بولی کہ آنکھوں پہ تمھیں رکھوں مین دن رات	پر صاحب خانہ ہے بڑا فاسق و بدذات
حاکم کا تو وہ دوست ہے اور دشمن سادات	گر دیکھ لیا اس نے تو بچنے کی نہین بات
لونڈی ہوں مین زہرا کی تمھارا ہی یہ گھر ہے	ڈر ہے تو اسی ظالم بے رحم کا ڈر ہے

یہ سنکر قالب بیجان مین ان یتیمان کے جان آگئی اور کہنے لگے کہ ہم کو کسی حجرے مین بند کر دینا بلکہ تکیہ و بچھونا کچھ نہین چاہیے پس وہ ضعیفہ ان دونوں بچون کے گرد پھر کر تصدق ہوئی اور کہنے لگی کہ آپ کی خدمت گزاری سعادت کونین سمجھتی ہوں اور اپنے گھر میں لے آئی مگر اپنے شوہر بدذات کے خوف سے ترسان و لرزان تھی الغرض وہ دونون شاہزادے نظم

مہمان ہوئے جاکر ستم ایجاد کے گھر مین	دونوں کو اجل لے گئی جلاد کے گھر مین
کھانا بھی نہ کھایا نہ پیا دونون نے پانی	اور سوئے بہم مسلم مظلوم کے جانی
وہ نیند نہ تھی موت کی گویا تھی نشانی	دروازے پہ آپہونچا ادھر ظلم کا بانی
چلایا ضعیفہ کو یہ زنجیر ہلا کر	کوسوں گیا تھککا آیا ہوں در کھولدے آکر

تب یہ سنکر ضعیفہ کانپنے لگی اور کلمات خوشامد آمیز کہنے لگی کہ ایسا کیا کام تھا جو اس قدر رات گئے تم آئے وہ نطفہ شیطان بے ایمان غصہ مین تو بھرا ہوا تھا تیوری چڑھا کر منھ موڑ کر کہنے لگا تجھکو کیا کام ہے ہتھیار کھولے اور بسبب ماندگی راہ کے بستر پر گر کر سو گیا

کچھ رات باقی تھی کہ دونوں صاحبزادوں نے خواب میں اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا کہ حضرت مسلم آئے اور پیار فرما کر کہتے ہیں کہ اے نور دیدگان اب ایام تکلیف بسر ہوئے کل تم میرے پاس ہوگے یہ دیکھکر ایک نے دوسرے کو جگایا اور تمام ماجرا خواب کا سنایا اور رونے لگے پس یہ آواز سنکر وہ حرامزادہ ازلی جاگ اٹھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا آخرش

نظم

کھول کر بس در حجرہ کو در آیا مقہور / دیکھتا کیا ہے کہ ہے نور سے حجرہ معمور

اسمین دو یوسف کنعاں ہیں بحال رنجور / طعنہ زن ماہ پہ ہے جن کا عذار پر نور

دست افسوس ہر اک مرتبہ وہ ملتے ہیں / داغ سینوں کے چراغوں کی طرح جلتے ہیں

پہلے تو حارث ملعون نے کہا صل علےٰ / پھر لگا کہنے کہ تم کون ہو اور نام ہے کیا

سرخ جو دیدۂ حارث کو نہایت دیکھا / ڈر گئے کانپ گئے وہ جگر شیر خدا

ڈرسے اور خوف سے ملعون کی تعظیم بھی کی / چھوٹے ہاتھوں کو اٹھا کر اسے تسلیم بھی کی

اور یہ بولے کہ تجھے نام بتائیں ہم کیا / بے پدر بے وطن آفت زدہ محبوس بلا

اسکے فرزند ہیں مظلوم ہے جو حد سے سوا / جسکے لاشہ کو کفن بھی نہیں ابتک ہے ملا

باپ کے ہجر میں ہے شور مچایا ہم نے / عفو کر خواب سے ہے تجھکو جگایا ہم نے

وہ لگا کہنے کہ نام اپنا بتاؤ مجھکو / بولے معصوم کہ مسلم کے پسر ہیں ہم تو

نام مسلم کا جو دشمن تھا وہ ملعون بدخو / خندہ زن ہو کے وہ مردود لگا کہنے کہ ہو

یوسف آمد بہ وطن ما بہ سفر وہ بدریم / صید در دام گرفتار و ما بے خبریم

یہ سخن سنتے ہی روئے وہ بہت بادل زار / زلفیں ان دونوں کی ملعون نے کھینچیں اکبار

اور طمانچے سے کئے سرخ وہ گل سے رخسار / اس گھڑی کانپ گئی قبر رسول مختار

زوجہ حارث کی تو سر رو رو کے ٹکراتی تھی / روح زہرا کے بھی نالوں کی صدا آتی تھی

الغرض اس ملعون ازلی نے کچھ رحم انپر نہ کھایا اور در حجرہ میں قفل لگا کر سو رہا جب صبح ہوئی حجرہ کا در کھولا حضرات کس زبان سے عرض کروں دونوں شاہزادوں کی زلفیں پکڑ کے حجرے

حیدر کے نواسوں پہ غضب لاتا ہے توبہ سیدانی کے بچوں کو رلواتا ہے توبہ
فاقوں سے بدن دونوں کا تھراتا ہے توبہ اور تجھکو ذرا رحم نہیں آتا ہے توبہ
ڈر سے ترے معصوموں کے دندان نکل آئے غائب ہے لحد سے شہ مرداں نکل آئے

ارے ظالم کیوں زلفوں کو پکڑ کر کھینچتا ہے یہ نواسۂ علی کی اولاد ہیں افسوس کہ نبیؐ کے احسان تجھکو یاد نہیں ہیں تو بھی اے صاحب اولاد ہے بچوں پر رحم کھا یتیموں کا ستانا اچھا نہیں لے بیدین اگر تو طالب زر ہے تو بعوض ان یتیموں کے مجھ کو فاطمہؑ کے نام پر بیچ لے نظم

ظالم نے تہ تیغ کیا زوجہ کو اس آن یا فاطمہؑ کہہ کر ہوئی زہرا پہ وہ قربان
دریا پہ عدو لایا انھیں پکڑے گریبان دی تیغ غلام حبشی کو وہاں عریان
غصہ سے کہا دونوں کو انگلی سے بتا کر ہاں کاٹ لے سر انکے کنارے پہ تو جا کر

الغرض جس وقت تلوار لیکر وہ غلام حبشی بڑھا تو دونوں شاہزادے سر جھکا کر ہمراہ چلے منقول ہے کہ وہ حبشی حق آگاہ بصورت حضرت بلال تھا فرمایا ان مظلوموں نے کہ اے بندہ اللہ تو مشابہ شکل بلالؓ حبشی رسولؐ کے ہے مگر یہ بتا کہ تو رسولؐ کا محب ہے یا کہ دشمن ہے نظم

وہ بولا نبیؐ پر ہوں فدا میں بدل و جان چپکے سے کہا دونوں نے اب ہم ہیں پریشان
عترت کا تو قاتل ہے نبیؐ پر ہے تو قربان وہ بولا عزیزوں میں پیمبرؐ کے ہو تم ہاں
تقصیر ہوئی تو یہ نہ آگاہ تھا خادم اللہ ہدایت کرو گمراہ تھا خادم
کیا رشتہ ہے پیارو تمہیں محبوب خدا سے ہونٹوں پہ زبان پھیر کے یوں بولے وہ پیاسے
جعفر کے تو ہم پوتے ہیں حیدر کے نواسے بولا حبشی آنکھوں کو مل کر کف پا سے
شہزادو قسم فاطمہؑ کی فاقہ کشی کی بجنسہ مجھے خاطر ہے بلالؓ حبشی کی
پھر غصہ سے حارث کیطرف پھینکدی تلوار بے وار لگائے ہوئے دریا کے ہوا پار
حارث نے کہا ہو گیا آقا سے تو بیزار وہ بولا خدا سے تو نہیں پھر گیا زنہار
تو کام کر اللہ کا کام اپنا لے مجھ سے تو پھر گیا اللہ سے میں پھر گیا تجھ سے

بعد اسکے حارث ملعون نے فرزند کے ہاتھ مین تلوار دیکر کہا کہ لے بیٹا تو سر کاٹ دے پس وہ دیندار دونوں شاہزادون کو لیکر چلا تھا کہ ان معصوموں نے پاس سے اسے دیکھا تب وہ بولا کہ اب کیا دیکھتے ہو سر پر قضا آئی ہے تم کو بحکم پدر خود قتل کرون گا شاہزادون نے فرمایا کہ تجھکو دیکھکر بھائی علی اکبر یاد آگئے ہین اور تیری جوانی پر تاسف آتا ہے کہ ناحق جہنم کی راہ لیتا ہے اگرچہ علی اکبر بھی جوان ہین مگر کسی کو قتل نہین کرتے ہین نظم

وہ بولا کہ اکبر ہین عزیزون مین تمہارے — رو کر کہا ہاں بیٹے ہین ماموں کے ہمارے
سب بھائیو مین ہم بہت اکبر کو ہین پیارے — کیا دخل حضور انکے جو ماں بھی ہین مارے
ہم گھٹنیوں عباس کے سینہ پہ چلے ہین — اور زینب و کلثوم کی گودی مین پلے ہین
یہ سنتے ہی گرد انکے پھرا حق کا وہ شیدا — دریا مین گرا تیغ پھینک کر لب دریا
اللہ کی رحمت مین ہوا غرق سراپا — حارث نے کہا حق یہ پدر کا تھا تو بولا
حاشا تو پدر کس کا شقی ازلی ہے — ماں فاطمہ ہے مومنوں کی باپ علی ہے
تو کور ہے ظالم نظر آتے ہے تجھے کیونکر — وہ دیکھ نبی روتے ہین دریا پہ کھلے سر
ظالم نے کہا مجھکو نہین خوف پیمبر — اک تیغ تلے دونوں کو بٹھلایا برابر
گردن کو نہ جھکنے دیا سجدے مین خدا کے — سر کاٹا بڑے بھائی و چھوٹے کو دکھا کے

اے عاشقان حسین اب آگے وہ مقام ہے کہ جسکے سننے سے جگر شق ہوتا ہو اور کلیجہ منہ کو آتا ہے نظم

سر پاس رکھا لاش کو دریا مین بہایا — بھائی کے گلے کا جو لہو حلق پہ پایا
الفت سے برادر کا لہو جوش مین آیا — تب جوڑ کے ہاتھ اپنے یہ قاتل کو سنایا
پونچھوں نہ لہو کو سنتے تلوار جھکا دے — دونوں بڑے بھائی کے لہو مین جو رضا دے
وہ بولا کہ ہو شوق سے غلطان مجھے کیا ڈر — بھائی کے لہو مین وہ لگا لوٹنے گر کر
کہتا تھا زہے بھائی کہاں ڈھونڈھے برادر — تم تو ابھی بیٹھے ہوئے تھے میرے برابر
کس کا ہے نصیب ایسا اسی دم ہوئے دیکھا — بھائی کا گلا بھائی نے کٹتے ہوئے دیکھا

اس خون کے تھالے پہ کبھی سر کو جھکانا | چلو میں لہو بھر کے کبھی منھ پہ لگانا
کرتے میں کبھی خون بھرے ہاتھ سکھانا | اور ہاتھوں سے اپنے کبھی اک قبر بنانا
کہتا تھا کبھی فاتحہ کو ہاتھ اٹھا کر | یارب مرے بھائی کو ثواب اسکا عطا کر

کیوں حضرات اس معصوم پر کیا گذری ہوگی کہ تنہا وہ بچہ خون برادر بزرگوار میں لوٹتا تھا اور یہ بین دالخراش کر رہا تھا اور کوئی پرسان حال اس معصوم کا نہ تھا بلکہ حارث ملعون باشمشیر برہنہ کھڑا تھا ایسے مقام پر کیسا ہی سنگدل ہووے رحم آجاتا ہے مگر افسوس صد افسوس کس زبان سے اب اس چھوٹے سے مسافر کا حال عرض کروں کہ

نظم

ناگہ غضب و طیش سے حارث یہ پکارا | بس لوٹ چکے اٹھو کہ سر کاٹوں تمہارا
اٹھ بیٹھا کہا اچھا گلا کاٹ ہمارا | سر کاٹ کے دریا میں جو تن ڈالا قضارا
مرتے نے کہا دل میں ہوئے پورے ارادے | اے نہر مجھے بھائی کے لاشے سے ملا دے

الغرض روایت میں وارد ہے کہ لاشہ محمد بڑے بھائی کا منتظر لاشہ چھوٹے بھائی ابراہیم کا تھا منقول ہے کہ جو ہیں جسد مطہر برادر خورد کا اخی بزرگوار سے ملا تب

نظم

سینہ پہ رکھا سینہ جگر رکھا جگر پر | اور ہاتھ اٹھائے طرف قبلہ برابر
حق سے یہ دعا کی کہ پسر اکبر و اصغر | پیغمبر کی اب خیر ہو ہم تو ہوئے بے سر
مادر کو بھلا دیجیو اب یاد ہماری | لے لیجیو جلاد سے تو داد ہماری

الغرض وہ شقی ازلی سرہائے مبارک دونوں صاحبزادوں کے لیکر پاس ابن زیاد کے آیا اور روبرو اس بدنہاد کے رکھدیے حضرات معاملہ سرہائے یتیمان مسلم ابن زیاد لعین کے آنسو باوجود اس شقاوت قلبی کے نکل آئے اور حارث ملعون سے کیفیت قتل کی دریافت کی اس لعین نے تمام حالات وکیفیت زوجہ فرزند وغلام اپنے کی وحال شقاوت اپنا والحاح نہ سننا ان صاحبزادوں کی فخریہ بیان کیا کہ وہ ہر چند مجھ سے کہتے تھے کہ ہم خاندان نبوی اور رشتہ داران مرتضوی سے ہیں اور اے حارث ہم کو اگر تو اس خاندان بزرگ سے نہ جانتا ہو تو مسلمان ہی

سر ہاتھوں پہ اک شخص لئے خون میں تر ہے
سب کہتے تھے یہ دونوں شہیدوں کا پدر ہے
غل ہے کہ جو پیشانی پہ یہ خاک ملے ہیں
مسلم کے یتیموں کے لئے رونے چلے ہیں
ہر چار طرف کہتی ہیں حوریں یہ برابر
ہٹ جاؤ بتول آئی بتول آئی کھلے سر
ہر گاہ ٹھہر جاتا ہے وہ قافلہ چل کر
آتی ہے یہ آواز کہ غش ہو گئے شبرؑ
گاہے تو یہ شیون ہے کہ حیدرؑ کو غش آیا
گاہے یہ صدا آئی پیمبرؐ کو غش آیا

سب آئے وہاں قتل ہوئے تھے جہاں پیاسے
اک شور بڑھا قافلۂ اہل عزا سے
نعرہ کیا دریا پہ یہ اندوہ و بکا سے
اے نہر کہاں ہیں مرے مظلوم نواسے
بیچین بہت روح ہے اب حق کے ولی کی
اے نہر علی کو تو امانت دے علیؑ کی

اے نہر ترے پاس علی کے ہیں دو اختر
یوسف سے برابر ہیں یہ دو یوسف حیدرؑ
اے نہر ترے پاس نبی کے ہیں دو گوہر
اک فدیۂ اکبرؑ ہے اور اک فدیۂ اصغرؑ
ان دونوں سے بڑھکر ہے نہیں صبر کسی میں
اک دے مرے دامن میں اک آغوش نبی میں

یہ درد بھرے کلمے جو دونوں نے سنائے
نانا کہا اور نہر سے لاشے نکل آئے
حیدرؑ نے کلیجے سے وہ دو مردے لگائے
اور کشتیوں میں حلۂ فردوس منگائے
بولے کہ فدا ماموں پہ سر تم نے کئے ہیں
لو پہنو یہ خلعت تمھیں زہراؑ نے دئے ہیں

اُن دونوں نے حلقوم بریدہ سے سنایا
کیا جانے کفن باپ نے پایا کہ نہ پایا
حیدرؑ نے کہا انکو بھی اک حلہ پنھایا
بابا بھی تمھارا تمھیں رونے کو ہے آیا
دو حلۂ فردوس نواسوں کو پنھا کے
زہراؑ سے کہا رو دو سر لاشوں پہ آکے

یہ کہنا علی کا کہ ہوا آہ عجب حال
سب اہل عزا گرد ہوئے بیچ میں وہ لال
کی خون سے دونوں کی جبین فاطمہؑ نے لال
لاشوں پہ کھڑے ہو گئے پریشان کئے بال
چلائی کہ ہے ہے شہ مردان کے نواسو
ہے ہے مرے پردیسیو ہے ہے مرے پیاسو
ہے ہے مرے مظلوم غریبوں کا مقدر
ہے ہے نہ ہوئی خاک وطن تمکو میسر

ہے ہے مرے عباسؑ کی ہمشیر کے دلبر ۔ ہے ہے علی اصغرؑ علی اکبرؑ کے برادر

پردیس مین بچپن کی شہادت پہ مین صدقے ۔ جو درد دے انھین اسکی محبت پہ مین صدقے

ہے ہے مرے مسلم کے چراغون کو بجھایا ۔ ہے ہے مرے پردیسی کی دولت کو لٹایا

ظالم نے رقیہؑ کے نشانون کو مٹایا ۔ شبیرؑ کو ان بھانجون کے غم مین رُلایا

تلوارون کے اور فاقون کے مارے ہوئے ہے ہے ۔ پیاسے مرے جانی مرے پیارے ہوئے ہے ہے

ناگاہ بن مردون کے ہل ہل گئے سارے ۔ زہراؑ نے جو پوچھا تو تڑپ کر یہ پکارے

اماں کی صدا آتی ہے یہ دل کو ہمارے ۔ ہے ہے نہ ملے مجھ سے بچھڑ کر مرے پیارے

غم ہمکو یہ ہے مادر ذیشان کو نہ دیکھا ۔ بابا کو تو پھر دیکھا اور امان کو نہ دیکھا

ہاتھون کو اٹھا حق سے وزیر اب یہ دعا کر

معصومونؑ کا صدقہ مری حاجت کو روا کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہادت حضرت حُرؑ مع برادر و غلام حضرت

کوئی ظالم پہ اب رحم نہیں کھاتا ہے
رَن سے امداد کو شبیر کی حُر آتا ہے

سبحان اللہ کیا بندہ پروری ہے خداوند عالم کی کہ ہمسے گنہگاران کے کیسے کیسے وسیلے نجات کے مقرر کئے ہین اگر تھوڑا بھی خیال کیا جائے توبیشک وہ معبود حقیقی جس کا نام ستّار العیوب ہے ہمارے گناہون سے درگزر کریگا چنانچہ روایت ہے کہ جسوقت حضرت آدم علی نبینا وآلہ علیہ السلام بوجہ ترک اولیٰ یعنی گیہون کھانے کے بہشت عنبر سرشت سے پردے زمین پر بھیجے گئے اور فراقِ حضرت حوا مین مبتلا ہوگئے کئی سال تک یہی درد و غم میں رودیا کئے آخر جب دعا بواسطۂ رسول مقبولؐ و ائمہ اطہارؑ کے کرنا شروع کی تو حضرت حوا علیہا السلام سے ملاقات ہوئی آپ کے حسب معمول لڑکا لڑکی پیدا ہونا شروع ہوئے اُس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اب بعنایت عمیم رب کریم میری اولاد سے دنیا قائم ہوگی اُس وقت آپ نے کچھ رونا شروع کیا پس حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بعد سلام کے دریافت کیا کہ اے آدمؑ یہ محل خوشی کا ہے نہ رونے کا جواب دیا آپ نے کہ اے جبرئیلؑ مین اسواسطے روتا ہون کہ جس وقت میرا جسم مجسم نور سے تھا اُسوقت عزازیل نے مجھے دھوکا دیا اور یہ مجھ سے ترک اولیٰ وقوع مین آیا جسکے باعث سے مورد عتاب الٰہی ہوا اب میری اولاد جنکی پیدایش

مٹی اور پانی اور آگ اور ہوا سے ہے یہ تو بدرجۂ غایت اس ملعون کے بہکانے سے مرتکب گناہون کی ہونگی اور مزید بران یہ امر ہے کہ اُنکی عمرین تھوڑی تھوڑی ہونگی اور ہنوز کامل تجربہ کو نہ پہونچینگی کہ اس دار فنا سے پُر معاصی چلے جائینگے اور عزازیل قیامت تک میری اولاد پر مسلط رہیگا یہ غم زیادہ ہے بمقابل خوشی اولاد کے پس حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل کہینگے کہ ای آدمؑ خداوند عالمیان فرماتا ہے کہ جب تیری اولاد سے کوئی عاصی توبہ کریگا پس اُسکے گناہ بخشے جائینگے اُسوقت فرمایا حضرت آدمؑ نے کہ اے جبرئیلؑ اب مجھکو خوشی حاصل ہوئی پس مومنین ہمین لازم ہی کہ ہر دمت درگاہ خدا مین استغفار کرتے رہین اُمید ہے کہ کیسا ہی گنہگار ہو اپنی رحیمی سے وہ مالک دو جہان بخش دیگا چنانچہ ایک روایت ایسے گنہگار کی عرض کرتا ہون کہ جسکی اُمید بخشش کبھی نہ تھی اور بوجہ توبہ کرنے اس گناہ و اعتراف قصور کے راہ جہنم سے جاتا ہوا طرف بہشت برین کے بھیج دیا گیا وہ گنہگار کون تھا مومنین پر ظاہر ہے کہ جسوقت ابو عبداللہ الحسینؑ مدینہ طیبہ سے سمت کربلا روانہ ہوکر منزل زبالہ مین پہونچے وہان خبر شہادت حضرت مسلمؑ گوش زد امام حسینؑ کے ہوئی پس اُس وقت آپ نے خیال فرمایا کہ کوفیان پُر دغا مجھکو تکلیف دینگے پس آپ نے حکم دیا ہمراہیون کو کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ میرے شیعہ ہونے کا دم مارتے تھے وہ منحرف ہوگئے اب تم لوگ جہان چاہو چلے جاؤ پس شیخ مفید علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہین کہ بہت سے ہمراہی اُس مظلومؑ کے جو محض بعرض [illegible] دنیا آئے تھے چلے گئے اور صرف چند اصحاب باوفا جنکا نام محضر شہادت مین درج تھا ہمراہ آپ کے رہگئے اور اسطرف خبر کوچ جناب امام حسینؑ ابن زیاد بدنہاد کو جس دم معلوم ہوئی تو اُسنے ہزار سوار بسپردگی حر روانہ کرکے تاکید کی کہ حسینؑ کو گھیر کر ایسے جنگل مین لیجا کہ جہان پر سایہ درخت کا نہ ملے اور مجھے خبر دے چنانچہ بموجب حکم

ابن زیاد بدنہاد حُر مع سواران روانہ ہوا نظم

اُس دن مسافرون کی جو منزل کا تھا مقام	قصر بنی مقاتل آسے کہتے ہین عوام
اُترے وہان امام دو عالم قریب شام	کچھ ہٹ کے فوج حُر بھی فرو کش ہوئی تمام

راحت نہ پائی فاطمہؑ کے نور عین نے	پچھلے پہر کو کوچ کیا پھر حسینؑ نے

کیوں حضرات اب اس سے زیادہ گناہ عظیم کیا ہوگا کہ مظلوم کربلا کو باعث گھیر کر لیجانے کا حرؑ ہوا مگر انجام بوجہ توبہ کرنے اور اعانت کرنے جناب امام حسین علیہ السلام کے جو کچھ ہوا مومنین پر ظاہر ہے نظم

حرؑ نے کیا جو جلد باغ رضوان پایا	گمراہ تھا شب کو صبح ایمان پایا
حضرت کے لئے جو گنج و زر کو چھوڑا	جب قتل ہوا گنج شہیدان پایا

یہ تقریر نتیجہ توبہ و بخشش گناہان کی درمیان میں عرض کی گئی ہے اب پھر مؤلف اصل مطلب پر آتا ہے کہ جب قصر بنی مقاتل سے آپ نے کوچ فرمایا اُس وقت نظم

آنے لگی امام کو ہاتف کی یہ صدا	منزل بھی اب قریب ہوئی گل کے خندہ ا
رستہ ہوا تمام سفر ختم ہو چکا	مقتل کے متصل تجھے لائی تری قضا
خنجر سے یاں وہ ہم کو کٹے گا گلو ترا	آیا وہ دشت جس میں بہے گا لہو ترا

ہنوز جناب امام حسینؑ یہ آواز اپنے ذوالجناح پر سُنتے جلتے تھے کہ وقت صبح قریب آیا آپ نے گھوڑے سے اُتر کر نماز ادا فرمائی اور سوار ہو کر آگے کو روانہ ہوئے اور جس وقت اُس مقام پر پہونچے جہاں پر شہادت واقع ہوئی ہے بیت

رتبہ پہ اپنے فخر کیا ارض پاک نے	گھوڑے کے پاؤں تھام لئے واں کی خاک نے

بعد دریافت اسم کربلا جب آپ کو معلوم ہوا نینوا ہی تو ہمراہیوں سے اس طرح ارشاد فرمایا نظم

ہاں سالکان راہِ خدا روک لو فرس	آپہونچا ابن فاطمہؑ مقتل پہ اپنے بس
خیمہ بپا کرو اسی صحرا میں پیش و پس	تھی مجھکو بچپنے سے اسی خاک کی ہوس
چھوڑا وطن کو اب یہیں بستی بسائینگے	ہر جا سے لوگ یاں کی زیارت کو آئینگے

باستماع فرمان جناب امام ہر ایک سوار نے لگام اسپان تیزگام روک لی اسوقت حضرت زینبؑ کے دل کو خبر ہو گئی اور بیتاب ہو کر فرمانے لگیں کہ اے بھائی جان یہ جنگل مجھے خوفناک

معلوم ہوتا ہے آواز گریہ و بکا آتی ہے کوس دو کوس بڑھکر مقام فرمایئے نظم

بولے قریب آکے یہ شبیرؑ خوش خصال	بڑھنا اب اس زمین سے بہن ہے بہت محال
ہر چند یہ زمین ہے مقام غم و ملال	لیکن یہیں رہیگا رسول خدا کا لال
رو دو نہ تم کہ پاک و مطہر زمین ہے	ہم جسکو ڈھونڈھتے تھے وہی سرزمین ہے

الغرض بحکم سردار دارین خیمے برپا ہوئے اور صحاب و انصار جابجا فروکش ہوئے یہ ماجرا اکثر مورخین نے دوسری تاریخ کا لکھا ہے اور تیسری تاریخ سے فوج یزید پلید کا آنا شروع ہوا یہان تک کہ تاریخ ہفتم سے فوج یزید نے دریائے فرات پر پہرے بٹھا دیے اور پانی کا جانا بند کیا اور تاریخ آٹھوین بھی اُسی عالم تشنگی مین گزری راوی لکھتا ہے نظم

روز نہم سکینہ کو تھا سخت اضطراب	بیدم تڑپ کے خاک پہ کہتی تھی آب آب
اصغرؑ کو فرط غش سے بلکنے کی تھی نہ تاب	پانی تھا غم سے خون جگر بند بو تراب
کچھ منہ سے غیر شکر خدا کہہ نہ سکتے تھے	پیاسے صغیر آنکھون کے آگے سسکتے تھے
آخر ہوا وہ دن بھی اور آئی دہم کی رات	وہ رات صبح حشر کو جسنے کیا تھا مات
بزم عزا تھا خانۂ سردار کائنات	تھے آپ محو طاعت معبود پاک ذات
اشکون سے چادرونکو بھگوتے تھے اہلبیتؑ	منھ اپنا ڈھانپ ڈھانپ کے روتے تھے اہلبیتؑ

الغرض جناب زینبؑ صحن خیمہ مین آکر سر برہنہ ہو کر دعا فرماتی تھین اور کہتی تھین کہ یاالٰہی قبل صبح ہونے کے مجھے اُٹھا لے بیت

سارا جہان سیاہ ہے چشم پُرآب مین	سرننگے مین نے دیکھا ہے امان کو خواب مین

اسداللہ کیا عجب حضرت حرؑ کا ہوا ہے کہ ادھر تو حضرت زینبؑ نے یہ خواب ملاحظہ فرمایا اور اس طرف حضرت حرؑ نے دیکھا کہ مین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک صحرائے ناپیدا کنار مین گیا ہون اور جسوقت وہان پر پہونچا تو ایک نعل میرے گھوڑے کا گر گیا پس مین نہایت پریشان ہوا اُسوقت ایک شخص پارسا نے ایک سمت جانے کو اشارہ کیا جسوقت

میں اُس صحرا میں گیا و مشاہدہ کیا کہ ایک خیمہ سیاہ مثل دل ماتم زدگان استادہ ہے اور ایک عورت بالباس سیاہ مجھکو بلا کر درِ خیمہ پر لے گئی اور فرمایا کہ اے حُر خوشا نصیب تیرے کہ تجھکو جناب فاطمہ زہراؑ نے یاد فرمایا پس میں فوراً بفرمان اُسکے درِ خیمہ پر پہونچا اور وہ بی بی اندر گئی نظم

بعد اک لحظہ کے وہ صاحب عظمت نکلی　　ہاتھ میں اپنے لیے ایک کتابت نکلی
بولی زہراؑ نے کیا ہے یہ عنایت تجھکو　　پڑھ لے کھلجائیگی سب اسکی حقیقت تجھکو
اُسمیں لکھا تھا کہ ہمنے دیا جنت تجھکو　　حُر ہے دکھلائینگے دوزخ کی نہ صورت تجھکو
پڑھ رہا تھا میں ابھی فخر و مباہات سے خط　　لیگیا طائر سبز آکے مرے ہاتھ سے خط

پس یہ خواب حُرؓ نے غوث سے بیان کیا اور کہا نظم

جب سے اے غوث عجب طرح کی تشویش میں ہوں　　کون سا دیکھا مکاں کس سے میں یہ خواب کہوں
سیر انجام ہے کیا کیا میں کروں کیا نکروں　　جاؤں شبیرؑ کے لشکر میں کہ اس سمت رہوں
یاں کا انجام تو دوزخ ہے ملا زر تو کیا　　واں کا انجام ہے فردوس کٹا سر تو کیا
کبھی زوجہ کبھی بیٹے کا خیال آتا ہے　　بھائی کا اور غلاموں کا ملال آتا ہے
واں چلا جاؤں تو گھر پر بھی زوال آتا ہے　　اپنا جب دھیان میں انجام و مآل آتا ہے
یہ دل و عضو بدن خوف سے تھراتے ہیں　　خود بخود پاؤں کچھ اس سمت اُٹھے جاتے ہیں

پس اسی شش و پنج میں کروٹیں بدلتا تھا اور اپنے دل میں سوچ کر رہجاتا تھا عجب حیص و بیص کے عالم میں پڑا ہوا تھا نظم

متغیر متردد متفکر غمگین　　یہ دعا تھی کہ بچے فاطمہ کا نور العین
تھرتھرا جاتا تھا کرتی تھیں جو سیدانیاں بین　　طپش دل کا تقاضا تھا کہ چل سوئے حسینؑ
صبح اعدا میں نہ شاہ شہدا گھر جائیں　　شب کو ملجائے جو خورشید تو دن پھر جائیں
کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا وہ جری　　گرم آہیں کبھی کیں سرد کبھی آہ بھری
قلب میں تھی کبھی سوزش کبھی سوز جگری　　سخن یاس کبھی لب پہ کبھی نوحہ گری

آل احمدؐ کی بکاسن کے تڑپ جاتا تھا	دمبدم خیمہ سے گھبرا کے نکل آتا تھا

اِس طرف خیمہ مین حُرؑ کا یہ حال تھا اُدھر فوج اعدا کے ہر لشکری کو یہی خیال تھا کہ کوئی پیاسا لشکر حسینؑ کا دریا پہ نہ آنے پائے یہ سنکر حُرؑ خوش اطوار بجواب کلام اُن بدشعار کے کہتا تھا کہ کاش حسینؑ کو گھیر کر مین نہ لاتا کہ اسی عرصہ مین برادر حُرؑ نے حال بھائی کا دیکھکر عرض کیا کہ اے برادر بزرگوار صبح میدان کا بازار گرم ہوگا آپ نے آج استراحت نہین فرمائی اسکا کیا باعث ہے بجواب اسکے حُرؑ نے فرمایا کہ نیند آنے کا کون محل ہے اہلبیتؑ نبیؐ بوجہ شدت پیاس و گرسنگی غل فرماتے ہین پانی نہین پاتے ہین نظم

وائے غربت عجب آفت مین نبیؐ زادہ ہے	دیکھتا ہون جسے وہ قتل پہ آمادہ ہے
کیا خبر تجھکو نہین کون ہے یہ فیض مآب	یہ وہی ہین جسنے مع فوج پلایا مجھے آب
دشمنون پر بھی کیا لطف و کرم مثل سحاب	لب پہ جاری تھا یہین سب کہ یہی کار ثواب
آب پیاسا ہے غیرون کے لیے مشکل ہے	واہ کیا لختِ دلِ فاطمہؑ دریا دل ہے

بس کیونکر مجھکو تردد و تشویش نہو جہان جہان غُل پانی کا سنتا ہون غم کھاتا ہون اور باگ پکڑنا یاد کر کے شرماتا ہون اپنی نادانی پر پچھتاتا ہون مجھکو ایسا یقین نہ تھا کہ بعوض دعوت کے عداوت ہوگی یہ سنکے برادر حُرؑ اپنے دل مین سمجھا کہ بھائی کی نیت واسطے شرفیابی خدمت بابرکت فرزند رسول الثقلینؐ لخت جگر فاتح بدر وحنین کے ہے مگر صاف صاف ارشاد برادر بزرگوار نہ سمجھا تھا اِسواسطے نظم

عرض کی بھائی نے پھر آپ کو کیا ہے منظور	حُرؑ نے فرمایا کہ مرنا شہ والا کے حضور
نہ خلد برین ساغر صہبائے طہور	وصلت حور جنان رحمت حق عفو قصور
تجھ پہ کُھلجائیگا اب صبح بھی کچھ دور نہین	آتش قہر مین جلنا مجھے منظور نہین
سُن کے یہ بھائی سے بھائی نے کہا بسم اللہ	ہم بھی ہمراہ ہین گر آپ کو سوجھی ہے یہ راہ
[illegible] کے بولا یہ پسر [illegible]	ایسا مرنا تو حیات ابدی ہے واللہ

عمو عباسؑ دلاور پہ فدا ہوینگے
ہم جناب علی اکبرؑ پہ فدا ہوینگے

پس جسوقت کہ حضرت حرؑ اور برادر اور بیٹے مین یہ کلام ہوئے غلام نے آپ کے یہ تصور کیا کہ مین راہِ ضلالت مین ہمراہِ فرقۂ ناہنجار رہگیا اُسوقت نظم

جوڑکر ہاتھ کیا خادمِ حُرؑ نے یہ کلام
صدقہ ہوئیگا غلام شہِ والا پہ غلام
سب کا منھ دیکھ کے بولا یہ حُرؑ نیک انجام
رہو اس قول پہ قائم کہ یہ عقبیٰ کا ہے کام
گر وہ چاہےگا تو منزل پہ بہم ہوینگے
آج دوزخ مین ہین کل خلد مین ہم ہوینگے

الغرض تمام رات اُن چارون تنجیبی مین یہی مذکور رہا نہ کوئی سویا نہ کھایا نہ پیا ناگہان اُسی ذکر مین آثارِ سحر نمایان ہوئے بیت

چرخ پر صبح کی نوبت کی صدا جانے لگی
فوجِ اسلام سے آوازِ اذان آنے لگی

پس اُس صبح کا حال اگر مؤلف تحریر کرے تو ایک مجلس جدا ہوتی ہے عجب سحر تھی نظم

نور پھیلا ہوا وہ صبح کا وہ سرد ہوا
بہتے دریا کی وہ لہرین وہ بیابان وہ فضا
بلبلون کے وہ چہکنے کی خوش آیندہ صدا
گہ نسیم آتی دبے پاؤن کبھی بادِ صبا
حکم تھا دونون کو سبزے کی ہواداری کا
فرش تھا چار طرف مخمل زنگاری کا
باغِ زہراؑ و محمدؐ کی اُدھر تھی خوشبو
گل سے رُخ سرو سے قد سنبلِ تر سے گیسو
آنکھین نرگس کے کٹورے دُرِ شبنم آنسو
سبزہ آغاز کیگا تو کوئی آئینہ رو
یہان کی خوشبو جو گزر جاتی ہے گلزارون سے
بلبلین پھول گرا دیتی ہین منقارون سے
گل کہان اور کہان نکہتِ گلستانِ رسولؐ
مختصر بھی جو کرون عرض تو ہوجائےگا طول
دیکھکر راستیِ تازہ نہالانِ بتولؑ
فاختہ سرو سے شمشاد سے قمری ہو ملول
باغِ زہراؑ مین جو دم بھر بھی رسائی ہو جائے
تا قیامت گل و بلبل مین جُدائی ہو جائے
وقت وہ ہے کہ شگفتہ ہین گلِ راز و نیاز
صبحِ صادق ہے قضا ہو نہ کہین وقتِ نماز
مائے سجادے پہ تشریف شہنشاہِ حجاز
عقبِ شاہ صفین باندھ کے آئے جانباز

طالب خواب اجل رات کے جاگے ہونگے
ابھی پیچھے ہین لڑائی مین سب آگے ہونگے

الغرض بعد فراغت نماز صبح ہرایک جرّار نے دیکھا کہ پردہ ہائے حجاب نظرون سے اُٹھ گئے ہین اور اپنے اپنے مقام بہشت عنبر سرشت مین ملاحظہ کئے اور حوران بہشتی غرفون سے جھانکتی ہوئی نظر آنے لگین اور آب کوثر کی نہرین سامنے لہرین مارتی ہوئی معائنہ کین پس روایت ہے نظم

کُھ سے سب دیکھ کے جنّت کے درختون کی بہار
پھول دیکھے تو خوشی سے ہوے چہرے گلنار

ہاتھ اُٹھ جاتے تھے جُھکتی تھین جو شاخین ہربار
جان شیرین بھی ٹپکتے ہوئے میوون پہ نثار

شربت قند مکرر کا مزا پاتے تھے
دُور سے دیکھ کے لب بند ہوئے جاتے تھے

مسکرا کر شہ والا نے کہا کیا دیکھا
سب پکارے ثمر اُلفت مولا دیکھا

جیتے جی گلشن فردوس کا جلوا دیکھا
اپنے گھر دیکھ لیے سایۂ طوبےٰ دیکھا

دیر ہے کس لیے مرنے مین ہمارے مولا
جان و دل لیگئے حورون کے نظارے مولا

یہ سُنکر جناب امام مظلوم و مغموم مصلے سے اُٹھے اور فرمایا کہ تم سب تیّار رہو مین بھی خیمہ مین جاکر پوشاک تبدیل کر آؤن اور ذوالفقار حیدر کرّار کو لے آؤن پس بموجب حکم قضا شیم اپنے آقا کے اس طرف ہر ایک یاور و انصار بشوق دیدار حوران جنان اپنے تئین مسلح کرنے لگا اور جناب امام حسینؑ خیمۂ اطہر مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ جناب زینبؑ جانماز سے اُٹھکر سر برہنہ درگاہ خدا مین باگریہ و زاری دعا کرتی ہین کہ اے ربّ عزوجل میرے بھائی کو سلامت تا یوم قیامت رکھنا کہ پنجتن مین اب بس یہی ایک حسینؑ کا دم ہے جس وقت امام حسینؑ نے حضرت زینبؑ کو نہایت بیقرار و مضطر دیکھا تو نظم

بھائی سے بس بہن کو لگا کر کہی یہ بات
زینبؑ مجھے خبر ہے کہ روئی ہو ساری رات

حاصل ہے اس سے کیا کہ یہ دنیا ہے بے ثبات
موت آئیگی ضرور اُسے جو ہے ذی حیات

مان کو پدر کو بھائی کو ہاتھون سے کھو چکین
تم تو کئی بزرگون کو اس گھر مین رو چکین

سر کو پٹک پٹک کے نہ ہر دم ہو نوحہ گر
مرجاؤ گی تو اور بھی برباد ہوگا گھر

بہلائے گا کون روئینگے سب جب بے پدر
بیٹھے گا کون ماتمی صف پر برہنہ سر

ذی رتبہ ہو بتولؑ کی نازون کی پالی ہو ۔ تم جیسے بیکسون کی بہن رونے والی ہو

آہ حضرات جس وقت یہ کلمات حسرت ویاس کے حضرت زینب نے زبان مبارک جناب امام حسینؑ علیہ السلام سے سماعت فرمائے یا تو آپ دعا فرمارہی تھین نظم

زینبؑ سر اپنا پیٹ کے بولی یہ ایک بار ۔ واحسرتا کہ مرنہ گئی مین جگر فگار
میرے ہی تھا نصیب مین ہوے یہ کاروبار ۔ ماتم مین سب کے رودن ہون سب کی سوگوار
غربت مین جب سفر مرا دنیا سے ہوئے گا ۔ رونا تو اسکا ہے کہ مجھے کون روئے گا
سُنکر یہ حال رونے تھے شبیرؑ زار زار ۔ مُنھ پھیرتی تھی سامنے بانوے دلفگار
سمجھاتے تھے حسینؑ کہ اے میری غمگسار ۔ رخصت یہ آخری نہین پیٹو نہ بار بار
لاشین اُٹھا اُٹھا کے عزیزون کی لائینگے ۔ خیمہ مین ہم ابھی تو کئی بار آئین گے
فرما کے یہ سکینہؑ کے چہرے پہ کی نگاہ ۔ بولے کہ آ گلے سے لگ اے میری رشک ماہ
لپٹی جو آکے باپ سے بیٹی باشک و آہ ۔ مُنھ رکھ کے مُنھ پہ رونے لگے شاہ دین پناہ
فرماتے تھے نہ پیاس مین تو اشکبار ہو ۔ ان سوکھے سوکھے ہونٹون پہ بابا نثار ہو
بولی زبان خشک دکھا کر وہ تشنہ لب ۔ بابا ہمارا پیاس سے ہونٹون پہ دم ہے اب
اتنا تو مجھ سے کہیے کہ پانی ملے گا کب ۔ فرمایا شہ نے خلد مین ہم جا چکین گے جب
رکھو خیال فاطمہؑ کے نور عین کا ۔ تم پانی بیچو فاتحہ دے کر حسینؑ کا

بس یہ فرما کر حسینؑ نے بیٹی کو خاک پر بٹھا کر عمامۂ رسولؐ خدا بر سر و عبائے حیدر کرار تن پر پہن کر اسلحۂ جنگ سے مسلح ہو کر مع بھائی بھتیجے بھانجون کے خیمہ سے باہر تشریف لائے بیت

حال یہ دیکھ کے غش کھا کے گری زینب زار ۔ واحسینا کی ہوئی آل محمدؐ مین پکار

بس جناب امام حسینؑ نے حضرت زینبؑ کو تشفی دیکر چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ تم صابرہ کی بیٹی ہو نظم

اشک خون چشم مبارک سے گرے بہہ کر ۔ بس چلے آپ خدا حافظ و ناصر کہکر

دیر سے تھی درِ دولت پہ سواری موجود	بڑھ کے گھوڑے پہ چڑھے جلد امام ذی جود
غل شہنشاہ سلامت ہوا اور شور درود	وہ سواری کا تجمل وہ جوانون کی نمود
تا بہ میدان جفا ظل خدا مین پہونچے	نکہت گل کی طرح دشت وغا مین پہونچے
آگیا جوش وغا شاہ کے غمخوارون کو	سینہ تن تن کے رکھا دش پہ تلوارون کو
تکہ غیظ سے تکنے لگے سردارون کو	سب نے چاہا کہ بڑھا دیجئے رہوارون کو
پاس آداب سے ہر صاحب شمشیر رُکے	سامنے آگئے عباسؑ تو وہ شیر رُکے

پس اُسوقت حضرت امام حسینؑ نے اُس قلیل لشکر کو آراستہ فرماکر علمدار لشکر خدا کا حضرت عباسؑ کو فرماکر سردار میمنہ پسران حضرت مسلمؑ کو فرمایا اور میسرہ حبیب ابن مظاہرؒ کو عنایت فرمایا کہ اسی درمیان مین پسران مسلمؑ نے صف راست سے گھوڑے بڑھا کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کی کہ اے عمّ بزرگوار پدر نامدار ہمارے سب سے پہلے نثار آپ پر ہوئے ہین خواہش غلامون کی یہ ہے کہ اس میدان کارزار مین بھی ہم سب کے پہلے جان نثار نثار قدم شاہ نامدار کرین کہ ہراول لشکر امام مشہور رہون یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ مین تمھارے باپ کی شہادت سے شرمندہ ہون اب مجھکو زیادہ محجوب نہ کرو اے نور دیدگان یہ عہدۂ ہراولی باقی نہین رہا اس عہدہ پر میری امّان فاطمہ زہراؑ اور پدر بزرگوار علی مرتضٰیؑ نے ایک شخص کو مقرر فرمایا ہے عنقریب وہ داخل لشکر ہوکر سب سے ملاقی ہوگا یہ سُنکر تمام اصحاب باوفا عزیز و رفقا متحیر ہوئے اس طرف تو یہ حال تھا اور اسطرف عمر سعد نے اپنے لشکر کی صفین جما کر تمام اہل کوفہ کو علیحدہ کر کے واسطے حفاظت اُنکی کے شعث بن موصلی کو مقرر کیا اور حفاظت عقب خیام درہم خزاعی کے سپرد کی اور میمنہ لشکر ضلالت اثر کا اپنے بیٹے مسمی حفص کو کہ یہ ذریۂ اُس شریر کا تھا مع تیس ہزار شامیان زرہ پوش کے سپرد کیا اور ضحاک ابن قیس و سعد بن عبداللہ وغیرہ سرداران کو مع بتیس ہزار سوار کے لشکر میسرہ پر مقرر کیا اور باقی ملاعین کو قلب لشکر مین ترتیب سے باقاعدہ کھڑا کر کے اپنے غلام ولید کو خبرگیران ان سب کا

کر کے شمر ذی الجوشن کو نقیب لشکر کرکے مستعد کارزار ہوا اُس وقت **نظم**

چاؤش صدا دینے لگے فوج مین اک بار — ہان غازیو شاباش رہو رزم پہ تیار
ثابت قدم ہو گھاٹ سے دریا کے خبردار — دو دن سے ہے پیاسا خلفِ حیدرؑ کرار
یہ آب محمدؐ کے نواسے کو نہ پہونچے — اس نہر کا پانی کسی پیاسے کو نہ پہونچے

جب اس طرح صفین لشکر شقاوت اثر کی آراستہ و پیراستہ ہو چکین **نظم**

بولا کمان کشون سے بن سعد بے ادب — برساؤ تشنہ پہ تیر ستم دیر کیا ہے اب
کج باز لیس ہوگئے خونریزیون پہ سب — چلّایا حُر یہ پیٹ کے زانو کہ ہے غضب
ظلم اے امیر روح رسالت پناہ پر — کرتا ہے خون سبطِ نبیؐ کس گناہ پر
تیرون کا رُخ جدھر ہی نبی کا ہے یہ پسر — جسکو ہدف بنایا ہے زہراؑ کا ہے جگر
بجلی گرے نہ تجھ پہ کہین قہر حق سے ڈر — ہٹ جاؤن مین تو پیاسے سے لٹنا ابھی ٹھہر
آگے مرے نہ ظلم ہو اُس تشنہ کام پر — دیکھون نہ تیر پڑتے ہوئے مین امام پر

ہنوز یہ کلام بن سعد اور حُرؑ نیکنام سے ہوتے تھے کہ جناب امام حسینؑ لشکر ظفر پیکر سے ذوالجناح کو مہمیز فرما کر سمتِ لشکر اعدائے بد شعار روانہ ہوئے اسوقت جمیع اصحاب و انصار مضطربانہ دوڑ کر قدوم میمنت لزوم پر یہ خیال کرکے گرے اور عرض کی کہ یا مولا آپ نے اسی واسطے ہراول لشکر مقرر نہ فرمایا تھا کہ سب سے پہلے جنگ کا ارادہ آپ نے فرمایا تو ہم لوگ فردائے قیامت مین رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ مجتبیٰ کو کیا مُنھ دکھا دینگے اور کس دن کام آوینگے **بیت**

شہ نے فرمایا کہ جاتا نہین مین کرنے جدال — مجھکو لازم ہے کہ مہمان کا کرون استقبال

یہ سُنکر تمام انصار ساکت ہو رہے اور امام مظلوم بمقابلۂ صفوف لشکر ناہنجار مع حضرت عباسؑ تشریف لا کر اسطرح زبان فیض ترجمان سے گویا ہوئے کہ اے لشکر یزید تم مین وہ کون سا شخص ہے کہ شب کو بہشت عنبر سرشت کی سیر عالم رویا مین دیکھکر وعدہ آبنوشی کا نہرہائے بہشت پر

کر آیا ہے پس بسماعت اس کلام کے حضرت حرؑ نے طرف برادر اور غلام کے دیکھا اور ارشاد کیا کہ دیکھو رات کا حال پسر رسول ثقلینؑ برائے لعین بیان کر رہا ہے پس نظم

سن کے کانپا تن حر اور پکارا واللہ ۔ جسکو مرنا ہو وہ اس دم مرے آوے ہمراہ
اک غلام ایک پسر ایک برادر ذیجاہ ۔ چاروں نے باگیں اٹھائیں طرف لشکر شاہ
غل ہوا حر طرف لشکر دیں جاتا ہے ۔ بولا ہاتف کہ سوئے خلد بریں جاتا ہے

پس جسوقت کہ حضرت حرؑ لشکر ناری سے نکل کر طرف دریائے نور کے روانہ ہوئے نظم

حر کا لشکر سے نکلنا تھا کہ چلنے لگے تیر ۔ اک تلاطم ہوا اس طرح بڑھی فوج کثیر
زور کے پر کہیں شیدائے جناب شبیرؑ ۔ گر پڑا وہ جسے چمکا کے دکھائی شمشیر
ہاتھ آئے نہ شریروں کے سوئے خیر گئے ۔ دم میں فولاد کے دریا کو جری پیر گئے

پس جسوقت کہ امام امم نے حرؑ کو مع اسکے بھائی اور بیٹے اور غلام کے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تب حضرت عباسؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے بھائی جلد آگے بڑھو ایسا نہ ہو کہ میرا مہمان راستہ میں مجروح ہو

مصرعہ تم سپر روک کے اے رشک قمر لے آؤ۔ پس نظم

سنکے فرمان گل گلشن شاہ لولاک ۔ یاں سے عباسؑ چلے واں ہوا پیدل حر پاک
داب میں تیغ دو دم رکھ کے گریباں کیا چاک ۔ ننگے سر ہو گیا اور منھ پہ ملی دشت کی خاک
باندھ کر ہاتھ کہا قابل آزادی ہوں ۔ رحم فرمایئے مولا کہ میں فریادی ہوں
ہاتھ پھیلا کے بڑھے جلد جناب عباسؑ ۔ ہنس کے فرمایا کہ آ ہم سے مل اے قدرشناس
تھرتھراتا ہے یہ کیوں اب تجھے کیا ہے وسواس ۔ وہ جواں جوڑے ہوئے دست ادب آیا پاس
سرنگوں پائے مبارک پہ جو پایا اسکو ۔ بازوئے شاہ نے چھاتی سے لگایا اسکو
پھر یہ فرمایا بصد لطف کہ اے مرد سعید ۔ تیرے آنے کی عجب سبط پیمبر کو ہے عید
وہ خوشی میں تو ہے بے شبہ خوشی رب مجید ۔ تجھ سے منھ موڑیں یہ ہے رحمت مولا سے بعید

جب قدمبوس ہوا الحاح کر اور زاری کر ۔ قافلہ چلنے پہ ہے کوچ کی تیاری کر
عرض کی حرؑ نے کہ ہاں آپ اگر چاہیں گے ۔ اوج بلبل کا نہ کیونکر گل تر چاہیں گے
وہی ہوگا جو شہ جن و بشر چاہیں گے ۔ وہی لیجائیں گے محشر مین جدھر چاہیں گے

اب تو مین بندۂ بے دام مدام انکا ہون ۔ خلد مین جاؤں کہ دوزخ مین غلام انکا ہون

یہ تو فرمایئے سنکر مرے آنے کی خبر ۔ سب سے فرماتے ہین کیا بادشہ جنؑ و بشر
کہا عباسؑ نے تاکید ہے یہ ہر اک پر ۔ کوئی روکے نہ کہ آتا ہے مرادوست ادھر
تم اُسے پاس شہنشاہ امم کے لاؤ ۔ مجھکو بھیجا ہے کہ سایہ مین علم کے لاؤ

پس یہ خبر فرحت اثر سُنکر حرؑ مُسکرا کر اور اپنے بھائی کی طرف دیکھکر کہنے لگے کہ دیکھا پسر شاہ نجف محمدؐ کا خلق کیسا باشرف ہے کہ ہنوز ہمنے خدمت مین پہونچکر عفو تقصیر نہین کرائی اور یہ اعزاز کونین بخشا نظم

مین کہان اور کہان ابر کرم کا سایہ ۔ مجھ سے خاطی پہ محمدؐ کے علم کا سایہ
کہکے یہ فوج خُدا مین حُرؑ جرّار آیا ۔ جنس آمرزش عصیان کا طلبگار آیا
دی صدا اے مرے مولا یہ سیہ کار آیا ۔ آگ کو ہاتھ لگانے کو گنہگار آیا
جس سے کی دست درازی اُسے قلم کر ڈالے ۔ کہیے خادم سے مرے ہاتھ قلم کر ڈالے

دے سزا مجھکو مین حاضر ہون شہنشاہ مرے ۔ ساتھ ہین حضرت عباسؑ فلک جاہ مرے
توبہ کرتا ہون گنہ بخشیے للہ مرے ۔ اب مین گمراہ نہین لے خضر راہ مرے
جسنے خدمت مین کمی کی ہو وہی خادم ہون ۔ چار آنکھین نہ کرونگا کہ بہت نادم ہون

یکسون حضرات ابتدا مین جو تمہید مؤلف نے عرض کی ہے یقین ہے کہ گوشۂ خاطر مومنین مین مکنون ہوگی توبہ کرنے سے گناہان ماضی بخشدیے جاتے ہین بغور اُس گزارش حرؑ کے نظم

بولے حضرت کہ یداللہ کو پیارے ہین یہ ہاتھ ۔ جب ہوا قوت بازو تو ہمارے ہین یہ ہاتھ
اے برادر یدقدرت کے سنوارے ہین یہ ہاتھ ۔ تونے افسوس سے زانو پہ جو مارے ہین یہ ہاتھ

اب سر دست یہ عقدے تجھے کھلجائینگے	جام کوثر کے ابھی دست بدست آوینگے

یہ فرما کر جناب امام حسینؑ نے آگے بڑھکر حضرت حرؑ کو چھاتی سے لگایا اور حرؑ کے بیٹے کو حضرت علی اکبرؑ نے گلے سے لپٹا لیا اُس وقت حرؑ نے قدوم میمنت لزوم پر شاہ کے سر جھکا دیا اور بیٹے نے نعلین حضرت علی اکبرؑ پر بوسہ دیا بس اُسوقت جناب امام حسین علیہ السّلام نے دعا فرمائی کہ اے رب میرے گناہ اسکے بخش دینا **بیت**

قابل نار جہنم گل شاداب نہین	حرؑ ہے یہ آگ مین جلنے کی اسے تاب نہین

یہ سُنکر حضرت حرؑ خندان و شادان دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے آقا اجازت میدان کارزار دیجیے **بیت**

تازہ خادم ہون رضا دیجے کہ ممتاز ہو نمین	جلد خلعت سے شہادت کے سرفراز ہو نمین

ہنوز حضرت حرؑ گزارش رخصت کر رہے تھے کہ حضرت زینبؑ نے فضہ کو بھیجکر قریب خیمہ کے بلایا اور اس طرح فرمایا کہ اے حرؑ رحمت خدا ہو تجھ پر کہ تو نے میرے بھائی کی پاسداری کی تو ہمارا مہمان ہے مگر زینبؑ نہایت پشیمان ہے **نظم**

تجھ پہ مخفی نہین ہفتم سے جو کچھ ہے مرا حال	راہین ہر سمت کی روکے ہوے ہین بدافعال
قحط پانی کا ہے اس دشت مین ہے مجھکو ملال	نان جو کا بھی ہے ملنا کسی قریہ مین محال
اسکو ایذا عوض آب و غذا ملتی ہے	دودھ اصغرؑ کو نہ عابدؑ کو دوا ملتی ہے
پھر کہا اُس سے کہ دشوار ہے فرقت تیری	مجھکو مر کر بھی نہ بھولے گی محبت تیری
داد ریغا ہوئی کچھ مجھ سے نہ خدمت تیری	خیر ہو جائیگی فردوس مین دعوت تیری
آج رتبہ ترا خیل شہدا مین ہوگا	شب کو تو صحبت محبوب خدا مین ہوگا

یہ سُنکر حضرت حرؑ نے گزارش کی کہ اے فضہ بخدمت شاہزادی کونین بصد ادب میری جانب سے عرض کر دے کہ مین نے آپ کی جناب سے ایمان پایا اعزاز پایا دعوت کیا چیز ہے آپ کی والدۂ ماجدہ مجھکو بہشت عنبر سرشت عطا فرما چکی ہین **نظم**

یہ نہ فرمائیے ہوتی ہے خجالت مجھکو	آج دعوت میں ملی نعمت جنت مجھکو
بعد ازان عرض کی شبیر سے یا سبط نبی	حکم ہوئے تو فدا ہونے کو جاوے فدوی
شہ نے فرمایا کہ مہمان ہے مرا ٹھہر ابھی	اور کجائیگا کوئی یاں سے نہ کر تو جلدی
عرض کی آپنے اجازت دو کہ بیکل ہوں میں	دوستی پہلے کروں دشمن اول ہوں میں

الغرض جب اصرار حر حد سے زیادہ گزرا ناچار سید ابرار نے اجازت کارزار عطا فرمائی بعد حصول اذن پیکار حر نامدار گھوڑے پر سوار ہوئے اور آپ کے ہمراہ نظم

تیر سے تانے ہوئے گھوڑوں پہ ادھر بھائی پسر	اور غلام حبشی مرکب مشکی پہ اُدھر
سایہ کی طرح عقب تھا وہ کبھی نیک سیر	سامنے تھا کبھی سردار کے مانند سپر
دلمیں کہتا تھا کہ ٹکڑے ہوں میں شمشیروں سے	مرا آقا کہیں مجروح نہو تیروں سے
تھم کے بھائی سے کہا حر نے علم کر تلوار	جا سوئے میمنۂ فوج اُڑا کر رہوار
حکم پیکار کا خادم کو دیا سوئے یسار	کہا بیٹے سے کہ تو قلب میں جا اے دلدار
مضطرب ہوں میں کہ نرغہ ہے مرے سرور پر	میں نے قربان کیا تجھکو علی اکبر پر

یہ سنکر وہ تینوں جرار برائے پیکار بڑھے اور بہت سے اشقیا کو شمشیر آبدار سے فی النار کیا یہ لڑائی دیکھکر حضرت عباسؑ اور علی اکبر تحسین و آفرین فرماتے تھے اور حضرت حرؑ اپنے غلام سے آفرین کہتے تھے اے مومنین یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے خیال کرو کہ ایک تازہ مہمان کسقدر شیدائے محبت امام مظلوم ہے بس آپ لوگ تو آبا و اجداد سے غلامی کا دم بھرتے ہیں اگر گریہ و بکا اس مظلوم پر کرو تو بعید از محبت نہوگا الغرض نظم

مر گئے فوج سے لڑ بھڑ کے وہ جو نیک سیر	غم سے خون ہو گیا اُسدم حر غازی کا جگر
لاشۂ بیٹے کی جو دیکھی تو کہا رو رو کر	سہل اس راہ میں ہے جو ہو مصیبت مجھ پر
اپنے محسن کا فراموش نہ احسان کرتا	سو پسر ایسے جو ہوتے تو میں قربان کرتا

بس جناب امام حسینؑ نے چند قدم بڑھکر فرمایا کہ اے میرے مہمان حق وفاداری کا خوب

ادا کیا لیکن برائے خدا ضبط نہ کر لاش پسر پر یہ دو کر نجبار دل نکال نے نظم

ہوگا ہر طرح وہ تقدیر مین جو ہونا ہے — ہمکو بھی لاشۂ اکبرؑ پہ یونہین رونا ہے

تونے جسطرح سہا اپنے جوان بھائی کا غم — ہمکو بھی ہوگا اسی طرح برادر کا الم

عرض کی حرؑ دلاور نے یہ با دیدۂ نم — حق وہ ساعت نہ دکھائے مجھے یا شاہ امم

صدقے ہو جاؤن مین ہمین ہی سعادت میری — اب دعا کیجے کہ ہو جلد شہادت میری

یہ گزارش کرکے لشکر گمراہ سے لڑتا بھڑتا خیمۂ عمر سعد پر پہونچا یہ حال دیکھکر عمر سعد خیمے مین چھپ گیا اور تمام فوج تہ و بالا ہو کر دہائی حسینؑ کی دینے لگے بس بفور سماعت اسم آقائے نامدار ابیات

مڑ کر یہ شاہ دین کو پکارا وہ نیکنام — ہوتا ہے اب غلام کو کیا حکم یا امام

برہم ہوئین صفین سپہ پر غرور کی — دیتے ہین اب یہ لوگ دہائی حضور کی

یہ سنکر سبط رسول الثقلین نے بڑھکر آواز دی کہ مرحبا اے حرؑ اب ہاتھ تھام لے بجا ہے ہونکو مارنا شیر دین کا کام نہین یہ دنیا جائے آرام نہین شیر خدا تیری راہ دیکھتے ہین تشنگی سے تیرے حواس معطل ہین لب کوثر جا شیر خدا سے کوثر کا جام لے لڑائی سے ہاتھ تھام لے یہ ارشاد آقائے نامدار کا حضرت حرؑ سنکر رہے تھے کہ آہ واویلا نظم

حل پہ نیزہ کسی خونخوار نے بڑھکر مارا — ایک نے سر پہ تیر ایک نے خنجر مارا

نیزہ اک حلق پہ مارا کہ رکا سینہ میں دم — بند آنکھین ہوئین منھ کھل گیا گردن ہوئی خم

رکھدیا ہونے پہ سر نکلے رکابون سے قدم — خاک پر گرکے پکارا وہ کہ یا شاہ امم

آپ کے بعد کہ سر تن سے جدا ہوتا ہے — آپ کا بندۂ آزاد فدا ہوتا ہے

گوش [illegible] جو یہ آواز آئی — روکے عباسؑ کو چلائے کہ دوڑو بھائی

[illegible] کا شیدائی — کہدو اکبرؑ سے کہ مہمان نے شہادت پائی

[illegible] مری غمخواری کا — اب چلو وقت یہ ہے حرؑ کی مددگاری کا

[illegible] امام حسینؑ طرف حضرت حرؑ کے پاپیادہ مع حضرت عباسؑ روانہ ہو کر قریب

اُس شہید کے پہنچے بیت

خون بھری آنکھوں میں دمِ حُرؓ کا اٹکتے دیکھا	پہونچے شبیرؑ تو مہمان کو سسکتے دیکھا
دیکھ یہ زانوئے اقدس پہ رکھا سر اُسکا	اپنے رومال سے پونچھا رخِ انور اُس کا
واہ رے مرتبہ اللہ رے مقدر اُسکا	عرش اعلےٰ سے بھی پایہ ہوا برتر اُسکا
دار فانی سے گزرنا ہو تو ایسا ہووے	بعد جینے کے جو مرنا ہو تو ایسا ہووے
عالم غش میں جو آنکھ اُسنے نہ کھولی تادیر	رکھ کے مُنھ ماتھے پہ چلائے یہ عباسؑ دلیر
آ ذرا ہوش میں اے صاحب شمشیر کے شیر	رہبرِ دین پہ نظر کر ابھی آنکھوں کو نہ پھیر
منزلیں طے یہ اسی آن ہوئی جاتی ہیں	سب تری مشکلیں آسان ہوئی جاتی ہیں

اے حُرؓ اب تو سردار جنان تیرے سر پر کھڑا ہے نارِ جہنم کی کیا پرواہ ہے اسی عرصہ میں قطرۂ عرق چہرۂ مُبارک سے رُخِ حُرؓ پر ٹپکا فوراً آنکھ کھولدی اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے مہمان نیم جان کیا حال ہے بجواب ارشاد عرض کی نظم

کیا شرف پائے ہیں اے بادشہ جن و بشر	آپ زانوے مُبارک پہ لئے ہیں مرا سر
یہ محمدؐ یہ علیؑ ہیں یہ جناب شبرؑ	مجھ سے اک حور یہ فرماتی ہے با دیدۂ تر
ناقۂ نور وہ آیا وہ عماری آئی	بند کر آنکھوں کو زہراؑ کی سواری آئی
کیوں عزادار یہ جس بی بی کا ہو اوج و وقار	بیٹیاں اُسکی کھُلے سر ہوں میانِ بازار
تخت پر فخر سے بیٹھا ہو یزید غدار	بے ردا سامنے ہو آل رسولؐ مختار
تپ میں محبوس بلا عابدِ دل خستہ ہو	دخترِ فاطمہؑ ہوے میں رسن بستہ ہو

پس یہ کہکر غش حضرت حُرؓ کو آگیا اور پھر کفر اکر آنکھ کھولدی ملک الموت قریب جسم مطہر آئے تب ہچکی لینے لگے اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے عزرائیلؑ یہ میرا مہمان ہے سختی موت اسپر آسان کر ایذا نہو دے مجھکو صدمۂ جانکاہ ہے یہ سُنکر حُرؓ نے عرض کی کہ مولا اسی طرح وقت سوال منکر و نکیر مدد فرمانا اسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا نظم

کچھ نکیرین کا ڈر تجھکو نہ کچھ خوف عذاب
جتنے عصیان ہین ترے ہونگے سبدل بہ ثواب
ہم بتائینگے تجھے اُنکے سوالون کے جواب
قبر مین دامن مادر کی طرح کیجیو خواب
حشر کے روز بھی چھٹنے کا نہین ساتھ ترا
دیکھنا ہوگا مرے ہاتھ مین وان ہاتھ ترا

ابھی روتے تھے یہ فرما کے امام دو جہان
یا حسینؑ ابن علیؑ کہہ کے گرا وہ جوان
ناگہان کھنچ کے تن حرؑ سے نکلنے لگی جان
آنکھین پتھرا گئین آنسو تھے چہرے پہ روان
بسکہ صدمہ تھا جدائی کا دل مضطر پر
مرگیا رکھ کے منھ اپنا قدم سرور پر

لاش پر اپنی عبا ڈال کے رونے لگے شاہ
مرگیا عاشق فرزند رسولؐ ذیجاہ
روح زہراؑ کی صدا آئی کہ انا للہ
اِس وفادار کا ماتم کرو با نالہ و آہ
اپنے فرزند کے غمخوار کی غمخوار ہون مین
مجھکو پُرسا دو کہ مہمان کی عزادار ہون مین

اہلبیتؑ نبوی سے کوئی کہدے جا کر
بیبیو خاک اُڑاتی ہوئی ہون مین لاشہ پہ اُدھر
مرگیا میرا پسر روؤ اسے پیٹ کے سر
بے کفن دیکھ کے مظلوم کو پھٹتا ہے جگر
جان دی اُسنے مرے غنچہ دہن کے بدلے
دونگی مین حلۂ فردوس کفن کے بدلے

در خیمہ سے یہ دی شاہ کو فضہ نے صدا
حرم پاک مین ہے دیر سے سامان عزا
لاش حرؑ ڈیوڑھی پہ لے آئیے یا شاہ ہدا
اپنے سر کھولے ہوئے بیبیان کرتی ہین بکا
اس طرح خواہر سلطان زمن پیٹتی ہے
جسطرح بھائی کے ماتم مین بہن پیٹتی ہے

آقا سے اب وزیر کی ہردم ہے یہ دعا
حُر کردے مجھکو نار سے جس طرح حرؑ ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در ذکر شہادت حضرت حبیب ابن مظاہر

منظور نظر اسکی مصیبت کا بیان ہے
جو سن مین مسن اور ارادے مین جوان ہے

شناوران دریائے محبت و بادیہ پیمائے صحرائے مودت اس طرح تحریر کرتے ہین کہ بروز قیامت خداوند عالم ہر شخص کی نیکی و بدی دریافت کرکے اپنی قدرت کاملہ سے بقدر اعمال ہر ایک پر احکام جاری کریگا اور جزا و سزا بقدر اعمال نیک و بد ہر ایک کو ملے گی چنانچہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جس سے تمام عمر مین بجز گناہون اور افعال قبیح کے کوئی عمل حسنہ یا نیکی نہین ہوئی ہوگی تب اُسکو فرشتے طرف دوزخ کے لیجا ئینگے اسی اثنا مین منادی منجانب پروردگار ندا کریگا کہ اے فرشتو ابھی ٹھہر جاؤ اور لیجانے مین اسکے جلدی نکرو کیونکہ ایک امانت اس گنہگار کی میرے پاس ہے وہ اسکو دیدون

نظم

یہ ماجرائے حشر کتابون مین ہے لکھا
یعنی کہ ایک بندہ تہی دست ہووے گا

دامن ڈرِ گناہ سے ہوگا بھرا ہوا
بھیجے گا تب خدا اسے اک دُر بے بہا

فرمان ہوگا معرکہ بعث و نشر مین
ہان اسکو جاکے بیچ لے بازار حشر مین

پس بحکم آواز غیبی فرشتے متوقف ہونگے کہ ناگاہ ایک مروارید جسکی نور و ضیا سے تمام عرصہ محشر منور ہوگا اور آنکھین تمام اہل محشر کی خیرگی کرنے لگین گی اسکو دیا جاویگا وہ موتی ایسا عمدہ و خوشنما

بے بہا ہوگا کہ تمام خلائق اسکو دیکھکر کہے گی کہ ہمنے کبھی دنیا مین ایسا موتی نہین دیکھا پس اسوقت اُس بندہ گنہگار کو وہ موتی دیا جائیگا عرض کریگا درگاہ رب العالمین مین کہ اے پروردگار میرے دنیا مین مجھ سے بجز گناہون کے کوئی فعل نیک سرزد نہین ہوا اب روز حساب وکتاب ہے بندہ تیرا گرفتار عتاب ہے اسوقت مین یہ عاصی مال غیر کو اپنا نہین کہہ سکتا مین نے ایسا موتی کہان پایا مگر ہان تیری ذات عالم الغیب ہے اور ہر ایک چیز کا واقف اور دانا ہے پس جواب آئیگا منجانب پروردگار اُس گنہگار کو کہ اے بندے میرے یہ گوہر بے بہا خاص ملکیت تیری ہے یاد کر کہ عالم حیات ناپائدار مین ایک روز تو مجلس عزائے حسینؑ دلبند شاہ بدر وحنین مین گیا تھا اور جب ذاکر نے مصائب بیان کئے تھے اُسوقت تیری آنکھ سے ایک اشک جاری ہوکر رخسارے پر آیا اس اشک کو ہمنے پسند کر کے بذریعہ فرشتگان متعینۂ مجلس عزا طلب کر کے بانتظار یوم حساب امانت رکھا تھا پس تمام انبیا و اوصیا کے پاس اُسکو لیجا وہ قیمت جو تجویز کرین ہم تجھکو دین گے یہ فرمان ساتر العیوب وہ بندۂ معتوب اُس در نایاب کو لیگا نظم

اک اک کے پاس تب وہ گنہگار جائے گا	آدمؑ سے تا بہ حضرت حسنؑ تم دکھائے گا
قیمت وہ اس گہر کی کسی سے نہ پائے گا	تب حق قریب پردۂ قدرت بلائیگا
آواز آئے گی کہ در رحمت وا کیا	لے اسکے بدلے گلشن جنت عطا کیا
خوش خوش گناہگار چلیگا جنان کو تب	آواز دیگا پردۂ قدرت سے پھر یہ رب
اصرار اک ذرا بھی جو کرتا تو ہم سے اب	دیتا تجھے خزانۂ قدرت مین سب کا سب
کیا جانے تو جو اسکے لیے زیب و زین ہے	موتی نہین یہ اشک عزائے حسینؑ ہے

الغرض وہ بندہ خرم و شادان داخل بہشت عنبر سرشت مع اپنے والدین کے بہمراہی جناب امام حسینؑ ہوگا کیون مومنین جائے تامل ہے کہ جب بعوض ایک اشک کے ایسا گنہگار کہ جس نے تمام عمر مین کوئی عمل نیک بجز گناہون کے نہوا ہو مع اپنے مان باپ کے بخشا جائے پس اُن لوگون کا تو یہ مرتبہ فضول ہے کہ جو ایام طفولیت سے نام حسینؑ پر جان و دل سے قربان رہے اور رونا

عاشورا اپنی جان عزیز فرزند رسول پر نثار کر دی کیونکر حضرت واقف ہوے وہ کون شخص تھا ذاکر عرض کرتا ہے

نظم

اس خضر سپاہ ان شہادت کا بیان ہے / سرسبز نصیبوں میں جو طوطی زبان ہے
اس یوسف شبیر کا رخ سوئے جنان ہے / پس حور ہر اک مثل زلیخا نگران ہے
مشتاق تھا حضرت محبوب خدا میں / کونین حبیب ابن مظاہر پہ فدا ہیں
بچپن میں جو گھر سے شہ دین کھیلنے آتے / بیٹھیوں میں خاک قدم جھک کے اٹھاتے
کچھ آنکھوں میں انگلی کی سلائی سے لگاتے / کچھ خاک کو گلگونہ رخسار بناتے
خاک قدم شاہ پہ قانع وہ جری تھا / صندل تھا یہی سرمہ یہی عطر یہی تھا

الغرض از ابتدائے طفولیت جناب امام حسینؑ تا معرکہ کربلا ہمیشہ مصروف خدمت گزاری امام مظلوم میں رہے اور بروز عاشورا جسوقت صفوف لشکر آراستہ ہوئیں اور فیما بین ہر دو لشکر کے قتال و جدال شروع ہوا اور اصحاب امام مظلوم کے ہاتھ سے اعدائے بدشعار واصل جہنم ہونے لگے اسوقت عمر سعد بدنہاد و شمر ملعون نہایت پریشان ہوکر مشورہ کرنے لگے کہ ایک دم سے لشکر قلیل حسینؑ پر حملہ کرنا چاہیے ورنہ کسی طرح ان بہادروں سے فتحیاب نہونگے چنانچہ اُن ملعونوں نے ایسا ہی کیا اور تمام اصحاب حسینؑ مظلوم مجروح ہوگئے کہ وقت نماز ظہر آیا اُسوقت اصحاب باوفا نے عرض کی کہ اے مولا آج ہم سب شربت شہادت سے سیراب ہونگے اُمیدوار ہیں کہ یہ آخری نماز حضرت کے ساتھ ادا ہو تو عین سعادت ہے جسوقت امام مظلوم نے معائنہ فرمایا کہ تمام اصحاب میرے خواہان نماز کے ہیں اسوقت عمر سعد کی طرف اشارہ فرمایا کہ اے ابن سعد اگرچہ بوجہ حرص دنیوی تجھپر شیطان ایسا مسلط ہوا ہے کہ طریقۂ اہل اسلام تیرے دل سے بالکل سہو ہوگیا ہے مگر اب وقت نماز ظہر ہوا جنگ کو موقوف رکھ کہ بعد نماز ہمکو کوئی عذر پھر جنگ کرنے میں نہوگا یہ سُنکر عمر سعد خاموش رہا لیکن حصین بن نمیر ناپاک نے بڑھکر یہ آواز دی معاذ اللہ منہا کس زبان سے عرض کروں اُس ملعون نے عرض کیا کہ اے حسینؑ تم عبث

مہلت نماز طلب کرتے ہو تمہاری نماز ہرگز پیش خدا قبول نہو گی بسماعت اس کلام اُس نابکار کے
حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اے حصین دور ہو رحمت خدا سے
فرزند رسول الثقلینؐ کی نماز کو تو ایسا کہتا ہے اور نماز تجھ سے فاسق و فاجر و شرابخوار کی مقبول ہو گی
بجواب ارشاد حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ علیہ اُس ملعون نے کہا کہ اگر آپ بہادر ہیں تو صف لشکر
سے نکلکر تکرار کریں بسماعت اس سخن اُس شقی کے حبیب ابن مظاہر مستدعی اجازت کارزار امام
بے دیار سے ہوئے اور عرض کی کہ اے آقا اب یہ جان نثار برداشت کلام اس بیحیا کی نہیں لا سکتا
اور امیدوار ہوں کہ اپنی جان نثار کرکے نماز ظہر ساتھ آپ کے جد نامدار کے ادا کروں جب
امام حسینؑ نے دیکھا کہ حبیب ابن مظاہر رحمہ اللہ عازم جنگ ہیں اُسوقت **نظم**

شہ نے حبیب ابن مظاہر سے یوں کہا	لڑنے کو تو نہ جا کہ بڑھاپا ہے اب ترا
رو کر کہا حبیب نے اے جان مرتضےٰ	بندہ ہزار جان سے ہو آپ پر فدا
ہر چند پیر خستہ دل و ناتوان شدم	ہرگہ خیال روئے تو کردم جوان شدم

ہر چند امام حسینؑ بوجہ ضعیفی کے منع فرماتے تھے مگر وہ جان نثار بشوق شہادت یہی عرض
کرتا تھا **بیت**

پیری میں گل زخم سے ہے حسن بدن کا	ہنگام سحر لطف ہے گلگشت چمن کا

پس حضرت نے حبیب ابن مظاہر کو ناچار ہو کر اجازت کارزار دی منقول ہے کہ وہ دیندار مثل شیر
غضبناک طرف لشکر کفار کے چلا **نظم**

ہاں مومنو اب غلغلہ صل علیٰ ہو	ہاں صاحبو آوازۂ تحسین و ثنا ہو
شبیر کے فدیہ کے تجمل پہ فدا ہو	اس چہرۂ روشن سے طلبگار رضا ہو
تیار ہیں اعدا کے تردد کشت کے اوپر	توفیق جلو میں ہے خدا پشت کے اوپر
کیا چرخ چہارم ہے یہ پیشانی زیبا	سجدہ کا نشان صورت خورشید ہے پیدا
ابرو پہ سر چشم یہ مردم کا ہے دعوا	لو گرم مہ نو نے کیا پہلوئے عیسا

اک جلوہ جو بخشین نظر مہر اثر کا	کھودین یرقان مہر کا اور جرم قمر کا

الغرض اسی طرح بمقابل لشکر کفار تشریف لائے نظم

غازی نے عنان روک کے ہر سمت نظر کی	اور قبل رجز خشک زبان شکر سے تر کی
فرمایا جدائی ہو مبارک تن و سر کی	ہے دھاک شجاعون مین مرے جد پدر کی
مین یاد رکھو زور شجاعان سلف ہون	بچپن کا غلام پسر شاہ نجف ہون
اُس کعبہ کا حاجی ہون گراتے ہو جسے تم	اُس آیہ کا حافظ ہون مٹاتے ہو جسے تم
اُس چاند کا ہالہ ہون چھپاتے ہو جسے تم	اُس کلمہ کا شاہد ہون بھلاتے ہو جسے تم
اُس گل کا مین بلبل ہون جسے خون مین بھروگے	اُس شمع کا پروانہ ہون گل جسکو کروگے

یہ سُنکر حصین مردود بکمال طیش صف کفار سے نکل کر مقابلہ کو تیار ہوا پس حضرت حبیب ابن مظاہر نے ایک تلوار آبدار کا وار کرکے ایسا نیزہ سینہ پر پنہ حصین لعین پر مارا کہ پشت سے نکل آیا اور فوراً وہ لعین داخل جہنم ہوا اور بعض روایت سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ تاب مقاومت آپ کی وہ مردود نہ لا سکا اور بھاگ کر لشکر کفار مین چھپ گیا الغرض حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی تلوار کی کہ ایک سو ساٹھ نفر اشقیا کو داخل دارالبوار کیا اور جب آپ بھی زخمی ہوئے تو واسطے قدمبوسی امام مظلوم کے حاضر ہوئے اور [illegible] قدوم میمنت لزوم کے سُنا گیا کہ ایک غلغلہ خیمہ اطہر [illegible] کے معلوم ہوا کہ جناب علی اصغر شدت تشنگی سے بجین ہین پس امام مظلوم سے دوبارہ رخصت ہو کر میدان کارزار مین تشریف لائے اور اسطرح پر فرمایا کہ اے ظالمو اگرچہ تمنے ظلم فراوان اور شدائد بے پایان حسین ع پر کئے ہین جسکے سبب سے بنت رسولؐ خدا کا حال پریشان مرقد مُبارک چھوڑ کر میدان کربلا مین آئی ہین نظم

لو فاطمہ زہرا کو تو مرقد سے نکالا	کچھ سُنتے ہو مرقد مین کھڑی کرتی ہین نالا
اِس تیسرے فاقہ مین بھی خوش ہین شہ والا	پر مرتا ہے بانو کا پسر ہنسلیون والا

سیدانیوں کو پاس سے جھولے کے ہٹا دو ۔ پانی تمھیں جا کر علی اصغر کو پلا دو

اعدا نے کہا خوب سی ذلت یہ اٹھائیں ۔ جائیں وہاں اور پانی بھی اصغر کو پلائیں
مرضی ہو تو سر کاٹ کے ننھا سا لے آئیں ۔ اور سامنے شبیر کے نیزہ پہ چڑھائیں

دیکھو تو سہی وقت اب آتا ہے غضب کا ۔ ہم تیر سے ناقے میں گلا کاٹیں گے سب کا

شبیر نے پیری میں تمھیں مرنے کو بھیجا ۔ اکبر کی جوانی پہ دکھا انکا کلیجا
کیا پیر کا سر کاٹنا تشریف تو لیجا ۔ غصہ سے کہا شیر نے کیا بکتے ہو بیجا

بے قدر نہیں گو وہ جوان پیری کے سبب سے ۔ شبیر مرا پیر زبردست ہے سب سے

ہمت میں نہ کم لاکھ جوان اور نہیں اک پیر ۔ قامت ہے کمان پیر میں صف جنگ میں ہوں تیر
تم لوگ ہو بے پیر مرید زر و جاگیر ۔ ہیں قائل حق معتقد حضرت شبیر

ہر پیر و جوان صاحب توقیر ہے انکی ۔ ذیشان کا خادم فلک پیر ہے انکا

وہ پیر ہوں میں تیغ و سناں جسکا عصا ہے ۔ ہے خضر بھی تو پیری بہ مرتبہ کیا ہے
شبیر پہ یہ پیر غلام آج فدا ہے ۔ پیروں سے تمھیں شرم نہیں حق کو حیا ہے

پیری ہے وہ دولت کہ کفن زیب بدن ہو ۔ ہر موے سفید اپنے لیے تار کفن ہو

قد خم ہے تو ہو حسن تو کج میری نہیں ہے ۔ جھکنے ہی سے روشن بخدا نام نگین ہے
پنہان جو زمین میں نبی عرش نشین ہے ۔ اس وجہ سے مائل مرا سر سوئے زمین ہے

قرآن واحادیث رقم کچھ بھی نہ ہوئے ۔ خم ہو جو نہ کاغذ پہ قلم کچھ بھی نہ ہوئے

جھکنا شرفا کا ہے تقاضائے شرافت ۔ جھکنے ہی سے افلاک کو حاصل ہوئی رفعت
خم ہونے سے محراب بنی جائے عبادت ۔ شاہد ہے رکوع اس سے کہ جھکنا ہے عبادت

قدرت نہیں تم قد خمیدہ سے عجب ہے ۔ جو تیغ کہ خمدار ہے کاٹ اسکی غضب ہے

چنانچہ یہ ارشاد حبیب ابن مظاہر کا سنکر اشقیا جمع ہوئے اور لڑائی پر مکرر آمادہ ہوئے الغرض دوسری بار پھر حملہ کر کے چار سو سوار اس گروہ نابکار کے قتل فرمائے اور بخدمت امام مظلوم

حاضر ہو کر زخمہائے تیر و تبر جو جسم اطہر پر لگے تھے دکھائے جناب امام حسینؑ نے چھاتی سے لپٹایا اور بہت روئے القصہ یہ شوق شہادت پھر رخصت ہو کر طرف لشکر عمر سعد کے تشریف لائے اثنائے راہ میں آواز جناب امیر علیہ السلام کی سُنی کہ اے حبیب بار بار اپنے آقا سید ابرار کی خدمت میں جا کر مسرور کرتے ہو ہماری چھاتی سے لپٹ کر ہمکو شاد نہیں کرتے یہ آواز سُنکر آپ بعجلت تمام بشوق شہادت بمقابل اس فرقۂ ناہنجار کے آئے اور پھر تلوار آبدار سے چند اعدائے بدشعار کو داخل نار فرمایا کہ اسی عرصے میں ایک تیر لشکر بے پیر سے آکر اُس ضعیف کے جسم مجروح پر لگا اور بوجہ کثرت جراحت آپ گھوڑے سے زمین پر زینت بخش ہوئے جس وقت امام حسینؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ حبیب ابن مظاہر نظر نہیں آتے پس بکمال اضطراب حضرت عباس سے ارشاد فرمایا کہ حبیب میرا مجھکو نظر نہیں آتا بہت مجروح ہے تم بڑھکر عبدیت

دیکھو ادھر آتا ہے کہ لڑتا ہے وہ غازی
یا ایڑیاں مقتل میں رگڑتا ہے وہ غازی

کہ اسی عرصہ میں نظم

ڈیوڑھی سے پیمبر کی نواسی نے پکارا
میں غش میں تھی جو آئی یہ آواز قضا را

اعدا نے مرے لال کے غمخوار کو مارا
اے بھائی رفیق آپ کا دنیا سے سدھارا

خون آپ کے بچپن کے مصاحب کا بہا ہے
دم بھرتا تھا جو شہ کا وہ دم توڑ رہا ہے

سر پیٹ کے حضرت نے کیا چاک گریبان
سیدانیاں کہتی ہیں در پہ کہ اُٹھے یہ اُس آن

کیوں فاطمہؑ کی بیٹیو کچھ کرتی ہو احسان
احسان یہی ہے کہ عزا کا کرو سامان

فدیہ مرا بیکس ہے اور آوارہ وطن ہے
یاں اُسکی نہ بیٹی ہے نہ ماں ہے نہ بہن ہے

پس یہ ارشاد الحرم سے فرما کر جناب امام حسینؑ خود بہ نفس نفیس مع حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ باچشم اشکبار امام مظلوم گریبان چاک عباس مغموم اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے اکبر محزون قریب تن اطہر حبیب ابن مظاہر اسوقت پہونچے کہ جس وقت وہ شیدائے امام کون و مکان بوجہ کثرت جراحت عالم احتضار میں ایڑیاں خاک پر رگڑتا تھا پس یہ حالت

دیکھکر جناب امام حسینؑ علیہ السلام بیتاب ہو گئے بیت

اشک آنکھوں سے جاری ہے اور آہ جگر سے | تھرا رہے یوں لپٹے پدر جیسے پسر سے

نظم

ملتے تھے دہن سے دہن اور کہتے تھے بولو	اے میرے اویس قرنی آنکھوں کو کھولو
دم توڑ تو پھر ہم سے بغلگیر تو ہو لو	رخصت کرو باہیں گلے میں ڈال کے رو لو
آخر ہمیں بیدل کیا دوری کے الم سے	بچپن میں اسیواسطے تم کھیلتے تھے ہم سے
لکھا ہو کہ پہونچی یہ صدا کان میں جس آن	بیساختہ بولا میں اس آواز کے قربان
مولا در دولت کی زیارت کا ہے ارمان	لے چلئے کہ مشکل مری ہو گی وہیں آسان
حسرت ہو کہ رخصت ہو نہیں ناموس نبی سے	کچھ بیٹے کے حق میں کہوں بنت علیؑ سے

پس یہ سنکر جناب امام حسینؑ جسد مجروح اس شہید جفا کا باعانت حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کے اُٹھا کر قریب خیمہ اہلبیت اطہار کے لائے اسوقت تمام اہلبیت میں ایک کہرام گریہ و بکا کا برپا ہوا اور جناب زینب نے رداے مبارک تن حبیب پر اُڑھائی اللہ اللہ حبیب نے مرتے وقت کیا عزت پائی کہ چادر بنت فاطمہ اسکے بدن پر اُڑھائی گئی پس شور گریہ و بکا کا جب حد سے زیادہ گذرا تو جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ حال حبیب کا غیر ہے چندے سکوت کرو کہ یہاں پر میرا حبیب زینبؑ کو کچھ وصیت درباب اپنے بیٹے کے کرنے آیا ہے یہ سنکر اہلبیت اطہار آہستہ آہستہ رونے لگے بسماعت اس ارشاد کے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھائی میں بے نصیب کس کے بھروسے پر وصیت سنوں اکبر جرّار اور عباس علمدار اور سید ابرار شہادت پر تیار ہیں یہ سنکر حبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے دختر مشکلکشا یہ سچ ہے کہ آج میرے آقا سر کٹا دینگے مع لشکر خلد بریں کو جاوینگے اور آپ بھی مع دیگر اہلبیتؑ شام کو تشریف لیجاوینگی پس اثنائے راہ میں کوئی ملے گا اگر وہاں پر میرا پسر ملے تو اسکو سر حسینؑ کے گرد پھرا کر صدقے فرمانا اور میری شہادت کی خبر اُسکے گوش گزار فرمائیگا بیت

اور کہیو کہ بابا نے یہ پیغام دیا ہے
وہ کیجیو جو باپ نے مقتل میں کیا ہے

پھر پڑھنے لگا کلمۂ طیب وہ نمازی
بخشا ارم اللہ نے کی بندہ نوازی
رو رو کے بیان کرنے لگے شاہ حجازی
سہے ہے مرا زاہد مرا عابد مرا غازی

جو خاص ہیں میرے وہ قضا کرتے ہیں ہنس کے
جنسے ہو مزا جینے کا وہ مرتے ہیں ہنس کے

ہے ہے مرے غمخوار حبیب ابن مظاہر
سید کے طرفدار حبیب ابن مظاہر
بچپن کا مرا یار حبیب ابن مظاہر
بیکس کا مددگار حبیب ابن مظاہر

واللہ یہ اک شیر تھا شیران خدا سے
آفت میں بچاتا تھا ہمیں اہل جفا سے

لکھا ہے کہ فارغ جو ہوئے رونے سے سرور
لاشے کو رکھا لاکے شہیدوں میں برابر
تھا لشکر ظالم میں حصین ایک ستمگر
اُس لاشۂ بیجان کا کیا اُسنے قلم سر

تا شام رہا منتظر وقت وہ رن میں
یا اشک کہ جدائی ہوئی شہ کے سر و تن میں

الغرض جب بعد شہادت امام حسینؑ اور غارتگری خیام لشکر یزید پلید اہلبیت اطہار کو سر برہنہ شترہائے بے کجاوہ پر سوار اور عابد بیمار کو طوق و زنجیر پہنا کر راہی شام ناکام ہوئے اُسوقت حصین ملعون نے سر مبارک حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا اور باقی سروں کو اشقیا نے مع سر امام حسینؑ کے نیزوں پر چڑھایا اور اسی طرح وارد بازار کوفہ ہوئے چونکہ حال کوفے کا اسیری اہلبیت میں کمترین لکھے گا بخیال مکرر ہونے کے یہان پر ترک کیا گیا الغرض محلہ ہمنی میں وہ لشکر مع سرہائے شہدائے کربلا اور اہلبیت بے ردا کے پہونچا وہان پر کثرت عرب و عجم کی حضرت زینبؑ نے ملاحظہ فرما کر بالون سے منھ چھپالیا مگر نیچی نگاہ سے چارون طرف بخیال تعمیل وصیت حبیب ابن مظاہر بتلاش فرزند اس شہید کے نگاہ کرتی تھیں کہ ناگاہ نظم

اک غول میں کیا دیکھتی ہیں زینبؑ نالان
اک طفل ہے پھاڑے ہوئے ننھا سا گریبان
روتا ہے یتیمون کی طرح با سر عریان
کچھ ڈھونڈھتا پھرتا ہے ہر اک سمت وہ نادان

جو پوچھتا ہے چہرے پہ کیون خاک ملی ہے ۔۔۔ کہتا ہے چھُری حلق پہ سیّد کے چلی ہے
خدمت مین اُنھین کے مرے بابا ہین سدھارے ۔۔۔ کیا جانے پھرے یا گئے کوثر کے کنارے
آ ان کے سوا کوئی نہین سر پہ ہمارے ۔۔۔ زینبؑ نے صدا دی کوئی اسیر جھے وارے
مظلوم کا بیکس کا مسافر کا پسر ہے ۔۔۔ لوگو یہ حبیب ابن مظاہر کا پسر ہے

مقتل مین وہان ابن مظاہر کا ہے لاشا ۔۔۔ یان پوچھتا پھرتا ہے خبر باپ کی بیٹا
کیون لوگو مقید نہ کرین اسکو جو اعدا ۔۔۔ بن باپ کے بیٹے کو مین دون باپ کا پرسا
حیدر کی ضمانت سے ڈر مجھکو بڑا ہے ۔۔۔ یہ روتا ہے شبیرؑ کو اور شمر کھڑا ہے

ناگاہ ایک سر گردن رہوار مین بندھا ہوا اُس معصوم کو نظر پڑا بوجہ کثرت جراحت اور صدمونکے کئی مرتبہ گردن اسپ سے گر پڑا تھا صورت مبدل ہوگئی تھی شناخت مین اُس معصوم کو تردد ہوا الا بغور جب دیکھا تو خیال کیا کہ چشمہائے سر اطہر سے اشک جاری ہین تب اُس معصوم نے رو کر کہا اے سر تیرا رونا مجھکو بیتاب کرتا ہے براے خدا سچ بتا

نظم

بیجا ترا رونا نہ تڑپنا مرے جی کا ۔۔۔ تو سر مرے بابا کا ہے یا اور کسی کا
اے سر تجھے کیون گردن رہوار مین باندھا ۔۔۔ کیا نیزے کے قابل بھی نہ سمجھے تجھے اعدا
شبیرؑ کا سر ہو تو بجا لاؤن مین مجرا ۔۔۔ زینبؑ نے ندا دی کہین مُردا بھی ہے بولا
وہ نیزے پہ اسوار سکینہ کا پدر ہے ۔۔۔ بن باپ کے بچے یہ ترے باپ کا سر ہے

نیزے کی سواری جو نہ پائی تو نہ پائی ۔۔۔ ممتاز تہ عرش ہین حضرت کے فدائی
جاتی ترے گھر پُرسے کو مین غم کی ستائی ۔۔۔ پر جاتی ہون بندی مین پیمبرؐ کی دُہائی
جیتی ہوئی گر شام سے یان آؤنگی پیارے ۔۔۔ رنڈسالہ تری مان کو مین پہناؤنگی پیارے

یہ سُنتے ہی آنکھون سے نہ کچھ پھر نظر آیا ۔۔۔ اک سنگ اُٹھا کر سر ظالم پہ لگایا
اور باپ کا سر کھول کے کرتے مین چھپایا ۔۔۔ عابدؑ کو سکینہؑ نے تڑپ کر یہ سُنایا
مجھکو بھی یوہین قبلۂ دکعبہ سے ملا دو ۔۔۔ اچھے مرے بھیا مجھے سر باپ کا لا دو

ہم کوئی نہیں غیر سرشتے کے ہیں مختار
ہم دیکھ بھی سکتے نہیں ایسے ہیں گنہگار
ہر بار چڑھاتے ہیں اسے نیزے پہ خونخوار
کیا شاد ہے سر باپ کا لیکر یہ خوش اطوار

یا تو مجھے ظالم سر شاہ شہدا دے
یا میرا بھی سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھا دے

ناگاہ سر اُس بچے سے لینے لگے بدذات
زلفوں کو کوئی کھینچتا تھا اور کوئی ہاتھ
مچھلی کی طرح لوٹتا پھرتا تھا وہ ہیہات
اور پھر تک تک دیکھتا تھا جانب سادات

کہ ہے کوئی ایذائیں غریبوں نے سہی تھیں
اونٹوں پہ بندھے ہاتھوں سے سر پیٹ رہی تھیں

اِسطرف اہلحرم ناچار سر پیٹ رہے تھے اور اُسطرف اشقیائے ناہنجار نے سر حبیب ابن مظاہر کا اس معصوم سے لیلیا اور روانہ مکان عبید اللہ ابن زیاد ہو گئے اور وہ معصوم روتا پیٹتا رہگیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

صدقہ حبیب اپنے کا یا شاہ کربلا
اب ہند سے وزیر کو روضے پہ لو بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت حضرت وہب یکے از انصار جناب امام حسینؑ

کیا وہب کو رتبہ ملا یا رو تھیں واللہ | موروثی شہنشاہوں سے بہتر بنا نوشاہ

آگاہ ہوں مومنین قدر و منزلت جناب امام حسینؑ سے اور فدا کریں جانیں اپنی اُس مظلوم پر تو بجا ہے کہ جس سے عزیز نہ کیا فرزند اپنے کو رسول خدا نے چنانچہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا مجمع احباب میں رونق افروز تھے اور جناب امام حسینؑ زانوے راست پر اور ابراہیم فرزند آپ کے زانوے چپ پر بیٹھے تھے اور جناب خاتم نبوت بوفور محبت کبھی اپنے نواسے حسینؑ کو اور کبھی اپنے فرزند دلبند ابراہیم کو پیار کرتے تھے اسی عرصے میں پیک رب جلیل یعنی حضرت جبرئیل نازل ہوے آسمان سے اور عرض کی کہ اے فخر خلیل و اسمٰعیل رب جلیل نے بس از تحفۂ سلام یہ کلام ارشاد فرمایا کہ ہماری قدرت کاملہ کو تمھارے پاس دونوں فرزندوں کا رکھنا منظور نہیں ہے لہذا ان ہر دو صاحبزادوں میں سے جو زیادہ پیارا ہوئے اُس دوسرے کو فدا کر کے ہماری قدرت کے درائے عاطفت میں بھیجو باستماع اس حکم قضا شیم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اپنے فرزند ابراہیم کے بکمال حسرت دیکھکر آبدیدہ ہوے اور بعد ازاں سمت پارۂ جگر حسینؑ کے نگاہ کر کے اشک رواں فرمائے اور بہ جواب پیام رب کریم جبرئیل سے ارشاد کیا کہ اے اخی عرض کرنا میری طرف سے درگاہ میں میرے پروردگار کی کہ بعینہ تیر اسمٰعیل ارشاد پر بدل وجان موجود ہے اور ابراہیم اپنے فرزند کو

حسینؑ پر تصدق کر کے نذر کرتا ہون لیکن مفارقت حسینؑ مجھکو منظور نہین ہے فرماتے ہین ابن عباس کہ بعد اس واقعہ کے تین روز گذرے تھے کہ حضرت ابراہیم نے انتقال کیا پس اُس روز سے جناب رسولخداؐ جب حضرت امام حسینؑ کو آتے ہوئے دیکھتے تھے تو دونون ہاتھ پھیلا کر چھاتی سے لگا لیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ فدا ہو جان میری اُسپر جسپر فدا کیا مین نے فرزند اپنے ابراہیم کو حضرات اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے کہ جس پر پیمبرون نے اپنی اولاد کو قربان کیا ہو اب بعض صاحب اس امر کا خیال فرمائینگے کہ وہ نانا اور یہ نواسے تھے اور جناب فاطمہؑ زہرا رسولخداؐ کو بہت پیاری تھین بوجہ خاطر شکنی اُس معصومہ کے جناب رسولؐ مقبول نے داغ فرزند اپنے اوپر گوارا کیا چنانچہ یہ امر نہین ہے بلکہ مومنین آگاہ ہون کہ یہ امر صرف آپ لوگون کی مغفرت کے واسطے اس حبیب رب العالمین نے گوارا کیا کیونکہ اگر امام حسینؑ کو آپ ابراہیم پر قربان کرتے تو کربلا مین مع یار و انصار کون شہید ہوتا اور بخشش گنہگاران کی سبیل کیونکر نکلتی علاوہ شیعیان حسینؑ ابن علیؑ نے بھی اکثر اپنی اولاد اس مظلوم کے اوپر نثار کرنے مین دریغ نہین کیا چنانچہ روایت مین لکھا ہے

نظم

عاشورہ کو اعدا ہوئے جب رن مین صف آرا	گھوڑون سے وہ میدان ستم بھر گیا سارا
تلوارون سے روکا گیا دریا کا کنارا	گھاٹون پہ بھی ممکن تھا نظر کا نہ گزارا
اک حشر تھا کثرت تھی یہ افواج لعین کی	صورت نظر آتی نہ تھی میدان کی زمین کی
ناگاہ اُدھر جنگ کے باجون کا ہوا غُل	آیا سر میدان پسر صاحب دُلدُل
عباسؑ نے کھولا علم دین بہ تجمل	نعرون سے دلیرون کے ہوا رن کو تزلزل
تھا تیغ بکف شیر اقبال محمدؐ	گلگون تھا شجاعت سے رخ آل محمدؐ
اس شان سے آئے جو قریب صف اعدا	فرمانے لگے تب یہ شہ یثرب و بطحا
کہتا ہے مجھے کچھ عمر سعد ہے کس جا	یہ سنتے ہی وہ بانی شر فوج سے نکلا
ہر چند کہ دشمن تھا شہ عرش نشین کا	بیساختہ سر جھک گیا مجرے کو لعین کا

اسوقت سرور عالم نے اُس ظلم سے فرمایا کہ اے عمر بن سعد لالچ متاع دنیا مین عقبیٰ کا وبال اپنے سر پر نہ لے مین مہمان ہون کسی ملت و مشرب مین مہمان پر میزبان ظلم و ستم نہین کرتے یہ مال و متاع کچھ کام نہ آویگا بیت

تشویش نہ کر لشکر ظلم سے جدا ہو
منظور ہے جنت تو جہنم سے جدا ہو

ہادی دین ہون رحم آتا ہے تجھپر مجھے ہربار
للہ نہ ہو خون مین سید کے گرفتار
نفرین کرینگے تجھے گر احمد مختار
واللہ ٹھکانا نہ لگے گا کہین زنہار

ہر دم بغضب خالق اعظم مین رہے گا
پھرتا بہ ابد قعر جہنم مین رہے گا

حضرت کا سخن سن کے یہ بولا وہ ستمگر
وان گھر مرا لُٹ جائیگا یا سبط پیمبر
شہ نے کہا ہم دینگے مدینہ مین تجھے گھر
وہ گھر کہ جو ہوئے ترے گھر سے کہین بہتر

مرجائیگا جب چھوڑ کے اُس گھر کو جہان مین
ہم قصر دلا دینگے تجھے باغ جنان مین

بولا یہ جگر بند پیمبر سے وہ سفاک
لے لینگے زراعت مری اور سب ہی املاک
فرمایا کہ ہم ابر کرم ہین تہِ افلاک
جاگیر وہ دینگے کہ بہت ہوگا فرحناک

زر دینگے تجھے دین کی دولت تجھے دینگے
سر سبز رہے گا وہ زراعت تجھے دینگے

ہر چند سخن حجت حق کے تھے اثر دار
لیکن کسی صورت سے نہ پگھلا دل غدار
منھ پھیر کے ایمان سے ہٹا جب وہ ستمگار
شہ نے کہا بے دین نہ بخشے تجھے غفار

یہ سنگدلی حشر مین جب یاد کرون گا
ظالم مین خدا سے تری فریاد کرونگا

یہ ارشاد فرما کر آقائے نامدار خیمۂ اطہر کی طرف واپس آگئے اور دونون طرف سے محاربہ جدال و قتال شروع ہو گیا بیت

برسا یہ لہو تیغ سے ہر تشنہ دہن کی
اکدم مین زمین رشک چمن بنگئی رن کی

چمکے ہوئے تھے نجت رسا کے جو ستارے
اصحاب کے پہلو ہوئے میدان مین اُتارے
حملون سے نہ ما ظلم ہوا دریا کے کنارے
پامال صفین کر کے گرے پیاس کے مارے

سینون سے بس پشت سنانین نکل آئین ۔ مرتے ہوے ہونٹون سے زبانین نکل آئین

الغرض اگر تمام انصار کا ذکر کرتا ہون تو طول ہوتا ہے اور جو غرض تمہید مین عرض کی گئی ہے رہجاویگی کیونکہ سابق مین گزارش ہوا ہے کہ بعض صاحب قربانی حضرت ابراہیم کو بوجب ملال جناب فاطمہ تصوّر کرینگے اے حضرات جو اوپر بیان ہوا ہے کہ شیعیان حسینؑ بھی اپنی اولاد کو اس مظلوم پر قربان کرنے مین دریغ نہین کرتے چنانچہ ان مین سے ایک مومنہ کا ذکر کرتا ہون اگرچہ ظاہر ہے کہ بمقابل مردون کے عورتون کا دل نہایت نرم ہوتا ہے اور خاصکر بمقابلہ فرزند کے کسی شے کو عزیز نہین رکھتین لیکن قربان ہو جان شیعون کی مادر بزرگوار حضرت وہب پر حالانکہ ابھی کل دو ہفتہ شادی فرزند کو گزرے تھے کہ مع زوجۂ فرزند ارجمند اپنے گھر کو جاتی تھین جب اثناے راہ مین حال ظلم وستم اشقیا اور پر فرزند مصطفےٰ کے سُنا تو کربلا مین آئین نظم

یہ معرکہ دیکھا تو نہایت ہوئی مضطر ۔ مان وہب کی تھی شیفتۂ آل پیمبرؐ
روکر کہا بیٹے سے کہ اے وہب دلاور ۔ نرغہ مین گھرا ہے مرا آقا مرا سرور
برباد کی سب آب احمد مختار کے گھر کی ۔ سب فوج کٹی جاتی ہے زہرا کے پسر کی
آگاہ ہو اے جان تن مادر غمخوار ۔ عاشق ہو نہین فرقت تری دم بھر کی ہو دشوار
تجھ سے ہے علاقہ تجھی سے ہے سروکار ۔ پر آج ترا دھیان مجھے کچھ نہین زنہار
غربت مین کلیجہ سے جدا کرتی ہون تجھکو ۔ مین لعل پہ زہرا کے فدا کرتی ہون تجھکو
اے نور نظر دیکھ تو حال شہ ذی جاہ ۔ کس دکھ مین گرفتار ہے فرزند ید اللہ
ہوتا ہے بس اب خاتمہ فوج شہنشاہ ۔ ہان باندھ کمر گلشن فردوس کی لے راہ
لڑ فوج ستم سے شہ دلگیر کے بدلے ۔ ہان برچھیان کھا حضرت شبیرؑ کے بدلے

گو اُس طرف فوج کثیر ہے اسکا خیال نہ کرنا تیرا حامی حضرت شبیرؑ ہے اگر دشمنان حسینؑ بن علی کو مار کر لاشون کے انبار لگادے تو اپنا دودھ بخشدون یہ مرنا حیات ابدی ہے جو آج مریگا وہی شہید راہ صمدی ہوگا اگر تو بھی شہید ہوا تو جناب رسول خدا پیغمبر ہدایت شفاعت

پائیگا علی سے ساغر کوثر ہاتھ آئے گا شبیر بھیجا ہی سے لگا ئینگے جناب شبیر تجھکو بھائی فرمائینگے پس یہ سُنکر

نظم

مادر سے کہا وہبؑ نے سُن کر کے یہ تقریر
سو جان سے نثار قدم حضرت شبیرؑ

سمجھوں قلم عفو جو سینے پہ لگین تیر
ہے خط شفاعت مرے حق مین خط شمشیر

آئی یہ صدا جو ترا رُتبہ ہو وہ کم ہے
اے وہب شہیدوں مین ترا نام رقم ہے

مادر نے جو پایا اُسے مرجانے پہ تیار
خوش ہو کے پھری گرد محبت سے کئی بار

غازی نے سجے جسم پہ جب جنگ کے ہتھیار
رو رو کے یہ کی عرض کہ اے مادر غمخوار

اب یہ نہیں اُمید کہ جیتے پھرین رن سے
گر آپ کی مرضی ہو تو مل آئیں دُلھن سے

کیونکہ وہ مضطر و حیران ماں باپ کو چھوڑ کر میرے ساتھ آئی ہے نہ اسکی بہن یہاں ہے نہ بھائی ہے بجز اسکے اب کسی کا مجھے دھیان نہیں ہے

بیت

اوقات بسر ہوگی سدا سینہ زنی مین
کیا گزرے گی بیوہ پہ غریب الوطنی مین

ماں بولی مری جان یہ سب سچ ہے بجا ہے
کیا تیری محبت اُسے مجھ سے بھی سوا ہے

نبھ جائیگی ہر طرح تردد تجھے کیا ہے
جنگل ہو کہ بستی ہو مددگار خدا ہے

تو جنگ مین جا کر ہو شریک ابن علیؑ کے
دُکھ درد مین ہم ساتھ ہین ناموس نبیؐ کے

ہمسر بھی وہ گزریگی جو کچھ گزرے گی اُن پر
لُٹ جائینگے ہم بھی جو لٹا فاطمہ کا گھر

ہم بھی ہوئے محبوس حرم قید ہوئے گر
زینبؑ کا کُھلا سر تو ہمارا بھی کُھلا سر

اس دُکھ مین جُدا ہون یہ گوارا نہیں بیٹا
ہم آل محمدؐ سے زیادہ نہیں بیٹا

اے وہب مین جانے کو منع نہیں کرتی مگر اس امر کو یاد رکھ کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین خصوصاً تیری زوجہ ابھی ناتجربہ کار ہے شاید روکے تو ہرگز اُسکا کہنا نہ ماننا دامن پکڑے تو چھڑا لینا ایسا نہو کہ بنا ہوا کام بگڑ جائے سبحان اللہ کیا حوصلہ تھا اس غلام حضرت قاسمؑ کا

نظم

یہ سُن کے کہا وہبؑ نے ماں سے بہ تبسم
اے والدہ نافہم مجھے سمجھی ہو کیا تم

ناحق ہے یہ تشویش یہ دھڑکا یہ توہم
سیفین بھی جو رہین گی تو پھر ہم نہ رہینگے
وہ آنکھ چرائے نہین اشجع ہین جو مردم
گر آپ بھی رد کین گی تو پھر ہم نہ رکین گے

کیون حضرات یاد ہوگا مومنین کو حضرت قاسمؑ کا رخصت ہونا حضرت کبریٰ سے یہ بھی غلام حضرت قاسم اور کنیز حضرت کبریٰ ہین پس مادر بزرگوار اپنے سے نظم

یہ کہکے گیا وان سے دُلھن پاس وہ ذیشان
آج احمدؐ مختار کا گھر ہوتا ہے ویران
رو کر کہا اے مرہم داغ دل سوزان
ہے لخت دل فاطمہؑ کے قتل کا سامان
کہرام ہے خیمہ مین امام دوسرا کے
مقتل سے چلے آتے ہین لاشے شہدا کے

ہے عزم کہ آقا سے رضا جنگ کی لیکر
بخشش کی سبیل اس سے نہوگی کوئی بہتر
مین بھی قدم پاک پہ قربان کرون سر
مہر اپنا مجھے بخش دو اور خلد مین لو گھر
ایمان کا سودا ہے یہ تکرار نہ کیجو
کُبرا کی جو عاشق ہو تو انکار نہ کیجو

کی وہب نے رو رو کے دُلھن سے جو یہ گفتار
قربان مین اور تو بھی نثار شہ ابرار
بولی کہ زہے بخت خوشا طالع بیدار
صدقے مرے مان باپ تصدق مرا گھر بار
اب یان نہ ٹھہر جلد شریک شہدا ہو
لے مہر یہ بخشا مجھے جو شہ پہ فدا ہو

لیکن عوض اسکا ہے یہ اے مرد خوش اطوار
فرمائین شفاعت تری جب احمدؐ مختار
لونڈی ہی کو قیامت مین نہ تو بھولیو زنہار
بے صبر ہے تو [illegible] دیکھیو نہ خبردار
شبیرؑ سے کہکر مجھے بخشائیو صاحب
خود دل مین نہین محو نہ ہو جائیو صاحب

مجبور ہون جائز نہین عورت کا جہاد آہ
ذات احدی میرے عقیدے سے ہے آگاہ
ورنہ مین گلا اپنا کٹاتی عوض شاہ
غربت مین رنڈاپے کا بھی کچھ غم نہین واللہ
ہے فخر کنیزی کا ولی ابن ولی کی
لیجیل مجھے خدمت مین حسین ابن علی کی

کیون حضرات کیا حوصلہ تھا اس کنیز باتمیز کا کہ مطلق اپنے رنڈاپے کا خیال روبرو فرزند خوشخصال نبی ذوالجلال کی تکلیف کے نہ کیا ایسے دوست صادق اور محب واثق اس

سید ابرار کے بین الغرض جب حضرت وہب کی زوجہ نے بخوشی رخصت دی تو نظم

خوش ہوکے چلا وہب حضور شہ ذیجاہ
ڈالے ہوئے گھونگھٹ کو دلھن بھی ہوئی ہمراہ
تھے جلوہ نما پردۂ عصمت سے قرین شاہ
خم ہو گئے خورشید کی تسلیم کو وہ ماہ

بھرے کو جھکی وہب کی مادر بھی ادب سے
منہ ملنے لگی پائے شہنشاہ عرب سے

پھر دست پسر تھام کے وہ مومنہ اکبار
پھرنے لگی گرد پسر حیدر کرار
آقا نے کیا منع تو بولی وہ دل افگار
یہ آپ کا خادم بھی ہے رخصت کا طلبگار

ناچیز ہے جو اس راہ میں مقتول ہو مولا
نادار ہوں ہدیہ مرا مقبول ہو مولا

میں ذرۂ ناچیز ہوں گو نام قمر ہے
صدقے گئی مجھکو ہوس داغ جگر ہے
کچھ اور تو رکھتی نہیں حاضر یہ پسر ہے
فرقت سے مجھے فرزند کی منظور نظر ہے

اولاد کا اسوقت میں کیا دھیان کروں میں
سو ایسے جو بیٹے ہوں تو قربان کروں میں

شہ نے کہا دے تجھکو جزا خالق اکبر
یہ داغ بڑھاپے میں غضب ہوتا ہی مادر
نوشاہ ہے خوشرو ہے جوان ہے ترا دلبر
رحم آتا ہے مرنے کی رضا دوں اسے کیونکر

تیرا بھی ہے غم تیری بہو کا بھی الم ہے
یہ تازہ دلھن رانڈ جو ہووے تو ستم ہے

کی عرض دلھن نے شہ والا سے کہ یا شاہ
میں اپنے رنڈاپے پہ رضامند ہوں واللہ
لیکن مری اک شرط ہے اے فاطمہ کے ماہ
اقرار یہ کرلیں تو سدھاریں سوے جنگاہ

الطاف امام دوجہان کم نہیں مجھکو
جب آپ سا شاہد ہو تو کچھ غم نہیں مجھکو

بولا وہ کہ اقرار میں کب ہے مجھے انکار
شاہد رہیں اس امر کے آپ اے شہ ابرار
جب خلد میں گھر دینگے مجھے احمد مختار
بے اسکے جو اس قصر میں جاؤں تو گنہگار

شہ نے کہا معنی ہیں یہی مہر و وفا کے
تم دونوں کو لیجائینگے ہم خلد سے آکے

بولا وہ تب [illegible] شاہ یہ جھک کر وہ دلاور
یہ لونڈیاں ہیں آپ کی یا سبط پیمبر
[illegible] میری بی نہ ہونگی کبھی باہر
لیجا کے بٹھا دیجیے انھیں خیمہ کے اندر

زوجہ ہے مری فاطمہ کبریٰ کے حوالے | مادر ہے مری دختر زہرا کے حوالے
کہکر یہ سخن آخری مجرا کیا اکبار | گردان کے دامن کو ہوا گھوڑے پہ اسوار
رونے لگے گردن کو جھکا کر شہ ابرار | مان نے کہا اللہ نگہبان مرے دلدار
بگڑونگی اگر منھ صف دشمن سے پھر گیا | مین دودھ نہ بخشونگی اگر رن سے پھر گیا

یہ سُن کے وہ جرار بصد شوکت وقار بمقابل لشکر کفار آیا اول رجز پڑھکر سب کو اس طرح پر سُنایا کہ اے ملعونون فرزند پیمبر کو مت ستاؤ خدا کا خوف کھاؤ اُس وقت شمر ملعون نے کہا کہ اے وہبؓ اپنی زوجہ پر رحم کر اپنی جوانی کو برباد نہ کر پس اب اس ملعون کے حضرت وہبؓ نے فرمایا کہ او ملعون

بیت

بچپن سے غلام پسر شاہ نجف ہون | حق ہے مرے ہمراہ کہ مین حق کی طرف ہون

پس اسوقت مجھکو بمقابل نوجوانی حضرت قاسمؑ و علی اکبرؑ اپنی نوجوانی کا اور بمقابل رنڈاپے شہزادی کونین حضرت کبریٰ رانڈ ہونے اپنی زوجہ کا کیا غم ہے جب دیکھا اُس لعین نے کہ وہبؓ کو ایک رتی خیال اپنی زوجہ اور مان کا نہین ہے تب

نظم

بڑھکر صف دشمن سے کہا شمر نے اکبار | اے وہبؓ یہ مانا کہ ہے تو صفدر جرار
سر بر ہو پر اس فوج سے یہ امر ہے دشوار | ہو جائیگا تلوارون سے ٹکڑے دم پیکار
رحم آتا ہے تجھ پر کہ بہادر ہے حسین ہے | افسوس شہ دین کو تری قدر نہین ہے
سرداروں کو ملتے ہین کہان ایسے دلاور | زیبا ہے ترے واسطے سرداری لشکر
جان اپنی نہ دے چھوڑ طرفداری سرور | دانا ہے یہان آکے مین خصلت ...
دو روز سے ممکن نہین پانی نہ غذا ہے | بیکس کی رفاقت مین بھلا ... کے کیا ہے
حال حُر غازی سے تو سب لوگ ہین آگاہ | کیا نام تھا اس فوج مین اور کیا حشم و جاہ
حاکم سے بنی ہوکے گیا جب طرف شاہ | پانی بھی اُسے وان نہ میسر ہوا واللہ
سمجھا تھا کہ شبیرؑ کی سرکار بڑی ہے | لے دیکھ وہ بے گور و کفن لاش پڑی ہے

کیون اپنی جوانی کو عبث کرتا ہے برباد
واللہ بڑھاپے مین یہ مادر پہ ہے بیداد
سنتا ہون کہ ہے ساتھ دلہن بیکس و ناشاد
بندھ جائینگے ہاتھ اسکے سن مین یہ رہے یاد
کچھ فکر کر ایسی کہ وہ بے آس نہ ہووے
نامرد ہے عزت کا جسے پاس نہ ہووے

وہ نہر پہ خیمہ ہے ادھر شوق سے آکے
پردے مین بٹھا مان کو دلہن کو بھی بٹھا کے
جھونکے چلے آتے ہین ترائی سے ہوا کے
برباد نہ ہو ساتھ امام دوسرا کے
بدخواہ نہین حاکم شام اور کسی کا
قاتل وہ اگر ہے تو حسینؑ ابن علیؑ کا

[illegible] جو [illegible] یہ کلام اُس بدانجام کے وہب نیکنام نے سُنتے غصہ سے بدن کانپ گیا صمصام لیکر آگے بڑھا اور فرمایا **بیت**

ناقدر بتاتا ہے امام دوجہان کو
کیون بانی شر چھید دون نیزے سے زبان کو
تعریف مری مکر سے کرتا ہے تو ہر بار
ادنیٰ سا ہون اک مین بھی غلام شہ ابرار
لازم ہے ثنائے پسر حیدر کرار
چھوڑون شہ دین کو تو ملے خلعت زرتار

نافہم نہین جو ترے کہنے پہ چلون مین
خلعت تو ہے کیا تخت طلائی بھی نہ لون مین
کی تونے تو ثابت حر غازی کی برائی
بتلا تو کسی نے بھی ہے توقیر یہ پائی
واللہ اسے کہتے ہین قسمت کی رسائی
روح اسد اللہ جسے لینے کو آئی

کیا غم ہے جو پایا نہ کفن اہل وفا نے
حلے دیے فردوس مین آج اسکو خدا نے
منصب حر غازی کا مین لون کیون ستم آرا
نامرد یہ ذلت مجھے کب ہوگی گوارا
جس عہدۂ برتر سے کیا اسنے کنارا
لعنت تو کرین فخر ہو وہان دخل ہمارا

ناری تو ادھر خلد کے گلزار مین پہونچے
اک جسکا ہو فردوس مین وہ نار مین پہونچے
باطل کا طرفدار تو یون حق کی طرف آئے
کعبہ مین جو رہتا ہو وہ ویرانہ مین جائے
دوری ہو جسے وہ تو حضوری کا شرف پائے
جو بندۂ درگاہ ہو مردود وہ کہلائے

باغی تو ہوا خواہ امام مدنی ہو
آئے وہ شیاطین مین کہ جو جنتی ہو

جو خار ہو وہ گل ہو جو گل ہو وہ بنے خوار — بیمار شفا پائے مسیحا رہے بیمار
عاصی کی خطا عفو ہو ناجی ہو گنہگار — ناری ہو رہا نار سے نوری ہو گرفتار
دشمن سے وفا اہل مروت سے دغا ہو — ذرہ ہو قمر مہر جہاں تاب سہا ہو

یہ فرما کر ارشاد کیا کہ او شقی مین تیرے مکر کی باتون مین نہین آنے کا ہنوز یہ گفتگو رد و بدل ہو رہی تھی کہ مادر وہبؒ نے باآواز بلند بیتاب ہو کر فرمایا **بیت**

کونین مین اس شمر کا اللہ برا ہو — لالچ اُسے دیتا ہے کہ حضرت سے جدا ہو
جھنجھلا کے یہ بیٹے کو پکاری بدل زار — باتون کا یہ ہنگام ہے کیون لے مرے دلدار
غیرت سے موئی جاتی ہو مین بیکس و ناچار — پہلے اسی مکار سے لڑ کھینچ کے تلوار
تاخیر نہ کر کاٹ لے سر تن سے شقی کا — قاتل ہے یہی سبط رسولؐ عربی کا
جب وہب دلاور نے سنی ماں کی یہ تقریر — جھپٹا طرف شمر لعین کھینچ کے شمشیر
رخ پھیر کے میدان سے بھاگا صفت تیر — لشکر مین دھنسا تیغ بکف عاشق شبیرؑ
بارش ہوئی بجلی کے چمکتے ہی سرون کی — بدلی جو ہوا اُڑ گئی بدلی سپرون کی

الغرض اسی طرح حضرت وہب نے تلوار علم کر کے بہت سے کفار کو تیغ بے دریغ سے فی النار کیا اور تمام اشقیا تاب مقاومت اس جرار کی نہ لا کر **نظم**

میدان سے لگے بھاگنے ڈر ڈر کے جو ناری — خیمہ کی طرف وہبؒ نے دیکھا کئی باری
ماں چند قدم بڑھ کے یہ اُسوقت پکاری — دم انکو نہ لینے دے مرے جان مین واری
نصرت کی دعا اہل حرم کرتے ہین بیٹا — تعریف تری شاہ امم کرتے ہین بیٹا
حملے جو کیے فوج پہ صفدر نے برابر — نیزہ کہین کھایا کہین برچھی کہین خنجر
زخمون سے ہوا چور سراپا وہ دلاور — [illegible]
پالے مین لعینون کے وہ [illegible] — [illegible]
سنتا تھا ابھی وہبؒ جری ماں کی یہ تقریر — جو دو [illegible] علم کی شمشیر

چلا کے پکارا کہ نثار سر شبیرؑ | دیکھا جو ادھر پھر کے تو ماں کے یہ لگا تیر
بیدست سزا دے نہ سکا دشمن دین کو | جھنجھلا کے پٹکنے لگا ماں نے جبین کو

جس وقت مادر وہبؓ نے یہ احوال پر ملال اپنے نونہال کا دیکھا تو ایک چوب خیمہ اٹھا کر طرف فوج اشقیا کے دوڑی اُس وقت حضرت وہبؓ نے آواز دی کہ اے مادر مہربان برائے خدا یہاں نہ آنا تب اُس نیک بخت نے کہا۔ بیت

حق اُلفت زہرا کا ادا کرنے دے بیٹا | شبیرؑ پہ سر مجھکو فدا کرنے دے بیٹا

جس وقت جناب امام مظلوم نے یہ حال اُس مومنہ کا دیکھا ہاتھ اُٹھا کر اُس کے حق مین دعائے مغفرت فرمائی اور نظم

پھر رو کے پکارے یہ شہ یثرب و بطحا | اے شیفتۂ ابن علیؑ عاشق زہراؑ
عورت کو نہیں حکم وغا کرنی سے پھر کیا | تجھکو شہ مردان کی قسم رن سے چلی آ
جنت مین ثمر اِس تری اُلفت کا ملے گا | واللہ کہ اجر شہادت کا ملے گا

فرمانے سے حضرت کے پھری وہ جگر افگار | وان دل پہ سنان کھا کے گرا شاہ کا غمخوار
آنحضرت نے بی بی زینبؑ سے کہا دوڑ کے اک بار | اے بنت علیؑ قتل ہوا وہب وفادار
وان حبل ظفر ٹوٹا ہے غم کھاتے ہین شبیرؑ | لاشے کے اُٹھانے کے لئے جاتے ہین شبیرؑ

سُنکر یہ خبر سب بیبیان رونے لگین ساری | اور نکلی دُلھن وہبؓ کی کرتی ہوئی زاری
روکا جو حرم نے تو وہ بیکس یہ پکاری | اے بیبیو جانے دو مین لونڈی ہون تمھاری
روکو نہ کہ دم گھٹتا ہے گھبرائی ہون لوگو | دولھا سے مین رخصت کیلئے جاتی ہون لوگو

یہ کہکے جو مقتل مین گئی کھولے ہوئے سر | دیکھا کہ تڑپتا ہے زمین پر وہ دلاور
خون روتے ہین زخم تبر و نیزہ و خنجر | ٹکڑے ہے جبین چاک ہے سب سینۂ انور
اوصاف زبان پر ہین امام ازلی کے | سب پر یہ صدا ہے کہ نثار ابن علیؑ کے
دولھا کو دلھن نے جو سسکتا ہوا پایا | منہ پیٹ لیا خون دل آنکھون سے بہایا

نوشاہ کا سر زانو پہ رکھکر یہ سنایا
ہے ہے مری غربت پہ تمھیں رحم نہ آیا
رخصت کو یہ آوارہ وطن آئی ہے صاحب
آنکھوں کو تو کھولو کہ دلھن آئی ہے صاحب

لکھا ہے کہ روتی تھی ابھی وہ جگر افگار
جو شمر نے خادم کو اشارہ کیا اک بار
افسوس ستمگر نے کیا گرز کا اک وار
سر پھٹ گیا تیورا گئی وہ بیکس و ناچار
خون اسکے کھلے بالون سے ٹپکا جو بدن پر
چلائی کہ قربان مین قاسم کی دلھن پر

منہ کرکے بقیعہ کی طرف اُسنے پکارا
یا فاطمہؑ جلد آکے خبر لیجے خدارا
لونڈی نے بھی سر آپ کے فرزند پہ وارا
مقتل سے یہ زہرا کی صدا آئی قضارا
تشویش مصیبت مین ہے گھبرائی ہون بیٹی
جنت سے ترے لینے کو مین آئی ہون بیٹی

دی یہ جو صدا دختر محبوب خدا نے
مظلوم دلھن مر گئی دولھا کے سرھانے
کی آہ ادھر سبط رسولؐ دوسرا نے
یان وہبؓ کو بھی ذبح کیا اہل جفا نے
آتے ہوئے دیکھا جو شہ جن و بشر کو
حضرت کیطرف پھینکدیا کاٹ کے سر کو

مادر نے پسر کے سر پر خون کو جو پایا
دوڑی گئی اور خاک سے ہاتھون پہ اُٹھایا
خون پونچھ کے بوسے لئے آنکھون سے لگایا
پر یہ نہ کہا منہ سے کہ ہے ہے مرا جایا
نے روئی نہ رومال رکھا دیدۂ نم پر
لیجا کے وہ سر ڈالدیا شہ کے قدم پر

پایا جو سر وہبؓ نے قرب قدم شاہ
دی بخت نے آواز کہ المنت للہ
سر پیٹ کے روئے حرم سید ذیجاہ
حضرت نے کہا واہ مرے شیر جوان واہ
پوچھے مرے دل سے کوئی جو تونے وفا کی
اے وہبؓ دلاور تجھے رحمت ہو خدا کی

رویا جو یہ کہہ کے ید اللہ کا پیارا
مادر نے وہ سر لیکے سر شاہ پہ وارا
پھر پھینک کے اسکو سوئے فوج ستم آرا
اُن کانپتے ہاتھون کو اُٹھا کر یہ پکارا
فرزند نہ سمجھو اسے مجھکو کہ جلی کا
صدقہ ہے یہ مظلوم حسینؑ ابن علیؑ کا

ہے آرزو وزیر کی اے سید ذیجاہ
نوشاہ جہان ہوئے دین مین بھی ہون واللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر اسماے بہتّر رفقا و اٹھارہ بنی فاطمہؑ مع اسم و شہادت آن انصاران و عزیزان مظلومان کربلا

کُل فوج مین مولا کے یہی ماہ لقا تھے	اٹھارہ عزیز اور بہتّر رفقا تھے

راویان دو وفادار و جان نثاران سیّد ابرار اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے کہ اے گروہ مومنین یاری اور نصرت کرو تم خدا اور دین برحق خدا کی جیسا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم نے فرمایا ہے اپنے حوارین سے کہ کون ہے تم مین سے کہ یاری اور نصرت کرے دین خدا کی اور اُنھون نے جواب نہ دیا تب ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل سے اور ایک گروہ منحرف ہوا اور بقدرت خدا غالب ہوا گروہ دیندار اوپر فرقہ گمراہ کے پس لازم ہے ہر مومن کو کہ پابندی کرے راہ دین حق خدا جو کہ دکھائی ہے ہمکو ہمارے رسول برحق نے اور پرہیز کرے مکر اور تزویر شیطان سے کہ وہ مسلّط نہو ہمارے نفسون پر چنانچہ خیال کرو کہ کیسی کیسی نصرت اور جان نثاری کی ہے مجاہدین نے ہمراہ جناب رسولخدا اور علی مرتضےٰ کے اور کیسی کیسی لڑائی جنگ احد و صفین و حنین مین لڑے کہ جنکے ذکر کتبہاے مبسوطہ مین تحریر ہین مگر یار و انصار جیسے کہ جناب امام حسینؑ کے تھے ایسے اصحاب باوفا کسی نبی اور پیغمبر اور امام کو نہین ملے چنانچہ تحریر ہے کہ آپکے اصحاب سب عالم اور عابد اور زاہد و عارف تھے اور نہین سے بعض اصحاب جناب امیرالمومنین کے وقت سے تھے کہ دل انکے محبت سے جناب شاہ کلگشتؑ اور سید الشہداؑ کے بھرے ہوے تھے نظم

کیا فوج حسینی میں جوانان حسین تھے — کیا زاہد و ابرار تھے کیا صاحب دین تھے
آگاہ دل و اہل وفا اہل یقین تھے — سب غنچہ دہن مہر لقا ماہ جبین تھے
ایک ایک کے مرقد پہ فدا ہوتی ہے زہرا — ایسے تھے جنھیں آج تلک روتی ہے زہرا

دنیا کی نہ خواہش تھی نہ کچھ فکر زر و مال — تھی دولت فقر اسکے لئے حشمت و اقبال
نہ یاد وطن تھی نہ انھیں اُلفت اطفال — شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشحال
منظور یہ تھا جی سے گزر جائیے پہلے — اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائیے پہلے

مست مے عرفان تھے وہ سب عاقل و ہوش — تھی غیر خدا سب کی انھیں یاد فراموش
دنیا سے بری بار علائق سے سبکدوش — دل یاد الٰہی میں جو یون دیکھو تو خاموش
ہر دم سر تسلیم تھا درگاہ خدا میں — بڑھتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا میں

حتے کہ جناب امام حسینؑ مع اہلبیتؑ اطہار و یاور و انصار داخل کربلائے معلےٰ ہوئے انشاء اللہ تعالی حال ناصران حسینؑ آگے عرض کرونگا اس مقام پر تھوڑا سا حال اس امر کا بیان کرنا ضرور ہے کہ بپاس خاطر اصحاب کبار جناب امام حسینؑ نے خیمہ برپا فرمایا اور واسطے خلعت قبور ان ذی شعوروں کے تجویز خرید زمین میں مصروف ہوئے چنانچہ روایت ہے کہ بوقت داخلۂ کربلا امام کون و مکان نے بقدرت الٰہی اپنا مرقد پہچان لیا اور وہین پر ذوالجناح سے فروکش ہوے اور بہ پیروی اپنے آقا اور پیشوا انصار ہمراہی نے بھی نظم

باندھی لگام غازیوں نے نیزے گاڑ کے — اور فرش زین پوش کیا گرد جھاڑ کے
جنگل بسایا چرخ نے بستی اُجاڑ کے — بولے علیؑ کفن کا گریبان پھاڑ کے
جنگل میں اہلبیتؑ رسالت کا گھر ہوا — آخر مرے حسینؑ کا لوگوں سفر ہوا

القصہ اُتری ناقے سے بنت شہ عرب — اور ہاتھوں ہاتھ لیگئے آل رسول سب
اس قاعدہ کو بھول گیا چرخ بے غضب — غرّہ تلک یہ پردہ تھا زینب کا اور ادب
دسوین کو بال کھولے ہوئے ننگے سر پھری — تن میں پھری رسن میں بندھی دربدر پھری

مسند پہ یان بٹھا کے بہن کو شہ ہدیٰ — کرسی بچھا کے بیٹھے قریب حرم سرا
تھے دست بستہ گرد جوانان باوفا — لے لے کے نذرین آئے زمیندار کربلا

استادہ فرط شوق سے شبیر ہو گئے — نذرون پہ ہاتھ رکھ کے بغلگیر ہو گئے

المختصر سید کونین بادشاہ مشرقین نے زمینداران کربلا کو باعزاز و اکرام قریب اپنے بٹھایا اور گفتگوئے خرید زمین کرنے لگے بجواب ارشاد امام عالیمقام اُنھون نے عرض کی **بیت**

ابن ابو تراب سے پیاری زمین نہین — پر یہ زمین لائق سلطان دین نہین

اے پیشوائے دوجہان غریب خانہ حاضر ہین یہ مقام خوفناک ہے جو نبی یا پیغمبر یہان پر آئے ہر ایک نے دُکھ اُٹھائے چنانچہ **نظم**

پاؤن پہ صدمہ سنگ کا آدم اُٹھا گیا — پتھر پہ گر کے یان سے خلیل خدا گیا
کشتی پہ نوحؑ کی یہان طوفان آگیا — پر سُنتے ہین کہ آپ کا بابا بچا گیا

شہ بولے سرنوشت مین کب فرق ہوئیگا — اب یان جہاز آل نبی غرق ہوئیگا

القصہ بعد دینے قیمت کے شہید کربلا نے ارشاد فرمایا کہ بیعنامہ تحریر کرو اسی عرصہ مین **نظم**

مرقوم ہو رہا تھا قبالہ کہ ناگہان — خیمہ سے اک زن عربیہ ہوئی عیان
سر تا قدم نقاب مین سارا بدن نہان — پر اس پہ بھی حیا سے لرزتے تھے استخوان

بیتاب ہو کے الفت اسبر مین آئی تھی — راوی نے ہے لکھا کہ وہ زہرا کی جائی تھی

اُنکر بلائین کان مین بھائی کے کچھ کہا — اور جلد یون چُھپی کہ نہ سایہ نظر پڑا
کرسی سے یان تڑپ کے گرے شاہ کربلا — عباسؑ نے تڑپ کے کہا بھائی کیا ہوا

کیا تم سے کہہ گئی یہ نواسی رسولؐ کی — مولا بتاؤ تم کو قسم ہے بتولؑ کی

شہ بولے بھائی دی ہے یہ زینبؑ نے [illegible] — بھیا قبالہ ہو مرے اکبر کے نام کا
جس جا کہو کہ اے بنت مرتضیٰ — کیا یہ سب زمین علی اکبر کرینگے کیا

اٹھارہ سال کے یہ زمانے سے جائینگے — اک قبر کی زمین علی اکبر بھی پائینگے

الا مجھکو بہن کی دلشکنی کا خیال ہے مکان نجف میرے تین دو باپ ہے لیکن میری طرف سے کہدینا
کہ اکبر کے نام پر قبالہ اس زمین کا حاصل ہے اسے بہن بیت

قبضہ کرین غلام ترے اس مقام پر
کی وقف یہ زمین ترے شیعون کے نام پر

جسوقت کہ جناب عباس نے پیغام امام انام حضرت زینبؑ سے فرمایا اُسی وقت حضرت
زینبؑ نے کہا کہ اے بھائی عباسؑ میری غرض یہ نہین ہے کہ بھائی جان شیعون کو زمین وقف
نہ کرین صرف اس غرض سے یہ مدعا تھا بیت

دولہا بناؤنگی مین دُلھن بیاہ لاؤنگی
اکبرؑ کے نام کی یہان بستی بساؤنگی نظم

عباسؑ روے حسرت زینبؑ پہ زار زار
وہ صابرہ بھی رونے لگی ہو کے بیقرار

اور لین بلائین بھائی کی گھبرا کے بار بار
پوچھا مین صدقے جلد کہو کیا ہے ردِ کار

مین جانتی تھی خوشخبری لے کے آئے ہو
کیون ہاتھ دل پہ رکھے ہو گردن جھکائے ہو

شاید مرا سخن ہوا بھائی کو ناگوار
جیتے رہین حسینؑ کے جتنے ہین ورثہ دار

عابدؑ کے بھی مین صدقے ہون اصغرؑ کے بھی نثار
اکبرؑ کا پالنے سے زیادہ ہے چاہ و پیار

اکبرؑ کے نام پر یہ سند کس کو شاق ہے
فضل خدا سے بھائیون مین اتفاق ہے

عباسؑ بولے اسکا تو وان ذکر بھی نہین
ہر عرض ہے حضور کی مقبول شاہ دین

شہ نے ہبہ کی آپ کے شیعون کو یہ زمین
پھر کیجیو سفارش اکبرؑ تم کہین

بھائی مرے کریم ہین شرما کے رو دینگے
اکبرؑ اسی زمین کے پیوند ہوئین گے

الغرض جناب علیا زینبؑ نے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی اور جناب امام حسینؑ نے قبالہ
لیکر زمینداران کربلا کو رخصت فرمایا تاریخ سوم محرم سے تا ہفتم اسی زمین پر عبادت خدا
اور اطاعت جناب سیدالشہدا مین جملہ یار و انصار بے مشغول رہکر دعائے سلامتی اپنے
آقا کی رب العالمین سے کی نظم

وہ حُسن حسن اور وہ اقرار دعائین
وہ چاند سے رُخ اور وہ نورانی عبائین

وہ اُنکی عباؤن کے تلے تنگ قبائین　　وہ دوش پہ شملے وہ عمامے وہ ردائین
نے حور مین یہ حسن نہ انسان نہ پری مین　　گویا کہ ملک اُترے لباسِ بشری مین
کلمہ کوئی پڑھتا تھا کوئی کہتا تھا تکبیر　　قاری کوئی قرآن کا کوئی ماہرِ تفسیر
تھی پیشِ نظر گلشنِ فردوس کی تعمیر　　تھا شوق کہ اب حورون سے ہونگے بغلگیر
نے پیاس کا صدمہ تھا نہ جانون کی پڑی تھی　　ایک ایک کی کوثر کی طرف آنکھ لڑی تھی
مقبولِ خدائے دو جہان تھے وہ جوانمرد　　مرجانے پہ سرگرم تھے اور زیست سے دل سرد
ایک ایک جری دفترِ کونین مین تھا فرد　　تابندہ تھے خورشید کی صورت رُخِ پر گرد
ایسے کسی تسبیح کو کب دانے ملے ہین　　کس شمع کو اس طرح کے پروانے ملے ہین
ہمت سے توانا یہ ریاضت سے بدن زار　　مرنے پہ کمر باندھے شہادت کے طلبگار
حسنِ الم و فاقہ کشی زردیِ رُخسار　　سوکھے ہوئے ہونٹون سے عیان پیاس کے آثار
تسبیحِ خدائے دوجہان وردِ زبان تھی　　بیداریِ شب نرگسی آنکھون سے عیان تھی

جبکہ تاریخ ساتوین کو لشکرِ یزید پلید جوق جوق آکر جمع ہوا اور کوئی بات صلح کی طے نہوئی اسوقت سے جناب امام حسینؑ کے ہمراہیون پر فوج اشقیا نے پانی بند کردیا اور شب دہم کی مہلت طوعاً و کرہاً اُن ملاعین بیدین نے جناب امام حسینؑ کو دی وہ رات شہید کربلا نے عبادت معبود مین بسر کی آخر سپیدۂ سحر نمودار ہوا تب امام مظلومؑ نے تمام یار و انصار کو کہ جو بوجہ بیداری شب کے سو گئے تھے یہ فرما کر بیدار کیا بیت

نظم

آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو　　اُٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو
ہان غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا　　یان آج خون بہیگا محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا　　گذری شبِ فراق دن آیا وصال کا
ہم وہ ہین غم کرینگے ملک جنکے واسطے　　راتین تڑپ کے کاٹی ہین اس دن کیواسطے
یہ صبح ہے وہ صبح مبارک ہے جسکی شام　　یان سے ہوا جو کوچ تو پھر خلد ہے مقام

کوثر پہ آبرو سے پہونچ جائین تشنہ کام — لکھے خدا نماز گزاردن مین سب کے نام
سب مین وجد عصر پہ غل چار سو اُٹھے — دُنیا سے جو شہید اُٹھے سُرخرو اُٹھے

یہ سُن کے بستروں سے اُٹھے وہ خدا شناس — ہر اک نے زیب جسم کیا فاخرہ لباس
شانے محاسنوں مین کیے سب نے بے ہراس — باندھے عمامے آئے امام زمان کے پاس
رنگین عبائین دوش پہ کمرین کسے ہوئے — مشک و گلاب و عطر مین کپڑے بسے ہوئے

الغرض جناب امام حسینؑ نے بعد تجدید تیمم جمیع اقربا و انصار کو نماز صبح پڑھا کر ہر ایک کو دعائے خیر فرمائی

نظم

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہ فلک سریر — ناگہ قریب آ کے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مُڑ کے سوے لشکر شریر — عباسؑ اُٹھے تول کے شمشیر بے نظیر
پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر — روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

اکبرؑ سے بڑھ کے کہنے لگے سرور زمان — باندھے ہے سرکشی پہ کمر لشکر گران
تم جا کے کہدو خیمہ مین یہ ای پدر کی جان — بچّون کو لیکے صحن سے ہٹ جائین بیبیان
غفلت مین تیر سے کوئی بچّہ تلف نہو — ڈر ہے مجھے کہ گردن اصغر ہدف نہ ہو

کہتے تھے یہ پسر سے شہ آسمان سریر — فضّہ پکارتی در سے کہ ای خلق کے امیر
ہے ہے علیؑ کی بیٹیان کس جا ہون گوشہ گیر — اصغر کے گاہوارے تک آ کر گرے ہین تیر
گرمی مین ساری رات کو گھٹ گھٹ کے روئے ہین — بچّے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہین

پس یہ آواز فضّہ کی سُنکر امام عالی وقار جانماز سے اُٹھکر خیمۂ اطہر مین تشریف لیجانیکو تیار ہوئے اُس وقت یاوران امام مظلومؑ نے عرض کی کہ یا مولا لشکر شریر آمادہ جنگ ہے اگر حضور کو خیمۂ مبارک مین توقف ہوا تو ہم جناب عباسؑ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو جائین گے تب امام مظلوم نے فرمایا کہ مین ابھی آتا ہون تم جا دو ہر کمرین کسو میرا گھوڑا ابھی منگواؤ یہ ارشاد فرما کر خیمۂ اطہر مین جا کر اہلبیتؑ اطہار کو تسلّی و دلاسا دیکر پوشاک آخری زیب بدن فرمائی اور

اسلحۂ جنگ بدن اطہر پر لگائے نظم

ناگہان فوج بڑھی سر سے بے پیر آئے — بے ادب توڑ کے بڑھے خنجر و شمشیر آئے
لیکے پیغام قضا دان سے کئی تیر آئے — ہل گئی رن کی سمت خیمۂ دین شبیر آئے
کوئی فرملکے رَضِینَا بِقَضَا پڑھنے لگا — آیۂ ذَآئِقَةُ الْمَوْت کوئی پڑھنے لگا

اگرچہ کتاب مبسوط درباب حالات یاوروانصار جناب سید ابرار علماء و فضلائے دین متین رسول مقبول نے تحریر فرمائی ہین الّا اب تک اُن کتبہائے مشہورہ مین جو فی زماننا اکثر مجالس مین پڑھی جاتی ہین نظر حقیر سے اسمائے مبارک نہین گزرے اور وقت تالیف اس کتاب کے اکثر احباب نے خواہش اس امر کی ظاہر فرمائی کہ اگر مجلس مین اسمائے طیبہ اٹھارہ بنی فاطمہؑ اور بہتر رفقائے امام مظلومؑ بیان کئے جائین تو جمیع مومنین کو آگاہی ہوجاوے معہذا نیازمند نے کتاب ہائے مبسوط سے منتخب کئے کیون حضرات کیسے جان نثار اور وفادار انصار سیّد ابرار تھے کہ جنھون نے اپنی جان عزیز امام حسینؑ کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کی پس آپ لوگون کو بھی لازم ہے کہ اُن شہیدون کے حال پر گریہ و بکا کرو کہ باعث رضامندی آقائے نامدار ہوگا۔ نظم

حقّا کہ عجب فوج تھی فوجِ شہ ابرار — جن لوگون کا عبّاس سا دلاور سا علمدار
ہمشکل پیمبر سا جری فوج کا سالار — مختار وہ مختار کہ جو کل کا ہے مختار
ایسا کسی سردار نے لشکر نہین پایا — لشکر نے بھی ایسا کبھی سردار نہین پایا

اللہ اللہ کیا ولولۂ جنگ ہر یک غازی کے دل مین سمایا تھا نہ جان کی پروا نہ اہل و عیال کی کچھ چاہ راہ رضا مین ثابت قدم تھے دُعا مین لئے محافظ شاہ امم تھے ہر دم یہی ارادہ تھا کہ جس وقت لشکر یزید سے کوئی سبقت کرے ہم بھی جنگ کرین نظم

کہتا تھا کوئی آج کا مرنا ہے سعادت — سر تا بقدم خون مین بھرنا ہی سعادت
خنجر کے تلے حلق کو دھرنا ہے سعادت — سر سے رہ خالق مین گزرنا ہی سعادت

پانی مین وہ لذت نہ وہ کھانے مین مزا ہے
جو آج کے دن حلق کٹانے مین مزا ہے

تھے بیچ مین اس غول کے شاہنشہ عالم
گردون پہ ستارون مین ہو جیون نیر اعظم
دریاے کرم رحمت حق نور مجسم
فخر دو جہان قبلۂ دین سید عالم

غل تھا کہ عجب شوکت شان شہ دین ہے
سب ذرے اسی کے ہین یہ خورشید مبین ہے

ناگاہ بجا فوج عدو مین دہل جنگ
کھلنے لگے ہر سمت مین علمہاے سیہ رنگ
لشکر مین زرہ پوشون نے گھوڑونکے لیے تنگ
جا خالی نہ تھی فوج ستم سے کئی فرسنگ

بیدینون کے رخ قبلۂ ایمان سے پھرے تھے
ہفتاد دو تن لاکھ سوارون مین گھرے تھے

پس جس وقت عمر سعد بد نہاد آمادہ پیکار ہوا اس طرف سے بھی بلا تیرہ رفیق شہنشاہ کونین آمادہ جہاد ہوے اب اسماے بہتر انصار مقبول درگاہ پروردگار مع حال شہادت گوشگزار مؤمنین کرتا ہون

نظم

عجب شہزادہ تھا شبیر سبط مصطفی یارو
عجب انصار تھے اسکے عجائب اقربا یارو
ہوے آقا کی خدمت سے نہ اک دم وہ جدا یارو
لڑے میدان مین کیا کیا جوان مہ لقا یارو

مصیبت میں [illegible] کر بلا [illegible] کو اطاعت کی
رفاقت کی وفا کی جان نثار کی [illegible] شجاعت کی

نہ چھوڑا [illegible]
[illegible]
سنان بر [illegible]
[illegible]

گئین وہ بھی روح پاک کے ہمراہ جنت مین
انھین مردہ [illegible]

خدا قرآن مین یون وصف کرتا ہے شہیدونکا
جو مرتے ہین رہ حق مین نہین مردہ نہین وہ اصلا
انھین روزی پہونچتی ہے حلال و طیب و اذکا
وہ سب شادان و خندان ہین غم دنیا سے بے پروا

شراب و شیر و شہد انہار سے جنت کے پیتے ہین
رطب عناب و رمان خلد کے کھاتے ہین جیتے ہین

یہ رتبے ہین شہیدون کے یہ درجے جان نثارونکے
خصوصاً جو کہ پیارے سید بیکس کے یارو تھے
چھدے تیرونسے کیسے حلق کیسے شیرخوارونکے
لگے سینے پہ کیا کیا زخم شبیر حق کے پیارونکے

بہادر شہ کے آگے برچھیان کھا کھا کے گرتے تھے
سراج احمدی کے گرد پروانے سے پھرتے تھے

لکھا ہے روز عاشورا گھرے جب شاہ مقتل مین
صف آرا ہو کے گمراہی ہوئے گمراہ مقتل مین

لڑا پہلے لعینوں سے جو حُر ذیجاہ مقتل مین
فدا کی جان حضرت پر بشوق جاہ مقتل مین

خلف نے اسکے اور بھائی نے دی جان شہ کی الفت مین
غلام باوفا بھی حُر کا کام آیا مصیبت مین

مبارز کے ادھر سے پھر جو حضرت کو پیام آئے
دلیرانہ مقابل شہ کے آزادی غلام آئے

سُلیمان قارب و مُنجح تھے نام انکے جو کام آئے
وطن سے شاہ کے ہمراہ تھے یہ نیکنام آئے

مکان انکے خدا کے فضل سے فردوس اعلی مین
وہ ہین شبیر کے بندے یہ ہم شیعون کے آقا ہین

مگر اے دوستو عمرو ابن قرظہ کا یہ عالم تھا
بوقت رزم آگے شاہ کے رن مین وہ ضیغم تھا

غم اپنی جان کا کب تھا اسے شبیر کا غم تھا
سپر کی شکل آگے سبط پیغمبر کے ہردم تھا

جو تیر آتا تھا حضرت پہ جگر پر روک لیتا تھا
جو تیغ آتی تھی سرور پر تو سر پر روک لیتا تھا

یہان تک تیر روکے اپنے سینے پر کہ غش آیا
گرا گھوڑے سے اور آنکھوں مین اپنے اشک بھر لایا

شہ مظلوم نے تب اپنے یاور سے یہ فرمایا
نہ غم کھا شاد ہو رتبہ شہادت کا بڑا پایا

یہ کہا غم نہین یا شاہ اپنے مارے جانیکا
یہ غم ہے اب نہین یارا ہے حضرت کے بچانیکا

گرا مین آپ تک اب تیر بے پروا نکے آئینگے
ستمگر نیزے اب سینہ پہ حضرت کے لگائینگے

یہ غم ہے آپ زخمی ہو کے اب تلوار کھائینگے
یہی ہے فکر کافر خون اب حضرت کا بہائینگے

سنا جب یہ سخن اسکا تو رو کر شہ نے فرمایا
نہ غم کھا حق رفاقت کا جو تھا سو تو بجا لایا

مرا یاور ہوا زخمی گرا میدان مین غش آیا
مین تجھ سے عہد کرتا ہون تجھے بن سر نے کٹوایا

سنہ حُر بن یزید ریاحی مشہور ہین جنھوں نے راستہ مین حضرت امام حسینؑ کو روکا تھا اور سب سے پہلے شہید ہوکر داخل بہشت ہوئے قاتل انکا ایوب بن مشرح جلاء العیون مین تحریر ہے اور بعض جگہ ارشاد مین یزید بن سفیان کا بھی لکھا ہے ۱۲ سنہ آپ کا نام بعض کتب مین علی لکھا ہے اور جناب علیین مکان نے بکر لکھا ہے ۱۲ سنہ انکا نام مصعب سنہ [illegible] ۱۲ سنہ [illegible] ہر شخص غلام آزاد کردہ جناب سید الشہداء علیہ السلام کے تھے اور بعض کتب مین قارب کو قارط بھی لکھا ہے اور قاتل انکا سلیمان بن عوف حضرمی تحریر کیا ہے ۱۲

چلون مین خلد کو جب آگے آگے میرے تو ہوگا — مرے سب یار پیچھے ہونگے اور تو پیش رو ہوگا
ترا مجرا نبی کو پہلے ہوگا پھر مرا مجرا — علی دیکھیں گے تجھکو پہلے پھر مجھکو مرے بابا
اسی صورت سے دیکھیں گی مری مان فاطمہ زہرا — حسنؑ بھی تجھکو فرمائینگے اول مرحبا اہلا
ترا جو مین گے سینہ سے پہلے جبرئیلؑ امین آکر — بلائین لینگی صدقے ہونگی تیرے حور عین آکر
بزرگون سے کہونگا اس گھڑی مین یہ سخن رو رو — کہ یہ غازی جیا جبتک بچایا تیر سے مجھکو
سپر کی طرح وقت جنگ تھا آگے مرے خوشخو — نوازش پہلے اسپر مجھ سے ہو بعد اسکے مجھ پر ہو
مرے آگے رہا ہے جیتے جی ہیجا مین یہ غازی — رہیگا پیش رو اب جنت الماوا مین یہ غازی
چلے شوق شہادت مین ادھر سے تب بصد مردی — بہادر شیر میدان مسلمؔ بن عوسجہ اسدی
رخون پہ چھائی اہل شقاوت کے ادھر زردی — گئے بھول اپنے زعم نحس کی ظالم جوانمردی
ہوئے تیغ دودم کی ضرب سے اہل خطا آخر — کری جان اپنی قدمون پہ شہ دین کے فدا آخر
ہوا پھر حملہ آور سعدؔ عبداللہ کا جانی — مقابل ہو سکا جسکے نہ کوئی ظلم کا بانی
پیا جام شہادت پاکے جب صدمات روحانی — بشیرؔ ابن عمیر الحضرمی نے تب دغا ٹھانی
شہادت جب ملی انکو تو شہ نے آہ و زاری کی — بریرؔ بن خضیر نے بعد انکے جان نثاری کی
عمیرؔ بن کعب یار و جنگ کے میدان مین آیا — قیامت ظالمون کے سر پہ وہ دیکھتا جری لایا
مگر افسوس بیدردون نے خون مین اسکو نہلایا — [illegible]

سلہ مسلم بن عوسجہ الاسدی اور قاتل کا نام عبد اللہ ضبابی اور عبد اللہ خشکارہ بجلی تحریر ہے ان جناب نے وقت نماز جناب امام حسینؑ پر سینہ سپر کرکے نماز پڑھوائی تھی ۱۲

سلہ سعد بن عبد اللہ الحنفی آپ کا پتہ لکھا ہے انھون نے امام حسینؑ پر وقت نماز پڑھنے کے سینہ سپر کر کے اسی حالت مین شہید ہوئے اور نام انکا بعض نے سعید لکھا ہے ۱۲

سلہ بریر بن الخضیر الھمدانی المشرقی القاری فی قاتل انکا بحیر بن اوس الضبی تھا اور زید بن معقل سے لڑے تھے اور بعض کتب مین نام آپ کا صرف بریر تحریر ہے ۱۲

فدا جب جان اُسنے اپنی کی شوق شہادت مین	زہیرؓ ابن عمیر اُسوقت کام آیا مصیبت مین
بڑہا جو اُسکے حضرت کیطرف سے جو جری بڑھکر	زہیر ابن قین نوجوان تھا عاشق داور
سے پا کر شہادت جب گیا وہ بھی سوئے کوثر	تو آیا عروہؓ بن قرظہ سے فوج بد اختر
شہادت اُسنے پائی جو دہین داد وغا دے کر	حبیبؓ بن مظاہر نے فدا کی جان تب شہ پر

الغرض جب اٹھارہ انصار مع حبیب نامدار اپنی جان شہ پر فدا کر چکے اُسوقت امام حسینؑ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور لاش حبیب پر جا کر بہت روئے اور فرمایا بیت

دکھلاؤ ہمیں تم کہاں کھائے ہین بھائی	چھاتی سے لپٹ جاؤ کہ ہم آئے ہین بھائی
یہ سنتے ہی بس گلشن ہستی سے سدھارے	تھی رہی ہونٹون پہ زبان پیاس کے مارے
بانو کو ہلا کر شہ مظلوم پکارے	چھوڑا ہمین اے یار وفادار ہمارے
ہم رہ گئے تم ہمسے یہ کیا کر گئے بھائی	صدقے ابھی ہوتے تھے ابھی مر گئے بھائی

الغرض بعد شہادت حبیب ابن مظاہر **نظم**

عبداللہ بن عمیر پہ سوئے رزمگاہ	وہ حرب کی کہ ملکتے تھے بے حیا پناہ
آخر ہوا شہید وہ جرار آہ آہ	نافعؓ بن ہلال نے لی رزم گہ کی راہ
لیکن وہ بھی جان فدا شہ پہ کر گئے	ذکر حسینؑ لب پہ رہا اور مر گئے
پھر تو کیا انسؓ بن کاہل نے عزم جنگ	دہشت سے جنگی زرد تھے اہل خطا کے رنگ

[1] بعضے لوگ عدم واقفیت سے زہیر بن قیس بھی جانتے ہین اور بعض جگہ زہیر بن قین مرقوم ہین اور زہیر بن قیس دوسرے ہین او ستائل کتب سے ابن عبداللہ اور کسی نے مہاجر بن اوس تیمی لکھا ہے ۱۲

[2] عروہ بن قرظۃ الانصاری کو بعض کتب مین عمرو بن قرظۃ بھی لکھا ہے اور یہ بھی پیشتر حضرت کے جہاد کرچکے تھے اور ... لکھتے تھے اور بعضے کتب مین آپ کا نام عمرو بن قرظۃ تحریر کیا ہے ۱۲

[3] حبیب ... الاسدی مشہور اصحاب سے ہین اور آپ کے لڑکپن سے ساتھ تھے قاتل انکا حصین ابن نمیر ... لکھا ہے ۱۲

[4] ... ۱۲

[5] ... سے بازو شکستہ ہوئے اور شمر نے سر اُتارا ۱۲

افسوس پر نہ موت سے آنے میں کی درنگ
قیس بن منبہ آگے بڑھا جو بکر خدنگ

ایسا لڑا کہ کشتوں کا اک ڈھیر کر دیا
پر کیا کرے کہ زیست نے دل سیر کر دیا

اس وقت تک بائیس انصار با وقار نے جان نثاری کی اور ہر ایک لاش پر امام مظلوم جب اگر گریہ و بکا کرتے تھے

نظم

ہوا تب عازم جنگاہ عبد اللہ بن عروہ
لڑا ایسا کہ تا یوم قیامت نام ہے اسکا

مگر افسوس جب اہل شقاوت نے اسے مارا
لیا پھر عبد رحمن نے بھی لڑکر خلد کا رستا

دغا کو جون پھر عبد ابا ذر نیکنام آیا
مصیبت میں شہ مظلوم کے سر دیکے کام آیا

نہ پائی غازیوں نے ایک لحظہ جنگ سے فرصت
شبیب دکھریں نے تب تولی شبیر سے رخصت

گیا وہ بھی سوے کوثر تو روئے لاش پر حضرت
کری حجاج ابن زید سعدی نے بھی تب عجلت

فدا وہ بھی ہوا شہ پر اجل کا جب پیام آیا
شہادت کو مین نے پائی تو قاسط زمین کام آیا

کنانہ بن عتیق نوجوان کو پھر تو جوش آیا
بہت سے کافروں کو قعر میں دوزخ کے پہنچایا

شہادت جب ملی انکو تو خود شاہ نے غم کھایا
لعینوں سے عوض لیکر ہوے مجروح غش آیا

لڑے پھر جون بن مالک تو ایسی جان نثاری کی
کہ تنگ آئی تھی فوج نحس ابن سعد ناری کی

عمرو ابن ضعیفہ نے کیا تب عزم میدان کا
لڑے تنہا ہزاروں سے نہ خوف آیا انھیں جانکا

گیا داد شجاعت دیکے جب رخ باغ رضوان کا
تو زید بن شبیب آیا معاون شاہ ذیشان کا

سوئے جنت سدھارے جبکہ وہ الفت میں سرور کی
عبید اللہ نے تب کی مدد سبط پیمبر کی

۱؎ صیداوی ۱۲ ۲؎ اسدی ۱۲ ۳؎ ابن حواق ۱۲ ۴؎ عاروہ بن حراق الغفاری ۱۲ ۵؎ عروہ بن حراق انصاری یہ بزرگ ... ۶؎ حضرت ابوذر غفاری کے غلام آزاد کیے ہوئے تھے ۱۲ ۷؎ ابن عبد اللہ النہشلی اور بعض کتب میں شبیب بن حارث بن سریع تحریر ہیں شاید یہ دوسرے ہوں ۱۲ ۸؎ حجاج بن زید سعدی ۱۲ ۹؎ کردوس ابن زہیر الغفاری ۱۲ ۱۰؎ قاسط بن زہیر الغفاری یہ دونوں بیٹے زہیر الغفاری کے تھے ۱۲ ۱۱؎ کنانہ ابن عتیق ۱۲ ۱۲؎ عمرو غامد بن مالک ۱۳؎ بعض کتب میں اسم آپ کا جوین بھی تحریر ہے ۱۲ ۱۴؎ بعض کتب میں ولد تحریر ہے ۱۲ ۱۵؎ عبیدہ ۱۲ ... بن یزید ...

فدا کی جان تب عامر نے اپنی شاہ والا پر
لڑا بعد اسکے فوج روسیہ سے قعنب صفدر
ہوئے مجروح جب وہ بھی تو سالم نے کٹایا سر
غلام آزاد کردہ تھا یہ عامر کا جری بے ڈر
دغا کی سیف بن مالک نے تب فوج شقاوت سے
لیا خلد بریں ہو سرخرو دنیا میں حضرت سے

زید بن معقل الجعفی نے بعد اسکے کٹایا سر
فدا حجاج بن مسروق نے کی جان تب شہ پر
ذکی مسعود بن حجاج نے رن میں وغا آکر
شہادت جب ملی انکو تو عمار حسن لڑکر
ہوئے داخل جنان میں واہ کیا داد شجاعت دی
حیان ابن حارث کو بھی تب حضرت نے رخصت دی

شہادت جب ہی انکو تو جندب نے وغا ٹھانی
کئی دن سے مصیبت تھی نہ اک قطرہ ملا پانی
یہ فدیے تھے شہ دین کے ہوئے جب یہ بھی قربانی
عمر بن خالد دیندار نے مصلحت جانی
کہ جان اپنی فدائے سرور دین آج کرنا ہے
ابد تک زیست ہے سمجھو نہ مرنا یہ وہ مرنا ہے

یزید ابن زیاد ابن مظاہر تب لڑا آکر
ملی دولت شہادت کی ہزاروں کو کیا بے سر
تو ظاہر نے دکھایا رن میں آکر اپنا بھی جوہر
غلام آزاد عمر بن خزاعی تھا یہ اک صفدر
فدا جب یہ ہوا شہ پر جبلہ نے صفائی کی
کیا سیدھا لعینوں کو سزا دی کج ادائی کی

فدا شہ پہ ہوا بعد اسکے مسلم بھی بصد مردی
تصدق ہو گیا شبیر پر پھر اسلم ازدی
زہیر بن سلیم آخر جنہ نے دکھلائی جوانمردی
فدا کی جان پھر قاسم بن ازدی نے واں اپنی
لعینوں کو سزا دیکے سدھارا باغ رضوان کو
عمر احدوث کا بیٹا چلا تب یاس نے میدانکو

یہاں تک بیان چونتیس جان نثاروں کا عرض کیا گیا لیکن کیسے جری اور شجاع تھے یاران حسین ابن علی کہ مطلق ہراس نہ تھا چنانچہ جب عمر احدوث الحضرمی شہید ہو چکے تو نظم

سالم بن مسلم ۱۲ سعد بن عمر العصوری ۱۲ غلام آزاد کردہ عامر بن مسلم ۱۲ حنفی ۱۲ زید بن معقل الجعفی ۱۲ حجاج بن مسروق ۱۲ مسعود بن حجاج ۱۲ بن سلامۃ العبدانی ۱۲ حیان بن الحارث السلمانی الازدی ۱۲ بن کثیر الخولانی ۱۲ الصیدادی ۱۲ کندی ۱۲ خزاعی ۱۲ بن علی الشیبانی اور بعض روایت میں حنظلہ ۱۲ غلام آزاد کردہ بنی المدینہ الکلبی ۱۲ بن کثیر الازدی ۱۲ حبیب الازدی ۱۲ حضرمی ۱۲ بجلی اور بعض حنظلہ بن سعد بھی کہتے ہیں ۱۲

پھر ابو ثمامہ نے خلد برین کی راہ — اور حنظلہ شہید ہوئے رن مین بے گناہ
عمار نے بھی جان دی مابین رزمگاہ — عابس بن شبیب ہوئے قتل آہ آہ
شوذب غلام شاکر دیندار مر گیا — پھر تو شعیب لڑکے بڑا نام کر گیا
مالک نے بھی پیا جو شہادت کا لگے جام — روشن کیا سواد نے تب لڑکے اپنا نام
پھر وہب بھی شہید ہوئے آہ تشنہ کام — خالد بن عمر بھی مصیبت مین آیا کام
قدمون پہ شہ کے سعد نے بھی سر فدا کیا — حق وفا زیاد نے بھی تب ادا کیا
یحیی بن سلیم جو شہ پر فدا ہوئے — فردوس کو ہلال بھی دنیا سے تب گئے
اور قرہ سعید بھی بیجان ہو گئے — راہی جنادہ بھی ہوئے خلد برین ہوئے
حسان بنی اسد بھی بڑا نام کر گیا — سعد وقاص شاہ کے قدمون پہ مر گیا

اے حضرات بیت

کیا نام کیجے نظم بہتر رفقا کے — صدقے ہو وزیر انپہ وہ تھے دوست خدا کے

یاد ہوگا مومنین کو کہ جو تمہید مین عرض کیا گیا ہے کہ جناب سید الشہدا کے سے انصار کسی کو نہیں سماعت فرمایا آپ لوگون نے کہ کیسے انصار وفادار تھے نظم

مقبول خدا صاحب دین زاہد و ابرار — ایسے نہ پیمبر کو ملے یاور و انصار
برسون جو رہے چرخ مین یہ گنبد دوار — پیدا نہ ہون اسطرح کے اصحاب وفادار
حق ہم سے غلامی کے ادا ہو نہین سکتے — کٹوا کے سر اُن لوگون کے ہم رو نہین سکتے

اگرچہ روایت مشہورہ مین بہتر رفقا تحریر ہین اور وہ گوش گزار مومنین کئے گئے بعض کتب مثل جلاء العیون اور روضۃ الشہدا مین اس سے زیادہ بھی تحریر ہین اور وہ زیادتی بعض جگہ بوجہ فرق ولدیت وکنیت کے اسی نام کی تشریح مین پائی جاتی ہے اور بعض علاوہ بھی ہین انکو تنظر

سلہ بن عمر بن عبداللہ صیدوی ۱۲ سلہ بن سعد البجلی ۱۲ سلہ بن شاکری ۱۲ سلہ ابن انس المالکی ۱۲ سلہ ابن عبداللہ کلبی ۱۲
سلہ بن حنظلہ تمیمی ۱۲ سلہ المازنی ۱۲ سلہ بن بجاج ۱۲ سلہ ابن ابی قرۃ ۱۲ سلہ ابن حارث انصاری ۱۲

احتیاطاً واسطے آگاہی مومنین کے لکھتا ہوں جیسا کہ مصنف آئینۂ تحقیق نے ارقام فرمایا ہے اور وہ نام علاوہ بہتر رفقا کے انتیس حسب ذیل ہیں

زُهَيْرُ ابْنُ بَشِيْرٍ الْخَشْعَمِيْ ۔ مُجَمِّعٌ ۔ ثُمَامَةُ ۔ عَمْرُوْبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّائِدِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُدْنِ ارْحَبِيْ ۔ شُبَيْبُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ سَرِيْعٍ ۔ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرِيْعِ الْكَاهِلِيْ عَمْرُوْبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُنْدَعِيْ عَمْرُوْبْنُ جُنَادَةَ ۔ عَبْدُ اللّٰهِ عَمْرُوْبْنُ مُطَاعِ الْجُعْفِيْ زِيَادُ بْنُ اَشْعَثَ ۔ عَمْرُوْ سُفْيَانُ ۔ زُهَيْرُ بْنُ حَسَّانَ بَنِيْ اَسَدٍ حَمَّادُ بْنُ اَسَدٍ شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدَةَ ۔ بِشْرٌ مُسْلِمُ ابْنُ عَوْسَجَةَ هِلَالُ بْنُ نَافِعٍ ۔ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ۔ قَيْسُ بْنُ مُنَبِّهٍ ۔ هَاشِمُ بْنُ عُتْبَةَ اَنِيْسُ بْنُ مَوْقِلٍ اَصْبَحِيْ ۔ مُحَمَّدٌ مِقْدَادٌ ۔ اور علاوہ ان کے پانچ شخص حسب ذیل غلامان جناب سید الشہدا کا بھی شہید ہونا تحریر کیا ہے جنکے نام یہ ہیں اَبُوْ دُجَانَةَ سَعْدٌ قُبَّةُ بْنُ رَبِيْعٍ عَلْقَمَةُ حَمَّادٌ ۔ پس روایت ہیں وارد ہے

نظم

انصار نے جو حق رفاقت ادا کیا — آمادۂ جہاد ہوئے شہ کے اقربا
پہلے جو رن ہیں آئے تھے مسلم کے دلربا — وہ مرچکے تو عون و محمد نے کی دعا
بیٹے تھے خواہر شہ گردوں پناہ کے — دونوں نے اپنی جان دی قدموں پہ شاہ کے
بھائی سے رو کے حضرت عباس نے کہا — قربان ہیں نے بھائیوں کو آپ پر کیا
خاطر سے اس غلام کی دیدیجئے رضا — رخصت تو دی پہ خوب سا روئے شہ ہدا

لہ ن عبداللہ ابن مدی ۔۔۔ او جلاء العیون میں بھی اور روضۃ الشہدا میں فرزند لکھا ہے ۱۲ سے سعد بن وقاص ۱۲ ان کے ایک صاحبزادہ کا نام عبداللہ تحریر ہے انکا قاتل نسیم لکھا ہے دوسرے کا نام محمد قاتل آپ کا عمر بن صبیح تحریر ہے ۱۲ ش یہ دونوں صاحبزادے حضرت زینب کے بطن سے تھے عبداللہ قاتل لعینہ پنہانی اور قاتل جناب محمد بن عامر تمیل شیمی لکھا ہے ۱۲

سر کو فدا محمدؑ و عثمانؑ نے کیا | دل اپنا نذر جعفرؑ ذیشان نے کیا

جس وقت رضا جنگ کی قاسمؑ نے شہ سے لی | ابن حسن کی جنگ سے پسپا ہوئے شقی

صد حیف ایک شب کے بنے نے بھی جان دی | سقائی پھر تو حضرت عباسؑ نے بھی کی

بیکس ہوئے حسینؑ وہ خوشنود ہوا | کہتے تھے ہائے قوت بازو جدا ہوا

عبداللہ بن شہ الٰہی نے لی رضا | لڑ بھڑ کے اپنا سر سر شہ پر فدا کیا

بوبکرؑ بن حسنؑ بھی چچا سے ہوئے جدا | جعفرؑ بن عقیل بھی بس کر گئے قضا

عمر و بشیر ابن علیؑ بھی ہوئے جدا | اور زیدؑ بھی حسینؑ پدر پر ہوئے فدا

جعفرؑ بن محمدؑ عالی گہر بھی تب | چمکا کے راہوار پکارے بصد غضب

ہاں جسکو حوصلہ ہو لڑے مجھ سے آکے اب | پوتا ہوں میں عقیل کا اے قوم بے ادب

ہر طرح سے لعینوں کو معذور کر دیا | پر کیا کریں کہ موت نے مجبور کر دیا

جب خاتمہ حسینؑ کے لشکر کا ہو چکا | برباد گھر عزیز پیمبر کا ہو چکا

دربار شاہزادۂ بوذر کا ہو چکا | زخمی جگر حسینؑ کے دلبر کا ہو چکا

اکبرؑ رہے نہ اصغرؑ بے شیر رہ گئے | تنہا سپاہ شام میں شبیرؑ رہ گئے

دیکھی جو بیکسی امام فلک جناب | عبداللہ حسنؑ نکل آئے رہی نہ تاب

[illegible] ہر سہ بزرگ برادر حضرت عباس کے تھے قاتل محمد کا ہانی دارمی اور جلاء العیون میں شخص نامعلوم بنی تمیم سے لکھا ہے اور جناب عثمان کی شہادت بہ ضرب تیر خولی بن یزید اصبحی اباباری دارمی تحریر ہے اور جناب جعفر کے قاتل کا نام بھی ہانی بن ثبیت الحضرمی یا در بعض روایات میں خولی بن اصبح اور بعض میں خولی بن یزید اصبحی ہانی تحریر ہے ۱۲ [illegible] امام حسنؑ کے تھے اور آپ کے قاتل کا نام عمر بن سعد بن نفیل ازدی تحریر ہے اور ضرب آپ کے سر پر لگی تھی ۱۲ [illegible] لقب آپ کا ابوالفضل تھا اور قاتل آپ کا یزید بن ورقا اور حکیم بن طفیل طائی تحریر ہے اور صاحب جلاء العیون نے یزید بن رقاد اور حکم بن نوفل لعین کا ہاتھ جدا کرنا تحریر کیا ہے اور نوفل بن ازرق نے گرز سر مبارک پر مارا تھا ۱۲ [illegible] آپ کا قاتل تحول بن ثبیت حضرمی اور صاحب جلاء العیون نے عبداللہ بن عقبہ غنوی یا زجر بن بدر [illegible] لکھا ہے سر مبارک پر گرز لگا اسکے صدمے سے شہید ہوئے ۱۲ [illegible] عبداللہ عقبہ نے آپ کے تیر مارا تھا ۱۲ [illegible] بشیر بن [illegible] ہمدانی آپ کا قاتل تھا اور جلاء العیون میں نام قاتل بشیر ابن سوط ہمدانی اور بقول عبداللہ عروۃ خثعمی تحریر ہے ۱۲ [illegible] اسم مبارک علی تھا اور عمرو بن سعد بن حمان غنوی آپ کا قاتل تھا اور جلاء العیون میں سعد بن عمرو تحریر ہے ۱۲ [illegible] ضرب شمشیر سے شہادت پائی ۱۲ [illegible] جناب علی کا اسم مبارک عبداللہ بھی تحریر ہے اور ضرب تیر حرملہ لعین سے شہادت پائی ۱۲ [illegible] شہادت آپ کی بضرب شمشیر حرملہ بن کاہل اسدی ملعون تحریر ہے اور جلاء العیون میں آپ کا قاتل ہانی ابن ثبیت حضرمی تحریر ہے ۱۲

بربہاے اُس صغیر کو بھی آکے بس شتاب — مارا شقی نے تیغ نہ آیا اُسے حجاب
اب کیا کہون جو حشر وہان دوسرا ہوا — عباس کا پسر بھی محمد فدا ہوا
اٹھارہ بنی فاطمہ بھی ہوگئے تمام — اب رو ئین عاشقان امام فلک مقام

لیکن علاوہ ان بزرگوارون کے کتب بسوطہ سے پایا جاتا ہے کہ بزرگوار مفصلہ ذیل بھی آپکے اقربا سے تھے اور درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے ہین عبد الرحمن بن عقیل محمد و ابی سعید بن عقیل ابراہیم بن علی ابو عبد اللہ بن مسلم جعفر بن محمد بن عقیل محمد بن عقیل عبد اللہ بن عقیل عون بن عقیل علی بن عقیل بشیر بن حسن عمر بن حسن ابراہیم و محمد و حمزہ ابوبکر و جعفر و عمر و یزید بن الحسین کیون حضرات جسکے ہفتر رفقا اور بقولے ایک سو ایک اور اٹھارہ عزیز اور بقولے اٹھائیس دو پہر کے عرصہ مین آنکھون کے آگے شہید ہو جاوین اُس امام مظلوم کے دل سے پوچھیے کہ کیا حال ہوگا صبح کیا شوکت و جلالت تھی دو پہر کے وقت شہادت رفقا و اعزا کے سبب سے حالت غربت تھی نظم

جب سب بچھڑ گئے تو وہ جاہ و حشم کہان — اب کوئی خیر خواہ امام امم کہان
افسوس وہ سپاہ کہان وہ علم کہان — واحسرتا کہ آپ کہان اور وہ غم کہان
اب تو سے ساتھ حسرت رنج و ملال کا — جاہ و جلال ہو چکا زہرا کے لال کا

اسوقت جناب امام حسین نے طرف عمر سعد بدنہاد اور شمر نابکار کے مخاطب ہوکر فرمایا نظم

مجھپر یہ ظلم و جور تعدی نہین روا — پیرو مرے رہو کہ تمھارا ہون پیشوا
مین حجت اللہ ہون سمجھے ہو دل مین کیا — آجاؤ اب بھی راہ پہ مانو مرا کہا
بے جرم قتل کرتے ہو کیون دل ملول کو — محشر مین منھ دکھاؤ گے کیونکر رسول کو
فرمارہے تھے یہ ابھی شاہ فلک سریر — ناگہ عوض جواب کے آئے وہان سے تیر

شہ آپ کا قاتل [illegible] عثمان بن [illegible] آپکا قاتل عامر بن [illegible]

آیا جلال میں پسر شاہ قلعہ گیر   فرمایا دیکھکر طرف لشکر شریر
سب وعظ و پند ختم ہے حجت تمام ہے   لو اب علی کی تیغ ہے اور قتل عام ہے

الغرض ذوالفقار حیدر کرار سید ابرار نے کھینچکر ہزارہا اشقیا کو فی النار کیا مگر اُس حالت غم و الم و شدت تشنگی مین کہان تک لڑتے نظم

جب لڑتے لڑتے تھم گئے سلطان باکرم   رخصت ہوے جلال و حشم جوم کر قدم
دیکھا جو اُس ولی نے کہ دن بھی بہت ہی کم   خون پونچھکر میان مین کی تیغ بر قدم
بادل کی طرح فوج سمٹ کر پھر آگئی   بجلی جو تھم گئی تو سیاہی سی چھا گئی

حضرت فرس پہ بیٹھے تھے بے ہجال زار   جو ہر طرف سے ٹوٹ پڑی فوج نابکار
ہلتے ہر ایک سمت سے بھاگے ہوئے سوار   خورشید چھپ گیا یہ اُٹھا دشت مین غبار
تلوارین تول تول کے جو گرد آگئے   زہرا کے چاند پر وہ سیہ کار چھا گئے

اب کس زبان سے عرض کرون چارون طرف سے حملہ کردیا اور زخم تیر و تبر و شمشیر بارے ہولائیں پڑنے لگے نظم

گھوڑے پہ ڈگمگاتے تھے سلطان ارجمند   خون بہ رہا تھا جو رتھا زخمون سے بند بند
صدمہ تھا دل پہ تن پہ تعب روح ہر گزند   شدت سے غش کی دیدۂ حق بین گئے تھے بند
تیور بہت سجے ہوئے تھے اُس جناب کے   قدمون سے نکلے جاتے تھے صفدر رکاب کے

القصہ جب تاب گھوڑے پہ سنبھلنے کی نہ رہی تو آپ فرش خاک پر زینت افزا ہوئے اُسوقت بیت

چلائی فاطمہ کہ مرا نازنین گرا   قدسی پکارے خاک پہ عرش برین گرا

اُسوقت جناب امام حسین کا بوجہ کثرت جراحت کے عجب حال تھا کہ اگر اُسکا بیان کرون تو مومنین کو سُننے کی تاب نہ رہیگی مگر واسطے حصول ثواب کے مختصر عرض کرتا ہون نظم

گر کر کبھی اُٹھے کبھی رکھا زمین پہ سر   اُگلا کبھی لہو تو سنبھالا کبھی جگر
حسرت سے کی خیام کی جانب کبھی نظر   کروٹ کبھی تڑپ کے ادھر لی کبھی اُدھر

آنکھ بیٹھے جب تو زخموں سے بہی کے بل گرے	تیر اور تن میں گڑ گئے جب منھ کے بل گرے
زخموں سے چور چور شہ نامدار تھے	لکھا ہے زخم جسم پہ سب دس ہزار تھے

الغرض اُس شہید راہ خدا نے اُسی حالت میں نماز عصر ادا کی اور واسطے بخشش ہم گنہگاران کے اسطرح دعا فرمانے لگے کیوں حضرات ایسے وقت میں بھی تمھاری یاد مولا کو تھی افسوس ہے کہ تم ایسے امام کے واسطے دو آنسو بھی عزیز نہ کرو **بیت**

نظم

یارب ترے رسول کا دلدار ہے حسینؑ	اُمت کی مغفرت کا طلبگار ہے حسینؑ
مصروف تھا دعا میں وہ عالم کا بادشاہ	خنجر کو تیز کر کے بڑھا شمر روسیاہ
آیا قریب شاہ جو وہ دشمن اِلٰہ	زانو سے دبایا مصحف ایمان کو آہ آہ
رونق مٹی جو حسنا دُنیا و دین کی	تھامیں ملائکہ نے طنابیں زمین کی
صدمہ ہوا جو سینۂ اقدس پہ ایکبار	گھبرا کے غش سے چونک پڑے شاہ نامدار
فرمایا تب یہ شمر سے باچشم اشکبار	مُنھ خشک ہو عطش سے مرا دل ہے بیقرار
چھکتا ہے قلب پیاس بجھا لے تو ذبح کر	پانی ذرا سا مجھ کو پلا لے تو ذبح کر
یہ سُن کے پھیرنے لگا خنجر وہ بد گہر	نکلیں رسول زادیاں خیمہ سے ننگے سر
عالم تھا یہ غل کہ لرزتے تھے دشت و در	اک شور تھا کہ لٹتا ہے خیر النسا کا گھر
رانڈوں کے تھے یہ بین کہ اب دربدر ہوئے	بچے پکارتے تھے کہ ہم بے پدر ہوئے

الغرض تمھارے مولا بے سر ہو گئے

لہ جسم مبارک پر ایک سو اسی یا ایک سو پچاس زخم لگے تھے اور ایک سے بیستد ضرب ذوالفقار تعداد مقتولین کی پائی جاتی ہے اور بعض روایت میں [illegible] لکھے ہیں اور تعداد مقتولین کی ایک ہزار آٹھ سو بھی مسعودی نے تحریر کیا ہے اور تھا عکس حضرت بوقت آخر بموجب کتاب جلاء العیون [illegible] تھے الوالحتوف نے سینۂ اقدس پر تیر [illegible] شعبہ کا تیر مارا مالک بن نسیر نے تلوار سر مبارک پر لگائی صالح بن وہب نے نیزہ پہلوے مبارک پر مارا ابو ایوب غنوی نے تیر حلق مبارک مارا [illegible] چہرے [illegible] پر تلوار ماری سنان بن انس [illegible] خولی ابن یزید اصبحی [illegible] سنان بن انس نے سر جدا کیا مگر روایت مشہور میں سر جدا کرنا شمر ملعون لکھا ہے کہ سر جدا کر کے خولی ابن یزید کو دیا یہ تینوں قاتل امام مظلوم ہیں یعنی سنان بن انس خولی بن یزید اصبحی اور شمر بن ذی الجوشن ایک بعد شہادت آپکے جسم [illegible] بن [illegible] پائجامہ بحرین کعب اور عمامہ [illegible] انس بن [illegible] ایک شخص [illegible] سے لوٹا لیکن جمال شقی نے دست مبارک جدا کئے ۱۲

اور حضرت زینبؑ بے برادر اور حضرت سکینہ بے پدر ہو گئیں اُس وقت کا حال اسطرح پر تحریر ہے کہ جب اہلبیتؑ اطہار نے شور گریہ و زاری بپا کیا کہ اسی عرصہ میں نظم

ناگاہ آسمان سے یک محمل سیاہ — اتری قریب لاش شہ عرش بارگاہ
تھی آگے آگے فوج ملائک باشک و آہ — حوران خلد گرد تھیں با حالت تباہ
غل تھا کہ آج دفتر عالم الٹ گیا — سردار کائنات کا سر تن سے کٹ گیا

اُس غل میں ہر طرف تو اکی مکرر جو تھی صدا — تھی دور دور فوج ملائک پیادہ پا
کہتے تھے سب مقرب درگاہ کبریا — آنکھوں کو بند کرلو کہ یہ ہے ادب کی جا
افلاک ہل رہے ہیں زمین تھرتھراتی ہے — بنتِ خدا کے دوست کی مقتل میں آتی ہے

نزدیک لاش آئیں جو وہ آسمان جناب — غربت پسر کی دیکھ کے دل کو رہی نہ تاب
چلائیں سر کو پیٹ کے با دیدۂ پر آب — ہے ہے پڑا ہے خاک پہ فرزند بوتراب
نکلی ہوں اس الم میں گریبان کو پھاڑ کے — کیا ملگیا لعینوں کو یہ گھر اجاڑ کے

ہاں صدقے اے مسافر ملک عدم حسینؑ — بیکس حسینؑ حامل ظلم و ستم حسینؑ
ہے ہے ہوا ہون سے ترا سر قلم حسینؑ — جائینگے کس طرف ترے اہل حرم حسینؑ
جا کر وطن میں ہائے نہ آباد گھر ہوا — صدقے گئی سفر میں جہان سے سفر ہوا

مادر کو دو جواب مرے کم سخن حسینؑ — تیغوں سے چور ہو گیا سارا بدن حسینؑ
لائی تھی یہاں اجل تجھے اے بے وطن حسینؑ — ہے ہے ہوا نہ تجھکو میسر کفن حسینؑ
بیٹا تری تلاش کو کس بن میں جاؤں میں — بچے مرے کدھر سے تجھے ڈھونڈھ لاؤں میں

یہ گل سا جسم اور یہ جلتی زمین حسینؑ — کیونکر اُٹھاؤں تجھکو مرے نازنین حسینؑ
واحسرتا کہ جسم کہیں سر کہیں حسینؑ — کس نے مٹا دیا تجھے میرے حسین حسینؑ
پیاسا گلا کٹا کے جہان سے گزر گئے — دنیا میں نام رہگیا اور آپ مر گئے

اے شہسوار وادی اُلفت کدھر ہو تم — اے تاجدار ملک شفاعت کدھر ہو تم

زہرا کی عمر بھر کی بضاعت کدھر ہو تم — اے سرو بوستان شہادت کدھر ہو تم
جنگل مین آگے زیست دغا دیگئی تجھے — اے میرے لعل موت کدھر لیگئی تجھے

اے کاشف علوم خدا مین ترے نثار — مذبوح تیغ ظلم و جفا مین ترے نثار
اے گوہر محیط قضا مین ترے نثار — اے سالک طریق رضا مین ترے نثار
دی جان عاصیون کی شفاعت کے واسطے — زہرا کا گھر لٹا گئے امت کے واسطے

امیدوار ہون کہ سب مومنین مؤلف کے حق مین اس دعا پر آمین فرمادین

اگر ہو رفق و زیرا ب یہی تو شاد ہوئی سے
ملجاؤن قیامت مین بہتر رفقا سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در شہادت پسران حضرت زینبؑ

زینبؑ نے حق اُلفت سرور ادا کئے
دو لعل ایک مرتبہ شہ پر فدا کئے

حاکیان حکایت درد والم و راویان روایت ظلم و ستم حکایت شہادت نونہالان باغ جعفری دسرو روانان مرتضوی اس طور پر تحریر فرماتے ہین کہ ہنوز وجود باجود اُن صاحبزادون کا عالم شہود مین نہ آیا تھا کہ حضرت زینب نے قصد مصمم فدا کرنے صاحبزادون کا قدوم میمنت لزوم اپنے بھائی یعنی امام حسینؑ پر کرلیا تھا روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولخداؐ مسجد مین رونق افروز تھے کہ ناگاہ جناب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے اور حسنینؑ آپکے ہمراہ تھے چنانچہ نظم

نانا کا جو دیدار مُبارک نظر آیا
تسلیم کو سر ننھّا سا دونون نے جُھکایا

نانا نے اُنھین بغلون کا قرآن بنایا
لپٹا کے گلے زانوؤن پر اپنے بٹھایا

بوسے کیلئے دونون کا حلقوم ودہان تھا
اک زہر کا اک بُرّش خنجر کا نشان تھا

کہ ناگاہ حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوے اور عرض کی یارسول اللہ آپ کو یہ ڈانسے بہت پیارے ہین ارشاد فرمایا آپ نے کہ اے جبرئیلؑ جائے انصاف ہے کہ مین انکو کیونکر اپنا دل وجگر نہ سمجھون کہ یہ میرے گوشت وخون ہین اور انکا گوشت وخون میرا گوشت وخون ہے انکی خوشی بھی میری خوشی ہے انکا رنج میرا رنج ہے پس عرض کی جبرئیلؑ امین نے بیت

یہ بوس و کنار اور یہ دیدار مبارک | پیارون کو یہ گود آپ کو یہ پیار مبارک

مگر خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے رسول مقبول واضح ہو کہ جسقدر پیغمبر پیدا ہوئے سب پر بلا نازل ہوئی ہے اور یہ تجربہ انکا کیا گیا ہے پس ہم تمکو بھی اپنی محبت کی کسوٹی پر کسنا چاہتے ہین بیت

خالص ہو وہ دل جسکا مری حب سے بھرا ہے | سونا جو کسوٹی پہ نہ بدلے وہ کھرا ہے

پس ہماری مشیت مین اسطرح گذرا ہے کہ یہ بڑا نواسا تمھارا زہر ہلاہل سے اور چھوٹا نواسا ضرب شمشیر و نیزہ و تیر سے درجۂ شہادت پر فائز ہو مگر اُسوقت کہ جب دُنیا مین تم اور زہرا و علی مرتضیٰ کوئی نہون نظم

تیرون سے بچا لینے کو نانا بھی نہووے | پانی کے پلا دینے کو بابا بھی نہ ہووے
بازو بھی نہ پہلو مین ہو بیٹا بھی نہ ہووے | مُنھ ڈھانپنے کو لاش پہ زہرا بھی نہووے
کنبے کو سوا رونے کے کچھ اور نہ ہووے | لاشہ کو حنوط و کفن و گور نہ ہووے

اور جو تمھاری نواسیان پردۂ عصمت مین ہین بلوے مین با سر عریان شہر بشہر پھرائی جائین دربار مین بے مقنعہ و چادر مثل بندی کے حاضر کیجائین کیونکہ از آدم تا عیسےٰ ہر ایک نبی پر ستم ہوئے تھے پس اب تمھارے نواسون مین شعر

شربت ہے حسنؑ کے لئے الماس جفا کا | پر خاتمہ شبیرؑ پہ ہے رنج و بلا کا

پس اگر امت کو پیار کرتے ہو تو نواسون کی شہادت منظور کرو پس بعد سماعت فرمان حاکم دو جہان آپ خانۂ فاطمہ زہرا مین آئے اور تمام حال بیان کیا بسماعت اس حال کے حضرت فاطمہؑ زار زار روائے حسنؑ ہائے حسینؑ کہکر رونے لگین تب جناب رسولخدا نے تشفی دیکر فرمایا کہ اے فاطمہؑ ابھی تو کوئی صدمہ نہین ہے تمھارے فرزندون کو شعر

مرنے پہ چھری میرے کلیجہ پہ پھرے گی | سنہ ساٹھ مین بجلی ترے خرمن پہ گرے گی

پس یہ کلمہ سنکر حضرت فاطمہؑ کو اور ملال ہوا اور عرض کی کہ اے بابا یہ تو اور ستم ہے کہ حرم میرے حسینؑ کے قید ہونگے اور چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے تڑپین گے شعر

ہم مین سے نہ اس معرکے مین ہووے گا کوئی | اے وائے مقدر نہ جسے روئے گا کوئی

ارشاد فرمایا جناب رسولؐ مقبول نے اے فاطمہؑ کیون مومنین کسقدر فخر و مباہات کا مقام ہے کہ ہنوز آپ لوگون کا وجود بھی نہین تھا مگر تمھاری قدر و منزلت مکنون خاطر جناب رسولخداؐ کو کس درجہ تھی کہ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اگر ہم تم اور علیؑ نہونگے تو کیا ہے نظم

یہ حصہ خاصان قدیر ازلی ہے ۔ جن شیعون کا دل قبر حسینؑ ابن علیؑ ہے
پیاری نہ مرے پیارے سے اولاد کرینگے ۔ پانی بھی پئین گے تو اُسے یاد کرینگے
سر کھولینگے مُنہ پیٹین گے فریاد کرینگے ۔ وہ لوگ مری روح کو سب شاد کرینگے
قربان مین اُنکے یہ شرف جنکو ملا ہے ۔ فردوس مین جائینگے یہی اُنکا صلا ہے

بعض روایت مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے دو تربت چھال خرما سے بنا کر ماتم جناب حسنینؑ کا اسقدر کیا کہ تمام عورات بنی ہاشم جمع ہوگئین اور جو مصائب کہ حسنینؑ پر گذرے ہین اُن تمام مصائب کا بیان بیبیون مین فرمایا نظم

ہمسائیون سے کہتی تھی محبوب کی پیاری ۔ پُرسا دو لُٹی ہائے نبی زادی تمھاری
باقی نہ رہی اب کوئی اُمید ہماری ۔ اے لوگو غریبون کی یہ قبرین ہین مین واری
اب گھر نہین گھر لُٹ گیا مجھ کو کھٹ جلی کا ۔ یہ تعزیہ خانہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کا

بس اگر ذکر ماتم جناب فاطمہ زہراؑ کا تحریر کرون تو جو مطلب تخیف کا ہے وہ رہجاویگا اور مجلس کو طول ہو جاویگا جسوقت یہ حال گریہ و بکا کا جناب زینبؑ نے معائنہ کیا پاس اپنی والدہ بزرگوار کے آئین اور قریب بیٹھ گئین ناگاہ نگاہ آپ کی اُن تربتہائے چھال خرما پر پڑگئی بس گھبرا کر مستفسر ہوئین کسکی ہے کنبہ مین ابھی سب سلامت ہین نظم

یہ کیا ہے بتا دو مجھے خوف آتا ہے اماں ۔ دل اُنکی زیارت سے پھٹا جاتا ہے اماں
ماں بولی انھین کا تو مجھے رنج و الم ہے ۔ اک تربت شبیرؑ ہے اک قبر حسنؑ ہے

اے زینبؑ یہ تربت تمھارے بھائیون کی ہے اور بعد میرے حسنؑ تو زہر ہلاہل سے گھر مین شہید کیا جائیگا لیکن نظم

شبیرؑ کے مرنے کو نہ گھر ہے نہ وطن سے ہے — غربت میں شہادت ہو نہ مرقد نہ کفن سے ہے
رونا ہے یہی ذبح یہ جب ہوسینگے زینبؑ — ہم کاہیکو ہونگے جو انہیں روینگے زینبؑ

پس جیتے ہی جی میں نے یہ کی تعزیہ داری — ارمان تھا اک یہ بھی سو پورا کیا واری
کچھ سوچ کے تائید خدا سے وہ پکاری — اماں جو نہ تم ہوگی تو لونڈی یہ تمہاری
میں روؤنگی میں پیٹونگی میں سوگ رکھونگی — صدقے گئی میں ہونگی دیا میں بھی نہ ہونگی

یہ سنکر جناب فاطمہؑ زہرا بحسرت طرف جناب رسولخداؐ کے دیکھنے لگین تب جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ گو زینبؑ صغیر سن ہی مگر جو نوشتۂ تقدیر ہے وہ اُسکی زبان سے جاری ہے **نظم**

تم کہدو کہ تو کیون نہ دہان ہووے گی زینبؑ — اٹھارہ بنی فاطمہؑ کو رووے گی زینبؑ

تا حشر کہیگی یہ مثل ساری خدائی — زینبؑ سی بہن ہووے تو شبیرؑ سا بھائی
بھائی پہ کریگی یہ نثار اپنی کمائی — سُن لیجیو تم خلد مین کیا کام یہ آئی
شہرون مین بیان اسکی شکیبائی کا ہوگا — یہ اونٹ پہ اور نیزہ پہ سر بھائی کا ہوگا
دیکھی نہ سُنی جو وہ بلا دیکھے گی زینبؑ — سب کنبہ کا رستی مین گلا دیکھے گی زینبؑ
معصومونکو بے آب و غذا دیکھے گی زینبؑ — یہ اسکا مزا روز جزا دیکھے گی زینبؑ
شیعون کو جہنم سے امان بخشے گی زینبؑ — چاہے گی جسے اُسکو جنان بخشے گی زینبؑ

پس حضرت فاطمہؑ نے بسماعت اس کلمہ کے حضرت زینبؑ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے زینبؑ تو اسقدر عاشق میرے حسینؑ کی ہے قربان ہو فاطمہؑ کی جان تجھ پر سے **بیت**

ظاہر ہوا یہ تجھ پہ تو احسان کرے گی — فرزندون سی شئے بھائی پہ قربان کریگی

پس اُسی دن سے وہ شاہزادی اس دار ناپائدار مین جگہین اور نالہ کش رہا کرتی تھی اور مثال لالہ داغ الم اپنے سینہ پر لیا کرتی تھی تا اینکہ بعنایت الٰہی اُسکے گلزار تمنا مین دو گلعذار یکے بادیگرے پیدا ہوئے اُسی روز سے آپ نے درگاہ الٰہی مین وعدہ فرمایا کہ اگر یہ دونون نور دیدہ میرے بعنایت الٰہی سلامت و برقرار رہینگے تو میدان کربلا مین سبط رسول الثقلین یعنی امام حسینؑ پر نثار

کرو نگی اور اسی اُمید مین خدمت اپنے فرزندون کی کیا کرتی تھی نظم

جب انکو دیا دودھ لیا مرنے کا وعدہ ۔ بیٹون نے اشارون سے کیا مرنے کا وعدہ

دی جھولے مین لوری تو کہا فدیۂ شبیرؑ ۔ مکتب جو کیا کی خط احسن مین ...

باہر جو نکلنے لگے وہ صاحب توقیر ۔ لے دی انھین ننھی سی سپر چھوٹی سی شمشیر

ہر چند سے نے کھولا تھا یہ اسرار زرہ مین ۔ زینبؑ کی ہر ایک بات کو باندھا تھا گرہ مین

پس لڑکپن ہی سے حضرت عونؑ و محمدؑ کو عشق اپنے آقا جناب امام حسینؑ کا تھا اور اسی شوق مین ہمیشہ راغب تعلیم ہنر جنگ کے رہتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عباسؑ اور حضرت قاسمؑ و علی اکبرؑ سے تمام آئین جنگ وجدال سیکھتے تھے پس یہ حال دیکھکر اکثر حضرت عباسؑ بخدمت جناب امام حسینؑ عرض فرماتے تھے کہ اے آقا بیت

اللہ نے زینبؑ کو عجب لال دیے ہین ۔ قاسمؑ سے سب اطوار حسنؑ یاد کیے ہین

پس جس وقت کہ ہنر جنگ وجدل تعلیم پاکر وہ دونون گلعذار گھر مین تشریف لاتے تھے تو آپ فرماتی تھین بیت

دُنیا کی خوبیان جو ہین سب اِنکے واسطے ۔ مین پالتی ہون دونون کو اِکدن کے واسطے

پس جس وقت یہ کلام ، درناکام کے وہ دونون لالہ فام سماعت فرماتے تھے تو بخدمت جناب علیا زینبؑ کے عرض کرتے تھے کہ اے امان جان اپنی نیت کو برقرار رکھیے گا انشاءاللہ تعالیٰ یونہین ہوگا اُسوقت حضرت زینبؑ فرماتی تھین کہ ہان اگر تقدیر زینبؑ کی رسا ہے تو مراد دلی برآویگی مگر اے عونؑ و محمدؑ امتحان میدان کارزار بہت صعب ودشوار گزار ہے اور تم دونون ابھی ناآزمودہ کار ہو تب دونون صاحبزادے حالانکہ ابھی صغیر سن تھے یون گزارش کرتے تھے بیت

ہم دونون بھانجے ہین امام سعید کے ۔ پوتے شہید کے ہین نواسے شہید کے

اے امان جان ہم نظم

ایسے نہین کہ بھاگ کے میدان سے آئینگے ۔ امان تمھارے سر کی قسم سر کٹائینگے

قاسمؑ سے پہلے مرنے کو میدان مین جائینگے — ہنس ہنس کے اپنے چہرون پہ تلوارین کھائینگے
اک دن ضرورے اُٹھاؤگی تم ان کلامون کے — اقرار دیکھ لیجیو اپنے غلامون کے
خوش ہوتی تھی یہ سُن کے وہ فرزندون کے کلام — لکھا ہے پہونچے دشت مصیبت مین جب امام
آمادۂ نبرد ہوے ساکنان شام — جس دم شب شہادت سرور ہوئی تمام
دونون طرف سے فوج کی تیاریان ہوئین — اور بے حواس فاطمہؑ کی پیاریان ہوئین

پس صبح عشرۂ محرم کا یہ حال ہے کہ بعد فراغت نماز ثنا خدائے جانزآل نبی یعنی فرزند زہراؑ و علیؑ مع عزیز و اقارب آمادۂ پیکار ہوا کیونکہ اُن ملاعین بے دین سے بمشکل تمام مہلت اُس شب کی پائی تھی چنانچہ روایت ہے کہ بعد شہادت اصحاب باوفا جب نوبت عزیزان ماہ لقا کی آئی اور دونون صاحبزادے حضرت مسلمؑ کے قربان سر حسینؑ ہو گئے تب حضرت عونؑ و محمدؑ کو جوش شجاعت نے بیتاب کیا اور خدمت بابرکت جناب امام حسینؑ حاضر ہو کر اجازت طلب کی مگر آپ نے بلحاظ محبت ہمشیر کے رخصت مین تامل فرمایا نظم

یان ذکر یہ تھا اور وہان زینبؑ سے بے پر — تھین صحن مین خیمہ سے سراسیمہ و مضطر
اشک آنکھون مین اور دوش پہ ڈھلکی ہوئی چادر — اس سوچ مین مارے گئے مسلمؑ کے بھی دلبر
بن باپ کے بچے تو سفر کر گئے ہے ہے — پیارے مرے فرزند کیون مر گئے ہے ہے

اور اس طرف حضرت عونؑ و محمدؑ بخدمت جناب امام حسینؑ گزارش رخصت کرتے تھے کہ اسی عرصہ مین جناب امام کون و مکان داخل عصمت سراے ہوے اور عقب اُنکے دونون بھانجے اور حضرت علی اکبرؑ بھی تشریف لائے کہ جناب امام حسینؑ قریب زوجہ مسلمؑ کے آکر بیٹھ گئے بیت

صدمہ ہوا منہ اشکون سے دھونے لگے حسینؑ — رومال رکھ کے آنکھون پہ رونے لگے حسینؑ

اسی اثنا مین جناب زینبؑ بھی تشریف لائین نظم

مان کی طرف جو عونؑ و محمدؑ نے کی نظر — منہ پھیر کر جھکا لیا زینبؑ نے اپنا سر
بھائی سے بھائی نے یہ کہا تب بچشم تر — امان خفا ہین کچھ جو نہین دیکھتین ادھر

کیا جانیں وہ کہ دیر کا یاں کیا سبب ہوا — رخصت میں اور بیچ پڑا لو غضب ہوا
یہ کہکے ماں کے پاس گئے دونوں مہ لقا — ڈر ڈر کے کانپ کانپ کے منت سے یہ کہا
ہم مانگتے ہیں دیر سے میدان کی رضا — دیتے نہیں مگر شہ دیں رخصت وغا
بیوجہ جنا دیوں سے مکدر حضور ہیں — اماں خدا گواہ کہ ہم بے قصور ہیں

بولی یہ رو کے خواہر سلطان بحر و بر — اب دھیان آیا مر گئے مسلمؑ کے جب پسر
لاشے پہ لاشے آنے میں گزری ہے دوپہر — کیا کر رہے تھے صبح سے حیران ہوں تھے کدھر
حضرت کے ساتھ اب بھی نہ آتے تو خوب تھا — اکبرؑ کے بعد مرنے کو جاتے تو خوب تھا

مجھسے بہانہ کرتے ہو آنسو بہا بہا — ہمجولیوں سے رہ گئے پیچھے تمہیں یہ کیا
گویا تو ہو بہت مجھے قائل کرو ذرا — مسلمؑ کے دونوں بیٹوں کو کیونکر ملی رضا
رخصت نہ پائی عذر نئے یہ نکالے ہیں — رکتے ہیں وہ کہیں جو بھلا مرنے والے ہیں

یہ سنکر دونوں صاحبزادے کہ ابھی صغیر سن تھے رونے لگے اور اشک آنکھوں سے بہانے لگے پس اُسوقت حضرت زینبؑ کو بھی جوش مہر مادری آگیا سینے سے لگایا اور پیار کرکے **نظم**

فرمایا پیارے کہ نہ کانپو یہ ماں نثار — راضی ہوں اب خفا نہیں تمسے میں دلفگار
سچ ہے تمہارا کیا ہے بھلا اسمیں اختیار — دیکھو دلائے دیتی ہوں میں اذن کارزار
ہاں واری تم بھی اذن وغا پر اڑے رہو — ماموں کے آگے ہاتھوں کو جوڑے کھڑے رہو

یہ کہکے گئی شہ کے قریں زینب ناچار — تھے عونؑ و محمدؑ عقب مادر غمخوار
بھائی سے یہ کی عرض کہ اے سید ابرار — یہ دونوں غلام اب ہیں اجازت کے طلبگار
لاکھوں سے وغا کرکے شریک شہدا ہوں — انکو بھی تمنا ہے کہ آقا پہ فدا ہوں

یہ سنکر جناب امام حسینؑ نے ایک آہ کھینچکر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ اے زینبؑ یہ دونوں گلدستۂ باغ جعفری میری جان ہیں مجھ سے انکا داغ نہ اُٹھے گا **بیت**

ہیں یہ گل تر حیدرؑ و جعفرؑ کے چمن کے — کھویا ہے کسی بھائی نے بیٹوں کو بہن کے

یہ کہکر آپ اشک بہاتے ہوئے باہر چلے گئے کہ خیمہ مین رہونگا تو زینب خواہ مخواہ اصرار کرکے رخصت میدان ان نونہالون کو دلادیگی پس حضرت تو خیمہ سے باہر گئے اسطرف حضرت زینب نے دونون شاہزادون کو ساتھ لیا اور اپنے خیمہ مین تشریف لاکر تبرکات کا اسباب نکالا اور نظم

پوشاک جو منظور تھی اُسمین سے اُٹھائی	زہراؑ کی ردا اور رشہ مردان کی عبائی
پھر کھینچ کے دو تیغین دین قضہ کو برابر	فرمایا کہ ہان سایہ کران شیرون کے سرپر
فرزندون کو پہنائی ہون مین جنگ کا زیور	اللہ کرے تیغون سے بھی پائین یہ صفدر
سفقس سے جو ملنے کو یہ حیدرؑ کے گلے جائین	فردوس تلک سایہ مین تیغون کے چلے جائین
دو ٹکڑے پھر اُسنے کئے زہراؑ کی رداکے	دو حصے کئے حیدرؑ صفدر کی عباکے
فرمایا ہے ان دونون کو ایک ایک اُڑھاکے	فرمایا کہ تم شیر ہو ہان شیر خداکے
... سے لڑو شہ پہ فدا جان کردتم	دہرسے تمہین خلعت دے دو کام کردتم

الغرض فرزندون کو پوشاک پنہاکر پٹکے سے کراور پشت اقدس پر سپر باندھکر خود زرین سرپر رکھکر واسطے جنگ کے تیار فرمایا بعد باندھنے اسلحہ جنگ کے دونون صاحبزادون کو انگوٹھی پنہاکر فخر سلیمان بنایا ہیکلین ناد علیؑ کی زیب گلو فرمائین اور حمائل قرآن گلے مین لٹکائین بیت

غل تھا کہ دولہا نئی ستم چرخ کہن سے	اسطرح کے دولہا رہین محروم دولھن سے

الغرض آنکھون مین سرمہ لگا کر بالون مین شانہ کرکے فرمایا کہ نظم

ان فدیہ ہین پیمبرؐ کے علمدار کے پوتے	تیار ہین اب جعفر طیار کے پوتے
اے موت انھین قبر کے رستے پہ لگادے	گھر کی مرے پردیسیون کو راہ بتادے
تلوار کا پانی مرے پیاسون کو پلادے	زینبؑ کی مرادون کے چراغ آج بجھادے
رب ... خدا مین انھین جانا ہو مبارک	جیتے ہوئے پھر گھر مین نہ آنا ہو مبارک

یہ حضرات ... تو یہ ہے کہ جب فرزند گھر سے جاتا ہے تو مان درگاہ خدا مین دعا کرتی ہے ... سب ہو ... بچ رہے برخلاف اسکے حضرت فرماتی ہین ع

جیتے ہوئے پھر گھر میں نہ آنا ہو مبارک

پس جب اسطرح پر رخصت کے واسطے تیار کرلیا تو خیال فرمایا کہ برادر بزرگوار بروقت طلب اجازت رخصت روتے ہوئے باہر چلے گئے ہیں اگر میں ان گلرخوں کو تنہا بھیجدوں تو شاید سب روک لیں اور یہ گلعذار اس بادشاہ کونین سے کچھ نہ کہہ سکیں دوسرے یہ بھی خیال تھا کہ میں نے ابتدا میں حضرت فاطمہ زہراؑ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے بیٹوں کو میدان کربلا میں حسینؑ کے سر پر صدقہ کرونگی وہ منت بھی پوری کرنی ہے **نظم**

یہ کہکے بلا بھیجا شہ دین کو بہ تکرار — فضہ بھی سراسیمہ گئی آئی کئی بار
آیا نہ مگر خیمہ میں وہ واقف اسرار — زینبؑ نے کہا بیٹوں سے لو اماں ہر ناچار
خیمہ میں شہ کرب و بلائی نہیں آتے — کس پر تمہیں صدقے کروں بھائی نہیں آتے

فضہ سے کہا تو نے مرا نام لیا تھا — ہمشیر بلاتی ہیں یہ بھائی سے کہا تھا
کیوں آئے نہ یاں خیر تو ہے کام انہیں کیا تھا — کیا ابن حسنؑ رن کی رضا مانگ رہا تھا
کیا تھا بنا ہے اکبرؑ نے شہ دین کی کمر کو — عباسؑ علی شہ پہ فدا کرتے ہیں سر کو

فضہ نے کہا خیر ہے اے دختر زہراؑ — سب کچھ کہا لونڈی سے حضور شہ والا
آئے تو نہ وہ روکے یہ بولے کہ میں سمجھا — زینبؑ سے کہا بیٹوں نے مقسوم یہ اپنا
بس کیا ہوا کم اپنا کہ لو درجے بھی کم ہیں — ماموں پہ فدا ہونے کے قابل نہیں ہم ہیں

اُسوقت کا حال پریشانی جناب زینبؑ کیا عرض کروں کبھی آسمان کو دیکھتی تھیں کبھی بیٹوں کیطرف نگاہ یاس سے تکتی تھیں **نظم**

تب رو کے یہ زینبؑ نے کہا شہ کے نجف کو — یا شاہ نجف آؤ غریبوں کی طرف کو
سر نذر دیا حُر نے بھی زہرا کے خلف کو — محتاج نواسے ہیں شہادت کے شرف کو
مقتل میں قضا لوٹتی ہے سب کی کمائی — اب تک نہ ٹھکانے لگی زینبؑ کی کمائی
پھر بولی کہ یا جعفر طیار تم آؤ — پوتوں کی سفارش کرو اعجاز دکھاؤ

مقتل میں حسینؑ ابن علیؑ کو یہ سناؤ	صدقہ لئے بیٹھی ہے بہن خیمہ میں جاؤ
ہے یہ جو پذیرا نہ ہوا روتی ہے زینبؑ	لیلو یہ تصدق کہ سبک ہوتی ہے زینبؑ

یہ کہکر صاحبزادوں سے فرمایا کہ تم مت رو مشکل اب آسان ہوئی جاتی ہے اگر شہؑ نہیں آتے ہیں تو خیر تم میرا ہاتھ پکڑ لو میں خود میدان میں چلکر گرد سیّد ابرار پھر اکر تمکو رخصت وغا کر روانہ جنگاہ کرونگی اسوقت حضرت عونؑ و محمدؑ نے عرض کی کہ اے اماں جان ہمارے جیتے جی اگر آپ خیمہ سے نکلیں گی تو پھر ہم کفار بدشعار کو کیا مُنہ دکھلائینگے کیوں حضرات اُن صاحبزادوں کو یہ خبر نہ تھی کہ بعد دو پہر کے ہماری والدہ لشکر کفار بدشعار میں سر برہنہ جاوینگی الغرض یہ گذارش فرماکر نظم

زینبؑ سے کہا عونؑ و محمدؑ نے یہ رو رو	ماموں نہیں آتے تو نہ تکلیف دو اُن کو
تم حضرت عباسؑ کو میدان سے بُلا لو	ساتھ اُنکے ہمیں کردو جو کہنا ہو سو کہدو
اِسوقت سب اسرار خفی ہم پہ جلی ہیں	امداد کو جعفرؑ ہیں سفارش کو علیؑ ہیں

اور جناب خاتون قیامت فاطمۃ زہرا اور رسولخداؐ ابھی تشریف لائے ہیں ناچار حضرت زینبؑ نے پھر فضہؑ سے فرمایا کہ اے فضہؑ ابکی مرتبہ تو پھر جا اور عباسؑ علیؑ سے کہنا کہ اے عباسؑ بیت

گھر میں نہ حسینؑ آئے و گھبرائی ہے زینبؑ	تم آؤ تو آؤ نہیں خود آئی ہے زینبؑ

یہ سُنکر حضرت عباسؑ نے طرف روئے اطہر امام انام دیکھا تب چشم امام سے اشک روان ہوئے اور حضرت عباسؑ سمت خیمۂ اطہر کے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ حضرت زینبؑ دروازہ پر استادہ ہیں نظم

عباسؑ نے کی عرض کہ تم سب کی بڑی ہو	وہ سامنے شبیرؑ ہیں تم در پہ کھڑی ہو
رو کر کہا زینبؑ نے کہ قابو نہیں دل پر	تم آئے بھلے کو میں چلی تھی ابھی باہر
کیوں میرے بلانے سے نہ گھر آئے برادر	مارا گیا مہمان مرا حرؑ دلاور
بالفرض خبر میری نہ وہ لینے کو آتے	پرسا تو بھلا حرؑ کا مجھے دینے کو آتے

پس حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ اے زینبؑ ایک شبیرؑ کیا کیا کریں اصحاب باوفا کو اُٹھائیں یا عزیزوں کا پرسا اہل حرم کو دیں یا تشفی حرم محترم فرمائیں ابتو انکو کوئی عزیز نہیں ہے بیت

اُمت کی دعا حق سے طلب کرتے ہین شبیرؑ — وہ ہی سے بشر ہین کہ یہ سب کرتے ہین شبیرؑ

اسے زینبؑ بہن سے نے ہرچند ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ ہمشیر بلاتی ہین خیمہ مین ہو آئیے کوئی ہرج نہین ہے مگر منظور نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے عباس زینبؑ بیٹون کو تصدق کرنے کے واسطے بلاتی ہے اور مجھکو یہ گوارا نہین ہے کہ وہ سات آٹھ برس کے بچے گلا کٹائین زینبؑ کو داغ مفارقت دکھائین پس بسماعت ان کلمات کے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھائی عباس میرے کچھ حقوق آپ پر بھی ہین آپ نے عرض کی کہ بچشم پس ارشاد کیا حضرت زینبؑ نے نظم

گو صدقے کے قابل مرے دلبر نہین عباسؑ — مین کیا کرون کچھ اور میسّر نہین عباسؑ

پہلے مری جانب سے بہت جوڑیو تم ہات — اور عذر یہ کرنا مین تہیدست ہون ہیہات
کچھ پاس نہین لائق نذر شہ خوش ذات — مطلب کا یہ یک نکتہ ہو سو بات کی اک بات

گھر مین نہ قدم رنجہ کیا شاہ زمن نے — بھیجا ہے صدقہ انھین نادار بہن نے

اور مین خیمہ کے در پر کان لگائے کھڑی ہون تمہاری گذارش شبیرؑ کا ارشاد سُن لونگی الغرض ہمراہ حضرت عباسؑ دونون شہزادے روانہ خدمت بابرکت حضرت امام حسینؑ کے ہوئے اور حضرت زینبؑ خیمہ کی ڈیوڑھی پر استادہ تھین کہ نظم

عباسؑ دلاور سر پُر نور کو نہوڑائے — زینبؑ کے جو بیٹون کو لئے شہ کے حضور آئے
شہؑ نے کہا عباسؑ مرے واسطے کیا لائے — کی عرض کہ دو داغ کلیجہ کے لئے ہائے

سر کھولا ہے زینبؑ نے بُرا حال کیا ہے — اور انکو تصدق کے لئے بھیجدیا ہے

یہ سُنکر حضرت شبیرؑ کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ در خیمہ سے حضرت فاطمہ کی جائی نے آواز سُنائی کہ اے بھائی جان فدا ہو جان زینبؑ کی تم پر سے انکار نہ فرمانا ورنہ زینبؑ کنبہ مین حقیر ہوگی آپ فیاض ابن فیاض ہین سائل کا سوال رد نہ فرمائیے پس جناب امام حسینؑ فکر مین تھے کہ نظم

ہاتف نے ندا دی کہ انھین نذر خدا دو — زہرا نے صدا دی کہ شہید انکو بنا دو
حیدرؑ نے پکارا کہ رہ خلد بتا دو — جعفرؑ نے کہا ہان مرے پوتون کو رن دو

ایسے تو کہین بھانجے ہوتے نہین شبیرؑ — کیا صدقے کے قابل مرے پوتے نہین شبیرؑ

بس شہ کو بجز صبر و رضا کچھ نہ بن آیا — دونون کو کئی بار کلیجے سے لگایا

گودی مین اُٹھا کر اُنھین گھوڑون پہ چڑھایا — اُن دونون نے رہوار دونکو کاوے پہ لگایا

ماموں کے اور اکبرؑ کے پھرے گرد خوشی سے — اور نادِ علی کرنے لگے ورد خوشی سے

پس جسوقت حضرت امام حسینؑ سے اجازت میدان کارزار پائی حضرت زینبؑ دروازۂ خیمہ سے ملاحظہ فرمارہی تھین کہ دونون صاحبزادون کو آواز دیکر فرمایا نظم

زینبؑ پکاری سے ملکے [illegible] شجاعت و وقار — [illegible] دعائین دو صدقے ہو سات [illegible]

کیون اب تو سرفراز ہوے تم پہ مین نثار — دیکھون تو کیسی کرتے ہو میدان مین کارزار

[illegible] پسر کرم کا افضال چاہیئے — شہ کی دعا حضور کا اقبال چاہیئے

القصہ خیمۂ اطہر کی طرف سر جھکا کر آداب عرض کر کے سمت لشکر بدکردار روانہ ہوئے جس وقت کہ بمقابل اُس فوج اشقیا کے تشریف لائے اُسوقت نظم

دیکھا جو جلال ان کا تو کہنے لگا لشکر — لو آئے دو یوسف دو سلیمان دو سکندر

دو حمزہؑ و دو حیدر کرار دو جعفر — دو غازی و دو شیر دو عباس دو اکبر

گھبرا کے نظر بعضون نے کی چرخ برین پر — ہین شمس و قمر آج فلک پر کہ زمین پر

یہ دیکھکر ہر ایک نابکار حیران ہوگیا اور صاحبزادون سے گذارش کی کہ تم کس باغ کے ثمر ہو کس نامراد مان کے پسر ہو جو اس سن مین تمکو اپنی جانین بھاری ہوگئین ہین اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو تب وہ دونون شاہزادے بقصد رجز خوانی کے آگے بڑھے نظم

زینبؑ نے کہا عز و شرف بڑھتے ہین لو گو — سُنیو مرے فرزند رجز پڑھتے ہین لو گو

[illegible] پھول برسنے لگے پیاسون کے دہن سے — فرمایا یہ دونون نے ہر ایک تیغ فگن سے

رستم کو غلام اپنا جگا دیتا ہے بن سے — دعواے غلامی ہے حسینؑ اور حسنؑ سے

کیا رتبہ بتائین تمھین کافی یہ شرف ہین — ہم دونون غلام پسر شاہ نجف ہین

لاشون پہ حسینؑ آئینگے جب پیار کے مارے
اُسوقت ہمین پوچھیو آقا سے ہمارے
تم انکے ہو کون اور یہ ہین کون تمہارے
اغلب ہے کہ شفقت سے کہین بھانجے پیارے
بیکلنے بھی جو شہ کی رفاقت مین بٹے ہین
اللہ و نبی کے وہ عزیز آج ہوئے ہین

القصہ بعد رجزخوانی کے وہ دونون شاہزادے مصروف کارزار ہوئے اور سیکڑون اعدائے بدشعار کو داخل جہنم کیا جبکہ اُن ملعونون نے دیکھا کہ اب کسی طرح سے پناہ اُن بچون سے نہ ملیگی تب مشورہ کرکے ایک ملعون طرف خیمۂ اطہر کے آیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے شاہزادی کونین آج تمہارے فرزند دلبند جوش شجاعت حیدری و قوت جعفری دکھا رہے ہین اور تمہارے ناناکی اُمت کو قتل کئے ڈالتے ہین اور ہماری گریۂ و زاری و فریاد با نالۂ و بیقراری پر توجہ نہین فرماتے ہین براہ روح رسول مقبول و فاطمہ بتول ہماری سفارش کرو کہ تم بیٹی صابر کی ہو قربان رحم دلی حضرت زینبؑ کے فوراً باستماع استغاثہ اُس ملعون کے نظم

زینبؑ نے یہ سُنتے ہی کہا خیمے مین سے رو رو
اُمت ہوئی برباد غضب ہو گیا لوگو
سر کھول کے چلّانے لگی رن کی طرف کو
بس بس مرے شیرو مرے پیارو مرے بیاندو
جانے دو تمھین حضرت شبّیر کی سوگند
اب ہاتھ اُٹھاؤ تو مرے شیر کی سوگند
مین دودھ نہ بخشونگی جو اب وار لگایا
اس قہر کا لڑنا یہ تمھین کس نے سکھایا
گھر سے نکل آؤنگی جو پھر ہاتھ اُٹھایا
اُمت پہ مرے ناناکی کچھ رحم نہ آیا
بیرحمی سے لڑنے کو تو مین نے نہ کہا تھا
ناناکو تو اُمت کا سدا پاس رہا تھا

پس باستماع اس ارشاد جناب زینبؑ کے دونون صاحبزادون نے فوراً تیغون کو روک لیا آہ آہ حضرات تیغون کا روکنا تھا کہ چارون طرف سے ان اشقیا نے حملہ کر دیا چنانچہ لکھا ہے نظم

اُن شیرون کا رُکنا کہ بڑھے ظالم بدخواہ
پھر کون سا حربہ تھا کہ اُن پر نہ چلا آہ
چلّائے سوئے خیمہ کہ اے مادر ذیجاہ
جرأت سے تو واقف ہو مین غربت سے ہو آگاہ
دکھلا چکے ہم فوج پہ شمشیر کا جلوہ
اب دیکھیے مظلومی شبّیر کا جلوہ

افسوس صد افسوس حضرات مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے یہ وہ وقت آتا ہے کہ حضرت زینبؑ کا جگر شق ہو گیا۔ نظم

وہ تو سوئے خیمہ ابھی یہ کرتے تھے تقریر — جو جام اجل آیا لئے ساقی تقدیر
اور اکبرؑ و اصغرؑ کے جو فدیہ تھے وہ دلگیر — اک برچھی سے بسمل ہوا اور اک ہدف تیر
گھوڑوں پہ بغلگیر ہوئے پیار سے دونوں — اور ساتھ گرے خاک پہ رہوار سے دونوں

پس خاک پر گرتے ہی آواز دی کہ اے علی اکبر شاہزادہ کونین ماموں جان کو خبر دو کہ غلام اب رخصت ہوتے ہیں آرزو یہ ہے کہ ایک بار اس عالم زندگی میں قدوم میمنت لزوم پر بوسہ دیں اور آپ کے گرد پھریں اور تصدق ہوں کہ سعادت دارین حاصل ہووے مجرد اس آواز کے نظم

حضرت سے عرض کی علی اکبرؑ نے دوڑ کر — مارے گئے حضور پھوپھی جان کے پسر
رنگ اُڑ گیا حسینؑ کا سنتے ہی یہ خبر — فرمایا ہائے لُٹ گیا بیکس بہن کا گھر
ہم رہ گئے بڑھاپے میں آنسو بہانے کو — عباس آؤ بچوں کے لاشے اُٹھانے کو

راوی کہتا ہے کہ اسوقت فضہ دروازہ خیمہ پر یہ تشکر اہلبیت میں گئی اور یہ خبر دی اے اہل حرم سر پیٹو ماتم برپا کرو میری خوزادی کے فرزند شہید ہوئے اور نظم

زینبؑ سے کہا لال تمہارے گئے مارے — بن بیاہے خوزادے مرے پیارے گئے مارے
زینبؑ نے کہا غصہ سے خاموش خبردار — ماں کون پسر کس کے یہ کیا کرتی ہے اظہار
انسان کو لازم ہے سمجھکر کرے گفتار — کیا تو مرے اکبرؑ کی ہے مرنے کی روادار
یہ بات تجھے کتنی مناسب ہے روا ہے — میرا کوئی بیٹا علی اکبر کے سوا ہے
رن میں ہوئے عونؑ و محمدؑ تو سبھے کیا — دونوں نے مرا دودھ پیا تھا نہ بیاہ تھا
پھر اب سے مجھے کچھ دیتے نہ دیتے وہ حق اسکا — تا جلد مصلے کہ کروں شکر کا سجدہ
اب قبر میں سوئیگی بہت چین سے زینبؑ — فارغ ہوئی اسوقت بڑے دین سے زینبؑ

کیون حضرات کسی مان کا یہ جگر ہے جو حضرت زینبؑ نے کیا کہ اسطرف تو خبر شہادت دونون صاجزادون کی سُنی اور اسطرف اہلحرم مین کہرام برپا تھا اور آپ فرماتی تھین نظم

لوگو اس آن مُبارک ہو مبارک
زینبؑ کو یہ سامان مبارک ہو مبارک
پورے ہوے ارمان مبارک ہو مبارک
بیٹے چڑھے پروان مبارک ہو مبارک
حسرت تھی کہ بیٹے ہون مرے شاہ پہ صدقے
صدقے ہوے وہ آج مین اللہ کے صدقے

خیمہ مین تو یہ حال تھا اب میدان کا حال سُنیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام و حضرت عبّاس و جناب علی اکبر جس وقت مین کہ قریب تن مجروح عونؑ و محمدؑ کے پہونچے اُسوقت دونون شاہزادے جراحت کے مارے ریگ گرم پر بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ نظم

شہ نے کہا اسوقت جو خواہش ہو بتا دو
دونون نے کہا امّان کا دیدار دکھا دو
تب اکبرؑ و عباسؑ نے گودی مین اُٹھایا
حضرت نے علم کھول کے اُنپر کیا سایا
لے کر جو چلے گھر کو تو رونا بہت آیا
ہر ایک قدم گرتا تھا زہرا کا وہ جایا
تھے زین ڈھلے گھوڑے تو ان شیرونکے رو دین
اور فاطمہؑ سر ننگے نواسون کی جلو مین

پس جناب علی اکبر سے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے اکبرؑ تم آگے خیمہ مین جاؤ اور صف ماتم عونؑ و محمدؑ کی بچھواؤ عبداللہ و باقر کو واسطے پیشوائی ان شہیدون کے لاؤ نظم

چپکے سے یہ کہنا مری نادار بہن سے
حیدر کے نواسون کی برات آتی ہے رن سے
شبیر کا ارشاد بجا لائے سب اکبرؑ
محشر تو تھا خیمہ مین ہوا اور بھی محشر
بانو اُٹھی سب بے شیر کو آغوش مین لیکر
عبداللہ و باقر بھی نکل آئے کھلے سر
سر ننگے جلو کے لئے اہل حرم آئے
لاشے لئے باہر سے امام اُمم آئے
پھر تو بے تعظیم اُٹھی دختر زہراؑ
پھیلا کے ادھر ہاتھ کیا دونون نے مجرا
امّان کہا اور کانپ کے دو دون ہوے گویا
بخشو ہمین مظلومی شبیر کا صدقا
تلوارین چلین نیزے لگے تیر چلے ہین
پر ہم نہین دل کھول کے اُمّت سے لڑے ہین

پس اُسوقت حضرت زینبؑ نے فرمایا نظم

اماں نہ کہو مجھکو میں لونڈی ہوں تمہاری	پیاسو تمھیں اس وقت خطا بخشو ہماری
زینبؑ پھری اُن لاشوں کے گرد اور پکاری	اس عذر کے صدقے میں بس آواز کے واری
تعظیم کسی بیٹے کی ماں نے نہیں کی ہے	پر آج یہ عزت تمھیں اللہ نے دی ہے

ہنوز یہ باتیں حضرت زینب فرما رہی تھیں نظم

تسلیم بجالا کے جگر گوشۂ حیدر	کچھ کان میں مادر کے کہا سر کو جھکا کر
وہ بولی ابھی کہنے لگے رو کے ٹھہر کر	زینبؑ نے کہا یہ نہ کبھی مانے گی مادر
اس وقت کہو تم تو یہ حسرت بھی نکالوں	اُسوقت تجھے آئیگا وسواس بلا لوں
حیران ہوئیں سیدانیاں اور بولیں سب کیا	مرتے ہوئے ماں بیٹوں میں کیا ہوتی ہے گفتگو
کھلتا نہیں کچھ ہمپہ یہ اقرار اور انکار	اسوقت تو آسان ہے آیندہ ہے دشوار
کیا تمسے یہ کہتے ہیں کہ حق شیر کے بخشو	پیاسے ہیں انھیں نام پہ شبیر کے بخشو
زینبؑ نے کہا کہتے ہیں لاشوں کو اٹھاؤ	دو مسندوں پر اکبر و اصغر کو بٹھاؤ
شہزادوں کے چوگرد غلاموں کو پھراؤ	میں کہتی ہوں صدقہ ابھی ہونا ہے تو آؤ
خوش تمسے ہو ماں اور رضامند خدا ہو	شہزادوں کے چوگرد پھرو شہ پہ فدا ہو
جس بات کو کہتے ہیں میں کس طرح سے مانوں	کیونکر یہ بھلا لاشوں کے ارمان نکالوں
اک جوگ کہا کر علیؑ اکبر کو تو پالوں	اور مُردوں کا پرچھاواں میں بیاہو نہ ڈالوں
اصغر مرا لاشے سے جو ڈر جائے تو کیا ہو	بچہ ہی تو ہے سہم کے مرجائے تو کیا ہو

پس الحرم میں بوجہ محبت زینبؑ کے ایک حشر برپا ہوا اور حضرت بانوؑ نے فرمایا کہ اے زینبؑ تم منھ سے ایسا کلمہ نہ نکالو اگرچہ اکبرؑ و اصغرؑ پوتے علیؑ کے ہیں تو یہ بھی نواسے اُسی ولی کے ہیں صدقہ ہونیکا کیا ذکر ہے ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نظم

ناگاہ انھیں موت کی ہچکی ہوئی آغاز	اور سینہ سے بھی آنے لگی موت کی آواز

زینب کی طرف نرگسی آنکھوں کو کیا باز
کی عرض اُٹھا لیجیے اب آخری اک ناز

دل سخت نہ فرمایئے گا وقت کرم ہے
اماں تمھیں اپنے علی اکبرؑ کی قسم ہے

زینبؑ کو بھی پیار آگیا رو کے یہ پکاری
مادر نہ کہو مجھکو میں دائی ہوں تمھاری

وہ بولے کہ اب آپ سے رخصت ہی ہماری
کھنچتی ہیں رگیں رُکتا ہے دم ضعف ہے طاری

پیشانیاں رکھدو قدم شاہ امم پر
حسرت ہے کہ دم نکلے تو ماموں کے قدم پر

وہ بولی خوش آئے مجھے ارمان تمھارے
سر رکھدئے اُنکے قدم شاہ پہ بارے

دونوں نے ملا پاؤں سے مُنھ پیار کے مارے
اک بوسہ لیا اور طرف خلد سدھارے

مرنے کی مہم بات میں سر کرگئے دونوں
پس ہونٹھ تو ہلتے رہے اور مر گئے دونوں

شہزادوں کی ثنا کا صلہ شاہ فلک گیر
کوثر کا جام حشر میں پاجائے یہ وزیر

───

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب قاسم علیہ السلام

کیا جلد اجل آگئی اُس رشک قمر کو | نوشاہ نے شب کو بھی نہ پایا تھا سحر کو

راویان اخبار غم بصد درد و الم حال شہادت حضرت قاسم پسر امام مسموم اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ جسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے داغ پسران حضرت زینب اپنے سینہ بے کینہ پر اٹھائے اُسوقت آپنے طرف عرش ذوالجلال بصد ملال و کمال یاس سے نگاہ فرمائی اور ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی بیت

سچ ہے کہ ایسے صدمہ میں کیا دل کو کل پڑے | پتھر کا دل بھی ہو تو کلیجہ نکل پڑے

روادیت دل و جگر بنت فاطمہ اطہر یعنے جناب زینب کا بعد استماع خبر شہادت صاحبزادگان حرم محترم میں تو ایک غلغلہ شیون و بکا کا برپا ہوا اور آپ فرماتی تھیں کہ اسے بیبیو کیون روتی ہو مجھکو سجدۂ شکر ادا کرنے دو کہ بیت

دنیا میں نام رہگیا با آبرو ہوئے | دونون علیؑ و فاطمہؑ سے سرخرو ہوئے

آہ آہ اُسوقت مادر جناب قاسم کا عجب حال تھا کہ سر جھکائے ہوئے با درد و الم دیدۂ پُرنم سے نہرین اشک کی جاری تھیں اور خیال فرماتی تھیں افسوس ہے زینبؑ نے اپنے دونون لال اور زوجۂ مسلم نے اپنے نونہال حسینؑ شہنشاہ کونین پر نثار کئے مگر نہین معلوم میری تقدیر

میں کیا تحریر ہے کہ قاسم جرار نے ابتک ارادۂ نبرد گاہ نہیں کیا نظم

دل میں یہ سوچتی ہوئی اٹھی وہ خوشخصال ۔ قاسم کو اپنے پاس بلایا بصد ملال
رو کر کہا کہ اے حسن مجتبیٰ کے لال ۔ کچھ اس ضعیفہ کی بھی عزت کا ہے خیال

جاری ہیں اشک خون مری چشم پر آب سے ۔ زینبؑ کے آگے جا نہیں سکتی حجاب سے

گھر لٹ گیا ہے فاطمۂ زہرا کا ہائے ہائے ۔ دشمن وہ دوست ہے جو نہ اس دکھ میں کام آئے
غیروں نے تو حسینؑ کے قدموں پہ سر کٹائے ۔ کیا قہر ہے کہ بھائی کا جایا نہ مرنے جائے

گھیرا ہے بے وطن کو عدو کی سپاہ نے ۔ منہ دیکھنے کو کیا تمہیں پالا ہے شاہ نے

سب مر چکے امام دو عالم کے اقربا ۔ باقی ہے کون اکبرؑ و عباسؑ کے سوا
حضرت کی تن کی جان ہیں وہ دونوں مہ لقا ۔ سر انکے کٹ گئے تو قیامت ہوئی بپا

تم بھی خجل رہوگے سدا جد کے سامنے ۔ شرمائینگے حسنؑ بھی محمدؐ کے سامنے

یہ سُن کے حضرت قاسم علیہ السلام نے ہاتھ جوڑ کر سر نیہوڑا کر عرض کی کہ اے والدۂ بزرگوار اس خادم کا کیا اختیار ہے نظم

رخصت جو میں نے مانگی تو حضرت نے یہ کہا ۔ قاسم تمہیں تو دینگے ہرگز نہ ہم رضا
کرتا ہوں اُنسے جب طلب رخصت وغا ۔ بابا کو یاد کرتے ہیں اور روتے ہیں چچا

آنسو رواں ہیں چشم شہ مشرقین سے ۔ کہتے ہیں داغ یہ نہ اٹھے گا حسینؑ سے

رونے لگا یہ کہہ کے جو شبیرؑ کا دلربا ۔ مادر پکاری روؤ نہ واری یہ ہاں سنا
عاشق ہیں بھتیجے سے تمہارے شہ ہدا ۔ گودی میں تمکو پالا ہے کیونکر وہ دیں رضا

سبط نبی جو تم کو نہ دیں تو کیا کریں ۔ بیٹا تری مدد شہ خیبر کشا کریں

یہ سنکر جناب قاسم پر کمال رقت طاری ہوئی اور روتے روتے خاک پر گر پڑے کہ اسی حالت بیقراری میں ایک غنودگی سی آگئی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسنؑ بصد درد و محن چاک گریبان کھڑے ہیں اور نظم

یہ کہہ رہے ہین غیظ مین سُلطان خوش نہاد — قاسم پدر کی تمکو وصیت نہین ہے یاد
مرتے جو آج تم تو بر آتی مری مُراد — شادی ہوئی تو کیا ہوئی جب دل ہوا نہ شاد

حورون سے آگے خلد مین اب ہمکنار ہو — شادی تری یہ ہے کہ چچا پر نثار ہو

کھاتے تھے میرے سر کی اسی مُنھ سے تم قسم — یہ کون کہتا تھا کہ فدا ہونگے پہلے ہم
شرمندہ فاطمہؑ سے کیا مجھکو ہے ستم — دولھا بنے ہو اب تمھین کس بات کا ہے غم

اب کیون نہ بھُول جاؤگے شادی مین باپ کو — سہرے کی بُو نے کردیا بیہوش آپ کو

دیکھو مری غریب بہن کا تو حوصلا — اک ساتھ دونون بیٹون کو مرنے کی دی رضا
لو یہ بھی درکنار بتاؤ تمھین ذرا — حُر کون تھا کہ پہلے ہی سب سے ہوا فدا

لعبہ اُسے ملا جو ملین تھا کنشت مین — دیکھا کئے تم اور وہ پہونچا بہشت مین

اے میرے دلدار اب بھی پدر بزرگوار کی وصیت کا خیال کرو اسوقت بھی چچا پر تم جان نثار کرو رضوان تمھارا انتظار کر رہا ہے حورین تمھارے اشتیاق مین بیقرار ہین علاوہ اسکے میری امّان جان باشتیاق دیدار مضطربانہ بیتابانہ یہ فرماتی ہین کہ قاسم نوشاہ کیا میرے سلام کو نہ آویگا اور اگر تمھارے چچا جان رخصت میدان نہ دین تو جو نوشتہ وصیت تمھارے بازو پر بندھا ہے اُسکو پیش کرو اب تاخیر مناسب نہین ہے کیونکہ ایسا وقت پھر عمر بھر نہ ملیگا ؎

بیٹا اُٹھو یہ کون سا موقع ہے خواب کا — لُٹتا ہے گھر جناب رسالتمآب کا

پس جسوقت یہ خواب حضرت قاسمؑ نے دیکھا با دیدۂ پُر آب امام حسین علیہ السلام کی خدمت بابرکت مین آئے اور عرض کرنے لگے کہ ای چچا جان ؎

دی ہے ابھی بابا نے ہمین جنگ کی رخصت — اب بہر خدا آپ بھی دین رن کی اجازت

پس یہ سنکر جناب امام مظلوم پر رقت طاری ہوئی اور فرمایا اے قاسم تو میرے بھائی کی نشانی ہے کیونکر تیری جوانی کو خاک مین ملاؤن اور بحسرت خیال کبرا کے رنڈاپے کا کرکے فرمانے لگے کہ اے قاسم ؎

خنجر قلق کے قلب پہ کہائے نہ جائینگے　　دو دو داغ ایک دل پہ اُٹھائے نہ جائینگے

جسوقت حضرت قاسم نے ملاحظہ کیا کہ چچا جان اجازت میدان نہ دینگے تب عرض کی کہ اۓ عم بزرگوار آپ کو اپنے بھائی کی وصیت یاد ہی نظم

یہ کہہ کے کھولا بازوے تعویذ ایک بار　　حضرت کے آگے رکھدیا با چشم اشکبار
دیکھا تو یہ لکھا تھا حسنؑ نے کہ مین نثار　　گھر جائین کربلا مین جو شبیرؑ نامدار
ہوگا دو نور رخ شہ مشرقین پر　　تم سر نثار کیجو بھائی حسینؑ پر
بولے کلیجہ تھام کے یہ شاہ کربلا　　بھائی نے وہ لکھا ہے جو قسمت مین ہد لکھا
اے نور چشم اے جگر و جان مجتبےٰ　　جو مصلحت کریم کی مالک کی جو رضا
یہ امر ناگزیر بھی مجھکو قبول ہے　　بھائی کا حکم حکم جد اور رسول ہے

اِس کلمہ سے غنچۂ امید حضرت قاسم کا کھل گیا نظم

سُرخی سی یہ سُنکر رخ نوشاہ پر آئی　　خوش ہو گئے تصویر اجل کی نظر آئی
تڑپا جگر سبط نبی چشم بھر آئی　　فرمایا کہ امید دلی اب تو بر آئی
کس وقت مین تم چھوڑ چلے آہ چچا کو　　مانگو یہ دعا صبر دے اللہ چچا کو
یہ سُنکے کیا مان نے جو رخصت کا اشارا　　خیمہ مین گیا پاس دُلھن کے وہ دلآرا
اور روکے کہا آہ بڑا غم ہے تمھارا　　ہم جاتے ہین اب قافلہ رخصت ہوا سارا
رخصت کی خبر خلد مین جا پہونچی ہے صاحب　　لینے کو عروس اجل آ پہونچی ہے صاحب
کیون اشک روان ہین رخ زیبا پہ تمھارے　　رونا یہ بہت شاق ہے شیدا پہ تمھارے
نوجون کا ہے نرغہ شہ والا پہ تمھارے　　رخصت دو کہ قربان ہون بابا پہ تمھارے
کام آؤ مصیبت مین جو عاشق ہو پدر کی　　امداد کرو فاطمہ زہرا کے پسر کی

اے گرفتار مصیبت یہ وقت رونے کا نہین ہے ضبط کرکے اپنے باپ کی حالت پر خیال کرو تو صدمۂ مفارقت ہمارا کم ہو جائے گا اور آج کا وہ روز ہے کہ جو اِس شہادت کی سعادت

سے محروم رہیگا پیش علیؑ و رسولؐ و جناب بتولؑ بصد شرم ملول و سرنگون رہیگا آہ حضرات نظم

جون جون یہ بیان کرتا تھا لخت دل شبرؑ　　چہرہ ہوا جاتا تھا دلھن کا متغیر
ہر بات چھری تھی تو ہر اک حرف تھا نشتر　　رہجاتا تھا پہلو مین تڑپ کر دل مضطر

کہتی تھی حیا نالۂ جانکاہ نہ نکلے　　دم گھٹ کے نکلجائے مگر آہ نہ نکلے

کہتا تھا جگر برین کہ خون ہوتا ہون اب　　دل کرتا تھا نالے کہ چلے تاب و توان سب
کہتا تھا تحمل یہ جفا مجھ سے اُٹھے کب　　کبرا کا سخن تھا کہ اُٹھالے مجھے یارب

پیوند زمین سامنے دولہا کے دلھن ہو　　رنڈسالے سے پہلے مری پوشاک کفن ہو

یارب مجھے پردیس مین مضطر نہ پھرانا　　بازار مین بے مقنعہ و چادر نہ پھرانا
حیدرؑ کی ہون پوتی مجھے دردر نہ پھرانا　　اک رات کی بیاہی کو کھلے سر نہ پھرانا

رشتہ مین ہون مین بادشہ عقدہ کشا کے　　رسّی سے بندھین ہاتھ نہ پابند حیا کے

دلمین یہ دلھن کہتی تھی اور قاسم جرّار　　آمادہ تھے سر دینے پہ مرجانے پہ تیار
اُٹھے کبھی گہ بیٹھ گئے ٹیک کے تلوار　　مان سے کبھی کی عرض یہ بادیدۂ خونبار

نرغہ ہے اُدھر جان یہ [illegible]　　کیون والدہ کیا دیر ہی رخصت مین ہماری

جسوقت کہ مادر [illegible] دلھن عزادار کے یہ کلمہ قاسم جرّار نے کہا فرمایا آپ نے اے قاسم بنے یہ مادر مظلوم تیرے واری ہو مگر اس امر خاص مین تم اور تمھاری دلھن جانے [illegible] کر آپ نے دلھن دولھا کو اُس گوشہ مین تنہا چھوڑ دیا کیون حضرات اگر غور [illegible] صرف [illegible] رونے اور پیٹنے کو کافی ہے رسم دنیا سے ہر ایک پیر و جوان واقف ہے کہ ملاقات اول مین دلھن سے کیا باتین ہوتی ہین آہ واویلا بجائے انکے یہ باتین کبھی نہ سُنی ہونگی کہ [illegible] خلوت مین حضرت قاسم رخصت میدان جنگ اُس عروس تازہ سے طلب فرماتے ہین [illegible] ابتدائے پیدائش حضرت آدم تا ایندم کوئی ایسی محروم دلھن دیکھی نہ سُنی یہ سُنکر حضرت کبرا نے [illegible] آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور آسمان کی طرف دیکھکر حضرت قاسم کیطرف مخاطب ہوکر نظم

وہ بولی جو حوران جنان کی تھی نہین چاہ	دو چار گھڑی کے لئے کیون تمنے کیا بیاہ
اسوقت نہ دھیان اسکا رہا آپ کو نوشاہ	جب گھر مین دلھن آئی تو مرنے کو چلے آہ
جو تم نے کیا بنت حسینؑ ابن علیؑ سے	ایسا کوئی کرتا نہین دنیا مین کسی سے

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار حضرت کبرٰیؑ رونے لگین ؎

دل آب ہوا رونے پہ اس تشنہ دہن کے	نوشاہ نے سر رکھدیا قدمون پہ دلھن کے

اور فرمانے لگے کہ اے نامرادیہ وقت رونے اور سر پٹینے کا نہین ہے چچا عباس بعزم جنگ رخصت طلب ہین ایک طرف بھائی علی اکبر میدان جنگ کے خواہان ہین اگر دونون مین سے کسی کو رخصت ملیگی تو میری آبرو روبرو جناب سید الشہدؑا اور حسنؑ مجتبیٰ اور فاطمہ زہراؑ اور علیؑ مرتضےٰ نہ رہیگی ؎

صدقہ ہون دعا تھی یہی دن رات ہماری	تم چاہو تو رہ جائے ابھی بات ہماری

پس جس وقت قدم عروس پر سر رکھکر حضرت قاسمؑ نے بادل ناکام یہ کلام فرمائے حضرت کبرٰیؑ سے کچھ بن نہ پڑی نظم

سر کالیا شرما کے دلھن نے قدم اپنا	دولھا نے کہا حال کہین کس سے ہم اپنا
اب کوچ کوئی دم مین ہے سوے عدم اپنا	کچھ ہمسے سنو کچھ کہو درد و الم اپنا
اک آن مین زندہ نہ ہمین پاؤگی صاحب	اسوقت نہ بولو گی تو پچھتاؤ گی صاحب
اُمڈے ہوئے ہین فوج کے دل تھم نہین سکتے	ہے دولہ جنگ و جدل تھم نہین سکتے
گھر مین نہین تھمنے کا محل تھم نہین سکتے	کھینچے لئے جاتی ہے اجل تھم نہین سکتے
مر جائیو بابا کی بھی تحریر یہی ہے	تم رانڈ بنو خواہش تقدیر یہی ہے

گھونگھٹ کو اٹھاؤ چہرہ انور نہ چھپاؤ پھر میسر دل مضطر کو کچھ تو تسکین دو یہ حسرت جان سے نہ لیجائین کہ آپ زبان سے کچھ نہ فرمائین خموشی آپ کی ستم ہے یہ ملاقات کوئی دم ہے تمکو سر سرور کی قسم ہے ہماری حیات صرف دو تین دم ہے نظم

بستت یہ کہے کچھ سخن غم تو ہمین کیا — بولین بھی زبان سے اگر اس دم تو ہمین کیا
لو ہر ہمیسر ہمین مرنے کی رضا دو — چڑھ آیا ہے لشکر ہمین مرنے کی رضا دو
صابر کی ہو دختر ہمین مرنے کی رضا دو — دیر اب نہین بہتر ہمین مرنے کی رضا دو

نیرنگ زمانے کے تو مشہور ہین صاحب — کچھ بس نہین ہم موت سے مجبور ہین صاحب
ناچار ہوئی سنکے یہ قسمین وہ گل اندام — چاہا کہ کہون کچھ پہ زبان نے نہ کیا کام
کیا بات کا یارا اُسے جس پر ہون یہ آلام — وہ حال تھا ہوتا ہے جو کچھ نزع کے ہنگام

نزدیک ہلاکت وہ گرفتار محن ہے — رقت ہے گلوگیر حیا قفل دہن ہے
آخر یہ کہا کانپتی آواز سے روکر — کیا پوچھتے ہو کیا کہے یہ بیکس و مضطر
تھم لینے دو آنسو مرے دم لینے دو دم بھر — بیٹھے صفِ ماتم پہ دلھن واے مقدر

خون جگر آنکھون سے بہانے کو بنی تھی — ہے ہے مین دلھن رانڈ بنانے کو بنی تھی
شادی کی سحر کو سبھی تقدیر نے لوٹا — منھ ہاتھون سے پیٹا کبھی سینہ کبھی کوٹا
بچپن تو فلک غم کا دلھن بنتے ہی ٹوٹا — پھر کسکا سہارا ہے جو ساتھ آپ کا چھوٹا

سر دینے کو سب تیغ و سپر باندھ رہے ہین — بابا بھی تو مرنے پہ کمر باندھ رہے ہین
جو گذرے سو گذرے تمھین کیا خیر سدھارو — شکوہ ہے ہمین کچھ نہ گلا خیر سدھارو
کیون روتے ہو دی رن کی رضا خیر سدھارو — سہ لینگے رنڈاپے کی جفا خیر سدھارو
غربت مین بچھڑ جاتے ہین دستور یہی ہے — قیدی ہو دلھن آپ کو منظور یہی ہے

یہ کلمات فرما کر اس ناشاد نے کہا کہ اے قاسم بنے تمکو حفظ خالق مین دیا جسوقت کہ یہ حضرت کبریٰ کے منھ سے نکلا والدۂ بزرگوار حضرت قاسم کی بھی آگئین اسوقت حضرت قاسم نے ایک کلمہ ایسا فرمایا کہ جسکے عرض کرنے کو زبان مین لکنت ہے مقام حیرت ہے تمام رخصت ذاکر عرض کرچکا مومنین خیال کرتے ہونگے کہ وہ کلمہ کیا ہے اے حضرات وہ ایسا ہی کلمہ ہے کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا ورنہ اول ملاقات دولہا دلھن مین قرین امکان ہے افسوس پہلی ملاقات کی

جدائی کے وقت حضرت قاسم کبریٰ سے فرماتے ہین نظم

گر بخشدو مہر اپنا محبت سے نہین دور
کہنے لگی تب ساس سے گھبرا کے وہ رنجور
جلدی کہو صاحب جو تمھین بات ہو منظور
کیا اسکا جواب آپ کو ہے بیکس و مجبور

ہان کہنے کی طاقت ہو زبان کو نہین کی
ہے بے چچی اماں نہ رہی ہین تو کہین کی

وہ بولی کہ واری گئی ہے صبر ہی بہتر
نولاکھ کے نرغہ مین ہے زہرا کا صنوبر
ہم نے بھی گوارا کیا داغ انکا جگر پر
جاتے ہین یہ ہونے کو نثار سر سرور

رخصت ہے مناسب کہ گلوگیر قضا ہے
روکا جو انھین خاتمۂ آل عبا ہے

یہ سُنکے لرزنے لگی کبرا جگر افگار
اور کہنے لگی جایئے جو مرضی غفّار
حسرت سے نظر کی سوے نوشاہ کئی بار
حامی ہو نبیؐ آپ کا اللہ مددگار

پرشوق جنان مین نہ بھلانا ہمین صاحب
پھر آخری دیدار دکھانا ہمین صاحب

یہ سُنکر حضرت قاسمؑ بادل پُرغم زار زار روتے تھے کہ اِسی اثنا مین آواز حل من مبارز کی کان مین آئی مادر حضرت قاسمؑ نے فرمایا کہ اے گلعذار جان مادر تم پر نثار بنگار پیکار سر بار ہے خدا کی حفظ و امان مین دیا نظم

کیا جانے ہوگا قبر مین کیا حال باپ کا
جی لگ گیا عروس کی باتون مین آپ کا

فرما کے الوداع اُٹھا دلبر حسنؑ
برہم ہوئی وہ بزم وہ صحبت وہ انجمن
غُل ہوگیا کہ لٹتی ہے اک رات کی دُلھن
اسوقت سب سے دولھا کی مان کا تھا یہ سخن

باقی ہے اب برات مرے نونہال کی
رخصت ہے بیبیو زن بیوہ کے لال کی

جاتا ہے سر کٹانے کو رن مین یہ رشک ماہ
لو دودھ مین نے بخشدیا سب رہین گواہ
دنیا مین یادگار رہا حشر تک یہ بیاہ
دو رانڈین ایک جا ہون یہ تھی مرضی اِلٰہ

سمجھے نہ اب کوئی کہ دُلھن کی عزیز ہون
کل تک تھی ساس آج سے اُسکی کنیز ہون

کیون حضرات یہ آتما کی آنچ کیا بُری ہوتی ہے ابھی والدہ حضرت قاسمؑ عروس قاسمؑ سے

سفارش رخصت کے کلمات اور حضرت قاسمؑ کو تحریک جلد جانے میدان کارزار کی فرماتی تھیں اور جسوقت حضرت قاسمؑ چلے مہر مادری سے کیسے کلمات فرمائے جیساکہ ذاکر گوش گزار کرتا ہے روایت ہے کہ اسوقت جوش مہر مادری سے فرمایا نظم

دوڑو خدا کے واسطے جلد آؤ بیبیو — جس طرح ہو سکے انھیں سمجھاؤ بیبیو
آزردہ ہو چلے ہیں منا لاؤ بیبیو — کچھ رانڈ بے وطن پہ ترس کھاؤ بیبیو

گھر ڈوبتا ہے نوح غریبان کا نام لو — یا مرتضےٰ علیؑ مرے بیڑے کو تھام لو
لوگو مرے پسر کے برائی کدھر گئے — بولی قضا کہ پہلے ہی وہ کوچ کر گئے
برسوں جو منتوں سے پلے تھے وہ مر گئے — جاتے ہیں یہ وہیں وہ جدھر خون میں تر گئے
ارمان لیکے خاک کے پردے میں جائینگے — ایسی جگہ چلے ہیں کہ اب پھر نہ آئینگے

الغرض اہل حرم سے رخصت ہو کر رخصت سرا سے باہر تشریف لائے دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام بصد رنج و الم سر مبارک کو خم کئے اور جناب عباسؑ علم دست مبارک میں لئے منتظر کھڑے ہوئے رو رہے ہیں کہ آپ نے آ کر بصد ادب بعد سلام عرض کی نظم

اب موت سے مفر نہیں مجھ تشنہ کام کو — کیوں عمو جان ہے نہ اجازت غلام کو
بولے گلے لگا کے شہنشاہ کربلا — کیوں میری جان بھابھی نے دیدی تمھیں رضا
میں نے تو چاہا تھا کہ نہ تم مجھسے ہو جدا — ہوتا ہے پر وہی جو مقدر میں ہے لکھا
کیا دخل ہے مشیت رب قدیر میں — سونپا تمھیں پناہ جناب امیرؑ میں

آخر تو مرنے جاتے ہو اے میرے گلعذار — زلفوں کی بو سنگھا دو چچا کو پھر ایکبار
اے سرو بوستان حسنؑ میں ترے نثار — جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تری بہار
بس آج رونق چمن مجتبےٰ گئی — سہرے کے باندھتے ہی خزاں تم پہ آ گئی
بیٹا چچا پہ شاق بہت ہے تمہارا داغ — کھوئے گئے جو تم تو ملیگا نہ پھر سراغ
سونا کر دن میں تیرکو جانی کے بے چراغ — بلبل کی موت ہے جو خزاں ہو بہار باغ

کس منھ سے میں کہون کہ چچا پر نثار ہو	پر آپ کی خوشی ہے تو اچھا سوار ہو

الغرض وہ نوشاہ بعد حصول اجازت جنگاہ بصد شتاب مثل حیدر نامدار اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکر میدان کارزار مین بمقابلہ اشقیاے ناہنجار تشریف لائے نظم

نعرہ کیا دادا مرا سردار عرب ہی	ضرغام خدا نام خدا جسکا لقب ہے
جس شہ کی ولادت کا مکان خانۂ رب ہی	جز ذات خدا اُسکا شناسا کوئی کب ہے
سرسبز ہون اس جنگ مین گو تشنہ دہن ہون	مین سبز قبا پوش گلستان حسنؑ ہون

جسوقت حضرت قاسم علیہ السلام نے یہ رجز بمقابلہ لشکر کفار ناہنجار پڑھا نظم

سُن سُن کے یہ برسائے جو تیر اہل جفا نے	لی میان سے شمشیر دو دم شیر دغا نے
حملہ کیا چمکا کے فرس قلعہ کشا نے	جانے وہ کہان گھیر لیا قہر خدا نے
اس غول مین یارا تھا کسے جنگ و جدل کا	کاوا تھا نہ رہوار کا حلقہ تھا اجل کا

جسوقت کہ فوج کفار نے دیکھا کہ حضرت قاسمؑ جلال مین ہین کسی کو تاب مقابلہ نہ آئی اور فوج عمر سعد پسپا ہونے لگی روایت ہے کہ اُسوقت ارزق ملعون سے نظم

سُن سُن کے ہر ایک شامی دکوفی ہوا گویا	کیون آگے نہین بڑھتا زبانی تھا یہ دعوےٰ
بولا پسر سعد تو قصہ نہین زیبا	جھنجھلا کے کہا اُسنے یہ ہمسر نہین میرا
سرتاج شجاعان عرب میرا لقب ہی	لڑکون سے لڑون مین یہ مناسب مجھے کب ہی

پس بعد اس گفتگو کے وہ کینہ جو صف لشکر سے علیحدہ ہوکر اپنے لڑکون کو بلا کر کہنے لگا کہ سردار فوج کو اس طفل حسنؑ کا خوف ہے تم مین سے کوئی جا کر سر اُسکا لے آئے کہ اطمینان افسر کا ہووے یہ سُنکر وہ چارون نابکار بعزم پیکار فرزند حیدر کرار سے مسلح ہوکر اس طرح بڑھے کہ ایک کے ہاتھ مین گرز گاؤ سر دوسرے کے ہاتھ مین تلوار تیز تیسرے شقی کے پاس نیزہ و خنجر چوتھے کے ہاتھ مین کمان و تیر و تبر جسوقت حضرت قاسمؑ نے دیکھا کہ چارون شقی آتے ہین تو وہ نور دیدۂ مجتبیٰ پاک بر اسپ بیم سے میان کے بڑھا اور وار شمشیر آبدار کیا اللہ اللہ کیا ضرب تھی آپکی نظم

خون گھٹ گیا مجروح جسد ہو گئے اُنکے　　حربے بھی کٹے وار بھی رد ہو گئے اُنکے
بس تیغ دو دستی کا جو قاسم نے کیا وار　　ظالم تھے جو در مصرعہ اولے وہ ہوے چار
پھر ثالث و رابع پہ چلی تیغ شرر بار　　وہ طول مین دو تھا تو وسط مین یہ سیہ کار
نے صدر نظر آئے نہ گردن نظر آئی　　مہمل جو رباعی تھی شمن نظر آئی

جسوقت ازرق شامی نے دیکھا کہ چارون بیٹے مارے گئے پس وہ نابکار رہوار پر چڑھکر روبرو اُس شہسوار کے اس طور پر آیا کہ زرہ و بکتر در بر خود فولادی بر سر نشپت پر سپر نیزہ لئے ہوئے بیت

نازان تھا لعین تیغ کے اور ہاتھ کے کس پر　　کف منھ مین بھرے جھومتا آتا تھا فرس پر

اور کلمات خلی زبان نجس سے کہتا تھا کہ اے دلبر حسنؑ مجھکو تیرے لڑکپن اور نوشاہی پر ترس آتا ہے بیت

کچھ سن نہین لڑکپن مین ابھی کھیل کے دن ہین　　جا خیمہ مین پھر جا کہ ابھی کھیل کے دن ہین

میری تیغ بیدریغ سے سام و نریمان و رستم و افراسیاب بھاگ گئے ہین تیری کیا بساط ہے جو میری ضرب شمشیر اُٹھا سکے سبحان اللہ حضرت قاسمؑ نے اُسدم فرمایا کہ او مغرور تو نہ سام ہے نہ بہرام ہے او بد انجام و از صمصام تو شوق سے کر ہم ہرگز خیمۂ اطہر مین بخوف تیرے نجاوینگے نظم

ہم جان پہ کھیلے ہوئے ہین جان ہی کیا مال　　جرأت تو جوانون کی ہی گو کم ہے سن و سال
[illegible] کر دیتا ہون پامال　　جرأت تیرے گھروندے کو مٹا دیتے ہین اطفال
[illegible] کھیل رہی ہے　　مت جا نہ تری سر پہ اجل کھیل رہی ہے

[illegible] نہ رہی اور نقشہ جنگ کا تمامہ ہین اُس شیر ببر پہ کئے [illegible] نظم

[illegible] سے یہ جرار ادھر سے　　[illegible] ادھر سے
[illegible] جا یہ رہوار ادھر سے　　چلنے لگی تلوار یہ خونوار ادھر سے
ہر ہاتھ مین [illegible] کھنچے گئین ڈھالین　　سینہ جو سپر کر دے کٹے لگین ڈھالین

نوشاہ نے تلوار کا اک ہاتھ جو مارا	چہرے پہ سپر رکھ کے دیا وہ ستم آرا
دھار اُسکی نہ تھی بحر فنا کا تھا وہ دھارا	ٹکڑے ہوئے سپر کے سر و سینہ تھا دو پارا
کیا آب تھی تلوار مین کیا ہاتھ مین کس تھا	جوشن تھا نہ زنجیر کمر تھی نہ فرس تھا

سبحان اللہ ایک ہی وار مین اُس ملعون نے دار ناپائدار سے راہ جہنم کی لی اُسوقت حضرت علی اکبرؑ نے کلمات مسرت سے حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کو آگاہ کر کے نظم

پس دی خبر یہ مادر قاسم کو دوڑ کر	ازرق پہ فتحیاب ہوا آپ کا پسر
سب سے سوا دلھن پہ ہی صدمہ زیادہ تر	حجلے مین غش پڑی ہے وہ مغموم و نوحہ گر
جلدی خبر خوشی یہ اسیر محن کو دے	چونکا کے کوئی اب تو تشفی دلھن کو دے

اور خیمۂ اطہر سے بعجلت برآمد ہوئے اور حضرت قاسم کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے بھائی قاسمؑ نظم

اب پست ہمت عمر خیرہ سر ہوئی	آؤ گلے ملین کہ تمھاری ظفر ہوئی
تسلیم کر کے دور سے قاسم نے یہ کہا	ادنی غلام ہون مری جرأت کا ذکر کیا
دنیا مین عمو جان کو قائم رکھے خدا	کام آگئی دعائے جگر بند مصطفیٰ
سر پر ہوا وہ چشم عنایت جدھر ہوئی	یہ سب مہم حضور کے صدقہ سے سر ہوئی

آہ آہ حضرات ابھی بھائی بھائی مین نظم

باتین یہ تھین کہ پھر اُمڈ آئی سپاہ شام	میدان مین چمکنے لگین برچھیان تمام
سیراب سب وہ فوج یہ دو دن سے تشنہ کام	واحسرتا کہ گھر گیا شبر کا لالہ فام
ناوک چلے ستم کے جو فوج شریر سے	سینہ فگار ہو گیا باران تیر سے
گھیرے ہوئے تھی چار طرف فوج بے ادب	اُس گل کے تن پہ برچھیان چلتی تھین غضب
تیغین جو بار بار لگاتے تھے ملکے سب	غش مین کراہتا تھا وہ مظلوم تشنہ لب
سنبھلے نہ تھے کہ گرز سر پر دو لگے پھر پڑے	قاسم تڑپ کے خاک پہ گھوڑے سے گر پڑے

آہ مومنین اب مقام سر پیٹنے اور خاک اڑانے کا ہے کہ زمین پر گر کر اسطرح صدا دی کہ اے چچا جان فدوی آپ پر فدا ہوا اب ظلم اشقیا نہیں سہے جاتے گھوڑے دوڑاتے آتے ہیں نظم

سر کاٹنے کی فکر میں فوج شریر ہے　　جلد آئیے حضور یہ خادم اخیر ہے
شہ نے سُنی جو ہیں یہ صدا ہلگیا جگر　　رونے لگے پکار کے سلطان بحر و بر
جس دم نظر پڑی یہ قیامت یہ شور و شر　　دوڑی حرم سے مادر قاسمؑ برہنہ سر
چلائی کون فدیۂ راہ خدا ہوا　　ہے ہے حسینؑ روتے ہیں لوگو یہ کیا ہوا
بولے یہ سر کو پیٹ کے عباسؑ صف شکن　　مارا گیا لڑائی میں نوبادۂ حسنؑ
دل اُڑ رہا ہے قلب پہ صدمے ہیں اے بہن　　جاتے ہیں رن کو لاش اُٹھانے شہ زمن
خیمہ میں جب کے نالۂ آہ و بکا کرو　　نوشاہ مر گیا صف ماتم بپا کرو

ہنوز یہ سخن مادر حضرت قاسمؑ و عباسؑ علیہم السلام میں ہوتے تھے نظم

شہ دوڑتے ہوئے خاک بسر سوئے قتلگاہ　　تھامے ہوئے تھے باپ کو اکبرؑ باشک و آہ
آئے جو پاس لاش کے سلطان دین پناہ　　دم توڑتا ہوا نظر آیا وہ رشک ماہ
دیکھا کہ ہے نہ ہوش نہ آنکھوں میں نور ہے　　سب گل سا جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے چور ہے
شانہ ہلا کے شہ نے یہ قاسمؑ کو دی ندا　　بیٹا تمھاری تشنہ دہانی کے میں فدا
یہ جیبنا یہ جرأت و ہمت یہ حوصلا　　یہ زخم کھائے اور نہ خبر کی ہمیں ذرا
اکبرؑ سنبھال کر ہمیں لاشے پہ لائے ہیں　　چونکو کہ ہم تمھاری صدا سُنکے آئے ہیں

اس حالت غشی میں بھی آپ کو خیال تھا کہ کسی طرح چچا پر اُٹھکر صدقہ ہوں مگر نہ اُٹھ سکے تو عرض کی کہ اے چچا جان نظم

جس حال میں غلام ہے دقت حضور ہیں　　کیونکر اُٹھوں کہ تیغوں سے کل عضو چور ہیں
اکبرؑ سے پھر تڑپ کے یہ بولا وہ نیکنام　　کہئے گا والدہ سے کہ اے عاشق امام
لائیں جو لاش شاہ ہماری سوئے خیام　　رکھئے گا اُسکی فکر جو بیوہ ہے تشنہ کام

سینہ مین بیقرار دل ناصبور ہی — اے والدہ دولھن کی تشفی نہ ہو سکی
یہ کہکے روئے اکبر مہ رو پہ کی نظر — آئین جو ہچکیان تو کراہا وہ نوحہ گر
لین کروٹین تڑپ کے بحسرت اِدھر اُدھر — حضرت کے رُخ کو پاس سے دیکھا بچشم تر
کانپا فلک حسینؑ نے اک ایسی آہ کی — دولھا کا دم نکل گیا گودی مین شاہ کی

پس از مفارقت روح حضرت قاسمؑ امام حسینؑ نے لاش اُس نوشاہ کی اُٹھائی اور طرف خیمہ کے توجہ فرمائی آہ آہ اُسوقت کا حال کیا بیان کردن جسوقت کہ **نظم**

ڈیوڑھی پہ لاش لائے جو سلطان بحر و بر — پردہ اُٹھایا ڈیوڑھی کا فضّہ نے دوڑ کر
لاشے کے پاؤن تھامنے تھا کوئی کوئی کمر — چادر کمر کی پکڑے تھے عباسؑ نامور
لٹکی تھین دونون خاک مین زلفین اٹی ہوئین — رُخ پر پڑی تھین سہرے کی لڑیان کٹی ہوئین
اِس طرح لاش لائے شہنشاہ کربلا — دوڑے اُدھر سے پیٹتے ناموس مصطفیٰ
فضہ تھی آگے آگے کھلے سر برہنہ پا — آئی جو صحن مین تو یہ رانڈون نے دی صدا
ہٹ جائے جس سے دور کا ناتا ہے صاحبو — دولھا دُلھن کے لینے کو آتا ہے صاحبو
یہ سُنتے ہی سادات مین برپا ہوا محشر — پیٹی کوئی سینہ کوئی رخسار کوئی سر
بیہوش دُلھن ہو گئی مسند پہ تڑپ کر — اور خاک پہ تھرا کے گری بیوہ شبّر
دروازہ پہ بیتاب جو ہو کر حرم آئے — لاشہ لئے میدان سے امام امم آئے
باہر گئے شہ لاش کو مسند پہ لٹا کر — ماں کھولے ہوئے بال گری خاک پہ آ کر
کبریٰؑ سے کہا بالی سکینہؑ نے یہ جا کر — لو آئے ہین مقتل سے بنے خون مین نہا کر
تم دیکھ لو لاشہ کو حرم گرد کھڑے ہین — اور بیاہ کی مسند پہ وہ بیجان پڑے ہین

پس جسوقت حضرت سکینہؑ نے عالم بیہوشی مین اِس عروس نامراد کے پاس جا کر عرض کی اُسوقت کا حال کیا عرض کرون **نظم**

یہ سُنکے جگر ہل گیا مُنہ صبر نے موڑا — چہرے پہ ملی خاک عزا سہرے کو توڑا

معلوم ہوا برمین کفن بیاہ کا جوڑا
تکیہ کو بھی سر کا دیا مسند کو بھی چھوڑا

دم گھٹنے لگا بیبیان جب گھیر کے بیٹھین
رونے کے لئے خاک پہ منھ پھیر کے بیٹھین

مان سے کہا اماں مجھے رونے کی رضا دو
کیا کہکے دلھن دولھا کو روتی ہے بتا دو

چادر کوئی میلی سی اگر ہووے تو لا دو
رانڈین جو پہنتی ہین وہ پوشاک پنھا دو

ماتم ہے بپا سینہ زنی چاہیے مجھکو
اب سوگ مین کالی کفنی چاہیے مجھکو

مان نے کہا دل کھول کے رولے مری دختر
بٹھلا دیا زینبؑ نے اُسے لاش پہ لاکر

لٹکائے ہوے چہرے پہ رنڈسالہ کی چادر
کرنے لگی یہ بین دُلھن جھک کے قدم پر

ہے ہے کہین تیغون سے نہ وقفہ ہوا تمکو
کیا شکل بنا لائے ہے کیا ہوا تمکو

تقدیر نے کیسا یہ مجھے خواب دکھایا
یا آنکھ جھپک کر جو کھلی تمکو نہ پایا

کیا بن گئی کچھ حال بھی آکر نہ سنایا
جانا تھا ادھر گھر سے کہ لاشہ ادھر آیا

جاگے تھے بہت خاک پہ دم توڑ کے سوئے
بیوہ کی خطا کیا ہے جو منھ موڑ کے سوئے

جب یہ حال حضرت زینبؑ اور جناب شہربانوؑ نے دیکھا کہ بوجہ شرم وحیا کے کبریٰ گھونگھٹ مین روتی ہے پس حضرت زینبؑ نے تمام بیبیون کو ہٹا دیا کہ اس نوعروس کو تنہائی مین رو لینے دو جسوقت کہ سب بیبیان ہٹ گئین تو حضرت نظم

بولی لپٹ کے لاش سے وہ غم کی مبتلا
ہے ہے سفر مین آپ مجھے دیگئے دغا

صاحب جہان سدھارے ہو وہ کون سی ہے جا
ہوگا کہان مقام بتا دیجئے پتا

اِس دشت پرخطر مین کوئی رہنما نہین
منزل کڑی ہے راہ سے مین آشنا نہین

کچھ منھ سے تو کہو کہ مرا دل ہے پاش پاش
بتلاؤ مین کہان تمھین جاکر کرون تلاش

پہر جہاد مین تمھین جانے نہ دیتی کاش
کیون دیکھتی ان آنکھون سے صاحب تمھاری لاش

حیران ہون دم مین تفرقہ آپس مین پڑ گیا
اللہ کیسا کھیل یہ بنکر بگڑ گیا

پہلی پڑی ہے مجھ پہ مصیبت یہ آہ آہ
جنگل مین باغیون نے مجھے کردیا تباہ

ناظم سب ہے تسکو رحم کی مجھ پر کرو نگاہ / صاحب مرے نباہ کی کوئی بتا تو راہ
ہے ہے بسایا خلد کو منھ مجھ سے موڑ کر / برباد مجھکو کر گئے جنگل مین چھوڑ کر

کس درجہ بے نصیب ہون مین غم کی مبتلا / آپس مین سب کہین گے یہ مجھکو سنا سنا
ایسا نصیب ہوگا کسی کا نہ ہے ہوا / شب کو تو دولھا آیا صبح قتل ہوگیا

ایسی تو رانڈ ہم نے نہ دیکھی زمانے مین / دولھا تو قتل گہ مین دُلھن قید خانے مین

دُنیا مین اسطرح سے کوئی کب ہوا ہی بیاہ / شب کو تو عقد دن کو ہون دولھا دُلھن تباہ
ہے ہے ہمارا ہوئیگا کیونکر سے اب نباہ / دولھا تو ہوپہنچے خلد مین جنگل مین ہم ہین آہ

کیا کہہ کے آپ کو مین پکاروں بتایئے / یہ دن مین کس طرح سے گذاروں بتایئے

بے سرپرست میری گذر ہوگی کس طرح / ہے ہے یہ عمر میری بسر ہوگی کس طرح
ہے ہے دوائے درد جگر ہوگی کس طرح / ہے ہے یہ عمر رنڈاپے کی سر ہوگی کس طرح

یہ بے نصیب جی کے بھلا آج کیا کرے / موت آئے تو ابھی دل و جان کو فدا کرے

ناچار ہون زمین ہے سخت آسمان ہے دور / مرجانے مین کبھی بھی نہ کرتی ذرا قصور
فکر رنڈاپہ ہے جدا غم کا جدا وفور / کس طرح سے بسر ہو یہ فرمایئے حضور

صورت نباہ کی نہ مجھے بتا کے جایئے / اک گوشہ مین کہین مجھے بٹھلا کے جایئے

کس سے کہون جو حال ہو دل کا بتایئے / بیکس غریب کا تو سہارا بتایئے
کس طرح سے بسر ہو رنڈاپا بتایئے / کیا کہکے رووُن مجھکو طریقا بتایئے

شرم آتی ہے زبان سے لون نام کس طرح / بولو بسر کریگی یہ ناکام کس طرح

تقدیر سے گلا ہے کسی سے نہین گلا / آپس مین مجھکو لوگ کہین گے سُنا سُنا
منھ اس دُلھن کا دیکھنا ہرگز نہین روا / ہوتے ہی جسکا بیاہ قیامت ہوئی بپا

ہے ہے نہ تربت پسر مجتبےٰ بنی / گذرا نہ ایک دن بھی کہ دولھا پہ آبنی

اے وائے میرے دل کی کسی کو نہین خبر / ابتو وطن بھی جا نہین سکتی مین نوحہ گر

دل پر یہ ظلم کیجیو نہ مانع ہوں اہل شر
مرقد پہ ہو تمھارے مری زندگی بسر

جب تک جیوں میں قبر پہ تکیہ رہے مرا
مر کر دیں ہوں دفن تو پروا رہے مرا

جاروب سے مژہ کے صفا رکھوں مزار
چاروں طرف لگا دوں نہالان سایہ دار

روؤں لحد پہ بیٹھ کے جب دل ہو بیقرار
آنکھوں سے تر کروں میں زمین وانکی بار بار

جو آئے اسکو بھائے فضا اس مقام کی
پانی بھروں سبیل دھروں تیرے نام کی

پیاسے مسافروں کو پلاؤں میں بھر وہ آب
سیراب ہوں تو روح کو ہو پہنچے تمہے ثواب

پوچھیں اگر مزار کو تیرے تو دوں جواب
اک نوجوان کا خاک میں یاں ملگیا شباب

پوچھیں مجھے تو کہدوں کہ خدمت گذار ہوں
اک خستہ تن بنی تھی پہ اب تکیہ دار ہوں

پوچھیں جو وجہ قتل کہوں میں کہ آہ آہ
سادات پر چڑھ آئی تھی سب شام کی سپاہ

اس نوجوان کا قتل کی شب کو ہوا تھا بیاہ
اور صبح دوپہر میں ہوا گھر کا گھر تباہ

گردن ہر اک کی ظلم کے خنجر سے کٹ گئی
مارا گیا بنا مری قسمت الٹ گئی

پوچھیں وہ جب کہ کون ہے احمد کا یہ بتا
اُنسے کہوں میں آہ بتاؤں میں کیا بتا

احمد کے دو نواسے تھے عالم کے پیشوا
داماد ایک کا ہے تو فرزند ایک کا

سب حال اسکا عرض کروں گر تو طول ہو
یہ زیر خاک باغ محمدؐ کا پھول ہو

ہوجائیگا وزیر صلہ جو لکھے ہیں بین
خلد بریں دلائینگے تجھکو حسنؑ حسینؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت اشجع الناس جناب عبّاس علیہ السلام

ملک وفا کے حضرت عباسؑ شاہ ہین | حُسن وفا پہ مَشک وعَلم دو گواہ ہین

روایت ہے کہ جنگ مین جسوقت حضرت جعفر طیار واسطے مقابلۂ کفّار بدشعار کے تشریف فرما ہوئے تو جناب رسول خداؐ مسجد مین مع اصحاب تشریف رکھتے تھے جبکہ عرصہ ہوا اور خبر جعفرؑ طیّار رسول کبار کو معلوم نہ ہوئی تب درگاہ رب العٰلمین مین عرض کی کہ بارخدایا فراق جعفرؑ طیّار شاق ہے صورت جعفرؑ طیّار کا دل بیتاب مشتاق ہے بغور اس دُعا کے جناب رسولخدا کی آنکھون کے آگے سے تمام پردے حجاب کے اُٹھ گئے اور معرکۂ جنگ بن وعن نظر آنے لگا اُسوقت ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہمراہی علمدار کا شہید ہوا بیت

راہ خدا مین اُسنے گنوایا ہے جان کو | لیکر چلے ہین فوج پہ جعفرؑ نشان کو

اُسوقت اصحاب کبار سے جناب رسول مقبول نظم

اس طرح کر رہے تھے بیان حال کارزار | گویا تھا وہ مقدمۂ جنگ ر دبکار
گوشہ مین بیٹھے تھے ہمہ تن گوش جان نثار | آنسو بھر آئے چشم نبیؐ مین بس ایکبار
فرمایا لطف زیست کا اُٹھا جہان سے | مارا لعینون نے مرے بھائی کو جان سے

اسوقت کا حال اگر تحریر کرون تو مجلس کو طول ہوگا بس اُس حال جنگ کو ملتوی کرکے حال

مراتب منصب علمداری عرض کرتا ہوں اللہ اللہ کیا رتبہ علمداری ہے نظم

بس ساتھ ہی یہ مژدۂ عشرت فزا دئے ۔۔۔ جعفرؑ نے راہ حق مین جو بازو کٹا دئے
خالق نے شاد ہوکے مراتب بڑھا دئے ۔۔۔ شہپر زمردین انہین حق نے عطا کئے
گم مرغ وہم وفکر ہے اُنکے سُراغ مین ۔۔۔ اُڑتے ہوئے وہ پھرتے مین جنت کے باغ مین
سُنکر یہ کی رسولؐ سے حیدرؑ نے گفتگو ۔۔۔ مولا مجھے بھی ہے اسی رتبے کی آرزو
حسرت ہے راہ حق مین بہائین مرالہو ۔۔۔ شہپر ملین مجھے بھی بڑھے میری آبرو
یہ دن مجھے بھی بخت دکھائے کسی طرح ۔۔۔ اُڑتا پھرون بہشت مین مین بھی اسی طرح
باتین یہ سُنکے احمدؐ مختار نے کہا ۔۔۔ کھاؤ نہ غم ہے ذات خدا واہب العطا
تقدیر مین تمہاری نہین گو یہ مرتبہ ۔۔۔ لیکن تمہارے نسل کو بخشیگا کبریا
وہ عبد خاص حضرت رب العباد ہے ۔۔۔ جعفرؑ سے مرتبہ کہین اسکا زیادہ ہے

بہ سماعت اس ارشاد کے حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ وہ کون سا فرزند ہے فرمایا حضرت رسول مقبولؐ نے کہ یا علیؑ بعد انتقال فاطمۃ الزہراؑ تمہارا عقد ایک زن صالحہ سے ہوگا اُسوقت خداوند انس وجان اُسکے بطن سے ایک فرزند نیکو ایسا جری اور شجاع دیگا کہ جسکے مرتبہ اور شوکت کے آگے گلستان شجاعت فرزند جعفرؑ پژمردہ ہوگا نظم

ایسا جری جہان مین نہ جرار ہوئیگا ۔۔۔ فوج حسینؑ کا وہ علمدار ہوئے گا
شلنے کٹا کے جعفر طیارؑ ہوئے گا ۔۔۔ عالم تمام اُس کا عزادار ہوئے گا
صدقے رسولؐ آپ کے اُس نورعین پر ۔۔۔ قربان لاکھ جان سے ہوگا حسینؑ پر
خود مجھکو اشتیاق لقا اسکا ہے کمال ۔۔۔ حسرت یہ ہے کہ ہوگا نہ زندہ یہ پرملال
آئے جو اس جہان مین وہ بدر بیمثال ۔۔۔ کہنا پس از سلام مری آرزو کا حال
یکجو [illegible] اس [illegible] زینب [illegible] بھیجو ۔۔۔ پہلے مری طرف سے اُسے پیار کیجو

[illegible] علمبردار برگہ ہنوز وجود اُس عاشق حسینؑ کا دنیا

مین نہ تھا اور مرتبہ اور عزت اور شوکت و جلالت اسکی دل رسول الثقلین پر نقش کالحجر تھی کیونکہ حضرت جناب امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیارؓ نے یہ مرتبے تو اسوقت پائے کہ جب علمبردار رسول مقبول ہوئے اور اپنی جانین خدا پیغمبر آخر الزمانؐ پر کین اور آپ کا مرتبہ قبل پیدایش سے ایسا تھا کہ پیغمبر خدا نے دونون حضرات پر ترجیح فرمائی پس یہ مژدہ سُنکر جناب امیرؑ نے عرض کی کہ فدا ہو جان میری آپ پر اے سردار انبیائے دارین مگر دو بیٹے جو مجھکو خداوند کریم نے عطا فرمائے انکا نام ایزد پاک نے رکھا اب اگر بعد آپ کے وہ فرزند پیدا ہوگا تو اسکا نام کون رکھیگا چونکہ بعد خدا کے مرتبہ اسکے رسول کا ہے پس میری گزارش ہے کہ نام اسکا زبان مبارک سے آپ تجویز فرما دیجئے کہ وقت ولادت اسی نام مسعود سے مشہور کیا جائے

نظم

یہ سُن کے سوچ مین گئے پیغمبر جلیلؐ
نکلی مگر نہ نام کے رکھنے کی کچھ سبیل
نازل ہوئے زمین پر اتنے مین جبرئیلؑ
بعد از سلام کی یہ محمدؐ سے قال و قیل
بیجا غم حضور کی خاطر کو فکر ہے
اسوقت عرش پر اسی لڑکے کا ذکر ہے

کہتا ہے کبریا یہ پس از تحفہ سلام
ہوئے مرے نبیؐ کو مبارک یہ لالہ فام
یوسفؑ صفت عزیز ہے مجھکو یہ صبح و شام
کیا خوب میرے ہوتے ہے کوئی اسکا نام
رکھونگا نام آپ مین اُس نور عین کا
عاشق ہے دل سے وہ مرے پیارے حسینؑ کا

عاشق مرا حسینؑ ذوی الاقتدار ہے
اُس باوفا حسینؑ کا یہ جان نثار ہے
وہ بھی ہے دوست کا جو جان نثار ہے
اسپر ازل سے خالق اکبر کا پیار ہے
شیر خدا کے مرتبہ کا پاس چاہیے
وہ شیر ہوگا نام بھی عباسؑ چاہیے

جسوقت حضرت جبرئیلؑ نے یہ پیام رب جلیل دیا جناب ابوترابؑ یہ خطاب زبان مبارک نبیؐ سے سُنکر شادان و فرحان دولت سرا مین تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ سے کُل حال جو گزرا تھا فرمایا اسساعت اس خبر کے جناب فاطمہ زہراؑ شاد ہوکر فرمانے لگین کہ یا علیؑ اگر وہ لڑکا میرے حسینؑ کا عاشق ہوگا تو مین جان و دل سے اسکی خدمت کرونگی خداوند کریم ایسا کرے کہ جلد

پردۂ غیب سے ظہور رأس سرور سینہ کا ہوا اور یہ فرمایا نظم

پیدا جہان مین ہوگا جو عباسؑ نامور ہوگا وہ سرو قد جو خرامان اِدھر اُدھر	حسرت ہے مین بناؤنگی اپنا لے پسر چھوٹا سا اک رکھونگی علم اُسکے دوش پر
سقلبی وہ جعفر ثانی جہان مین	ننھی سی ایک مشک بندھی ہو نشان مین
دیکھو یہ تم سے پہلے کہے رکھتی ہے بتول زہراؑ کا پیار دیکھ کے حیدر ہوئے ملول	عباسؑ کو مین پالونگی اے نائب رسولؐ کہنے لگے یہ آپ کا کہنا بدل قبول
لیکن ہے دیر اُس گل نورس کے آنے مین	جب آئیگا وہ آپ نہونگی زمانے مین

لیکن مطلب آپ کا بر آئیگا یعنے وہ فرزند علم فوج حسینی پائیگا اور مشک بھی اُسمین لٹکائیگا مگر یہ سب امور بعد وفات میرے اور آپ کے عالم ظہور مین آئینگے پس یہ سنکر جناب فاطمہ زہراؑ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور حضرت زینبؑ سے ارشاد کیا کہ اے زینبؑ مین اِس دار ناپائدار سے تنہا کرونگی تو میری وصیت ہے یاد رکھنا کہ میرے بعد تیرا ایک بھائی عاشق حسینؑ ہوگا میرے بعد تو اسکی پرورش کرنا اور زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگین اسوقت جناب زینبؑ علیہا السلام نے

دست بستہ بیت

کی عرض رفع کیجئے اب شور و شین کو	پالونگی اسکو لیجئے ضامن حسینؑ کو

مومنین اب مدنظر مؤلف ہے کہ جس برگزیدہ کے قبل ظہور وجود یہ قدر و منزلت تھی تھوڑی سی کیفیت اسکی عرض کرے اور یہ امر بھی خالی از تعزیۂ جناب نہین ہے کہ ہنوز یہ نحیف نہ رخصت عرض کرتا ہے نہ شہادت بیان کرتا ہے صرف تمہید کا اظہار ہے مگر یقین ہے کہ بیان شہادت تک پہونچنے کی نوبت نہ آوے اور مطلب دلی مؤلف اور ذاکر کا بر آوے اور روح جناب سیدہ اور جناب سید الشہداؑ آپ لوگون سے شاد ہو کر جاوے وہ کلمہ مومنین کے گوشۂ خاطر مین مکنون ہوگا کہ جو حضرت زینبؑ نے با قرار پرورش عباسؑ جناب زہراؑ سے فرمایا تھا اگر واسطے یاد دہی کے مکرر عرض کرتا ہوں ع پالونگی اسکو لیجئے ضامن حسینؑ کو

پس اب ذکر آگے عرض نہیں کر سکتا ہے کیونکہ بہت سے محب ایسے ہیں کہ جنکا حال صرف نام حسینؑ یا حضرت کے لینے سے متغیر ہو جاتا ہے پس جواب حضرت فاطمہؑ کا اگر سماعت نہ فرمائینگے تو ذاکر کو یقین ہے کہ اپنا حال غیر کریں اور روتے روتے جان عزیز کو قربان کریں مگر واسطے حصول ثواب کے عرض کرنا پڑا کہ جب علیا زینبؑ نے اقرار پرورش کیا تو نظم

بولیں بتولؑ شرط ہے کچھ اور اسکے ساتھ ۔۔۔ اسنے کہا میں لاؤنگی اس شیر کی برات
آنسو بہا کے بولیں بتولؑ نکو صفات ۔۔۔ لاشہ پہ بال کھولیو جب وہ کٹائے ہات
سر پیٹیو بچہ پہ اور نہ وسواس کیجیو ۔۔۔ میری طرف سے ماتم عباسؑ کیجیو
زہراؑ کے اس کلام پہ حیدر کو تھے ملال ۔۔۔ عباسؑ باوفا کا رہا ذکر ماہ و سال
ناگہ اٹھے جہان سے محبوب ذوالجلال ۔۔۔ کچھ دن کے بعد ہو گیا زہراؑ کا انتقال
غل تھا کہ بنت احمد مختارؐ مر گئی ۔۔۔ خاتون روزگار جہان سے گزر گئی

چنانچہ روایت ہے کہ بعد انفراغ ماتم بتولؑ عذرا جناب امیرؑ نے حسب مشیت ایزدی عقد ساتھ ام البنینؑ کے فرمایا بیت

اس شادی سے ہر ایک کا دل شاد ہو گیا ۔۔۔ اجڑا ہوا جو گھر تھا وہ آباد ہو گیا

اور بعد چندے نخل تمنا حضرت ام البنینؑ کا بار ور ہوا اور جناب علی مرتضےٰؑ کو فرمانا جناب رسول مقبول کا یاد تھا کہ بحکم رب العالمین بیت

نخل مراد دل کا یہاں بھی ثمر ملا ۔۔۔ عباسؑ سا علیؑ ولی کو پسر ملا

پس جو وقت جناب عباسؑ پیدا ہوئے نظم

لکھا ہے کہ پیدا ہوا جب یہ مہ انور ۔۔۔ تشریف کہیں لے گئے تھے حیدرؑ صفدر
لیتا تھا نہیں جو کوئی آغوش کے اندر ۔۔۔ روتے تھے مچلتے تھے تڑپتے تھے برابر
ماں پاس تھا آرام نہ خواہر نہ پھوپھی سے ۔۔۔ گویا تھے یہ مشتاق ملاقات کسی سے
ناگاہ وہاں آئے شہنشاہ شہیدان ۔۔۔ عباسؑ ہنسے ملنے سوئے شہ ذیشان

گود ... جو بھائی ... شل دل و جان	ہشاش ہوئے بھول گئے نالۂ و فغان
یون لپٹے تھے عباسؑ محمدؐ کے پسر سے	جس طرح لپٹتا ہے پسر اپنے پدر سے
داخل ہوئے گھر مین جو شہنشاہ ولایت	دیکھی جو ید اللہ نے فرزند کی صورت
تھرایا جگر سینہ مین طاری ہوئی رقت	بوسہ لئے ننھے سے جو ہاتھون کے بشدت
آغاز مین یاد آگیا انجام پسر کا	یہ روئے کہ آنکھون سے بہا خون جگر کا

کیون حضرات کہین زمانے مین قسمت بھائی بہن کی یکسان دیکھی ہے مگر حضرت زینب اور جناب عباسؑ کی کہ وقت ولادت حضرت زینبؑ بھی جناب رسول مقبولؐ روئے تھے اور وقت ولادت عباسؑ جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام روئے ہیں جس وقت کہ جناب امیر کو روتے دیکھا عرض کی سب نے کہ اے آقا بیت

شادی کے گھر مین نالۂ و شیون روا نہین	ہنسنے کا یہ مقام ہے رونے کی جا نہین

مگر یہ ارشاد ہو کہ جس وقت سے یہ صاحبزادہ پیدا ہوا ہے بجز رونے کے کسی کی گود مین آرام نہین فرماتا سوائے کنار حسینؑ کے کہین پر آرام نہین لیتا بیت

بس گود مین شبیرؑ کے جلتے ہین خوشی سے	ہنس ہنس کے لپٹتے ہین حسینؑ ابن علیؑ سے
فرمانے لگے روکے شہ یثرب و بطحا	سچے کو مرے سمجھے نہ بچا کوئی اصلا
دامان حسینؑ آج سے ہے اسنے سنبھالا	تا وقت یہ حاصل کرے یہ دل کی تمنا
منصب جو ملا سید ... جعفرؑ کو نبیؐ سے	انکو بھی ملے گا وہ حسینؑ ابن علیؑ سے
شبیرؑ کی سرکار مین مختار یہ ہون گے	اور فوج حسینی کے علمدار یہ ہون گے
بھائی کی مصیبت مین مددگار یہ ہون گے	پانی کے لیے خون مین سرشار یہ ہونگے
بے دست کرینگے ... یہ بدسیران کو	جعفرؑ کی طرح بخشے گا اللہ پران کو
یہ کہکے بہت روئے جناب اسد اللہؑ	سات آٹھ برس کا ہوا جس وقت وہ ذیجاہ
رہنے لگے سایہ کیطرح بھائی کے ہمراہ	ہر کام مین ہر بات مین رہتے تھے ہی خواہ

کہنے سے تھے اگر کام کوشہ اور کسی سے — وہ کام بجالاتے تھے عباسؑ خوشی سے

اللہ اللہ ہنوز سن طفولیت تھا مگر کیا لحاظ و پاس و اطاعت جناب سید الشہدا کا ابھی سے آپ کو مرکوز خاطر تھا کہ تمام عرش و فرش پر ہر ایک کی زبان پر بھی یہی جاری تھا **نظم**

کہتے ہین جسے عاشق شیدا ملک و ناس — اللہ کے شبیرؑ ہین شبیرؑ کے عباسؑ
اس حسن ارادت سے یہ حضرت کے رہے پاس — جیسا تھا پیمبرؐ کا علیؑ کو ادب و پاس

ایمان کو یہ جانتے ہین جان سے زیادہ — اور حضرت شبیرؑ کو ایمان سے زیادہ

مکتب مین ابھی جا کے سبق بھی نہ لیا تھا — تختی پہ رقم ایک الف تک نہ کیا تھا
پر جانتے جو علم وہ خالق نے دیا تھا — آئینۂ اخلاص بھی بے زنگ ریا تھا
تھا ذکر خطِ عارض شبیرؑ زبان پر — قرآن تھا گویا مع تفسیر زبان پر

آثار تھے عرفان کے عیان رخ سے جو سارے — اک روز علیؑ ممتحن انکے ہوے بارے
فرمایا کہو ایک تو صدقے مین تمھارے — جب ایک کہا بولے کہ اب دو کہو پیارے
اس طرح کا اک دلمین غم و رنج عیان تھا — دو کہنے سے چہرہ پہ تشنج و رنج عیان تھا

اسوقت جناب حیدر کرار سے وہ جرار اس طرح گزارش کرنے لگا کہ اے بابا جو کچھ ارشاد ہو بجان و دل بجالاؤن لیکن تقصیر معاف لفظ دو اس منھ سے عرض نہ کیا جائیگا **بیت**

دل سینہ مین بولے گا جو چپکا مین رہونگا — مین ایک کا قائل ہون کبھی دو نہ کہونگا

نظم

منھ چوم کے بولے اسد اللہ خوشی سے — رتبہ ہوا کامل کہ ملا شمس قمر سے
فرمایا جگر گوشہ کو لپٹا کے جگر سے — شاباش کہا کلمۂ حق تونے پدر سے
اللہ کے اخلاص نے یہ ذہن دیا ہے — کیا ترجمۂ سورۂ توحید کیا ہے

یہ فرما کر خوب پیار کیا اور فرمایا **بیت**

انکار سے مین خوش ترے اقرار سے راضی — راضی ہو خدا تجھ سے تو غفار سے راضی

پس اسطرح استفسار کیا کہ اے ثابت قدم جادۂ تسلیم و رضا و زینت علم سید الشہدا **نظم**

اس عمر مین پیارے یہ سبق کس نے پڑھایا	کیونکر تمھین اللہ کا پہچاننا آیا
عباسؑ نے شبیرؑ کو انگلی سے بتایا	کی عرض یہ فیض اپنے خداوند سے پایا
لاکھون بنی آدم مین یہ اک سے ہی جدا ایک	بندون مین حسینؑ ایک و عالم مین خدا ایک

بس یہ حال سنکر جناب امیرؑ نے درگاہ رب العالمین مین عرض کی کہ اے حافظ حقیقی تو میرے عباسؑ کو نظر بد سے بچانا کہ روز عاشورہ یہ اپنے مقصد دلی کو پہونچے چنانچہ روایت مین وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب حیدر کرارؑ مع اصحاب و انصار مسجد کوفہ مین زینت افزاے دربار تھے اور جناب امام حسینؑ اور جناب عباسؑ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امام حسینؑ نے حضرت قنبر سے پانی طلب فرمایا چونکہ قنبر جان و دل سے اسوقت وعظ سن رہے تھے آواز حسینؑ سُننے مین غفلت کی آپ نے بہ تکرار پانی طلب فرمایا پس اسوقت جناب عباسؑ بخیال تشنگی آپکے خود دوڑکر ساغر آب بصد اضطراب اُٹھا لائے اور بوجہ تیز رفتاری کے کچھ پانی چھلک کر چہرۂ مبارک پر گرا یہ حالت دیکھکر جناب امیرؑ رونے لگے اور بکمال شفقت مُنھ اور گردن اور شانے کے بوسے لینے لگے اور فرمایا کہ اے عباسؑ **بیت**

راضی ہے خدا خدمت اولاد نبیؐ مین	عباسؑ تمھاری تو سعادت ہے اسی مین

اے حضرات **نظم**

بے وجہ نہ تھا گریۂ ضرغام الٰہی	یاد آتی تھی وہ اپنے گھرانے کی تباہی
وہ فاطمہؑ کا ماہ وہ لشکر کی سیاہی	اطفال کی وہ پیاس وہ پانی کی مناہی
مشکیزہ دھرے دوش پہ وہ جوش غضب مین	عباسؑ کا دریا کی طرف جانا تعب مین
وہ مشک بھرے پیاسا ہی دریا سے نکلنا	وہ تشنہ لبی سے جگر و قلب کا جلنا
لاکھون سے ترائی مین وہ تلوار کا چلنا	وہ مُنھ پہ لہو بہنا وہ رنگت کا بدلنا
ہاتھون کا قلم ہونا وہ شمشیر ستم سے	خم ہونا وہ شبیرؑ کا بھائی کے الم سے
برپا کرین اب شور و بکا شیعۂ حیدر	وہ حال رقم کرتا ہے اب خامۂ بے سر

جسکے کہ تصور میں علیؑ روئے تھے اکثر	شاہ شہداؑ پہونچے جو مقتل کی زمین پر
اعدا کی چڑھائی ہوئی جب سر در دین پر	جز فوج نظر آتا نہ تھا کچھ بھی زمین پر
عباسؑ علیؑ تو لے ہوئے ہاتھ میں تلوار	ہمراہ لئے چند جوانان خوش اطوار
پروانہ صفت گرد خیام شہ ابرار	پھرتا تھا طلایہ صفت شیر وہ جرار
دیتے تھے صدا کوئی ادھر آنے نہ پائے	آئے تو گرفتار کرو جانے نہ پائے

پس وہ حال تشنگی اطفال کا کیا عرض کروں کہ حضرت سکینہؑ و پسران جناب عباسؑ و جناب باقر و حضرت عبداللہ پیاس کے مارے بیچین تھے نظم

ہر وقت تھا ماؤں سے یہ بچوں کا اشارا	پانی ہمیں پلواؤ نہیں ضبط کا یارا
کہتی تھی سکینہ کہ ہمیں پیاس نے مارا	للہ خبر لو کہ جگر جل گیا سارا
بچوں کے غل سے ہیں حرم آہ و بکا میں	اک شور قیامت تھا بپا آل عبا میں

یہ حالت دیکھکر جناب سید الشہدا اور حضرت عباسؑ کا دل سینوں میں ہلگیا اور طرف دریا کے حضرت عباسؑ بصد یاس دیکھنے لگے کہ ناگاہ اسی عرصہ میں نظم

چلائی یہ بانوے حسینؑ ابن علی آہ	ہے ہے مری بچی مری نازوں کی پلی آہ
عباسؑ چلو جان سکینہؑ کی چلی آہ	پانی نہ ملا آج بھی دو پہر ڈھلی آہ
بیساختہ شہ بولے کہ لو بھائی مبارک	پیاسی ہے سکینہ تمہیں سقائی مبارک

یہ حال سنکر حضرت عباسؑ خیمۂ مبارک میں تشریف لائے تو دیکھا کہ زوجہ آپکی مشوش کھڑی ہیں پوچھا آپ نے کہ سکینہ کہاں ہے تب عرض کی آپکی زوجہ نے کہ جب سے کربلا میں ستم رسیدہ بیہوش ہوئی ہے وہ بیہوش پڑی ہے اور خدمت بابرکت میں عرض کرنے لگی نظم

کس کام میں تھے آپ میں شرمائی ہوں صاحب	کنبہ میں خجالت سے گڑی جاتی ہوں صاحب
اب نبض بھی پیاسی کی نہیں پاتی ہوں صاحب	قرآن کی ہوا دیکے ابھی آتی ہوں صاحب
کھلجاتی ہے جب آنکھ تو چلاتی ہے پانی	غش ہوتی ہے تو منھ سے صدا آتی ہے پانی

اُسوقت حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ اُسکو میری گود مین دیدو بس فوراً زوجہ آپ کی پاس سکینہؑ کے گئین اور فرمایا کہ چلو تمھارے چچا جان بلاتے ہین اُسوقت حضرت سکینہؑ نے بوجہ ناز کے مُنھ پھیر لیا اور کہا کہ مین نہ جاؤنگی پس آپ کی زوجہ نے آنکر عرض کی کہ سکینہ تمسے روٹھی ہین میری منّت خیال مین نہین لاتین تمھارے پاس نہین آتین **بیت**

بھنون سے نہ مان سے نہ پھوپھی سے نہ چچی سے	جب آتا ہے غصہ تو دہ منتی ہین کسی سے

یہ سُنکر حضرت عباسؑ پاس حضرت سکینہ کے خود چلے اللہ کسی چچا کو بھتیجی کی یہ حالت نہ دکھائے جسوقت حضرت عباسؑ پاس حضرت سکینہ کے گئے تو دیکھا کہ پھول سے رخسار پژمردہ ہین آنکھین بند ہین مارے پیاس کے عالم یاس ہے **بیت**

ہونٹھ اودے ہین زردی رُخ گلگون پہ عیان ہے	قرآن کی نشانی کی طرح خشک زبان ہے

یہ حال حضرت سکینہؑ کا دیکھکر آپ سراسیمہ ہوے اور دامان علم کی ہوا دیکر خاک شفا بوجہ نہ میتسر ہونے پانی کے اشکون سے ترکرکے بطور لخلخہ کے سنگھائی اور لب مبارک کان سکینہ سے لگا کر یہ بات فرمائی

کیون روٹھی ہو کیون غصہ ہے تقصیر ہماری	پیاسی نے کہا کچھ نہین تقدیر ہماری
کیون تمسے بلی عنو سکینہ کی خطا ہو	ہم تو نہین روٹھے ہین تمھین ہمسے خفا ہو
جسکا شہ والا سا پدر تم سا چچا ہو	ہنستم ہے نصیب اُسکو دہم تک نہ غذا ہو
لائے تھے یہی کہکے ہمین آپ وطن سے	تو پیاس سے تڑپے گی نہ ہم آئینگے رن سے
فرمایا تھا یہ بھی کہ رُلائین گے سفر مین	مُنھ صبح کو اشکون سے دُھلائینگے سفر مین
اُلفت جو وطن کی ہے بھلائینگے سفر مین	بابا بھی نہ سینہ پہ سُلائین گے سفر مین
فاقہ سے مرگئی تو خبر تک بھی نہ لین گے	ہوگی جو بہن رانڈ نہ پرسا تجھے دینگے
یاد آتا ہے بیمار بہن کا مجھے کہنا	دشوار ہے پردیس مین ایذاؤن کا سہنا
تمسے بھی کہا تھا کہ جُدا اُنسے نہ رہنا	یان آکے بُرا ہوگیا ہے میرا الہنا
بابا نے نہ پوچھا تو چچا نے بھی نہ پوچھا	یہ اور غضب ہے کہ قضا نے بھی نہ پوچھا

جن بچوں کے ماں باپ نہیں ہوتے ہیں عمو
پروا بھی کسی کو نہیں جی کھوتے ہیں عمو
آج انکی طرح فاقے سے ہم روتے ہیں عمو
بابا نہ سُلاتے ہین نہ ہم سوتے ہیں عمو

کیا یہ بھی ہے تاثیر کچھ اس دشت بلا کی
وہ دل نہ پدر کا ہے نہ وہ آنکھ چچا کی

پس اُسوقت حضرت عباسؑ سے کچھ بات بجز اسکے نہ بن پڑی کہ اے سکینہ ہم سخت ناچار تھے خیال تو کرو کہ جسکے کیسے کیسے بھائی بھتیجے مارے جاوین اُسکے ہوش کیونکر بجا رہین بجز میرے اور علیؑ اکبر کے کوئی نہیں کہ جناب سید الشہدا کی خبر لے تمکو کیا خبر ہے کہ ہم پر کیا مُصیبت گذری جسوقت زوجۂ حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ سکینہ کو اب حال شہادت عونؑ و محمدؑ و قاسمؑ وغیرہ معلوم ہو گا قریب حضرت عباسؑ مشک لیکر آئین اور عرض کرنے لگین کہ لے والی تمکو اسکے بچپن کا خیال نہیں ہے یہ موقع تشفی دینے کا ہے نہ آس توڑنے کا اب تک ہمنے خبر شہادت عزیزان پوشیدہ رکھی ہے اور آپ اس حالت مین اُس بچی کو ایسی خبر سناتے ہین **بیت**

تقدیر جو لونڈی کی اُلٹ جائے تو کیا ہو
ننھا سا کلیجہ ابھی پھٹ جائے تو کیا ہو

یہ کہکر مشک سکینہ کی حضرت عباسؑ کو دیکر عرض کی یہ پانی کی طالب ہین تھوڑا سا پانی انکو لاکر پلا دو **نظم**

کان اپنے لگائے ہوئے سُنتی تھی وہ نادان
چلائی مرے دل کی کہی تم نے چچا جان
عباسؑ پکارے مری مشکل ہوئی آسان
زوجہ سے کہا یہ ہے تا حشر یہ احسان

آسایش عقبے کی دعا وقت سفر دو
سقا جو بنایا ہے تو سکہ وش بکی کر دو

تب خیمہ مین اپنے گئی وہ غم کی ستائی
اک خط کو لئے ہاتھ مین جلدی سے پھر آئی
دیکھا جو اُسے کہنے لگی بانو کی جائی
کیا یہ دیجی جان کو دادی مری آئی

یہ ہاتھ مین مکتوب ہے بھیجو گی وطن کو
لکھا ہے مرا حال بھی بیمار بہن کو

وہ بولی یہ کاغذ ہے مرے مہر کا واری
لٹتی ہون اُجڑتی ہون محبت مین تمھاری
ہے مہر تو کیا چیز نہین جان بھی پیاری
بی بی جیے مر جائے سب اولاد ہماری

سقائی کا انعام عطا کیجئے انکو
کاغذ یہ مرے مہر کا دے دیجئے انکو

عباسؑ نے فرمایا کریم اسکی جزا دے — صاحب نے دیا ہم نے لیا اجر خدا دے
جنت کا قبالہ تمھین یون خیر نسا دے — غربت مین مصیبت مین یہ ہمت یہ ارادے
کیون راہ خدا مین نہ کرم کرنے کی خو ہو — دی جسنے قطار اونٹون کی تم اسکی بہو ہو
اب کیا کہون جو بعد مرے ہونا ہے بی بی — شہ [illegible] رونا ہے بی بی
اس دشت مصیبت مین مجھے سونا ہے بی بی — منھ آنسوؤن سے تمکو ابھی دھونا ہے بی بی
سر ننگے پھروگی نہ دلاسا کوئی دیگا — بازو بھی گلا بھی ابھی رسّی سے بندھیگا

پس یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت بانو مضطرب ہوکر قریب زوجۂ جناب عباسؑ آکر کے فرمانے لگین اے بھابی یہ کیا کرتی ہو اگر نہر کے اوپر فساد ہوا تو پھر جناب امام حسینؑ کا کوئی معین و مددگار نہ رہیگا اور جناب امام حسین علیہ السلام فرمائینگے کہ نظم

بانو نے مصطفےٰ کی کمائی کو کھو دیا — بچون کے واسطے مرے بھائی کو کھو دیا
کہنے لگی یہ زوجۂ عباسؑ خوش صفات — صاحب بھلا یہ کون سے وسواس کی ہے بات
مشکیزہ لیکے گر یہ نہ جائین سوئے فرات — پھر ننھے ننھے بچون کی ہو کس طرح حیات
ہر وقت کبریا سے طلبگار خیر ہون — آگے جو کچھ سبھون کی رضا مین تو غیر ہون

کہ اسی عرصہ مین حضرت زینبؑ بھی تشریف لائین اسوقت کا حال اضطرار حضرت زینبؑ بوجہ تنہائی و اضطراب جناب امام حسین علیہ السلام کیا عرض کرون نظم

بھائی کے اضطراب سے زینبؑ کا ہے یہ حال — ڈھلکی ہوئی ہے سر سے ردا اور کھلے ہین بال
عباسؑ سے یہ کہتی ہے رو رو کر وہ خوشخصال — چھوڑو نہ شہ کو اے اسد کبریا کے لال
کیا کہتے ہو سکینہ سے منھ موڑ موڑ کے — بھیا کدھر چلے مرے بھائی کو چھوڑ کے
دیکھو تو حال سبط رسول فلک اساس — بیٹے کا غم بھتیجے کا ماتم ہجوم یاس
ہے کثرت سپاہ مین تنہا وہ حق شناس — وان جاؤ ایک تم تو رہو بیوطن کے پاس
عاشق ہو دلبر ذوالجلال کے — بازو قوی تمھین سے ہین زہرا کے لال کے

بارشاد جناب زینبؑ حضرت عباس عرض کرنے لگے کہ اے ہمشیرۂ عالی وقار اسوقت مین بجز میرے اور علیؑ اکبر کے کون ہے کہ مدد شاہ کونین سبط رسول ثقلین کرے مجکو مناسب ہے کہ علی اکبر کو اپنے آگے میدان کارزار مین جانے دون آپ عادل کی بیٹی ہین انصاف کیجئے تمام عمر کی ریاضت برباد ہو جائے گی آپ بزرگ ہین **بیت**

بیکس ہون ساتھ مان نہین سر پر پدر نہین
ہین آپ کا غلام تو ہون گو پسر نہین

یہ سُنکر حضرت زینبؑ کا جی بھر آیا بہن تھرّا گئین یہ حالت دیکھکر گو زوجۂ عباسؑ تہ دل سے اجازت میدان کارزار عباسؑ نامدار کو دے چکی تھین مگر خیال کرنے کا مقام ہے کہ زوجہ کو فراق شوہر مُصیبت عظیم ہے جبکہ دیکھا کہ جناب زینبؑ سے بھی رخصت پائی حضرت بانوؑ نے بھی رضا دیدی کلیجہ منھ کو آیا بدن تھر تھرایا مارے شرم کے منھ پھیر پھیر کر روتی تھین اور اس عالم بیتابی مین **نظم**

کہتی تھی روکے بانوے عالم سے بار بار
دیکھو تباہ کرتے ہین عباسؑ نامدار

ہے امر مین کنیز کے بی بی کو اختیار
کچھ آپ بولتی نہین اسوقت مین نثار
کہئے جو روکنے کی کوئی ان سے راہ ہو
اب عنقریب ہے کہ مرا گھر تباہ ہو

عباس دیکھتے ہین جو زوجہ کا اضطرار
ہوتا ہے تیر غم جگر ناتوان کے پار
روتے ہین خود مگر یہ اشارہ ہے بار بار
شوہر کے غم مین یون کوئی ہوتا ہے بیقرار

آؤ ادب سے دلبر زہراؑ کے سامنے
روتی ہین لونڈیان کہین آقا کے سامنے

کھولا ہے گوندھے بالون کو صاحب یہ کیا کیا
پیٹو نہ سر کو ڈرتا ہے فرزند مرتضےٰ
خیر النساؑ کے لال پہ ہوتے ہین ہم فدا
شادی کا ہے مقام کہ ماتم کی ہے یہ جا

ایذا مین صبر صاحب ہمت کا کام ہے
میری بھی آبرو ہے تمھارا بھی نام ہے

لو پونچھ ڈالو آنسوؤن کو بہر ذوالجلال
دیکھو زیادہ رونے سے ہوگا ہمین ملال
میری مفارقت کا نہ کچھ کیجے خیال
قائم تمھارے سر پہ رہے فاطمہؑ کا لال

غم چاہیے نہ وہ بکا چاہیے تمھین
شہ کی سلامتی کی دعا چاہیے تمھین

دیکھو کہ گھر مین اور بھی رانڈین ہین چار — آواب شہ سے چپ مین نہین کوئی بیقرار
رہجائے بات کرتے ہین وہ مرد ہوشیار — دنیا ہے بے ثبات زمانہ ہے بے مدار

سوا ایسے تفرقہ ہوئے ہین ایک آن مین — صاحب سدا بھی کوئی جیا ہے جہان مین

قاسم کو دیکھو جانب کبرا کرو نگاہ — گزری جو شب تو صبح کو گھر ہو گیا تباہ
دشمن کو بھی دکھائے نہ اللہ ایسا بیاہ — کیا صابرہ ہے دختر شبیرؑ واہ واہ

سہتے ہین یون جہان مین جفا رانڈ ہونے کی — آواز بھی بھلا کوئی سنتا ہے رونے کی

پس انسان کو لازم ہے کہ ہر آفت مین صبر کرے کہ صابرون کا مرتبہ بہت بڑا ہے نظم

یہ کہکے سب چلے خیمۂ پرنور حرم سے — جسطرح سے پاک آئے تھے دنیا مین عدم سے
شانون کو سرافراز کیا مشک و علم سے — رخصت ہوئے ڈیوڑھی پہ شہنشاہ امم سے

جب طیش سے خوش خوش دو رکابہ نکل آیا — بھلتا ہوا شہپر سے ہما ہو کے چل آیا

پس اسوقت کا حال جناب امام حسینؑ کا اگر عرض کرتا ہون تو ایک مجلس علیحدہ ہوتی ہے بہ شہید مین گوش گزار مومنین کے کرچکا ہون کہ جو عشق امام حسینؑ کو جناب عباسؑ سے تھا اور حضرت عباسؑ کو جناب امام حسینؑ سے تھا پس اسوقت کیا حال ہوا ہوگا کہ جب امام حسینؑ کو بوقت رخصت یقین تھا کہ دنیا سے اب میرا قوت بازو واپس نہ آئیگا پس بوقت رخصت کے جو حال آپ کا تھا عرض کرتا ہون کہ جناب امام حسینؑ نظم

[illegible] کہ اے مرے محبوب بھائی جان — بھیا سب چلے حسینؑ ہے محبوب بھائی جان
اب [illegible] بیت کا نہین کوئی سوب بھائی جان — بھائی کا ساتھ تمنے دیا خوب بھائی جان

جو غم ہوا وہ جان حسین آج سہہ گئی — حسرت تمھارے ساتھ مین مرنے کی رہ گئی

عباسؑ روتے [illegible] ہیبت نہ یہ کلام — دل کو سنبھالئے نہین مرجائیگا غلام
مولا مرے یہ صبر و تحمل کا ہے مقام — سر پیٹتی ہین در پہ کھڑی بیبیان تمام

[illegible] آپ [illegible] دین تو پھر کس وکل پڑے — ایسا نہ ہو تڑپ کے سکینہ نکل پڑے

روکر حسینؑ کہتے ہین اچھا نہ روئیں گے
تھامے رہینگے اپنا کلیجہ نہ روئیں گے
مرضی تمہاری یون ہے تو بھیا نہ روئیں گے
بھائی کو بھائی گر نہین روتا نہ روئیں گے

ممکن ہے ہم سے یہ کہ نہ آہ و بکا کریں
پر دل تڑپ تڑپ کے جو روئے تو کیا کریں

القصہ اسی طرح جناب امام حسینؑ وقت رخصت حضرت عباسؑ بین فرماتے تھے پس اب کمترین کی گذارش ہے

نظم

او حضرت عباسؑ کے مشتاقو سنبھل جاؤ
دنیا کے خیالوں سے کہو دل سے نکل جاؤ
عصیاں کے پہاڑوں کو یہ دو حکم کہ ٹل جاؤ
لیلو وہ ثواب آج کہ فردوس میں کل جاؤ

لو چل ہو زمینوں میں کہ تسلیم کو اٹھو
عباسؑ چڑھے رن پہ ہین تعظیم کو اٹھو

پس بمقابل فوج اشقیا تشریف لا کر اول رجز پڑھا اور بعد رجز کے اس طور کلمات حجت فرمائے کہ اے قوم اشقیا فرزند رسول الثقلین تمہارا مہمان ہے اور تین روز سے لب فرات پر مع اہلبیت اور چھوٹے بچوں کے لب تشنہ اور گرسنہ ہے مقام غیرت اور عبرت ہے

نظم

یون تو ہین تین روز سے بے آب و دانہ سب
لیکن قریب مرگ ہین دو طفل تشنہ لب
کیون آل کو ستاتے ہو بے جرم و بے سبب
کچھ مصطفےٰ کا پاس نہیں تم کو ہے غضب

دو دن تو بیکسوں پہ عطش میں گذر گئے
کس پر یہ خون ہوگا جو معصوم مر گئے

ایدھوپ یہ خیام کا تپنا یہ گرم بن
مرجھا گیا ہے احمد مختار کا چمن
مانند غنچہ پیاس سے کھولے ہین سب دہن
پانی بغیر اب نہ بچین گے وہ گلبدن

گرمی سے ہاتھ پانوں غریبوں کے سرد ہین
نیلے ہین ہونٹھ پھول سے رخسار زرد ہین

چلایا شمر تب کہ عبث ہے سوال آب
دینگے زبان تیغ سے ہم آپ کو جواب
بچون کی پیاس سے ہو جو حضرت کو اضطراب
پھر کس لیے ہے بیعت حاکم سے اجتناب

خیمہ سے گھٹنیوں اگر اصغرؑ بھی آئے گا
جز آب تیر پانی کا قطرہ نہ پائے گا

یہ کلام سنکر حضرت عباسؑ کو غصہ آیا

نظم

غازی نے لی نیام سے تیغ شرر فشان
شعلہ نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ زمان
دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان
ثابت ہوا کہ چہرۂ خورشید کٹ گیا
غل تھا کہ فوج شام کا وقت الٹ گیا

پس سیکڑوں اعدائے بد شعار کو واصل جہنم کیا الغرض جناب عباسؑ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب کوئی نابکار معترض نہیں ہے کنارے سے گھوڑے کو ٹھوکر دیکر نہر کے اندر داخل ہوئے

نظم

در نجف جو نہر میں آیا بصد ضیا
پانی کا تختہ سطح انوار بن گیا
ماہی سے تا بماہ ہوا شور مرحبا
دریا دلی پہ حضرت عباسؑ کی فدا
شرمندہ خشک ہونٹوں سے ہونے لگے حباب
دریا میں پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے حباب
مشکیزہ بھر کے دوش پہ رکھ بعز و جاہ
اور باگ چھوڑ کر سوئے رہوار کی نگاہ
راغب ہوا نہ پانی پہ وہ اسپ خیر خواہ
ہاتھ پیر مار کے چھینٹیں اڑائیں آہ
دریا میں باد پا نے یہ تازہ ہنر کیا
سقائے اہلبیت کے کپڑوں کو تر کیا

چمکار کر سمند کو عباسؑ نے کہا
کپڑے تو میرے تر کئے خود پیاسا تو رہا
بولا وہ بے زبان کہ تصدق ہیں ہزار ہا
اک غم یہ ہے کہ دشت میں پیاسوں کا خون بہا
جس جو میں ایسے تم نے جو پانی گرا دیا
اس رمز نے کلیجہ پہ خنجر پھرا دیا
چھینٹیں اڑا کے تر جو کیا آپ کا لباس
مشکیزہ کی حفاظت ہے خادم کے دل کو پاس
تیروں کو [illegible] اس
پوری کرے جناب الٰہی یہ میری آس
لایا تھا پانی سکینہ کے ہاتھوں کو جوڑ کر
شہزادی کو پلائیو کپڑے نچوڑ کر
[illegible] سقائے نامدار
بھاگے ہوئے پھر آئے لعینان نابکار
چلاتے ہیں صفوں میں منادی یہ بار بار
مشکیزہ لے نہ جائے علمدار ہوشیار
پائیں جو انعام کے سر اسکا اتار لو
مشکیزہ چھین لو اسے تیروں سے مار لو

پس جس وقت نہر سے حضرت عباسؑ باہر تشریف لائے چاروں طرف سے فوج بد شعار نے گھیر لیا اور نیزہ و شمشیر و سنان و تیر گرنے لگے آپ کبھی مشک کو سینہ پر رکھکر بچاتے تھے کبھی پشت پر لیجاتے تھے یہانتک لڑتے لڑتے پہونچے کہ خیمہ مبارک نظر آنے لگا اور اسطرف تمام بچے خیمے کی ڈیوڑھی پر کوزے ہاتھ میں لئے بانتظار آمد حضرت عباسؑ مارے پیاس کے بیچین کھڑے تھے اور سب سے آگے حضرت سکینہ و پسر حضرت عباس تھے کہ ناگاہ اُس بچے کی نگاہ علم خونفشان پر جا پڑی بکمال مسرت حضرت سکینہ سے کہنے لگا کہ اے بہن جیتا رہو خدا نے تم کو تشنگی اور میرے تئین بلائے یتیمی سے پناہ دی بسماعت ان کلمات کے حضرت سکینہ خوش ہوکر خیمہ میں اپنی چچی کے پاس جاکر عرض کرنے لگین نظم

پیاسوں کے دن نصیب تمھارے چچی پھرے	مشکیزہ بھر کے نہر سے ابن علیؑ پھرے
دیکھ آئی ہوں قریب بہت عمو جان آئے	بولی وہ بے حواس کہ اللہ ان کو لائے
ڈرتی ہوں واری پھر نہ یہ تقدیر کچھ دکھائے	ناگاہ آئی ڈیوڑھی سے آواز ہائے ہائے

اب آگے مومنین کیونکر عرض کروں تمھاری شاہزادی کس امید سے گفتگو کر رہی تھی کہ نظم

دیکھا جو آگے پردے سے محشر نظر پڑا	غش خاک پر رسولؐ کا دلبر نظر پڑا
اکبر کو دی یہ زوجۂ عباس نے صدا	غش آیا کیوں امام کو کیا سانحہ پڑا
سر پیٹ کر پکارے یہ ہمشکل مصطفا	ٹوٹی کمر حسینؑ کی مارے گئے چچا
کھا کھا کے زخم زین سے علمدار گر پڑے	گرتے ہی انکے یاں شہ ابرار گر پڑے

یہ سنکر خیمۂ اطہر میں شور وا عباس وا علمدارا ہونے لگا اور اسطرف جناب امام حسینؑ زمین سے اٹھکر مع حضرت علی اکبرؑ بسوئے میدان کارزار بتلاش لاش عباس جرار ہوئے اور اسطرف حضرت عباسؑ بصد یاس حالت نزع میں فرماتے تھے کہ اے آقا جلد آؤ تا بوقت اخیر قدم مبارک پر آنکھوں کو ملوں اور جان اپنی پائے مبارک پر نثار کروں کہ اسی عرصہ میں نظم

پہونچے قریب لاش جو شاہ امم اداس	اکبرؑ نے عرض کی کہ بجا کیجئے حواس

آ پہونچے اب حضور برادر کے اپنے پاس
دیکھا پڑی ہے مشک کہیں اور علم کہیں
کمگر کمان کہاں جو پڑھے شاہ حق شناس
شمشیر خونچکان کہیں دست قلم کہیں

پس بے اختیار ہوکر لاش برادر نامدار سے لپٹ کر اس طرح بین فرماتے تھے **نظم**

تنے ابھی تھا جس کو پکارا وہ آیا ہے
جس کا نہ دکھ تھا تم کو گوارا وہ آیا ہے
رکھتا تھا جو تمہارا سہارا وہ آیا ہے
ہے موت جسکو آپنے مارا وہ آیا ہے

دن رات جس کی خم رہے تسلیم کے لئے
وہ آیا تم اٹھے نہیں تعظیم کے لئے

کیا سو رہے ہو خاک پہ لے بھیہ غمگسار
عرصہ سے آپ کو نہیں بھنے کیا ہے پیار
جاگو حسینؑ آیا ہے لاشے پہ بیقرار
آنکھو گلے لگو کہ نیوں یہ ہے جان زار

اٹھنے کی تاب گر نہ تن ناتوان میں ہو
آواز ہی سناؤ جو طاقت زبان میں ہو

بھائی زبان میں تاب بیان بھی نہو اگر
ہلکی نہو اشارہ جو لے غیرت قمر
باتیں کرو اشارون میں آنکھوں کو کھولکر
واکر کے آنکھ دیکھ ہی لو ہم کو اک نظر

اک آگ لگ رہی ہے دل بیقرار میں
تسکین کچھ تو ہو مری اس اضطرار میں

آئی صدا یہ لاش سے لے شاہ دین پناہ
گھبرائے نور چشم نبی نے جو کی نگاہ
کس طرح کھولوں آنکھوں کو کہیں تو بھائی کہ
دیکھا کہ ایک آنکھ میں ہیں سات تیر آہ

رو کر وہ آہ کی جگر پاش پاش سے
آئی صدا جو رونے کی بھائی کی لاش سے

عباسؑ بولے رو کے نہ مولا مجھے رولاؤ
گھبراتی ہونگی زینب دلگیر گھر کو جاؤ
دل کو سنبھالو آنکھوں سے آنسو نہ اب بہاؤ
اب میرے بھائی میرے بسر کو گلے لگاؤ

یہ کہلے گود میں ہیں جہاں سے گذر گئے
شہ ہاتھ مل کے رہ گئے عباسؑ مر گئے

پس اس وقت کی حالت جناب امام حسینؑ کیا بیان کروں سینہ چاک سر پر خاک ڈالے ہوئے خون بھائی کا منہ پر ملتے تھے اور اس طرح فریاد کرتے تھے کہ اے بابا مشکلکشا میری مدد کون کریگا جس بس کے بعد کمر ٹوٹ گئی بازو شکست ہوا میرا بھائی مجھسے چھوٹ گیا

پس اسوقت بجز حضرت علی اکبر کے کوئی نہ تھا نظم

ناگہ صدا یہ آئی کہ اے شاہ بحر و بر — گھر سے نکل چلی ہے سکینہ برہنہ سر
مچلے ہوئے ہیں حضرت عباسؑ کے پسر — دونوں کو ضد یہی ہے کہ جائیں گے نہر پر
یہ تیغے لئے ہوئے جانوں پہ کھیلے ہیں — کہتے ہیں چھوڑ دو ہمیں بابا اکیلے ہیں
اکبرؑ نے عرض کی کہ چلیں شاہ بحر و بر — اب آل مصطفےٰ کی ہے بے پردگی کا ڈر
آپ تو مارے جائیں گے عباسؑ کے پسر — چھوڑو جنازہ پہ لاش علمدار نامور
میت نہ اٹھ سکے گی جسد پاش پاش ہے — بس اب نشان و مشک بہشتی کی لاش ہے
مقتل سے روتے پیٹتے گھر میں حسینؑ آئے — بیٹھی ہوئی تھیں بیبیاں ماتم کی صف بچھائے
خون میں بھرا ہوا علی اکبرؑ علم جو لائے — اک غل ہوا کہ مر گئے عباسؑ ہائے ہائے
سر کھولنے کو زوجۂ عباس ہٹ گئی — منہ پیٹ کر علم سے سکینہ لپٹ گئی
سب مل کے صف پہ رانڈ کو لے آئیں بیبیاں — پرسے کا شور ہونے لگا درد سے بیان
چلاتی تھی یہ زوجۂ عباس نوجوان — صاحب علم کو چھوڑ کے تم چل بسے کہاں
گرمی جو تھی ہوا انھیں بھائی فرات کی — اب تم ہو اور سرد ترائی فرات کی
لے شاہ کے غلام بلا لو کنیز کو — لے بازوئے امام بلا لو کنیز کو
ہوتا ہے دن تمام بلا لو کنیز کو — للہ قبل شام بلا لو کنیز کو
شہرت رہے جہان میں اس اتفاق کی — ہے یہ دعا کہ رات نہ دیکھوں فراق کی
پہلو میں میری قبر کی جا ہے دو یا نہیں — وارث نہیں تو زیست کا کچھ بھی مزا نہیں
جیتی رہوں تو صاحب مہر و وفا نہیں — وہ رانڈ ہوں کہ جس کا کوئی آسرا نہیں
قبریں ہوں اور بہشت کے پھولوں کی باس ہو — میرا بھی ڈھیر آپ کی تربت کے پاس ہو
صاحب تو جان دیکے ہر اک غم سے چھٹ گئے — صدموں سے مطمئن ہوئے ماتم سے چھٹ گئے
ہم تم سے آج چھٹ گئے تم ہم سے چھٹ گئے — یاں سے بھتیجے امام دو عالم سے چھٹ گئے

حرمت بس اب کنیز کی صاحب کے ہاتھ ہے کیونکر نباہ ہوگا کہ بچوں کا ساتھ ہے

یوں مرگئی میں آپ کے آگے نہ ہائے ہائے بس اب یہی ہو رانڈ کا جینا کہ موت آئے
صاحب کنیز دل کا تڑپنا کسے دکھائے دیدار وقت مرگ بھی ہم دیکھنے نہ پائے
شانوں سے ہاتھ کٹ گئے صدمے گزر گئے تنہا تڑپ تڑپ کے ترائی میں مرگئے

گردن پھرا کے دیکھتے ہونگے ادھر ادھر ہوتی جو میں تو بیٹھتی زانو پہ رکھ کے سر
کہہ جاتے گر نہ یہ کہ نہ آنا قریب در چہرے پہ خاک ملکے نکلتی میں نوحہ گر
دریا کا مثل موج کنارا نہ چھوڑتی چھٹ جاتے سب پہ لاش کو تنہا نہ چھوڑتی

صاحب ہمیں قسم ہے سکینہ کے پیار کی تربت بنا کے جائیے اس سوگوار کی
بس موت اب دوا ہے دل بیقرار کی پہلو میں کیا جگہ نہیں میرے مزار کی
سردار یا شکستوں سے منہ موڑتے نہیں برسوں رہے جو ساتھ اسے چھوڑتے نہیں

ہے قبر اس کی نہیں ملنے کی جا مجھے پردے میں اپنے مجھے چھپالے خدا مجھے
سب بیبیاں جہان میں کہیں بادشاہ مجھے اے بادشاہ جذب محبت دکھا مجھے
غل ہو نہ قید میں گئی نہ پھر کے گھر گئی شوہر کے ساتھ زوجۂ عباسؑ مرگئی

بھاوج کے پاس آکے یہ بولے امام دین بس اب خدا کو یاد کرلے بیکس وحزین
قدموں پہ سر کو رکھ کے پکاری وہ مہ جبین صدقہ کنیز لے پسر ختم مرسلین
یکساں ہے سب کے حال پہ شفقت امام کی کیا وجہ ہے جو لاش نہ لائے غلام کی

چھاتی پہ ہاتھ مار کے بولا علی کا لال وہ آپ منع کر گئے تھے وقت انتقال
کیونکر کہوں کہ لاش کا بھائی کے تھا جو حال سر چار پارا ہاتھ جدا جسم پائمال
چھوڑا کس طرح جسد پاش پاش کو چھاتی سے بھی لگا نہ سکا اس کی لاش کو

سرخاک پر زینب کے پکاری وہ سوگوار صاحب تمہاری لاش کے ٹکڑوں کے میں نثار
تو گیا شباب خزاں ہوگئی بہار یہ دھوپ اور یہ تن یہ ہوا اور یہ غبار

ہچکیس لگے اور زخم تن پاش پاش کے | کیونکر اٹھاؤں خاک سے ٹکڑوں کو لاش کے
یہ کہہ کے پیٹنے جو لگی وہ جگر فگار | زینبؑ نے شاہ دین سے کہا رو کے زار زار
وارث کے غم مین ہوتا ہے یہ حال بین نثار | لیجائیے علم کو تو اب شاہ نامدار
ماتم میں اور کوئی مصیبت گذر نہ جائے | ڈر ہے مجھے کہ بیوہ عباسؑ مر نہ جائے

پس جسوقت کہ حضرت زینب علیہا السلام نے جناب امام حسینؑ سے یہ کلمہ عرض کیا تو اسوقت جناب امام حسینؑ نے زینبؑ سے جو کچھ ارشاد فرمایا کمترین عرض نہین کر سکتا مجلس کو بھی طول ہو گیا ہے الاغم حسینیؑ میں چونکہ خاصیت اکسیر ہے اور دوائے مرض عصیان ہے بہواسطے ہوس کمترین نہین جاتی دو چار اشعار جواب حضرت امام حسین اور حال پسران جناب عباس عرض کرکے خاتمہ کرتا ہون

نظم

زینبؑ سے رو کے کہنے لگے سرور زمن | لیکر نشان کو جائے کہاں اب یہ بیوطن
اب تو نہ فوج ہے نہ علمدار صف شکن | گھر لٹ گیا علم کو بڑھاؤ اب اے بہن
لو اب نشانی شیر دلدل سوار لو | پٹکا علم سے کھول دو پنجہ اُتار لو
جسدم سنا علم کے بڑھانے کا سب نے نام | سر اٹھ کے پیٹنے لگیں سیدانیاں تمام
رایت لٹا کے خاک پہ کہنے لگے امام | لو الوداع لے حرم سیدالانام
پیاسے گلے پہ خنجر خونخوار چاہیئے | بس اب مجھے علم نہ علمدار چاہیئے
پر خون علم کے پاس تھے عباس کے پسر | تکمے کھلے تھے کرتون کے تھراتے تھے جگر
مان نے جو طوق اُتارے تھے اور کان کے گہر | سہما ہوا تھا ایک تو ایک بیٹھا تھا سر
زلفون پہ گرد تھی تو رخون پر غبار تھا | چہروں سے درد بے پدری آشکار تھا
چھوٹا یہ شہ سے کہتا تھا آنسو بہا بہا | بابا ہمارے گھر میں کب آئیں گے اے چچا
آیا علم یہ انکے نہ آنے کی وجہ کیا | چھوٹے سے رو کے تب یہ بڑے بھائی نے کہا
اماں کی مانگ اُجڑ گئی صدمے گذر گئے | بھیّا تمہیں خبر نہیں بابا تو مر گئے

دوڑا یہ سن کے نہر کی جانب وہ بے پدر / اٹھ کر پکارے شاہ کہ بیٹا چلے کدھر
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولا وہ نوحہ گر / بابا کی لاش اٹھانے کو جاتے ہیں نہر پر

بیت

نہ اٹھ سکے گی تو خالی نہ آئیں گے / دامن میں ہم کٹے ہوئے ہاتھوں کو لائیں گے

پس جناب امام حسینؑ نے اس یتیم کا ہاتھ تھام کر چھاتی سے لگایا اور کلمات تشفی فرما کر علم بڑھا کر خیمۂ مبارک سے باہر تشریف لے گئے۔

ہے عرض یہ علیؑ سے کہ یا حضرت امیر / کوثر کا جام خلد میں پا جائے یہ وزیر

اور بروایتے بموجب گزارش جناب عباس کے

شہ نے اٹھایا خاک سے مشکیزہ و علم / لاشہ کیا سپرد خدا رو کے بے ستم
لیکر علم جو گھر کو پھرے سید امم / آکر قریب خیمہ پکارے بدرد و غم
لو بیبیو پھرا ہے علم اس سپاہ کا / حاضر ہے سرنگوں یہ علم فوج شاہ کا

دوڑے تمام اہل حرم سن کے یہ خبر / داخل ہوئے علم لیے سلطان بحر و بر
رونے نشان صحن میں خیمے کے گاڑ کر / اہل حرم میں شور قیامت ہوا ادھر
دل غم سے اہلبیت پیمبر کے پھٹ گئے / سب خون فشاں علم سے بس آکر لپٹ گئے

حال علم سکینہ نے دیکھا جو ناگہاں / پوچھا پدر سے کہیے چچا جان ہیں کہاں
لائے جو آپ مشک و علم لے اے شہ زمان / آئے نہ ساتھ آپ کے عموئے مہربان
پانی نہ لائے مجھکو بہانہ ہی سے گئے / پیاسی ہوں میں وہ نہر سے آگے چلے گئے

لیکر علم گئے تھے یہاں سے مرے چچا / بھجوا دیا علم نہ خود آئے یہ کیا ہوا
لونگی چچا کو آپ سے میں یا شہ ہدا / وہ رہ گئے کہاں یہ بتا دیجیے ذرا
بھیجا علم نہ دھیان ہمارا ہوا انھیں / کیونکر مرا فراق گوارا ہوا انھیں

کیونکر کہوں کہ بھول گئے مجھکو میرے عم / ہرگز انھیں بھتیجی کی الفت نہیں ہے کم
پر ہاں یہی خیال ہے اب دل میں دمبدم / وہ بھی کہیں نہ قتل ہوئے ہوں یہی ہے غم

بھجوادیا علم تو نشانی کے واسطے | مارے گئے چچا مرے پانی کے واسطے
شہ نے کہا کہ صبر کرلے سوختہ جگر | کوثر کو اب تمھارے چچا کر گئے سفر
لکھو یا تمھاری پیاس نے سقہ کو عمر بھر | یہ سنتے ہی بھتیجی کو پکاری وہ پیٹ کر

دن عیش کے تو اب بھتیجی امان گزر گئے
نتھ چوڑیاں بڑھاؤ چچا جان مر گئے
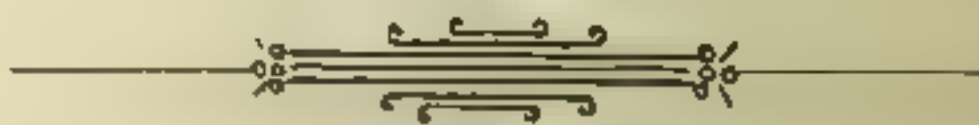
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب علی اکبر نور نظر سبط پیغمبر

گرچہ غم سب اقربا کا شاق ہے انسان پر	غم میں پر اولاد کے ہوتا ہے صدمہ جان پر

راویان اخبار غم اندوز و حاکیان حکایت جانسوز اس طرح پر روایت کرتے ہیں کہ ایک عزیز کسی صاحب تمیز سے سائل ہوا کہ ہر ایک متنفس پر بمقابلہ عزیز و اقربا غم اولاد جانکاہ ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے بجواب اسکے اسنے کہا کہ جسم انسان میں دل و چشم اعضائے رئیسہ ہیں اسی طرح عزیز و اقارب میں فرزند لخت جگر و نور نظر مشہور ہے پس یہ غم اسی وجہ سے زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ آدمی متحمل اس غم کا نہیں ہو سکتا ہے **بیت**

فی حقیقت آدمی کو ہے بڑی نعمت پسر	روشنی چشم ہے آرام جان لخت جگر

[illegible] ہے خبر یہ روایت ہے کہ جنگ احد میں جب حضرت امیر حمزہ عم بزرگوار رسول کبار شہید ہوئے اور قاتل نے جگر آپ کا چاک کیا اس وقت کلیجہ میں کئی داغ حضرت رسول مقبول سے کسی نے حال داغوں کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ داغ اسی وقت کے ہیں جب میرا چچا حمزہ کے مرتے گئے کلیجے میں داغ پڑتے گئے اور حضرت یعقوب کا حال دیکھو باوجودیکہ گیارہ پسر با مراد آپ کے پاس موجود تھے مگر فراق حضرت یوسف میں اسقدر روئے کہ نور بصارت جاتا رہا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ یوسف زندہ ہیں اور ملینگے **نظم**

یعقوبؑ جانتے ہیں جہان میں پسر کی چاہ ۔ کیا کیا کنوئیں جھنکاتی ہے نور نظر کی چاہ
ہوتی ہے ہر درخت کو اپنے ثمر کی چاہ ۔ کوئی صدف کے سینہ سے پوچھے گہر کی چاہ
غم کا پہاڑ کرتا ہے بے کس حسینؑ پر ۔ اس صبر کا بھی خاتمہ ہے بس حسینؑ پر
ہتھیار سج رہا ہے پسر دیکھتے ہیں آپ ۔ دلبند باندھتا ہے کمر دیکھتے ہیں آپ
کرتا ہے نور عین سفر دیکھتے ہیں آپ ۔ آنکھوں کے آگے لٹتا ہے گھر دیکھتے ہیں آپ
سودا جو حق کی راہ کا ہے ٹوٹ سکتے نہیں ۔ رکتا ہے دم پسر کا مگر رو سکتے نہیں

القصہ جس وقت وہ گل رعنا آمادۂ جنگ ہو کر عازم جہاد ہوا اور بابا سے اجازت طلب کی تو حضرت فضہ یہ حالات ڈیوڑھی خیمہ سے ملاحظہ کر رہی تھیں بیتاب ہو کر حضرت علی اکبر علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ اے شاہزادہ کون و مکان شاہزادی دو جہاں تمہارے فراق میں مثل ماہی بے آب خاک پر طپاں ہے **نظم**

آگے نہ بڑھنا تم کو قسم ہے بتولؑ کی ۔ اکبر بلا رہی ہے نواسی رسولؐ کی
ماں جان بلب ہے خیمہ میں ہو جائیے ذرا ۔ پالا ہے جسنے پھر اسے دیکھ آئیے ذرا
بہنیں تڑپتی ہیں انہیں سمجھائیے ذرا ۔ پھر سب کو شکل چاند سی دکھلائیے ذرا
تصویر مصطفےٰ کی چھپے گی نگاہ سے ۔ کاہے کو پھر کے آؤ گے اب قتل گاہ سے

حسب گزارش حضرت فضہ جناب علی اکبر نیک نام مع قبلۂ انام داخل خیام بصد احترام ہوئے جناب شہربانو مشتاق دیدار فرزند دلبند دوڑ کر لپٹ گئیں اور حضرت علی اکبرؑ سے فرمانے لگیں کہ اے نور دیدہ و اے سرور سینہ تم نے عزم میدان کارزار کیوں کیا تنہائی اور ضعیفی پر رحم نہ آیا اسوقت جناب علی اکبر بہت پریشان اور ہراسان ہو کر سوچنے لگے کہ مادر مہربان رخصت میدان ہرگز نہ دیں گی چونکہ آپ نہایت ہی شیرین سخن تھے فرمانے لگے **نظم**

اے والدہ یہ غور و تامل کا ہے مقام ۔ بابا کے خاندان سے تو واقف ہیں خاص و عام
گر حربگاہ میں نہ کیا آج میں نے کام ۔ چرچا رہے گا ہاشمیوں میں یہی مدام

رن سے نہ ہٹتا پوتا جناب امیر کا | کسرائی ماں تھی یہ تھا اثر اس کے شیر کا

علاوہ اسکے جب روز حشر سامنا علیؑ و فاطمہ کا ہوگا تو میں گروہ شہیدان سے علیحدہ اور آپ عترت اطہار سے جدا کھڑی ہونگی اور جناب علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا آپ سے پوچھیں گے کہ زوجہ حسنؑ نے حضرت قاسم سا مہ لقا اور زینبؑ نے فرزندان باوفا فدائے سرید الشہدا کیے تم نے میرے بیٹے کے اوپر کیا صدقہ کیا بیت

اسوقت کس غضب کی خجالت اٹھائینگے | دادی سے آپ دادا سے ہم منھ چھپائینگے

پس بغور استماع گزارش جناب علی اکبرؑ کے نظم

ماں بولی قہر ہے یہ ندامت خدا بچائے | کوکھ اجڑے جان جائے مگر آبرو نہ جائے
کیون رو کا میں نے آپ کو لے لال ہائے ہائے | فرزند ہے وہی جو بڑے وقت کام آئے

لو جلد اب عقاب منگاؤ سوار ہو | جاؤ شتاب جاؤ پدر پر نثار ہو

ہوتے تھے یاں تو مادر و اکبرؑ میں یہ کلام | بیہوش اس طرف کو جو تھی خواہر مدام
آیا جو ہوش بولی تڑپ کر وہ تشنہ کام | خیمہ میں آیا یا نہیں بانو کا لالہ فام
کہدو کہاں ہو آؤ دم سرد بھرتے ہیں | فضہؓ پکاری ماں سے وہ کچھ باتیں کرتے ہیں

یہ بات سنکر فرمایا کہ اے علی اکبرؑ نوجوان تیرے فراق میں میں نیجان کیا کیا صدمہ اٹھائی ہوں اور تم کو کچھ لحاظ و پاس مجھ بے آس کا نہیں ہے اور حضرت بانو سے فرمایا کہ اے بھابھی بیت

زندہ رہی کہ ذبح میں تشنہ گلو ہوئی | ماں بیٹوں میں بتایئے کیا گفتگو ہوئی
بانو پکاری درد مصیبت کا تھا بیان | سن سن کے روئی بیکسی شاہ دوجہان
آئے کلام رخصت میدان جو درمیان | ہاں نانہ منھ سے نکلا بجز نالہ و فغان
بہر رضا جوان پسر بیقرار ہے | حاضر ہوے حضور میں اب اختیار ہے
بولی تڑپ کے خواہر سلطان دین پناہ | بھابھی غضب کیا کہ بھرا گھر کیا تباہ
ہے ہے نہ تم نے رضا ہے خموشی آہ | بھایا نہ کیا تمھیں مرے پیارے کا عزوجاہ

اسکا گلہ تو ہوگا شہ خوشخصال سے — بے میرے ہم سخن ہوئیں کیوں میرے لال سے
سر کو جھکا کے بانوئے ناشاد نے کہا — ہاں مہر مادری سے یہ سہو ہوئی خطا
للہ عفو کیجیے اے بنت مرتضیٰ — وہ بولی اپنے پیارے سے مجھکو تو ہے گلا
کس سے کہیں انھیں سے یہ فریاد کرتے ہیں — زینبؑ کو جان بوجھ کے برباد کرتے ہیں

اے بھابھی جان مجھکو سلامتی اکبرؑ عزیز ہمیشہ رہی انکی خاطرداری میں میں نے کون کون سی آفت نہین سہی دو بیٹے انپر صدقے کئے اور اپنے اوپر صدمے انکے فراق کے سہے مگر انکو کچھ خیال ہمارا نہین ہے **بیت**

کیا انکا شکوہ اپنے مقدر کو روتی ہوں — ہاہو میں پال پوس کے بے آس ہوتی ہوں
پھر اکبرؑ جوان سے یہ بولی وہ خستہ حال — اس سے سوا عروج پہ ہو نیر جلال
کچھ تم کو میرے رنج و قلق کا نہین خیال — تیغ و سپر تو باندھ لی اے میرے نونہال
زندہ نہ چھوڑو لاشہ پہ فریاد کرنے کو — جاؤ تو قتل کرکے مجھے جاؤ مرنے کو

یہ باتین غم انگیز جناب علیا زینبؑ سے سن کر حضرت علی اکبرؑ اپنی پھوپھی سے عرض کرنے لگے کہ اے پھوپھی جان میں نے جادۂ طاعت سے کبھی قدم باہر نہین رکھا اور نہ اب آپ کے ارشاد کے خلاف ہوگا اور عرض کی **بیت**

اہل وفا غلام پھوپھی ہم سے کب ہوئے — باہر کبھی نہ حکم سے آگے نہ اب ہوئے
یہ کہہ رہا تھا ثانی محبوب کردگار — زینبؑ کو آیا جوش محبت جو ایکبار
پھیلا کے ہاتھ ہوگئی بیٹے سے ہمکنار — منھ رکھ کے منھ پہ بولی کہ بس بس ترے نثار
صدقے پھوپھی زبان صداقت بیان ہو تم — ہر بات میں شبیہ رسول زمان ہو تم

ہنوز پھوپھی بھتیجے میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ گروہ اشقیا نے مبارز طلب کیا اس وقت جناب امام حسین علیہ السلام نے دروازہ خیمہ پر آکر بآواز بلند فرمایا **بیت**

لو الوداع جاتے ہین اے بنت مرتضیٰ — یہ سن کے تھرتھرا گئے زینبؑ کے دست و پا

اور جناب شہربانو کے ہاتھ سے عنان صبر چھوٹ گئی گھبرا کے حضرت زینبؑ کے چہرۂ مبارک پر نظر کی، اور حضرت علی اکبرؑ کی طرف دیکھا اس وقت نظم

اکبر نے کی نگاہ سوئے بنت بوتراب	بولی تڑپ کے خاک پہ وہ آسمان جناب
کیا پوچھتے ہو دری و بزیست نے جواب	رو کے کیسے رضا دے کہے جگر کباب
جلاد لوٹتے ہیں کمائی بتولؑ کی	کہتی ہیں آپ سے کہ دہائی رسولؑ کی

پس بسماعت اس کلام دلخراش کے جناب علی اکبرؑ کنایہ حضرت زینبؑ کا سمجھ گئے کہ پھوپھی کو اب بجز میری رخصت کے چارہ نہیں جھک کر تسلیم کی اور جناب شہربانو نے ابھی ارشاد فرمایا کہ اگر تمھاری مرضی ہے تو پدر بزرگوار پر جان عزیز نثار کرو مسدس

یاں ماں سے ہم شبیہ پیمبر ہوئے وداع	عابد کو غش سے ہوش میں لا کر ہوئے وداع
دامن چھڑا کے بہنوں سے اکبر ہوئے وداع	اک اک سے کہنہ میں وہ برابر ہوئے وداع
نکلے جب خیام سے اکبر نکل پڑی	بہو بی ساتھ کھولے ہوئے سر نکل پڑی
پھوپھیاں بلائیں لے کے کرتی تھیں یہ بیاں	آفت ہیں ہم کو چھوڑ کے واری چلے کہاں
لپٹی ہوئی تھیں قدموں سے بہنیں بصد فغاں	سر پیٹ کر یہ کہتی تھیں بانوئے خستہ جان
مرنے کو قتل گاہ میں اے نوجوان چلے	گر حکم ہو تو لاش پہ رونے کو ماں چلے
گھبرا گئے یہ دیکھ کے شاہنشہ انام	سمجھا کے ایک ایک کو بھیجا سوئے خیام
پھر بولے یہ پسر سے امام فلک مقام	لپٹو گلے سے باپ کے لے میرے لالہ فام
بے بھرت پیارے آپ نہ میدان آئینگے	جیتے رہے تو لاش گلے سے لگائیں گے

بسماعت اس ارشاد پدر بزرگوار کے جناب علی اکبرؑ آپ سے لپٹ گئے اور شہنشاہ بے دیار فرزند نامدار کو اپنے کلیجہ سے بار بار لگاتے تھے اس وقت پدر اور پسر کا یہ حال تھا کہ نظم

یعقوب و ارشاد شہیدان تڑپتے تھے	یوسف کی طرح اکبر ذیشان تڑپتے تھے
آخر پسر پدر کے جگر سے جدا ہوا	مجرے کو خم ہلال صفت مہ لقا ہوا

شق فلک ہو تا شہ ارض و سما ہوا — شکل عروس آیا نگاہ در حجاب ہوا
زین پہ مکین شبیہ رسول زمن ہوا — رہوار کے قدم پہ فلک بوسہ زن ہوا
دامان گرد میں ہوئے ہفت آسمان نہان — اور سایۂ نقاب میں امن و امان نہان

چیونٹی کی آنکھ میں ہوئے پیل دمان نہان — اور زیر کاہ ہو گیا آب روان نہان
شیر درندہ سکن روباہ میں چھپے — رہزن بزیر نقش قدم راہ میں چھپے

ساکن کو اضطراب ہے مضطر کو ہے سکون — دنیا تباہ خلق کا احوال سب ہے زبون
ساکت ہے نبض جسم ہے بیجان جگر ہیں خون — لیلیٰ کا ہے نہ حسن نہ مجنون کا ہے جنون
خاقان چین سقیم ہے فرش ہلاک پر — قیصر اتر کے تخت سے بیٹھا ہے خاک پر

القصہ بصد شوکت و حشمت بمقابلہ لشکر بد کردار آکر ارشاد فرمایا کہ اے قوم نابنجار اور اے فرقۂ اشرار

نظم

پہچانو ہم کو کون ہیں ہم اور کیا ہیں ہم — نور خدا شبیہ رسول خدا ہیں ہم
شیروں کے شیر ضیغم دشت وغا ہیں ہم — قہر و جلال خالق ارض و سما ہیں ہم
پوتے علیؑ قلعہ کشا صف شکن کے ہیں — بیٹے حسینؑ کے تو بھتیجے حسنؑ کے ہیں

سنکر رجز نبیرۂ شیر الٰہ کا — رنگ اڑ گیا رخ سپہ روسیاہ کا
تا کا خطا شعار نے گوشہ پناہ کا — دیکھا جو حال شمر نے ابتر سپاہ کا
بڑھ کر کہا شبیہ رسول انام سے — ڈرتے ہیں تم سے ہم نہ تمہاری حسام سے

یہ سن کے لال ہو گیا غازی کا رنگ رو — کھینچی غضب میں میان سے شمشیر شعلہ خو
چلائی موت نکلی مرے دل کی آرزو — چمکی تو یوں ہوئی مہ و انجم میں گفتگو
بھاگو نہ دل قہر ہے دشت قتال میں — برق تیغ ہوتے ہے نکلا جلال میں

یوں رخش کو اڑا کے گیا فوج پر دلیر — جس طرح سے شکار کو جائے گرسنہ شیر
لائی اجل جو ظالموں کو منہ پہ گھیر گھیر — تلوار نے لگائے تن و سر کے ہر طرف ڈھیر

جس صف پہ برق وار حسام دو سر گئی
سیدھی اُلٹ کے وہ سوئے قعر سقر گئی

لاکھوں سے لڑ رہا تھا اکیلا وہ نوجوان
صف صف پہ گر رہی تھی تڑپتے تھے پہلوان
ناگاہ سر پہ تیغ جگر پر لگی سنان
تیورا کے رہ گیا جگر شاہ بے کسان

بہنے سے خون کے ضعف بڑھا دم گھٹ گیا
گردن سے راہوار کے غازی لپٹ گیا

چاروں طرف سے پڑنے لگے نیزہ و حسام
مجروح ہو گیا بدن نازنین تمام
طاقت گھٹی تو زین پہ مشکل ہوا مقام
آواز دی کہ لو خبر اے قبلۂ انام

بولی زمین جو زین سے وہ خستہ جان گرا
اے چرخ پیر تو نہ گرا نوجوان گرا

بس اس آواز کے سنتے ہی پدر عالی مقدار کی طاقت و توانائی نے جواب دیا اور طرف قتل گاہ کے اس طرح پر روانہ ہوئے **بیت**

پیارے کا غم مرے لیے مرنے سے کم نہیں
ناطاقتی کا زور ہے اٹھتے قدم نہیں

گرتے ہوئے یہ کہکے شہ بحر و بر چلے
دامن دریدہ خاک بسر نوحہ گر چلے
زینبؑ پکاری ڈیوڑھی سے تنہا کدھر چلے
مڑ کر کہا اٹھانے کو لاش پسر چلے

غم کا حسین پہ کوہ گران گرا
برچھی جگر پہ کھا کے مرا نوجوان گرا

بولی نکل کے خیمہ سے زینب برہنہ پا
لیتے چلو بہن کو بھی اے شاہ کربلا
شہ نے تڑپ کے اہل حرم کو یہ دی صدا
زینب کو روکو اے حرم شیر کبریا

میدان میں جو بنت علیؑ ننگے سر گئی
یہ جان لو کہ ہم پہ قیامت گزر گئی

یہ کہکے دوڑے رن کی طرف شاہ کربلا
گر کر قدم پہ بانو نے زینبؑ سے یہ کہا
واقف نہیں حمیت اکبرؑ سے آپ کیا
رن میں گئیں جو آپ انہیں ہوگا غم بڑا

مرتے ہوئے نہ لاڈلے کو ناشاد کیجئے
خیمہ میں چل کے نالہ و فریاد کیجئے

الغرض سب سیدانیاں ہاتھوں ہاتھ اس اسیر غم کو خیمۂ مبارک میں لے گئیں اور جناب سید الشہدا طرف میدان کارزار تلاش اپنے دلدار کے روانہ ہوئے کس زبان سے

عرض کردن کہ جناب امام حسینؑ کس وقت قریب تن مجروح علی اکبر پہونچے کہ وہ شاہزادہ بوجہ صدمۂ جراحت زمین گرم پر تڑپ رہا تھا یہ حالت دیکھکر جناب امام حسین علیہ السلام بیتاب ہوکر لپٹ گئے اور فرمانے لگے کہ اے بیٹا تمنے ایسے وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑا کہ کوئی حامی اور مددگار نہین اب جو کچھ آرزو وقت آخر ہوئے بیان کرو کہ یہ مظلوم بجالائے اسوقت جناب علی اکبرؑ نے عرض کی کہ اے بابا کوئی آرزو جان نثار کے دلمین بجز اسکے نہین ہے نظم

لیچلئے اب خیام مین مادر کو دیکھہ لین	بہنون کو اور مریض برادر کو دیکھہ لین
عباسؑ کے یتیمون کو اصغر کو دیکھہ لین	وقت اخیر زینبؑ مضطر کو دیکھہ لین
یثرب کے نوجوانون کو داغ اپنا دے چلے	صغریٰؑ کے دیکھنے کا ہم ارمان لیچلے

یہ سُنکر جناب امام حسینؑ میدان کارزار سے لاشہ پسر نوجوان کا اُٹھا کر طرف خیمہ کے روانہ ہوئے جس وقت قریب خیمۂ مُبارک کے پہونچے نظم

ناگاہ آکے فضہ نے زینبؑ سے یہ کہا	اے بی بی آیا لاشۂ ہمشکل مصطفےٰ
یہ سُن کے وہ تڑپ کے اُٹھی پر غش آگیا	لاشہ لٹا کے شاہ نے پہلو مین دی صدا
اے بنت مرتضےٰ یہ عبث اضطرار ہے	مرضی مین حق کی بندہ کا کیا اختیار ہے
ہمشکل مصطفےٰ کا جہان سے سفر نہین	پیغام موت میرے لیے ہے کرو یقین
بیہوش کیا پڑی ہو اُٹھو زینبؑ حزین	لڑ بھڑ کے رن سے آیا ہے بانو کا مہ جبین
اب غم ہو اور پالے کا داغ شباب ہے	اُٹھو پھر مسافر یا در رکاب ہے
غش مین سُنی جو بھائی کی آواز بار بار	اُٹھی وہ بیحواس سراسیمہ بیقرار
آیا نظر جو لاشۂ فرزند نامدار	بیساختہ لپٹ کے پکاری وہ دلفگار
فریاد ہے علیؑ کی دُہائی بتولؑ کی	تصویر ظالمون نے مٹائی رسولؐ کی
مُنھ رکھ کے مُنھ پہ لاش کے پھر یون کیا بیان	کیا دل پہ اب گذرتی ہے اے میرے نوجوان
بتلاؤ زخم کھائے ہین کہے کہان کہان	واری پھوپھی تڑپتی ہے اور جان طلب ہے مان

مشتاق سب ہین حرف و حکایات کیجیے
بیوہ بہن تڑپتی ہے کچھ بات کیجیے

آئی نہ جب کہ لاشۂ فرزند سے صدا
گھبرا کے پیٹنے لگی وہ غم کی مبتلا

شانہ ہلا کے لاش کا بانو نے دی صدا
کیا غش پڑے ہو خاک پہ ہمشکل مصطفیٰ

آنکھون کو کھولو بات کرو ہوشیار ہو
مرجائیگی تڑپ کے پھوپھی ہمکنار ہو

یہ سُن کے آئے ہوش مین ہمشکل مصطفیٰ
باہین گلے مین ڈال کے زینبؑ کے یہ کہا

پھیرے خدا پھوپھی نہ کرو نالہ و بکا
بخشو کہا سُنا ہے دم واپسین مرا

اب تشنگی سے مورد رنج و تعب ہون مین
پانی چوا دو مُنھ مین بہت تشنہ لب ہون مین

یہ کہتے تھے جو بند ہوئی چشم نیم وا
منکا ڈھلا رگون مین تشنج ہوا سوا

سانس آئی جلد جلد ہوے سرد دست و پا
آیا پسینہ موت کا خون بند ہو گیا

لین ہچکیان جو شیر نے پیہم کراہ کے
قالب سے دم نکل گیا ہمراہ آہ کے

بانو یہ سمجھی ضعف سے فرزند چُپ ہوا
بولی لپٹ کے مردے سے وہ غم کی مبتلا

باتین کرو کچھ ہم سے بھی آنکھون کو کرکے وا
چادر اُڑھا کے مردے پہ زینبؑ نے یہ کہا

اے بھابھی جان خاک اُڑاؤ بکا کرو
اُٹھو جوان بیٹے کا ماتم بپا کرو

بپو نمین ہائے ہائے کا اک غل ہوا
چلاتی تھی کوئی مرا بن بیاہا مہ لقا

لب پر کسی کے ہائے برادر کی تھی صدا
فریاد تھی کسی کی بھرا گھر اُجڑ گیا

چلاتی تھی پھوپھی مجھے برباد کر گئے
بستی مری اُجاڑ کے دادی کے گھر گئے

چادر ہٹا کے روئے پسر سے پکاری مان
کیا سو رہے ہو خاک پہ اے میرے نوجوان

اُٹھو مثال ماہی بے آب ہون طپان
کچھ حال اپنا اپنی زبان سے کرو بیان

برچھی کہان لگی ہے کہان تیغ کھائی ہے
واری بتاؤ جلد کہ بیچین مائی ہے

اے قبر کے سدھارنے والے ترے نثار
اے میرے چاند گھر کے اُجالے ترے نثار

اے ناز پر حسینؑ کے پالے ترے نثار
اُٹھکر گلے سے مان کو لگالے ترے نثار

ہے ہے تڑپ کے احمد ثانی گذر گئے	پانی نہ پایا پیاسے ہی جانی گذر گئے
ہے ہے لہو میں بھیگیں مسین تیری آہ آہ	ہے ہے نہ کرنے پائی میں پیار یکا اپنے بیاہ
ہے ہے تجھے نہ مرگ جوانی نے دی پناہ	ہے ہے اجل نے میرا بھرا گھر کیا تباہ
ہے ہے یہ کیسا وار ستمگر کا چل گیا	جو توڑ کر کلیجہ کو نیزہ نکل گیا
دیکھی جو غیر حالت بانوئے نیم جان	لاشہ اٹھا کے رن کو چلے شاہ دو جہان
کبریٰ نے یون لپٹ کے کیا لاش سے بیان	بیوہ بہن کو چھوڑ کے بھیا چلے کہان
بابا نے جنکو سونپا تھا انکا پتہ نہین	بھیا سوا تمھارے کوئی آسرا نہین
نکلے جو لاش در سے لئے شاہ کربلا	دیکھا کہ ساتھ ساتھ ہے زینبؑ برہنہ پا
فرمایا شہ نے صبر کرو بنت مرتضیٰؑ	بولی جہان سے کھو گئے ہمشکل مصطفیٰؐ
اب دل پہ اختیار ہے میرا نہ صبر پر	بھیا فقیر ہو نگی مین اکبرؑ کی قبر پر
شہ نے کہا کہ قبر ابھی اے بہن کہان	پانی برائے غسل کہان اور کفن کہان
کانور بھرا کبر گل پیرہن کہان	ہوتے ہین آج دفن غریب الوطن کہان
رن سے ابھی تو شام کو سر ننگے جاؤگی	چہلم کو آگے تربت اکبرؑ بناؤگی

اکبرؑ وزیر شاہ کو کوئی الم نہو
جز ماتم حضور کوئی اور غم نہو
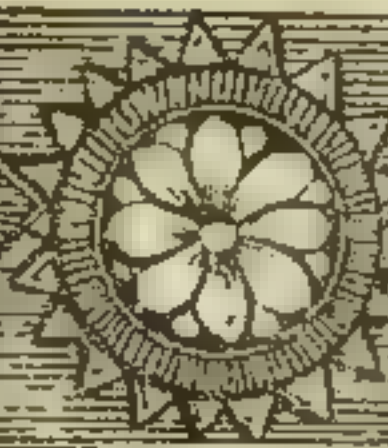
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر احوال شہادت جناب علی اصغر علیہ السلام

مولف

بانو کو اے وزیر نیا داغ دے گئے
اصغر کا ماں کے سامنے سر کاٹ لے گئے

یا شاہ کربلا تری مدحت محال ہے
مین کیا زبان طوطی سدرہ کی لال ہے

دعوی جو اسکا کیجے تو نقص کمال ہے
تو فاطمہؑ کا ماہ ہے حیدرؑ کا لال ہے

قرآن مین وصف جب ترا رب ہی کرے
بندہ کی کیا مجال جو مدح و ثنا کرے

پر دل کے ولولے نے ہے بیتاب کر دیا
رکتا ہے اب قلم ہی نہ ذہن رسا مرا

نیت سے میری آپ ہین واقف شہ ہدیٰ
طالب ہون مین رضا کا نہ انعام و نام کا

طاعت خدا کی تیری اطاعت سمجھتا ہون
مدح و ثنا کا ذکر عبادت سمجھتا ہون

اللہ اکبر کیا مرتبہ جناب امام حسینؑ کا تھا کہ کسی نبی کو بھی نہیں ملا چنانچہ روایت مین وارد ہے کہ ایک روز آپ چھوٹے سے سن مین کھیلتے کھیلتے ایک باغ مین چلے گئے اور وہان پر بوجہ خستگی کے سو گئے جس وقت آپ کو عرصہ ہوا حضرت فاطمہؑ بوجہ فراق مضطر ہوئین اور تلاش کو گئے تو دیکھا کہ آپ سوتے ہین اور اژدہا آپ کے سر پر مروحہ جنبان ہے نظم

حضرت یہ سب عنایت خالق کا واقعا
ظاہر ہے سب پہ بچہ آہو کا ماجرا

شبر کو تحفے سے خدا نے انھین دیا
ملبوس عید ماں سے جو رو کر طلب کیا

حزن آپ کا ہوا نہ گوارا غفور کو
پوشاک عید بھیجی جنان سے حضور کو

دوسری روایت مین صادر ہے کہ بوجہ خاطر شکنی مباحثہ ہر دو برادران عالی وقار کے مرداریہ کو دو ٹکڑے کیا اور راہب لاولد کو سات فرزند دعا کر کے دلائے بہت سے ایسے امور ہین کہ کسی مین وقوع مین آئے اور کسی نبی و پیغمبر باسلف کو یہ رتبے حاصل نہین ہوئے چنانچہ مفصل وہ حالات کمترین مجلس سوم فضائل امام مظلوم مین تحریر کر چکا ہے اور ایک روایت یاد آتی ہے کہ ایک روز آپ کسی صحرا مین تشریف لئے جاتے تھے کہ ایک ہرنی نے آکر عرض کی کہ اے آقا میرے بچے کو صیاد نے گرفتار کیا ہے الغرض آپ نے خانۂ صیاد پر جا کر اُس حیوان کا بچہ دلا دیا حضرات من مؤلف

حضرت سا رحم دل بھی نہ ہوویگا زینہار	صیاد نے جو بچۂ آہو کیا شکار
ہرنی فراق بچہ مین روتی تھی زار زار	حضرت کے جب حضور مین آئی وہ اشکبار
رونے نے اُسکے آپ کے دل کو ہلا دیا	صیاد سے حضور نے جا کر دلا دیا

کیون حضرات افسوس ہزار افسوس کہ ایسا مقبول درگاہ رب العلمین شاہ کونین فرزند رسول ثقلین روز عاشورا میدان کربلا مین ظلم شقیلے سے بعد شہادت جمیع اصحاب واقربا کے یکہ و تنہا لاش فرزند نوجوان حضرت علی اکبر علیہ السلام کی اُس حالت تشنگی مین اپنے ہاتھ سے اُٹھاتا ہے جسکو کسی انسان کا لاولد رہنا تو ایک طرف جانورون کو بھی مبتلائے غم و اندوہ دیکھنا ناگوار تھا چنانچہ اب آگے وہ مضمون ہے کہ اہل بزم جسکے سُننے سے بیہوش ہو جائین اور سرون کو پیٹین منقول ہے کہ آپ بعد شہادت علی اکبرؑ کے سکوت کے عالم مین کھڑے ہوئے شکر اپنے پروردگار کا کر رہے تھے کہ گوش مبارک مین بیت

آئی ندا جو چاہتے ہو کارساز کو	شش ماہہ طفل نذر کرو بے نیاز کو

سبحان اللہ بفور سماعت اس خبر کے بکمال خوشی نظم

کی عرض شہ نے بار خدایا ابھی ابھی	حاضر ہے شیر خوار مین لایا ابھی ابھی
گھر مین گیا حسینؑ اور آیا ابھی ابھی	اُنکو بھی قتل گہ مین بلایا ابھی ابھی

پر زخم کون سا ہو گلوئے صغیر میں	خنجر میں ہے ثواب زیادہ کہ تیر میں

اور فرمایا آپ نے کہ اے پروردگار ایک علی اصغر تو کیا اگر مجھکو نسل امامت کا انقطاع منظور ہو تو سجادؑ کو بھی تیری راہ میں قربانی کے واسطے حاضر کرون بیت

واللہ مشیت پروردگار رہون	مین عین اختیار مین بے اختیار رہون

مین بندہ ہون تو معبود ہے تو حاکم ہے مین محکوم ہون تو قادر ہے مین عاجز ہون تو مالک جلیل ہے مین عبد ذلیل ہون بیت

چاہا بسایا چاہا اجاڑا ملال کیا	بندہ کو آہین چون وچرا کی مجال کیا

اے میرے پروردگار آج تو مین تیری سرکار مین آیا ہون الا تیرے قابل کوئی تحفہ پاس نہین ہے ہان تیری بندہ نوازی ہے اگر اس عبد ذلیل کو تو مشرف کرے قبولیت سے کسی نذر کے نظم

فرزند کو خلیل نے قربان جب کیا	تحفہ غذا کھلائی اور آب خنک دیا
اصغر نے دودھ بھی کئی دن سے نہین پیا	تڑپے یہ تیر کھا کے زہے شان کبریا
چشم قبول اس پہ ہو رب جلیل کی	یہ نذر آخری ہے حقیر و ذلیل کی

سبحان اللہ عجب راز و نیاز کی باتین درمیان عاشق و معشوق حقیقی کے ہوتی تھین اہی بندہ پہ حضرات خیال کرین مرتبہ اُس مظلوم کا بجواب گزارش اُس شہید راہ معبود کے خداوند قدیر کیا فرماتا ہے نظم

آئی ندا کہ تم ہو دو عالم کے افتخار	خاتم تمہارے نانا تھے آدم کے افتخار
تم ہو خدا کے فضل سے خاتم کے افتخار	کرسی کے زیب عرش معظم کے افتخار
بندے مرے خدائی کی تو زیب و زین ہے	دونون جہان مین ایک خدا اک حسین ہے

پس بفرمان رب جلیل جناب مظلوم ثانی خلیلؑ خوشی خوشی لاش علی اکبرؑ کو میدان کارزار مین چھوڑ کر خیمہ مین تشریف لائے اور جناب بانو سے فرمایا کہ اے بانو فدیہ راہ خدا کو لاؤ

حضرت شہربانو تو بوجہ غم والم اپنے فرزند علیؑ اکبر کے حالت غش مین تھین مخدرات نے جواب دیا کہ اسے مولا فدیہ راہ خدا میدان مین سوتے ہین ہم تو اُنھین کو بیٹھے ہوئے روتے ہین یہ باتین دلخراش سُنکر نظم

بانوے نامراد کو حضرت نے دی ندا	اسے ہاجر زمانہ پیغمبر خدا
اللہ کی کنیز نوازی یہ ہو فدا	آیا ہون تیرے پاس فرستادہ خدا
ارشاد خواب مین جو ہوا تھا خلیل سے	ہمکو ندا وہ آئی ہے عرش جلیل سے
اصغرؑ کو لاؤ فدیہ راہ خدا کو لاؤ	شش ماہہ شیر بیشہ رب ہدیٰ کو لاؤ
معصوم کو نشانہ تیر جفا کو لاؤ	محروم آب و شیر کو اور بے غذا کو لاؤ
اکبرؑ تو کب کے داخل دربار رب ہوے	لو اب تمھارے ہنسلیون والے طلب ہوے
وہ بولی بار بار نہ ارشاد کیجیے	لائی مین لیجیے اصغرؑ کو لیجیے
حاضر مرا جگر ہے چھری پھیر دیجیے	کچھ غم نہین یہ وارث آل عبا جیے
پچھلے کے خواب سے ہون مین سخت اضطراب مین	دیکھے نہ کوئی کو کھ جلی مان یہ خواب مین

جبکہ امام حسینؑ نے حال خواب سے دریافت کیا تو عرض کیا جناب شہربانوؑ نے کہ اسے امام زمان بوقت صبح مین سوگئی اور جس وقت اذان علیؑ اکبر نے دی دیکھا مین نے کہ ہجوم طائرون کا زیر آسمان ہے اور انمین سے ایک مرغ علیحدہ ہوکر نظم

اُترا مثال باز شکاری زمین پر	جھپٹا زمین پہ آکے مرے نازنین پر
چنگل بڑھا کے وہ مرے پالے کو لیگیا	جھولے سمیت جھولنے والے کو لیگیا
دل کی ضیا کو گھر کے اُجالے کو لیگیا	برج شرف سے چاند کے ہالے کو لیگیا
اُس وقت سے نہ چونکتے ہین اور نہ روتے ہین	اِنکے نصیب جاگتے ہین اور یہ سوتے ہین

جب سے ہی یہ معصوم بیہوش ہے اور شدت تشنگی سے امید زیست کی نہین ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ غش بوجہ اسکے ہے کہ تین روز سے پانی نہین پایا ہے اب مین

اسکو لے جاتا ہون شاید لشکر کفار اس معصوم پر رحم کھا کر پانی دے

نظم

فرماکے یہ گہوارۂ اصغر پہ جھکے شاہ — دیکھا دم اُکھڑتا تو ہوا صدمۂ جانکاہ
خورشید لب بام نظر آیا جو وہ ماہ — رانڈون کے جگر بلگئے اس درد کی آہ
چھائی ہوئی زردی تھی جو دلبند کے منھ پر — شبیر نے منھ رکھدیا فرزند کے منھ پر

بل کھائے ہوئے ہاتھ جو تکیے سے اُٹھائے — منھ رکھدیا بوسے لئے آنکھون سے لگائے
رعشہ ہوا ہاتھون کو قدم سرد جو پائے — دودی جو ملی نبض تو آنسو نکل آئے
کانٹے جو نظر آگئے ننھی سی زبان مین — اک درد کا نشتر تھا کہ ڈوبا رگ جان مین

تھکتے سے جو تکیہ سے ڈھلی جاتی تھی گردن — دم باپ کا رُک جاتا تھا اور کانپتا تھا تن
نیلے تھے لب سرخ جو مثل گل سوسن — روتے تھے لہو زرد تھا شہ کا رُخ روشن
چھاتی مین دھڑکتا تھا دل اس ماہ جبین کا — صدمے سے اُلٹتا تھا کلیجہ شہ دین کا

یہ حالت دیکھکر جناب سیدالشہدا نے تکیے سے وہ ڈھلی ہوئی گردن اور اس صغیر کا کانپتا ہوا تن اُٹھایا جس وقت کہ چھاتی سے لگایا تو دل اُس معصوم کا دھڑکتا ہوا پایا اُسوقت کا حال کیا عرض کرون سوکھے لب دو تھے منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین کلیجہ دھڑکتا تھا ہچکیان لیکر دم سرد بھرتا تھا پتلیان پھری جاتی تھین آنکھون مین اندھیرا تھا۔

تھی تشنگی مین وہ غنچہ دہن پیاس کے مارے — اینٹھی تھی زبان موت کے آثار مین سارے
دم رکتا تھا سینے مین تو ڈھل پڑتے تھے آنسو — کھل جاتی تھین آنکھین تو نکل پڑتے تھے آنسو

الغرض اسی حالت مین اُس شیرخوار کو فرزند حیدر کرار نے اُٹھا لیا اور حضرت بانو سے اجازت چاہی کہ مین اسکو لیے جاتا ہون اب بھی اگر چاہو تو مین پھر اسکو گہوارہ مین لٹا دون سبحان اللہ کیا دل تھا عرض کی آپ نے کہ اے شاہ کونین جب حکم رب دارین اسکی طلب مین آیا ہے تو لونڈی ہرگز نہین روک سکتی۔

زینب سے کہا تحمل بانو پہ آفرین — ہم مین تو ایک کا بھی یہ دل اور جگر نہین

کی ایک بھی نہ سالگرہ اسکی اے حزین	پر ہے نثار خالق اکبر یہ نازنین
باہر علیؑ کے پوتے کو زینت سے بھیجیے	دربار ذوالجلال مین عزت سے بھیجیے
جوڑا سیا ہو سالگرہ کا تو لائیے	چھوٹی سی کوئی تیغ و سپر بھی بندھائیے
جنت کا دولھا رن کا مجاہد بنائیے	ننھے سلاح سج کے انھین آزمائیے
دولھا بنین گے اب نہ دلھن بیاہ لائینگے	ابکے گئے ہوئے یہ قیامت مین آئینگے
کہنے لگی حرم سے یہ بانوئے خستہ تن	دربار کبریا مین وہ پوشاک ہے کفن
بیٹا خلیل نے جو کیا نذر ذوالمنن	آراستہ نہ زیور جنگی سے تھا بدن
جاتے ہین سید الشہدا کی کنار مین	عزت بڑھے گی بارگہ کردگار مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت جناب علی اصغرؑ کو طرف لشکر کفار نا ہنجار جناب امام حسینؑ لیجانے کیواسطے آمادہ ہوئے

کہنے لگا محل کے علمدار کا پسر	اکان سدھارتا ہے خوزادہ مرا کدھر
کہدے بجے امام سے ہاتھون کو جوڑ کر	فدوی کو ساتھ لین نہ اکیلے کرین سفر
میرے سوا نہ کوئی ملازم جلو مین ہو	تیغ و سپر لیے ہوئے خادم جلو مین ہو

اس وقت زوجہ عباسؑ نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ اے لخت جگر نور بصر تمکو شہزادہ کونین کی برابری نہ کرنا چاہیے اسوقت حضرت علی اصغرؑ دربار ذوالجلال کے عازم ہین وہ ایسا دربار ہے کہ بلا طلب و اجازت کوئی نہین جا سکتا **بیت**

جاتا جہان یہ لخت جگر ہے حسینؑ کا	اس جا گزر محال ہے تجھ نور عین کا

الغرض جناب شہربانوؑ نے اپنے لخت جگر کو واسطے دربار ایزد غفار کے سطرح آراستہ فرمایا اور کلمات رخصت کہنے لگین **نظم**

سلجھائے انگلیون سے پھر اسکے جھنڈولے بال	آیا گلے پہ تیر کے لگنے کا جو خیال
منت کا طوق اتار کے روئی وہ خستہ حال	بولی سدھار دودھ بھی مین نے کیا حلال

حق سے گلہ نہ دودھ کے ملنے کا کیجیو — داری مین ہاتھ جوڑتی ہون بخشدیجیو

بیٹا بہت خجل ہے بہت شرمسار مان — امیدوار عفو ہے تقصیر دار مان
دکھ اُجڑی بدنصیب غریب الدیار مان — اپنی غریب دائی نحیف و نزار مان

ہنگتم ہے دودھ مان نے جو تمکو دیا نہین — ہمنے بھی ایک قطرۂ پانی پیا نہین

ہنوز حضرت بانوؑ یہ فرما رہی تھین کہ جناب امام حسینؑ مع اصغرؑ سمت لشکر کے چلنے لگے
اُس وقت کا حال جناب بانوؑ کا کیا عرض کرون نظم

سب بیبیان چلا کے جو کرنے لگین زاری — گھبرا کے اُٹھی اور یہ حضرت کو پکاری
یا سبط نبی تن سے چلی جان ہماری — اک لحظہ ٹھہر جایئے مین آپ کے واری

صاحب مرے آغوش کے پالے کو دکھا دو — اکبار پھر اُس ہنسلیون والے کو دکھا دو

حضرت نے فرمایا کہ آؤ اپنے بے شیر معصوم کی تصویر دیکھو اور صبر کرو نظم

لوگو دمین فرزند کو اللہ نگہبان — ہر حال مین زینبؑ کی اطاعت کا ہے دھیان
بانوؑ نے کہا جوڑ کے ہاتھون کو یہ اُس آن — لونڈی سے خفا کچھ ہوئے مین آپ کے قربان

یون آپ کا جی چاہے تو دیجا یئے انکو — کب مین نے کہا تھا کہ نہ لیجا یئے انکو

مین بھی ہون کنیز آپ کی یا حضرت شبیرؑ — ہر دکھ مین رضا جوے خدا تابع تقدیر
بیتاب تھا دل جو ہوئی بیجا کوئی تقریر — ہین آپ خطا پوش بحل کیجیے تقصیر

فرزند کا غم مان کے کلیجے کو چھُری ہی — صدقہ گئی یہ آتما کی آنچ بُری ہے

خنجر کے تلے جسکا جگر ہو وہی جانے — اس درد کی جس دل کو خبر ہو وہی جانے
دکھ درد مین یون جسکی بسر ہو وہی جانے — آغوش مین جس مان کے پسر ہو وہی جانے

شب کٹتی ہے کس طرح سے دن ڈھلتا ہے کیونکر — پوچھے کوئی مان سے کہ پسر پلتا ہے کیونکر

پہلو تہِ پہلو ہو د مین ہو چھاتی پہ سوئے — دھڑکا ہے کہ بچہ کہین بیچین نہ ہووے
پلتا ہے پسر یک جو مان عمر کو کھوئے — جسنے یہ اُٹھائی ہو مصیبت وہ نہ روئے

مان چُپ رہے اور گودی سے جائے پسر ایسا	صاحب کوئی لے آئے کہان سے جگر ایسا

یہ خادمہ تابع فرمان ہے جان و دل سے آپ پر قربان ہے بمقتضائے مہر مادری اس وقت دیکھنے کو آئی تھی آپ شوق سے لیجائیے یہ سُنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین تمسے رضامند ہون حق بجانب ہے جو تم بیتابانہ چلی آئی ہو اب بیت

لو گود مین لیکر انھین چھاتی سے لگاؤ	بس صبر کرو اشک نہ آنکھون سے بہاؤ

اس مخدومہ کو مین نے گود مین لیکر جسوقت پیار کیا تو جناب علی اصغرؑ اپنی مادر بزرگوار کیطرف بحسرت دیکھتے تھے گویا۔ نظم

مادر سے اشارہ تھا کہ دنیا سے چلے ہم	افسوس نہ اس باغ مین پُھولے نہ پھلے ہم
گودی مین تمھاری چھ مہینے تو پلے ہم	اب تشنہ دہن جاتے ہین طوبیٰ کے تلے ہم
کیون روتی ہو کچھ رونے سے حاصل نہین امان	یہ دار فنا رہنے کے قابل نہین امان
اک شور تھا اللہ نگہبان علی اصغرؑ	چلاتی تھین پھوپھیان مرے نادان علی اصغرؑ
پیاسے علی اصغر مرے ذیشان علی اصغرؑ	مان کہتی تھی جاتے ہو مین قربان علی اصغرؑ
چھٹتا تھا جو بھائی تو موئی جاتی تھین بہنین	منہ چھاتی پہ رکھے ہوئے چلاتی تھین بہنین

الغرض جسوقت خیمہ اطہر سے دامان عبا اڑھائے ہوئے اس معصوم کو سید مظلوم لیکر روانہ میدان ہوئے نظم

اُس وقت تھی یہ حالت مظلوم کربلا	فرزند دونون ہاتھون پہ اور غم مین مبتلا
کہتے تھے چوم چوم کے بے شیر کا گلا	تو گھٹنیون چلا نہین اور مرنے کو چلا
جاتا نہین ہون مین تجھے پانی پلانے کو	مین لیجاتا ہون قبر مین تجھکو سُلانے کو
یہ کہتے آئے متصل لشکر جفا	دکھلایا ظالمون کو تڑپنا صغیر کا
آنکھون مین حلقے خشک زبان ننھا سا گلا	چاہا کہ پانی مانگین مگر آگئی قضا
مشکل سے اتنا صرف کہا درد و یاس سے	یارو قریب مرگ ہے بچہ یہ پیاس سے

سید ہے بے زبان ہے پیاسا ہے مہ لقا		نادان ہے صغیر ہے اسکی نہین خطا
اکبرؑ کا بھائی سمجھو نہ اسکو پسر ملا		پانی پلادو جان سے اک بندۂ خدا
یہ کار آخرت ہے اگر تم سے ہوسکے		طاقت نہین ہے پیاس کے مارے جو رو سکے

اور آپ اس فوج جفاکار سے فرماتے تھے کہ اے قوم ناہنجار اگر تمہارے زعم باطل مین مین بے دیار اور گنہگار ہون تو اس معصوم پر ترس کھاؤ۔ نظم

یہ چھوٹا سا سید بھی ہے مہمان تمہارا		کیا تمکو ملیگا جو اسے پیاسا ہی مارا
یہ فرش کی زینت ہی تو ہے عرش کا تارا		میرا ابھی جگر بند ہی مان کا بھی ہے پیارا
کچھ پانی کے بدلے نہین لینا ہو تو کہدو		دریا سے جو قطرہ کوئی دینا ہو تو کہدو
طالب ہو اگر زر کے تو زر لیجیو مجھسے		قطرے کے عوض لعل و گہر لیجیو مجھسے
پانی اسے دو خلد مین گھر لیجیو مجھ سے		خالی ہو اگر نہر تو بھر لیجیو مجھ سے
معصوم ہے بے آب تو یہ جی نہ سکیگا		اک جام بھی یہ تشنہ دہن پی نہ سکیگا
مین یہ نہین کہتا ہون کہ پانی مجھے لادو		تم آن کے چلو سے اسے آپ پلادو
مرتا ہے یہ مرتے ہوئے بچے کو جلادو		سینہ کلیجہ کی مرے آگ بجھادو
جب منھ مرا تکتا ہے یہ حسرت کی نظر سے		اے ظالمو اٹھتا ہے دھوان میرے جگر سے

اگر تمکو میرے کلام مین کچھ شک ہو تو اسے اپنے ہاتھ مین لے کر دیکھ لو کہ خود جھوٹے اور کاذب ہو تو۔ نظم

دو اک قدم کی ہوئے جو تکلیف ناگوار		آنکھون سے اپنے دیکھ تو احوال شیرخوار
آگے بڑھے جو انمین سے دو چار بدشعار		چادر الٹ دی شاہ نے چہرہ سے ایکبار
تیور بھی بچے ہوگئے کہ ضو نظر پڑی		بجھتے ہوئے چراغ کی سی لو نظر پڑی
بولے حسینؑ دیکھ لے جسے وہ پکارے ہان		فرمایا اب حمیت اسلام ہے کہان
ہم کس کے مہمان ہین یہ کس کا ہی مہمان		طالب نہین صراحی و ساغر کا بیزبان
[illegible] کی قناعت ہے خلق مین		دو چار قطرے پانی کے ٹپکا دو حلق مین

اترے بھی یا نہ اترے بھی پانی گلے سے اب
تالو سے مل گئی ہے زبان اور لب سے لب
پوری یہ بات کہہ نہ چکے تھے شہِ عرب
ننھے گلے پہ تیر لگا آ کے ہے غضب

فوارہ خون کا زخم سے گردن کے بہ گیا
جتنا پیا تھا دودھ لہو بن کے بہ گیا

رگڑے یہ ننھے پاؤن کہ گھنگرو نکل پڑے
منھ سے انگوٹھے آنکھ سے آنسو نکل پڑے
ہو ہو کے ڈھیلے جوشن و بازو نکل پڑے
حیدرؑ جنان سے کھول کے گیسو نکل پڑے

شہ بولے قدر بڑھ گئی تجھ سے دل طفل کی
نذر حسینؑ رب علیؑ نے قبول کی

منھ رکھ کے منھ پہ بیٹے کے روئے امام دین
کی ایسی ایک آہ کہ تھرا گئی زمین
حضرت سے یون پوچھنے لگا یون حرملہ لعین
کیون اب تو پانی آپ سے یہ مانگتا نہین

فرمایئے کہ تیر مرا کارگر ہوا
اصغر کا حلق خشک رہا یا کہ تر ہوا

یہ سُنکر اُس مظلوم کونین نے فرمایا کہ اے حرملہ تجھسے اسکا حال کیا پوچھتا ہے روز محشر اسکا جواب اُسوقت تجھکو ملیگا بیت

جس وقت نانا سامنے تجھکو بلائین گے
اس تیر کا مزا تجھے اُسدم چکھائین گے

حضرت بعد شہادت جناب علی اصغرؑ جناب امام حسینؑ نے طرف حرم محترم دیکھکر بیت

بانو کو دی ندا یہ امام حجازؑ نے
مقبول کی نیاز مرے بے نیاز نے

یہ آواز سُنکر تمام مخدرات اطہار مین شور گریہ و زاری و نالہ و بیقراری برپا ہوا اور بیتاب ہوکر نظم

بانو پکاری آپ کا جو اذن پاؤن مین
اس بیزبان کی آخری خدمت کو آؤن مین
آنکھ انکی بند کیجئے قربان جاؤن مین
حضرت نے سر جھکا کے کہا کیا بتاؤن مین

حسرت بھری نگاہ کہین بند ہوتی ہے
قربانیون کی آنکھ نہین بند ہوتی ہے

یہ کہہ کے آئے گنج شہیدان مین سفیر ار
بیٹھے زمین پہ بر مین لئے لاش گلعذار
ممکن نہ گورکن تھا نہ کوئی معین دیار
آخر لحد کے کھودنے کو نکلی ذوالفقار

منظور تھی جو شہ کو رضا کردگار کی	ننھی سی قبر کھودنے بیٹھے شیرخوار کی
پھر صاف کرکے ہاتھوں سے اصغر کی خوابگاہ اور قبلہ رو لحد میں لٹا کر پکارے شاہ	باندھا عمامہ ننھی سی میت کے سر پہ آہ جلدی ہمیں بلائیو اے فرزند آہ
اب تم ہو اور حضوری پروردگار ہے	یان سے بڑھے تو بارگہ کردگار ہے

اور بعد فرمانے ان کلمات کے طرف لاش حضرت علی اکبر آواز دیگر حضرت بانو نے فرمایا کہ اے علی اکبرؑ نظم

بعد آپ کے ہم دشت مین پھر آہ لٹے ہین	ہشیار کہ یہ پہلے پہل مان سے چھٹے ہین
جنگل کے درندون سے برادر کو بچانا اور پہونچ کے کوثر پہ پیاس انکی بجھانا	گھبرائیں تو بیٹا انھیں پہلو مین لٹانا لیجو انھیں جب دادی کی تسلیم کو جانا
مثل گل تر پیاس سے کمھلائے ہوئے ہین	گردن نہ دکھے تیر ستم کھائے ہوئے ہین

جسوقت لاش معصوم اصغرؑ سپرد جناب علی اکبرؑ کر چکین اور جناب امام حسین علیہ السلام نظم

فارغ ہوئے جو دفن سے بچہ کے شاہ دین تُمنے تو اپنا چاند چھپایا تہ زمین	آئی ندا کہ اے جگر شاہ مرسلین چھپتا ہے پر چھپائے سے نور خدا کہین
اصغرؑ کا سر تو نیزہ پہ معراج پائے گا	اکبرؑ کے سر کے ساتھ یہ شہر وہین جائیگا
لو مومنو خلاصہ سنو اس بیان کا پر کس زبان سے حال کہون بیزبان کا	بانو کو پرسہ دو چھ مہینے کی جان کا کیون گر پڑا نہ پھٹ کے طبق آسمان کا
جھولے مین دی پناہ نہ مان کے کنار مین	کاٹی عدو نے گردن اصغرؑ مزار مین

چنانچہ روایت ہے کہ بعد شہادت جناب علی اصغرؑ جناب سید الشہداؑ کو شمر ناہنجار نے شہید کیا اور تیاری پامالی لاش سید الشہداؑ تھی اُسوقت تمام اہلحرم لاش سید الشہداؑ پر آئے اور روتے تھے اور عمر بد نہاد نے عرضی یزید پلید کو لکھی کہ مین نے کام جناب سید الشہداؑ تمام کیا اور بہتر سر نیزون پر تیری نذر کو لاتا ہون بعد تحریر عرضی کے وہ شقی جائزہ سرون کا

لیتا تھا کہ وقت شمار کے ایک سر کم شمار مین آیا تو اُسوقت وہ ملعون کہنے لگا کہ اے سرداران فوج بیت

اسدم سے مجھے خیال عتاب یزید ہے	عرضی مین لکھ چکا ہون بہتر شہید ہے

اُسوقت سرداران فوج نے عرض کی کہ ہان اے امیر حسینؑ نے ایک صغیر قتلگاہ مین دفن کیا ہے اور حرملہ نے تصدیق کلام نافرجام ان ملاعنہ کی کرکے کہا کہ بیشک اُس معصوم کا سر نہین ہے جسکو مین نے تیر سے مارا ہے نظم

پیٹینگے اس بیان پہ سب کودک وجوان	یہ تازہ واقعہ ہے غضب کی ہے داستان
کیون خشک ہوگئی نہ ستمگار کی زبان	بولا عمر تلاش کرو قبر کا نشان
بچے کی قبر کھود کے سر کو قلم کرو	اکبرؑ کے سر کے پاس سنان پر علم کرو
سنتے لرز لرز کے پکارے کہ الحذر	ہم تو نہ قبر کھودینگے ظالم خدا سے ڈر
اس بے زبان سید کمسن پہ رحم کر	سوتا ہے ساری رات کا جاگا لہو مین تر
دیکھے نہ چین جھولے کے نے مان کی گود کے	نیزے کا سر نہ کاٹین گے ہم قبر کھود کے

اے ملعون اسکی قبر سے تجھے کیا دعویٰ ہے شہید کربلا نے تمام زمین مول لی ہے اور خود تو لشکر بے دفن وکفن پڑے ہین اسپر بھی بیت

مُردون کو گور زندون کی خاطر مکان نہین	اک بچہ قبر مین ہے اُسے بھی امان نہین

حضرات جو ملعون ازل سے بیرحم ہو اُسکو کیا رحم آئے نیزہ دارون کو بُلا کر کہنے لگا کہ قبر اصغر تلاش کردیہ حکم سُنکر ایک ملعون واسطے تلاش قبر علی اصغرؑ کے نیزہ لیکر میدان کو چلا اُسوقت حضرت فضہ نے اہل حرم سے کہ لاشہائے شہدا پر رو رہے تھے پکار کر کہا بیت

یہ قبر ڈھونڈھتا ہے کسی نازنین کی	نیزے سے دیکھتا ہے یہ نرمی زمین کی

برطبق گذارش فضہ نظم

بانوؑ نے پوچھا دیدہ دل سے بہاکے خون	جویا ہے کس کی قبر کا یہ ظالم زبون

فضہ پکاری خاک مرے منھ میں کیا کہون
کس کی زبان سے صاحب تُربت کا نام لون

کھودیگا مقبرہ چھ مہینے کی جان کا
مانگا ہے ابن سعد نے سر بے زبان کا

پیکان جس گلے سے ابھی ہوچکا ہے پار
ہو ہو اسی گلے پہ چلے گی چھری کی دھار

آرامگاہ مُردون کا ہے گوشۂ مزار
بی بی کے لختِ دل کو وہان بھی نہین قرار

نے فاتحہ نہ پھول کسی نورعین کے
ہوتے ہین ذبح قبر مین بچے حسینؑ کے

سن مین وہ نیزہ دار جو ہر سمت تھا روان
اک جا زمین نرم ملی اسکو ناگہان

پیوستہ اُس زمین [illegible] جو ظالم نے کی سنان
آواز ہولناک فلک سے ہوئی عیان

ہشیار [illegible] مین عرش پاک ہے
پیارا خدا کے نور کا پیوند خاک ہے

ہے ہے تو نوک نیزہ چبھوتا ہے قبر مین
او کور چشم کون یہ سوتا ہے قبر مین

اصغرؑ ابو تراب کا پوتا ہے قبر مین
یہ ظلم بھی شہیدون پہ ہوتا ہے قبر مین

بالون کو زیر عرش جو بکھرائے فاطمہؑ
یہ جان لے کہ ہوگیا دنیا کا خاتمہ

غالب تھی حرص زر نہ ڈرا دشمن اِلٰہ
نیزہ زمین سے کھینچ کے اُسنے جو کی نگاہ

پایا عمامہ بچے کے سر کا سنان مین آہ
مڑ کر عمر کی سمت پکارا وہ روسیاہ

لے خاک چھاننے سے خوشی آخر ہی ہوئی
پائی امام حسینؑ کی دولت گڑی ہوئی

یہ کہہ کے کھودنے جو لگا قبر بے غضب
یارب الغیاث زمینین پکارین سب

پر دشت نینوا کو تزلزل ہوا غضب
کی ارض کربلا نے یہ فریاد پیش رب

یہ ظلم اور قبر شہیدان خاص کی
پروردگار اب تو رضا دے قصاص کی

افسوس صد افسوس زمین کو بھی اُس لاش شاہزادہ کونین پر رحم آتا تھا مگر بیرحمی اس ملعون کی او سنگدلی اب کمترین کس زبان سے عرض کرے

نظم

وہ نعش [illegible] پا نکالنا
وہ پھر ذبح میان سے خنجر نکالنا

ماں زردون کے حلقے مین تھی [illegible] شیر خوار
وا اصغرا کے نالون سے محشر تھا آشکار

پھرتی تھی گرد قبر کے بانوئے بیقرار
چلاتی تھی مٹا نہ مرے لال کا مزار
دنیا سے ہاتھ اُٹھا کے جگہ اتنی پائی ہے
اصغرؑ نے جان دیکے یہ بستی بسائی ہے

ناگاہ چاند برج لحد سے بدر ہوا
بے دین کو ہائے حق سے نہ خوف و خطر ہوا
خنجر رواں جو ننھے سے حلقوم پر ہوا
روئی سکینہؑ پیٹ کے ٹکڑے جگر ہوا
کہتی تھی اپنے جان بھی تن بھی مرا فدا
حاضر ہے ننھے بھائی کے بدلے گلا مرا

ظالم ٹھہر برائے خداوند دوسرا
پھر کر عدم سے آگئے ہیں دم لینے دے ذرا
خنجر ابھی گلے پہ مسافر کے کیوں دھرا
بدلونگی شیرخوار کا کرتا لہو بھرا
پوچھونگی حال منزل آخر کا بھائی سے
کہدینگے وہ اشاروں میں سب ماں جائی سے

پوچھونگی کب چچا مرے لینے کو آئیں گے
باباحسینؑ خلد میں کس دن بلائیں گے
مشکلکشائی کب مرے دادا دکھائیں گے
اب ظالموں کے ظلم اُٹھائے نہ جائیں گے
سہ ہے رہائی ہوگی اسیری سے کب مجھے
طاقت نہیں طمانچوں کے کھانے کی اب مجھے

ہاے وا دیلا ہنوز وہ معصومہ یہ فرما رہی تھی کہ ظلم

یہ سُن کے اُسنے حلق پہ خنجر کو رکھدیا
روح نبیؐ پکاری یہ حلقوم ہے مرا
زہرا نے دی صدا یہ ہے سیدانی کا گلا
پر کچھ سُنا نہ اسنے گلا کاٹنے لگا
شہرگ سے نہر خون کی سینہ پہ بہہ گئی
بالی سکینہؑ پیٹ کے لاشہ پہ رہ گئی

اصغرؑ کا واسطہ تمھیں شہزادیٔ عجم
دنیا میں اب وزیر کو ہووے نہ کوئی غم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس تمہید معراج رسالت مآب و رخصت امام مظلوم از حرم و شہادت حضرت محمد پسر حضرت عباس ع

مشہور ہین جہان مین وفادار علمدار | فرزند وفادار کے ہوتے ہین وفادار
پیمبر ہے اپنا وہ عالی مقام | خدا بھی ہوا جس سے ہے ہمکلام
نبیؐ و ولی و ملائک تمام | یہ کہتے ہین پڑھ کر درود و سلام
کلیمے کہ چرخ برین طور اوست | ہمہ نور ہا پرتو نور اوست

محمد یعقوب کلینی نے جناب محمد باقر ع سے روایت کی ہے کہ ہفتدہم ماہ رجب المرجب کو سالک مسالک سبحان الذی اسریٰ واقف مواقف مسجد حرم اقصیٰ یعنی جناب محمد مصطفےٰ مکان اُمّ ہانی ہمشیرۂ مشکلکشا مین آرام فرماتے تھے نظم

مگر خواب سے کب سروکار تھا | دل و دیدہ ہرایک بیدار تھا
سوے در نگہ کو یہی تھا خیال | اُدھر سے کب آوے پیام وصال

کہ دفعتہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین خدمت بابرکت ختم المرسلین میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے شاہ کونین واے شجرۂ چمنستان دارین واے عندلیب گلستان احدیت واے بلبل بوستان صمدیت خالق ارض وسما نے براے انکشاف اسرار سربستہ و بجہت معائنہ تماشاے قدرت کاملہ آپ کو بالاے عرش یاد فرمایا ہے اور براے سواری حضور براق

بھیجا ہے چنانچہ صاحب عیون الاخبار نے تحریر کیا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب کیواسطے
بجہت استعجال براق کو ایسا مسخر کیا تھا اگرچہ قد اسکا بقدر اسپ متوسط تھا مگر قدرت پروردگار
کا مرقع جواہرات صنعت سے مرصع مروارید سم مرصع دم نازک اندام نازنین خرام سرعت
کا یہ عالم تھا کہ اگر حکم پروردگار ہوتا تو آن واحد مین تمام عالم امکان کی سیر کرتا نظم

تھی اس قد و قامت پہ سرعت ستم	زمین پر قدم گہ فلک پر قدم
ہوا چال مین اور تیزی مین برق	زسر تا قدم نور مین تھا وہ غرق
دیا یہ خدا نے اسے احترام	کرے آدمی کی طرح سے کلام

اور صاحب کافی فرماتے ہین کہ خالق کل مخلوقات نے براق اس صنعت سے بنایا تھا
کہ جس وقت جانب بلندی صعود کرتا تھا تو دونون ہاتھ کوتاہ اور پاؤن اُس کے دراز
ہو جاتے تھے اور جس دم بلندی سے طرف پستی کے نزول کرتا تھا تو دونون پاؤن کوتاہ اور
دونون ہاتھ اسکے دراز ہو جاتے اور علی ابراہیم قمی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے
روایت کی ہے کہ اسرافیلؑ اور میکائیلؑ اور جبرئیلؑ خدمت جناب رسولخدا مین ہمراہ براق
آئے تھے غرضکہ ان ہر سہ فرشتون مین سے حضرت جبرئیل نے پیش قدمی کرکے خدمت
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بیت

کی عرض ہاتھ باندھ کے یہ جبرئیل نے	تمکو طلب کیا ہے خدائے جلیل نے

یا حضرت اُمید وار ہون کہ بہ تعجیل تمام متقرب بارگاہ خداوند علام ہو جیئے کہ خاطر قدرت
کو نہایت انتظار ہے یہ سُنکر جناب رسولخدا بعجلت تمام با طہارت ما لا کلام میکائیلؑ
و اسرافیلؑ و جبرئیلؑ کو لیکر درمیان صفا و مروہ تشریف لائے تو اس مقام پر حضرت نے
براق کو ہیئت عجیب و غریب کے ملاحظہ فرما کر اس عجیبکار ستان وجود اور مجموعۂ نگارستان
شہود یعنی رسول رب ودود تعریف صناعی صانع قدرت کی زبان خوش الحان پر جاری
کرکے شکر الٰہی بجا لا کر سوار ہوئے نظم

روشن کیا جو زین رسول جلیل نے	بڑھکر رکاب تھام لی بس جبرئیلؑ نے
اللہ رے احتشام رسول فلک جناب	قدسی جلوس کے لئے حاضر تھے بیحساب
ہر اک کو آرزو تھی کہ ہون ہمرہ رکاب	حکم خدا سے باز تھے ساتون فلک کے باب
جنّت تھی اشتیاق رسالت پناہ مین	جھونکے نسیم خلد کے آتے تھے راہ مین

حضرات مثل رکاب جناب رسولخدا رکاب سید الشہدا کو بھی جبرئیل امین نے بحکم رب العالمین تھاما ہے مگر وہ رکاب برداری جناب رسول مقبول کی باعث مسرت مومنین کے تھا اور جسوقت رکاب فیض اکتساب سید الشہدا تھامی وہ وقت تو سب کو یاد ہوگا کہ روز عاشورا بعد شہادت جمیع عزیز و اقربا مہر سپہر سیادت و اختر برج امامت و مالک گلزار جنان و سردار لشکر تشنہ لبان مفخر ذریت ابو البشر و لبند ساقی حوض کوثر یعنی جناب سید الشہدا بے یار و مددگار میدان کارزار مین تن تنہا رہگئے تو اس وقت فوج یزید بد کردار نے مبارز طلب کیا آواز مبارز طلبی سنکر جناب امام حسینؑ بغرض رخصت ناموس رسول الثقلین خیمۂ حرم محترم مین تشریف لائے مومنین مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ اُسوقت برادر دلاور جناب امام حسینؑ کو مبتلائے ہجوم دیاس و تنہا دیکھکر **نظم**

زینب نے رو کے پوچھا کہ یاور کہان گئے مسلم کے لال دلبر حیدر کہان گئے	عبّاس و قاسم و علی اکبر کہان گئے میرے پسر عقیل کے دلبر کہان گئے
کوئی نہین رکاب شہ دین پناہ مین	رو کر کہا کہ سوتے ہین سب قتلگاہ مین
ہمشیر سب ہمارے مددگار مر گئے شانے کٹا کے بھائی علمدار مر گئے	بھائی بھتیجے بھانجے انصار مر گئے اکبر بھی کھا کے نیزۂ خونخوار مر گئے
رخصت دو جلد فاطمہؑ کے نور عین کو	جز مرگ اب نہین کوئی چارہ حسینؑ کو
غش کھاکے بہ یہ سُن کے دو ئی بنت مرتضیٰ رخصت حرم سے ہونے لگے شاہ دوسرا	اہل حرم مین شور قیامت بپا ہوا اک ایک کو گلے سے لگایا جدا جدا

پھر پھر کے گرد اہل حرم جان کھوتے تھے
لپٹا لئے شہ گلے سے سکینہ کو روتے تھے

وہ کہتی تھی کہ شاہ مدینہ نہ جائیے
بھٹتا ہے میرا رنج سے سینہ نہ جائیے
الفت کا یہ نہیں ہے قرینہ نہ جائیے
مرجائیگی تڑپ کے سکینہ نہ جائیے

فرماتے تھے امام کرو صبر باپ کو
بی بی کرو ہلاک نہ رو رو کے آپ کو

یہ کلام مصیبت انجام امام عالی مقام سے سنکر جناب شہربانو نے دامن مبارک جناب امام حسینؑ دست مبارک سے تھام لیا اور بہت کچھ گفتگو درباب اسیری اپنے کے کی چنانچہ اس حال کو مفصل اس نیاز مند نے مجلس[1] بست و پنجم ذکر حضرت شہربانو مین تحریر کیا ہے لکھنے مین اعادہ ہوگا الغرض جناب امام مظلوم نے تمام اہلبیت اور حضرت بانو کو تشفی دیکر امام زین العابدین کو راز امامت تفویض فرماکر کمر ہمت سفر آخرت پر چست باندھی اور سلاح حرب بدن مبارک پر آراستہ کرکے دروازۂ خیمہ پہ تشریف لائے اور قریب ذوالجناح بقصد سواری استادہ ہوئے اور ارادہ سوار ہونے کا کیا تو اُسوقت رکاب سعادت انتساب مین کوئی بھی جان نثاروں مین سے باقی نہ رہا تھا کہ رکاب حضرت کی تھامے پس اُسوقت حضرت بہ نگاہ یاس دست یمین و یسار کو دیکھتے تھے اور اپنی تنہائی پر بیقرار ہوکر روتے تھے اور رکاب تھامنا جناب عباس حق شناس کا یاد آگیا تو ایک مرتبہ ہاے برادر زبان مبارک سے فرماکر کمر شکستہ کو دونون ہاتھون سے تھام لیا اُس وقت بیکسی برادر عالی قدر کی دیکھکر جناب زینب خاتون بیتابانہ ہوکر خیمۂ حرم محترم سے دروازہ پر آئین اور عرض کی کہ اے بھائی اگر حکم ہو تو یہ بیکس آکر رکاب داری کرے لنسدیہ

مرثیہ حضرت زینب کا فوراً نظم

اُس وقت جبرئیلؑ کو حکم خدا ہوا
گھر سے کہین نکل نہ پڑے بنت مرتضےٰ
بچپن سے تو ہے خادم سلطان کربلا
حاضر ہو جلد جاکے یہان دیکھتا ہے کیا

[1] مجلس ۲۵ مین یہ بیان آئیگا ۱۲

جا تھام لے رکاب شہ مشرقین کو
جلدی سوار کر مرے پیارے حسینؑ کو

اب کترین کو یقین ہے کہ اسی روایت پر آل کار مجلس ہوگا بس نظم

روح الامین بصورت عباس نامدار
جلدی سے آکے نزد شہنشاہ بے دیار
بھائی کی شکل دیکھ کے جاتا رہا قرار
آگے بڑھے یہ کہہ کے شہ آسمان وقار
جلتے ہین تیر ظلم عدو کی سپاہ سے
بھیّا کہان چلے گئے تھے رزمگاہ سے

دریا پہ وان تو آپ کے بازو ہوئے قلم
بھیّا گرا حسین پہ یان آسمان غم
تم کو خبر کہان ہے جو ہمنے سہے الم
مارے گئے جہاد مین اکبر بھی بے ستم
لشکر ہوا تمام اُداسی سی چھا گئی
تم کیا جُدا ہوئے کہ مری موت آگئی

بھیّا بتاؤ در دو شانون مین اب نہین
رکھا ہے کس جگہ علم بادشاہ دین
لیکر گئے تھے مشک سکینہ بھی تم د ہین
ابتک ہے انتظار مین وہ تشنۂ حزین
ڈر ہے مجھے کہ جی سے سکینہ گذر نہ جائے
جلدی چلو تڑپ کے وہ خیمہ مین مر نہ جائے

بس حضرت زینب دروازۂ خیمہ سے یہ حال دیکھکر حرم سرا مین تشریف لیگئین اور فرمانے لگین
کہ اے بیبیو عباس نامدار تو ابھی زندہ ہین اور اپنے بھائی کی رکاب برداری مین حاضر ہین بیت

عاشق ہین جان و دل سے شہ مشرقین کے
دیکھو کھڑے ہوئے ہین وہ آگے حسینؑ کے

راوی لکھتا ہے کہ جب یہ کلمات حضرت زینب نے فرمائے حضرت سکینہ فراق عم نامدار مین مغموم
و محزون شدّت پیاس سے بیتاب تھین لیکن نظم

عباسؑ کا جو نام سکینہؑ نے سُن لیا
خوش ہو کے آئی پاس چچی کے وہ مہ لقا
شانہ ہلا کے زوجۂ عباس سے کہا
اُٹھو چچی کہ نہر سے آئے مرے چچا
مارا تھا جبر کے غم جانکاہ نے مجھے
حضرت سے سُرخرو کیا اللہ نے مجھے

یہ سُن کے بیبیان در خیمہ پہ آئین سب
چلّائی اشک بھر کے سکینہ بصد تعب
کیون عمو جان آپکے دلمین یہی ہے اب
مرجائے مارے پیاس کے یہ زار و تشنہ لب

پہونچے ارم مین حکم خدائے جلیل سے — لائے نہ مشک بھر کے مری سلسبیل سے

حضرات سکینہ یہ شکایت فرما رہی تھین کہ نظم

پردے سے منھ نکال کے زینب نے کی فغان — بھیّا گئے تجھے چھوڑ کے بھائی کو تم کہان
اکبر کے غم مین سرور عالم ہین نیمجان — لاشہ کی جستجو مین گرے ہین کہان کہان
ہو جس طرح بچا و شہ خوشخصال کو — لیکر کہین نکل چلو زہرا کے لال کو

زینبؑ کے اس بیان سے جبریلؑ تھرا گئے — ہاتھون کو جوڑ کر در خیمہ کے پاس آگئے
کی غرض یہ غلام غریبی کے صدقہ جائے — یہ حال ابن شیر الٰہی کا ہائے ہائے
شہزادی مین جناب کا عبد ذلیل ہون — عباسؑ نامدار نہین جبرئیل ہون

بسماعت اس جواب کے اہل حرم مین کہرام پڑگیا اور ماتم عبّاس نامدار پھر تازہ ہو گیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی رکاب برداری حضرت جبرئیلؑ نے کی الغرض جس وقت وہ امام بیکس و مظلوم بے یار و مددگار سوار ہو چکا تو اُس وقت نظم

جبریلؑ پکارے کہ خدا حافظ و ناصر — رخصت ہون جو ارشاد ہو کہ جلو مین رہون حاضر
رو کر کہا جو حکم خدا ہے تری خاطر — وہ بولے کہ باقی ہے بس اک خدمت آخر
ڈھانپونگا پر اپنے تن صد پاش کے اوپر — اب رونے کو آؤنگا تری لاش کے اوپر

پس حضرت جبرئیلؑ امین امام جلیل سے رخصت ہوئے اور جناب امام حسینؑ نے عنان مرکب صبا رفتار طرف لشکر بد کردار کے منعطف فرمائی اگر تعریف اسکی تیزی کی عرض کرون تو طوالت ہوگی انھین دو بندون پر خاتمہ کرتا ہون نظم

گھوڑا وہ تہ ران کہ لیتا ہی نہ تھا دم — اندیشہ اسے کہتا ہے رہ رہ کے ذرا تھم
مابین دو وصف اسکو جو جولان کرین پیہم — اللہ رے تری تیزی رفتار کا عالم
یان غل ہو کہ وان ہو وہ کرین شور کہ یان ہو — اللہ کی قدرت ہو نہ یان ہے نہ وہان ہے
تصویر سے لکھے اسکی مصوّر تو بڑے دھوم — سرعت بھی قدم توسن تصویر کے چومے

گوڑا ہے تعزیر جو چاہے کرے مرقوم	اک آن مین سب رنگ ہر تصویر کا معدوم
نقاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہجائے	بس ہاتھ مین دیکھے تو ورق سادہ ہی رہجائے

الغرض چشم زدن مین میدان کارزار مین بوجہ تازہ ہوئے غم اپنے بھائی کے لاش حضرت عباس پر شیون کرنے لگے اور ادھر بوجہ تشریف بری حضرت امام حسینؑ خیمہ اطہر مین ہنگامہ حشر برپا تھا اور حق بجانب تھا کہ اب اہلبیت اطہار کی کوئی امید وآس باقی نہین رہی یہ حضرت عباس ہین نہ علی اکبر نہ قاسم پاس ہین نہ عون ومحمد سب شہید ہو چکے تھے کہ علی اصغر تک جان کھو چکے تھے بس ایک سبط رسول الثقلین ابا عبداللہ الحسین باقی تھے جنکی سلامتی کیواسطے تمام اہلبیت نے اپنی مایہ بضاعت لٹائی آخر کو پھر بھی جدائی کی گھڑی نظر آئی پس جسقدر نالہ و فریاد دل ناشاد سے نکلین بجا ہے روایت ہے کہ اس وقت خیمۂ اطہر مین بجز امام زین العابدینؑ بیمار و حضرت امام محمد باقرؑ اور پسر حضرت عباس علمدار اور حضرت عبداللہ کہ یہ سب صغیر السن تھے اور کوئی باقی نہ رہا تھا حالت گریہ اہلحرم دیکھکر یہ تینون بچے گھبراتے تھے کہ ناگاہ محمد پسر حضرت عباس **نظم**

اس حشر مین یہ مان سے لگا پوچھنے صغیر	اے امان جان رانڈونکی حالت ہے کیون تغیر
بولی گھرے ہین فوج مین شاہ فلک سریر	برسا رہے ہین اہل خطا بے خطا پہ تیر
آکر بچائے کون مددگار بھی نہین	اکبر بھی اب نہیں ہین علمدار بھی نہین

اے بیٹا سردار دارین سبط رسول الثقلین نرغۂ اہل جفا مین گھرے ہین نہ قاسم ہین نہ عون ومحمد ہین نہ عباس اسوجہ سے تمام اہلبیت روتے ہین **نظم**

یہ سُن کے اُس صغیر کو بس جوش آگیا	ترکش کہین تھا حضرت عباس کا دھرا
اُسمین سے ایک تیر محمد نے لے لیا	باندھا پھر اُسمین پھاڑ کے دامن قمیص کا
بولے کہ وارث دار ہین شیر الہ کے	بابا نہین تو ہم ہین علمدار شاہ کے
بولی بلائین لیکے یہ مان سوختہ جگر	آسان نہین ہے عہدہ عباس نامور

تم ہو جو حامل علم سید البشر	جاؤ سپاہ ظلم مین صدقے ہو شاہ پر
غل ہوگا جب کہ لاش پہ فریاد و آہ کا	تب ہم کہین گے تمکو علمدار شاہ کا

پس یہ سنکر اس صغیر پر غیرت طاری ہوئی بدن تھرتھرانے لگا اشک آنکھون مین بھر کر وہ مہ لقا مادر بزرگوار سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اے اماجان آپ ہمکو مرنے سے ڈراتی ہین سبحان اللہ کیا مین پوتا اسد واالجلال کا نہین ہون جسطرح میرے باپ نے وفا داری کی ہے مین بھی یونہین آقاے نامدار پر فدا ہو جاؤنگا آپ اسکو یاد رکھین بیت

جرار جو ہین وقت پہ جان اپنی کھوتے ہین	فرزند بادشا کے وفادار ہوتے ہین نظم
آیا سکینہ پاس یہ کہکر وہ رشک ماہ	نادک پہ ہاتھ رکھ کے یہ بولا بآشک و آہ
بابا ہوئے نثار شہ دین پناہ	جاتا ہون اب مین لیکے علم سوے رزمگاہ
حسرت یہ ہے کہ باپ کا عہدہ بھی پاؤن مین	چھوٹی سی اک مشک بھی دیدو تو جاؤن مین

جس وقت حضرت سکینہ نے یہ کلمہ سنا رو کر جواب دیا کہ اے بھائی مجھ سے ہرگز نہو گیا چچا کو مشک دیکر تو تمام کنبہ سے شرمندہ ہوئی پھوپھی اماں اور چچی جان میری طرف ہر وقت بچشم غضب دیکھتی ہین کہ عباس کو سکینہ کی پیاس نے شہید کرایا وہ شرم کیا تھوڑی ہے اب تو جان رہے یا جاے مین پانی کا نام بھی نہ لونگی بیت

طعنون کی بھی کیون کی سزاوار ہو گئی	اک بار مشک دے کے گنہگار ہو گئی

اگر آپ میدان کارزار مین جائین اور آپ کو کچھ جان نظر آئین تو میرے چچا سے عرض کرنا کہ سکینہ کو نہ رلاؤ اپنی مشتاق کے پاس جاؤ اسکی تقصیر الحرم سے بخشواؤ الغرض ہر چند اہل حرم روکتے تھے مگر کسی طرح وہ شاہزادہ نہ رکا اور سمت رزمگاہ کے روانہ ہو کر اس مقام پر پہونچا نظم

تیغین کھنچی ہوئین تھین عدو کی سپاہ مین	غل اقتلوا الحسین کا تھا رزمگاہ مین
بچے پہ جا پڑی شہ ذیجاہ کی نظر	آنسو بہا کے بولے کہ بیٹا چلے کدھر

لوگھر ہین جو دشت مین ہین جمع اہل شر
ایسا نہ ہو کہ تم پہ کرین ظلم بدسیر
بولا یہ خردسال کہ طالب ہین قبر کے
بڑھکر ہٹے بھی ہین کہین بچّے ہزبر کے

مشغول امان جان ہین وان اشک و آہ مین
بھیجا ہے ہمکو دے کے علم فوج شاہ مین
قاتل پدر کا ہوگا عدو کی سپاہ مین
لیوینگے اُس سے خون کا عوض رزمگاہ مین
بتلایئے نشان علیؑ کے نشان کا
لاشہ اُٹھانے آئے ہین ہم باباجان کا

شہ نے اشارہ کرکے سوئے تیر یہ کہا
یہ کیا ہے تم جو لائے ہواے میرے مہ لقا
بولا وہ ماہرو علم شاہ کربلا
قابل علم اُٹھانے کے یہ سن نہ تھا مرا
عباس کے شرف کا طلبگار ہے غلام
اصغر کا یا امام علمدار ہے غلام

ہوویگا یاد آپ کو اے سرور امم
لایا تھا جب کہ مشک یہان مین اسیر غم
کی تھی پدر نے مجکو وصیت بصد الم
جانا ہمارے بعد سوے لشکر ستم
صد سہو دل پہ بھول تو کیا جاؤنگا اُسے
بابا نے جو کہا تھا بجا لاؤنگا اُسے

کرتا تھا وہ تو شہ سے یہ تقریر دلپذیر
روتے تھے ہکی باتون پہ شاہ فلک سریر
مارا اُدھر سے بڑھ کے سہ پہلو کسی نے تیر
سینے پہ زخم کھا کے تڑپنے لگا صغیر
حالت ہوئی تباہ شہ دین پناہ کی
بچے کا دم نکل گیا گودی مین شاہ کی

میت لٹا کے خاک پہ روئے امام دین
تیغون کو تول تول کے آگے بڑھے لعین
تھا زخم دار نان سے سب جسم تا جبین
قبلہ کی سمت جھک گیا حیدر کا نازنین
طاعت بھی مومنو نہ خدا کی ادا ہوئی
سجدہ ہی مین حسین کی گردن جدا ہوئی

عباس تمکو اپنے محمد کا واسطا
آگا وزیر شاہ کو روضہ پہ تو بُلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب عبداللہ پسر امام حسن علیہ السلام

دشمن کو بھی نہ اپنی کمائی پہ یاس ہو	عسرت رہے پہ دولت اولاد پاس ہو

جناب صادق علیہ السلام سے کتب احادیث مین منقول ہے کہ جو مومن روئے مصیبت حسینؑ کی سُنکر اُسنے نیکی اور احسان کیا جناب فاطمہؑ زہرا سیدۂ نساء العالمین پر اور نیز احسان کیا اُس شخص نے جناب رسولخدا پر اور احسان کیا اُسنے علیؑ مرتضےٰ پر اور اس مومن نے ادا کئے حقوق اہلبیت رسولخدا کے کیون مومنین کیا مرتبہ ہے گریہ کنندگان مجلس عزا کا اگر تمام عمر انسان نیک اعمال کرے تو ہرگز برابر نہین ہوسکتے وہ اعمال برابر ایک قطرۂ اشک غم حسینؑ کے چنانچہ ایک روایت عرض کرتا ہون جس سے حال مراتب گریہ کنندگان معلوم ہو نظم

لکھتا ہے ایک راوی جبا نسوز سانحا	میّت جلا رہے تھے یہودان بے حیا
بہ قدرت خدا سے وہ مُردہ نہ جلتا تھا	ناگہ وہان پہ زین عبا کا گذر ہوا
جب وارث خلیل کی وان بار ہوگئی	فیض قدم سے آگ وہ گلزار ہوگئی
پوچھا سبب نہ جلنے کا شہ نے تو بولے سب	حیران شکل آئنہ ہم خود ہین اسمین اب
گویا ہوے یہ مردہ سے تب سرور عرب	تو خود زبان حال سے کر شرح کیا سبب
اُٹھتے ہین شعلے تم پہ نہین آنچ آتی ہے	کیا وجہ آگ کیون نہین تمکو جلاتی ہے

معجز نما کے لال نے جس وقت یہ کہا
اکبار آنکھیں کھول کے مُردہ یہ بول اُٹھا
کیا پوچھتے ہو حال مرا یا سوختہ ہوا
رویا تھا ایک دن میں پئے شاہ کربلا
[illegible] عنایت خدا سے یہ منہ میں ... ہوئے
آنسو وہی ہیں گرد احاطہ کئے ہوئے
قربان رحمت پسر شاہ لافتا
گو آگ شعلہ زن ہے نہ ہے شان کبریا
پر رونگٹا جلا سکے میرا مجال کیا
شہ نے کہا وہاں تجھے معلوم ہوئیگا
آنسو یہ آبرو [illegible] اُس دن بڑھائینگے
یہ آگ کیا ہے نار جہنم بجھائینگے

اور وہ روایت مومنین نے اکثر سُنی ہوگی کہ ایک یہودی نے اپنی ہمسایہ مومنہ کا چولھا چھوتا تھا جبکہ وہ مومنہ مصروف عزاداری تھی اور اس اعانت کے سبب سے وہ یہودیہ بھی محفوظ عذاب سے رہی سبحان اللہ مومنین کی عزت و شرف ہے آپ لوگوں کا کہ مجلس عزا میں صعوبات اُٹھا کر آئے اور خود اس مظلوم کے مصائب پر رونے کو آمادہ ہوئے قدر اللہ نا کر خیال کرتا ہے کہ جب اس یہودیہ کا یہ پاس و لحاظ تمہارے آقا کو ہو بس تمہاری خاطر داری اور مراتب کا حال میں نہیں لکھ سکتا کہ کیا ہوگا اب کمترین عرض کرتا ہے کہ جس کام کیواسطے آپ آتے ہیں اسمیں مصروف ہوں۔ روایت ہے کہ جب روز عاشورہ تمام یار و انصار و بھائی و پسر امام مظلوم کے شہید ہو چکے اُسوقت تمہارے مولا یکہ و تنہا تشنہ و گرسنہ میدان کارزار میں کھڑے تھے اور فوج اشقیا جوق جوق محاصرہ کیے ہوئے کھڑی تھی نظم

کوئی نہ تھا اجل کے سوا اس ولی کے پاس
دشمن چھ لاکھ اور تن تنہا وہ حق شناس
وہ بیکسی وہ عالم غربت وہ غم وہ یاس
وہ دکھ وہ سوز قلب وہ داغ جگر وہ پیاس
صحرا پہ تھی نگاہ کبھی گاہ نہر پر
نرغہ تھا موروں کا سلیمان دہر پر
تکتے سامنے کلیجے کے ٹکڑے جو خون میں تر
روتے تھے بار بار لہو شاہ بحر و بر
ٹوٹا ہوا تھا بازوئے پر نور سر بسر
خم ہو گئی تھی صدمۂ جانکاہ سے کمر
ریش سپید سرخ تھی [illegible] ملال سے
سید جدا ہوا نہ جاتا تھا زہرا کے لال سے

لب خشک دھوپ سے عرق افشان جبین پاک	دامان و آستین پہ لہو گیسوؤن پہ خاک
جان حزین فراق مین بھائی کے دردناک	غم مین جوان پسر کے گریبان تھا چاک چاک
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور تھا	طاقت نہ قلب مین تھی نہ آنکھون مین نور تھا

اور فوج اشقیا کے جوان دیر نہر فرات سے سیراب اور حسین مظلوم کو دیکھکر وہ ملعون خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اے حسینؑ اب تو کوئی یار و مددگار باقی نہین رہا اب بھی بیعت قبول کرو اسوقت امام عالیمقام فرماتے تھے کہ اے گروہ مجھ سے اُمید بیعت رکھنا فضول ہے مین لخت جگر رسول ہون مین تمھارے حاکم فاسق فاجر کی بیعت کیونکر قبول کرون نظم

اب جلد سر کٹے کہ ہے دل زندگی سے سیر	پیارون کے ہجر مین ہین دشوار ہے یہ دیر
سوتا ہے جلتی ریتی پہ عباس میرا شیر	ہے گرم کنکرون سے تن قاسم دلیر
میدان کی دھوپ پڑتی ہو اکبر کی لاش پر	رومال تک نہین علی اصغر کی لاش پر
روتے تھے دردِ دل سے یہ کہکر شہِ امم	منھ پیٹتے تھے خیمۂ عصمت مین سب حرم
کفار بڑھتے آتے تھے کعبہ پہ دمبدم	چھائی تھی یہ گھٹا کہ کھلے تھے سیہ علم
تاکید کوفیون کی یہ تھی فوج شام پر	برساؤ تیر پانی کے بدلے امام پر
چلا رہا تھا شمر کہ ہان برچھیان لگاؤ	سبط نبی کی تشنہ لبی پر نہ رحم کھاؤ
ڈیوڑھی پہ وہ حسینؑ اکیلے کھڑے ہین جاؤ	سولہ پہر کے پیاسے کا ریتی پہ خون بہاؤ
سر پیٹتے وہ فاطمہ زہرا کی جانی کو	مارو بہن کے سامنے تلوارین بھائی کو
اب ڈر ہے کیا کہ خویش و برادر گذر گئے	تیغون مین جو سپر تھے وہ صفدر گذر گئے
دل جن سے تھا قوی وہ دلاور گذر گئے	قاسم گذر گئے علی اکبر گذر گئے
چھوڑا نمازیون نے شہ تشنہ کام کو	بس اب کوئی نہین جو بچالے امام کو
کہتا تھا شبث سبط پیمبر کو گھیر لو	چارون طرف سے خیمۂ اطہر کو گھیر لو
سب ملکے ابن فاتح خیبر کو گھیر لو	نیزے اُٹھا اُٹھا کے دلاور کو گھیر لو

مہلت نہ دو دعا کی امام دلیر کو ۔۔۔ جیتا پکڑ لو شیر الٰہی کے شیر کو
اور اہل نار کرتے تھے آپس مین یہ کلام ۔۔۔ جا کر عقب سے پھونکدو شبیر کے خیام
مرجائین گھٹ کے خیمہ مین اطفال تشنہ کام ۔۔۔ جلجائین گھر کے آگ مین سیدانیان تمام
بیکس پسر یہ باپ کے آگے ستم کرو ۔۔۔ عابد کا سر بھی تیغ دو دم سے قلم کرو
کہتا تھا سب سے یہ پسر سعد بدخصال ۔۔۔ یارو حسینؑ ہے اسد کبریا کا لال
اسکا جلال ہے بجد اقہر ذوالجلال ۔۔۔ ہاتھ آئے وہ کسی کے یہ سب خام ہی خیال
ایسا ہنر بر فوج مین زندہ اسیر ہو ۔۔۔ دیکھا نہین کہ شیر درندہ اسیر ہو

ہنوز اہل شر یہ گفتگو کرتے تھے اور شاہ بحر و بر یکہ و تنہا کھڑے تھے یہ حال اہل حرم دروازۂ خیمہ سے دیکھکر داڑھین مار مار کر روتے تھے اور کبھی مدینہ کی طرف اور کبھی نجف کی سمت فریاد کرتے تھے کہ یا رسول اللہ یا مرتضےٰ مدد کرو اپنے فرزند کی کیا حال عرض کرون ہر ایک بی بی غم کی ماری سر دھنتی تھی سینہ کوٹتی تھی **نظم**

زانو پہ سر رکھے کوئی روتی تھی زار زار ۔۔۔ بسمل کی طرح لوٹتی تھی کوئی سوگوار
منھ ڈھانپے مین کرتی تھی کوئی جگر فگار ۔۔۔ پڑھتی تھی کوئی نوحۂ جانسوز بار بار
برپا تھا شور بیبیون کے شور و شین سے ۔۔۔ گھر ہوگیا تھا مجلس ماتم حسینؑ سے

الغرض جناب امام حسینؑ یہ حال دیکھکر خیمۂ اطہر مین آتے اور ہر ایک بی بی کو تسلّی و تشفّی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ صبر کا مقام ہے **بیت**

فرماتے تھے حق ہے دل پر ملال کو ۔۔۔ دے صبر اے کریم محمدؐ کی آل کو

اور زینب سے فرماتے تھے کہ اے بہن رونے اور سر پیٹنے سے کیا فائدہ ہے مین اپنے نانا رسول خدا اور پدر بزرگوار علی مرتضےٰ اور برادر نامدار حسن مجتبیٰ سے تو افضل نہین ہون لیکن آپ کو صبر درکار ہے جیسا کہ مفارقت مین ان بزرگوارون کی کیا بجواب ارشاد امام عالیمقام **نظم**

زینب نے عرض کی کہ بجا ہے یہ سب کلام ۔۔۔ پر کیونکر اپنے دل کو مین سمجھاؤن یا امام

انصاف کیجئے یہ بکا کا نہیں مقام — کس گھر پہ ایک دن مین ہوا تھا یہ قتل عام
چشمون سے جوے اشک نہ کیونکر رواں رہے — بچے رہے نہ پیر رہے نے جوان رہے
نکلے تھے گھر سے چار جنازے نہ ایک بار — تھا میرے سر پہ ایک کے بعد ایک تمغا
اب تو فقط ہین آپ ہی یا شاہ نامدار — نانا کے ماں کے باپ کے بھائی کے یادگار
اولاد قتل ہو گئی ماں باپ اُٹھ گئے — پھر کون سرپرست ہے جب آپ اُٹھ گئے
دنیا مین مجھ سا کوئی نہوویگا سخت جان — مجکو اجل بھی بھول گئی یا شہ زمان
دُنیا سے اُٹھ گیا علی اکبر سا نوجوان — ابتک جہان مین جیتی ہے یہ پیر ناتوان
سب میری عمر آہ و بکا مین گذر گئی — اماں کا گھر اُجڑ گیا اور مین نہ مر گئی
بابا نے ماں نے بھائی نے ہنگام احتضار — حضرت سے یہ کہا تھا کہ زینب سے ہوشیار
شبیر ہے حوالے تمھارے یہ سوگوار — اب مجکو سونپتے ہین کسے شاہ نامدار
اماں جو کہہ گئی ہین اُسے یاد کیجئے — کچھ تو بہن کے باب مین ارشاد کیجئے
بیٹھون کہان جو فوج ستم لوٹنے کو آئے — اتنا تو ہو کوئی کہ یہ کہنے ردا بچائے
اُلٹے مرے نصیب بڑھاپے مین ہائے ہائے — اماں کو آج ڈھونڈھ کے زینب کہان سے لائے
چادر اُڑھائے کون جو یان ننگے سر پھرون — قسمت مین یہ لکھا ہے کہ مین در بدر پھرون

پس بجواب گزارش حضرت زینب جناب امام حسینؑ نے کلمات تشفی و یکر فرمایا کہ راہ خدا مین اسیری باعث افتخار ہے نہ جاے اضطرار اُس خالق کون و مکان کی ذات راحم و ستار ہے اب مین اُسکو سپرد کرتا ہون جو کل کا مختار ہے یہ کہکر فرمایا نظم

لو الوداع جا کے بس اب ہم نہ آئین گے — اس تین دن کی پیاس مین تلوارین کھائینگے
سر دیکے عاصیون کی خطا بخشوائینگے — اب بعد عصر نانا کی خدمت مین جائینگے
ہشیار رہنے جو مرے نازون کے پالے ہین — زینب یہ سب یتیم تمھارے حوالے ہین
شب کو جو مجکو ڈھونڈھ کے روئے سکینہ جان — زینب خدا کے واسطے تم رکھنا اُسکا دھیان

لو بیبیو کریم تمھارا نگاہبان ۔۔۔ لو بانو آؤ ہوتا ہے رخصت یہ میہمان
اکبر اکدھر ہے دلبر زہراؑ کو دیکھ لے ۔۔۔ سجاد کو جگا دو کہ بابا کو دیکھ لے

یہ فرماکر جناب زین العابدین کے پاس تشریف لائے اور تمام آداب امامت تعلیم فرماکر حکم واسطے صبر کے دیا اور فرمایا کہ اے بیٹا تمھارا جہاد یہی ہے کہ طوق و زنجیر پہنو الغرض اس فرزند امام نے تمام وصیت اپنے پدر بزرگوار کی سُنکر اقرار بجا آوری کا کیا اور جناب امام حسینؑ اہل بیت سے رخصت ہوتے وقت اسطرح فرماتے تھے نظم

لو الوداع موت ہمین لینے آئی ہے ۔۔۔ اب ہمسے تمسے تا بہ قیامت جُدائی ہے
تنہائی مین چھ لاکھ کی ہم پر چڑھائی ہے ۔۔۔ آفت کا معرکہ ہے غضب کی لڑائی ہے
اک جان کے لئے ادھر انبوہ خلق ہے ۔۔۔ خنجر ہزار تیز ہین اور ایک حلق ہے
لو بیبیو بچھڑتا ہے تم سے یہ میہمان ۔۔۔ خیمے سے ننگے سر نہ نکلیو رہے یہ دھیان
لو شاہ بانو خالق اکبر نگاہبان ۔۔۔ لو اب پدر کی چھاتی سے لپٹو سکینہ جان
ڈھونڈھو گی عمر بھر تو یہ سینہ نہ پاؤ گی ۔۔۔ بابا کو تا بہ حشر سکینہ نہ پاؤ گی

بس یہ کہکر آپ روانہ طرف میدان کارزار ہوے اثنائے راہ مین نظم

حضرت نے سامنے جو کیا اس گھڑی خیال ۔۔۔ دیکھا کہ روتے جاتے ہین محبوب ذوالجلال
مڑکر جو دیکھا عقب جو نظر کی بصد ملال ۔۔۔ دیکھا بتولؑ آتی ہین بکھرائے سر کے بال
جنت سیاہ بر ہین ہے اور لب پہ نالے ہین ۔۔۔ دو حورین دونون دست مبارک سنبھالے ہین
دہنی طرف جو مُڑکے لگے دیکھنے امام ۔۔۔ ختم ہو گیا جنود ملائک سے لئے سلام
بائین طرف پھری جو نگاہ شہ انام ۔۔۔ مجرے کو تھم کے لشکر جن جھک گیا تمام
اقبال کہتا جاتا تھا سب سے بڑھے چلو ۔۔۔ باہم ملاحظے سے ادب سے بڑھے چلو
حضرت سے عرض کرتے تھے قدسی یہ بار بار ۔۔۔ دے حکم جنگ اے خلف شیر کردگار
ہو جائین آج ہم بھی تری راہ مین نثار ۔۔۔ فرماتے تھے یہ امر ہے خاطر کو ناگوار

پڑھنے دو غول فوج ضلالت شعار کے　　خوایان ہین ہم فقط مدد کردگار کے
کس زیست پر ہین بدون تمھین کیف کارزار　　اک دم مین اب یہ حق ہے اور تیغ آبدار
گھبرا رہی ہے خلد مین جانے کو جان زار　　مرنے کی آرزو ہے اجل کا ہے انتظار
زینب کی اب نکلنے کی ساعت قریب ہے　　رخصت ہو تم کہ وقت شہادت قریب ہے
فرماکے یہ بدل گئے تیور جناب کے　　جولان کیا سمند کو رانون مین داب کے
قربان حسینؑ سبط رسالت مآب کے　　منھ پر ہوائیان سی چھٹین آفتاب کے
جنگل قدم کے فیض سے شاداب ہو گیا　　پرتو سے رخ کے دن شب مہتاب ہو گیا

پس جسوقت جناب امام حسینؑ بمقابل لشکر کفار نابکار تشریف لائے اسوقت تمام اشقیا نے پھر محاصرہ کیا اور وار تیر و نیزہ و شمشیر جملہ شمر پر کرنے لگے اور جب آپ کو بوجہ کثرت جراحت تاب قیام زین پر ذوالجناح کے نہ رہی اور بوجہ شدائد جراحت زمین پر آئے نظم

لشکر مین غل ہوا کہ زمین پر گرے حسینؑ　　یان عرش کو ہلانے لگے بیبیون کے بین
اک شور تھا کہ ہائے محمدؐ کے نور عین　　کیونکر زمین گرم پہ آئے گا تجھ کو چین
سب منزلت مین آگ لگی ہے زمانے کو　　بھیجین کسے حرم ترا لاشہ اٹھانے کو
ہے ہے کسے مدد کو پکارین یہ سوگوار　　اسوقت مین نہ دوست نہ کوئی ہے غمگسار
سجاد ہے تو غش مین پڑا ہے وہ دلفگار　　اے جان فاطمہ تری تنہائی کے نثار
لٹتا ہے گھر سرون پہ نہ کیون خاک اڑائین ہم　　قدمون پہ آنکھیں ملنے کو کس طرح آئین ہم

جس وقت اہل بیت اطہار نے بیتاب ہو کر یہ نالہ و شیون برپا کیا اس وقت جو معصوم کہ خیمے مین تھے گھبرا کر باہر نکل آئے اور حضرت سکینہ سر پیٹتی تھین کہ میرے بابا پر جفا ہوتی مین کوئی بچہ کہتا تھا کہ چچا جان نرغۂ اعدا مین مجروح پڑے ہین الغرض اسوقت سب معصومون کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار تھی نظم

لکھتا ہے اب یہ راوی غمگین وہان کا حال　　ہمراہ تھا سکینہ کے چھوٹا حسن کا لال

سنکر صداے بانوے شبیر خوش خصال
نکلا تڑپ کے خیمے سے باہر وہ خرد سال

گھبرا کے بنت فاطمہ مضطر نکل پڑی
بیٹے کے ساتھ وان بھی کھلے سر نکل پڑی

تصویر اس صغیر کی کھینچے اگر قلم
پتھر جاے ہو کلیجہ پہ شمشیر درد و غم

نو دس برس کا ہیگا ابھی تو وہ ذی حشم
ہیے پہل پیلا ہے ہوے شکر ستم

پیک اجل کے ہاتھ مین بچے کا ہاتھ ہے
سایہ کی طرح روح حسن ساتھ ساتھ ہے

ماتھا ضیاے آئنہ مہ سے ہے سرفراز
دونون بھوین ملی ہوئی پلکون سے صف دراز

چشم سیاہ نرگس بستان حسن ناز
مجملی ہے نور دیدۂ شاہنشہ حجاز

عارض مین ہے یہ ضو کہ ستارے بھی ماند ہین
دن کو تو آفتاب ہین راتون کو چاند ہین

دو پھول نسترن کے ہین رخسار نازنین
تھی جسکی رنگ و بو پہ فدا جان شاہ دین

لب سرخ سرخ لعل یمن کے ہین دو نگین
اور پیارے پیارے دانت ہین سلک ثمین

ملتی ہے شان کشتۂ الماس شان مین
بندا چمک رہا ہے زمرد کا کان مین

چھوٹا ابھی ہے قد پہ ہین گیسو بڑے بڑے
گردن مین چند طوق بھی سنت کے ہین پڑے

ہیکل گلے مین پہنے ہے ہاتھون مین ہین کڑے
سر پیٹتے ہین ڈیوڑھی پہ اہل حرم کھڑے

ڈر ہے کہ کوئی تیر نہ لگ جائے آن کے
لالے پڑے ہین رانڈون کو اس گل کی جان کے

پس جسوقت کہ حضرت عبداللہ بقصد میدان کارزار واسطے حاضری خدمت عم بزرگوار خیمہ سے باہر نکلے اور آپ کی والدۂ بزرگوار بیتاب ہو کر نکل آئی تھین اس معصوم کو پکڑ کر ہر چند سمجھاتی تھین کہ براے خدا مجھ پر ملال کو ملال نہ دے ہنوز غم قاسم مین اشک نہین تھما کہ تو مرنے چلا میرے بڑھاپے پہ رحم کھا بھاوج کے رنڈاپے پر نظر کر تیرے جانے سے تمام گھر بیچین ہے اے عبداللہ نظم

غربت مین تم بغیر ہمارا نہین کوئی
مجھ رانڈ کا اب اور سہارا نہین کوئی

کہتا تھا وہ کہ دل سے اٹھا دو ہماری آس
خون جوش مین ہے اب نہین مجھکو کسی کا پاس

میدان میں قتل ہوتے ہیں عموے حق شناس
زیبا ہمارے تن پہ ہے امّاں پھٹا لباس

اب بے پدر میں بھی خاک ہے جینا بھی خاک ہے
تیغوں سے وان چچا کا بدن چاک چاک ہے

بتلاؤ زندہ رہ کے کسے منہ دکھائینگے
تم مر بھی جاؤ گی تو نہ ہم گھر میں آئینگے

قاسم کی طرح برچھیاں سینہ پہ کھائیں گے
پیاسے تڑپ تڑپ کے لہو میں نہائینگے

اب لطف زندگی نہیں دنیاے زشت میں
اصغر کے پاس جائینگے ہم بھی بہشت میں

جسدم یہ فرماکر وہ غیرت قمر لخت جگر شبر عازم میدان ہونے لگا حضرت زینبؑ نے سر پیٹ لیا مادر بزرگوار نے بال پریشان کر دیے حضرت کلثوم اور کبریٰ نے اپنا حال غیر کیا عباس کی زوجہ نے کلیجہ پکڑ لیا جب اہل حرم کو فضہ نے پریشان دیکھا خیمہ سے نکل کر حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ میں آپ کی مادر بزرگوار کے دیدیا پس اسوقت نظم

بولا مچل کے ماں سے وہ بچہ بچشم تر
چھوڑو خدا کے واسطے پھٹتا ہے اب جگر

خنجر سے کٹ نہ جائے کہیں وان چچا کا سر
کہتی ہے رو کے ماں یہ میں صدقے چلو تو گھر

ساتھ اپنے لیلو حربۂ جنگ وجدال بھی
چھوٹی سی دونگی تیغ بھی چھوٹی سی ڈھال بھی

تیغیں علم کرینگے جو حضرت پہ اہل شام
وار اُنپہ تم بھی کیجیو لیکر علی کا نام

کہتا تھا سر ہلا کے یہ ماں سے وہ تشنہ کام
کچھ ڈھال سے غرض ہے نہ ہے تیغ سے کام

تیغوں کے نیچے اپنا گلا دھرنے جاتے ہیں
ہم تو چچا پہ سینہ سپر کرنے جاتے ہیں

نرغہ میں قاتلوں کے اکیلے ہیں وانپہ شاہ
اور تم لپٹ لپٹ کے ہمیں روکتی ہو واہ

بازو پکڑ کے ماں نے کہا تب باشک و آہ
اچھا مجھے بھی لیتے چلو سوے قتل گاہ

جا کر پھرونگی گرد شہ مشرقین کے
تلواریں میں بھی کھاؤنگی بدلے حسینؑ کے

جب کچھ نہ بس چلا تو حسن کا وہ دلربا
اُن ننھے ننھے ہاتھوں سے سر پیٹنے لگا

شبّیر نے دی صدا نہ رُکے گا یہ مہ لقا
ہونے دو تم اسے بھی مرے بھائی پر فدا

نرغہ ہے آج فاطمہؑ کے نور عین پر
دونوں حسنؑ کے لال تصدق حسینؑ پر

پس جسوقت زوجۂ امام حسنؑ نے آواز شہید سمؑ سُنی وہ اسیر غم نادم ہوکر کہنے لگی کہ اے حبیبو اب اسکا روکنا مناسب نہین ہے کیونکہ اسکے پدر بزرگوار باشتیاق دیدار اس مہ لقا کے تشریف لائے ہین اور مجکو منع فرماتے ہین کہ عبداللہ کو مت روک اور حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ اے بیٹا میری خطا کو معاف کرو باباسے سفارش عفو تقصیر کرنا خدا حافظ ہے رن کو روانہ ہو چچا پر جان نثار کرولے مہ لقا حسنؑ سبز قبا تیرے لینے کو آئے ہین اگر خدمت پدر بزرگوار مین میرا قاسم گلعذار ملجاوے تو میری طرف سے پیام دینا کہ یہ جگر فگار مع کبرے سوگوار کے تیرے فراق مین بیقرار ہے تمکو پردیس مین دغا دینا لازم نہ تھا الغرض یہ کلمات سُنتا ہوا وہ نور نظر پارہ جگر پا پیادہ طرف مقتل کے روانہ ہوکر بخدمت عم بزرگوار آداب بجالایا اور رو کہا بیت

گھیرے ہین اہل ظلم شہ مشرقین کو ‌ کوئی نہین جو آکے بچا لے حسینؑ کو
لپٹا وہ طفل ہائے چچا جان کہہ کے جب ‌ رو رو کے ہاتھ ملنے لگے شاہ تشنہ لب
فرمایا ہم تو ذبح کوئی دم مین ہونگے اب ‌ ان آفتون مین تم بھی چھٹے مان سے ہو غضب
اصغر کے بعد رنج والم سے فراغ تھا ‌ قسمت مین وقت مرگ تمہارا بھی داغ تھا
حضرت سے رو کے کہنے لگا تب وہ خورد سال ‌ اے عمو جان آپ کا یہ کیا ہوا ہے حال
تیغون سے جسم ٹکڑے ہی ٹکڑے ہین خون سے لال ‌ خیمہ مین اُٹھ کے چلئے بس اب ہے خدا ذوالجلال
رو رو کے اپنے سر پہ چچی خاک اُڑاتی ہین ‌ خیمہ سے ننگے پانٔون پھوپھی نکلی آتی ہین
اُلٹی پڑی ہے مسند شاہنشہ زمن ‌ اُٹھ اُٹھ کے تپ مین گرتے ہین بیمار خستہ تن
تھرانا بیٹھتی ہے بڑے بھائی کی دلھن ‌ بسمل سی لوٹتی ہے سکینہ مری بہن
کہتی ہے شکل دیکھونگی زہرا کے جائے کی ‌ سُن لیجئے آرہی ہے صدا ہائے ہائے کی
آنکھون مین اشک بھر کے یہ بولے شہ امم ‌ بیٹا اُٹھین گے حشر کو اب اس زمین سے ہم
دیکھو علم ہین چار طرف خنجر ستم ‌ مہلت کہان چلین جو سوئے خیمہ حرم

مقتل کی خاک پکڑے ہے دامان حسینؑ کا
ہے پنجۂ اجل مین گریبان حسینؑ کا

حضرت یہ کہتے تھے کہ بڑھے قتل کو لعین
خنجر کوئی لئے ہوئے اور کوئی تیغ کین
بولا یہ شہ کی گود سے اٹھکر وہ مہ جبین
پھر چند انہ آؤ قریب امام دین

زخمی تو ہین پھر اور جفا کیا ضرور ہے
سارا مرے چچا کا بدن چور چور ہے

اے ظالمو نہ سید لولاک کو رلاؤ
خاتون حشر ننگے سر آئی ہین یان سے جاؤ
بیکس پہ بیوطن پہ مسافر پہ رحم کھاؤ
حاضر ہون انکے بدلے مجھے برچھیان لگاؤ

ہر عضو تن پہ ظلم کی تلوار پھیر دو
میرے گلے پہ خنجر خونخوار پھیر دو

سُنتے تھے کب یتیم کی زاری وہ نابکار
چلنے لگے جون ہی تن بیکس پہ انکے وار
تلوار مارنے جو لگا اک ستم شعار
ہاتھ اُسنے رکھدیے سر سرور پہ ایکبار

کیون آسمان نہ ٹوٹ پڑا کٹ کے خاک پر
بچے کے دونون ہاتھ گرے کٹ کے خاک پر

زخمی کلائیون سے جو بہنے لگا لہو
گر کر چچا کی گود مین تڑپا وہ ماہرو
ہاتھون سے پیٹنے لگے سر شاہ نیک خو
چلہ کمان کر کے بڑھا شیث کینہ جو

مارا وہ تیر ظلم کہ بچہ دہل گیا
پیکان گلے کو توڑ کے باہر نکل گیا

آنکھین پھرائین اسنے گلے مین رکا جو دم
باہین تڑپ کے خاک پہ پھیلا دیئے قدم
ہچکی جو آئی مر گیا معصوم بے ستم
منھ اُسکے منھ پہ رکھ کے پکارے شہ اُمم

باتین بھی کچھ چچا سے نہ کین ہاتھ جوڑ کے
تنہا چلے گئے ہمین جنگل مین چھوڑ کے

اے لال مان تڑپتی ہے لو اٹھ کے گھر مین جاؤ
خون مین بھرے ہوئے یہ کٹے ہاتھ اسے دکھاؤ
کرتے کی آستین کو مرجان چڑھا کے آؤ
تلوار پھر لگاتے ہین ظالم ہمین بچاؤ

آنکھین پھرائے سوتے ہو کیا منھ ادھر کرو
پھر ننھے ننھے ہاتھ چچا پہ سپر کرو

عبداللہ صغیر کے صدقے میں یا حسنؑ
جاتے رہین وزیر کے سارے غم و محن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس بذکر حالات شب شہادت و رخصت امام حسینؑ از اہل بیت برائے جنگ الوداع

شب قتل حسینؑ بے گناہ است | فلک سرگشتہ و عالم سیاہ است
سر پیٹو مومنو یہ بکا کا مقام ہے | اب رخصت حسین علیہ السلام ہے

اور جناب مخبر صادق فرماتے ہین کہ روز قیامت عجیب ہولناک روز ہوگا کہ آنکھین سب خلائق کی گریان ہونگی لیکن صاحب اُس چشم کا کہ روئی ہوگی مصیبت امام مظلوم مین بادیدۂ خندان داخل جنت ہوگا اور اے چشم گریان کمی مت کر رونے مین اوپر شہید ظلم کے کہ جسکا جسد مبارک چالیس شبانہ روز بخاک و خون غلطان ریگ گرم پر پڑا رہا احادیث مین وارد ہے کہ جب دشت کربلا مین شام عاشورہ کو فوج اشقیا سے نسبت صلح یا مہلت کے جواب صاف ملا اور لڑائی ٹھہر گئی تو جناب امام مظلوم بخیال عترت اطہار سر بگریبان مغموم حرم محترم مین تشریف لائے چونکہ جناب زینب اپنے برادر عالی مقدار کی عاشق زار تھین اس سبب سے در خیمہ پر بانتظار آمد امام کھڑی تھین نظم

پوچھا زینب نے کہ کیا اے مرے بھائی ٹھہری | شہ نے فرمایا بہن تمسے جدائی ٹھہری
صبح عاشورِ محرم کو لڑائی ٹھہری | چاہا سب کچھ یہ نہ اعدا سے صفائی ٹھہری
آج پیارون کی ملاقات غنیمت جانو | اے بہن وصل کی یہ رات غنیمت جانو

پس حضرات کیا بیان ہو حقیقت اس شب کی شب فردائے قیامت اُسکے سامنے سرگریبان ندامت ہے میدان کربلا مین ایک ہُو کا عالم تھا جنگل اُداس چرند پرند جو اس فلک زمین پر جُھکا آتا تھا اور سینہ زمین کا پھٹا جاتا تھا کہ کاش صُبح کی نوبت نہ آوے اور ساری خاک پانی ہو کر بہ جاوے کہ ساتوین محرم سے اہل بیت طاہرین پر فرق آب ہے آواز العطش اطفلان صغیر سن سے دل سُننے والون کے بیتاب تھے تا آنکہ اُس شب کو امام حسینؑ نے تمامی انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ تمھین معلوم ہوا کہ مین کس بلائے عظیم مین گھر گیا ہون اور زمانہ مجھسے پھر گیا مگر یہ قوم بجز میری جان کے اور کسی کی دشمن نہین ہے پس مین تم سب کو بخوشی چلے جانے کی اجازت دیتا ہون صرف میرے ہی لئے جو کچھ ہونا ہے ہوگا سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ اے مولا واللہ ہمسے یہ ہرگز نہ ہوگا تب فرمایا حضرت نے کہ صبح تم سب مارے جاؤگے اور کوئی نہ بچیگا عرض کی سب نے خوشا حال ہمارا کہ ہم فرزند رسول پر نثار ہون پس حضرت نے دعائے خیر دیکر فرمایا کہ یہ شب اگرچہ ہولناک کمال ہے و پُر از اندوہ ہے لیکن لیلۃ القدر سے کم نہین ہے اور ہم سب کے لیے آج کی شب شب معراج ہے پس ہم سب کو لازم ہے کہ تمام رات تسبیح و تہلیل رب جلیل مین بسر کرین یہ فرماکر آپ ساکت ہوے اور دست راست کو تکیہ فرماکر فرش زمین پر لیٹ گئے اور غنودگی طاری ہوئی پھر دفعۃً آپ مغموم اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ مین نے ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ چند سگہائے ناپاک مجھ پر حملہ کرتے ہین اور خصوصاً [illegible] ابلق رنگ زیادہ تر حملہ کرتا ہے مجھکو گمان ہے کہ قاتل میرا مبروص ہوگا اور دیکھا مین نے کہ جد بزرگوار میرے مع فوج ملائکہ و ارواح انبیا تشریف لائے ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ اے فرزند دلبند و اے مظلوم سب انبیا و اولیا و مقربان ملاء اعلےٰ تیرے استقبال کو آئے ہین اور تیری روح مطہر کے منتظر ہین پس جو ہین اس لفظ تک حضرت پہونچے تمام اقربا و انصار دھاڑین مار کر رونے لگے اور حرم محترم مین جب آواز گریہ و بکا کی پہونچی تو حشر بپا ہو گیا اسوقت ہر بی بی کی زبان پر یہ شعر جاری تھا شعر

ے صبح رُو سیہ بچہ تو می شوی سفید
فردا حسین تشنہ جگری شود شہید

اور یہ حالت تھی کہ ایک طرف بانو حجلہ نشین کے سیلاب خون آنکھون سے روان اور کوئی سکتے مین خاموش تھی بچے سہمے ہوے آغوش مادر مین گریان غرضکہ تمام شب عجیب مصیبت و الم و انواع اذیت و غم اہل بیت پر طاری رہا **نظم**

جب تھوڑی رات قتل کی میدان مین رہگئی
اور الفراق آکے قضا سب سے کہہ گئی
ہمشیر شاہ کی جو فلک پر نگہ گئی
ندی لہو کی دیدۂ گریان سے بہ گئی
جون جون گھڑی جُدائی کی نزدیک ہوتی تھی
مُنھ ڈھانپ ڈھانپ زینب دلگیر روتی تھی

اور اسقدر زار زار مثل ابر نو بہار بیتاب ہوکر روئی کہ غش آگیا اور دیر تک سکتہ کا سا عالم رہا کہ ناگاہ اسی خواب بیہوشی مین **نظم**

دیکھتی کیا ہے کہ اک صاحب عصمت بی بی
رن کے میدان مین سر پیٹتی روتی ہے کھڑی
جھاڑتی خاک پڑی پھرتی ہے اس جنگل کی
آستین سے کبھی دامان سے پلکون سے کبھی
اپنے بالون سے بُہارے ہے زمین کرکے یہ بین
کل اسی خاک پہ سوویگا مرا ہاے حسین

آہ آہ اسی عالم خواب مین **نظم**

جب سُنی زینب بیکس نے یہ آہ و زاری
رو اُٹھی خواب مین بیچین ہوئی بیکبا سی
پھر لگی پوچھنے رو رو کے کہ اے دکھیاری
مُجھسی کچھ تو بھی نظر آتی ہے غم کی ماری
کیا ترا نام ہے اور کس لیے چلاتی ہے
تیرے رونے سے مری چھاتی پھٹی جاتی ہے
بولی کیا پوچھتی ہے نام تو گمنامون کا
داغ فرزند سے جلتا ہے کلیجہ میرا
باغ جنت سے ہے یہ داغ مجھے لے آیا
مان ہون شبیر کی مین نام مرا ہے زہرا
کیا نہین جانتی زینب تری مادر ہون مین
زوجۂ شیر خدا بنت پیمبر ہون مین
جب [illegible] دشت مین آیا ہی مرا نور العین
مین بھی جنت سے چلی آئی ہون ہوکر بیچین
[illegible] علیؑ اور [illegible] الثقلینؑ
لب پہ ہے ورد زبان صبح و مسا ہاے حسینؑ

زینب اُٹھ بیٹھو خبر لے کہ قیامت آئی	شب اندوہ گئی صبح شہادت آئی
زینب اس واقعہ کو دیکھ بہت گھبرائی	ناگہان چونک پڑی خواب سے اور چلّائی
لب پہ فریاد تھی اور ہائے حسینا بھائی	کوس رحلت کی صدا کان مین ناگہ آئی
غل تھا لڑنے کو شہنشاہ زمن جاتے ہین	گھر مین رخصت کے لئے سبط نبی آتے ہین

الغرض جس وقت امام مظلوم قبل صبح داخل خیمۂ اطہر ہوئے اور حضرت زینب کو دیکھا کہ چہرہ زرد ہے دل مین درد ہے آنکھین اشکبار دل بیقرار روتی ہین حضرت بھی قریب زینب کے کھڑے ہوکر رونے لگے جناب زینب نے جو ہین دامن اپنے رخ گریبان سے اور گریہ اپنے بھائی کی سُنکر اُٹھایا اور اپنے مظلوم بھائی کو روتے کھڑے دیکھا اُٹھ کر لپٹ گئین اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر بھائی بہن رونے لگے کہ سُننے والون کا دل شق ہوگیا پس حضرت نے ارشاد بہ صبر و شکر کیا جو ہین جناب زینب جدا ہوئین جناب سکینہ آغوش پدر مین آئین اور کہنے لگین کہ اے بابا جان آج کی شب عجب ہولناک ہے کہ تمام رات تڑپ تڑپ کر کاٹی ہے اور آپ نے میری خبر نہ لی بابا دیکھو تو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے اور کلیجہ مُنھ کو چلا آتا ہے اے بابا جان تم مجھ سے جُدا ہونا ابھی وہ معصوم اپنے پدر عالی مقدار سے یہ کہہ رہی تھی کہ یکایک سفیدۂ صبح شہادت نمود ہوا تب آپ نے حضرت سکینہ کو سمجھا دیا اور مشغول بہ عبادت پروردگار ہوئے تو حضرت زینب آواز اذان سُنکر روتی تھین اور کہتی تھین کہ نظم

آہ کیونکر غم جانکاہ کا ہووے درمان	آخری ہے یہ محمدؐ کے نواسے کی اذان
پھر سنونگی نہ مین اس صوت حسن کے قربان	حلق سے پیاسے کے دم بھر مین لہو ہوگا روان
یہ دہن خشک زبان مُنھ سے نکالے ہوگا	اور گلا خنجر دشمن کے حوالے ہوگا

پس حضرت شہربانو زوجہ عباس نے عرض کی کہ اے شہزادی دارین گریہ و بکا کو بند کرو اطاعت خدا اور فریاد اور دعاے حفاظت اپنے بھائی کی درگاہ خدا مین کرو کہ وقت نماز ہاتھ سے نہ جائے یہ سُنکر تمام اہل بیت اور آپ مشغول بدعا ہوئے نظم

تھی صرف نماز آل نبی خیمہ کے اندر ہر سجدہ پہ زینب یہ دعا کرتی تھی رو کر
تو فاطمہ کی کوکھ بچا لیجیو داور شبیر کے آگے نہ مریں اکبر و اصغر

ہر دم شہ ذیشان پہ سے ہے قربان سکینہ ہے چار برس کی مری نادان سکینہ

مشغول وظائف تھا شہنشاہ مدینہ سر گودی میں رکھے ہوئے سوتی تھی سکینہ
اس پیاری کا شبیر نے چوما سر و سینہ پھر صبح کی عاشور کا دیکھا جو قرینہ

رو کر کہا جاگو گی و یا سوتی رہو گی ہم جاتے ہیں رخصت کرو یا سوتی رہو گی

اب مل لو گلے سے یہ گلا آج کٹے گا سینہ سے اٹھا سر کہ مجھے ہوتی ہے ایذا
تھا آج تلک تمکو مرے سینہ پہ سونا اب آگے یہ آرام نہیں بخت میں بیٹا

ہم صبر کریں تم کو ہیں صبر کرو تم بس صبر کی سنتے ہے کلیجہ پہ دھر دم

یہ سن کے روتی ہوئی اٹھی اور باپ سے عرض کرنے لگی کہ اے بابا جان کیوں جگا دیا اے جناب ابھی میری آنکھ آپ کے زانو پر سر رکھنے سے لگ گئی تھی ایک عجیب ہولناک خواب دیکھا ہے

نظم

شہ نے کہا کیا خواب تھا لو کہہ لو مری جان رو کر کہا اس نے کہ میں ہوں آپ پہ قربان
میں سو گئی جو آپ کی آغوش میں اس آن کیا دیکھتی ہوں میں یہ کھڑی ششدر و حیران

نے تم ہو نہ عباس علی ہیں نہ کوئی ہے اک فوج نبی زادیوں کو لوٹ رہی ہے

لیتا ہے کوئی زینب و کلثوم کی چادر عابد کو جگاتا ہے کوئی مار کے ٹھوکر
ہے چھینتا کانوں سے ہمارے کوئی گوہر آتش سے جلاتا ہے کوئی آپ کا بستر

سر ننگے حرم آپ کے چلاتے ہیں بابا اور کوئی حمایت کو نہیں آتے ہیں بابا

بعد اسکے میں کیا دیکھتی ہوں اے شہ مضطر یاں آئے ہیں سب بے ہودج و محمل کئی اشتر
پھوپھیاں [illegible] سر ہیں زینب و کلثوم بھی بے مقنعہ و چادر

[illegible] جلتی ہے آتش سے سوا گرم زمیں ہے اور پاؤں میں سجاد کے نعلین نہیں ہے

آغشتہ بخون سر ہین کئی نیزون کے اوپر	کمسن کا کوئی سر ہے جوانون کے کئی سر
کوئی تو ہے مہتاب کوئی مہر منور	اک سر ہے مگر اشتر زینب کے برابر
نیزے پہ عجب شان سے وہ جلوہ نما ہے	اُلفت کی نگاہون سے مجھے دیکھ رہا ہے

پس سکینہ سے یہ خواب سنکر حضرت روئے اور فرمایا کہ اے جان پدر تو بے پدر ہوگی اور مین بے سر ہونگا صبر کر خدا صابرون کے ساتھ ہے اور اے پیاری **نظم**

سر خواب مین دیکھے ہین جو ہین نیزونکے اوپر	اے جان پدر فوج حسینی کے ہین سب سر
کھاتا ہون قسم سر کی تری اے مری دختر	کٹ جائینگے پیاسونکے گلے یہین مقرر
جس سر کی ترے چہرے پہ اُلفت کی نظر ہے	اے باپ کی پیاری وہ ترے باپ کا سر ہے
ناداں تو یہ سُن کرکے لگی دینے دُہائی	اور کھول کے سر بیبیون نے دُھوم مچائی
رو کر کہا زینب نے یہ کیا بات سُنائی	کیا وارثی اب میری نہین کرنے کے بھائی
کیا بھائی جی ہمشیر کا اب ساتھ نہ دوگے	پردیس مین لاکر مجھے برباد کروگے
بانو سے سکینہ نے کہا کان مین جھککر	منھ چوم کے اس شب کو مرا سبط پیمبر
فرماتے ہین ہر آن یہی با دل مضطر	کل کو یتیمی کا گرے گا ترے سر پر
قربان تمھارے مجھے یہ حال سُنا دو	اے امان یتیمی کسے کہتے ہین بتا دو
ناداں کی باتون پہ لگی رونے وہ ناچار	چھاتی سے لگا کر وہ پکاری بدل زار
صدقہ گئی چل جاویگی جب شاہ پہ تلوار	اور آل نبی ہوئیگی آفت مین گرفتار
ننھا سا گلا جب ترا رسّی سے بندھیگا	تب حال یتیمی کا مری جان کھلیگا

الغرض جناب امام مظلوم نے سب کو جُدا جُدا تشفی دی اور حضرت زینب سے فرمایا کہ اے بہن اب پوشاک آخری لاؤ جو ہین جناب زینب نے یہ کلمہ سُنا بے اختیار رونے لگین تب حضرت نے فرمایا کہ ابھی تو ہم کئی مرتبہ خیمہ مین لاشین لیکر آئینگے یہ وداع اول ہے وداع آخری نہین ہے پس بہن کو سمجھا کر صندوق پوشاک منگوایا اور پہلے ہی لباس بریدہ زیب تن

فرمایا اور پر اسکے پوشاک فاخرہ پہنکر سلاح حرب سے مسلح ہو کر چلے اسوقت حال اہل حرم کیا عرض کرون ہر ایک بی بی بصد درد و الم سینہ کوٹتی تھی الغرض جناب امام حسینؑ اہل حرم سے رخصت ہو کر دروازہ خیمہ پر تشریف لائے تو یہان جملہ یار و انصار کو تیار برائے جنگ پایا نظم

پچھلے سے مسلح تھا یہان لشکر جرار	نکلے علم فوج خدا لے کے علمدار
گھوڑے پہ چڑھے پڑھ کے دعا سید ابرار	پیدل ہوئے ہمراہ فرس یاور و انصار
بوسہ دیا نصرت نے قریب آ کے قدم پر	اقبال نے سر رکھدیا مولی کے علم پر
خورشید صفت جلوہ نما تھا علم آگے	عباس تو پیچھے تھے سپاہ حشم آگے
عباس یہ دیتے تھے صدا دمبدم آگے	سر بازو چلے جاؤ قدم با قدم آگے
گرد اڑنے نہ پائے فرس کی تک و دو مین	سر کھولے ہوئے فاطمہ زہرا ہے جلو مین
اس شان سے پہونچے سر میدان جو وہ جانباز	جنگل کو لگے چاند زمین ہو گئی ممتاز
برسانے لگے تیر ہزار ون قدر انداز	پہلے حر غازی سے لڑائی ہوئی آغاز
انجام ہوا یہ کہ سفر کر گئے اکبر	سینے پہ سنان کھا کے جوان مر گئے اکبر

پس جسوقت کہ جناب امام حسینؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی انصار و مددگار حتے کہ اصغر شیرخوار تک باقی نہ رہا تھا کیونکہ بیت

سب نذر کو دربار حبیب مین گئے تھے	رخصت کو اکیلے شہ دین گھر مین گئے تھے

اسوقت کا حال کہ رخصت دوم ہے کیا کہون نظم

خیمہ مین مسافر کا وہ آنا تھا قیامت	ایک ایک کو چھاتی سے لگانا تھا قیامت
آنا تو غنیمت تھا یہ جانا تھا قیامت	تھوڑا سا وہ رخصت کا زمانہ تھا قیامت
دونون مین ادھر صبر و شکیبائی کی باتین	افسانۂ عالم تھین بہن بھائی کی باتین
حضرت کا یہ کہنا کہ بہن صبر کرو صبر	امت کے لئے والدہ صاحب نے سہے جبر
دکھتی تھی کیونکر نہ مین روؤن صفت ابر	تم ہو نو کفن اور بنے ہاے مری قبر

لٹتے ہوئے گھر اماں کا ان آنکھوں سے دیکھوں
ہے ہے یہ تو خنجر نہیں کن آنکھوں سے دیکھوں

اے حضرات جناب زینب کی گریہ وزاری حضرت سکینہ کی بیقراری ننھے دل کا سینہ میں دھڑکنا عالم هراس میں ملکنا پاس سے بابا کا منہ تکنا باپ بیٹی کی اسوقت کی گفتگو کیونکر کہوں نظم

وہ کہتی تھی بابا ہمیں چھاتی سے لگاؤ
فرماتے تھے یہ شاہ کہ جان پدر آؤ
ہم کٹتے ہیں اب آنکھوں سے آنسو نہ بہاؤ
خوشبو تو ذرا گیسوئے مشکیں کی سنگھاؤ

گو تم پہ بھی تم بن نہیں آرام حبیبا کو
ہم جلتے ہیں کچھ دیتی ہو ہنیا وحبیبا کو

یہ باتیں حضرت سکینہ سے فرماتے تھے اور چاروں طرف نظر حسرت سے دیکھتے تھے مگر جناب شہربانو کہیں پر نظر نہ پڑتی تھیں اسوقت امام مظلوم نے بوجہ حجاب زینب سے کچھ نہ فرمایا مگر حضرت سکینہ سے یوں ارشاد کیا نظم

بی بی کہو کیا حال ہے اماں کا تمہاری
کس گوشہ میں بیٹھی ہیں کہاں کرتی ہیں زاری
جب سے سوئے جنت گئی اکبر کی سواری
دیکھا نہ انہیں گھر میں ہم آئے کئی باری

تھی سب کی محبت انہیں بیٹے ہی کے دم تک
کیا آخری رخصت کو بھی آئینگی نہ ہم تک

راوی نے لکھا ہے کہ اسوقت حضرت بانو بوجہ شہادت جناب علی اکبر و اصغر گوشۂ خیمہ میں قریب گہوارۂ بے شیر روتے روتے بیہوش ہو گئی تھیں کہ یہ آواز دل خراش گوش زد ہوئی نظم

غش میں جو سنی بانوئے بیکس نے یہ تقریر
ثابت ہوا مرنے کو چلے حضرت شبیر
سر ننگے اٹھی چھوڑ کے گہوارۂ بے شیر
چلائیں مجھے ہوش نہ تھا یا شہ دلگیر

جاں تن سے کوئی آن میں اب جاتی ہے آقا
یہ خادمہ رخصت کے لئے آتی ہے آقا

یہ سنکر نور دیدۂ رسول الثقلین ابی عبد اللہ حسین خود قریب آکر نظم

فرمایا کہ جانکاہ جدائی کا الم ہے
اٹھو تمہیں روح علی اکبر کی قسم ہے

وہ کہتی تھی کیونکر میں اٹھوں ای مرے سرتاج
والی انہیں تم ہو کہ بدولت ہے مرا راج
سر پر جو نہ ہوگا پسر صاحب معراج
چادر کے لئے خلق میں ہو جاؤنگی محتاج

چھوٹا جو تم سے مرتبہ گھٹ جائیگا میرا	قربان گئی تخت اُلٹ جائیگا میرا

بس آپ نے فرمایا کہ اے بانو مقام صبر و امتحان کا ہے دنیا مین کسی کا ساتھ ہمیشہ رہا ہے آج تم مین ہر ایک انبیا داد لیا رکی آنکھون سے خون بہا ہے حضرت آدم و حوا و حضرت یعقوب اور یوسف کا حال تو سنا ہے فراق امان و بابا و نانا کا آنکھون سے دیکھا ہے اے بانو نظم

زینب کو تو دیکھو کہ ہین کس دُکھ مین گرفتار	ایسا نہین اس گھر مین کوئی بیکس و ناچار
تنہا ہین کہ بیجاں ہوے دو جانسے دلدار	دنیا سے گیا اکبر ناشاد سا عبرار
بیٹے بھی نہین گود کا پالا بھی نہین ہے	انکا تو کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے

یہ باتین سُنکر حضرت سکینہ بیتاب ہو گئین اور خیال کیا کہ امان سے بابا جان رخصت ہوتے ہین بحالت اضطراب عرض کرنے لگین نظم

منظور آپ کو نہین گر موت کے سوا	مین روکتی نہین تمھین اے شاہ کربلا
در در پھرے تباہ نہ رانڈون کا قافلا	بھجوا دین آپ ہمکو وطن مین سپئے خدا
بھلا کے ہم کو قبر پہ نانا رسول کی	پھر آکے یان لٹایئے دولت بتول کی
یہ سُنتے ہی تڑپ سے گئے سلطان بحر و بر	اور یہ کہا کلیجہ کو ہاتھون سے تھام کر
بس اے سکینہ بس کہ تڑپنے لگا جگر	ہم جس بلا مین ہین مری بی بی کو کیا خبر
کُنبے کی قید کیا ہمین بی بی پسند ہے	پر کیا کرین کہ راہ مدینہ کی بند ہے
یہ کہہ کے پھر تڑپنے لگے سبط مصطفا	رونے لگے لگا کے سکینہ کو خوب سا
پھر گود مین بہن کے دیا اور یون کہا	زینب ہے یہ امانت مظلوم کربلا
صدمے اُٹھائیو غم و ایذا اُٹھائیو	پر اسکے سر سے ہاتھ نہ اپنا اُٹھائیو
قدمون پہ گر کے دختر زہرا نے یہ کہا	بیٹی کو تو بہن کے سپرد آپ نے کیا
سونپ... بہن کو بتا و بہن نے بتا	مجکو فقط حضور کے دم کا ہے آسرا
بیٹے ہی داغ دیگئے اکبر بھی دیگئے	اب کون ہے جو آپ بھی تشریف لیگئے

بولے لرز لرز کے شہنشاہ کربلا	ہان ہان بہن یہ آپ کو باتین نہین روا
اُمّت کی مغفرت نہین مدِ نگاہ کیا	وہ بات تمکو چاہئے خوش جسمین ہو خدا
الفت ہے اسقدر ہمین اس دل ملول کی	اُمّت ہے یاد اور وصیت رسولؐ کی

پس یہ کہکر حضرت روتے ہوئے طرف سجاد ناشاد تشریف لائے دیکھا کہ بستر پر بوجہ شدت تپ بیہوش پڑے ہین شانہ ہلاکر ارشاد فرمایا نظم

بحرِ ستم و ظلم کی موج آگئی بیٹا	بستر پہ سنبھل بیٹھو کہ فوج آگئی بیٹا
چونکے جو یہ کہکر تو بھرا اک نفس سرد	سر ضعف سے تکیہ پہ رہا دل مین اُٹھا درد
خون اور گھٹا جسم کا رخ اور ہوا زرد	کی عرض کہ خادم بھی چلے گا دمِ ناورد
تپ ہے تو اُتر جائیگی مولا کی جلو مین	جو دم ہے غنیمت ہے مسیحا کی جلو مین
یہ کہہ کے جو اُٹھنے لگا بستر سے وہ بیمار	تب سر کی قسم دیکے یہ بولے شہ ابرار
ہم قتل ہون تم فوج ستم مین ہو گرفتار	آزادی اُمّت ہے اسی مین مرے دلدار
ہان صبر مین ہمّت نہ کبھی ہاریو بیٹا	دم پر بھی بنے گر تو نہ دم ماریو بیٹا
سجاد نے قدمون پہ ملے دیدۂ خونبار	کی عرض کہ ارشاد بجا لائیگا بیمار
ہرچند کہ طاقت نہین ہون صاحب آزار	گردن مین پہن لونگا مگر طوق گرانبار
ہے مرضی حق ہر پسر باپ کی مرضی	واجب ہے اطاعت ہمین جو آپ کی مرضی
روئے سخن یاس یہ سُنکر شہ ذیجاہ	فرمایا کہ مشکل تری آسان کرے اللہ
اُٹھے جو دعا پڑھ کے تو بیمار نے کی آہ	غش آگیا صدمہ سے اُسی آہ کے ہمراہ
کیا ہوش رہے شدتِ دردِ جگری تھی	یان پھر وہی غفلت تھی وہی بیخبری تھی

پس جناب امام حسینؑ نے بازو پکڑ کر سورۂ الحمد پڑھی اور رخصت ہو کر باہر خیمہ کے تشریف لیجانے کو چلنے لگے تب دیکھا کہ سر راہ جناب زینب روئے مبارک چھپائے بیٹھی ہین یہ کہکر کھڑی ہو گئین پوچھا حضرت نے کہ اے بہن یہ کیا ہے تب عرض کی کہ اے بھائی تھوڑا

توقف فرمائیے اس چادر پر بیٹھ جائیے کہ وصیت والدہ صاحبہ بجا لاؤنگی الغرض جناب امام حسینؑ حسب گذارش جناب زینب بیٹھ گئے اب اپنے منھ سے کیونکر بیان کرون کہ حضرت زینب نے کیا کیا مگر بنظر حصول ثواب عرض کرتا ہون کہ جناب زینب سات بار تصدق امام مظلوم ہوئین اور فرمایا کہ اے بھائی جان امان جان نے ارشاد فرمایا تھا اسکو بجا لائی القصہ نظم

زینب تو گئی خیمہ مین شہ جانب جنگاہ
دو چار قدم وان سے بڑھے ہونگے ابھی شاہ

آئی صدا پکار کر خیمہ سے یہ ناگاہ
گھوڑے کی عنان روک لے اے سید ذیجاہ

روکے سے نہین رکتی ہے غش کھاتی ہے زینب
پاس آپ کے پھر روتی ہوئی آتی ہے زینب

یہ سنتے ہی شہ نے فرس تیز کو روکا
زینب بھی قریب آگئی کرتی ہوئی نوحا

شہ بولے کہ کیا حال ہے اے دختر زہراؑ
بے آپ کی مرضی تو نہین رن کو چلا تھا

برباد نہ حرمت کرو اس رنج و محن مین
فرق آئے نہ مرکر بھی بزرگون کے چلن مین

حضرت زینب نے عرض کی کہ اے بھائی جان مین دختر حیدر کرارؑ اور بیٹی فاطمہ زہرا کی ہون بندہ صبر اور رضاے الٰہی ہون صبر نہ سوا اسطے بیتاب ہوکر آئی ایک وصیت امان جان کی بھول گئی تھی اگر آپ میدان تا کر واپس نہ آتے تو بروز قیامت روبرو فاطمہ زہراؑ کے شرمندہ تھی نظم

شہ بولے بہن کیا ہے وہ امان کی وصیت
کی عرض کہ ارشاد کیا تھا دم رحلت

بھائی جو طلب تجھسے کرے رن کی اجازت
اس وقت مری تو یہ بجا لانا نیابت

بھائی کا گلا چومیو مادر کیطرف سے
اور ہو جیو رخصت پسر شاہ نجف سے

کھلواؤ گریبان جب کھولدو واری
بیساختہ خم ہوگیا وہ عاشق باری

اور زینب نے حلق کے بوسے کئی باری
پھر مڑکے سوئے فضہ یہ رو رو کے پکاری

... یا ... سے نکل آئی ہین فضہ
کہنا تری بی بی کا بجا لائی ہین فضہ

القصہ جناب امام حسینؑ میدان کارزار مین تشریف لائے اور فوج اشقیا کو بہت کچھ سمجھایا لیکن کسی کے خیال مین آپ کا فرمانا نہ آیا اور ظالمون نے یہان تک نیزہ و شمشیر

سے مجروح کیا کہ تمام جسم مطہر چور چور ہوگیا اسوقت حضرت سکینہ کو لئے ہوئے فضہ دروازہ خیمہ پر کھڑی دیکھتی تھی اور بار بار اہلحرم کو خبر دیتی تھی کہ ناگاہ حضرت سکینہ کے رونے کی آواز گوش مبارک مین پہونچی شفقت پدری نے جوش کیا اور طرف خیمہ اطہر کے باگ موڑ کر آئے تو اُسوقت فضہ در خیمہ سے اندر گئی اور جناب زینب سے عرض کی کہ شاید آقاے نامدار پھر تشریف لاتے ہین کہ اسی عرصہ مین ذوالجناح پر سوار آپ ڈیوڑھی خیمہ پر تشریف لائے اور ادھر اہل بیت اطہار بھی قریب پردے کے پہونچے ہاے واویلا کیونکر عرض کردن کہ اہل بیت اطہار نے کہا کہ تو ہمکو کیون لائی حضرت امام حسینؑ تو نہین آئے یعنے حضرت بوجہ کثرت زخمہاے تیر و شمشیر و تیر اسقدر مجروح ہوگئے تھے اور تیر اسقدر تن اطہر مین پیوست تھے کہ کسی نے آپ کو نہ پہچانا اور حضرت سکینہ نہایت خُردسال تھین اور کوئی مجروح آپ نے نہ دیکھا تھا اُس وقت آپ پوچھنے لگین کہ اے شہسوار کیا میرے بابا کی خبر لایا ہی اُسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے سکینہ مین ہی تو تیرا باپ ہون اسوقت راہ خدا مین حاضر ہونے کو تیار تھا تیری آواز گریہ سُنکر بوجہ فرط الفت چلا آیا ہون یہ سُنکر اہلحرم مین شور و فریاد برپا ہوا اُسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے اہلحرم آواز گریہ اہل ستم سنین گے پس یہ کہکر عنان ذوالجناح طرف لشکر کفار کے پھر منعطف فرمائی اور اُدھر جناب زینب خیمہ کے در پر بیتاب کھڑی تھین کہ غل اقتلوا الحسین کا سُنا بیتاب ہوکر طرف بقیع کے مُنھ پھیر کر کہتی تھین نظم

یا فاطمہ مزار سے نکلو برہنہ سر یا مجتبےٰ تمھین نہین بھائی کی کچھ خبر	نرغہ مین ہین حسینؑ تم اسوقت ہو کدھر یا مصطفےٰ گھرا ہوا ہے آپ کا پسر
بے جرم قتل کرتے ہین اِس بھوکے پیاسے کو	نانا بچا و تیغون سے اپنے نواسے کو
ناگہ فرس سے دوش نبی کا نگین گرا قدسی پکارے خاک پہ عرش برین گرا	گویا زمین پہ خاتم دین کا نگین گرا چلّائی فاطمہ کہ مرا نازنین گرا
ایذا ہوئی سوا جو تشنہ کام کو	جنبش ہوئی مزار رسول انام کو

پس جسوقت آپ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے اور سجدہ آخری معبود حقیقی مین مشغول ہوئے اُسوقت کا حال کیا عرض کرون کہ شمر ناہنجار فرصت غنیمت جانکر خنجر کمر سے نکالکر قریب حضرت کے آیا ہنوز سجدہ ختم نہ ہوا تھا کہ نظم

گردن پہ پھیرنے لگا خنجر وہ بدگہر
ماتم کا غل یہ تھا کہ لرزتے تھے دشت و در
نکلیں رسول زادیاں خیمہ سے ننگے سر
اک شور تھا کہ لٹتا ہے شیر خدا کا گھر
رانڈون کے تھے یہ بین کہ اب دربدر ہوئے
بچے پکارتے تھے کہ ہم بے پدر ہوئے

چلا رہی تھین پیٹ کے سر بنت مرتضیٰ
کیونکر بچاؤن بھائی کو مین غم کی مبتلا
ہے ہے شہید ہوتا ہے زہرا کا لاڈلا
فریاد ظالمون کی گردن کس سے لے خدا
کیا ضد ہے انکو فاطمہ زہرا کی جان سے
ہے ہے یہ کیا سلوک کیا میہمان سے

کہتی رہی یہ ڈیوڑھی پہ زینب جگر فگار
نیزے پہ سر لئے جو چلا شمر نابکار
وان حلق سے گذر گئی تیغ ستم کی دھار
آئی صدا بہن کو یہ سرور کی ایکبار
ہمنے گلا کٹا دیا ہے جس کی راہ مین
زینب تمھین دیا ہے اُسی کی پناہ مین

شمر لعین تو لے گیا فرق امام دین
رنگ آسمان کا سرخ تھا جنبش مین تھی زمین
تڑپا کیا زمین پہ ادھر جسم نازنین
روتے تھے انبیائے سلف با دل حزین
پیٹا سرون کو آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ نے
تاج اپنے سر سے پھینکدیا جبرئیلؑ نے

زینب نے سر حسینؑ کا دیکھا جو خون مین تر
دی شمر کو صدا کہ ستمگر ذرا ٹھہر
پھیلا کے دونون ہاتھون کو دوڑی برہنہ سر
بھائی کا میرے سر تو لیے جاتا ہی کدھر
تھم جا کہ شہ کو بانوے نادار دیکھ لے
بالی سکینہ باپ کا دیدار دیکھ لے

کیون حضرات اب تمسے حسینؑ رخصت ہوتے ہین غضب کا بیان ہے ذاکر کو یقین ہے کہ مومنین کے دل کو تاب نہ رہیگی حضرت زینب کے سوال کے جواب مین شمر ولد الزنا کیا افعال کرتا ہے منحوس نظم

ٹھہرا یہ سُن کے قاتلِ ابن شہِ عرب پھینکا حرم کی سمت سرِ شاہِ تشنہ لب	کس مُنھ سے مین کہون جو شقی نے کیا غضب بولا کہ ملکے دیکھ لو دیدار انکا سب
پاتا ہے اب محال امام شہید کو	یہ سر روانہ ہوتا ہے نذر یزید کو

پس جسوقت کہ اس ملعون نے سر مبارک طرف اہلحرم کے پھینکا اسوقت کا حال بیان کرنا باعث طول ہوگا اور نہ مومنین اس حال کو سُن سکین گے پس جو غرض مؤلف کی ہے ہنوز باقی ہے لہذا مختصر بیان کرتا ہون کہ جسوقت اہل بیت اطہار بیہوش ہو گئے وہ ملعون سر مبارک کو اُٹھا لایا ذاکر کیونکر عرض کرے کہ سر مبارک کو نیزے کی نوک مین چھید کر بلند کیا فی الفور حضرت زینب برہنہ سر نکل آئین اسوقت نظم

بلوے مین ننگے سر بہن آئی جو سامنے	آنکھون کو بند کرلیا اپنی امام نے
چلائی سر کو پیٹ کے زینب جگر فگار نامحرمون مین دیکھ کے خواہر کا حال زار	بھیا ابھی تو قید نہین ہے یہ سوگوار بند آنکھین کرلین آپکی غیرت کے مین نثار
دیکھو گے کس طرح مجھے اُس اژدحام مین	جاؤنگی جب بندھی ہوئی دربارِ عام مین

اب مومنین سے گذارش ہے کہ یہ مجلس اخیر ہے عشرہ مین خوب خوب صاحبزادگان حضرت زینب اور مسلم بن عقیل اور جناب قاسم اور جناب عباس اور جناب علی اصغر و علی اکبر کو مومنین رو چکے ہین مگر قبل ازین کسی کی رخصت مین ایسا کہرام اندر خیام امام مبین کے نہین ہوا امیدوار ہون کہ اسوقت آپ لوگ بھی اسی طرح رخصت اپنے آقا کو ہند سے فرمادین کہ جناب زینب اور فاطمہ زہرا اور رسولخدا اور جناب مشکلکشا آپ سے شاد ہون اور شہید کربلا کلمات مرحبا فرمادین نظم

اے عاشقان شاہ ہُدا پیٹو اپنا سر عالم کے بادشاہ کا ہوتا ہے اب سفر	روز دہم ہے خاک اُڑاؤ چشم تر اب تعزیے اُٹھین گے چلے شاہ بحر و بر
رخصت ہر شہ کی اہل عزا بے حواس ہین	دیکھو تو کیسے تعزیے خانے اوداس ہین

واحسرتا کہ شاہ کا ماتم ہوا تمام
آئی خزاں بہار کا موسم ہوا تمام
جسکی خوشی دلوں کو ہے وہ غم ہوا تمام
سر پیٹو مومنو کہ محرم ہوا تمام
آئی اگر اجل تو یہ ماتم یہ غم کہاں
یہ مجلسیں تو حشر تلک ہیں پہ ہم کہاں

پیٹو سروں کو جاکے قریب ضریح پاک
اب ہوگا بوتراب کا دلبر سپرد خاک
محبوب حق ہیں غم میں نواسے کے دردناک
دامن تلک علی کا گریباں ہی چاک چاک
حوروں کو ساتھ روضۂ رضواں سے لائی ہیں
زہرا پسر کے رونے کو مجلس میں آئی ہیں

لو رونے والو ختم ہوئی آج بزم غم
کل ہوگی یہ ضریح نہ منبر نہ یہ علم
عاشور کو تو ذبح ہوئے شاہِ باکرم
چالیس دن کے بعد ہوئے دفن ہے ستم
غربت برس رہی ہے اجل دست بوس ہے
لاشے پہ دن کی دھوپ ہے اور شب کی اوس ہے

کل ہونگی مجلسیں نہ یہ شیون نہ یہ فغاں
سنسان ہونگے تعزیہ داری کے سب مکاں
عشرہ ہوا تمام چلے شاہ انس و جاں
رخصت طلب ہے تمسے تمہارا یہ میہماں
رخصت کرو علم سے لپٹ کر حسینؑ کو
پاؤگے کل نہ فاطمہ کے نور عین کو

رو کر کہو کہ اے شہِ ذیجاہ الوداع
بیکس حسین کل کے شہنشاہ الوداع
دیں کے چراغ فاطمہ کے ماہ الوداع
اے امت نبی کے ہواخواہ الوداع
مولا اجل کے ہاتھ سے مہلت جو پائینگے
پھر اگلے سال بزم میں رونے کو آئینگے

اے نور چشم احمد مختار الوداع
اے یادگار حیدر کرار الوداع
اے سیدہ بتول کے دلدار الوداع
اے امت رسول کے غمخوار الوداع
آداب تعزیت نہ ادا ہم سے ہو سکے
حسرت رہی کہ ہائے نہ جی بھر کے رو سکے

ہم بے دیار و بے سر و ساماں الوداع
اے شیعیان ہند کے مہماں الوداع
اے دو جہان کے سید و سلطاں الوداع
اے بنت مصطفےٰ کے دل و جاں الوداع
آہ و بکا سے ہم کبھی غافل نہ ہوئینگے
جبتک جئیں گے آپکی غربت پہ روئینگے

مرحبا اے مومنین کہ آپ نے آقا کو نہایت خوش دلی سے رخصت کیا نظم

اب حق مین اس وزیر کے مل کر کرو دعا	بر آئے جس سے دل کا مولف کے مدعا
سر پیٹو مومنو کہ بکا کا مقام ہے	تاریخ یہ نوین ہے محرم تمام ہے
اب رخصت حسین علیہ السلام ہے	رولو کہ مجلسون کا بھی اب اختتام ہے
موت آئی تو شریک عزا کون ہوویگا	جو سال بھر جیے گا وہ پھر شہ کو روویگا
روتی نہ کیون امام غریبان کا کوچ ہو	ماتم کرو کہ دین کے سلطان کا کوچ ہے
رونق کے دن چلے شہ ذیشان کا کوچ ہو	واحسرتا حسینؑ سے مہمان کا کوچ ہے
عشرہ تمام ہوچکا رولو امام کو	رخصت کرو حسین علیہ السلام کو

اور آپ مومنین کو لازم ہے کہ اپنے آقا کو اسطرح پر عرض کر کے رخصت فرماوین نظم

آمت اترے قربان خدا حافظ وناصر	اے دین کے سلطان خدا حافظ وناصر
اے فاطمہ کی جان خدا حافظ وناصر	اے شیعون کے مہمان خدا حافظ وناصر
افسوس کہ فریاد وفغان کرکے نہ روئے	حسرت ہے کہ ہم آپ کو جی بھر کے نہ روئے
اے سبط مصطفےٰ ترا ماتم نہ ہوسکا	اے کشتۂ جفا ترا ماتم نہو سکا
مظلوم کربلا ترا ماتم نہ ہوسکا	مذبوح نینوا ترا ماتم نہ ہوسکا
گر مرگئے تو قبر مین ہم لوگ ہوئین گے	جیتے رہے تو اگلے برس تمکو روئین گے
اے بے دیار بیکس ومظلوم الوداع	اے تشنہ کام مضطر ومغموم الوداع
غسل وکفن سے تیرے محروم الوداع	ہر گھر مین الوداع کی ہے دھوم الوداع
عرصہ اب ایک شب کا ہے جانے مین آپ کے	کل خاک اڑیگی تعزیہ خانے مین آپ کے

اے حاضرین مجلس ذاکر کو یقین ہے کہ گریہ وبکا آپ کا مقبول درگاہ خداوند کریم ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ شدت بکا جس مجلس مین ہوتی ہے وہان پر ارواح ائمہ اطہار شرکت عزاداران حسینؑ ابن علی کرتی ہین چنانچہ نظم ذیل سے ثابت ہے نظم

شیعون مین بے سبب نہین یہ شور وشین ہر
حاضر برہنہ سر نبی مشرقین ہے
زہرا شریک بزم عزائے حسینؑ ہے
سبط نبی کے غم مین بکا فرض عین ہے

عشرہ ہوا تمام شہ مشرقین کا
دو فاطمہ کی روح کو پرسا حسینؑ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر فراق جناب صغرا اور پہونچنا خط کا کربلا مین جس وقت جناب امام مظلوم مجروح ہوکر تنہا رہگئے تھے

صغرا کو عجب درد تھا دوری پدر مین | در پر تھا اُسے چین نہ آرام تھا گھر مین

کتاب مناقب مین علی بن معمر سے منقول ہے کہ جناب سیدہ نے اِس دنیاے ناپایدار سے انتقال کیا تو آپ کی کنیز فضہ ام ایمن نے بوجہ فراق اس مخدومۂ دارین کے اپنا حال غیر کیا اور قسم کھائی کہ اب مین ہرگز مدینہ مین نہ رہونگی کہ میرا دل اس خالی مکان مین بغیر بی بی کے نہین لگتا اور نہ مجھ سے یہ مکان دیکھا جاتا ہے نتیجہ اس تقریر دلخراش کا آیندہ گذارش ہوگا امیدوار ہون کہ تھوڑا سا حال قدر و منزلت کنیز فضہ دختر رسول کا مومنین سماعت فرمالین روایت مین وارد ہے کہ جب ام ایمن بہت گھبرائی آخرش سفر مکہ معظمہ اختیار کیا اور قطع مراحل و طے منازل کرتی ہوئی چلی جاتی تھی کہ اتفاقاً ایک روز صحراے لق و دق مین پہونچی اور بوجہ نہ ملنے پانی کے اسقدر بیتاب ہوئی کہ خوف اپنی ہلاکت کا ہوا اُسوقت طرف آسمان کے اپنا سر اُٹھایا اور عرض کی درگاہ خدا مین کہ بارالٰہا کیا مجھے پیاسا ہی اس دنیا سے اُٹھاؤ گا حالانکہ مین کنیز دختر نیک اختر تیرے رسول کی ہون کہ بفور اس گذارش کے ایک ڈول آسمان سے پُر از آب بہشت پاس اِس برگزیدہ درگاہ رب العالمین کے آیا اور ام ایمن نے اسقدر پیا کہ بعد ازان تمام عمر اِس کو کسی شے کے کھانے اور پینے کی حاجت نہین ہوئی واہ

سبحان اللہ کیا مرتبہ کنیزان جناب فاطمہ کا تھا مقام غور ہے کہ جسوقت جناب فاطمہ زہرا نے اس دار فانی سے انتقال کیا تو حضرت فضہ اور جناب علیا زینب اور آقاے نامدار یعنی علی مرتضیٰ حسنین یہ سب موجود تھے پس یہ مقام خاک اُڑانے اور سر پیٹنے کا ہے کہ جسوقت خسرو قافلہ سر بریدگان و سالار کاروان خون طپیدگان آمام جان رسول الثقلین فرزند فاتح بدر و حنین یعنی جناب امام حسین نے مدینۂ طیبہ سے کوچ فرمایا تو دولت سرا مین بجز حضرت فاطمہ صغرا اور ام بنین کے کہ وہ بھی علیل تھین اور کوئی نہ رہا تصور کرین مومنین کہ دختر تمھارے امام کا دل کیونکر لگے اول محبت اور شفقت کنیز و دختر مین بہت بڑا فرق ہے دوسرے بعد وفات جناب فاطمہ تمام گھر موجود تھا اُسپر اُم ایمن کا جی مکان مین نہ لگا تمھاری شاہزادی کے پاس تو کوئی بھی نہ رہا پس فراق پدر بزرگوار اور مادر عالی وقار و قاسم جرار اور حضرت علی اکبر اور علی اصغر مین نالہ و فریاد کیا کرتی تھین اور اس سونے مکان مین سر دُھنا کرتی تھین نظم

دل غمگین پہ جدائی کا الم سہتی تھی	نرگس زار سی در پر نگران رہتی تھی
جد کے روضہ پہ کبھی دادی کے جاتی ہمراہ	استغاثہ مین دعا کرتی تھی با نالہ و آہ
کب پھرینگے مرے پردیسی مسافر اللہ	نانی کہتی تھی تجھے تپ ہے نکر حال تباہ
آخرش دیدۂ خونبار نے یہ جوش کیا	لوگون نے گریۂ زہرا کو فراموش کیا

چنانچہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب ایام نافرجام مفارقت کو طول ہوا تو وہ شاہزادی نہایت پژمردہ فراق کنبہ مین ہوگئی ایک روز سراسیمہ و حیران سر گریبان اس مکان ویران پر نگاہ کر کے حسرت دیاس مین اسقدر روئی کہ غش آگیا آخرش جب ہوش آیا تو اُنھین اشکہاے خونین کو جو چشمان گریان سے نکلتے تھے بجاے روشنائی کے لیکر خامۂ مژگان سے کاغذ سفید پر ایک عرضی بنام پدر بزرگوار تحریر کرنے مین مشغول ہوئی

لکھا یہ عرضی مین القاب بزرشیون و شین	جناب قبلۂ کونین و کعبۂ دارین
علی کے راحت جان فاطمہ کے نور العین	غریب و بیکس و بے آشنا امام حسین ؑ

جب اپنے باپ کا القاب یہ تمام لکھا
تو شرع پاک کے دستور سے سلام لکھا

پھر اسکے بعد لکھا یون کہ قبلۂ حاجات
مین اپنے درد مصیبت کے کیا لکھون حالات

ہے میرے رونے سے ہمسائیون کی تلخ حیات
یہ رفتہ رفتہ نظر آتی ہے مجھے یہ بات

قرار مے برد از خلق آہ و زاری ما
باین قرار اگر ماند بیقراری ما

لیا تھا مجھ سے یہ اقرار تمنے اے بابا
اسی مہینے مین تجھکو بلاؤنگا صغرا

کئی مہینے کا اسکو تو ہو گیا عرصا
کسی کو لینے کو بھیجا نہ کوئی خط آیا

اب التجا ہے یہی مجھ غریب و بیکس کی
خبر تو بھیجئے بابا مزاج اقدس کی

الغرض اسی طرح کے کلمات حسرت اور شکایت کے مندرج عرضی کرکے تحریر فرمایا کہ ای بانظم

اب اپنے حال کی کرتی ہون آپ کو مین خبر
کہ دمبدم مری حالت مرض سے ہے ابتر

نہ گھر مین دانہ ہے نے پاس کچھ زر و زیور
یہ تپ کا زور ہے اور روزہ رکھتی ہون دن بھر

کوئی بھی جز امامِ زمن نہین گھر مین
جو مر بھی جاؤن تو دو گز کفن نہین گھر مین

یہ لکھ کے شاہ کو رو رو کے بولی وہ مضطر
یہ کوئی مادر عباس کو بھی کر دے خبر

کہ نامہ لکھتی ہے حضرت کو شاہ کی دختر
جو تمکو لکھنا ہو عباس ع کو لکھو آکر

خبر یہ سنتے ہی روتی وہ بیچو اس آئی
جگر یہ ہاتھ دھرے فاطمہ کے پاس آئی

جب آئی مادر عباس دیکھتی ہے کیا
کہ خط حسین ع کو لکھتی ہے فاطمہ صغرا

جو دیکھا دادی کو صغرا نے رو کے بس یہ کہا
ابھی تلک نہین عرضی کو مین نے بند کیا

چچا کو حال یہان کا تمام لکھدو تم
اور اپنے ہاتھ سے میرا سلام لکھدو تم

جسوقت کہ حضرت ام البنین مادر جناب عباس ع نے یہ کلام غم انگیز صغرا کے منہ سے سنا چھوڑا کر دعا کرنے لگی کہ اے خدا اس مریض کو جلد اسکے مسافرون سے ملا دے اور یہ سوچا کہ اس خط کو کون لیجاویگا بیت

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمے برد خبرے

لیکن بسبب اسکے کہ دلشکنی اس مریض کی نہو بجواب کلمات حضرت صغرا نظم

یہ بولی مادر عباس میری آنکھوں کی نور	ہے فرط ضعف سے میری نگاہ کرتی قصور
بچا کو اپنے مری سمت سے کرد مستور	کہ میرے راحت جان نور چشم دل کے سرور
ہزار طرح کے صدمہ اُٹھائیو بیٹا	یہ ماں کی تم نہ وصیت بھلائیو بیٹا

اے فرزند وصیت پدر بزرگوار حیدر کرار کو یاد رکھنا کہ وقت انتقال تمام کنبہ کا ہاتھ بدست امام حسنؑ دیا تھا اور تمہارا آقا سید الشہدا کو بتا کر تجھے اُنکے سپرد فرمایا تھا اور جس دم بوجہ زخم سر تمہارے والد ماجد کو غش آنے لگے اور میں نے تجکو صدقہ کرنا چاہا تو فرمایا کہ یہ عباسؑ فدیہ شبیر ہے میری جوض کربلا میں اپنے بھائی پر قربان ہو گا جسوقت جناب ام البنین نے یہ مضمون غم انگیز حضرت صغرا سے تحریر کرنے کو فرمایا تو نظم

یہ سُنکے دادی سے روئی وہ بیکس و تنہا	لپٹ کے سینہ سے رو رو کے اسطرح پوچھا
کہ تمنے حضرت عباس سے کہا تھا کیا	وہ رو کے بولیں کہ اب کیا کروں بیان صغرا
یہ کہدیا تھا کہ بھائی کے کام آنا تم	جو شہ پہ آبنے پہلے گلا کٹانا تم
یہ سُن کے مادر عباسؑ سے وہ یوں بولی	مرے پدر سے کہیں پر لڑائی ہووے گی
کہا یہ نادر عباسؑ نے کہ اے بیٹی	باحتیاط ہے میں نے یہ انسے بات کہی
الٰہی رو نگٹا میلا نہ واں کسی کا ہو	خصوص سبط نبیؐ کا نہ بال بیکا ہو

اگرچہ جناب ام البنینؑ نے حضرت صغرا سے کلمات تشفی فرمائے مگر وہ دختر نیک اختر کاشف اسرار ایزدی تھی طرز تقریر دلخراش مادر عباسؑ سمجھکر نہایت رنجیدہ ہو کر سر جھکا لیا اور بعد ایک عرصہ کے جب سر اُٹھایا تو حضرت ام البنین نے فرمایا کہ اے بیٹی میری ان باتوں کا خیال نکرو میں نے جو کچھ کہا احتیاطاً بخیال اپنی ضعیفی کے کہا ہے الغرض نظم

اُٹھا کے فاطمہ نے ہاتھ میں پھر اپنے قلم	کیا یہ مادر عباسؑ کی طرف سے رقم
پھر اسکے بعد لگی لکھنے حال وہ پُر غم	تمہاری دوری سے ہوں جان بلب خدا کی قسم

کسی کو کاہے کو بھیجو مرے بلانے کو
سکینہ پاس ہے ہر دم گلے لگانے کو

تھین اگرچہ سکینہ کمال تھی پیاری
مگر مری بھی خبر پوچھتے تھے ہر باری
مری بھی کرتے تھے ہر آن ناز برداری
سبب ہی کیا جو گئے مجکو بھول اے واری

یہ کب کہا تھا کہ اُس سے عزیز سمجھو تم
بھتیجی اُسکو تو مجکو کنیز سمجھو تم

چچا کو اپنے یہ جو وقت لکھ چکی صغرا
تو اُس سے مادر عباس ع نے یہ تب پوچھا
ہمین سناؤ تو اکبر کو تم نے کیا لکھا
مین صدقہ جاؤن زیادہ نہ لکھو اُسکو گلا

نہ کچھ ملال ہو اکبر کو اس کتابت سے
تمھارا بھائی ہے نازک مزاج شدت سے

کہا یہ فاطمہ نے ہے مجھے بھی اسکا خیال
کہ میرے بھائی کے دل پر کہین نہ آئے ملال
مین اپنے بھائی کو اتنا ہی لکھتی ہون فی الحال
تمھارے ہجر مین صغرا کو زندگی ہے وبال

لگائی دیر تو زندہ ہمین نہ پاؤ گے
جواب نہ آئے تو لینے مجھے کب آؤ گے

افسوس صد افسوس کہ فاطمہ صغرا کیا کیا اپنے دل مین تصورات فرماتی تھین اور وہان گردش فلک کجرفتار نے جناب امام حسین ع کو پنجۂ ملاعین ناہنجار مین پھنسا دیا تھا اور وہ غارتگران دین رسول ہمین اس حبل المتین کے درپئے جان تھے آہ حضرت صغرا کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے والد بزرگوار بدست اشقیاے بدکردار بظلم و ستم شہید ہونگے بلکہ امید تشریف آوری یا اپنی طلب کی قوی رکھتی تھین الغرض مضمون عرضی اسی جناب امام حسین ع تمام کر کے ہر ایک عزیز چھوٹے بڑے کو درجہ بدرجہ اس طرح تحریر کیا نظم

یہ لکھ کے بھائی کو۔ مان کو لکھا کہ اے مادر
لکھا ہے زینب مضطر کو پھر بدیدۂ تر
تمھین قسم علی اکبر کی لو مری بھی خبر
بھتیجی مرتی ہے جلدی سے دیکھ لو آکر

کمال فاطمہ کبرا کو اشتیاق لکھا
لکھا سکینہ کا جب نام الفراق لکھا

لکھا یہ قاسم ابن حسن ع کو بعد سلام
بیاہ کر لیا تم نے لیا نہ میرا نام
تمھارے ہجر مین بیمار کو نہین آرام
بہن کو آپ سے شکوہ رہا یہ بھائی مدام

تمھارا بیاہ تو ہونے کو رہ نہ جاویگا
مگر یہ وقت گیا ہاتھ پھر نہ آویگا

لکھا یہ خاتمہ پہ خط کے اے علی صغر
تمھارے دیکھنے کو بس ترس گئی خواہر
جُدائی بھائی بہن سے اگر مین جاؤن مر
تو بعد میرے تمھارا جو ہو وطن مین گذر
تو میری قبر پہ تم گھٹنیون چلے آنا
درود و فاتحہ پڑھ کر کے پھر چلے جانا

غرضکہ جناب فاطمہ صغرا نے خط تمام کیا اور اشتیاق ملاقات پدر بزرگوار و برادران و مادر عالی وقار ناتمام رکھکر عرضی کو ملفوف کر کے نشان اور پتہ کربلا کا تحریر فرما کر بانتظار نامہ بر ہر روز دروازہ پر آتی تھین کہ کوئی مسافر جانب عراق کا ملے تو حال اپنے مسافرونکا دریافت کرون یا کوئی یثرب سے جانب کربلا جاتا ہو تو اس خط کو روانہ کرون ناگہان ایک روز شاہدہ کیا کہ ایک غبار نمایان ہے تصور کیا کہ یہ کوئی ناقہ سوار جاتا ہے نظم

آکے دالان سے دروازہ پہ بیٹھی بیمار
تکیہ بازو کا لگا صورت نقش دیوار
یہ کیا نالۂ پُرخون نے اثر آخر کار
دفعۃً آکے نمودار ہوا ناقہ سوار

گرم رو ایسا سوے کوفہ چلا جاتا تھا
تنو گرد بھی جو پیچھے رہا جاتا تھا

دیکھکر اُسکو یہ رو رو کے پکاری صغراؑ
جانے والے تو ذرا میری طرف ہوتا جا
آیا جب پاس تو بولی ہے کدھر قصد ترا
بولا وہ قصد تو رکھتا ہون مین اب کوفہ کا

تب کہا فاطمہؑ نے خط مرا لیتا جا
اجر دیگا تجھے حق اِسکا بحق زہراؑ

پس اُسوقت وہ شتر سوار مستفسر حال جناب صغراؑ سے اس طور پر ہوا نظم

کون ہے تو گل پژمردہ باغ دنیا
کتنی مدت سے ہوا تجھ سے ترا کنبہ جدا
زرد چہرہ سے عیان ضعف ہے سر سے تا پا
کیون نہ ابتک مرض ضعف کی کی تو نے دوا

کیا نسبت ہی عجب حسرت سے یہ حیرانی ہے
نرگسی آنکھ پہ ابتک تری یرقانی ہے

روکے فرمایا کہ نامہ بر ہے مرا سب احوال
باپ اور بھائیون کے ہجر کا ہر دم ہی ملال
گئے ہین سوے سفر جب سے وہ باجاہ و جلال
جان ناشاد مری تب سے شورش ہی کمال

باعث اس دفع مرض کی خبر سرور ہے	اور دوا شربت عناب لب اکبرؑ ہے

اور ہی طرح اس شاہزادی کونین نے اپنے مرض کی دوا دیدار حضرت عباس و حضرت قاسم و حضرت علیؑ اصغر شتر سوار سے بیان فرمائی تب نظم

اُسنے کہا لڑکی تری بابا کا ہے کیا نام مت رو کہ بجا لاؤنگا آنکھوں سے ترا کام	کہدے کہ جو کچھ خط کے سوا کہنا ہو پیغام صغرا نے بیان یہ کیا ہاتھوں سے جگر تھام
نانا مرے والد کا رسولؐ عربی ہے	بابا کا مرے نام حسینؑ ابن علیؑ ہے
شتر سوار کا سُنتے ہی دل یہ تھرآیا کمال پاس ادب سے قریب در آیا	شتاب پیٹھ سے ناقہ کی وہ اُتر آیا غرضکہ فاطمہ کا حال یہ نظر آیا
یہ تپ سے کانپتی ہے دل نہین سنبھلتا ہے	کہ جیسے قبر سے مُردہ کوئی نکلتا ہے

یہ حال دیکھکر شتر سوار رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے دل ملول جان سبط رسولؐ اس بیماری حزن و ملال مین کوئی شے موافق مزاج ہو تو ارشاد فرمائیے بجواب اسکے حضرت صغرا نے ارشاد کیا کہ اے بھائی بجز بادام چشم قرۃ العین رسول ثقلین اور کسی شے پر رغبت نہین معلوم ہوتی اگر وہ نظر آوے تو البتہ ہر ایک شے مرغوب معلوم ہو پس ازان اُس سے کہا کہ اے اعرابی اگر آج تو حامل عرضی اس مہجور کا ہوگا تو بروز قیامت اسکی جزا میرے جد نامدار رسول مختار عطا فرمائینگے اور محبان آل محمد مین شمار ہو کر محشور ہوگا اور جسقدر جلد ممکن ہو پہونچا کیونکہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک صحرائے لق و دق مین میرا باپ درمیان ایک لشکر کے زخمی کھڑا ہے اور چارون طرف نگران ہے بسماعت اس کلمہ کے اُسنے گذارش کی بالراس والعین اے دختر نیک اختر فرزند رسول الثقلین دلبند فاتح بدر و حنین اب میرا دل آپکی باتون سے ٹکڑے ہو جاتا ہے طاقت سماعت کلمات مفارقت عزیزان نہین ہے نامہ عنایت ہو الغرض آپ نے اس سوار کو نامہ دیکر کلمات معذرت تہی دستی بیان کئے اور فرمایا کہ جسوقت نامہ اس دلگیر کا تو حضرت شبیر کو دیگے تو میری طرف سے میرے بھائی کو پیغام

دینا الغرض نظم

دیکے خط اُسنے زبانی یہ کہا پھر پیغام	ایک جوان یوسف شبیر عہ ہے گل رو گلفام
کہیو تو بعد سلام اِس سے مفصل یہ کلام	کلمہ کی جا ہے دم نزع اُسے تیرا نام
تیری فرقت نے کیا آہ مرا سینہ ہدف	سخت دل خوب کیا جانتے ہی صحرا کیطرف

بعد ازان وہ شتر سوار مدینہ سے سمت کربلا روانہ ہوا اور حضرت صغرا مثل ماہی بے آب خاک پر لوٹتی رہ گئیں اسطرف وہ اعرابی بعد قطع منازل وطے مراحل دشت خطرناک نینوا مین پہونچا اب مومنین کی خدمت مین گذارش ہے کہ متوجہ ہو کر حال پہونچنے نامہ بر اپنی شہزادی کا سنین کہ وہ شتر سوار بوقت داخلہ کربلا تلاش امام ابرار مین مصروف ہوا نظم

دیکھتا کیا ہے کہ اک فوج ہے جون ابر سیاہ	ایک لاکھ اور ہے چوبیس ہزار اُسمین سپاہ
خون بھرے نیزے کہ جس سے متحیر ہو نگاہ	ننگی تلوارین لئے ہاتھون مین ہین سب گمراہ
دہلے جاتے ہین کبھی خوف سے گہ لرزان ہین	خون کی چھینٹون سے سب کی زرہین افشان ہین
دوسری سمت ہے گھوڑے پہ کھڑا ایک سوار	پہنے گردن مین کفن بیکس و تنہا ناچار
تشنہ کامی سے ہے اک دیدۂ حق بین مین خمار	لاش اک طفل کی آلودہ بخون زیب کنار
اسکو رعشہ ہوا حالات زبون جان کے ہوئے	اور بھی حال پریشان پریشان کے ہوئے

اور معائنہ کیا کہ ایک سردار زین مرکب سے زمین پر بوجہ شدت جراحت بیٹھا ہے اور ایک معصوم کے گلے سے پیکان تیر نکالکر خون اُسکے گلوے مبارک کا آسمان کی طرف پھینکتا ہے اور کچھ چہرۂ مبارک پر ملتا ہے جبکہ خون اُس شیر خوار کا بند ہوا تو ایک چھوٹی سی قبر نوک ذوالفقار سے کھود کر آغوش لحد مین لٹا کر اُسکے جسم نازنین پر چادر خاک کی ڈالدی یہ حال دیکھکر غمگین اور محزون گریبان چاک سر پر خاک ڈال وہ ناقہ سوار قریب لشکر ناہنجار آیا اور کہا ایہا الناس تم مین سے کون ہے حسین ابن علی ابن ابیطالب کیون حضرات کس قدر عداوت اِس لشکر کفار کو تمہارے آقا سے تھی کہ سب لے نام سُنکر آپکا کچھ جواب اُس اعرابی کو

ندیا جب اس شتر سوار نے بتکرار پوچھا تو ایک شخص نے ناقہ سوار سے انگشت اٹھاکر اشارہ کیا کہ وہ یکہ وتنہا قبر شیر خوار پر جو کھڑا ہے وہی حسینؑ ابن علی ہے بسماعت اس کلمہ کے وہ ناقہ قریب اس شہسوار دوش رسول مختار کے آیا اور اپنے تئین پشت شتر سے گراکر دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا غریب الغربا آپ نے جواب دیا وعلیک السلام اے عرب تو کس قبیلہ و خاندان سے ہے کہ ایسے وقت میں مجھ تشنہ دہن غریب الوطن کو سلام کرتا ہے جس وقت مین ملک الموت کے سوا اور کوئی بھی خواہان ملاقات مجھ بیکس ومظلوم کا نہین معلوم ہوتا الا تجھ سے بوے وطن آتی ہے عجب نہین کہ تو قاصد میری مریض دختر کا ہو نظم

تیرے ملبوس سے آتی ہے مجھے بوے وطن
بولا وہ قاصد صغرا ہون مین یا شاہ زمن
پوچھا اب کس طرح رہتی ہے وہ پژمردہ بدن
عرض کی اُسنے بہت ہے اُسے اب رنج ومحن
عرضی رکھ ہاتھون پہ گذرانی جو تھین پیش نظر
دونون ہاتھون سے لی تھام شہ دین نے جگر

کس زبان سے کہون جب شاہ نے عرضی کو لیا
بہ چلا اشک کا تا دامن سرور دریا
کہا صد حیف کہ دیکھا نہ تمھین اے صغرا
ہمکو رو لیجیو تم روضۂ احمد پر جب
سر کو جب کاٹ کے لیجائیگا قاتل میرا
حال تب ہو دیگا لکھ لینے کے قابل میرا

روایت مین لکھا ہے کہ جب امام مظلوم نے یہ ارشاد حسرت انگیز عرضی لیکر کہا اور اپنے زخمی ہاتھ مین نامۂ صغرا لیا تو باشتیاق دیدار اس بیمار کے نظم

لگا کے آنکھون سے خط بولے اسطرح سے امام
پیام موت کے ساتھ آیا فاطمہ کا پیام
پڑھا جو خط تو کیا نامہ بر سے شہ نے کلام
جواب کیا لکھون بھائی ہے اپنا کام تمام
تب آکے تو نے ہمین خط باضطراب دیا
ہماری زیست نے جس دم ہمین جواب دیا

اے بھائی جس جس کو صغرا نے سلام تحریر کیا ہے وہ سب دار السلام مین پہونچے اب تو حساب مجھ پر ظلم ہوگا بیت

وہ ظلم و جور نہ پھر تجھ سے دیکھا جائیگا | کہ شمر اب مرا سر کاٹنے کو آئیگا

جسوقت امام مظلوم نے اِس قاصد سے یہ بیان کیا تو وہ اعرابی ڈاڑھین مار کر رونے لگا اور گذارش کی کہ فاطمہ نے کچھ زبانی پیغام ہمشکل حبیب رب جلیل کو دیا ہے مجکو بتا دیجئے تاکہ پیام رسانی اس بیمار سے سبکدوش ہون بسماعت اس کلمہ کے جناب سید الشہدا کو تاب نہ رہی اور یقین ہے کہ اسوقت شیعیان حسین ابن علی کو بھی تاب سُننے کی نہ رہیگی پس بفور سُننے اس گذارش شتر سوار کے ہمارے آقا سوار ہو کر مع قاصد اس مقام پر تشریف لائے جہان پر لاشہائے شہدا پڑی ہوئی تھین تو نظم

آکے رہوار سے اک لاش پہ اُترے سرور | خاک کے فرش پہ سوتا تھا جہان رشک قمر
گیسو بکھرے ہوئے شانون کی طرف سرتاسر | خون سے حلقوم کے سب تحت الحنک اُسکی تر

سینۂ صاف پہ جو زخم سنان کاری تھا | خون اک لخت کلیجے سے اُدھر جاری تھا

شہ نے فرمایا یہ اکبر ہین کہو انسے پیام | روبرو رزم کے میدان مین ابھی آئے کام
دم ہوا انکا فنا فاطمہ کا لے لے نام | ہوئے طرفین کے اب حسرت و ارمان تمام

ایسا مشتاق تھا نے نزع مین یہ غم نکلا | دیکھ لے نرگسی آنکھون مین سے ہے دم نکلا

روکے قاصد نے کہا کیا کہون مین واویلا | حیف صد حیف کہ صغرا نے نہ ان کو دیکھا
انسے تو اُسکو نہ آنے کا فقط تھا شکوا | منتظر آپ کے آنے کی وہ رہتی تھی سدا

اب جو جاؤگے تو بس قبر ہی مین پاؤگے | اپنی مشتاق کو کس طرح سے سمجھاؤگے

اے حضرات اِس بیان سے لاش جناب علی اکبر جنبش مین آئی اور بمشاہدہ اس حال کے قاصد زار زار رونے لگا اور جناب امام حسینؑ نے بھی لاش سے لپٹ کر فرمایا کہ اے بیٹا کیسا خواب غفلت طاری ہے کہ آنکھ تک نہین کھولتے مُنھ سے نہین بولتے مدینہ سے بہن کا قاصد آیا ہے تمکو پیام [illegible] لایا ہے اور کسی سے کہنے کو منع فرمایا ہے شکوہ نہ لیجانے اپنے کا اسنے خط مین تحریر کیا ہے [illegible] ذرا اپنی بہن کے نامہ پر کو دیدو اس بیان سے تمام ملائکہ مین غلغلہ

آہ وزاری کا برپا ہوا اور ہاتف غیبی کی ندا آئی کہ اے مظلوم کربلا گرفتار فوج جفا لاش لخت جگر سے علیحدہ ہو عرش عظیم ہلتا ہے فلک زمین پر جھکا آتا ہے جونہی آپ لاش لخت جگر سے علیحدہ ہوئے تو معائنہ فرمایا کہ قاصد صغرا بھی بوجہ شدت گریہ وبکا بیتاب ہوکر فرش خاک غش پڑا ہے اس فخر ایوب نے شتر سوار کو اٹھایا اور فرمایا کہ بھائی رونے سے کیا ہوتا ہے بجز صبر اس غم کا علاج نہیں اور دست مبارک سے اٹھایا اسکو تب اس قاصد نے عرض کی کہ یا مولا علی اکبر کو تو پیام دینے سے یہ غلام ناکام رہا مگر وہ بنی ہاشم یعنی حضرت عباسؑ کہاں ہیں انکا پیام میں پہونچادوں یہ سنکر تمھارے آقا نے یک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر دونوں ہاتھوں سے کمر پکڑ کر ارشاد کیا کہ عباسؑ تو منصب سقائی سکینہ سے ممتاز ہوکر کنارے فرات پر شانے کٹائے ہوئے سوتے ہیں اور وہ یہاں سے فاصلہ پر ہے اور فوج اشقیا محاصرہ کیے کھڑی ہے تیر اگذر مشکل معلوم ہوتا ہے اور مجکو خیال ہے کہ وہان جانے میں اگر تو بھی زخمی ہوا تو پھر جواب خط صغرا کون پہونچادیگا ناچار شتر سوار نے اپنے ارادہ کو فسخ کرکے گذارش کی کہ اے فرزند فاطمہ وقت روانگی مدینہ سے حضرت صغرا نے بنت دزاری یہ ارشاد کیا تھا کہ جواب خط ضرور لانا اگر ممکن ہو تو جواب تحریر فرمادیجئے تاکہ میرا آنا تصدیق ہو ہنوز یہ گفتگو قاصد صغرا اور جناب امام حسین سے ہورہی تھی کہ حضرت فضہ نے امام مظلوم کو آواز دی کہ اے آقائے نامدار جناب علیا زینب اور حضرت شہربانو آپ کی اور اس اعرابی کی باتین سنکر بیتاب ہیں کہ کس کا خط آیا ہے اگر میری شاہزادی صغرا کا خط آیا ہو تو مخدرات اہل حرم کو بھی سنانا چاہیے کہ مشتاق خیریت اس مریضہ کی ہیں نظم

یہ بیان سن کے گئے خیمۂ عصمت میں امام	کھولکر عرضی صغرا کو کیا سب سے کلام
خط میں لکھتی ہے وہ مجبور غریب وناکام	علی اصغر کو دعا اور علی اکبر کو سلام
مشغلہ ہے شام وسحر چشم کو خونباری کا	حال ابتر ہے بہت ہجر سے آزاری کا
ماد جب عون ومحمد کو کیا ہے تو تسیم	بندگی سارے بزرگوں کو چچا کو تسلیم

ماں کو اُدآب بزرگانہ پھوپھی کو تعظیم
مجکو لکھا ہے کہ حال دل مضطر ہے سقیم

سخت دل کھاتی ہون . ورخون جگر پیتی ہون
کب جاؤ گے اس امید پہ اب جیتی ہون

علی اکبر کو لکھا ہے کہ برادر آؤ
دن سے آرام جگر باپ کے دلبر آؤ

صدمہ ہجر سے مرتی ہے یہ خواہر آؤ
صادق الوعدہ ہو آؤ علی اکبر آؤ

جو گذرتی ہے وہ مجبور بہن سہتی ہے
آنکھ نرگس کی طرح در سے لگی رہتی ہے

پاس بابا کے اگر اب بھی نہ بلواؤ گے
صاف کہتی ہون کہ زندہ نہ مجھے پاؤ گے

جب سنو گے کہ بہن مر گئی غم کھاؤ گے
دیر آنے مین مناسب نہین پچھتاؤ گے

ضعف کی وجہ سے طاقت یہ گھٹی جاتی ہے
بات بھی اب نہین بیمار سے کی جاتی ہے

خط کے آخر مین یہ قاسم کو کیا ہے تحریر
تیگ کی راہ ادھر دیکھ رہی ہے ہمشیر

لکھتی ہے سید سجاد کو یہ وہ دلگیر
دے شفا آپ کو جس وقت خداوند قدیر

اب کدھر قصد ہے فی الحال کہاں کا لکھئے
خبر خیریت سید والا لکھئے

پڑھ چکے عرضی صغرا جو شہ جن و بشر
آل احمد میں بپا ہو گیا شور محشر

یہ بیان کرنے لگی بانوے تفیدہ جگر
کب تلک سوؤ گے اے نیند کے ماتے اکبر

حال غربت یورش لشکر اعدا لکھو
مین فدا اٹھ کے جواب خط صغرا لکھو

کیا مین عرضی کا جواب اے مرے جانی بھیجوں
تعزیت نامہ کہ پیغام زبانی بھیجون

خونفشان ہجر مین یوسف ثانی بھیجون
جان سے جانے کے عوض تیری نشانی بھیجوں

اٹھ سکے غش سے تم جب یہ خبر پاوگے
خود لب گور ہے بیمار گذر جاوے گی

جب حضرت شہربانو نے نعش کی طرف منہ کرکے اس طرح فرمایا تو اہلبیت میں کہرام برپا ہوگیا
اور جب امام حسین بھی تاب ضبط نہ لاکر باہر خیمہ کے تشریف لانے لگے اسوقت شہربانو نے
فرمایا کہ ان ابی طالب جواب ہے اس مریض کو تو جواب تحریر فرما دیجئے کہ باعث تشفی کا ہو کیونکہ
حضرت جناب امام حسین کے پاس کون سا سامان تھا جو جواب تحریر فرماتے مگر اس مظلوم نے

بخیال اسکے کہ جواب خط لکھنا ضرور ہے یہ سامان بہم پہونچایا کہ ایک سہ پیکان مقتل شہدا سے اٹھایا اور نوک ذوالفقار سے قلم بنایا اور پشت عریضۂ صغرا پر شنجرف خون اطہر سے جواب تحریر کیا کہ اے نور دیدہ! دلگیر پارہ جگر بشتر بعد صحت معلوم ہو کہ خط تمہارا میرے پاس اس وقت پہونچا کہ بجز میرے اکبر و عباس و قاسم و عون و محمد و عبداللہ و اصغر سب کے سب ظلم و ستم سے شہید ہوگئے تھے صرف میں دلگیر بعد کھانے زخم نیزہ و شمشیر کے بقصد قدمبوسی اپنے جدّ بزرگوار کے تیار تھا کہ خط تمہارا آیا ہر اک لاش کو سنایا اب میں رخصت ہوتا ہوں تم کو چاہیے کہ سلیقہ اپنی جدہ نامدار فاطمہ زہرا کا اختیار کرکے صبر کرنا اور کلمات تسلی اسطرح تحریر فرمائے نظم

صدا کسی کے بھی جیتے رہے پدر مادر — تم اپنے دل کو کڑھانا بہت نہ اے دلبر
بغیر میرے ترا گھر میں جی لگے نہ اگر — تو اپنی دادی کے ہمراہ شہر سے باہر

کسی درخت کے نیچے اکیلی رو دینا — مری جدائی سے ہمسایوں کو نہ دکھ دینا

یقین کے قید سے زندہ بچے گا گر سجاد — تو تم سے آکے مفصل کہے گا سب رُوداد
خدا کی یاد کرو اور بھلا دو باپ کی یاد — کہ صابرون سے خدا ہوتا ہے نہایت شاد

نہ انتظار میں بابا کے بیٹھیو دلگیر — کہ اب پدر سے ملاقات ہوگی کوثر پر

یہ جواب حضرت صغرا کا قاصد کو دیکر رخصت فرمایا اب آگے گذارش کرنے میں طول ہے الغرض آپ سجدہ معبود میں برجوع مشغول ہوئے آہ واویلا ہنوز سجدہ سے فراغت نہیں ہولی تھی کہ شمر لعین نے قفا سے بضرب خنجر سر امام مظلوم جدا کیا اور تمام اہل حرم دروازہ خیمہ پر رونے پیٹنے لگے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

صغرا کا واسطہ تمھیں یا شاہ دوجہان
اسکی عوض وزیر کو دیدینا تم جنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس بذکر خاص شہادت مظلوم کربلا یعنی جناب امام حسینؑ مع شہادت یک نصارا

رخصت ہے سب سے آج امام سعید کی ۔ حرمت مٹا دی ہائے کلام مجید کی

معجز نگاران اعجاز انبیائے عظام و اعجاز طرازان معجزات اوصیائے عالیمقام و صابران راہ رضا و صحرا نوردان میدان عزا و تشنہ کامان بیابان بلا اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جسوقت حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام رونق افزائے دنیا ہوئے تو واسطے سرانجام کھانا پکانے کے درگاہ رب العالمین سے ارشاد ہوا کہ آدم کو سامان اسکا بھی چاہیئے تب بحکم رب جلیل حضرت جبرئیل نے مالک یعنی فرشتہ مہتمم جہنم سے آگ طلب کی اور برابر ایک ذرہ کے آگ لیکر قصد لیجانے کا کیا اسوقت مالک نے کہا کہ اے جبرئیل اگر بجنسہ یہ آگ طبقۂ زمین پر جائے گی **بیت**

کسطرح بھی دریا بھی رہیں گے نہ کہیں کے ۔ جلجاویں گے چودہ طبق افلاک و زمیں کے

تب حضرت جبرئیل نے اس آگ کو لیکر ستر نہروں میں جو بحکم پروردگار جاری تھیں ستر ستر بار غوطہ دیا اور ٹھنڈا کیا الغرض جملہ چار ہزار و نو سو مرتبہ غوطہ دیکر آئے **بیت**

اور کوہ پہ وہ آگ دھری روح امین نے ۔ پگھلا وہ پہاڑ ایسا کہ جنبش کی زمین نے

غرض بوجہ حدت اس آگ کے پہاڑ کو تاب نہ رہی اور بحکم خدا جہنم کو وہ آگ اڑ گئی اور دنیا میں اسی روز سے آگ استعمال میں آنے لگی کیوں حضرات کیسی آگ ہوگی جہنم کی کہ ذرہ کے برابر

چار ہزار نو سو مرتبہ نہر ہائے قدرتی میں غوطہ دیکر پہاڑ پر رکھی گئی اور اسکے پرتو سے ہر ایک پتھر میں آگ پیدا ہوگئی باوجود اس کے اصل نفس اسکا باقی نہ رہا پس اب یہ مقام عبرت کا ہے کہ روز قیامت جب جہنم مجسم میں گنہگار ڈالے جاویں گے تو کیا حال ان خاکی جسموں کا ہوگا ہر ایک پیغمبر اور نبی نفسی نفسی پکارے گا بیت

فریاد کا موقع نہ محل دادرسی کا		حال اپنا ہو جب غیر تو ہے کون کسی کا

الغرض جب شور اغیاث اور فریاد کا ہر ایک صف انبیا اور اوصیا سے برپا ہوگا تب خداوند عالم فرمائے گا فرشتوں سے کہ اب میری رحمت بھی ہر ایک کو دکھاؤ رحمت سے پناہ دو تب فرشتے عرض کریں گے کہ اے بار الٰہا ہم کس طرح آتش جہنم کو ٹھنڈا کریں ندا آویگی اسوقت بیت

وہ شیشے کہ جو طاق رحیمی پہ دھرے ہیں		اور مجلس شبیرؑ کے اشکوں سے بھرے ہیں

اللہ اللہ کیا رتبہ ہے اشک عزائے حسینؑ کا کہ خداوند کریم فرماتا ہے نظم

ممکن نہیں اس آگ سے اب کوئی مفر پالے		ان شیشوں کا اک قطرہ چھڑک دو کہ یہ پٹ جائے
جلائیں گے قدسی کہ ابھی لائے ابھی لائے		شبیرؑ کے قربان یہاں بھی وہی کام آئے
بزم شہ مظلوم کی توقیر کے صدقے		زہرا ترے صدقے ترے شبیرؑ کے صدقے
لرزاں تھے پر و بال کہ دوزخ نے جلایا		پر اشک غم شاہ شہیداں نے بچایا
غفار نے کیا مژدۂ جانبخش سنایا		کچھ تیری نہ حکمت کا اثر ذہن میں آیا
آگے ہمیں حیرت تھی کہ کیسے ہیں یہ آنسو		اب آج کھلی آنکھ کہ ایسے ہیں یہ آنسو

الغرض جب وہ شیشے فرشتگان ایزدی لاوینگے تو خود رحمت ایزدی ان شیشوں کی تعظیم کو اٹھے گی اور ایک قطرہ انمیں سے لیکر آتش جہنم پر ڈالا جائے گا پس ببرکت اس اشک عزائے حسینؑ کے آتش دوزخ اس طرح گریزاں ہوگی بیت

جیسے کہ ہوا ہو دے دھواں تند ہوا سے		خس موج سے دھوپ برسے تپ خاک شفا سے

حضرات اسوقت تمام اہل محشر خنداں خنداں کہیں گے کہ نہ پانی برسا نہ ابر آیا آگ کو کس نے ہٹا

یا اسوقت منادی سرکار الٰہی آواز دیگا کہ لے اہل محشر بیت

برسا ہے نہ باران نہ ہوا کوئی چھلی ہے		یہ اشک محبان حسینؑ ابن علی ہے

کیون حضرات واقف ہوئے قدر و منزلت گریہ سے اب حال صبر و شکر آپ کے آقا کا عرض کرتا ہون انشاء اللہ بعد ازان بیان مصائب ہوگا کہ آپ لوگ گریہ کرکے سامان سرد کرنے آتش دوزخ کا جمع کرین گے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے کتاب لہوف مین ابو جعفر طبری سے اور انھون نے واقدی اور زرارہ بن صالح سے تحریر فرمایا ہے کہ جب امام حسینؑ نے مدینہ طیبہ سے قصد سفر عراق کا کیا تین روز روانگی کو باقی تھے کہ خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کی ہمنے کہ یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ مکار اور دغا پیشہ ہین بظاہر مائل باطاعت باطن میں آمادہ بغاوت بنے گئے ہین آپ قصد سفر نہ فرمائیں کہ ہم کو خیال ضرر ہے باستماع اس گذارش کے اس مظلوم نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیا پس دیکھا ہمنے کہ اسقدر ملائک بے حد و انتہا آسمان سے زمین پر نازل ہوئے کہ بجز پروردگار انکا شمار کسی سے ممکن نہین اور عرض کی اس گروہ ملائک نے کہ اے حسینؑ ہم ہمیشہ جنگہائے بدر و احد میں معین لشکر آپ کے جد کے رہے ہین اور اب آپ کی مدد کو بھی حاضر ہین اس وقت ارشاد کیا امام مظلوم نے کہ اے واقدی اور زرارہ اگر کوئی بندہ وقت مرگ قلعہ میں پوشیدہ ہو تو مفر نہ پائے گا اور اگر مجکو خوف ضائع ہونے ثواب کا نہ ہوتا تو مقابلہ کو یہ جماعت فرشتوں کی کافی تھی الّا مین خوب جانتا ہون جہاں میرے اعوان و انصار شہید ہون گے اور بجز میرے فرزند زین العابدین کے کوئی باقی نہ رہے گا پس رخصت فرمایا آپ نے جماعت فرشتون کو اور ارشاد کیا کہ جب ایسا موقع ہوگا تو دیکھا جاویگا اور کتاب ارشاد مین شیخ مفید علیہ الرحمہ نے باسناد ارشاد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے لکھا ہے کہ بعد ملائک کے بعد فوج کثیر جنات کی حاضر ہوئی اور گذارش کیا کہ یا مولا ہم سب غلام و دوستدار ... معہ علی ابن ابی طالب پدر بزرگوار آپ کے ہین آپ مجبور ہوکر سفر کو فرمانا ... غلامون کو حکم دیں کہ دشمنون کو قتل کرائیں اور آپ یہان سے حرکت نہ فرمائیں فرمایا آپ نے

کرتم سب کو خدائے کریم جزائے خیر عطا کرے کہ میری نصرت پر آمادہ ہو لیکن جب قرآن مجید
میں خدانے فرمایا کہ ہر شخص شہید ہوگا وہاں پر جہاں میری قدرت میں گذرا ہے پس ضرور ہے
کہ میں بمقام کربلا جہاں محل شہادت اور مدفن میرا ہے پہونچوں اس وقت تم رخصت ہوں
دسویں محرم کو اس وقت آنا جب گروہ اشقیا مجھے گھیر لیں پس کیا جائے گا اُس روز وہ
امر جوارشاد کریگا خالق میرا الغرض مدینہ منورہ سے آپ نے کوچ طرف عراق کے فرمایا
اور داخل کعبہ ہوئے اور وہاں بھی جائے امان نہ پائی بخیال حرمت کعبہ کے وہاں سے
بھی کوچ فرمایا **بیت**

کعبہ سے عین عرفہ کو مولا جدا ہوئے ۔۔۔ غرّہ کے روز داخل کرب و بلا ہوئے

اور عین عشرے کے دن لڑائی شروع ہوئی **نظم**

تھی ٹھیک دوپہر جو لشکر ہوا تمام ۔۔۔ تا وقت ظہر فاطمہ کا گھر ہوا تمام
برچھی لگی کلیجہ پہ اکبرؑ ہوا تمام ۔۔۔ ہاتھوں پہ شاہ کے علی اصغر ہوا تمام
تنہا جو پایا فاطمہؑ کے نورِ عین کو ۔۔۔ چاروں طرف سے گھیر لیا بس حسین کو

پس جس وقت کہ امام مظلوم تنہا رہ گئے تو واسطے ادائے حجت اخیر جناب شبیرؑ
روبرو فوج اشقیا آکر اس طرح فرمانے لگے **نظم**

پیاسے پہ جور و ظلم بھلا کیا ضرور ہے ۔۔۔ ثابت تو پہلے کر لو مرا کیا قصور ہے
کتنے مرے رفیقوں کا خون بے سبب کیا ۔۔۔ بیوجہ تم نے قتل کئے میرے اقربا
اصغر ہوا نشانۂ پیکان بلا خطا ۔۔۔ جز شکر رب زبان سے میں نے نہ کچھ کہا
کیا ہاتھ آئیگا تمھیں پیاسے کے قتل سے ۔۔۔ باز آؤ اب نبی کے نواسے کے قتل سے
کیا قہر ہے لعینوں نے ہنس ہنس کے یہ کہا ۔۔۔ مجبور ہو کے کرنے لگے عذر وا بجا
پائی بغاوت عمر سعد کی سزا ۔۔۔ آخر بچانا جان کا دشوار ہو گیا
اب بھی اگر یزید کی بیعت قبول ہو ۔۔۔ تم پھر وہی حسین ہو سبط رسول ہو

یہ سن کے رنگ چہرۂ انور بدل گیا	کف آیا لب پہ غصّے سے تن کانپنے لگا
فرمایا پھر تو منہ سے نکالو یہ کیا کہا	ہم طاعت یزید کریں شان کبریا
گردن مروڑی جس نے ہو وہ مرید کی	قدرت خدا کی وہ کرے بیعت یزید کی
ہم ہیں امام و حامی اسلام و دین پناہ	سکّہ ہے اپنی ضرب کا ماہی سے تا بماہ
محتاج اپنے در کے ہیں عالم کے بادشاہ	حرمت پہ ہے ہماری کلام خدا گواہ
کب مرتبہ میں ہم سے زیادہ یزید ہے	آیا ہمارے گھر میں کلام مجید ہے
سوچو تو دل میں کیا ہے یزید زبون سیر	بد قول و بد طریقہ و بد ذات و بد گہر
سگ رو و پُر فریب و زناکار و خیرہ سر	ایسے کا زیر دست ہو سلطان بحر و بر
افسوس تم کو فکر کچھ انجام کی نہیں	مجھ سے زبان درازیاں یہ کام کی نہیں

پس جس وقت یہ کلام شاہ انام گوش زدان بد انجاموں کے ہوا تو منفعل ہو کر سروں کو جھکا لیا اور امام مظلوم یاد خدا میں ذو الجناح کے اوپر یکہ و تنہا کھڑے ہوئے تھے مومنوں کو یاد ہوگا کہ ابتدا تمہید میں کمترین حال آمد زعفر گوش گذار کر چکا ہے لہذا حال جناب امام حسینؑ آگے عرض کرے گا اس مقام پر اس آغاز کا انجام گذارش کرنا ضرور سمجھتا ہوں سو اسطے عرض کیا جاتا ہے کہ جسوقت تنہا لیے مولا یکہ و تنہا کھڑے تھے

نظم

ناگاہ آمد آمد زعفر ہوئی بپا	تنہا تھے آپ فوج تھی باقی نہ اقربا
ناگہ اڑی وہ گرد کہ تھرّا گئے اشقیا	اس گرد میں سے ایک سوار آیا بر ملا
پاس ادب سے چھوڑ دیا خوشخرام کو	مجرا کیا حسین علیہ السلام کو
گو جانتے تھے زعفر جن کو شہ انام	پر مسکرا کے پوچھا تو ہے کون کیا ہے نام
زعفر پکارا آپ کے قربان یا امام	زعفر ہے میرا نام میں حیدر کا ہوں غلام
خادم ہوں آپ کا مجھے ممتاز کیجئے	اذن جہاد دے کے سرفراز کیجئے
شہ نے کہا کہ بھائی جو ہونا تھا ہو چکا	اب زندگی بخیر کہ در پیش ہے قضا

پھر جا تو اپنے گھر کو یہی اب مری رضا	دیوے گا تجھکو اجر شہادت کا کبریا
غم میں ہمارے نالہ و فریاد کیجیو	جب پانی پیجیو تو ہمیں یاد کیجیو

الغرض بفرمان بادشاہ انس وجان وہ سلطان جنات انسے بوجہ الامر فوق الادب رخصت ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ حال حضرت زینب دروازہ خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تھیں بیتاب ہوکر آواز دی کہ اے بھائی بہان زعفر کو کیون رخصت کئے دیتے ہو آپ نے تو وقت کوچ مدینہ اس سے وعدہ کربلا میں آنے کا لیا تھا اور نیز وقت لڑائی بیر الالم پدر بزرگوار نے بھی جب اس کے باپ کو مسلمان کیا تو وعدہ آپ کی مدد کا کربلا میں اس سے لیا تھا اس وقت امام مظلوم نے اپنی بہن کو مضطرب ملاحظہ فرما کر خیال کیا کہ زینب بیتاب ہے واسطے تشفی خواہر کے عنان ذوالجناح طرف خیمہ اطہر کے منعطف فرمائی پس تمام اہل حرم آپ کو آتے دیکھ کر تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور بیکسی ومظلومی حسینؑ دیکھکر **بیت**

اسوقت بھائی دیکھنے والوں کی پھٹ گئی	باہیں گلے میں ڈال کے زینب لپٹ گئی

پس خیمہ اطہر میں آکر جناب زینب علیا کو تشفی دیکر فرمایا کہ اے بہن مجکو کسی کی امداد کی کیا حاجت ہے اب زندہ رہکر کیا کرونگا کہ اکبر وعباس حتی کہ علی اصغر شیر خوار تک شہید ہوگیا بجز سر کٹانے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا اے بہن یہ مظلوم رخصت ہوتا ہے کہ اب وقت معینہ قریب ہے

ہان حاضران بزم عزائے شبیرؑ ہو	الوداع اخیر	ہاں سامعان کیفیت شاہ کربلا
ہان باکیان حال غریبی بے نوا		ہان ناظران سورت والشمس والضحیٰ
لیتا ہوں ہاتھ میں ورق آفتاب کو		لکھتا ہوں رخصتِ شہ گردون جناب کو
واحسرتا یہ رخصت وقت اخیر ہے		باقی کوئی جوان ہے شہ کا نہ پیر ہے
نرغہ میں اہل ظلم کے کل کا امیر ہے		دعوت میں شہ کے خنجر وتلوار وتیر ہے
قبے خیام شاہ کے اب تھرتھراتے ہین		زینب پچھاڑین کھاتی ہین شبیرؑ جاتے ہین
سیدانیون نے خیمہ میں کھولے ہین سر کے بال		روتے ہیں سب کو دیکھ کے اطفال خورد سال

بالی سکینہ کہتی ہے باہیں گلے میں ڈال — قربان جاؤں میری طرف تو کرو خیال
ثابت ہے کیا قصور جو منہ موڑتے ہو تم — اس چھ برس کے سن میں اب مجھے چھوڑتے ہو تم

گھیرے ہوئے تھے شاہ کو اہل حرم تمام — آئی نظر نہ بانوے بیکس جو تشنہ کام
جویا ہوئے جو چار طرف کو شہ انام — زینب پکاری ڈھونڈھتے ہو کس کو یا امام
فرمایا شہ نے بانوے بیکس کدھر گئی — کیا فرقت شبیہ نبی میں وہ مر گئی

اسوقت بصد اضطراب حضرت زینب نے فضہ سے خطاب کیا کہ اے فضہ بھابھی کو ڈھونڈھ لا پس بفرمان جناب زینب کے فضہ تلاش کرتی کرتی قریب جناب بانو کے پہونچی مومنین کس حال میں حضرت بانو تھیں فضہ نے آپ کو دیکھکر سر پیٹ لیا کیونکہ اس وقت حضرت بانو کا یہ حال مشاہدہ کیا **بیت**

نظم

رنڈسالہ پہنے پاس ہے کبرا کھڑی ہوئی — جھولے پہ تھی صغیر کے بانو پڑی ہوئی
فضہ قدم پکڑ کے پکاری دہائی ہے — بانو اٹھو وداع شہ کربلائی ہے
اب گھر کی اہلبیت کے دم میں صفائی ہے — بی بی کی میری روح بھی ملنے کو آئی ہے
رانڈیں پچھاڑیں کھاتی ہیں ماتم کا جوش ہے — باقر کو ہے نہ ہوش نہ عابد کو ہوش ہے

پہونچی صدائے فضہ جو بانو کے گوش تک — تھی گو کہ غش میں چونک پڑی کھل گئی پلک
یا فاطمہ جو کہہ کے اٹھی بانوی بیک — لرزا ہوا زمین کو تھرا گئے فلک
جس دم قدم بڑھایا تو کبرا کا ساتھ تھا — فضہ پہ ایک دوسرا کبرا پہ ہاتھ تھا

تھی کس ستم سے آہ بانوے خستہ جان — کبرا و فضہ شانوں کو پکڑے بصد فغان
پہلو میں تھی بہو کے ادھر فاطمہ روان — اور اسطرف کو مریم و حوا تھیں نوحہ خوان
غل تھا حیا نہیں فلک نیل فام کو — جاتی ہے مہر بخشنے بانو امام کو

پس جسوقت اس حال سے بانوے حزین قریب سلطان مومنین پہونچیں تو ملاحظہ فرمایا کہ سب مخدرات حرم گرد شاہ امم کھڑی ہیں آپ نے آواز دی کہ اے والی میرے کیا کام ہے جو

اس کنیز ناچیز کو یاد فرمایا اس وقت امام مظلوم نے ارشاد فرمایا کہ رخصت ہوتا ہوں اور یہ رخصت میری آخری ہے اب پھر کر خیمہ مین نہ آؤں گا تمھارے اکبر و اصغر کے پاس جاؤں گا تم شاہزادی عجم ہو اگر اس وقت میں مجکو مہر بخشدو تو بعید از کرم نہیں امت کا کام ہو تمھارا نام ہو یہ سنکر حضرت بانو نے سر پیٹ لیا اور عرض کی لے والی مجکو آپ کے فرمان سے کبھی انکار نہین ہوا امت پر جب اکبر و اصغر کو فدا کر دیا تو مہر کیا چیز ہے۔ نظم

یہ ذکر تھا پکارے جو شبیرؑ الوداع
کبرا سکینہ بانوے دلگیر الوداع
فضہؓ رقیہؓ زینبؓ ہمشیر الوداع
اب لوٹنے کو آئیں گے بے پیر الوداع
امید اب نہیں ہے جو پھر کر کے آئین ہم
عابد سے کہدو ہوش مین آؤ تو جائیں ہم

سجّاد کے سرھانے گئیں بیبیان تمام
دیکھا پڑا ہے غش میں وہ نو بادۂ امام
بانو یہ سر کو پیٹ کے کرنے لگی کلام
بیٹا اٹھو میں لٹتی ہون رن کو چلے امام
محشر دکھائی دیتا ہے نزدیک دور سے
بابا تمھارے جاتے ہین مل لو حضور سے

پہونچی جو غش میں کان میں عابد کے یہ صدا
وہ آہ سرد کھینچی کہ عرش بریں ہلا
اٹھے عصا کو تھام کے جلدی بصد بکا
عمامہ سر سے پھینک دیا اور یہ کہا
درد اجوان ہو کے نہ سر کو کٹائین ہم
بابا تو جائیں مرنے کو اور مر نہ جائیں ہم

یہ کہہ کے لڑکھڑاتے ہوئے بے جگر چلے
مطلق نہ ہوش تھا کہ کہاں تھے کدھر چلے
شانوں کو تھامتے ہوئے خیر البشر چلے
جنات ادھر تو قدسی ادھر نوحہ گر چلے
دیکھا یہ شہ نے دور سے سجّاد آتے ہین
پر ضعف کے سبب سے قدم تھرتھراتے ہین

آئے قریب شہ کے جو سجّاد نیک نام
فرمایا السلام علیک ایہا الامام
شہ نے دیا جواب سلام اور یہ پیام
اسرار علم غیب مبارک تمھیں تمام
تم ہو امام وقت یتیموں کو پالنا
ہم سر کٹانے جاتے ہین تم گھر سنبھالنا

پھر رو کے بولے آؤ گلے سے لگو ذرا
باہین گلے مین ڈال کے عابد لپٹ گیا

اسوقت ایک محشر تازہ بپا ہوا
ہوین تھیں گرد بیچ مین وہ دونون مقتدا
غل تھا کہ آسمان و زمین آج ہلتے ہین
فرقت نصیب یوسفؑ و یعقوبؑ ملتے ہین
ہاں شیعو پیٹو سر کہ قیامت کا وقت ہے
عابدؑ سے اب حسینؑ کی رخصت کا وقت ہے
رو لو عزیزو آج یہ رقت کا وقت ہے
کیا دم کا اعتبار یہ فرصت کا وقت ہے
کہرام ہے امام کے گھر میں پڑا ہوا
ڈیوڑھی پہ ذوالجناح ہے شہ کا کھڑا ہوا

الغرض امام مظلوم اہلبیت اطہار سے رخصت آخر حاصل کرکے پھر مقابل قوم جفاکار کے تشریف لائے اور ذوالفقار حیدر کرار کھینچکر سیکڑوں ملاعین کو فی النار کیا اسی عرصہ مین قیس لعین لشکر سے نکلکر عمر سعد سے کہنے لگا کہ اگر سر حسین جاکر کاٹ لاؤں تو کیا انعام دیگا بیت

وہ بولا سر حسینؑ کا جو کاٹ لائے گا
جو کچھ طلب کرے گا اسی وقت پائے گا

الغرض وہ ملعون روبرو سیّد ابرار آکر کلمات تکبر کہنے لگا تب امام مظلوم نے بھی ذوالفقار علم کرکے اس لعین پر وار کیا نظم

کاٹا سپر کو سر پہ گری سر جدا کیا
یکدست دل کو سینہ سے جاکر جدا کیا
دو حصہ فرق تن کو برابر جدا کیا
مرکب سے بوقبیس کا پیکر جدا کیا
پیکر جدا کیا تو وہ آبیٹھی زین پر
یہ بیٹھی زین پر تو گرا وہ زمین پر
آئی صدائے خالق غفار واہ واہ
اے نور عین احمد مختار واہ واہ
اے صدمہ و بلا کے گرفتار واہ واہ
کہتے ہین اسکو ضربت تلوار واہ واہ
لیکن بہت نہ تیغ کے جوہر دکھائیے
اب امتحان صبر کا ہے سر کٹائیے
مظلومیت بھی ہم کو دکھاؤگے یا نہین
نیزوں کے وار جسم پہ کھاؤگے یا نہین
دوزخ سے عاصیوں کو بچاؤگے یا نہین
سینہ پہ شمر کو بھی بٹھاؤگے یا نہین
دربار مین مرے یہ رسائی کا وقت ہے
عاشق مرے یہ وعدہ وفائی کا وقت ہے
صغرٰی مین مہر کی ہے شہادت کیواسطے
اب سر کٹاؤ بخشش امت کیواسطے

صدمے اٹھاؤ شیعوں کی راحت کے واسطے — جنت ترے لئے ہے تو جنت کے واسطے
مختار تم ہو کوثر و خلد و جحیم کے — مالک ہو کائنات خدائے کریم کے

جس دم یہ حکم خداوند دو جہان ہمارے مولا نے سنا تیغ شرر فشان کو میان میں کر کے عمامہ سر سے اتار کر ہاتھوں پر رکھا اور اس طرح عرض کی بیت

جو تیرا حکم ہو وہ بجا لائے گا حسینؑ — سر دے کے تیری راہ میں مر جائیگا حسینؑ

اے پروردگار میرے اس بندہ کو کیا عذر ہے اب صرف شمر کا انتظار ہے لیکن یہ جان نثار بندہ گنہگار ہے میرے سر پہ شہادت کا بار ہے بیت

شمشیر و تیر کھانے کو موجود ہے حسینؑ — تو خوش ہو دکھ اٹھانے کو موجود ہے حسینؑ
سینہ پہ بیٹھے شمر ستمگر میں شاد ہوں — پھر جائے حلق خشک پہ خنجر میں شاد ہوں
بلوہ میں سر برہنہ ہو خواہر میں شاد ہوں — لٹ جائے تیری راہ میں سب گھر میں شاد ہوں
راضی ہوں رخ سکینہ کا سیلی سے لال ہو — نیزہ پہ میرا سر ہو بدن پامال ہو

ناگاہ ہر طرف سے گھر آئی سپاہ آہ — ابر ستم میں گھر گیا زہرا کا ماہ آہ
حیرت ہے کیوں نہ گر پڑا عرش آہ آہ — بوچھار کر دی تیروں کی حضرت پہ آہ آہ

یوں تو بہت سے زخم ہر اک عضو تن پہ تھے — نو سو خدنگ ظلم کے روزن بدن پہ تھے

دو سو تھے زخم تیروں کے سینہ سے تا کمر — اکادن آہ زخم تھے تیغوں کے سر بسر
اب شرح زخم سنگ جفا سخت ہے مگر — وہ حال من وعن نہیں آتا زبان پر

زخموں سے چور چور شہ نامدار تھے — لکھا ہے زخم جسم پہ سب دس ہزار تھے

یہ نکتہ بس ہے مومنوں کے شور و شین کو — تیغوں سے چور کر کے شہ مشرقین کو
پتھر لگائے سنگدلوں نے حسینؑ کو — آخر غش آیا فاطمہ کے نور عین کو

لرزہ ہوا زمین کو فلک کانپنے لگے — گھوڑے پہ شاہ جن و ملک ہانپنے لگے

اب کیونکر عرض کروں مومنین روایت ہے کہ جس وقت تمہارے آقا زخموں سے چور چور

ہو گئے اور طاقت ذوالجناح پر بیٹھنے کی نہ رہی کوئی نہ تھا کہ اس وقت امام مظلوم کو ذوالجناح سے سہارا دیکر اوتارے اور آپ کو غش آنے لگے للمؤلفہ

گھوڑے کو حال شہ جو دگرگوں نظر پڑا
گھٹنے زمیں پہ ٹیک کے بیٹھا وہ باوفا

غش سے امام دیں کو افاقہ جو کچھ ہوا
آہستہ ذوالجناح سے اترے شہ ہدیٰ

آئی ندا کہ رحل سے قرآن گر پڑا
رکن رکین کعبہ ایمان گر پڑا

گیسوئے مشکفام کیے رخ پہ شہ نے وا
ہاتھوں پہ رکھا سبز عمامہ لہو بھرا

اور ہاتھ اٹھا کے جانب افلاک یہ کہا
راضی ہوا حسینؑ سے اب رب ذوالعلا

بندہ نے آج وعدۂ طفلی ادا کیا
بچپن تلک حسین نے تجھ پر فدا کیا

اب عہدۂ شفاعت امت حصول ہو
کنبہ کی اور میری شہادت قبول ہو

راضی ہوں قید آل جناب رسول ہو
لیکن نہ قید نار سے امت ملول ہو

خواہش ہے تخت کی نہ مجھے تاج کی ہوس
لیکن سناں پہ سر کو ہے معراج کی ہوس

اکبر کو پہلے راہ میں تیری کیا فدا
عباس کو نثار کیا تجھ پہ کبریا

ابن حسن کے مردے پہ ماتم نہیں کیا
دو بھانجوں کی لاشیں اٹھائیں جدا جدا

جو کچھ دیا تھا تو نے وہ سب لیکے آتا ہوں
اب تیری بارگاہ میں سر لیکے آتا ہوں

آتا حضور میں ہوں نہایت میں شرمسار
جز سر کے کوئی ہدیہ نہیں پاس کردگار

فضل و کرم سے ہوں ترے لیکن امیدوار
دوزخ سے کردے امت عاصی کو رستگار

مقبول التماس ہو ابن بتول کی
یا ذوالجلال بخشدے امت رسول کی

زینب کا سر کھلے تو کھلے کچھ نہیں الم
یہ ہو کسی طرح کا نہ امت کو درد و غم

سو بار ہو گلا جو تہ خنجر ستم
بھولوں نہ یاد امت احمد میں ایک دم

گھر میرا گر لٹے تو لٹے شاد یہ رہیں
میں ہوں تباہ خلق میں آباد یہ رہیں

آئی ندا حبیب کہ اے فدیہ خدا
کیا کام تو نے آج کیا واہ مرحبا

راضی ہوا حسینؑ بہت تجھ سے کبریا
راہ رضا میں خوب تو ثابت قدم رہا

تجھ سا نہ ہوگا صابر و شاکر جہان میں
کیا آج پورا اترا ہے تو امتحان میں

ہنوز اس عابد و معبود میں یہ کلام ہو رہے تھے کہ ناگاہ سنان بن انس بقصد جدا کرنے سر امام مظلوم کے قریب آیا اسوقت

بیت

زہرا نے دی تڑپ کے صدا ذوالجلال کو
یارب دوہائی مارا ہے بیکس کے لال کو

یہ ضبط کی جگہ نہیں اے رب ذوالجلال
اب زیر عرش کھولتی ہوں اپنے سر کے بال

اہل جفا نے باغ کیا میرا پائمال
اسپر بھی صبر بنت نبی نے کیا کمال

بیوجہ اس لعین نے مجھے اب ستایا ہے
سیدؑ کو بے قصور طمانچہ لگایا ہے

یہ سن کے غش سے چونک پڑے شاہ خوشخصال
زہرا سے ہاتھ باندھ کے رو کر کیا سوال

اماں خدا کے واسطے کھولو نہ سر کے بال
آئے ورنہ سب پہ ابھی قہر ذوالجلال

صورت نہ ہوگی پھر کوئی اُمت کے چین کی
برباد ہوگی سب ابھی محنت حسینؑ کی

امت کے واسطے میں برادر کو کھو چکا
نور نگاہ حضرت شبّرؑ کو کھو چکا

اٹھارہ برس علی اکبرؑ کو کھو چکا
کھلوا کے تیر ہاتھوں پہ اصغرؑ کو کھو چکا

اب خود بھی راہ حق میں بیجان ہوتا ہوں
امت پہ نانا جان کی قربان ہوتا ہوں

آئی صدا رسول کی زندہ میں ہوتا گر
تو آج صدقے ہوتا میں اپنے نواسے پر

تم کرتے ہو نثار جو امت پہ اپنا سر
کیونکر نہ ہو یہ دودھ کا زہرا کے ہے اثر

اس دکھ میں یاد امت خیر الانام ہے
واللہ اے حسینؑ یہ تیرا ہی کام ہے

شہ نے سلام جھک کے کیا اور یہ کہا
سب پرورش ہے آپ کی اے فخر انبیا

خادم ہوں میں حضور کا احسان ایسیں کیا
امیدوار میں ہوں کہ اب کیجئے دعا

جسوقت شمر ذبح مجھے بے خطا کرے
شبیرؑ بہر بخشش اُمت دعا کرے

پس اسوقت تمام فوج نے عمر سعد سے کہا کہ ہم نے حسینؑ کو گھوڑے سے گرادیا لیکن سر

اس امام زادے کا اپنے ہاتھ سے جدا نہ کریں گے کیونکہ جو کوئی سر جدا کریگا اسی پر سب مظلمہ خون حسینؑ کا ہوگا یہ بات سنکر عمر سعد بدنہاد متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ اے برادرو اگر تم انکار کرتے ہو سر جدا کرنے سے تو لشکر میں کسی گبرو مجوس کو ڈھونڈھو اور مال و زر دینے کو کہو کہ سر حسینؑ جدا کردے اتفاقاً اس روز لشکر عمر سعد میں ایک تاجر نصرانی وارد ہوا تھا چند اشقیا اس کے پاس گئے اور کہنے لگے **بیت**

لے گا کہیں سے مال تجارت اگر ملے	وہ کام کر کہ جس میں بہت مال و زر ملے

اسوقت نصرانی نے دریافت کیا کہ کیا سبیل زر کثیر ملنے کی ہے کیونکر عرض کروں مومنین کہ ان ملاعین نے جو اس نصرانی سے کہا کہ وہ کلمے زبان سے میری نہ نکلیں گے پس خود خیال کریں شیعیان حسینؑ ابن علی کہ وہ کیسے کلمے ہوں گے وہ کہنے لگے ایک شخص نے خروج کیا تھا حاکم پر اب وہ مجروح پڑا ہے اسکا سر چلکر کاٹ دے اور سر کے برابر مال و زر لے **بیت**

وہ بولا کوئی طالب خون اس کا کیا نہیں	سب بولے تھے پر اب کوئی باقی رہا نہیں

الغرض یہ سنکر ہاتھ میں خنجر برہنہ نصرانی لیکر قتل گاہ میں آیا جسوقت قریب جسد اطہر امام مظلوم پہونچا تو دیکھا کہ آپ واسطے بخشش امت گنہگاروں کے دعائے مغفرت فرماتے ہیں پس فوراً اس مقبول درگاہ نے خیال کیا کہ یہ تو کوئی خدا رسیدہ مظلوم ہے اور اپنے دل میں کہنے لگا **نظم**

بے شبہہ یہ بشر کوئی عالی مقام ہے	واللہ یہ نبی ہے کوئی یا امام ہے
یہ دل میں سوچ سوچ کے وہ بندۂ خدا	آیا قریب دلبر محبوب کبریا
بعد از سلام دست ادب جوڑ کر کہا	اے شخص اپنا اسم مبارک مجھے بتا
بتلا کوئی امام ہے تو یا رسول ہے	کس گلشن بہار شرافت کا پھول ہے
سجدے سے سر اٹھا کے اشارے سے بولے شاہ	اے شخص ایک لحظہ ٹھہر جا ہائے آہ
دو روز سے پیا نہیں پانی خدا گواہ	تالو سے لگ گئی ہے زباں حال ہے تباہ
ہونٹوں پہ میں زبان کو پھرا لوں تو کچھ کہوں	اکدم ٹھہر کہ ہوش میں آلوں تو کچھ کہوں

فرمایا پھر پھرا کے زبان خشک لب پہ آہ — کونین کا امام ہون مین فاطمہؑ کا ماہ
نانا مرے رسولؐ خدا ہین جنہ گواہ — بھائی حسنؑ ہین باپ علیؑ ضیغم اِلٰہ

اے شخص مصطفےٰؐ کا نواسا حسینؑ ہے — اور آج تین روز کا پیاسا حسینؑ ہے

مہمان مجھے وطن سے بلایا لعینون نے — مہمان بلا کے ہمکو ستایا لعینون نے
پانی نہ ساتوین سے پلایا لعینون نے — کچھ رحم بے وطن پہ نکھایا لعینون نے

بیکس پہ ظالمون نے ستم پر ستم کیا — گلشن ہمارا تیغون سے بالکل قلم کیا

یہ فرما کر ارشاد کیا کہ اے بندۂ خدا میرے عزیز و انصار اس لشکر کفار نے شہید کیے قاسم بھتیجا اکبر سا بیٹا اصغر صغیر نشانۂ تیر کیا مین نے بجز شکر رب کچھ نہ کہا لیکن تو کون ہے جو اسوقت مین مجھ پر سلام کیا اور کیا مطلب ہے نظم

بتلا کہان سے آیا ہے اے مرد خوش سیر — گھبرا رہا ہے کیا تجھے کسی دشمن نے آنکر
گو مبتلائے صدمہ و ایذا ہون مین مگر — حلّال مشکلات خلائق کا ہون بسر

عقدہ ہے کیا مین عقدہ کشائی کرون تری — پابند فکر ہو تو رہائی کرون تری

در پیش کیا مہم ہے بتا دے تمین سر کرون — گر مال کی ہوس ہے تو ذرون کو زر کرون
دریا مین قطرہ قطرہ کو لعل و گہر کرون — ہو خواہش پسر تو عطا مین پسر کرون

فاقہ ہے ہو تو رزق فراوان ابھی ملے — ایمان کی طلب ہو تو ایمان ابھی ملے

سیر بہشت کہہ تو دکھا دون ابھی ابھی — گر کوئی مر گیا ہو جلا دون ابھی ابھی
بھولا جو ہو تو راہ بتا دون ابھی ابھی — جو مانگے وہ خدا سے دلا دون ابھی ابھی

گو تین دن کی پیاس سے دل بیقرار ہے — لیکن خدا کے گھر مین ہمین اختیار ہے

یہ کلام امام عالیمقام سنکر وہ مبتلائے غم شفقت امام اکرم پر رونے لگا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ اے شخص اسوقت تیری گفتگو نے دل کو ہلا دیا ایسے وقت مین کریمی اور رحیمی کرنا بجز خاصان خدا کے بشر کا کام نہین ہے تجکو قسم ہے اپنے پروردگار کی کہ اپنے نام و نسب

سے آگاہ کر اسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے نصرانی نظم

آزاد ہو کہ نائب مشکلکشا ہون مین	حاجت روائے خلق شہ کربلا ہون مین
زہرا کا لال سبط رسول خدا ہون مین	حقا برادر حسن مجتبےٰ ہون مین
آرام روح فاتح بدر وحنین ہون	مین بیکس وغریب ومسافر حسینؑ ہون

بسماعت اس ارشاد کے عرض کیا اُس نصرانی نے کہ اے امام کونین ابا عبداللہ الحسینؑ یہ گنہگار واسطے ذبح کرنے آپ کے آیا تھا لیکن اب چاہتا ہون کہ آپ کے فرق مبارک پر قربان ہون بیت

بخشو مرا قصور پیمبرؐ کا واسطہ	کلمہ پڑھاؤ حیدر صفدر کا واسطہ

خدا ان ملعونون کا بُرا کرے کہ مجکو روسیاہ کرنے کے لئے بھیجا تھا امام برحق ہو میری تقصیر معاف فرمائیے اذن وغا دیجئے کہ مین بھی اپنا سر فدا کرون القصہ وہ نصرانی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور اجازت کارزار سید ابرار سے لیکر عازم لڑائی کا ہوا تب امام مظلوم نے فرمایا نظم

شرمندہ ہون کہ خاطر وخدمت نہو سکی	مہمان عفو کر تری دعوت نہو سکی
زینب درِ خیام پہ سنتی تھی یہ بیان	گھبرا کے شاہ دین کو پکاری وہ خستہ جان
یہ کس سے عذر کرتے ہو اے سید زمان	بولے حسینؑ تازہ مسلمان ہے یہ جوان
شرمندہ ہون یہ میرے سر پہ رخصت جنگ کا آتا ہے	مہمان تمہارے بھائی کا مرنے کو جاتا ہے

عزیزو حضرات کیا خوش نصیب تھا وہ مقبول درگاہ خدا کس ارادہ سے آیا تھا اور کیا منصب پایا بسماعت اس کلمہ کے نظم

زینب پکاری اسکی محبت کے مین نثار	دعوت ہین دو بہشت ملے فلک وقار
تم ہو سخی سوال کرو دونہ زینہار	اقرار مین بھی کرتی ہون اے شاہ نامدار
جو ارزنہ حلد مین قدم اپنا دھرونگی مین	پہلے اسے بہشت مین داخل کرونگی مین
پھر بھیجا خیمہ گاہ سے فضہ کو اور کہا	پیغام دے حسینؑ کے مہمان کو مرا
لشکر بلا مین کہتی ہے یہ بنت مرتضاؑ	محتاج فاقہ کش ہون میسر نہین غذا

لیکن بہشت مین تری دعوت کرونگی مین ۔ جو کچھ طلب کرے گا عنایت کرونگی مین

رخصت ہوا غرض شہ گردون مقام سے ۔ رو رو کے خواہر شہ دین کے کلام سے
آکر کہا بطیش و غضب فوج شام سے ۔ حق نے نجات دی تجھے تم سب کے دام سے
تعصب ... نے جلو مورد قہر خدا کیا ۔ سرو نبی نے گلشن جنت عطا کیا

لعنت تمہارے فعل پہ اے قوم رو سیاہ ۔ اپنے نبی کی آل پہ یہ جور و ظلم آہ
جسکا لقب حسین ہے ماہی سے تا بماہ ۔ کہتے ہو جسکا رب بھی اسے اللہ کی پناہ
پڑھ پڑھ کے کلمہ نام پیمبر کا رٹتے ہو ۔ یہ کون ہے رسول کا جسکو رلاتے ہو

ارے ظالمو یہ نبی کا لال ہے امام خوشخصال علی و فاطمہ کا نور نظر ہے جسکو تم قتل کرتے ہو یہ کہکر فوج اشقیا پہ حملہ کیا اور بہت سے ظالمون کو بضرب شمشیر فی النار کیا کہ تمام لشکر عمر سعد مین کشتون کے پشتے ہوگئے اور شور الغیاث برپا ہوا اللہ اللہ کیا عزت پائی اس

تازہ مسلمان نے بیت

دیتی تھی یہ عقب سے ندا مادر حسین ۔ زہرا ترے نثار رہو اے یاور حسین
نظم
گھبرا نہ جانا گو ہے ادھر فوج بیشمار ۔ موجود ہین مدد پہ تری شاہ ذوالفقار
ہان قاتل حسین کا سر تن سے لے اتار ۔ تا ذبح سے بچے ترا آقا اے نامدار
ورنہ ڈبوئے گا یہ سفینہ بتول کا ۔ لوٹے گا آج شمر خزینہ بتول کا

ہنوز یہ آواز حضرت فاطمہ کی سن رہا تھا اور لڑائی مین مصروف تھا قربان ہو جان شیعوں کی صبر و تحمل مولا پہ کہ اس وقت اس غازی کو نظم

یہ دی صدا حسین نے ہان ہاتھ تھام لے ۔ امت نبی کی سہے نہ بہت انتقام سے
اب سر کٹا کے گلشن دار السلام لے ۔ پیاسا ہے باباجان سے کوثر کا جام لے
ہمنے انھین کے واسطے ہر دکھ اٹھایا ہے ۔ گھر اپنا بہر بخشش امت لٹایا ہے
غازی نے منہ کو پھیر کے دیکھا سوئے امام ۔ منہ پھیرتے ہی ٹوٹ پڑی سب سپاہ شام

سر پر لگائی بڑھ کے کسی شخص نے حسام ‌‌ تیورا کے گر پڑا وہ قریب شہ انام

شفقت سے شہ نے دست کرم پشت پر جو پھیرا ‌‌ اللہ رے قدر زانوے اقدس پہ سر دھرا

تب اُسنے کی یہ عرض کہ اے شاہ نامدار ‌‌ اک بی بی میرے بالین پہ رونی ہو زار زار

آغوش مین لئے ہین مجھے دو بزرگوار ‌‌ یہ کون ہین تو شہ نے کہا ہو کے اشکبار

زہرا بی بی نوحہ خوان مری امان بتول ہین ‌‌ وہ دو بزرگوار علی و رسول ہین

ناگاہ کانپنے لگا وہ سر سے تا بسپا ‌‌ بولا گواہی دیتا ہون یا شاہ کربلا

پیغمبر خدا ہین نبی لحمہ نبیا ‌‌ پھر مرتضےٰ وصی نبی شاہ لافتا

پھر نائب علی حسن سبز قبا ہین ‌‌ بعد از حسن حسین ع ہمارے امام ہین

الغرض تمام عقائد اپنے جناب امام حسین ع کے رو برو بیان کئے اور عرض کی کہ یا مولا میرے گواہ رہیے گا اسی حالت مین دیکھا اُسنے کہ حوران جنان حلہ ہاے بہشتی لئے ہوئے کھڑی ہین اور باشتیاق تمام بلا رہی ہین اسوقت خدمت بابرکت جناب امام حسین ع مین بیت

کی عرض اب رہونگا نہ دنیاے زشت مین ‌‌ آقا اب مجھے بلاتی ہین حورین بہشت مین

نظم

صدقے ہے تیرساے خلعت شاہ ذوالفقار ‌‌ جنت کی صاف مجھکو نظر آتی ہے بہار

پھر سر کو رکھ دیا قدم شہ پہ ایک بار ‌‌ آنکھون کو پاے شہ پہ ملا ہو کے بیقرار

کس شان سے بہشت کو وہ خوش عمل گیا ‌‌ سر شاہ کے قدم پہ رہا دم نکل گیا

مومنین حضرات اب تو تمھارے مولا کا کوئی بھی معاون باقی نہین رہا اب وہ وقت آتا ہے کہ تمھارے امام بے سر ہونگے زینب بھائی سے بچھڑیگی جب ابن بندۂ خدا کو شہید کر کے فراغت پائی جو تازہ مہمان حسین ع کا تھا نظم

ناگاہ فوج سے عمر سعد نے کہا ‌‌ ہان کاٹ لو حسین ع کا سر دیکھتے ہو کیا

یہ سُن کے اپنی فوج سے شمر لعین بڑھا ‌‌ اب کیا کہون جو ظلم ہوا وا مصیبتا

زانو تو سینۂ شہ مظلوم پر رکھا ۔ خنجر کمر سے کھینچ کے حلقوم پر رکھا

مضمون یہ غضب کا ہو اب وارد کتاب ۔ اغلب ہو شیعیان علیؑ کو رہے نہ تاب
اُسدم کہا حسینؑ نے اُس سے باضطراب ۔ اے شمر تین روز کا پیاسا ہون آب

اک بوند پانی دے مین نبی کا نواسا ہون ۔ بولا شقی مین خون کا حضرت کے پیاسا ہون

اُسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اچھا پانی نہ دے مگر خیمہ کی طرف دیکھ لے کہ کوئی بی بی تو نہین آتی اسوقت اُس ملعون نے کہا کہ اے حسینؑ ایک بی بی ننگے سر چلی آتی ہو تب امام مظلوم نے فرمایا اے شمر اب اسوقت یا تو میرے گلے پر جلدی سے خنجر پھرا دے کہ زینبؑ میرا گلا کٹتے نہ دیکھے یا ایک دم توقف کر کہ بہن سے مل لون کہ اسی عرصہ مین حضرت زینب نے آواز دی نظم

بھیا حسینؑ میری غریبی پہ رحم کھاؤ ۔ کس جا ہو کس طرف ہو مین بھی وہان بلاؤ
بھینا نثار بھینا کو بھی ساتھ لیتے جاؤ ۔ بھیا خدا کے واسطے آواز تو سناؤ

دروازے پہ کھڑے ہوے سادات روتے ہین ۔ آواز دی حسینؑ نے ہم ذبح ہوتے ہین

سینہ پہ شمر بیٹھا ہے کیونکر صدا سنا ئین ۔ خنجر ہمارے حلق پہ ہے کس طرح بلائین
اُسدم سکینہ جان کو اپنی کہان سے لائین ۔ حسرت ہے ایک مرتبہ اسکو گلے لگائین
پھر میرے بعد کون ترس اُسپہ کھائیگا ۔ شمر لعین اُسکو طمانچے لگائے گا

لو بھینا اب حسینؑ سے رخصت ہو الوداع ۔ شبیر کا سفر سوے جنت ہو الوداع
وقت دعا ہے بخشش اُمت ہے الوداع ۔ اب تم ہو اور ہر ایک مصیبت ہو الوداع
ہمشیر جاؤ بہر خدا خیمہ گاہ مین ۔ شبیر ذبح ہوتا ہے خالق کی راہ مین

ناگاہ پھیری شمر نے گردن پہ تیغ آہ ۔ کٹنے لگین گلے کی رگین وا محمداہ
جب سوے خیمہ دیکھ سکے با حالت تباہ ۔ بولے تصور حرم محترم مین شاہ
لو اے سکینہ کوچ ہے دنیا سے باپ کا ۔ اے عابدؑ مریض خدا حافظ آپ کا

کہ ناگاہ اسی عرصہ مین جناب زینب قریب جسد اطہر پہونچ گئین کیونکر عرض کرون کہ حضرت زینب نے بھائی کو کس حالت مین دیکھا کہ اس شہسوار دوش رسول مختار کے سینۂ اقدس پر شمر ستم شعار سوار تھا پس زینب جگر فگار کو ضبط کرنا دشوار ہو گیا اور بیتاب ہو کر بیت

بھیّا حسین کہہ کے گلے سے لپٹ گئی ۔ وان بوسہ گاہ احمد مختار کٹ گئی

پس اسوقت حضرت زینب لاش مبارک پہ اسطرح بین فرماتی تھین کہ اے بھائی جان نظم

اماں نے تمھین سونپا تھا تم نے کسے سونپا ۔ بتلاؤ اخی کون ہے اب کنبہ مین میرا
تم تھے مرے مالک مرے آقا مرے مولا ۔ مین آپ کی لونڈی تھی مین خواہر تھی مین شیدا
لوٹینگے جو اعدا کسے چلائیگی زینب ۔ اے وارث زینب کدھر اب جائیگی زینب

مان باپ کا مرنا نہ ہوا تھا مجھے معلوم ۔ کہتی تھی کہ قائم تمھین رکھے مرا قیوم
یان آئی برا ہو گیا بھائی مرا مقسوم ۔ آگے مری آنکھون کے کٹا بھائی کا حلقوم

دم تن سے نکلتا نہین اور دل کو قلق ہے ۔ تم مر گئے مین جیتی ہون کیا قدرت حق ہے

تمکو نہ محبت تھی تمھین تھی مری الفت ۔ خنجر کے تلے بھی مجھے دیکھا کئے حضرت
ہے کہا ہے مجھے اماں سے ہوی سخت ندامت ۔ پوچھین گی ضرور آپ سے خاتون قیامت

زینب تھی کہان جب یہ بلا تمپہ پڑی تھی ۔ اماں سے نہ کہنا کہ بہن در پہ کھڑی تھی

کیون ہاتھ کلیجہ پہ ہے بھائی سید والا ۔ یان تیر لگا ہے کہ کوئی ظلم کا بھالا
یا درد ہے اس کا جو ہوا گیسوؤن والا ۔ یا شمر جو بیٹھا تھا جگر ہے تہ و بالا

خواہر تری غربت پہ فدا ہو گئی بھیّا ۔ تنہائی مین گردن بھی جدا ہو گئی بھیّا

زینب پہ ترس کھائیے واری گئی زینب ۔ پردے مین بٹھا جائیے واری گئی زینب
کہتی تو مجھے ننھی سے ... واری گئی زینب ۔ سب روتے ہین سمجھائیے واری گئی زینب

اب میری خبر کیا ہو کہ خود گھر مین نہین ہین ۔ لاش آپکی گھیرے ہوئے سادات کھڑے ہین

اگر قصہ پڑھنا منظور ہو تو ڈھونڈ آخر مجلس پہ جو تحریر ہوئے ہین پڑھدو ورنہ چھوڑ دو ۱۲

لو خون بھرا جامہ اتارو میں تصدق … اُجلی سی قبا تن پہ سنوارو میں تصدق
زینب کو بہن کہہ کے پکارو میں تصدق … کنبے کو ہر اک غم سے ابھارو میں تصدق

قابل نہ ہو گرا سکے یہ بے وارث و والی … اپنے علی اکبر کی کہو پالنے والی

بھیا مجھے پردیس میں در در نہ پھراؤ … بھیا مجھے زندان کی آفت سے بچاؤ
بھیا مجھے درباروں کا بلوانہ دکھاؤ … بھیا ذرا کوئی نہیں یاں چھوڑ نہ جاؤ

دربار کے جانے سے بچاؤ مجھے بھیا … خدمت کے لئے پاس بلاؤ مجھے بھیا

اتنے میں کہا بانو نے اب دل کو سنبھالو … دامن تو ذرا منھ پہ سکینہ کے اڑھا لو
کچھ گھیرنے کے واسطے خیمہ سے منگا لو … یا پردہ کی خاطر مرے اکبر کو بلا لو

سر کھول کے منھ خون میں والی کے بھر دونگی … اب لاش پہ منھ چوڑیاں ٹھنڈی میں کر دونگی

لو ختم ہوئی زینب ناشاد کی زاری … اب فاطمہؑ کے خاص غلاموں کی ہو باری
لاشہ سے جدا ہوتی ہے شہزادی تمہاری … لو شیعو تمہیں سونپتی ہیں تعزیہ داری

غش آیا ہے مجلس میں رسول عربیؐ کو … جی کھول کے اب رو لو حسینؑ ابن علیؑ کو

اب جناب زینب او بانوؑ کا حال کیا عرض کروں

اب عرض و زیر یذ امام ہو … ذاکر ہوں زائروں میں بھی مرقوم نام ہو

نظم

زینب کا یار دخاک اڑانا کہوں میں کیا … مقتل سے پیٹتے ہوئے جانا کہوں میں کیا
حضرت کے سر کا اشک بہانا کہوں میں کیا … ڈیوڑھی پہ ذوالجناح کا آنا کہوں میں کیا

زمین سے لوٹ سکتا تھا تازہ حسینؑ کا … اک حشر تھا کہ یہ ہے جنازہ حسینؑ کا

پس جس وقت کہ وہ گھوڑا اور خیمہ اطہر پر آیا تمام اہلبیت میں اک حشر برپا تھا اور نظم

غل تھا کہ اے فرس شہ والا کو کیا کیا … ہے ہے امام بیکس و تنہا کو کیا کیا
اے ذوالجناح دلبر زہراؑ کو کیا کیا … جا لائی تھی سکینہ کہ بابا کو کیا کیا

اس میں سے جگر یہ جو صدمہ گذر گیا … گھوڑے نے سر زمین پہ پٹکا کہ مر گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس در احوال آمدن حضرت شہربانو بعقد امام مظلوم و تباہی و پریشانی آن مخدومۂ کونین روز عاشورا

مجمع رنج و مصیبت جسند اہے بانوؑ | صاحب تا فلہ آہ و بکا ہے بانوؑ

عاشقان مجالس جناب سید الشہدا و مؤلفان حال سرور شہدا بیان تشریف آوری حضرت شہربانو بخدمت جناب امام حسینؑ سبط رسول ثقلین باستیج پر تحریر فرماتے ہین کہ جناب شہربانو دختر نیک اختر یزدجرد بادشاہ عجم کی خاندان کسریٰ سے تھین لیکن بوجہ اسکے کہ خداوند تعالےٰ نے ابتدا سے قدر و منزلت قسمت مین تحریر کی تھی لہذا طفولیت سے باشتیاق دیدار جناب شہید کربلا بیتاب رہتی تھین اور سبب اسکا یہ تحریر کیا ہے کہ ایک روز جناب فاطمہؑ کو خواب مین دیکھا بیت

اللہ کی قدرت کسے دکھلا گئی زہراؑ | اور نام بھی شبیرؑ کا بتلا گئی زہراؑ

جسوقت کہ خواب سے آپ بیدار ہوئین اُسیوقت سے باشتیاق فرزند رسول مختار مضطرب اور پریشان رہتی تھین اور پریشانی کا عجب حال تھا نظم

اندوہ مین کچھ زیر لب آہستہ سے کہنا | گہ دینا جواب آپ ہی گہ سکتے مین رہنا
دن رات کا رونا وہ تپ ہجر کا سہنا | وہ سانس کا رُکنا اور اُدھر اشکون کا بہنا

پوچھا جو کسی لونڈی نے تیار ہے کھانا ۔۔۔ تو رو کے یہ کہنا مجھے دشوار ہے کھانا

تھی صبح شب خواب سے تاکید یہ دن رات ۔۔۔ ان دونون مین دروازے پہ جاری ہے خیرات
تا ہاتھ غریبون کے انھین سے رہنا باست ۔۔۔ اور دامن امید تلک پہونچے مرادات

لب سے تو یہ کہنا مرا مقصود بر آوے ۔۔۔ دل مین یہ دعا خواب مین زہرا نظر آوے

اس فیض سے محتاج زمانہ تھا فرحناک ۔۔۔ بھوکون کو غذا ملتی تھی عریانون کو پوشاک
تھی حق سے دعا خلق کی یہ لے احد پاک ۔۔۔ شہزادی کے مقصد پہ ہو اب دورۂ افلاک

پر حیف کہ محتاجون کی جو عقدہ کشا تھی ۔۔۔ اکدن وہی بانو تھی کہ محتاج روا تھی

الله الله کیا فیض صحبت جناب زہرا تھا کہ طاق دل بانو سے بت کسرے سب کے سب گر گئے تھے گو کہ ہنوز قدر و منزلت و شکل و شمائل کعبۂ ایمان سے واقف نہ تھی لیکن دل اس برگزیدۂ خدا کا رخ زیبائے پسر فاطمہ زہرا پر مفتون ہو گیا تھا نظم

تصویر صفت بالش سر تکیۂ حیرت ۔۔۔ زاہد کی طرح معتکف کعبۂ الفت
سجادۂ غم پہ قد قامت کو اقامت ۔۔۔ خمدار مگر نقشۂ محراب کی صورت

فرزند جو بانو کے امامان جہان تھے ۔۔۔ بیساختہ آثار عبادت کے عیان تھے

اے علے فلک یہ قمر برج سیادت ۔۔۔ والا صدف یہ گہر درج امامت
طوبےٰ شجر یہ ثمر نخل سعادت ۔۔۔ زیبا صحف یہ ورق دین و شریعت

تھی شکل اگر نور کی تو حور کی خو تھی ۔۔۔ سب ایک طرف فاطمہ زہرا کی بہو تھی

القصہ جب اسی طرح ایک عرصہ پریشانی اور اضطراب مین گذرا اور تسلی کا کچھ سامان بہم نہ پہنچا رات دن بے خورد و خواب بسر کرنے لگین تو ایک روز صفائے قلب سے اس طور دعا کرکے کہنے لگین کہ اے فاطمہ زہرا بنت رسول خدا جس روز سے مین نے آپ کو مع امام حسین کے خواب مین دیکھا ہے باشتیاق دیدار دل بیتاب مضطرب و حیران ہے نظم

شبیر جو پیارا ہے تو مانو گی قسم کو ۔۔۔ ممتاز کرو بہر حسین آن کے ہم کو

دیکر یہ قسم سو گئی زہراؑ کی وہ شیدا — سوتا تھا کہ بس خواب میں پیدا ہوئی زہراؑ
ساتھ اپنے تجمل لئے پہلے سے دو بالا — دو کشتیوں میں حلۂ و زیور بہت اعلا

بانو یہ پکاری سر تسلیم جھکا کے — مارا تھا مجھے جا کے جلایا مجھے آ کے

اب بھی مری خاطر سے نہیں فاطمہؑ آئی — پر ہاں قسم نام حسینؑ آپ کو لائی
اس نام سے لذّت تو مرے ہجر نے پائی — پر اشک ہی جاری رہے خالق کی دہائی

فرمایا یہ زہراؑ نے تسلّی اُسے دیکر — تا حشر جہان روئے گا اس نام کو لیکر

فرمائے یہ نکتہ کیا پیار اُسکو فراوان — اور دیدۂ حق بین میں دیا سرمۂ عرفان
اُس سُرمہ کی بھی ایک یہ تاثیر نمایان — بے روشنی اِس شب کو پڑھا دفتر ایمان

اور مصحف ناطق کی تلاوت بھی سدا کی — یعنے کہ زیارت ہوئی شاہ شہداؑ کی

بانو نے کہا میں نہیں زینت کی ہوں طالب — شبیرؑ کے دیدار کا اب شوق ہے غالب
یہ ایک جو مطلب ہے تو ہوں سارے مطالب — فرمایا کہ اب شرک سے خالی کرو قالب

بے اسکے کبھی دل کو نہ چین آئے گا بانو — کلمہ جو پڑھے گی تو حسینؑ آئے گا بانو

پڑھکر کلمہ بانو نے غمگین یہ پکاری — لو اب مجھے شبیرؑ کو دکھلا دو میں واری
زہراؑ نے کہا دیکھ تو اب قدرت باری — پر تو ہے دُلھن چاہیے کی کیونکر ہو پیاری

بس اتنا ٹھہر جا کہ دُلھن بھی میں بنا لون — پوشاک پنھا لون تجھے زیور بھی پنھا لون

جیتے تو نہ ارمان کوئی نکلا مرے جی کا — بر لایا ہے پر آج خدا دل کی تمنا
ہے ناز و نعم کا مرا پالا ہوا بیٹا — بن ماں کا ہے فرزند خوشی تو اُسے رکھنا

جسوقت دُلھن تجھکو بنا لیویگی زہراؑ — شبیرؑ کو فی الفور بلا لیوے گی زہراؑ

جسوقت کہ یہ کلمہ جناب خاتون قیامت نے بانوؑ کو سُنایا پس فوراً مشاطۂ قدرت نے اُس شاہزادی عجم کو عروس بنایا اور اسی عالم رویا میں حوران بہشتی نے لباس فاخرہ پنھایا بجلے افشان کے عقد ثریا کو ملتے پر لگایا اے حضرات یہ برکت حسین حالت خواب میں ہنوز

یہ زیب و زینت حضرت شہربانو کی ہورہی تھی اور اسوقت حال انجام پر بیت

کہتی تھی قضا آج یہ افشان سرِ رُو ہے		اکمن یہ حسین اور علی اکبرؑ کا لہو ہے

القصہ جب حوران بہشتی آپ کو آراستہ کر چکین تب ایک طوق مرصع جسکو صانع قدرت نے بنایا تھا خود حضرت فاطمہؑ نے گردن شہربانو مین پنھایا آہ آہ جس گردن مین کہ طوق جناب فاطمہؑ پنھائین بیت

دردا کہ عجب رنج و محن مین تھی وہ گردن		گردن مین رسن تھی تو رسن مین تھی وہ گردن

جب اختر تقدیر بانوے شبیر نے جلوہ نمائی کی طالع نے فوراً یہ رسائی کی غیب سے آواز آئی کہ بانو نے قدر و منزلت زوجیت شبیرؑ کی پائی رسولخدا پیغمبر ہدا اپنی بہو کو دیکھنے کو آتے ہین لیکن ہاتف غیبی نے ندا دی کہ کوئی فرشتہ ہمراہ نہ ہو کہ خداے کریم کو پردہ داری حضرت شہربانو منظور ہے مقام افسوس ہے کہ خدا اور رسولخدا کو یہ پاس و لحاظ پردہ شہربانو کا اسوقت ہین ہو کہ ہنوز خدمت حسینؑ سے مشرف نہ ہوئی تھین اور اُمت جفاکار نے یہ ادب اُسی مخدومہ کونین کا کیا بیت

سر ننگے پھراتے ہوئے بازار مین لائے		ہاتھون مین رسن باندھ کے دربار مین لائے

جناب رسولخدا جسوقت اس عالم مین تشریف لیگئے حضرت شہربانو نے بصد تعظیم تسلیم ادا کی اسوقت جناب رسول مقبولؑ نے فرمایا کہ اے بانو تو کس مہر پر رضامند ہے یا تو کونین کی دولت لے یا نسل امامت بیت

وہ بولی جو مرضی ہو نبی اور خدا کی	نظم	ہاتف نے کہا نسل امامت ہے عطا کی
تب دست ادب باندھ کے بانو ہوئی استاد		اور عرض یہ کی اے نبی خالق ایجاد
ہے بہر حسینؑ ابن علیؑ مہر خداداد		اب دوری شبیرؑ سے دل ہے مرا ناشاد
دکھلا دو خدارا مرا مطلوب کہان ہے		محبوب الٰہی مرا محبوب کہان ہے
زہرا نے کہا احمد مرسل سے کہ جاؤ		خورشید مدینہ کو مدائن مین سے آؤ

اس ماہ عجم کے اُسے پہلو میں بٹھاؤ … اب شب کو قران مہ و خورشید دکھاؤ
قادر تھی جو قدرت کے ہر اک راز پہ زہراؑ … یثرب کو چلی ناقۂ اعجاز پہ زہراؑ

یان خواب میں شبیر سے پردیدۂ دل وا … کیا دیکھتے ہیں خواب میں فرماتی ہیں زہراؑ
بانو کو دلھن تیری بنا آئی ہے دکھیا … اور اب ترے لینے کے لئے آئی ہون اس جا
تو جو تجھے آفاق کی سرتاج ملی ہے … جیسی میں ہو ڈھونڈھتی تھی آج ملی ہے

پس جناب امام حسینؑ فوراً خواب ہی میں اپنی مادر بزرگوار کے ساتھ روانہ ہوے اسوقت کی شان جناب امام حسینؑ کی کیا عرض کرون کہ نور کرامت ظہور سے وہ شب تا ایک مثل آئینۂ مہتاب کے روشن تھی فلک پیر گہرہاے ستارون کو صدقے کرتا تھا ہر حور و ملک سے اپنی چتلیون کو اسپند کیا تھا فرشتگان مقربان ایزدی بصد اجلال جلو میں پر و بال کھولے ہوئے جلوس اُس صاحب اقبال میں چلے جاتے تھے اور خوشی خوشی ہر ایک کے منھ سے یہی کلمہ نکلتا تھا کہ خدائے پاک یہ عقد پسر خیر النسا کو مبارک کرے اسی عرصہ میں اسپ اعجاز نمائے سید ابرار قریب مکان بانو پہنچے فوراً جناب رسول مختار نے فرمایا کہ اے بانو خبردار ہو نواسا میرا آپہونچا اور فوراً اسند انبساط سے آپ اُٹھ بیٹھے اسی عرصہ میں **بیت**

بانو سے کہا حورون نے تسلیم کو اُٹھو … مظلوم ازل آتا ہے تعظیم کو اُٹھو **نظم**

یہ وہ ہے وطن جسکا غریب الوطنی ہے … یہ وہ ہے کفن جسکا فقط بے کفنی ہے
یہ وہ ہے کہ جسکے لئے تشنہ دہنی ہے … قانع ہے سخی ہے متوکل ہے غنی ہے
غم فاقون سے یعقوبؑ صفت اسکی کمر ہے … تو یوسفؑ کنعان شہادت کا پدر ہے
موسیٰؑ کی طرح طور کمین عرش مکان ہے … ایوبؑ صفت حامل اندوہ گران ہے
عیسیٰؑ کی طرح اسکے لئے دار و سنان ہے … یحییٰؑ کیطرح خوف خداوند جہان ہے
گر ذکر ہیں کہئے زکریاؑ تو بجا ہے … وان آرہ تھا سر کے لئے یان گرز جفا ہے
القاب ذبیح اسم خلیلؑ اسکو ملا ہے … یہ فدیہ ہے اور عاشق رب دوسرا ہے

محبوب خدا کا یہ سر ماہ لقا ہے — لیکن پدر اُمت محبوب خدا ہے
یہ جسم شفاعت کے لئے روح بنا ہے — یہ کشتی اُمت کے لئے نوح بنا ہے
ادریسؑ سے رتبہ مین ہی برتر یہ شہ پاک — وہ اسکے غلامون کے لیے سیتے ہین پوشاک
پر اسکو کفن بھی نہین ملنے کا بجز خاک — اور ہے وہ سلیمانؑ کہ سر پر اسکے ہین افلاک
تسخیر یہ ہے دھوپ مین پیاسا جو مریگا — پر کھول کے جبریل امین سایہ کریگا

پس بسماعت ان کلمات حوران جنان کے حضرت بانو نے جسوقت بشوق زیارت سر اُٹھایا اللہ کی قدرت کا مرقع نظر آیا روشنی شمس و قمر آنکھون سے گر گئی عجب صورت شہربانو کو نظر پڑی عنت تو یہ کہتی تھی کہ تو پوشیدہ ہوجا اور شوق اصرار کرتا تھا کہ دامن سے شبیر کے لپٹ جا نظم

زہراؑ نے یہ پوچھا کہ مرے ماہ کو دیکھا — بانوؑ نے کہا قدرت اللہ کو دیکھا
اب کہئے بظاہر بھی کبھی ہوگی زیارت — اب خواب مین اس لونڈی کے کب آئینگی حضرت
تب رو کے یہ کہنے لگی خاتون قیامت — شبیر کے تو وصل کی نزدیک ہی مدت
ہوویگی زیارت تجھے تب خیر نسا کی — بالون سے زمین جھاڑو نگی تب کرب و بلا کی
اب کرب و بلا مین ترے پاس آئیگی زہراؑ — تو روئیگی اکبر کو تو سمجھائے گی زہراؑ
بیٹے کو جو خنجر کے تلے پائیگی زہراؑ — شبیرؑ کی گردن سے لپٹ جائیگی زہراؑ
آخر دن مصیبت مین خبر مین تری لونگی — اور ہاتھون پہ مین چھوٹے سے فرزند بھی لونگی

پس اگر تمام حال اُس خواب ثانی کا اور گفتگو حضرت شہربانو اور فاطمہ زہراؑ کی مین یہ لکھتا ہون تو مآل کار مجلس اسی مقام پر ہو جاویگا بقیہ احوال شہربانو کا رہجاویگا پس اسکا ذکر انشاء اللہ تعالے آئندہ بیان ہوگا یہ خواب دیکھکر بانوؑ بے دیار بیقرار اس امام خورشید رخسار کی محبت مین گرفتار عشق و بیمار حسینؑ مین سرشار خواب سے اُٹھی اور ہر وقت خالق کونین سے یہی کہتی تھی کہ اے خدائے پاک واسطہ اپنے حبیب کا جسکو تو نے مبعوث برسالت کیا ہے میرے محبوب کو جلد بلا دے روایت ہے کہ اُنھین روزون مین غازیان فوج خدا نے ملک عجم فتح کیا اور غازیان

فوج مائل بغارتگری اسباب تیار ہوے اور رفتہ رفتہ مکانات شاہی مین پہونچے **بیت**

بلوہ جو محل مین ہوا حیران ہوئی بانو ۔ گھر چھوڑ دیا حجرے مین پنہان ہوئی بانو

نظم

کہتی تھی کہ چادر مری لینا نہ خبردار ۔ ہے ساس مری چادر تطہیر کی مختار
لینا نہ ردا آل نبی کی ہون طرفدار ۔ ناموس مین اُسکی ہون جو ہے سید ابرار

دامن سے مرے ہاتھ نہ مس ہوے کسی کا ۔ دامن ہے مرے ہاتھ مین فرزند نبی کا

عادل کی جو پوتی تھی زمانے مین وہ مشہور ۔ بے پردگی اُسکی نہ کسی کو ہوئی منظور
چادر کے تو لینے کا کہین بھی نہ تھا دستور ۔ یاد آتی ہے بے پردگی زینبؑ رنجور

تھا حکم نبی سے کوئی چادر نہ کسی کی ۔ پر چھین لی اُمت نے ردا آل نبی کی

الغرض تمام اسباب شاہ عجم کا غازیان فوج نے لوٹ لیا لیکن کسی بی بی کے جسم کو ہاتھ نہ لگایا اور بعزت و حرمت تمام مستورات کو ہمراہ لے آئے اُنمین حضرت شہربانو بھی تھین لیکن باوجودیکہ آپ بیٹی اُس شخص کی تھین کہ جو دین خدا و کلمۂ رسول سے واقف نہ تھا الا بپاس و لحاظ دولت و ثروت دنیوی کے کہ بادشاہ عجم کی بیٹی تھین **ابیات**

اُس قید مین یہ تھا حشم بانوے خوش ذات ۔ ہو فوج تھا سواری کے لئے لونڈیان سب ساتھ
جس نام اسیری کے حقارت کی نہ تھی بات ۔ نے شانے رسن مین تھے نہ ہتکڑیون مین تھے ہات

کچھ فرق نہ آیا تھا مگر شرم و حیا مین ۔ نے طوق تھا گردن مین نہ زنجیر تھی پا مین

گراہ آہ اب مولّف اُسی شہربانو کے رنج و آلام کا حال روز عاشورہ کس زبان سے عرض کرے جب بعد نماز عصر دہم محرم کو وہ امام عالی مقام یکہ و تنہا بے یار و مددگار اہلحرم سے رخصت ہوا اور سکینہ کو سپرد حضرت زینب کے کیا اور فرمایا کہ اے بہن مین اسکو نہایت عزیز رکھتا ہون تم بھی اسکو نظر غصہ سے نہ دیکھنا کہ دل یتیمون کا بہت نازک ہوتا ہے اور اسکو کبھی سر و پا برہنہ نہ پھرنے دینا اور ہر دم اسکی دلجوئی کرتی رہنا ورنہ میری روح کو نہایت ہی صدمہ ہوگا کیون مومنین اُسوقت روح اقدس جناب امام حسینؑ کا کیا حال ہوا ہوگا جسوقت بعد شہادت امام حسینؑ

کہ شمر ملعون نے سکینہؑ کے رخسار پر طمانچے مارے اور گوش مبارک سے بُندے اسطرح کھینچے کہ تو آپ کے کان کی شق ہوگئی پس بعد گریہ بسیار فرزند حیدر کرارؑ نے بآواز بلند درخیمہ سے فرمایا کہ السّلام علیک یا زینب و یا ام کلثوم و یا بانو یہ کلام سُنکر دختر بادشاہ عجم یعنے بانوے محترم در خیمہ پر آکر دامن سبط رسولؐ خدا کو تھام کر بعد گریہ وزاری با نالہ و بیقراری اسطرح عرض کرنے لگیں کہ اے فرزند فاطمہ زہرا و اے سبط رسول مقبول جناب حضرت زینب و ام کلثومؑ تو نواسیاں جناب رسولِ خدا او بیٹیاں علی مرتضےٰ کی ہیں کیا مجال ان ملعونوں کی کہ بعد شہادت آپ کے ان سے کچھ بے ادبی کر سکیں لیکن میں قبیلہ عجم سے ہوں یہ کفار بد شعار ہرگز میرا پاس و لحاظ نہ کرینگے مبادا مجکو دوبارہ گرفتار کریں اس کلام بانوے ناکام پر امام عالی مقام آبدیدہ ہوئے اور ان اللہ مع الصابرین فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے بانو بے پر اسقدر مضطر نہ ہو اور صبر کر کہ بعد میری شہادت کے یہ گھوڑا تمکو آنکو لیجاویگا اور جس مقام کا میرے جد نامدار نے اسکو پتا دیا ہے تمکو پہونچا دیگا جب بانو نے بمقتضاے بشریت عرض کی کہ یا حضرت میری تسکین نہیں ہوتی مگر البتہ ذوالجناح اپنی زبان سے اقرار لیجانے کا کرے تو مجکو اطمینان ہووے یہ سُنکر جناب امام حسینؑ مع بانوے ذوی الاحترام قریب ذوالجناح تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ذوالجناح تجکو شہربانو از قسم بہائم جانکر تیری وعدہ وفائی کا یقین کامل تصوّر نہیں کرتی اب تو رو برو ے شہربانو اپنی زبان سے انکے لیجانے کا اقرار کرلے کہ ان کی طمانیت ہووے پس اُسوقت عرض کی ذوالجناح نے کہ اے امانت سبط رسول مقبول یہ تو کیا کام ہے

بیت

جان دینے کو کہو گی تو میں مرجاؤنگا		حکم آپ کا جو کچھ ہے وہ بجا لاؤنگا

قربان راست گوئی و وعدہ وفائی ذوالجناح کے ہرچند کہ از قسم بہائم تھا مگر وصیت سبط خیر البشر کو مثل بشر بجا لایا چنانچہ ابو مخنف لکھتا ہے کہ جب فرزند حیدر کرارؑ جگر گوشۂ رسول مختارؐ الحرم سے رخصت ہو کر مقابلۂ کفار بد شعار کے گئے تو ان ملاعنہ نے ہر چہار جانب سے

سے مجلس چہاردہم صفحہ ۳۰۲ سطر ۱ منقول ہے کہ جب . یہ ربط اختصار کے لئے دیا جاتا ہے

یورش کر کے اسقدر حضرت پر حربے لگائے کہ شعر مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوگا شعر

ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے تن پر　　بہن نے بھائی کے زخموں کا جب شمار کیا

اُسوقت کا حال جناب امام حسین کا بیان نہیں ہو سکتا پس جسوقت ذوالجناح نے قرینہ سے دریافت کیا کہ اب راکب پشت میری سے جُدا ہوا چاہتا ہے تو گھٹنے زمین پر باہستگی ٹیک کر حضرت [illegible] اکہ جسطرح مادر مہربان طفل خوابیدہ کو اپنے کنارے سے اُتارتی ہے بسند معتبر منقول [illegible] جسوقت امام حسینؑ پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے تو روبقبلہ بیٹھے اُسوقت ہاتف غیبی کی جانب سے لمولفہ

آئی ندا کہ رحل سے قرآن گر پڑا　　رکن رکین کعبۂ ایمان گر پڑا

اور بخیال حضرت شہربانو ذوالجناح سے فرمایا کہ اے اسپ تو دروازۂ خیمہ پر جا کر خبر میری شہادت کی ہمارے اہلبیت کو دیکر بانوے محترم کو اپنی پشت پر سوار کر کے اُس جگہ پہونچا کہ جس مقام کا پتہ تجکو میرے جدّ نامدار احمد مختار نے دیا ہے پس بموجب فرمان جناب امام ذوالجناح نے پیشانی اپنی خون جناب سیّد الشہدا سے رنگین کی اور جانب خیمۂ حرم محترم روانہ ہوا اور در خیمہ پر پہونچکر [illegible] آواز بلند کیا نظم

آئی جو ذوالجناح کی آواز ناگہان　　سمجھے حرم کہ رن سے پھرے شاہ انس و جان
گھبرا کے آئیں خیمہ کی ڈیوڑھی پہ بیبیان　　دیکھا کہ خالی آیا ہے اسپ شہ زمان
[illegible] کا ہے زین [illegible] لگام کا　　اور سر پٹک کے روتا ہے گھوڑا امام کا

اسے اگر اختصار منظور ہو تو [illegible] ذیل پڑھ کر نظم

[illegible] بکا کرو　　ادھر مومنو بکا کی یہ جا ہے بکا کرو　　شبیر تشنہ کام ہوا ہے بکا کرو
[illegible]　　مضطر ہو پھرتے جاتے ہیں ناموس شاہ کو　　دُلدُل کو شاہ بھیجے ہیں خیمہ گاہ کو

[illegible] رخصت [illegible] حالات امام مظلوم [illegible] تھوڑی نہیں سی عرصہ میں نظم　　دُلدُل کو دیکھا تو مستغفر کیا

[illegible] دو ہاتھ　　اے حضرت رسول کرو شکر کبریا　　آتا ہے جا سپ حضرت شبیر [illegible]　　لازم ہے بیبیو کہ نہ آہ و بکا کرو
[illegible] سے ہیں [illegible] شکر [illegible] کرو　　ہنوز حضرت [illegible] اہلبیت اطہار سے یہ ذکر کر رہی تھیں کہ ناگاہ　　صفحہ ۳۰۴

پس بیبیون نے ذوالجناح کو حلقہ مین لیکر ماتم بہ درد و غم بپا کیا اُسوقت کی بیقراری ہر یک شاہزادی کی کس مُنھ سے بیان کرون کہ جگر کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین آہ واویلا وامُصیبتا نظم

تھے گرد حرم بیچ مین تھا شاہ کا رہوار — لپٹی تھی رکابون سے سکینہ جگر افگار
گھوڑے سے یہ کہتی تھی کہان ہے ترا اسوار — وہ کہتا تھا آقا پہ چلی ظلم کی تلوار
پیغام یہی تجھے دینے کو چلا ہون — اور بانوے شبیر کے لینے کو چلا ہون

یہ حرف جو شبیر کے گھوڑے نے سُنایا — زینب نے کہا ہائے یہ کیسا غضب آیا
بھائی سے بہن کو تو مقدر نے چھڑایا — اب بانوے شبیر بھی چھٹتی ہے خدایا
بھاوج کوئی بانو سی کہان پائیگی زینبؑ — رنڈسالہ کا جوڑا کسے پہنائیگی زینبؑ

پس جناب سید الساجدینؑ یہ حال حرم محترم مشاہدہ کرکے غش کر گئے کہ یکایک حضرت بانوؑ نے جانب اہلبیت عصمت خطاب کرکے کہا کہ اے دختران علیؑ و فاطمہؑ اب خدا حافظ و معین تمھارا ہے اب مین آپ کی خدمت سے رخصت ہوتی ہون اگر کسی شاہزادی کی خدمت مین عمداً یا سہواً کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو برائے خدا معاف فرمائین اُسوقت جناب زینبؑ خاتون نے یک آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر ارشاد فرمایا کہ اے بھابھی ہم خود آپ سے محجوب ہین کوئی خدمت ہمسے نہو سکی اب تم کہان جاتی ہو تمھارے دیکھنے سے فی الجملہ ہماری تسکین خاطر رہیگی نظم

بانو نے کہا آپ یہ کیا کرتی ہین گفتار — صدقے گئی شرمندہ مین ہوتی ہون گنہگار
تم میرے عوض کیجیو بچون کو مرے پیار — کبراؔ و سکینہ سے خبردار خبردار
گو داغ فراق آپ کا مین لیتی ہون زینبؑ — دو بیٹیان خدمت کے لئے دیتی ہون زینبؑ

اسطرح پر جناب زینبؑ سے فرما کر اپنی دختر سکینہؑ کو خوب پیار کیا نظم

پھر لین بلائین سر سے سکینہ کی تا بپا — تھا آخری جو پیار کیا پیار خوب سا
ٹوپی پہنا کے زلفون کو سُلجھا کے یہ کہا — کڑھنا نہ میرے واسطے ہوتی ہون مین جُدا

اس سن مین حق نہ بیٹی کو مان سے جدا کرے
تقدیر ہی بُری ہو تو پھر کوئی کیا کرے

داری پھٹا ہوا ہے تمھارا لباس تن
گر رحم کھا کے دیوے کوئی تمکو پیرہن
کہنا کہ مین نہ پہنونگی بابا ہین بیکفن
مظلومی کیجیو جو بزرگون کا ہے چلن

بازار مین جو سر ہو تمھارا کھلا ہوا
منھ پر اُلٹ کے ڈالیو کرتا پھٹا ہوا

یہ بات کہہ کے دل مین اٹھا درد بیقیاس
فضہ سے بولین بقچہ اُٹھا لا تو میرے پاس
پہنا دون اپنی بیٹی کو مین آخری لباس
پھر کون اُسے پنھائیگا یان سب ہین بیحواس

بچون کو درد بے پدری لاعلاج ہے
میری سکینہؑ پر بھی وہی وقت آج ہے

فضہ نے لا کے سامنے بقچے کو رکھدیا
کرتا پنھایا بانوئے مغموم نے نیا
پہنا کے کُرتا چاک گریبان کو کیا
نادان پوچھنے لگی اے والدہ یہ کیا

مان رو کے بولی تمکو تعجب بڑا ہوا
ہوتا ہے بے پدر کا گریبان پھٹا ہوا

ہنوز حضرت سکینہؑ اور بانوئے امام سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اسی عرصہ مین جناب سید الساجدین حضرت امام زین العابدینؑ بستر بیماری سے اُٹھکر قریب حضرت بانوؑ کے تشریف لائے اور فرمایا کہ کیون جناب آپ کو صرف سکینہ ہی پیاری ہین ہان میری تپ و لرزہ کا بھی کچھ خیال ہے

تم چھوٹتی ہو باپ نے بھی چھوڑ دیا ہے
و.تند کہ کیا اپنا بھی مقسوم بُرا ہے

یہ تقریر دلخراش سجادؑ حزین کی سُنکر تمام اہلحرم کے دل پُرخون ہوگئے اور سب نے متفق ہو کر حضرت بانو سے کہا کہ فی الحقیقت بیمار کو مان کا بڑا سہارا ہوتا ہے خصوصاً وہ بیمار کہ جسکو دوا میسّر نہو اور طاقت بھی زائل ہو گئی ہو اور پدر کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ہو تو اسوقت کوئی اُسکے دل سے مفارقت مادر کا حال پوچھے اگر تمنے بھی اس حالت بیماری مین سجادؑ کو چھوڑا تو زندگی اُسکی بہت دشوار ہو گی پس حضرت بانوؑ نے یہ سُنکر

نظم

پس بانو نے عابد کی بلائین کئی باری
اور بولین کہ لو اب مین نہین جاتی ہون واری
یہ تم کو گوارا ہے کہ تو مین سے مجھے ناری
سر ننگے پھرے بلوے مین مادر یہ تمھاری

اچھا ہو کہ جب لوگ کہین مجھکو دکھا کر — سجاد کی مان بیٹھی ہے وہ قید مین آکر

پس اُسوقت بیمار کربلا نے خیال کیا کہ بڑی غیرت کی بات ہے بانوے شبیر اس فرقۂ بے پیر مین گرفتار ہو کر تا شام جائے اور صدمات اسیری اُٹھائے یہ سوچکر خدمت مادر بزرگوار مین عرض کی کہ اے والدۂ ماجدہ خدا حافظ بسم اللہ تشریف لیجائیے کیونکہ یہ راز نہانی ہی خیر جو کچھ صعوبات ہمپر گذرینگے سب کو برداشت کرینگے یہ سُنکر جناب شہربانو ہر ایک بی بی سے رخصت ہوئین نظم

پھر گھوڑے پر سوار ہوئی وہ بصد بکا — حسرت سے قتل گہ کی طرف دیکھا اور کہا

پہلو مین شہ کے لیٹے ہو ہمشکل مصطفےٰ — جز داغ اور میرے مقدر مین کچھ نہ تھا

کیا ہم بھی سب طرف سے پُر ارمان جاتے ہین — اصغر بھی ہمکنیون نہین رخصت کو آتے ہین

لوگو مرے صغیر کو لادو کرون مین پیار — جھاڑون جھنڈولے بالون کا مین گرد اور غبار

جنگل مین ڈر نہ جائے مرا طفل شیرخوار — اپنے پسر کی چھوٹی سی میت کے مین نثار

اصغر کی لاش چاہیئے میری کنار مین — زینب پکاری سوتے ہین وہ تو مزار مین

الغرض بانوے شبیر جسوقت رخصت ہو کر چلنے لگین تو اسوقت بیمار کربلا نے عنان ذوالجناح اپنے دست حق پرست سے تھام چند گام ہمراہ رکاب چلے بعد طے کرنے چند قدم کے بانو نے کہا اے فرزند ضعف و ناتوانی تمپر بدرجۂ غایت ہے زیادہ تکلیف نہ کرو ٹھہر جاؤ حضرت سجاد نے عرض کی کہ آپ امانت سبط رسول دوسرا ہین یہ امر باعث مفاخرت و عزت میری کا ہے کہ چند قدم آپ کے ہمراہ چلون غرض آپ باگ پکڑے ہوئے آگے روانہ ہوئے نظم

جسدم کہ تھوڑی دور چلا وان سے راہوار — پکڑے عنان اسپ تھے سجاد نامدار

دیکھا کھڑا ہے ایک سوار نقاب دار — گویا کسی کے آنے کا ہے اسکو انتظار

گودی مین اُسکی طفل بھی اک جان کھوتا ہے — بے شیر بچہ مان کے لئے جیسے روتا ہے

اور سماعت فرمایا کہ وہ سوار اُس بچہ کو تھپک تھپک کر کہتا ہے کہ مت رو تیری مادر آتی ہین یہ

حال دیکھکر حضرت سجاد آگے روانہ ہونے لگے اسوقت حضرت عابدؑ سے اس سوار نے کہا کہ آگے نہ بڑھنا عنان توسن ہو حضرت فاطمہ کی میرے حوالہ کرو نظم

عابدؑ پکارے عذر نہین مجکو زینہار بن دیکھے تو نہ دونگا عنان اے بزرگوار	صورت تجھے دکھا دو تو ہے تمکو اختیار خاتون حشر کی ہے جو گھوڑے پر سوار
اکبر کی مان یہ بانوے عالی خصال ہے	مشہور سب مین غیرت اکبرؑ کا حال ہے
عابدؑ نے اُس سوار سے جب یہ کیا سوال کیا دیکھتا ہے آہ وہ سجادؑ خستہ حال	بولا نقاب اُٹھا کے کہ لو دیکھ لو جمال خود حضرت حسین ہے مشکلکشا کا لال
سینہ ہے چاک چاک بدن پاش پاش ہی	بچہ جو گود مین ہے وہ اصغر کی لاش ہے
سجادؑ ہاتھ باندھ کے بولے کہ مین فدا سر کسکا رن مین نیزۂ خولی پہ ہے چڑھا	یہ معجزہ ہے آپ کا یا قدرت خدا شہ بولے سر کے کٹنے مین ہے سر کبریا
راہ خدا مین جام شہادت جو پیتے ہین	ظاہر مین وہ تو مرگئے ہین باطن مین جیتے ہین

بس وہان پر تو یہ گفتگو حضرت امام حسینؑ سے حضرت سجاد کر رہے تھے آہ آہ اب خیمہ اہلحرم کا حال بیان کرتا ہون تو طول ہوگا مومنین خود تصور کرین کہ بعد شہادت ظالمان پرجفا نے کیا بے ادبی کی یعنی آگ لگائی اور لوٹنا شروع کیا اب کسکو پکارین وارث تو سب مارگئے ناگاہ نظم

خیمہ کی طرف سے یہ صدا ایک بیک آئی مسند ترے بابا کی لعینون نے جلائی	سجاد پھرو جلد کہان دیر لگائی کبرا کی ردا چھین لی خالق کی دوہائی
دُر بی بی سکینہؑ کے جدا چھین رہے ہین	جلد آؤ کہ زینبؑ کی ردا چھین رہے ہین
اونٹ آگئے اسوار ہوا چاہتے ہین ہم سب وارثون مین باقی ہے اب آپ ہی کا دم	تم آؤ تو زنجیر پنہا دین ہمین ظالم اب تم تو نہ چھوڑو ہمین اے عابدؑ پرغم
مان بہنین ہین سب قید مین نزدیک رہو تم	بے وارثون کے قافلہ سالار بنو تم
یہ سُنکے عنان چھوڑ دی عابدؑ نے بہ ناچار	روتے ہوئے خیمہ کو پھرے عابدؑ بیمار

یاں آن کے دیکھا تو قیامت کے ہین آثار زینبؑ کی ردا چھینتا ہے لشکر کفار
ہر سمت سے افواج ستم ٹوٹ پڑی ہے شبیرؑ کے خیمہ مین عجب لوٹ پڑی ہے

اب حال تاراجی خیام انشاء اللہ تعالیٰ آگے بیان ہوگا

لازم ہے خبر لینا وزیر حقیر کی
بانو قسم ہے تمکو شہ بے نظیر کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس در ذکر تاراجی خیام اہلبیت بعد شہادت امام حسینؑ

تاراجی خیام کا مذکور ہووے گا	للمؤلف	سر پیٹ کر حسینؑ کا ہر دوست رووےگا

کیون حضرات کیا مرتبہ ہے مجلس جناب امام حسینؑ کا ممکن نہین کہ اسکی حد و انتہا کوئی بشر تحریر کر سکے یا معرض تقریر مین لا سکے روایت ہی کہ جب کسی گھر مین مجلس ماتم اُس مظلوم کی برپا ہوتی ہے اور مصائب بیان کئے جاتے ہین تو جناب فاطمہ زہرا بنت رسول محمدؐ مع حضرت مریم مادر عیسیٰ و آسیہ زن فرعون اور خدیجۃ الکبریٰ تشریف لاتی ہین اور ہاتھون مین اُنکے رومال ہوتے ہین جسوقت مومنین روتے ہین تو وہ مخدومہ اپنے ہاتھون سے بہ شفقت آنسو پونچھ کر فرماتی ہین خوشا حال تمہارا کہ تم میرے ایسے فرزند غریب کے واسطے روتے ہو جسکا کوئی رونے والا نہین ہے یہ فرما کر آپ مع ہمراہیان روتی ہین اگر وہ بیان دلخراش مومنین کے گوش زد ہون تو یقین ہے کہ اپنے تئین ہلاک کرین مختصر بیان مین جناب فاطمہؑ کا یہ ہے جو فرما کر آپ لوگون کو رُلاتی ہین نظم

میرے شبیر پہ گذری ہے مصیبت کیا کیا		تین دن تک لب دریا اُسے پانی نہ ملا
ظلم سے لشکر بے پیر نے اُسکو مارا		شیعون پر ہو گیا آخر کو وہ مظلوم فدا
ہون مین ممنون تمہاری کہ ہو قربان حسینؑ		مجکو پیارے ہین بہت تعزیہ داران حسینؑ

اور اسی طرح سے دیگر بیبیان سوائے آپ کے زبان مبارک سے فرماتی ہین بیت

جان سے مال سے شبیرؑ پہ جو ہوگا فدا		اُسکا واللہ کہ رتبہ ہے بڑا پیش خدا

کیون حضرات کیا مرتبہ ہے آپ لوگون کا کہ جناب سیدہؑ آپ لوگون کی محبت معائنہ فرماکر خداوند کریم سے طلب آمرزش اسطرح فرماتی ہین کہ اے رب کریم تو بخشدینا اُمت میرے باباکی جو میرے مظلوم پر روتے ہین اُسوقت خداوند کریم فرماتا ہے اے دختر میرے رسول کی تیرے فرزند کا غم ایسا نہین ہے کہ جو کوئی سُنے اور غمگین نہو ہمنے خود آسمان پر مجلس عزا برپا کرنے کو فرشتے مقرر کئے ہین اور وعدہ کرتا ہون نظم

رو دیگا اُس امام کے غم مین اگر کوئی		فردوس اُسکو دونگا نہین اِسمین شک ذری
عالم پہ اُسکی فرض ہے واللہ دوستی		جنت ہے اُسکے دوستون کے واسطے بنی
رو ئیگا یا کسی کو جو کوئی رُلائے گا		واللہ بے حساب وہ جنت مین جائے گا

اور مین نے بخشش اپنے بندون کی منحصر کی ہے اوپر سفارش شہید کربلاؑ کے بیت

جسکو شبیرؑ ترا خوب کہے خوب ہو وہ		جو محب اُسکا ہو اللہ کا محبوب ہے وہ

پس جناب سیدہ یہ کلمات سُنکر فوراً سر مبارک واسطے ادائے سجدۂ شکر کے جُھکا دیتی ہین مومنین سے مؤلف کی گذارش ہے کہ نظم

اب چشم غور سے کرو اے یار تم نظر		احسان حسینؑ امام کے ہین ہم پہ کس قدر
اُمت نے کاٹا ظلم سے کس طرح اُنکا سر		بچے تڑپ تڑپ کے موے آہ خاک پر
پانی دیا نہ اپنے پیمبر کی آل کو		پیاسا ہی مارا فاطمۂ زہراؑ کے لال کو

چنانچہ روایت ہے کہ جب امام مظلوم کو شمر لعین نے تشنہ دگرسنہ تیغ بیدریغ سے شہید کیا اسوقت ایک تلاطم عظیم زمین اور آسمان مین برپا ہوا اور یہ آواز پیدا ہوئی بیت

غُل تھا ستون عرش امامت گرا دیا		یعنے چراغ بزم نبوت بُجھا دیا

پس جسوقت قتل جناب امام حسینؑ سے وہ لشکر عدوے دین فارغ ہوا تو ہر ایک آپس مین بغلگیر ہو کر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا تھا اور ابن سعد بدنہاد نے حکم جشن فتح کا دیا

اُسوقت شادیانے بجنے لگے گویا ان ملعونوں کے نزدیک ایک عید تھی ہر ایک اہل لشکر عمر سعد کو نذر فتح کی دیتا تھا اور وہ لعین ہر ایک سے اقرار انعام کرتا تھا اور سب سے زیادہ شمر ملعون خوش ہو کر جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا اور ہر ایک کو سر امام مظلوم دکھا کر فخر یہ کہتا تھا بیت

خنجر مرا پھرا ہے گلوے امام پر	اے ابن سعد لکھ یہ ظفر میرے نام پر نظم
مین نے کیا مدینہ و بطحا کو بے چراغ	پامال مرکبون سے کیا فاطمہ کا باغ
زینبؑ کے اک جگر کو دیے مین نے پانچ داغ	برسون کے غم سے ملا آج انفراغ
اب ایک دم نہ قبر مین سو ویگی فاطمہؑ	آٹھون پہر حسینؑ کو رو ویگی فاطمہؑ
کس کا اب اپنی نظرون مین جاہ و حشم چڑھے	پشتون کے منھ پہ زال دنریان ابھی کم چڑھے
شبیر خدا کے شبیر کے سینہ پہ ہم چڑھے	کھینچے ہوئے نیام سے تیغ دو دم چڑھے
چڑھتا نہ کوئی سینۂ شاہ انام پر	کم ہے جو کچھ اضافہ چڑھے میرے نام پر
ہنسکر کہا عمر نے کہ شاباش و آفرین	جرات کو تیری جانتے ہین خلق مین ہمین
جا گیر و مال کیا ہے اسے کیجیو یقین	سارا خزانہ دے تجھے حاکم تو کچھ نہین
منھ کھولیے تو بس تری مدحت مین کھولیے	تجھکو ہزار بار جواہر مین تولیے

یہ کہکر عمر سعد بد نہاد شمر سے کہنے لگا کہ اے سردار در حقیقت تجھ سا بہادر اور جری اس فوج مین دوسرا نہین ہے تونے آج وہ کام کیا ہے کہ جو نہ دیکھا نہ سُنا لیکن ابھی ایک کام میرا ذاتی باقی ہے کہ سواے تیرے اُسکا سرانجام اور کسی سے ممکن نہین ہے یہ طبق سُننے اس کلام نا فرجام اُس عدوے امام کے وہ ناپاک کہنے لگا کہ اب کیا مشکل ہے کہ جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤن اے حضرات کس زبان سے یہ کمترین اُس بدترین خلق کے کلام کو عرض کرے لیکن بنظر گریہ و حصول ثواب گذارش کرنا پڑا یعنے عمر سعد نے اس پر جواب کلمات شمر کہا نظم

اے شمر معتبر یہ ملی ہے مجھے خبر	کانون مین ہین سکینہؑ کے نایاب دو گہر

عیدی مین دیگئے ہین اُسے شاہ بحر و بر — جس طرح ہو سکے مجھے لا دے تو چھین کر
تا زندگی نہ مین ترا احسان بھلاؤنگا — بیٹی کو اپنی گو قبر مین جا کر بٹھاؤنگا

اے حضرات یہ کلام نافرجام اُس شقی ازلی کا سُنکر شمر ملعون فخر کرتا ہوا متکبرانہ نظم

نکلا عمر کے خیمہ سے ہنستا وہ بدگہر — اور نیزے پر بلند کیا شاہ دین کا سر
پھر چارسمت کو یہ ندا دی پکار کر — ہان افسران شام نہ کھولو ابھی کمر
برپا ہے گو حرم مین عزاداری حسینؑ — لوٹو جلاؤ خیمۂ زنگاری حسینؑ

مومنین سے اُمیدوار ہون کہ اِس کلام شمر کو یاد رکھین کہ اسکی خبر آگے عرض کیجائیگی اب تھوڑا سا حال اپنی شہزادی کا سُن لین عہ کہ جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے تو نظم

یان در پہ بیجو اس تھا بیوونکا کاروان — مشتاق آمد آمد مولائے بیکسان
ناگہ سر حسینؑ سنان پر ہوا عیان — زینب زمین پہ لوٹ کے کرنے لگی فغان
اے لوگو ہائے جان نہ میری نکل گئی — اے لوچھری کلیجہ پہ زہرا کے چل گئی

اب پھر کمترین اِسی حال کو بیان کرتا ہے یاد ہوگا عزاداران حسینؑ کو کہ شمر ملعون نے فوج کو آواز دیکر بلایا پس نظم

پھر تو سمٹ سمٹ کے گروہ ستم چلے — سب روسیاہ کھول کے کالے علم چلے
کہتے ہوئے یہ سوئے خیام حرم چلے — عباسؑ اب کہان ہین سوئے خیمہ ہم چلے
سرحد عرب کی ہوگئی خالی حسینؑ سے — لوٹین گے اب حسینؑ کی سرکار چین سے
فضہ کھڑی تھی خیمہ کے در پر برہنہ سر — دیکھا یورش جو فوج کا چلائی پیٹ کر
ہے ہے ڈرو خدا سے بڑھے آتے ہو کدھر — آگے ہے بارگاہ شہنشاہ بحر و بر
اسمین مقیم آل رسالتؐ پناہ ہے — سمجھو نہ اسکو خیمہ عرش اِلٰہ ہے

عہ صفحہ ۵۰ سطر ۱۳ سے بعد اضافہ عبارت ذیل کہ جب وقت حضرت امام حسین؊ شہید ہو چکے اور اشقیائے اہلبیت کے خیمون مین آگ لگا کر زیور واسباب لوٹنا شروع کیا تو اسوقت بنت حسین سکینہ کی مصیبت سنیے ۱۲

کیا قصد کیا ارادہ ہے جلدی مجھے بتاؤ	جل جاؤ گے نہ بے ادبانہ قدم بڑھاؤ
پرسا حرم کے دینے کو آتے ہو تم تو آؤ	رنڈسالہ بانو کے لئے لاتے ہو تم تو لاؤ
ٹھہرو ابھی تو شاہ کے ماتم کا جوش ہے	رنڈسالہ کا کسی کو نہ پردے کا ہوش ہے
آئے ہو لوٹنے کو جو آل نبی کا گھر	کیا تمکو ہاتھ آئے گا یان مال ہے نہ زر
زہرا کی عمر فاقہ کشی مین ہوئی بسر	بی بی کے ورثہ دار ہین محتاج سر بسر
یاقوت ہین نہ یان گہر شب چراغ ہین	بدلے درم کے دل پہ عزیزون کے داغ ہین
شمر لعین پکارا کہ خاموش اے حزین	کیونکر کہین کہ گھر مین پیمبر کے کچھ نہین
کل کا امام تھا شہ مردان کا جانشین	شہرون سے خمس بھیجتے تھے انکو مومنین
بعد از حسنؑ حسینؑ شہ دوسرا ہوا	لعل و گہر سے ہوگا خزانہ بھرا ہوا

کیون حضرات اب تمہاری شہزادیون کا محافظ کوئی نہین ہے مجکو یقین ہے کہ وہ پاس ولحاظ خاندان نبوت تو حضرات کو یاد ہوگا کہ عزرائیل سا فرشتہ بلا اجازت دولتسرا مین بلا استمزاج وا جازت اندر دروازے کے نہ آسکتا تھا اور وہ جاہ وحشم حضرت زینب کا گوشۂ خاطر مومنین مین مکنون ہوگا کہ جب مدینۂ منورہ سے کوچ فرمایا تھا تو جناب امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ نے پردہ کرکے محمل مین بٹھایا تھا اور حضرت علی اکبرؑ نے ردا آپ کی تھامی تھی یہ پاس ولحاظ اُس شہزادی کا مرکوز خاطر امام مظلوم تھا اور پیش خدا جو مرتبہ انکا ہوا وہ بھی مومنین پر ظاہر ہے کہ ایک روز حضرت زینب اپنے کوٹھے پر بعد نماز صبح تلاوت کلام مجید فرما رہی تھین کہ اتفاقا چادر سر اقدس سے دوش مبارک پر آگئی اور وقت طلوع آفتاب پہونچا تب بحکم خدائے کریم آفتاب نہ نکلا اسوجہ سے کہ دختر مشکلکشا سر برہنہ ہے چشم آفتاب سر برہنہ پر پڑے اور ہمیشہ فرشتے محافظ آستان خیمۂ اطہر کے رہے یا آج نظم

وہ خیمۂ امام امم عرش احتشام	جس آستان کے لیتے تھے بوسے ملک تمام
پیر فلک ادب سے سدا کرتا تھا سلام	ویرانہ آنے ہائے غضب ہمین اہل شام

ایک ایک نقد جان کا خریدار ہو گیا
بالکل گھر اہلبیت کا بازار ہو گیا

خیمہ مین بھر گئے جو ستمگار جابجا
اہلحرم کو بھول گئی مرگ اقربا

ماتم کی صف سے چھپنے کو دوڑی برہنہ پا
بانو نے دھیان مین علی اکبرؑ کے یہ کہا

بیٹا کہان ہو تم یہ غضب کا مقام ہے
واری تمہارے کنبے پہ بلوائے عام ہے

اسطرف اہلحرم فریاد کر رہے تھے اور اسطرف **نظم**

انبوہ خاص و عام تھا خیمہ کے درمیان
لیتا تھا کوئی مسند پیغمبر زمان

عابدؑ کا فرش کھینچتا تھا کوئی بدگمان
ایک چھینتا تھا بالی سکینہؑ کی بالیان

بنت حسینؑ بالون سے چہرہ چھپاتی تھی
کانون پہ دونون ہاتھ دھرے تھرتھراتی تھی

بھر بھر کے آنسو آنکھون مین کہتی تھی وہ حزین
اے شمر تجکو پاس بنی فاطمہ نہیں

سیلی لگا نہ بہر خدا مجکو او لعین
اب تو ہین نیلگون مرے رخسار نازنین

ہلتا ہے عرش سنکے دوہائی سکینہؑ کی
او بے ادب نہ کھینچ کلائی سکینہؑ کی

اور فرماتی تھین کہ اے شمر میرا بابا ایسا سخی تھا کہ جسنے گھربار عزیز انصار امت پر نثار کر دئے مین بھی اُسی کی بیٹی ہون واللہ بمقابلہ عزت کے یہ گوہر مجکو پیارے نہیں ہین اگر تو خواہان ان گوہرون کا ہے تو **بیت**

صبر اتنا کر کہ زینب ذیشان اُتار دین
کانون سے بالیان پھوپھی امان اُتار دین

اسی عرصہ مین اس بچی نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ صحن خیمہ مین ایک روشنی پھیل گئی ہے وہ معصوم اپنے دل مین **بیت**

سمجھی ہمین جو لوگ ستانے کو آئے ہین
بابا حسینؑ رن سے بچانے کو آئے ہین

بعض راویون نے اسطرح پر بھی تحریر فرمایا ہے کہ اسوقت حضرت سکینہ بوجہ کمسنی کے گود مین حضرت فضہؑ کی تھین اور آپ نے صرف سر مبارک نیزے پر ملاحظہ فرمایا تھا اور نیزہ بوجہ ہجوم لشکر شوم نظر نہ آتا تھا پس جب حضرت سکینہؑ نے جمال باکمال اپنے پدر بزرگوار کا دیکھا **نظم**

بیساختہ اُتر پڑی گودی سے وہ حزین ‏— چلّائی رو کے فضّہ مین واری کہان چلین
مُنھ کو پھرا کے بولی سکینہ کہین نہین ‏— فضّہ کھڑے ہین صحن مین خیمہ کے شاہ دین
لیکن عجیب شکل شہ ارجمند ہے ‏— مُنھ تو کھلا ہے فضّہ مگر آنکھ بند ہے
دوڑی بسوے نیزۂ خولی وہ خوشخصال ‏— فضّہ بھی پیچھے پیچھے چلی کھولے سر کے بال
جاکر قریب نیزہ پکاری وہ خردسال ‏— فضّہ شہید ہو گیا ہے ہے علی کا لال
مین جانتی تھی قبلۂ حاجات آئے ہین ‏— سر کو چڑھا کے نیزہ پہ بدذات لائے ہین
پھر زیر نیزہ جھک کے پکاری وہ تشنہ کام ‏— بابا حسینؑ قبلۂ کونین السلام
بابا اسیر ہوتے ہین سجاد نیک نام ‏— بابا تمھارا کنبہ بھی لٹتا ہے اب تمام
اور کہتے ہین عدو کہ یہ خیمہ جلائین گے ‏— پوتی کو سعد کی مرے گوہر پنھائین گے

الغرض اسی طرح وہ شاہزادی اپنے بابا کے سر سے استغاثہ کر رہی تھی کہ لے بابا جان میرے گوہر تھین اُتار دو کانون کو زخمی ہونے سے بچا لو پھوپھی امان اور والدہ کو تو بوجہ ستم کے فرصت نہین کہ مجکو بچائین یا گوہر اُتارین اور شمر ملعون میرے پیچھے پڑا ہے آہ آہ اسی عرصہ مین وہ شقی ازلی بھی آیا اور اُس معصوم کی آہ وزاری کان سے سُنی مگر کچھ رحم اُس ملعون کو نہ آیا بیت

شمر لعین نے رحم نہ کھایا غضب کیا ‏— دُر لیکے بے پدر کو رُلایا غضب کیا

بس جسوقت گوہر اُس شاہزادی کے کان چیر کر اُس ملعون نے اُتارے راوی لکھتا ہے بیت

بھر گیا خون سے اُس بچی کا کرتا اُس آن ‏— اُس گھڑی پیٹ کے سر لینے لگی وہ نادان

اے بھائی سجاد باپ و چچا تو مارے گئے تم بھی ہماری فریاد نہین سُنتے ہو راوی کہتا ہے کہ ہنوز جناب زین العابدینؑ بوجہ شدت تپ بیہوش تھے اور آپ کو ابتک کچھ خبر اِس ظلم و ستم کی بوجہ تپ غشی کے نہوئی تھی جو ہین آواز گریہ سکینہؑ گوش اقدس مین پہونچی نظم

کھول کر آنکھ جو سجاد حزین نے دیکھا ‏— بس کہا دل سے کہ مارے گئے رن مین بابا

پیٹ کر سر کو یہ بانوے حزین سے بولا — کر گئے مجھ کو تیم آہ شہ ہر دو سرا
دیکھا انجام ہوا کیا ہے مری پیاری کا — سامنا اب نظر آتا ہے گرفتاری کا
ابھی سجادؑ یہ کہتے تھے کہ شمر غدار — آ کے کہنے لگا اُٹھ فرش سے جلدی بیمار
ساتھیون کو یہ پکارا عمر نابہنجار — دیکھو سجادؑ کے پہلو مین نہ ہووے تلوار
ہے یقین مجکو قیامت ابھی ہو جائے گی — شیر کے پوتے کے تلوار جو ہاتھ آویگی
بس یہ کہہ کر کے طلب اُسنے کیا آہنگر — آیا حدّاد لعین طوق و سلاسل لیکر
طوق اور بیڑیون پہ جبکہ پڑی اُسکی نظر — پانوٗن پھیلا دیا سجادؑ نے نیہوڑا دیا سر
منھ سے بیمار کے تکبیر کی آواز آئی — گریۂ مادر شبیرؑ کی آواز آئی

ہائے جسوقت جناب سجادؑ کو وہ اشقیا طوق و زنجیر پنہا کر مطمئن ہوئے تب اہلبیت اطہار کی طرف مخاطب ہو کر شمر ملعون نے کہا کہ اے حرم حسینؑ تم مین سے زینبؑ دختر مشکلکشا کون سی ہے اُسوقت حضرت زینبؑ نے سر جھکا کر فرمایا کہ اے لعین مین ہون دختر علی ابن ابی طالبؑ کی بھائی کو تو شہید کیا اب میرا سر بھی اُتار لے نظم

شمر کہنے لگا سر کاٹنے کا ذکر ہے کیا — مال و اسباب حسینؑ ابن علیؑ کا بتلا
کہا زینبؑ نے کہ اے قاتل شاہ دوسرا — لوٹ لی دولت زہراؑ نہین جی تیرا بھرا
اب مرے گھر مین فقط نام خدا ہے ظالم — میرا گنجینہ تو مقتل مین پڑا ہے ظالم
تو نہین جانتا یان فاقہ کشی ہے دن رات — آل احمدؐ کی توکل پہ فقط ہے اوقات
رہی اٹھارہ برس خلق مین زہراؑ کی حیات — فاقہ ہی کر کے اُٹھی خلق سے وہ نیک صفات
زندگی بھر رہین امّان مری حیرانی مین — عمر زہراؑ کی کٹی آسیا گردانی مین
شمر مردود نے جسوقت یہ زینبؑ سے سُنا — وہ ستمگار لگا کہنے کہ باتین نہ بنا
دولت فاطمہؑ گنجینۂ حیدرؑ بتلا — مین نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا نہ کچھ مجھسے چھپا
تیری دولت کسی عنوان نہین بچنے کی — گر نہ بتلائیگی تو جان نہین بچنے کی

شمر سے کہنے لگا یون عمر سنگین دل — تیرے بیفائدہ بکنے سے بھلا کیا حاصل
خیمۂ خاص مین ہو شاہ کے جلدی داخل — گھر کا اسباب بتادے کوئی یہ ہے مشکل
مجکو معلوم ہے تقریر سراسر سب کی — لوٹ لے زیور و زر چھین لے چادر سب کی

ابتو زبان کو لکنت ہے مصیبت کی روایت ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کیون حضرات کس زبان سے عرض کرون ذاکر کو گمان ہے کہ کوئی مومن روتے روتے اپنے تئین ہلاک نکرے مگر بنظر حصول ثواب کہ مجلس کا صرف رونا اور رُلانا ہے عرض کرتا ہون نظم

اُس جفاکار کا جب حکم ستمگر نے سُنا — شمر نے پہلے اُتاری سر زینب سے ردا
گھر لگے فاطمہؑ کا لوٹنے سب اہل جفا — جسکی چادر چھنی چہرہ لیا بالون سے چھپا
شرم سے بیٹیان زہراؑ کی گڑی جاتی تھین — گردنین ڈالے ہوئے بیبیان چلاتی تھین

ہنوز اہلحرم گردن کو جھکائے ہوے بالون سے منھ چھپائے ہوئے بیٹھے تھے اب کیونکر عرض کرون کہ لشکر بد ذات نے یک بیک مسند جناب رسولخدا کو اُٹھا لیا اُسوقت جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ ارے ظالمو خدا سے ڈرو اس مسند کا ادب کرو مگر اُس شاہزادی کی کون سنتا تھا مسند اُٹھالی اور وہان سے بڑھکر جھولے بے شیر کے پاس آکر مروارید اور زمرد جو اُس گہوارۂ بے شیر مین لگے تھے نکالنے لگے اُسوقت حضرت شہربانو نے سر پیٹ کر ارشاد فرمایا کہ اے ظلمو بیت

جھولا اصغر کا نہ برباد کرو روئےگا — آئیگا جب مرا بچہ تو کہان سوئےگا

لیکن وہ ملعون کب سُنتے تھے بعد فراغت غارتگری جھولے کے اب اور غضب یہ ہوا کہ نظم

طرف فاطمہ کبریٰ جو چلا ایک لعین — بھاگ کر ان کے گئی پاس وہ مجبور و حزین
بانو چلاکے لگی کہنے کہ سُن او بیدین — پہلے ہی لُٹ چکی ہے ہاے کچھ اس پاس نہین
دولھا مارا گیا مجبوس بلا ہے کبراؑ — زندگی اپنی سے خود آپ خفا ہے کبراؑ
روکے کہتی رہی کتنا ہی وہ تفتیدہ جگر — چھن گیا ہاے مگر شادی کا سارا زیور
دو دنی لوٹتی تھی خاک پہ کھولے ہوے سر — ہائے دولھا کبھی کہتی تھی کبھی ہائے پدر

کبھی کہتی تھی شہر جن وبشر ہے کہ نہیں
مین لٹی جاتی ہون بابا کو خبر ہے کہ نہیں

بین یہ کر رہی تھی فاطمۂ کبرا رو کر
ایک ظالم نے جو بانو کی اُتاری چادر
تب تو چلّا کے یہ کہنے لگی وہ خستہ جگر
مان لُٹی جاتی ہے تم جلدی سے آؤ اکبرؑ

ننگے سر کرتے ہین مردود دکھا کر بھالے
جلد لو میری خبر اے مرے غیرت والے

بین جو چلّا کے کبھی بولتی تھی اے بیٹا
ناگوارا وہ تمھین بولنا ہوتا تھا مرا
اسقدر کیون ہوئے غافل ہو تم اے ماہ لقا
دیکھتا ہر کس و ناکس ہے یہ سر میرا کھلا

پاس اسکا نہین مین قوم کی سردار ہون
تیرے بابا کی ہون لونڈی مین تری دائی ہون

ہنوز حضرت شہربانو یہ فرما رہی تھین کہ اسی عرصہ مین آواز گریہ وزاری فاطمہ زہرا کی گوش حق نیوش جناب زینبؑ مین آئی تب فرمایا حضرت شہربانوؑ سے کہ اے بھابی جناب والدہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور حق بجانب ہے اسوقت اُنکا رونا کہ بیٹے پوتے نواسے سب کے سب شہید ہو گئے اور بہوؤن بیٹیون کی چادرین چھینی جاتی ہین آہ آہ مومنین جسوقت یہ خبر حضرت کبراؑ نے سُنی تو اس عروس تازہ نے اپنے دستہاے حنائی کو چھپا کر سر جھوڑا کر اسطرح فریاد کی کہ اے دادی جان مین تو لُٹ گئی فلک مُصیبت کا میرے سر پر گر پڑا اور اسطرح شکایت فرمانے لگین نظم

میرے احوال کی اے دادی تھی سب تمکو خبر
فلک ظلم وستم ٹوٹ پڑا ہے مجھپر
دولھا بھی مارا گیا قتل ہوا میرا پدر
ہو گئی تخت کی شب رانڈ ہون مین خستہ جگر

لے لیا فوج ستم نے زر و زیور میرا
کھل گیا بلوے مین شادی کا گندھا سر میرا

لاڈلی پوتی کا جسوقت کہ یہ بین سُنا
روح نے فاطمہ زہرا کی یہ اُسوقت کہا
سچ ہے اے پیاری کہ تجھ پر ہے فلک ٹوٹ پڑا
تیرے بچپن کے رنڈاپے پہ یہ دادی ہو فدا

دولھا تیرا جو مرے بیٹے پہ قربان ہوا
تیرا اے پوتی یہ مجھ دادی پہ احسان ہوا

تو نے اس عمر مین اے [illegible] یہ رنڈاپا دیکھا
بخشے اے لاڈلی اس غم مین تجھے صبر خدا
ابھی تو دیکھنی ہے تجکو مُصیبت کیا کیا
لوٹ تو ہو چکی ہے قید کی باقی ایذا

جا کے مقتل میں ابھی لاشون پہ گرنا ہے تجھے　　بال کھولے ہوئے بازار میں پھرنا ہی تجھے
دیکھنے ہیں ابھی رستے کے تجھے رنج و تعب　　سر دربار بلائے گا تجھے اہل غضب
کریگا ایک لعین تجکو کنیزی میں طلب　　یان سے ہیں شام تلک پیاری ترے ساتھ ہوں اب
سر مجلس تجھے دامن میں چھپا لونگی میں　　تجکو آفت سے کنیزی کی بچا لونگی میں

ہنوز جناب کبریٰ یہ باتیں حضرت فاطمہ زہراؑ کی سُن رہی تھین اور اہلبیت میں ایک کہرام بہنہائے دلخراش جناب کبریٰ سے برپا تھا آہ آہ اب کیونکر عرض کرون نظم

پھر تو خیام شاہ تھے اور آگ آہ آہ　　مسند جلی رسولؐ کی حیدرؑ کی بارگاہ
یون لوٹا گھر نبی کا کہ اللہ کی پناہ　　محتاج اک ردا کے ہوئے اہلبیت شاہ
اسپر بھی رحم آیا نہ اُن روسیاہون کو　　لشکر میں لا کے قید کیا بے گناہون کو

افسوس صد افسوس کیون حضرات ایسے ظلم و ستم خاندان کسریٰ اور سردار قلعہ خیبر پر کہ سبب غیر کلمہ گو تھے نہیں ہوا اور نظم

نبی کی آل پہ گذرا ہے جور حد سے زیاد　　ستمگرون نے کیا فاطمہؑ کا گھر برباد
نہین رہا ہے کوئی محرم زنان فگار　　بغیر سید سجاد نیم جان بیمار
یتیم سینے زمین پر پچھاڑین کھاتے ہین　　دکھا کے کوڑا انھیں اشقیا ڈراتے ہین

بس جسوقت کہ اہلبیت نبوت کو قید کر کے تمام فوج نے کمرین کھولین اور اپنے اپنے خیمون مین آرام کرنے لگے اسوقت عمر سعد بدنہاد نے حکم دیا کہ اہلبیت حسینؑ کے لئے بھی کوئی خیمہ تلاش کرو نظم

پی آکے منادی نے ندا فوج جفا مین　　خیمہ کوئی باقی ہے خیام شہدا مین
برپا کرو بیوون کے لئے دشت وغا مین　　سب نے کہا اک تار نہین پردہ سرا مین
[illegible]　　باقی ہے بس اک خیمۂ دربار حسینیؑ

کہان [illegible] بیان کرون طرح طرح کی اذیت دینے تھے یہ تو عام قاعدہ

کہ جب کسی کا عزیز مر جاتا ہے تو اُسکے خاص اشیا کو میت کی وارثون کی نظر سے چھپا دیتے ہین کہ اسکو دیکھکر پس ماندون کو یاد میت آجاویگی مگر اہلبیت اطہار کو خاصکر وہی چیزین کہ جو خاص امام مظلوم کی تھین دیجاتی ہین الغرض نظم

وہ خیمہ عمر نے دیا خاصان خدا کو	اور حکم دیا پانچ ہزار اہل جفا کو
پہرے مین رکھو چار پہر آل عبا کو	جس طرح سے رکھتے ہین اسیر اہل خطا کو
بیٹھے ہوے یان اپنی یہ تقدیر کو روئین	مقتل مین مگر جا کے نہ شبیرؑ کو روئین

الغرض جسوقت وہ خیمہ خالی سلطان مدینہ حضرت سکینہؑ اور اہلبیت کو نظر پڑا ایک شور گریہ و بکا برپا ہوا اور جاہ و تجمل دربار حسین ابن علیؑ نظرون مین پھر گیا اُسوقت نظم

گر کر کوئی بولی مرے سرور کی وہ جا ہے	تکیون کی یہ جا مسند حیدر کی وہ جا ہے
اک نے کہا عباسؑ دلاور کی وہ جا ہے	قاسمؑ کی یہ جا ہے علی اکبرؑ کی وہ جا ہے
گھر رہگیا گھر والے سفر کر گئے ہے ہے	جو خیمہ کی رونق تھے وہ سب مر گئے ہے ہے
درد اُٹھتا ہے رہ رہ کے سکینہ کے جگر مین	کہتی تھی ہوئی حسرت دیدار پدر مین
سمجھاتی ہے مان بی بی کا بابا ہے سفر مین	وہ پوچھتی ہے سچ کہو کب آئینگے گھر مین
کس شہر کو پیاسے لب دریا سے سدھارے	اس گھر سے سدھارے کہ وہ دنیا سے سدھارے

اس بیان سے اور بھی محشر برپا ہوا مگر سبحان اللہ کہ اب بھی حال شرم و حیاے عترت رسولخداؐ وہی ہے کیونکہ جب شدت گریہ حضرت سکینہؑ حد سے گذری تو اہلبیت اطہار خاصکر زینبؑ ناچار بہت سمجھاتی تھین اور کہتی تھین بیت

کنبہ ترا سب صاحب غیرت ہے سکینہؑ	چلّا کے تو روئی مجھے حیرت ہے سکینہؑ

بجواب اس ارشاد کے وہ معصومہ کہتی تھی کہ اے پھوپھی امان کسطرح ضبط کرون بھین کوئی تدبیر بتادو میرے بابا کو دل سے بھلا دو بیت

رسی مین بندھی قید ہوئی آپ کے ہمراہ	غیرت کہان غیرت تو گئی باپ کے ہمراہ

اسطرف اہلحرم کا تو یہ حال تھا اور فوج شقی مین ہر خیمہ کے اندر عید تھی ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور مبارکباد دیتے تھے اسی عرصہ مین لشکر یزید کھانے پینے سے فارغ ہوا اُسوقت عمر سعد نے پوچھا کہ قیدیون کو کیا غذا ملتی ہے حاضرین لشکر نے کہا کہ اے سردار قیدیان عام کا قوت ایک نان جوین اور ایک ساغر آب مشہور ہے اور ادنے قیدیون کے لئے گندم بریان کا دستور ہے لیکن آل نبی کو آج تک مجبوس نہ دیکھا نہ سُنا پس اب جو تجکو منظور ہو کیونکہ وہ یہمان ہین جنکے لئے غذائے بہشتی حضرت جبرئیل لائے ہین پس تھوڑی دیر اُس ملعون کو سکوت رہا آہ آہ کیونکر عرض کرون نظم

ظالم نے کہا ان کو بھی دو گندم بریان	سلطان و گدا قید کے رتبہ مین ہین یکسان
گندم سے لگن بھر کے تب اک دشمن ایمان	راہی ہوا سوے حرم شاہ شہیدان
بی بی جو اسیرون مین حقیرون کی غذا تھی	اے شیعو وہ تم سب کے امیرونکی غذا تھی

القصہ جب درخیمہ پر وہ ظالم آیا لگن کو اتار کر اہلحرم کو پکارا کہ سیدانیو قوت لیجاؤ نظم

سنکر پیٹ کے کلثومؑ پکار رہی یہ شقی کو	کھانا جو کھلاتا ہے یتیمان نبیؐ کو
کیا دفن کیا لاش حسینؑ ابن علیؑ کو	اُسنے کہا یہ تو نہین مقدور کسی کو
تجکو رہو باتین نہ کرو فتنہ و شر کی	خیر اپنی جو چاہو رہو طاعت مین عمر کی
زینبؑ کی پڑی آنکھ لگن پر جو قضارا	گندم کی طرح سے دل بریان ہوا پارا
نوحہ کیا کیون چرخ یہ ہے قوت ہمارا	جو لایا تھا اُس سے کہا بتلا تو خدارا
لین کاہے مین یہ قوت کہ سب خاک نشین ہین	برقع نہین دامن نہین رومال نہین ہین
وہ کہنے لگا ہم تو ہین گر نہین رومال	لیجاؤ نہین اس سے بھی ہوئیگا بُرا حال
بس رُک گئی دربزہی فاطمہؑ کی آل	غیرت سے لرزتے تھے دگر بید کی تمثال
روکا کبھی بچون کو کبھی تھا نبا جگر کو	پھیلایا اِدھر ہاتھون کو منھ پھیر اُدھر کو
حیران تھے پریشان تھے کہ یہ سانحے کیا ہین	ہم سب حرم قاسم رزق دوسرا ہین

پر آج فقیرون سے بھی محتاج سوا ہین
کاسے بھی نہین ہاتھون مین ہم ایسے گدا ہین

جو کچھ ہے وہ قبضہ مین ید اللہ کے سب ہی
ہم دست نگر غیر کے یہ قدرت رب ہے

الغرض جسدم وہ شقی گندم بریان دیچکا تب اہلبیت نے فرمایا کہ یہ غلہ بریان کیونکر چبائین بلا پانی کے بچون کے منھ مین اور بھی اسکے لقمے پھنسینگے اسوقت اس شقی نے کہا بیت

مرضی عمر و شمر کی ہے پیاسے مرو تم
اشکون مین ملا کر یہ غذا نوش کرو تم

الغرض وہ تو غلہ دیکر اپنے لشکر مین گیا یہان اہلبیت نے ہاتھون سے وہ غلہ گرا دیا اور رونے لگے یہان تک کہ حضرت سکینہؑ روتے روتے سو گئین اور پچھلی رات ماہتاب بالائے خیمہ آیا تقدیر کو سکینہ کا سونا نہ بھایا اشکون کا پانی چھڑک کر جگایا بیت

جس باپ کی بچی کہین سوتی ہے سکینہؑ
تو سوتی ہے اور مان تری روتی ہے سکینہؑ

اس حالت خواب مین وہ نادان جو اٹھی روشنی قمر کو نور پدر تصور کیا بیت

طاری ہوئی الفت دل رنجور کے اوپر
بابا کہا اور گر پڑی اس نور کے اوپر نظم

چلائی کہان تھے اسد اللہ کے پیارے
ذرّے مرے بھائی کو طمانچے مجھے مارے
بیرحمون نے برقع مری پھپھیونکے اتارے
امّان جی پکارا کین تھین ہم بھی پکارے
لائے تھے مدینہ سے اسیواسطے ہم کو
ہر مورچے مین شمر پھرائے گے حرم کو

پھر لینے لگی گود مین وہ اپنے اجالا
اس چاند کے پرتو کا کیا ہاتھون کو ہالا
گہ زعم مین اپنے پھری گرد شہ والا
بیساختہ ہاتھون کو گلے مین کبھی ڈالا
جب لیکے بلائین وہ شہ پاک سے لپٹی
گہ خاک پہ غلطان ہوئی گہ خاک سے لپٹی

ملنے لگی ہاتھ اپنے جو بابا کو نہ پایا
پھر اور جگہ چاند کا پرتو نظر آیا
یان سے گئی وان اور یہ رو رو کے سنایا
ترڑپاؤ نہ بابا مجھے دن بھر تو رلایا

عہ صفحہ ۲۰۲ مجلس چہاردہم سطر ۱۶ سے بعد اضافہ عبارت ذیل امام حسینؑ شہید ہو گئے اور تمام خیمے اقربا سے خالی ہو گئے حرم روئے بس تمہاری شہزادی حضرت سکینہؑ کا جی کیونکر لگے راوی لکھتا ہو کہ جناب سکینہؑ اس خیمہ خالی مین یاد پدر بزرگوار اپنے مین روتی

لازم نہین غصہ یہ سن و سال پہ میرے
للہ بس اب رحم کرو حال پہ میرے

گودی مین نہ لو خیر گلے سے نہ لگاؤ
ہم زانو کے قابل نہین اچھا نہ بٹھاؤ
پیاسی ہون کئی دن کی ترس پیاس پہ کھاؤ
صورت نہ دکھاؤ ہمین آواز سناؤ

ہم پیار سے جھکتے ہین لپٹنے کو قدم سے
اللہ تم اک بات بھی کرتے نہین ہمسے

آخر وہ یتیم شہ دین ماں کو پکاری
ہے ہے وہان کیا بیٹھی ہویان آؤ مین واری
بخشاؤ خطا قبلہ و کعبہ سے ہماری
اِس بات پہ ہو جاؤنگی لونڈی مین تمھاری

بیٹی کو بھروسا ہے بڑا آپ کا اماں
دل پھیر دیا کس نے مرے باپ کا اماں

مرتی ہون مین اماں کہ ہین اعضا مرے بیکار
آنکھون سے نظر آتا نہین باپ کا دیدار
باہین بھی گلے مین نہین پڑتین کہ کرون پیار
لب ملتے نہین لب سے کہ لون بوسے مین دو چار

مین کیا کرون اماں مجھے کچھ بن نہین آتا
ہاتھون مین مرے باپ کا دامن نہین آتا

بانو اُسے لپٹا کے گلے سے یہ پکاری
ہے ہے تمھین مرنے کا بڑا شوق ہے واری
بابا تمھین پیارے ہین نہ جان اپنی ہے پیاری
کس وقت کب آئی یہان حضرت کی سواری

بخشاؤن خطا کس سے کہان سرور دین ہین
اُس نور کو دکھلا کے وہ بولی کہ یہین ہین

اُسوقت حضرت بانو نے فرمایا کہ اے سکینہؑ یہ نور پدر نہین ہے بلکہ نور قمر ہے اگر بابا تمھارے ہوتے اسقدر رُلاتے ڈیوڑھی پہ جب قدم رکھتے اُسی وقت بلاتے لے سکینہؑ **بیت**

کچھ دن ابھی رسّی سے گلا اور چھلیگا
اب شام کے زندان مین تمھین باپ ملیگا

الغرض اسی طرح گریہ و بکا مین تمام شب اہلبیت نے بہزار مصیبت بسر کی اور بوقت صبح لشکر یزید مین نقارہ کوچ پر چوب پڑی تب شمر و عمر نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ ہم اپنے لشکر کے مُردون کو دفن کرلین پس اُن ملاعین نے تو اپنے لشکر کے تمام مردے دفن کئے اور تمام لاشے امام مظلوم کے اسیطرح غلطان بخاک و خون چھوڑ کے امام زین العابدینؑ کو حکم پیدل چلنے کا دیا افسوس ہے کہ نظم

اونٹون پہ جب کہ آل نبی کے سوار
اس ناتوان و زار کے دی ہاتھ مین مہار

جب لیچلے اسیرون کو مثل گناہگار
چلاتی تھین یہ زینب غمگین و سوگوار

باشاہ دین اسیری زینبؑ کو دیکھیے
سر ننگے سب ہین آل پیمبر کو دیکھیے

جب دختر علیؑ نے یہ رو کر کیا بیان
نیزے پہ چشم شاہ سے آنسو ہوئے روان

پھر شمر کو پکاری یہ زینب بصد فغان
گر حکم دے تو بھائی سے مل لے یہ خستہ جان

لاش امام پاک پھر اک بار دیکھ لون
سبط نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لون

جھنجھلا کے اُس شقی نے کہا یہ نہین قبول
لاشے پہ رونے پیٹنے سے ہوگا کیا حصول

ہمراہ ہے سنان پہ سر دلبر رسولؐ
بس ہاتھ ملکے رہ گئی وہ دختر بتولؑ

چلائی پاس آپ کے کس طرح آؤن مین
بھیا تمھاری لاش پہ قربان جاؤن مین

مجبور ہے یہ بیکس و مظلوم و بے وطن
شرمندہ ہون کہ دے نہ سکی آپ کو کفن

تنہا بھی کر سکی نہ تمھارا یہ خستہ تن
چادر بھی اب تو سر پہ نہین کیا کرے بہن

ملتا نہین کفن تمھین ایسے غریب ہو
کب دیکھیے کہ آپ کو تربت نصیب ہو

زینب کو شہ کے حلق بریدہ نے دی صدا
اللہ کی رضا سے ہے بندہ کا زور کیا

غم ہے مجھے کہ سر پہ تمھارے نہین ردا
سبط رسول حق تری الفت کے ہین فدا

پردے کا دھیان ہے نہ تباہی کا دھیان ہے
اس دکھ مین ابن شیر الٰہی کا دھیان ہے

بھینا ہمارے لاشۂ بیسر کا غم نہ کھاؤ
بس اب نہ پیٹ پیٹ کے بھائی کا دل کڑھاؤ

سر ننگے راہ حق مین سوئے شام و کوفہ جاؤ
چادر اگر نہین ہے تو بالون سے مُنھ چھپاؤ

دکھ درد سہ تو بخشش اُمت کے واسطے
محبوس تم ہوئی ہو شفاعت کے واسطے

یان تو بہن سے بھائی کے ہوتے تھے یہ کلام
چلایا شمر ہوئیگا اب کیا یہین مقام

سجادؑ سے کہا کہ زمام اشترون کی تھام
اب جلد ہون روان حرم شاہ سوئے شام

منزل بہت کڑی ہے اذیت ہے راہ مین
ٹھہرے نہ اب اسیر کوئی قتلگاہ مین

روتے ہوئے یہ سُن کے چلے عابدؑ حزین
مجرے کو جھک گئے طرف لاش شاہ دین

زینبؑ پکاری اے پسر ختم مرسلین	مجبور ہے اسیر بہن زور کچھ نہین
ہے ہے یہ دھوپ اس جسد پاش پاش پر	رونا ملا بہن کو نہ بھائی کی لاش پر
الوداع اے شہ ابرار الوداع	اے سر دباغ احمد مختار الوداع
اے اہلبیت پاک کے سردار الوداع	چلائے شہ کہ خواہر غمخوار الوداع
سونپا تمھین حمایت شیر الٰہ مین	زینبؑ سکینہؑ جان سے ہشیار راہ مین
راہی ہوئی ادھر تو وہ ناشاد نوحہ گر	محتاج قبر رہگئی حضرت کی لاش ادھر
وہ ریگ گرم اور وہ صحرائے پر خطر	روتے تھے طائران ہوا شہ کی لاش پر
ایک ایک بی بی پیٹ کے سر خاک اڑاتی تھی	چارون طرف سے رونے کی آواز آتی تھی

الغرض اہلبیت اطہار کو لیکر لشکر کفار طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور تمھارے مولا کی لاش بے گور دکفن ارض کربلا مین رہگئی بیت

ملجائے اب وزیر کو محنت کی یہ جزا
بر لائین اہلبیت نبیؐ دل کا مدعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس بذکر رسیدن خبر شہادت جناب امام حسینؑ در مدینہ و آمدن خطیب

جب مدینہ مین شہ دین کی سُنانی آئی	ہاے صغرا کے لئے غم کی کہانی آئی

کتاب بحار الانوار مین تحریر ہے کہ جب جناب صادقؑ ہلال محرم دیکھتے تھے تو بکمال حزن و ملال مصائب اپنے جدّ نامدار حسینؑ عالی وقار کے یاد کر کے اِسقدر روتے تھے کہ طاقت ضبط نہ رہتی تھی پس اسوقت تمام اصحاب اور شیعیان جناب ابو ترابؑ خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر آپ کی شرکت نوحہ و زاری مین کرتے تھے اور جب آپ کو گریہ و بکا سے افاقہ ہوتا تھا تو طرف اُن لوگون کے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ اے مومنین بڑا مرتبہ ہے تم لوگون کا کہ حسین مظلوم پر میرے ساتھ روتے ہو جسوقت تم گریہ کرتے ہو میرے جد نامدار رسول مختار اور حیدر کرار اور جدہؑ عالی وقار تمکو بچشم عنایت دیکھتے ہین اور دعا فرماتے ہین اور تم لوگون کے نامون سے واقف ہین اور اسی طرح ہر ایک زائر و ذاکر و مداح اور تعزیہ دار اور ماتم دار جو میرے جد مظلوم کے ہین اُنکے حالات سے واقف ہو کر حق سبحانہ تعالے سے جگہ اُنکی بہشت مین مقرر فرماتے ہین اور جناب امام حسینؑ خدمت بابرکت اپنے جدّ مین عرض کرتے ہین کہ یہ اشخاص جو میری مصیبت مین روتے ہین اُنکے واسطے طلب مغفرت حق سُبحانہ تعالے سے کیجے کہ یہ میری مصیبت پر روتے ہین اور فرمایا ہے جناب صادقؑ نے کہ اگر تعزیہ دار اور زوار اور ذاکر اور رونے والے میرے جدّ نامدار حسینؑ کے واقف ہو جائین اپنے مدارج سے تو اسقدر مسرت ہو کہ

بالکل بھول جائین اُس مصیبت کو جو وہ اُٹھاتے ہین رونے اور سفر زیارت اور پڑھنے مصائب مین اور خاطرداری اہل عزا مین چنانچہ فرمایا ہے امام حسینؑ نے کہ جب رونے والے میری مجلس سے اپنے گھر جاتے ہین تو ایسے پاک و پاکیزہ ہو جاتے ہین گویا اسی وقت شکم مادر سے پاک پیدا ہوے نظم

اللہ جوہری در اشک عزا کا ہے	جنت بہا اِسی گہر بے بہا کا ہے
بازار حشر مین بھی سودا رضا کا ہے	بس سلسلہ یہ بخشش روز جزا کا ہے
باآبرو وہ بندہ ہے خلق اللہ مین	جو منسلک ہے سلک غلامان شاہ مین
محشر کے دن بشر کو یہ روتا ہنسائیگا	یہ ایک قطرہ ہفت جہنم بجھائیگا
پانون سے جو کہ مجلس ماتم مین آئے گا	محشر کے روز خلد سر دست پائیگا
یہ اشک ہین گناہونکے دھونے کیواسطے	مردم نے آنکھ پائی ہے رونے کیواسطے
کوثر یہ جانے کی یہی آنسو سبیل ہے	یہ آب اشک خضر رہ سلسبیل ہے
ایک روز آبرو کی یہ پانی دلیل ہے	یہ مادہ ہے جسکا کہ رتبہ جلیل ہے
منظور یہ چشم ہے پروردگار کو	اللہ لے گا اِس گہر آبدار کو

بس مومنین کی خدمت مین گذارش ہے کہ مقصود مؤلف یہ ہے کہ جو صاحب مصیبت اُٹھا کر مجلس مین آئے ہین کچھ دولت عقبیٰ لیکر جائین اگرچہ بوجہ ہجوم کار آپ لوگون کے دل متفکر ہونگے لیکن خیال فرمایئے کہ آپکے دوستون کے واسطے اِس مظلوم نے کیسے کیسے ظلم و ستم اُٹھائے اور کیسے عزیزون کے داغ فراق اور شہادت کے اپنے سینہ پر کھائے یہ تمہید کمترین نے اسواسطے گذارش کی ہے کہ آپ لوگ اپنے مرتبے سے واقف ہو جائین اور اب اپنا مقصود مذکور ہوتا ہے عرض کرتا ہون اے حضرت اگرچہ فضائل و محامد جناب سید المرسلین زیادہ اُس سے ہین کہ کسی بشر سے احصا اور احاطہ اسکا نہین ہو سکتا لیس بندہ بجز اسکے کیا کہے نظم

تری مدح ممکن نہین لکھے سکون — تو فخر سلیمانؑ ہے مین مور ہون
خموشی کا مُنھ مین نہ کیون قفل دون — مری عقل حیران ہے مین کیا کہون

ندانم کدامی سخن گویمت — کہ بالاتری زانچہ من گویمت

اور یہی طرح شرف و بزرگی وصی رسول مقبول مین بھی انسان سرگردان ہے اور انسان کی تو کیا حقیقت ہے جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے فرشتے مقرب ایزدی بھی عاجز ہین چنانچہ وہ روایت مومنین کو یاد ہوگی کہ جب جناب رسالتمآبؐ سیر آسمان کو تشریف لے گئے اور قطار فرشتگان بیشمار ملاحظہ فرما کر ایک شتر کو بٹھا کر صندوق کھولکر دیکھا تو صرف کتبہائے وصائف علی مرتضیٰ سے معمور پایا پھر اُنکے فضائل و محامد مین کب لکھ سکتا ہون پس بجز اسکے اور کیا کہا جاوے شعر

علی و نبی ہر دو نسبت بہم — دو تا ؤ یکے چون زبان قلم

اور اسی شعر کے مضمون کا ایک شعر اُردو عرض کرتا ہون شعر

جب کیا خالق نے اپنے نور واحد کو دو نیم — اک امام اُمتین ہوا اور اک پیمبر ہو گیا

پس جب یہ اجسام طیب و طاہر نور ایزد پاک سے پیدا ہوئے تو فضائل کا خاتمہ ہو کہ قرآن جو کلام خدا ہے ایک قصیدۂ نعت مصطفےٰؐ ہے اور کعبہ جو خانۂ رب جلیل ہے ایک زچاخانہ علی مرتضیٰ ہے پس کسقدر فخر و مباہات کا مقام ہے کہ ایسے نبیؐ کی اُمت مین پیدا ہو کر ایسے امام برحق کے پیرو ہوئے اور اسی طرح سے شرف اور بزرگی بنت رسولخدا فاطمہ زہرا اور بعد اُنکے جناب اُم البنین زوجۂ جناب مشکلکشا کو ملی ہے نظم

شرف ازل سے جو ازواج مرتضیٰ کو ملا — کہان یہ مرتبہ ناموس اوصیا کو ملا
جو کچھ شرف تھا وہ سب اشرف النسا کو ملا — نہ ہاجرہؑ کو ملا اور نہ آسیہؑ کو ملا

اگر یہ درجہ بھی حصے مین کس کے آیا ہے — جو بعد فاطمہ ام البنین نے پایا ہے

نہ کیون بتول کی ہو ہمنشین وہ عرش وقار — وہ مان حسینؑ کی یہ مادر علم بردار

کیا حسینؑ کو اُمّت پہ فاطمہ نے نثار — حسین پر کیے قربان اپنے بیٹے چار
امام فاطمہؑ کے نورعین کو سمجھی — پسر حسنؑ کو اور آقا حسینؑ کو سمجھی

دم اخیر علیؑ نے یہ اُسکو دی تھی خبر — کہ ہونگے فدیۂ شبّیر تیرے چار پسر
یہ اپنے بیٹوں کی تعظیم کرتی تھی اکثر — پسر جو پوچھتے تو کہتی تھی فدائے پسر
نہ کیوں میں فخر کروں فخر والدین ہو تم — غلام فاطمہؑ ہو فدیۂ حسینؑ ہو تم

چنانچہ روایت ہے کہ جب تک سید الشہدا امام دوسرا پسر فاطمہ زہرا مدینہ منوّرہ میں رونق افروز رہے حضرت ام البنین مثل فاطمہ زہرا شیدا امام مظلوم کی رہیں اور جسوقت سے کہ آپ نے کوچ کوفہ کا فرمایا حضرت ام البنین نے خدمت اور تیمارداری فاطمہ صغرا مریض کی اپنے اوپر فرض کرلی اور ہمیشہ خدمتگزاری اُس شہزادی سے غافل نہ رہتی تھیں بیت

بنا کے ہاتھ سے اپنے اُسے دوا دیتی — دوا پلا کے شفا کی اُسے دعا دیتی

لیکن فراق فرزند رسول ثقلین پارۂ جگر فاتح بدر و حنین میں ہمیشہ غمگین اور محزون رہتی تھی کیونکہ جناب امام حسینؑ کو اپنا لخت جگر و نور بصر تصوّر فرماتی تھیں اور نظم

فراغ خدمت صغرا سے پا کے وہ ذیجاہ — ردا کو اوڑھ کے گھر سے نکلتی شام و پگاہ
عصا کو تھام کے استادہ رہتی تھی سر راہ — یہ رو کے کہتی تھی آئندہ و رَوندہ سے آہ
پسر سے چھُٹ کے کسی ماں کو چین آتا ہے — مُسافرو کہو میرا حسینؑ آتا ہے

جو کوئی پوچھتا تم مادر حسینؑ ہو کیا — تو رو کے کہتی کہ اُلفت تو ماں سے بھی ہے سوا
جو پوچھو رتبہ تو ادنےٰ مقام ہے میرا — کنیز و خادمہ لونڈی ہوں اُسکی میں دکھیا
حسینؑ میرا ہے مختار دو سرا بھی ہے — امام بھی ہے پسر بھی ہے پیشوا بھی ہے

ہر چند کہ حضرت ام البنین ہر ایک مسافر سے حال اُس شاہزادہ کونین کا پوچھتی تھیں مگر بوجہ اسکے کہ یزید پلید نے ایسا انتظام کیا تھا کہ کوئی مسافر یا قاصد سمت کربلا سے جانب مدینہ راستہ طے نہ کرنے پاوے بدیں وجہ کچھ حال نہ ملتا تھا مگر آپ کا حال بوجہ وفور محبّت

امام حسینؑ بدستور رہا کہ فاطمہ صغرا کو دوا پلا کر ہر روز دروازہ پر آتا اور ہر شام کو مایوس ہو کر گھر مین جاتا حضرت اگر حال اضطراب اور بے چینی حضرت ام البنینؑ کا مؤلف بیان بہ عرض کرتا ہے تو اصل مطلب تک پہونچنے مین طول ہوگا اسطرف جناب ام البنینؑ کو فراق امام حسینؑ کا غم تھا اُدھر کربلا مین اُس مظلوم پر یہ ظلم و ستم کہ اہلبیت اطہار تشنہ و گرسنہ خیمون مین بیتاب ہر ایک بچہ دل کباب تمام یار و انصار شہید ہو کر حضرت یکہ و تنہا فوج اشقیا مین گھرے تھے

بیت

بھرے عزیزونکے داغون سے سینہ و دل تھے ۔۔۔ حسینؑ ایک تھے اور چار لاکھ قاتل تھے

حضرت بعد شہادت جناب امام حسینؑ اُن اشقیا نے لاش مبارک سُم اسپان سے پامال کی اور بعد پامالی لاش مبارک کے خیمہ مین آگ لگا کر اسباب حرم لوٹنے لگے اُسوقت جو ظلم کا اشقیا نے اہلبیت اطہار پر کیا وہ مجلس تاراجی خیام مین تحریر ہوا ہے مگر چند فقرے واسطے داخل ہونے ثواب کے یہان پر بھی عرض کرنا چاہتا ہون لیکن مجال سخن نہین سینہ شق ہوتا ہے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے لکنت زبان کو ہے افسوس یہ نبی کی اُمّت ہے جسکے نزدیک اہلبیت اُسکے کی یہ عزّت تھی کیون مؤمنین سُنیے گا وہ حال جو اشقیا نے وقت لوٹنے خیمون کے تمہاری شہزادیون کا کیا کہ وہ اشقیا

نظم

کسی کو نیزے کسی کو طمانچے مارتے تھے ۔۔۔ حرم حسینؑ کے سب یا علی پکارتے تھے

غرض کہ عصر سے تا وقت شام واویلا ۔۔۔ جلے تھے اور لٹے تھے خیام آل عبا

حرم کو لا کے نظر بند ظالمون نے کیا ۔۔۔ خوشی کی نوبتین بجتی تھین فوج مین ہر جا

اگر یہ آتی تھی آواز شادیانے سے ۔۔۔ ہزار حیف اُٹھے پنجتن زمانے سے

شہید ہو گئے جب رن مین سیّد والا ۔۔۔ تو لُٹ کے قافلہ بیوون کا بلوہ مین آیا

بلا کے منشیون کو ابن سعد نے یہ کہا ۔۔۔ کہ فتح نامے لکھو جلد جلد ہر اک جا

حقیقت اپنی جدال و قتال کی لکھو ۔۔۔ شکست فاتح خیبر کے لال کی لکھو

مدینہ و مین و چین و مصر و روم و حلب — ہون ملک ملک مین ارسال فتحنامے اب
ہر ایک نامے مین ہو مندرج یہی مطلب — حسین ع قتل ہوئے بے ردا ہوئی زینب ع

نگون امامت سرور کا تخت و تاج ہوا — جو پوچھو تخت کا مالک یزید آج ہوا
مری طرف سے لکھو عرضداشت بہر یزید — کہ لے ہو ترے اقبال سے حسین ع شہید
مین نذر فتح کی دونگا سر امام سعید — ہین چند عورتین اور لڑکیان بقید شدید
نہ ہمنے ہے علی اصغر کو بھی امان بخشی — یہ تیرے ہاتھ سے سیدانیون کی جان بخشی

جب اک عریضہ لکھوا کے برائے ابن زیاد — کہ نام پنجتن اب میٹ گیا مبارک باد
جو مجھ سے وعدے کیے ہین ذرا تو کیجیو یاد — کیا ہے خوش تجھے مین نے تو مجکو کر نا شاد
نہ لایا دھیان مین خیر النسا کے رونے کو — نہال فاطمہ کاٹے نہال ہونے کو

لیکن یزید پلید کے خط مین مبالغہ رقم کیا جاوے کہ قبل از جنگ حسین ع ابن علی مجکو خوف تھا کہ یہ بنی ہاشم بہادر و جرار ازلی ہین اور اولاد علی ع ہین جنھون نے اژدر کو چیرا و خیبر کو اکھاڑا مرحب کو پچھاڑا حنین و خندق مین فتح پائی جنون کو اُنکے مقابلے کی تاب نہ آئی پس ایسے جرارون سے لڑنے مین یہی خیال تھا کہ کئی مہینے معرکہ حرب و ضرب رہیگا خون کا دریا بہے گا

نظم

اگر ہوئی جو لڑائی بروز عاشورا — سحر تھی جمعہ کا دن عشرہ محرم تھا
نہ دو مہینے لگے اور نہ ایک دن گذرا — اخیر لشکر شبیر ع دوپہر مین ہوا
تمام ظہر تلک شہ کے نور عین ہوئے — شہید چار گھڑی دن رہے حسین ع ہوئے
نماز عصر پڑھی کاٹ کر سر شبیر ع — حرم کو لوٹ کے مغرب کی پھر کہی تکبیر
ہماری فوج مین سیدانیان ہین ساری اسیر — خدا کے شیر کا پوتا ہے بستہ زنجیر
مدد کو اہل حرم کی نبی ص نہین آتے — پکارتے ہین علی ع کو علی ع نہین آتے

بعد ازان کاتب کو حکم دیا کہ فتحنامہ اسی حاکم مدینہ مین یہ بھی لکھدینا کہ اب بے خوف و خطر

خطبہ یزید منبر نبی پر پڑھنا خاندان رسول مختار میں اب کوئی بجز عابدؑ بیمار کے باقی نہیں رہا چنانچہ وہ بھی غل و زنجیر پہنے ہوئے اسیر ہے راوی کہتا ہے نظم

شقی نے نام مدینہ کے نامے کا جو لیا ۔ حرم قریب نظر بند تھے سب نے سُنا
پکاری بانو کہ بکیں کہ ہے یہ کار خدا ۔ مری طرف سے بھی صغرا کو کوئی لکھدے دعا
سکینہ بولی نہیں اور کچھ پیام مرا ۔ مری مریض بہن کو لکھو سلام مرا
غرض کہ نامے کیے منشیوں نے سب ترقیم ۔ لفافہ کرکے رکھے پیش ابن سعد رجیم
اُسی نے صبح کیے قاصدوں کو وہ تقسیم ۔ اگرچہ نامے رکھے قاصدوں نے کی تسلیم
خط مدینہ لیے اک شتر سوار چلا ۔ مگر حسینؑ کے ماتم میں اشکبار چلا

جس وقت کہ قاصد مدینہ ابن زیاد بد نہاد سے رخصت ہوا اتفاقاً اسکا گذر اسی راہ سے ہوا جہاں پر کہ سرہاے شہدا رکھے تھے اُسوقت شتر سوار نے آنکھوں سے اشک بہا کر سر امام مظلوم کو بعد تعظیم تسلیم بجا لا کے عرض کی کہ اے شہید جفا فرزند علی مرتضیٰ جو غلام خط سردار فوج شام مدینہ کو لئے جاتا ہے آپ کچھ پیام فرما دیجئیگا اور گذارش کی کہ اے مولا مدینہ کو بپاس ملازمت جاتا ہوں لیکن مارے ندامت کے [illegible] عرق عرق ہوں یقین ہے کہ صغرا مریض براے استفسار حال دروازے پر کھڑی ہوگی امام حسینؑ اُسکے پاس ہونگے پس جسوقت وہ مریض آپ کا حال پوچھے تو بیت ۔

مرے امام مرے تین روز کے پیاسے ۔ کہو حسینؑ کہوں کیا میں جاکے صغرا سے نظم
یہ نامہ کھولوں کہاں اے امام جن و بشر ۔ پڑھوں نبی کی لحد پر کہ قبر زہرا پہ
تمام ہاشمی پوچھیں اگر حرم کی خبر ۔ گناہ تو نہیں کہدوں کہ سب ہیں ننگے سر
گلا بھی ہاتھ بھی سجاد کا رسن میں ہے ۔ یہ بات کہنی مناسب مجھے وطن میں ہے
سفر سے بھیجتے ہیں تحفہ سب براے وطن ۔ وطن سے آپ کی خاطر میں لاؤں ایک کفن
نہ دوست کوئی تری لاش پر ہے نے دشمن ۔ نجف لے گا سر راہ اے امام زمن

علی سے کہدون کہ لاش حسینؑ تنہا ہے ۔۔۔ نہ مجتبےٰؑ نہ رسولِ خداؐ نہ زہراؑ ہے

پس اُسوقت جناب امام حسینؑ کے سر بریدہ سے آواز آئی کہ شتر سوار روح رسولِ مقبولؐ اور امان بتولؑ و میرے پدر بزرگوار حیدر کرارؑ و حسن مجتبیٰؑ کی یہان پر اسوقت سے موجود ہے کہ جب شمر ملعون نے میرے سینہ پر چڑھکر سر کو جُدا کیا اور زیر نیزہ اب بھی وہ سب بزرگوار روتے ہین اُنکو پیام دینے کی کیا حاجت ہے اور جو واسطے صغرا بیمار کے مجھ سے تحفہ مانگتا ہے مین بیکفن تجھے کیا تحفہ دون پئے صغرا نظم

تو مشت خاک مری قتل گہ سے لیتا جا ۔۔۔ مُفید واسطے بیمار کے ہے خاک شفا
یہی ہے خط یہی سوغات اور یہی ہے دعا ۔۔۔ سوائے اسکے مرے پاس اور کیا ہے بتا
مری تلاش مین صغرا نے خاک چھانی ہے ۔۔۔ سو خاکساروں کی قاصد یہی نشانی ہے
ابھی یہ سنتا تھا قاصد حکایت سر شاہ ۔۔۔ کہ آئی کان مین آواز آہ آہ صغرا آہ
اودھر اُدھر کو جو کی قاصد حزین نے نگاہ ۔۔۔ تو دیکھا ہے سر اکبرؑ سے نالہ جانکاہ
تڑپ تڑپ کے وہ سر آہ آہ کرتا ہے ۔۔۔ سوے مدینہ بحسرت نگاہ کرتا ہے
کہا سر علی اکبرؑ سے اُسنے تب رو رو ۔۔۔ امام زادے بہن کے لئے تڑپتے ہو
حسینؑ خاک شفا بھیجتے ہین صغراؑ کو ۔۔۔ نشان سبط نبیؐ تم بھی کچھ نشانی دو
جواب سر نے دیا اور کیا نشانی ہے ۔۔۔ جوانا مرگ موے داغ نوجوانی ہے

پس یہ پیام سُنکر قاصد کو قلق ہوا نہایت رنج و ملال ہوا الغرض تھوڑی خاک پاک لیکر روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ اتفاقاً اثنا راہ مین قافلہ اہلبیت اطہار کا بے مقنعہ و چادر ملا اُسوقت نضہ سے جناب شہربانو اور زینبؑ نے فرمایا کہ اے فضہ اِس شتر سوار سے کہدے کہ اے بھائی تو مدینہ کو جاتا ہے اسقدر خیال رکھنا کہ میرے بھائی مظلوم کی سنانی کے قبل صغرا کو دریافت کر لینا ایسا نہو کہ وہ شدت مرض سے نحیف و زار ہو اور یہ خبر سُنکر بوجہ رنج و ملال کے اسکی جان عزیز تلف ہو جاوے بموجب ارشاد کے یہ پیام اہلبیت اطہار

شتر سوار کو فضہ دے رہی تھی کہ حضرت سکینہ نے تُتلا کر کہا کہ اے شتر سوار میری بہن صغرا کو تسلیم عرض کر کے کہدینا کہ اے بہن وقت سفر مدینہ تم بوجہ مفارقت پدر بزرگوار بہت بیقرار ہوئی تھین مگر اچھا ہوا کہ آپ تشریف نہ لائین ہیئے تو آکر فوج بدانجام کی کیا کیا جھڑکیان کھاتین منہ پر طمانچے لگے کانون کی لوین چیر کر بُندے چھینے گئے تین روز تک بے آب و دانہ رہے المختصر وہ سب پیام غم انجام سُنکر وہ شتر سوار منزل مقصود کو چلا اور حوالی مدینہ مین پہنچے بیت

نظم

کلس رواق نبی کا نمود ہونے لگا — اُتر کے ناقے سے ناقہ سوار رونے لگا
گیا مدینہ کی مسجد مین قاصدِ ناچار — وطن مین آمدِ قاصد کا غُل ہوا اکبار
گھرون سے جانب مسجد چلے صغار وکبار — زبان پر کہتا تھا ہر ہر حسین قاصد زار
نبی کے روضہ کا گنبد تمام ہلتا تھا — ستون مسجد خیر الانام ہلتا تھا
یہ ایک لڑکی نے صغرا کو دی خبر آکر — مبارک آپ کے پردیسیون کی آئی خبر
ابھی ابھی چلا آتا ہے ایک نامہ بر — رسول پاک کی مسجد مین کھولتا ہے کمر
خدا نے چاہا تو اکبر بھی یونہین آتے ہین — خبر حسینؑ کی سب پوچھنے کو جاتے ہین

یہ خبر سُنکر حضرت صغرا بستر بیماری سے اُٹھ بیٹھین اور اُس لڑکی سے پوچھنے لگین کہ اے بہن مین تمھاری تیرے اس بیان کے واری یہ تو بتلا کہ اُس قاصد کے ہمراہ کوئی سواری بھی ہے یقین ہے کہ قاسم جرار اور علی اکبر نامدار کا بیاہ ہو مجکو بھی طلب کیا ہو اور کہنے لگی اب مجکو یقین ہوا کہ بابا اور امّان کو مین بھی پیاری ہون مین نے تو جانا تھا کہ وطن مین مجکو چھوڑ کر بھول گئے بجواب اسکے اُس لڑکی نے گذارش کی کہ اے شہزادی مجکو حال سواری معلوم نہین کسی کو بھیجکر دریافت فرمائیے پس باشتیاق خبر مسافران کربلا خود اُٹھین اور حضرت ام البنین سے کہنے لگین کہ اے دادی قاصد بزرگوار آیا ہے مسجد نبوی مین سُنتی ہون بستر لگایا ہے آپ چلئے تو حال بابا جان اور مادر بزرگوار اکبر و صغرا اور اپنی بہن سکینہ کا پوچھ آؤن کیون حضرات اُسوقت کا اشتیاق حضرت فاطمہ صغرا کا کیسا ہوگا اور آپ لوگون کو تو معلوم ہے کہ یہ سب خوشی صغرا کی خاک مین ملگئی تھی

یہ سنکر بیت

نظم

وہ بولی واری بھلا تم مین اتنی طاقت ہے
مین پوچھے آئی ہون باباتر اسلامت ہے

یہ کہہ کے اوڑھلی چادر اُٹھایا اپنا عصا
روان ہوئین طرف مسجد رسول خدا

زنان ہاشمیہ ساتھ تھین پیادہ پا
قریب پہونچین جو مسجد کے دیکھتی ہین کیا

وہ کون شخص ہے جسکا کہ حال غیر نہین
پکاری خیر ہو پر دیسیون کی خیر نہین

ابھی وہ خط لئے منبر پہ نامہ بر تھا گیا
پڑھا تھا ایک ہی فقرہ کہ حشر تھا برپا

کہ ناگہان در مسجد سے غلغلہ یہ ہوا
عزیز وراہ دو آتی ہے ثانی زہراؑ

زنان ہاشمیہ نے جو اہتمام کیا
تو نامہ بر نے بھی تعظیم سے سلام کیا

عصا پہ ماتھے کو رکھکر کھڑی ہوئی وہ آہ
کہا کہ بھائی یہ خط تجھے پڑھیو خاطر خواہ

زبان سے پہلے یہ کہدے کہ خیر سے تو ہین شاہ
وہ روکے کہنے لگا لا الٰہ الا اللہ

بہت حسینؑ کی عاشق ہو اور شیدا ہو
مگر جہان مین اب تم بجائے زہراؑ ہو

پکاری وہ کہ بھلا مین کہان بتول کہان
مین خادمہ ہون وہ مخدومۂ زمین و زمان

وہ بولا اسم شریف آپ کا وہ بولی ہان
علیؑ کی زوجہ ہون عباس نامدار کی مان

ابھی نہ مان ہون مین اُسکی نہ وہ پسر میرا
جو کچھ حسینؑ کے کام آیا تو جگر میرا

یہ بات کرنا بھی ناخوش ہون سے مجکو عار
علیؑ کی لونڈیون کا یہ چلن نہین زنہار

مگر حسینؑ کی اُلفت نے کر دیا ناچار
نکل پڑی مین ردا اوڑھکر سر بازار

خبر حسینؑ کی کہہ آرزو مین ہون جس کی
کنیز ہون تو مین اسکی جو مان ہون تو اُسکی

مین بول کہا تی ہون بھائی تو ہو گریبان چاک
نکل کل ماتیان سر پہ اپنے ڈالے خاک

[illegible] کچھ غم کر دین ای غمناک
ہوئی حسینؑ پہ بیداد لشکر سفاک

یہ سنگ کا فولاد کی زبان ہووے
تو ایک پیاس کا اُس پیاسے کی بیان ہووے

[illegible] نے حال شہدائے کربلا اسطرح بیان کرنا شروع کیا کہ اے ام البنین ہین نگو

کون سی مصیبت حسینؑ کی سُناؤں کہ اُسطرف کئی لاکھ خنجر خونخوار ادھر ایک حسینؑ بے دیار کے سر کا زمانہ خریدار چاروں طرف سے فوج جفاکار وار نیزہ و تلوار کر رہے تھے اور ایک قطرہ پانی کا نہ دیتے تھے حتی کہ کوئی رکاب بردار بھی بوقت سواری نہ تھا کہ حضرت زینبؑ نے خیمہ سے نکلکر رکاب تھامی اور بھائی کو سوار کرایا بیت

عدو کی فوج میں اسوقت رو دیا سب نے ۔۔ جب اپنے بھائی کی تھامی رکاب زینبؑ نے

پس یہ سُنکر حضرت ام البنین کو رعشہ آیا اور فرمایا کہ عباسؑ کو کیا ہوا تھا رکاب تھامنے کو عار تھا وہ تو ہمیشہ نعلین حسینؑ اُٹھایا کرتا تھا نظم

عنہ ور کی تو مرے لال کو نہ عادت تھی ۔۔ رکاب تھامنا تو فخر تھا سعادت تھی

پکاری سوئے نجف مڑ کے یا علی فریاد ۔۔ تو خوب آپ کے عباس نے کیا دلشاد

اسی کو اہل وفا آپ کرتے تھے ارشاد ۔۔ حقوق پالنے والے کے کر دیے برباد

کچھ آپ سُنتے ہیں یہ نامہ بر جو کہتا ہے ۔۔ غلام خدمت آقا میں یو نہیں رہتا ہے

جب یہ شکایت حضرت ام البنینؑ کی نامہ بر نے سُنی تو اسوقت کہنے لگا کہ اے مادر عباسؑ حق شناس خدا گواہ ہے کہ عباس سا باوفا نہ دیکھا نہ سُنا یہ جو میں نے عرض کیا حال دوپہر کا تھا اور بوقت صبح جب امام حسینؑ سوار ہونے لگے بھانجے بھتیجے یار و انصار مع عباسؑ علمبردار جلو میں موجود تھے اور عباس جرار نے رکاب برداری کی تھی قاسم سر مبارک امام پر رومال ہلاتے تھے اکبر جرار عنان کو تھامے تھے مگر بوقت دوپہر جب کا حال میں نے عرض کیا اسوقت اُن جراروں میں سے کوئی بھی باقی نہ تھا پس اسوقت نظم

وداع ہو کے نبی زادیوں سے وہ بولا ۔۔ کھڑا تھا خیمہ کی ڈیوڑھی پہ بیکس و تنہا

رکاب تھامنے کو تھا نہ کوئی واویلا ۔۔ حسینؑ دیکھتے تھے سوے مقتل و دریا

بلاتے تھے علیؑ اکبر کو اور روتے تھے ۔۔ پکارتے تھے برادر کو اور روتے تھے

نکر تو شکوۂ عباس اے حمیدہ صفات ۔۔ رکاب تھامے وہ کیونکر کٹے ہوں جسکے ہات

پڑا تھا بیکفن دگور دہ کنارِ فرات — صدا یہ لاش سے آتی تھی ای شہ خوش ذات
اگر رضا ہو یہ مظلوم کربلائی کی — رکاب تھامون کٹے ہاتھون سے مین بھائی کی

اور وفاداری حضرت عباسؑ کا حال تو بیان نہین ہوسکتا کیونکہ جب ساتوین تاریخ محرم سے حرم پر پانی بند ہوا تو تمھارے بیٹے نے چار کنوین کھودے اور دسوین تاریخ کو سقہ سکینہ کا بنا مگر قسمت مین اُس پیاسی کی پانی نہ تھا کہ شانے کٹا کر دریا پر شہید ہوا ہرچند شمر نے عباس کو پیام سالاری دیا مگر اُس وفادار نے کفش برداری حسینؑ کو ترک نہین کیا بس نظم

یہ سُن کے خوش ہوئی ام البنین و پوچھا — نہین ہے پایہ کہ تفاوت ہے کچھ قسم تو کھا
وہ بولا جسکی قسم چاہو مجھ سے لے بخدا — دروغگو نہین قاصد ہون مین شہ دین کا

وفا جو اُسنے کی سبط رسول شاہد ہے — صدا بقیع سے آئی بتول شاہد ہے

سجود شکر بجالائی پھر تو وہ بے آس — کہا مین خوش ہوئی عباس آفرین عباسؑ
تمھاری قبر رہے سبز سو و بے وسواس — غذا ہو میوہ طوبےٰ تو حُلے ہووین لباس

بہشت مین غم محشر سے بے ہراس رہو — غلام سبط نبی ہو انھین کے پاس رہو

مین سُرخرو ہوئی شبیر کے تو کام آیا — جو کچھ کہ تجھ پہ مراحق تھا مین نے بھر پایا
ہزار شکر یہ مژدہ خدا سے نے شنوایا — علیؑ کی پوتی کا سقا بنا مرا جایا

خدا گواہ کہ تو نے مجھے نہال کیا — تو اپنا دودھ بھی مین نے تجھے حلال کیا

بعد ازان قاصد کیطرف مخاطب ہوکر حال جناب امام حسینؑ پوچھنے لگی تو قاصد نے کہا کہ ابھی اپنے اور تین بیٹون کا حال سُنو کہ عبداللہ اور عون اور جعفر نے بھی اپنی جان بھائی حسینؑ پر نثار کی نظم

یہ بات سُن کے ہوئی غصہ زوجہ حیدر — کہا کہ سوال دگر قاصدا جواب دگر
مین تجھسے پوچھتی ہون ابن فاطمہؑ کی خبر — تو حال عون کا کہتا ہے قصہ جعفرؑ

یہ کون اور مین کون اور کس کے چار پسر — فدا حسینؑ پہ ایسے مرے ہزار پسر

مین پوچھتی ہون تو کہتا ہے اور ہی کچھ حال — تو ہوش مین ہو کہ بیہوش کس طرف ہو خیال
یہ پہلے کہہ چکی تھی مین نہین کوئی مرا لال — حسین ایک پسر ہے جسے صدوسی سال

سوا حسین کے فرزند نور عین نہین — پسر ہو کیا کوئی میرا بجز حسین نہین

اے قاصد مین تجھسے حال شہنشاہ کونین پوچھتی ہون اور تو حال غلامون کا کہتا ہے مجھے بیٹون کے مارے جانے کا کچھ خیال نہین ہے حسین کی خبر سے اطلاع دے دل گھبراتا ہے پس اب مومنین خیال کرین کہ وہ نامہ بر کیا کہتا ہے نظم

جگر پہ مار کے ہاتھ اپنا نامہ بر نے کہا — جو حال سُننا ہے بی بی حسین بیکس کا
لو اب گھڑی نہ رہو بیٹھ جاؤ رکھدو عصا — زنان ہاشمیہ کو بٹھالو گرد ذرا

کلیجہ تھام لو تم اپنا دونون ہاتھون سے — کہ اب غش آیگا یان سب کو میری باتون سے

علی کی زوجہ کو حلقہ مین بیبیون نے لیا — اور اُنکو گود مین سب لیکے بیٹھین واویلا
ہر ایک کہتی تھی یارب کہے گا قاصد کیا — عمامہ قاصد مغموم نے بھی پھینک دیا

طمانچے منھ پہ لگانے لگا برائے حسین — زمین پہ گر پڑا منبر سے کہہ کے ہائے حسین

اُڑا کے خاک کہا اے ضعیفہ ہو آگاہ — ہزار و نہ صد و پنجاہ زخم اک تن شاہ
اور ایک حلق پہ ہفتاد ضرب خنجر آہ — چڑھا حسین کے سینہ پہ قاتل بدخواہ

سر حسین تو اُس بدگمان نے کاٹا — غضب ہی ہاتھون کو پھر ساربان نے کاٹا

یہ سُن کے غش ہوئی ام البنین عالیجاہ — اُٹھا یہ شور کہ فریاد یا رسول اللہ
ہوا جو غش سے افاقہ علی کی زوجہ کو آہ — تو پوچھا حال ہے زینب کے بھی تو ہو آگاہ

وہ ساتھ مرگئی بھائی کے یا اسیر ہوئی — دیا حسین کے مرقد پہ وہ فقیر ہوئی

سر اپنا پیٹ کے پھر نامہ بر یہ چلّایا — حسین نے تو کفن بھی ابھی نہین پایا
رسول زادیون پر سخت حادثہ آیا — برہنہ سر ہین اُٹھا جب سے شاہ کا سایا

گلے مین طوق ہے عابد کے شدت تپ مین — ہین زخم نیزہ کی نوک کے پشت زینب مین

پس یہ حال سُنکر حضرت ام البنین نے چادر کو سر سے پھینکدیا اور ماتم حسینؑ مع زنان ہاشمیون کے برپا کر کے کہنے لگی نظم

بنا دُ شکل مری سوگواروں کی لوگو
میں بال کھولتی ہوں خاک مُنھ پہ تم مل لو

پکارو کہہ کے پسر مردہ آج سے مجھکو
مثال شان نبیؐ نام حیدرِ خوش خو

جہان میں گو کہ ہی لوگو برائے انسان مرگ
مگر حسینؑ ہوا ہے مرا جوانان مرگ

پس زنان ہاشمیہ نے حضرت ام البنین کے مُنھ پر خاک ملی گریبان چاک کیا ماتمی پوشاک پہنائی اسطرف یہ حال تھا وہاں حضرت صغرا کے ہونٹوں پر جان آتی تھی جسوقت ام البنین سے حال صغرا مستورات نے کہا کہ نظم

پڑی ہے ڈیوڑھی پہ بیہوش فاطمہ صغرا
یہ سُن کے گھر کو چلی خاک اُڑاتی وہ دُکھیا

سر اپنا پیٹتا قاصد بھی ساتھ ساتھ چلا
یہاں مریض کی آنکھیں تھیں سوئے مسجد وا

سفید چہرہ تھا دہشت سے تھرتھراتی تھی
کبھی کھڑی کبھی در پر وہ بیٹھ جاتی تھی

یہ دیکھا دُور سے صغرا نے اتنے میں ناگاہ
کہ روتی آتی ہیں ام البنین عالیجاہ

جبین پہ خاک ملے ایک شخص ہے ہمراہ
ہے سب میں غل کہ یہی قاصد حسین ہے آہ

خبر حسین کے مرنے کی آج آئی ہے
دوہائی ہے اسد اللہ کی دوہائی ہے

وہ قاصد آتا تھا مُنھ پر لگائے خاک عزا
کہ نوجوانوں کا مجمع نظر پڑا اک جا

وہاں ٹھہر کے یہ دی قاصد حزین نے صدا
سُنو جوانو پیام اخیر اکبرؑ کا

وطن میں طوہ ہو جس نوجوان کی شادی کا
قلق کرے علی اکبر کی نامرادی کا

پکاری فاطمہ صغرا بتاؤ دادی جان
ہی خیر سے مرا پردیسی باپ و بھائی جان

وہ بولی خیر کہاں گھر کا گھر ہوا ویران
سفر میں مٹ گیا بالکل علیؑ کا نام و نشان

تو چھوٹی باپ سے اور میں پسر سے چھوٹ گئی
ہماری اور تری آس آج ٹوٹ گئی

قریب آن کے قاصد نے بھی کیا مجرا
اُٹھا کے لایا تھا جو خاک مقتل شہدا

وہ خاک سُرخ دی صغراؑ کو اور یہ رو کے کہا
ترا مسیح ہوا قتل بھیجی جس نے شفا

لگاؤ آنکھون سے یہ خاک پاک ہے صغراؑ
ابو تراب کے بیٹے کی خاک ہے صغراؑ

یہ ہے عزیزون کا تحفہ شہیدون کی سوغات
تمام کنبہ ترا قتل ہو گیا ہیہات

ترے لئے سر اکبر تڑپتا ہے دن رات
بندھے ہین عابدؑ بیمار کے رسن سے ہات

یہ خاک مقتل شاہ شہید لایا ہون
مین قید مین ترے کنبہ کو چھوڑ آیا ہون

مین کربلا سے چلا جب ادھر کو اے صغراؑ
تو قیدیون مین سے اک لڑکی نے یہ رو کے کہا

بہن سے کہیو کہ زخمی ہوا ہے کان مرا
جو تم سے ہو سکے کچھ بھیجدو دوا جلدی

مریض بولی وہ میری بہن سکینہ ہے
اُسی کی باتون کا واللہ یہ قرینہ ہے

وہ خاک سونگھی جو صغراؑ نے آئی بوے حسینؑ
سر اپنا خاک پہ پٹکا ہوکے تب بیچین

منھ اپنا ڈھانپ کے کرتے سے کرتی تھی یہ بین
اور آس پاس تھین ہمجولیان بشیون و شین

زنان ہاشمیہ رو رہی تھین چلا کے
بپا قیامت کبریٰ تھی گھر مین صغراؑ کے

یہ نوحہ کرتی تھی رو رو کے فاطمہ صغراؑ
مین کس کے آنے کے اب دن گنونگی اے بابا

مین کس کی پوچھونگی اب خیر و عافیت آقا
مجھے بھی پاس بُلا لو سکینہ کا صدقا

مریض بیٹی سے کس طرح منھ کو موڑ گئے
گئے تو چھوڑ کے اور آس آہ توڑ گئے

یہ کیا ستم ہے کہ اب تک تمھین کفن نہ ملا
تمھارا مُردہ اور اس قابل آہ واویلا

بلند ہو آیہ کا رن مین سنان پہ سر ہے چڑھا
تمھاری لاش کے صدقے تمھارے سر کے فدا

تمھارے حلق پہ شمشیر بیدریغ چلی
مین اُس گلے کے تصدق کہ جس پہ تیغ چلی

بہن سکینہ ترے قید پر بہن قربان
جب ہنسلی سالگرہ کی پہناتی تھین امان

تو بار بار گلا چومتے تھے باباجان
رسن کے بندھنے کی شکل خدا کرے آسان

گلا رسن مین بندھا زندگی وبال ہوئی
یہ تیری سالگرہ آہ چوتھے سال ہوئی

جوانا مرگ برادر مرے علی اکبرؑ
تمھاری مرگ جوانی کے صدقے یہ خواہر

صغیر بھائی مرے بے زبان علی اصغر — بہن نثار ہو ننھے سے تیرے لاشہ پر
کہان سے چھوٹی سی میت تمہاری لاؤنمین — کہ سہرا باندھ کے گہوارے مین جھلاؤنمین
یہ بین کرتے ہی وحشت ہوئی جو اسکو سوا — سر اپنا پیٹتی باہر کو دوڑی ننگے پا
لپٹ کے دادی پکاری کدھر کدھر صغرا — وہ بولی جاتی ہون مین آج سوے کرب وبلا
نہ روکو صاحبو جنگل کی خاک اڑانے دو — پدر کی لاش پہ جاؤنگی مجھکو جانے دو
مین جاکے دیکھونگی لاش امام نیک خصال — سنا ہی خاک پہ صغرا پڑے ہین خون مین نڈھال
اسیر کنبہ کا پوچھونگی قید مین احوال — مین چھوٹے بھائی کے سلجھاؤنگی جھنڈولے بال
نہ جب تلک شہ مظلوم دفن ہو وینگے — ہم اپنے باپ کے لاشہ پہ یونہین سووینگے

الغرض جناب ام البنین اور تمام عورات بنی ہاشم نے حضرت صغرا کو تشفی اور دلاسا دیکر روکا چنانچہ روایت ہے جبتک اہل بیت اطہار شام سے مدینہ مین داخل نہوے تب تک حضرت صغرا برابر اپنے پدر بزرگوار اور برادران عالی وقار کے لیے رویا کرتی تھین اب حال مدینہ مین آنے اہلحرم کا آیندہ بیان کیا جائیگا

بس اب خبر وزیر کی جلدی امام لو
صغرا کا واسطہ مرے بڑے کو تھام لو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناز کرنا زمین کعبہ کا اور عزت زمین کربلا و اسیری اہلبیت

بکوفہ مع شہادت ابن عفیف

قید مین یون حرم شہ کو سئے جاتے تھے		غیر بھی انکی غریبی پہ ترس کھاتے تھے

عظمت و بزرگی جناب امام حسینؑ اکثر روایت مندرجہ اس کتاب مین بہ تحقیق گذارش کر چکا ہے لیکن چھوٹا منھ بڑی بات معاذ اللہ سنہا کہان وہ شاہزادۂ دارین کہان یہ حقیر کو مین نسبت

کجا انسان کجا آن نور لولاک	چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سیری تو کیا بساط ہے ہر ایک نبی و پیغمبر اور مرسل اس کوچہ مین سر بگریبان ہے ذبح دسنا اُس سبط رسول الثقلین کی تو ایک طرف اس زمین کی تعریف بھی ممکن نہین جسپر کہ وہ شہید ہوا اور نہ آج تک اُس خالق ممکنات نے کسی تختۂ زمین کو یہ بزرگی اور شرف دیا جو کربلا سے معلے کو حاصل ہوا

بیت

جسکی زمین ہے عرش یہ وہ آسمان ہے		اسکے مکین کے زیر نگین سب مکان ہے
سُرمہ برائے چشم شفا خاک پاک ہے	نظم	صحت کو درد ہو تو دوا خاک پاک ہے
اور آب و تاب آب بقا خاک پاک ہے		روشن ہر سب یہ نور خدا خاک پاک ہے
اس خاک پر خدا کو یہ سجدہ پسند ہے		مثل اذان نماز کا رتبہ بلند ہے
گلگونہ خاک پاک ہے رضوان کیواسطے		غازہ نمازیان خوش ایمان کیواسطے

اکسیر ہے یہ بیٹے ولقمان کے واسطے	حوروں نے بھی چنی ہے یہ افشان کیواسطے
اب آبرو دے زائر شاہ زمن یہ ہے	مرنے کے بعد شیعون کو عطر کفن یہ ہے
مہر سپہر فاطمہ اسمین نہان ہوے	بن پنکے دانہ سبحہ کے طلعت نشان ہوے
سورج چھپے زمین مین ستارے عیان ہوے	تو ذرے اُسکے اُڑ کے یہ نہ آسمان ہوے
مضمون خاکساری مولا کے چُن گئے	ذکر خدا کے واسطے تسبیح بن گئے
دانا کو حب تربۂ دینار و دام ہے	مہر نجات تربۂ خاک امام ہے
کیا بخشش حسین علیہ السلام ہے	سرکار لُٹ چلی ہے مگر فیض عام ہے
سب کو خزانے دولت ایمان کے ملگئے	بے رنج تربے گنج شہیدان کے ملگئے

اگرچہ کعبہ خانۂ خدا ہے سنگ اسود بہشت سے آکر نصب ہوا ہے زمین کعبہ کو تمام روے زمین کی زمینوں پر شرف حاصل ہے چنانچہ روایت ہے کہ جب زمین کعبہ حق تعالے نے پیدا کی اُس وقت نہایت فخر اور مباہات تمام زمینوں پر ارض کعبہ نے کیا اسطرح پر کہ بیت

یکتا ہون کائنات مین اور بے عدیل ہون	یعنی زمین کعبۂ رب جلیل ہون

سبحان اللہ فوراً آواز عرش اعلےٰ سے آئی کہ اے زمین کعبہ ہم تجھسے کئی ہزار سال پہلے ایک زمین پیدا کرچکے ہیں یعنی جب تک خلقت آدم کے پیدا کرنے کا بھی ارادہ نہ تھا اب مومنین کو گمان ہوگا کہ قبل کئی ہزار سال خلقت آدم کے تو وجود کسی زمین کا نہ تھا پھر کیونکر وہ زمین پیدا ہوئی ہوگی اسواسطے کمترین گذارش کرتا ہے کہ حال سوز ازل جو مجلس اوّل مین تحریر ہے وہان پر لکھا گیا ہے کہ ارواح تمام انبیا نے دیکھا کہ ایک شخص ایک تختۂ زمین پر مع اہلبیت کے گیا اور شہید ہوا اسی قدر اختصار یہان پر کافی ہے ورنہ مجلس کو طول اور روایت کا اعادہ ہوجاویگا پس یہ سبب ہے کہ خداوند عالم نے زمین کعبہ سے فرمایا کہ تجھ سے ہزار سال قبل ایک زمین جو کئی حصہ تیری زمین سے زیادہ شرف اور بزرگی رکھتی تھی پیدا کرچکا ہوں ... مقابلہ ہرگز اپنا فخر ظاہر نہ کرنا ہے تیری بزرگی صرف سنگ اسود

سے بڑھائی ہے اور اس زمین مین یاقوت جگر گوشۂ رسول اور بتول کا مدفون ہوگا بیت

یکتا ہے وہ قسم مجھے اپنے جلال کی
اُسمین بنے گی قبر پیمبر کے لال کی نظم

نازان نہ ہو کہ مجھ پہ عیان گھر خدا کا ہے
مالک خدا کے گھر کا مکین کربلا کا ہے

کعبہ یہان تو نور وہان کبریا کا ہے
جلوہ ہمارے نور سے خاک شفا کا ہے

گر خلق کربلاے معلّی نہ کرتے ہم
تو کیا ہے اپنے کعبہ کو پیدا نہ کرتے ہم

توزیر پاے کعبہ اُٹھائی ہے اتنا سر
وہ ہوگی سر پہ عرش کے محشر مین جلوہ گر

تو اُسکی آبرو سے ہے اس درجہ بہرہ ور
دریا کا پانی سوئی کے ناکے مین جسقدر

لاکھون بھرین جو حلقۂ سوزن تو کم نہ ہو
دریا کا ہے وہ ظرف کہ قطرہ بھی کم نہ ہو

لازم نہین مقابلۂ کربلا تجھے
واجب ہے حرمت پسر مصطفے تجھے

بار دگر خیال جو ایسا ہوا تجھے
ہم خاطر حسینؑ سے دینگے سزا تجھے

کرکی برابری مرے قدوہ کے شہر سے
دوزخ مین سرنگون تجھے ڈالونگا قہر سے

اداے حسینون شرف کربلا یہ ہے
صحت ہوئی کہ رتبۂ خاک شفا یہ ہے

کیسی زمین بہ از حرم کبریا یہ ہے
ڈھونڈھو اگر زمین پہ عرش خدا یہ ہے

یہ کربلا حدیقۂ لطف اِلٰہ ہے
بہر اس چمن کی آب و ہوا اشک و آہ ہے

جو حسن کربلا مین ہے کعبہ مین وہ کہان
سنگ حرم ہے وان گہر فاطمہ یہان

زمزم کے آب شور سے آگاہ ہے جہان
یان آبرو کے ذائقہ سے بند ہے زبان

وان اتقیا گھرون سے اگر حج کو جاتے ہین
یان انبیا طواف کو جنت سے آتے ہین

چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ محبّان جناب زین العابدینؑ سے ایک شخص مسلمان نسب ودین حسب زہد و اتقیا مین وحید جسکا اسم شریف ابو حمزہ سعید تھا کوفے سے جانب کربلا بشوق زیارت شہید میدان نینوا روانہ ہوا اور بخوف قطاع الطریقان کے پوشیدہ راستہ اکثر بوقت شب طے کرتا تھا کہ ناگاہ قریب نصف شب سرحد کربلا مین پہونچکر چاہتا تھا کہ

داخل روضۂ انور ہو لیکن بخت رسانے رسائی نہ کی جس وقت چاہا کہ اندر حصار کے جاوے نظم

نورانی اک جوان ہوا آگے سے آشکار	بولا کہ اے حسینؑ کے مہمان ترے نثار
آگے نہ بڑھیو دیکھ خبردار ہوشیار	اس دم ترا گذار نہ ہوگا سر مزار
تو بھی ترا ارادہ بھی پہونچا خدا تلک	مشکل ہے جانا قبر شہ کربلا تلک
شبخون فوج یاس نے مارا جو ایکبار	بس ناامید ہو کے پھر آیا یہ بیقرار
پھر قبل صبح مہر نے کھینچا سوے مزار	بار دگر ملا وہی مرد بزرگوار
نعرہ کیا کہ اب بھی نہ قصد طواف کر	زائر حسینؑ کے لئے پھر جا معاف کر

جسدم یہ کلام اُس مرد خوش انجام نے جوان نورانی سے سُنا محزون و ملول ہو کر اسطرح گفتگو کرنے لگا کہ اب اظہار اسم مبارک فرمائیے اور سبب رونے کا ظاہر کیجے بندہ کوفہ سے بشوق زیارت بنہایت حضرت عباسؑ یہان تک پہونچا اور پھر بے نیل مرام واپس جائے اے حضرت بیت

زائر بہت بتول کے پیارے کو پیارے ہین	پھر آپ کون روکنے والے ہمارے ہین

تب اُس مرد بزرگوار نے ارشاد کیا کہ قصد تیرا مقبول درگاہ ذوالجلال ہو گیا زائران حسینؑ مین نام مسطور ہو گیا نامہ مشک خطا تیرا کافور ہو گیا اس بات مین بندہ بے اختیار ہے اور تجھسے شرمسار ہے مگر حکم سے ناچار ہے مجھ پر خفگی نہ فرمائیے آپ اندر نہ آنے پاوینگے جب تک حکم نہ ہوگا اسی بحث و گفتگو مین زائر نے سبب نہ جانے دینے اندر کا پوچھا تو نظم

اُسنے کہا خفا نہ ہو میرے کلام سے	موسیٰ ترے حسینؑ کے مہمان ہین شام سے
لپٹے ہوے وہ روتے ہین قبر امام سے	فرصت بکا سے ہے نہ درود و سلام سے
پیغمبر جلیل وہ عالی صفات ہے	حصہ مین اُنکے آج زیارت کی رات ہے
قدسی بھی گرد قبر کے ستر ہزار ہین	سر ننگے سب مقرب پروردگار ہین
آنے مین تیرے خوف ہمین بیشمار ہین	نالے سے قدسیون کے فلک بیقرار ہین

وہ نوحہ گر سُنے تو نہ پھر دل کو کل پڑے ۔ آہون کے ساتھ مُنھ سے کلیجہ نکل پڑے

پس اے زائر صبح تک حضرت موسیٰ قبر حسین ع پر نوحہ و بکا کرینگے جب وہ پیغمبر عالیمقام جائیں تو اسوقت البتہ تیرا گذار سر مزار ہو سکتا ہے بس زائر دیندار نے بخدمت اُن بزرگ کے گذارش کیا کہ سبب رونے کا تو معلوم ہوا اب آپ اپنے اسم مبارک سے مطلع فرمائیے بجواب استفسار زائر اُس بزرگوار نے فرمایا کہ ہم بیت

زائر ہین اور مجاور شاہ امم بھی ہین ۔ ستر ہزار خادمون مین ایک ہم بھی ہین

ہجرت کے ساٹھ سن تھے کہ محشر ہوا عیان ۔ آئے ہم اس زمین پہ طے کرکے آسمان
پر ملچکا تھا خاک مین زہرا کا بوستان ۔ بے سر تڑپ رہا تھا تن شاہ انس و جان

جولان سمند تھے بدن پاش پاش پر ۔ زینب نے بال کھولے تھے بھائی کی لاش پر

دو کام حق نے سونپے ہین اب ہکو اے حزین ۔ آقا کا سوگ خدمت زوار شاہ دین
زائر کے ہے غلام کو عذر اوہین نہین ۔ ہر کام پر خدا ہمین کہتا ہے آفرین

دامن ثواب گریہ کی دولت سے بھرتے ہین ۔ اور زائرون کے قافلون کو نذر کرتے ہین

کیون حضرات مقام غور و تامل ہے صبر و قرار بیقرار ہے جسکے قدم کے بدولت ارض کربلا کا یہ وقار ہے افسوس صد افسوس اُسی امام کونین شہسوار دوش رسولؐ مختار کے جسد اطہر کو اُس زمین پر ملعون نے گرا کر اُسکی لاش پر گھوڑے دوڑائے اور ریگ گرم بجاے مرہم زخمون مین بھری افسوس ہے بیت

جسکی لحد کے گرد تمام انبیا پھرین ۔ سر اُسکا برچھیون پہ لئے اشقیا پھرین

روایت ہی کہ بعد شہادت جناب امام حسینؑ اشقیا نے ایک شب اس صحرا مین بسر کی کہ حال اُس شب کا مجلس ماقبل مین عرض کر چکا ہون الغرض بوقت صبح تمام اہلبیت اطہار کو شتران بے کجاوہ پر بٹھا کر اور جناب زین العابدینؑ کو پابند غل و زنجیر کرکے بے یار و غمگسار اُس بیمار کو شتربان اہلبیت اطہار بنایا نظم

مرقوم ہے بحار مین یہ غم کی داستان
تھے گرد ناقۂ حرم محترم عیان

تھی وان آٹھ سر شہدا کے سر سنان
زینبؑ کا ہر قدم پہ یہ عابد کے تھا بیان

قربان جاؤن اونٹ تو آگے بڑھاتے ہو
بابا کی اپنے لاش کسے سونپے جاتے ہو

عابد بجز سکوت نہ دیتے تھے کچھ جواب
تھے نبض ناتوان کیطرح سے روان جناب

وہ تپ وہ درد سر وہ حرارت پہ آفتاب
وہ ہر قدم پہ پیاس کی شدت وہ قحط آب

ضعف اتنا تھا کہ دوش پہ سر تک وبال تھا
گرنا تو سہل تھا مگر اُٹھنا محال تھا

الغرض اسی طرح جناب زین العابدینؑ بوجہ ضعف کے مہار شتران پکڑے ہوئے روانہ طرف کوفہ کے ہوئے اب مومنین عجیب وقت ہے ذاکر حیران ہے کہ کون سی روایت بیان کرے حضرت زینبؑ کی پریشانی یا سکینہؑ کی گریہ وزاری یا لاش شہدا سے رخصت یا حضرت سجاد علیہ السلام کا ضعف ونقاہت نظم

وہ آل رسول عربی مالک تطہیر
وہ خاص عزیزان شہ بیکس ودلگیر

وہ پردہ نشینان سراپردۂ توقیر
جن لوگون کا خود پردہ کیا کرتے تھے شبیرؑ

بے پردہ وہ ناموس شہ عرش نشین ہے
مقنعہ نہین چادر نہین رومال نہین ہے

گر ہاتھ سے منھ اپنا چھپاتے ہین وہ ہیہات
تاکید یہ ہے چہرون پہ رکھے نہ کوئی ہات

ہاتھون مین چھپاتے ہین انکی بیزونکی بدذات
اور بالون مین بھی شکل نہ پنہان کرین سادات

کچھ خوف خدا ہے نہ محمدؐ کا ادب ہے
بیداد ہے آفت ہے قیامت ہے غضب ہے

الغرض بعد طے مراحل وقطع منازل وہ قافلہ مظلوم کربلا جس وقت قریب کوفہ پہنچا اور حضرت زینبؑ وکلثومؑ نے سواد کوفہ ملاحظہ فرمایا ایک حشر برپا کیا اور سراسیمہ ہوکر سردار فوج سے کہا کہ نظم

منت ہے ظالمان سے یہ سیدانیون کی اب
کوفہ مین ہمکو لیکے نہ جاؤ برائے رب

پہچانتی ہین عورتین ہمکو یہان کی سب
تھا شاہزادیونکے سوا اور نہ کچھ لقب

اگلی یہان ہمارے تجامل رہے نہین
اور اب تو منھ دکھانے کے قابل رہے نہین

لللہ ہم پہ رحم کرو ظالمو ذرا
صدقہ نبی کی روح کا دیدو کوئی ردا
شرم و حیا سے ابتو لرزتے ہین دست و پا
کوفہ مین منھ دکھائینگے کسطرح ہم بھلا
رتبہ ہے گو کہ ہم سے سوا اب فقیر کا
لیکن بڑا ہے نام جناب امیرؑ کا

افسوس ہی کہ اُس شاہزادی کے ارشاد کا پاس کسی ملعون نے نہ کیا اور کہا کہ اسیطرح سے تمکو لیچلین گے اسوقت جناب زینبؑ کو ایک ہراس پیدا ہوا نظم

عابد سے کہنے تب لگی زینبؑ بصد بکا
صدقے پھوپھی نثار پھوپھی شرم کی ہے جا
بیٹا اسی طرح سے چلون شہر مین مین کیا
کیا یان بھی دستیاب نہ ہوگی کوئی ردا
پردہ کی فکر پھر امام مبین کرو
گر یہ نہو تو مجکو سپرد زمین کرو

تم جانتے ہو مین ہون ہی جنت بوتراب
عریان سر نہ دیکھ سکا جسکو آفتاب
دربار مین امیرونکا مجمع ہے بیحساب
مرضی ہی یہ تمہاری کہ جاؤن مین بے نقاب
کب تک رہون خموش لعینون کے جبر سے
پھر مدد بلاؤن مین بابا کو قبر سے

عابد یہ عرض کرتے ہین شرما کے باربار
یون دیکھتا مین آپ کو ہوتا جو اختیار
جز صبر کچھ زبان سے نکالو نہ زینہار
ایسا نہ ہو پھوپھی کہ قیامت ہو آشکار
تڑپا ئیے نہ روح شہ مشرقین کی
کیا آپ نے بھلا دی وصیت حسینؑ کی

پس جس وقت حضرت زینبؑ نے نام وصیت اپنے بھائی کا سُنا اُس مبتلائے آفت نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ اے نور دیدہ مین نے ابھی تو گلہ امت کا نہین کیا میرے ہوش بجا نہ تھے بیت

وآج سے کبھی نہین آنے کی قہر مین
راضی ہون سر برہنہ چلونگی مین شہر مین

اِسطرف تو جناب زین العابدینؑ اور حضرت زینبؑ مین یہ گفتگو ہوتی تھی اب اسطرف کا حال سُنیے کہ تمام کوفہ مین شور مبارکباد برپا تھا چنانچہ کتاب بحار الانوار مین مسلم گچکار سے منقول ہے بیان کیا اُسنے کہ مین کوفہ مین فراغت مرمت قلعہ کے دروازیکی کر رہا تھا کہ آواز شور و غوغائے عظیم برپا ہوئی یہ سُنکر مین نے تعجب کیا اور مزدورون سے سبب

شور دریافت کیا تو اُنھون نے جواب دیا کہ ایک شخص زمین عراق پر او پر یزید کے خروج کر کے آیا تھا لشکر یزید نے اسکو مع اصحاب و انصار و جملہ اعزائے صغار و کبار کے قتل کیا ہے اب سر اُنکے شہر مین آتے ہین اور اہلبیت اُسکے سر برہنہ ہین بس تمام ساکنان کوفہ اُنکے تماشے کو جاتے ہین معاذ اللہ منہا کیون حضرات کہان اہلبیت اطہار کہان کوفہ کا بازار

نظم

وہ زینب مقبول خدا خاصۂ یزدان — اک صبح جو پڑھتی تھی لب بام یہ قرآن
لکھا ہے نہ طالع ہوا خورشید درخشان — وہ بلوۂ بازار مین تھی باسر عریان

شرماتی تھی مشغول فغان روتی تھی زینبؑ — یہ کوئی نہین پوچھتا کیون روتی ہے زینبؑ

پس اسوقت یہ سُنکر نظم

بولا مین انقلاب قدر کو دیکھنا — بے پردہ اہلبیت پیمبر کو دیکھنا
زینب کو اور شام کے لشکر کو دیکھنا — زہرا کی بیٹیون کے کھلے سر کو دیکھنا

محتاج نقاب ہے چہرہ نہ بال ہین — مر جانے سے حسین کے انکے یہ حال ہین

القصہ اسی عرصہ مین قافلہ اہلبیت اطہار قریب در کوفہ پہونچا اور تمام لشکر شیاطین ان ملعونون کا داخل دروازہ ہوا کہ ناگاہ شتران اہلبیت بھی قریب دروازہ آئے اُسوقت جناب زینبؑ نے ایک لاش دروازہ مین لٹکی ہوئی دیکھی تب نظم

زینب نے کہا چھاتی پھٹی جاتی ہے لوگو — اس لاشہ سے کچھ اور ہی بو آتی ہے لوگو
رو رو کے یہ اشتر سے وہ عابد کو پکاری — یہ لاش ہے کس بیکس و مظلوم کی واری
اسکے لئے بیتاب ہے کیون روح ہماری — اس لاش کی تنہائی پہ دل کرتا ہے زاری

کیون بیکفن اس شہر مین یہ زار و حزین ہے — کیا قبر بنانے کی یہان رسم نہین ہے
رو کر کہا عابدؑ نے کہ یہ رونے کی جا ہے — یہ لاش ہے اُسکی جو غریب الغربا ہے
یہ اُسکا ہرا دل ہے جو بے گور پڑا ہے — یہ مسلم مظلوم ہے یہ میرا چچا ہے
آوارہ وطن بیکس و مظلوم یہی ہے — مظلوم و کیل شہ مظلوم یہی ہے

زینبؑ نے کہا لو یہ مجھے اب ہوا معلوم
یہ مسلم مظلوم ہے یہ مسلم مظلوم
قربان نثار اس پہ فدا زینب مغموم
اس میرے مسافر کا ذرا دیکھے مقسوم
جب شاہ موے روتی تھی میں لاش پہ جاکے
مسلم کے لیے یان کوئی رو یا بھی نہ آکے
پھر غور سے اس لاش کو زینب نے جو دیکھا
تھے نیل کئی لاش کے پیرون پہ ہویدا
رو کر کہا عابدؑ سے کہ یہ نیل ہے کیسا
عابدؑ نے کہا مرنے پہ دی ہے انھیں ایذا
باندھا قدم لاش میں اعدا نے رسن کو
کوچون میں پھرے کھینچتے آوارہ وطن کو
یہ لاش پھرے کھینچتے کوفے میں یہ غدار
گہ کوچون میں لاتے تھے کبھی جانب بازار
یہ سنتے ہی غش ہو گئی زینب جگر افگار
نزدیک تھا اونٹون سے گرے عترت اطہار
عابدؑ نے یہ رو رو کے کہا فوج شقی کو
ٹھہراؤ ذرا اونٹ کہ غش آیا پھوپھی کو

پس یہ فرما کر حضرت زینبؑ بیہوش ہو گئیں تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تب فرمایا کہ اے مسلم مظلوم تمپر جو مصائب گذرے ہمکو معلوم نہین تھا افسوس ہے کہ ابتک لاش کو غسل و کفن نہین ملا نہ قبر بنائی گئی خوب رفاقت و نیابت حسینؑ کی فرمائی مجھے معلوم نہ تھا کہ اس لشکر غم والم کے ہراول تمہین ہو گے ان بینون سے حضرت زینب کے ایک فریاد برپا ہوئی اور لاش حضرت مسلم سے آواز آئی کہ ہمشیر مولا مجرا میرا ندیرا ہو مجکو **بیت**

مجھ بیکفنی کا تو نہین رنج والم ہے
تم بلوہ میں سر ننگے ہو واللہ یہ غم ہے

اور آپ مجکو بیکس و مجبور نہ سمجھئے مادر شبیر اور جناب مجتبیٰؑ و علی مرتضیٰؑ و پیغمبر خدا نے اسقدر عنایت اور شفقت فرمائی کہ روز شہادت سے اسوقت تک میرا لاشہ تنہا نہ چھوڑا الا بجز اسوقت کے کہ جب جناب سیدالشہداؑ نے شہادت پائی تھی اور اسوقت بھی میرے لاشے پر روتے رہتے زیر نیزہ تشریف لیگئے ہین اور میرے آقا کو نیزہ کے تلے رو رہے ہین کہ تاگاہ **نظم**

اک اونٹ پہ تھی زوجہ مسلم جو کہ اسوار
گودی مین رقیہ کو لیے مضطر و ناچار
لاشے کی صدا سن کے پکاری وہ دل افگار
ہے ہے مرے والی مرے وارث مرے مختار

زینب جو بہن ہے اُسے سمجھاتے ہو صاحب — کچھ لونڈی کے حق مین نہین فرماتے ہو صاحب
صدقے گئی دیکھو تو مرے خاک بھرے بال — پردے کو نہ چادر ہے نہ مقنعہ ہے نہ رومال
ہے آپ کے ماتم مین رقیہ کا عجب حال — یہ بے پدری اور یہ دُکھ اور یہ سن و سال
جو تم پہ ستم گذرے وہ سب مجھ پہ عیان ہین — یہ تو کہو والی مرے فرزند کہان ہین
وہ دونون مسافر مرے جائے مرے پیارے — آئے تھے مدینہ سے یہان ساتھ تمہارے
جب قتل ہوئے آپ وہ کس سمت سدھارے — اب قید مین ہین وہ کہ گئے جان سے مارے
کم عمر ہین نادان ہین غریب الوطنی ہے — کیا جانیے کیا میرے یتیمون پہ بنی ہے

جسوقت کہ لاش حضرت مسلمؑ سے آپ کی زوجہ نے یہ استفسار کیا راوی کہتا ہے کہ لاش مبارک کانپنے لگی اور آواز آئی کہ اے بی بی خدا تجکو صبر دے کیا ابھی تک تمنے حال اپنے جگر گوشون کا نہین سنا وہ دونون مسافر تیری گود کے پالے ہوے لب دریا مارے گئے **بیت**

ہمتو ہوے فرزند پیمبر پہ تصدق — بیٹون کو کیا اکبر و اصغر پہ تصدق

اللہ صبر بسماعت اس کلمہ کے زوجۂ حضرت مسلمؑ نے سر نیاز درگاہ بے نیاز مین جھکا کر شکر خدا کیا اور اسطرح کہا کہ اے بیٹو یہ غم کی ستائی کیا شکر ادا کرے کہ میری کمائی ٹھکانے لگی چارون بیٹے فدائے حسینؑ ہوے کونین مین میری عزت بڑھائی ہنوز حضرت مسلمؑ کی زوجہ یہ فرما رہی تھین کہ رقیۂ نادان آغوش مادر مین تھی **نظم**

مادر سے رقیہ نے بھی تب رو کے یہ پوچھا — اے والدہ یہ لاش مرے باپ کی ہے کیا
یہ لاش یہ سر کی ہو تو مین بھی کرون مجرا — وہ بولی کہ ہان لاڈلی یہ ہے ترا بابا
لاشہ یہان لٹکایا ہے سر کاٹ لیا ہے — مظلوم پدر کا یہ ترے حال کیا ہے
تب نخے سے ہاتھ اُسنے اُٹھا کے بدل زار — اور دُور سے لاشے کی بلائین لین کئی بار
پھر رو کے یہ چلائی کہ اے والد غمخوار — تسلیم کو آئی ہے یتیم آپ کی دلدار
سر کٹ گیا اے عاشق غفار تمہارا — کسطرح مین اب دیکھونگی دیدار تمہارا

بابا تری بیٹی پہ مصیبت ہوئی کیا کیا ظالم نے سکینہؑ کو طمانچے جو لگایا
تب اسکو بچانے لگی رو رو کے مین دکھیا مین کیا کہون بیرحم نے جیسا مجھے گھُرکا
دل کانپ رہا تھا مرا اور اشک رواں تھے مین آپ کو چلاتی تھی پر آپ کہان تھے

رو داد دمشق جب کہ رقیہؑ سے یہ ساری تب لاشۂ مسلمؑ پہ ہوا زلزلہ طاری
اور حلق بریدہ سے یہ اسکے ہوا جاری اب صبر کرو روح سے بیچین ہماری
سر ہمنے تصدق سر مولا پہ کیا ہے اور تمکو کنیزی مین سکینہ کی دیا ہے

پس اسی عرصہ مین شمر ملعون قریب حضرت امام زین العابدینؑ آیا اور کہنے لگا کہ اب مہار اونٹون کی کھینچے مسلمؑ کو رو چکے جسوقت کہ امام مظلوم نے مہار شتران اہلبیت کھینچی اُسوقت زوجہ مسلمؑ نے سر پیٹ کر حضرت زینبؑ سے عرض کی کہ اے دختر زہرا مین تو یہان سے نہ جاؤنگی اسی دروازے پر بستر لگاؤنگی بیت

شوہر کی اطاعت کا مجھے پاس ادب ہی اِسوقت مین لاشہ سے جُدا ہونا غضب ہے

اسوقت نظم

حیدر کی صدا لاش کے پہلو سے یہ آئی موجود ہے یان شاہ نجف لے مری جائی
شوہر ترا تنہا نہین اے غم کی ستائی پیارا ہے بہت مجکو یہ شبیرؑ کا بھائی
غافل نہین مین لاشۂ مسلم کیطرف سے اِس لاش پہ رونے کو مین آیا ہون نجف سے

پس اسی عرصہ مین قافلہ اہلبیت اطہار کا بازار کوفہ مین پہونچا وہان پر تمام عورات کوفیون کی اپنے اپنے مکان کے کوٹھون پر زیب و زینت کئے ہوئے واسطے تماشے کے اہلبیت اطہار کے اپنے اپنے لڑکون کو لئے بیٹھی تھین اور مرد اُن کے بازار مین جمع ہوئے تھے کیون مومنین یہ وہی کوفہ ہے کہ جہان پر بعد جناب امیرؑ کے تمھاری شاہزادیون کی جو کچھ قدر و منزلت تھی آپ لوگون پر ظاہر ہے اگر نیازمند اسکو بیان کرتا ہے تو طول ہوگا صرف خیال کر لینا اُن مراتب کا اپنے دلون مین کافی ہے اب مقام رونے اور سر پٹنے کا یہ ہے کہ اُسی کوفہ مین امام زین العابدینؑ

اُنھین شہزادیون کے شتربان بنے ہوے غل و زنجیر پہنے ہوے پابرہنہ جاتے ہین اور انھین شاہزادیون کے سر بے مقنعہ و چادر شتران بے کجاوہ پر کھلے ہوے ہین اور بالون سے مُنھ چھپاے ہوئے جاتی ہین اور گودیون مین ننھے ننھے بچے مارے بھوک اور پیاس کے جیاتے تھے یہ حال دیکھکر مستورات اہل کوفہ نے رو دیا تب حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے زنان کوفہ تم عجب بے حیا ہو کہ تمھارے مردون نے ہمارے وارثون کو قتل کرکے ہمکو ساتھ اس ذلت و خواری کے یہان پہونچایا اور اب تم خود ہمارے حال زار پر مکر سے روتی ہو انشاءاللہ ایک روز نہ بھی ہوگا کہ عالم الغیوب ان قضایا کو فیصل فرمائیگا اور درمیان ہمارے اور تمھارے حکم دیگا الغرض اسی طرح داخل قید خانہ کوفہ تمام اہلبیت کئے گئے پس حضرت زینبؑ فرماتی ہین کہ جبتک ہم اہلبیت کوفے مین قید رہے کوئی عورت بُرے سے کو نہین آئی نہ ہمارا حال پوچھا نہ کھانا نہ پانی بھیجا۔

نظم

پر لونڈیان عرب کی محبت سے آتی تھین — کڑھتی تھین ہمکو دیکھ کے اور ترس کھاتی تھین
دل مین خیال اپنی مُصیبت کا لاتی تھین — رانڈون کی بیکسی پہ یہ باہم سُناتی تھین

غیرون کے بس مین کیسے ذلیل و حقیر ہین — ہم تم اسیر جیسے ہین یہ بھی اسیر ہین

کہتی بھی کوئی ہم پہ تو ایسی جفا نہین — مالک کبھی بے قصور ہمین مارتا نہین
انکے تو دُرّے پڑتے ہین اور کچھ خطا نہین — ہم تم ہین سیر انکو میسّر غذا نہین

آدھا بدن ہے فاقہ سے ہر اک غریب کا — پورا نہ کس طرح سے ہو لکھا نصیب کا

دیکھین یہ چھٹ کے جائین کب اپنے دیار مین — اب تو یہ اہل ظلم کے ہین اختیار مین
پنجہ مین موت کے ہین بلا کے حصار مین — اُف کرنے کی مجال نہین اضطرار مین

پیارونکے داغ تلنے ہین کیا دل کو کل پڑے — ہے ہے غضب کی قید مین پہلے پہل پڑے

اسطرف قید مین اہلبیت اطہار کا یہ حال تھا کہ بیان لونڈیون کوفہ پر زار زار روتے تھے اور کوئی پرسان حال نہ تھا اور اُسطرف عبداللہ ابن زیاد نے مسجد مین جاکر منبر پر خطبہ

بڑھے جسکے بیان کرنے کی مجال ذاکر کی نہین ہے مومنین کو اسقدر اشارہ کافی ہو کہ وہ کلمے کیا ہونگے جو ذاکر نہین پڑھ سکتا نہ مولف لکھ سکتا ہے ان کلمون کا تحریر کرنا کہ جمین تعریف یزید اور ہتک حرمت امام ہو بعد ان کلمات کے جنکو کمترین تقریر یا تحریر مین نہین لاسکتا وہ ملعون اسطرح کہتا تھا **بیت**

دعوے کیا تھا مثل پیمبرؐ عروج کا ۔۔ کیا ہی مزہ حسینؑ سے پایا خروج کا

جب اس طور پر نسبت آل پیمبر کے کلمات بے ادبانہ ابن زیاد نے بیان کیے روایت ہو کہ اسوقت ایک محب جناب فاطمہؑ نہایت ضعیف موسوم بہ ابن عفیف حاضر تھا اور اسم شریف اُس ضعیف کا عبداللہ تحریر ہے اور یہ بھی تحریر ہے کہ آپ نابینا اس وجہ سے تھے کہ ایک آنکھ جنگ جمل اور ایک معرکہ صفین مین جاتی رہی تھی **الابیت**

آنکھون کو کھوکے عین سعادت حصول کی ۔۔ خود پتلیان یہ بن گئے چشم رسول کی

نظم

آنکھون کا عذر انکو ہوا عین مدعا ۔۔ یعنے نہ دیکھا کوفے مین زینبؑ کو بے ردا

بے چشم کے بھی باغ ہے چہرہ کا خوشنما ۔۔ نرگس نہ ہو چمن مین تو نقص چمن ہے کیا

خیبر شکن کے شیعون مین یہ صف شکن ہوئے ۔۔ خود شیر تھے کہ چشم کے آہو ہرن ہوئے

پس اس وقت وعظ ابن زیاد سنکر ابن عفیف گوشہ مسجد سے دوڑے اور ارشاد کیا کہ اے خلائق خاموش رہو **بیت**

جنبر ورود بڑھ کے ملک پانون پڑتے ہین ۔۔ یہ انکے حق مین منھ سے ترے پھول جھڑتے ہین

نظم

آئے ہین جنکی شان مین حق کے کتب تمام ۔۔ منبر پہ انکی شان مین یہ خطبہ یہ کلام

برپا ہے زیر عرش خدا ماتم امام ۔۔ تو شکر کررہا ہے مٹاکر نبیؐ کا نام

ہم مثل میکیون مین جنھین کب پائیے ۔۔ مجلس مین تو انھین سر منبر بُرا کہے

لے تو ہی کہہ حسینؑ پیمبر کا کون ہے ۔۔ ہمسر جہان مین اس شہ پیمبر کا کون ہے

حیدرؑ ہی اُسکا کون وہ حیدرؑ کا کون ہے ۔۔ وارث نبیؐ کے خطبہ و منبر کا کون ہے

سب کھاؤ آج جھوٹے یہ شہ مشرقین کو	زخمی کیا ہے تونے زبان سے حسینؑ کو
منبر پہ وعظ کہتے تھے پیغمبر زمان	جو حضرت حسینؑ ہوئے سامنے عیان
ٹھوکر لگی گرے در مسجد پہ ناگہان	منبر کا اور وعظ کا پھر ہوش تھا کہان
نانا ادھر کو نانا کا پیارا ادھر گرا	خورشید اس طرف کو ستارا ادھر گرا
پھیلا کے ہاتھ دوڑے شہنشاہ مرسلینؐ	دیکھیں پسر کی کہنیاں سرکا کے آستین
زانو کبھی دبائے کبھی چوم لی جبین	بولے میں صدقے چوٹ تو پیارے لگی نہیں
آنکھیں نہ ڈبڈباؤ ہمیں رنج ہوتے ہیں	تو ہنس دو واہ شیر کہیں گر کے روتے ہیں

پس اب تو ہی خیال کر کہ کیا قدر و منزلت حسینؑ کی پیش رسولؐ تھی ای حسینؑ کو تو سر منبر برا کہتا ہے تیرے سر پر آسمان کیوں نہیں گرتا ہے یہ سنکر وہ شقی پرکالۂ جفا سرخ ہو کر کہنے لگا کہ اسکو بھی گرفتار کر دو یہ کون ہے جو آج گستاخی کرتا ہے تب آپ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد میں ابن عفیف ہوں

نظم

عبد ذلیل خالق ذوالاحترام ہوں	اور کلمہ گوے حضرت خیر الانام ہوں
جو حق کا خانہ زاد ہے اسکا غلام ہوں	ادنے محب فاطمۂ نیک نام ہوں
برسوں کا خادم حسنؑ نامدار ہوں	اب آجکل حسینؑ کا میں سوگوار ہوں

یہ سنکر ابن زیاد نے اپنے یساولوں کو اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ کر میرے روبرو لاؤ اسوقت جو محب اہلبیت حاضر تھے انھوں نے مدد ابن عفیف کی کر کے گھر پہونچا دیا بیت

نظم

مسجد سے اپنے گھر پہ سعید ازل گیا	بت رہگیا خلیل حرم سے نکل گیا
سر پیٹا پاؤں رکھتے ہی گھر میں وہ نیکنام	بولا کہ کیوں عزیزو میں حیدرؑ کا ہوں غلام
پہونچا دیا یہاں مجھے تمنے باحترام	تنہائی حسینؑ پہ رونے کا ہے مقام
بھائی بہن کو بات کوئی بن نہ آتی تھی	کٹتا تھا یاں گلا وہاں زینبؑ بلاتی تھی

الغرض جب آپ تشریف لیگئے تو ابن زیاد نے سترہ ہزار فوج واسطے گرفتاری کے بھیجی اور اُس طرف شیعیان علی ابن ابیطالب واسطے مدد ابن عفیف کے جمع ہو کر انکے گھر پر گئے القصہ

کیسے عاشق امام تھے بیت

ابن عفیف شاد تھے اس واردات مین		نادِ علی زبان پہ تھی تسبیح ہات مین
لکھا ہے ایک دختر کمسن تھی اُن کی آہ	نظم	جیسے سکینہ عاشق شاہ فلک پناہ
تیغیں لہو لہان لئے آئے جو روسیاہ		سہمی پدر سے دوڑ کے لپٹی وہ رشک ماہ
تھرتھر سے ہاتھ جوڑے ہوئے سب کو تکتی تھی		سکتا تھا مارے خوف کے کچھ کہہ نہ سکتی تھی
آخر زبان سے نکلی یہ بیساختہ صدا		تم کو جناب فاطمہ زہرا کا واسطہ
کس سے لڑوگے جان ہی میرے پدر مین کیا		معذور دونون آنکھوں سے کمزور کم غذا
گھر لوٹ لو پر اُن کو نکلنے کی راہ دو		صدقہ نبیؐ کا باپ کو میرے پناہ دو
بچپن پہ میرے انکے بڑھاپے پہ رحم کھاؤ		والی مُلک ہمسے خفا کیون ہوا بتاؤ
تو شہر سے نکال دو حاکم سے پوچھ آؤ		شیر خدا بسے ہین جہان وان ہمین بساؤ
بابا کو میرے نام پیمبر پہ چھوڑ دو		قربان کرکے مرقد حیدرؑ پہ چھوڑ دو
سر کو نہین تو سر سے مین چادر اُتار دونگی		حلّال مشکلات کو رو کر پکار ون گی
بابا کے کام آؤنگی عقبےٰ سنوار دونگی		پہلے چھری مین اپنے کلیجے پہ مار دونگی
حب و جناب حضرت عباس کے لئے		للہ ابن فاطمہ کی پیاس کے لئے

ہر چند وہ بچی فریاد کرتی تھی مگر کوئی نہین سنتا تھا اور ایکبارگی حملہ اس حبیب خدا پر کرکے گھر مین درآئے اسوقت وہ دختر نیک اختر یہ کہکر فریاد کرتی تھی بیت

کس کو بلاؤن بہر مدد آہ کیا کرون		یا اللہ کیا کرون مرے اللہ کیا کرون

ابن عفیف الفت اپنی دختر پر روتے تھے اور تشفی دیتے تھے کہ اے بیٹی پریشان نہو خدا کے سپرد کرتا ہون ہر بشر کا خبر گیران وہی خالق ہے اپنی شہزادی سکینہؑ پہ خیال کرو کہ جو چھے برس مین بے پدر ہوگئی گھر بھی رہنے کو نہین ہے نہ آب و غذا میسر ہے یہ کہکر شمشیر آبدار منگائی اگرچہ آپ نابینا تھے مگر تلوار کرنی شروع کی اور بیٹی آپ کی بوجہ نابینا ہونے اپنے

باپ کے آگاہ کرتی جاتی تھی **نظم**

بڑھ بڑھ کے نور چشم بتاتی تھی بار بار ۔۔۔ لونڈی نثار قبلۂ حاجات ہوشیار
اب داہنی طرف ہیں لعین اب سوے یسار ۔۔۔ اب آگے آئے اب ہیں سوے پشت نیزہ دار
دوران کو کہنا دور ہو عارف کی شان سے ۔۔۔ نور نگہ تو بول رہا تھا زبان سے

الغرض ہزاروں اعدا بہ شمشیر عبد اللہ بن عفیف بے واصل جہنم گئے اور تاب مقاومت آپ کی وہ ملعون نہ لاسکے **نظم**

ناگہ کشش کی الفت روح امام نے ۔۔۔ لہریں دکھائیں نہروں کی دار السلام نے
روز وصال پھیر گیا عاشق کے سامنے ۔۔۔ اکبار انبہ حملہ کیا خاص و عام نے
جلادوں نے جو گھیر لیا مرد پیر کو ۔۔۔ بیٹی پکاری رو کے جناب امیر کو

ناگاہ اسی عرصہ میں الفت روح امام نے دار السلام سے آواز دی کہ اے ابن عفیف مرحبا خوب حملہ کیا اب ہم مشتاق ملاقات ہیں یہ آواز کان میں آئی تو فوراً آپ نے تلوار روک لی اور ان ملعونوں نے حملہ کیا اُسوقت آپ کی دختر فریاد کرتی تھی کہ اے لوگو جلد خبر میرے باپ ضعیف کی لو کوئی اُس مظلومہ کی فریاد نہ سنتا تھا کہ ناگاہ باران سنگ و تیر اُس مرد پیر پر شروع ہو گیا **بیت**

جو ہوں میں وقت عصر سکینہ یہ وقت تھا ۔۔۔ وہ اُس کنیز شاہ مدینہ یہ وقت تھا

آخر کار خون ابن عفیف بضرب شمشیر زمین پر بہنے لگا اور غش ہو کر زمین پر گر پڑے کہ آپ کی دختر نے لیکر قریب آ لی اور کہا اے بابا آخر وقت پانی پی لو **نظم**

اُٹھئے بابا سحر کہ پیاس اب بجھاؤنگا ۔۔۔ کوثر پہ جا کے آقا کو کیا منہ دکھاؤنگا
سیکھو زبان پھیر کے دنیا سے جاؤنگا ۔۔۔ تڑپے گی تو سبب اگر اسکا بتاؤنگا
پیاسے جب سدھارے تھے مہمان فرات کے ۔۔۔ پیاسے تھے تین روز کے اور تین رات کے

الغرض اُس عاشق سبط رسول ثقلین کو مجروح کر کے سب نے گرفتار کر لیا اور ہاتھ پاؤں

باندھ کر اونٹ پر ڈالکر پاس ابن زیاد کے لیچلے اسوقت **نظم**

بیٹی چلی پکارتی بابا کدھر چلے
اے جان نثار حیدرؑ و زہراؑ کدھر چلے
اونٹنی کی کمر پہ چھوڑ کے تنہا کدھر چلے
اے صاحب عصا و مصلے کدھر چلے

سونپا کسے حضور نے مجھ دل ملول کو
مڑ کر کہا پدر نے جناب بتولؑ کو

کافر کے آگے لیگئے مومن کو بدشعار
مسند پہ اُٹھ کھڑا ہوا ہنسکر وہ نابکار
کہنے لگا یہ شیعہ سے آنکھوں کو کر کے چار
تمکو ذلیل و خوار کیا شکر کردگار

کیوں ذکر پھر کروگے حسینؑ شہید کا
پھر نام لوگے بے ادبی سے یزید کا

باقی ہے اب بھی حوصلۂ اُلفت حسینؑ
مشکل میں کام آیا پیمبرؑ کا نور عین
چُپ کیوں ہو یا علی کہو اب بھی بشور و شین
جائیگا درد زخموں کا آئیگا دل کو چین

بڑھ بڑھ کے میرے سامنے اب بولتے نہیں
مشکیں تمہاری شاہ نجف کھولتے نہیں

اسوقت ابن عفیف نے فرمایا کہ اے ابن زیاد تیرے دیدۂ حق بین کور ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ جنت سے رسولخدا و علی مرتضیٰ میرے لینے کو آئے ہیں اب دنیا میں مشکیں بندھنے اور زخمی ہونے کا کس کو خیال ہے **نظم**

بے درد اپنے درد کا کس کو خیال ہے
بے سایہ ہائے دھوپ میں حیدرؑ کا لال ہے
زخم تن حسینؑ کا مجھکو ملال ہے
زہراؑ کے دل کے گھاؤ کا بخیہ محال ہے

باندھے گئے ہیں آج ہی ابن باوفا کے ہاتھ
عاشورہ سے رسن میں ہیں آل عبا کے ہاتھ

حاضر ہے میری بیٹی اسے دربدر پھرا
موجود ہوں میں تیغ مرے حلق پر پھرا
لیکن نہ اب سکینہ کو تو سنگے سر پھرا
سجاد کو نہ کانٹوں پہ او بد گہر پھرا

کیا کیا نہ رنج آل پیمبرؑ اُٹھا چکے
کوفہ میں کربلا سے کھلے سر تو آچکے

پیدا نہ تو ہوا تھا کہ میری تھی یہ دعا
شکر خدا کہ آج ملا دل کا مدعا
ہو بدترین خلق کے ہاتھوں سے خون مرا
جلاد کو شقی نے ندا دی کہ جلد آ

نازان ہے یہ ولائے شہ نامدار پر — تنبیہ خلق کے لئے کھینچ اسکو دار پر

جلاد نے مہار شتر تھام لی جو آہ — کوفہ کے قیدخانہ مین مومن نے کی نگاہ
اک آہ سرد بھر کے پکارا وہ خیرخواہ — اے اہلبیت شاہ نجف رہیو تم گواہ

مرقوم میرا نام سعیدون مین کیجیو — محسوب کربلا کے شہیدون مین کیجیو

زینبؑ پکاری ہائے ارے لوگو کیا کرون — رسّی بندھی ہو ہاتھو مین کیونکر دعا کرون
کس طرح اس محب علی کو رہا کرون — اس دردلا علاج کی مین کیا دوا کرون

سیدانیو مقام ہے یہ شور و شین کا — کھنچتا ہے ہائے دار یہ عاشق حسینؑ کا

وارث اُٹھا ہی شیعونکا شیعونکے سر سے آہ — کیونکر نہ مبتلائے بلا ہون یہ بیگناہ
اغلب ہے جبکہ قتل ہو یہ عاشق آلہ — گور و کفن اسے بھی نہ دینگے یہ روسیاہ

بی بی بھی آکے لاشہ پہ گریان نہ ہوئیگی — آئی ندا کہ روح بتول اسکو روئیگی

الغرض حضرت زینب یہ فرماتی رہئین اور اُس عاشق حسینؑ کو ملاعین نے شہید کیا اب بقیہ حال اہلبیت کا آیندہ مجلس مین عرض کرونگا

ایسی ولا و زیر کو اب ہو شہ نجف
ابن عفیف کا ہوا جس حب سے یہ شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات سفر اہل بیت سمت شام و رسیدن بخانۂ شیرین

اے مومنو دیکھو ذرا کیا کرتے ہیں شبیرؑ	دو دو عدو کو اک سر سے فنا کرتے ہیں تکبیر

راویان روایت رنج و ملال و حاکیان حکایت شیرین مقال محبوسان سیاہ ماتمداری و قیدیان لشکر سوگواری اس طرح پر تحریر کرتے ہیں کہ جس وقت بانوے محترم شاہزادی عجم بخدمت بابرکت جناب امام حسینؑ آئیں تو آپ کے ہمراہ اکثر کنیزیں بھی تھیں منجملہ انکے کنیز صاحب تمیز موسومہ باسم شیرین خوش آئین خاص خدمتگزار شہزادی عجم سلیقہ شعار نیک کردار بھی تھی الا جناب بانو نے زمرۂ کنیزان میں سے بجز شیرین کے سب کو آزاد کردیا روایت ہے کہ شیریں بہت خوش چشم تھی ایک روز جناب امام حسینؑ نے حضرت شہربانو سے تعریف صنعت پروردگار فرماکر چشمہائے شیریں کی مدح کی آپ نے بھی تائید کلام امام ثنا فرمائی اور اس طرح عرض کی بیت

نظم

سب ہماک ہیں تم فاطمہؑ کے نور نظر ہو	ہے میں خوشی میری جو منظور نظر ہو
شیرین تو ہے کیا چیز بھلا تم پہ میں واری	ہو جان جو شیریں تو وہ نہیں آپ سے پیاری
شیرین مری لونڈی ہے میں لونڈی ہوں تمھاری	لو نذر یہ میں کرتی ہوں اے عاشق باری
مطلب تو ہے خوشنودی شاہ دو جہاں سے	بخشا دل و جان سے اسے بخشا دل و جان سے

پس بجواب کلمات حضرت شہربانو جناب امام مظلوم نے فرمایا کہ اے بانو اس وقت جو مدح چشم میں نے کی آپ کے دل میں جو خیال آیا وہ میرا منشا نہیں ہے گھر سے کا اخلاق نزدیک

دو دو شہرۂ آفاق ہے ہر ایک پر ہماری نیک نظر ہے گو خالق کونین نے دو دو آنکھیں دی ہیں لیکن سب پر ایک نظر ہے بعد اسکے بتکرار دریافت فرمایا کہ تم نے ہم کو شیریں کو بخشا شہر بانو نے فرمایا کہ بیشک تب امام حسینؑ نے فرمایا کہ تو ہم نے اسکو راہ خدا میں آزاد کیا اور کچھ زادراہ اور پوشاک عمدہ دیکر ارشاد کیا شیریں سے کہ میں نے تجھکو آزاد کیا نظم

شہ بولے کہ تم دل سے خیال اور رکھو دور
کی مدح جو آنکھوں کی فقط مدح تھی منظو

ہے خلق محمدؐ کے نواسے کا تو مشہور
اور چشم کرم اپنے بزرگوں کا ہے دستو

واللہ بدون پر بھی مجھے نیک نظر ہے
دو آنکھیں ہیں پر سب پہ مری ایک نظر ہے

تب دونو کے بانو نے گلے اسکو لگایا
شبیرؑ کی بہنوں نے لباس اسکو پنھایا

پھر اپنے برابر اسے زینبؑ نے بٹھایا
تعظیم کی تکریم کی اور ہنس کے سنایا

فطرس کا شرف حق نے تجھے آج دیا ہے
شیریں تجھے شبیرؑ نے آزاد کیا ہے

شیریں نے تب اندوہ جدائی سے بھری آہ
اور شہ کے قدم چوم کے بولی وہ ہوا خوا

ہے عرض جو مجھکو کسی قابل کرے اللہ
تو ہدیۂ شیریں ہو قبول اے شہ ذیجاہ

بھجواؤں جو سوغات نہ رد کیجیو میری
مشکل میں پکاروں تو مدد کیجیو میری

زینبؑ نے یہ فرمایا کہ اے عاشق مولا
مشکل جو پڑے لیجیو نام ابن علیؑ کا

اور تحفہ کے بھجوانے کی حاجت ہے بھلا کیا
سب کچھ ہے ابھی بھائی کے صدقے میں مہیا

سوغات یہاں کچھ نہیں درکار کسی کو
تو بھیجیو ہر جا سے درود آل نبیؐ کو

تب حضرت سجادؑ پہ شیریں ہوئی قربان
اور بولی خوزادے ترا اللہ نگہبان

بابا سے سفارش مری تو کیجیو ہر آن
میں نے تمھیں پالا ہے ذرا اسکا ہے دھیان

عابدؑ سے عجب طرح جدا ہوتی تھی شیریں
یاں رونے تھے سجادؑ ادھر روتی تھی شیریں

گھوارے سے شیریں نے پھر اکبرؑ کو اٹھایا
آنکھوں سے بہت منھ سے تلوؤں کو لگایا

بیتے ہوئے کے اندر یہ دعا دے کے لٹایا
اللہ وہی کام سے شہزادے پہ سایا

دنیا کا مجھے سب حشم و جاہ ہوا کبر — اور پھولوں کے سہرے سے ترا بیاہ ہو کبر
اب عرض ہے شیرین کی تم اقرار تو فرماؤ — ایسا نہ ہو تم بیاہ میں شیرین کو نہ بلواؤ
یہ خادمہ بھی دیکھے دلھن بیاہ کے جب لاؤ — آباد رہو چین کرو زیست کا پھل پاؤ
ہاتف کی ندا آئی یہ مظلوم ازل ہے — تقدیر میں اکبر کی فقط برچھی کا پھل ہے

الغرض جب سب کی خدمت سے شیرین نے بحصول اجازت رخصت پائی تو اس وقت بخدمت جناب امام حسینؑ تسلیم آخری کو حاضر ہوئی اور ہچکیاں سے لیکر وہ غمگین رونے لگی تب بادشاہ دین نے فرمایا کہ اے شیرین کیوں روتی ہے عرض کی شیرین نے کہ اے آقا اسوقت کچھ خود بخود دل بھرا آتا ہے منہ کو کلیجہ چلا آتا ہے قربان جان کنیز کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجکو بعد ازین قدمبوسی حاصل نہو گی شاید ایام عمر میرے بسر ہوے اللہ اللہ کنیزان جناب کے دل بھی کیا مصفا تھے یقین ہے کہ اس کنایہ کو حضرات سامعین سمجھ گئے ہوں گے گو شیرین نے یہ لب شیرین نسبت اپنے کہا تھا مگر نتیجہ اسکا جو تھا جناب امام حسینؑ اس کو خوب سمجھتے تھے جس دم یہ بیان شیرین نے کیا تو آپ نے اشک گوہر رنگ چشم مبارک سے گرا کر فرمایا کہ شیرین تو اس قدر غمگین اور ملول مت ہو ابھی تو ہم ایک روز تیرے گھر خود آئیں گے بلکہ اہلبیت کو بھی ساتھ لائیں گے اس وقت یہ مژدہ سنکر شیرین باغ باغ ہو کر کہنے لگی خوشا نصیب میرے کہ جس کے گھر فرزند رسول الثقلین اور مہمان اور بہو فاتح بدر و حنین کی قدم رنجہ فرمائیں قربان ہو جان کنیز کی اسی وعدہ کے ساتھ اسی وقت اقرار قبول فرمانے ضیافت کا بھی ہو جاوے کیونکہ

نظم

فضہ کی ضیافت تو نہ روکی تھی نبی نے — میراث نبی پائی ہے فرزند علیؑ نے
شیرین سے مخاطب ہوے یوں سید ابرار — اچھا ترے گھر آؤں گا میں کرتا ہوں اقرار
اس دن کا تجمل نہ تجھے بھولے گا زنہار — عابد تو پیادہ مرا ہووے گا میں اسوار
پیاسا کئی دن کا ترے گھر آئے گا شبیرؑ — پیاسا ہی ترے گھر سے چلا جائے گا شبیرؑ

وہ بولی بھلا جانے میں دو لگی تمھیں یا سا   حضرت نے کہا خیر سمجھ لیں گے جو ہو گا
پہونچانے کو شیرین کے گئے دور تلک آقا   رستے میں کہا اے تجھے اللہ کو سونپا

شیعو یہ دعا چین ملے غم سے ہمیں بھی   راحت دے خدا شیون و ماتم سے ہمین بھی

راوی لکھتا ہے کہ جب شیرین دولت سرائے امام مظلوم سے رخصت ہوئی اور بطور احل قطع منازل کرتی ہوئی چلی جاتی تھی ناگاہ راہ شام مین ایک پہاڑ پر جہاں اکثر یہودیوں کا مسکن تھا ایک یہودی کے ساتھ منعقد ہو کر استقامت اختیار کی اور اکثر مورخین نے نام اس یہودی کا عزیز لکھا ہے لیکن شیرین شب و روز بوجہ فراق خاندان نبوت محزون اور غمگین رہتی تھی اور دل مین یہ کہا کرتی تھی

نظم

دیکھوں کس سامان سے شبیر منہ دکھلائینگے   صادق الاقرار ہین اک دن مقرر آئینگے
یا الٰہی جلد آدین میرے گھر سبط نبی   بھانجے بھائی بھتیجے ساتھ ہوونگے سبھی
ام کلثوم و کبرا ہوں نہایت ہو خوشی   ساتھ ہوں اہل حرم اور بانو شہزادی مری
ساتھ بابا کے جو ہم شکل پیمبر آئے گا   میری آنکھیں ہونگی روشن گھر مرا بھر جائیگا

الغرض شب و روز اسی سوچ میں کاٹتی تھی اور بجز ذکر حسین اور کوئی ذکر اس نیک کردار کو اچھا نہ معلوم ہوتا تھا چنانچہ وہ

نظم

شوہر سے بھی ذکر شہ دین کرتی تھی اکثر   پہونچانے مجھے دور تلک آئے تھے سرور
کہتی تھی کبھی دو مری بی بی کے ہیں دلبر   نام ایک کا سجاد ہے اور ایک کا اکبر
دونوں سے عیاں قدرت رب ازلی ہے   بس نام خدا ایک نبی ایک علی ہے

الغرض اس طرح ایام مفارقت شہ دین کاٹتی تھی اور حال صفائی دل سابق کمترین عرض کر چکا ہے کہ آپ کی لونڈیاں بھی ببرکت فیضان صحبت قرینہ سے امور شدنی کو کس صفائی دل سے پہچان جاتی تھیں پس جس زمانے میں کہ معرکہ کربلا ہوا ان دونوں نہایت مضطر و حیران تھی اور جب محرم کی دن گذرے تو اکثر [illegible] استفسار حال مظلوم کربلا ڈیوڑھی پر بیٹھی

رہتی تھی نظم

شیرین کو عجب الفت سلطان امم تھی	ہر دم شہ والا کی وہ مشتاق قدم تھی
آنکھون کے تلے صورت بانوئے عجم تھی	پتلی صفت قبلہ ناموس حرم تھی
غش کرتی تھی اقرار امام دو جہان پر	اس کی نہ خبر تھی کہ سر آوے گا سنان پر

پس حضرات شیرین کا تو یہ حال تھا اور جناب شبیر کا حال عرض کرتا ہون کہ جب حضرت مسلم بدست کوفیون پر دغا شہید ہوے اور جناب امام حسینؑ بھی یثرب سے روانہ ہو کر میدان کربلا مین پہونچے اور مع انصار و عزیز و اقربا درجۂ شہادت سے فائز ہوئے اور اہلبیت اطہار مع سجاد بیمار قید ہو کر روانہ شام ہوئے اور چندے قیدخانہ کوفہ مین بسر کی آخرش حسب تحریر یزید عبد اللہ ابن زیاد نے اہلبیت اطہار کو اسی ہیئت سے بے مقنعہ و چادر روانہ شام نافرجام کیا الغرض جبکہ اہلبیت اطہار کا قافلہ مکان شیرین سے ایک روز کے فاصلہ پر رہ گیا اس شب کو اس نیک سیرت نے ایک خواب ہولناک دیکھا کہ جناب امام حسینؑ میرے گھر کے صحن کے اندر بے سر کھڑے فرماتے ہین کہ اے شیرین کل کے روز مین تیرے گھر آؤن گا بیت

وعدہ ترا لایا ہے مجھے کرب و بلا سے	پر آئے جو پیاسے ہین تو جائین گے بھی پیاسے

یہ خواب دیکھ کر صبح کے وقت شوہر سے گویا ہوئی کہ میرا آقا سبط رسول مختار ہے صادق الاقرار ہے خدا نے چاہا تو شب کو میرے گھر مہمان ہوگا تو جلد بیشوائی کو جا صدقے کے لئے کچھ ساتھ لے مین یہان پر سامان دعوت تیار کرتی ہون بیت

آقا مرے گر پوچھین کہ کیا کرتی ہے شیرین	کہیو کہ شتاب آؤ دُعا کرتی ہے شیرین

اور نیز بوقت رخصت شوہر سے جو کلمات کہ شیرین نے کہے انکے بیان مین زبان ذاکر کی قاصر ہے کیونکہ اُدھر شیرین کا اشتیاق اسطرف جناب امام کی بردباری لیکن اس نظر سے گذارش کرتا ہون کہ مآل کار اس مجمع مومنین کا صرف گریہ و بکا ہے پس یہی کنایہ کافی ہے کہ مومنین شیرین کا بیان سنیں اور حال مصائب کو غور کرین اس سیدۂ ازلی نے وقت رخصت

شوہر سے کہا کہ تو جس وقت لشکر امام عالی مقام میں پہونچے تو سب کو آئین شایستہ آداب غلامانہ بجالانا نظم

اور کاندھے پہ جس کے علم سبز ہو زیبا
عباس وہ ہوں گے تو انھیں کیجیو مجرا
پھر ڈھونڈھیو اکبر کو اس لقب سے اس جا
ہمشکل نبی کون ہے شبیر کا بیٹا
تب کہنے سے تھے اب تو بڑے ہوئیں گے اکبر
شبیر کے پہلو میں کھڑے ہوئیں گے اکبر

یاں سے وہ روانہ ہوا یہ عاشق سرور
منزل سے چلے صبح ادھر آل پیمبر
ہنگام زوال ایک جگہ ہو گئے برابر
لشکر میں پھرا چار طرف آکے وہ مضطر
دیکھا تو نہ اکبر نہ حسین ابن علی ہے
اک نیزے پہ لیکن سر ہمشکل نبی ہے

کاندھے پہ علم رکھے بہت سے ہیں علمدار
پر انہیں نہیں شوکت عباس خوش اطوار
بندی کی طرح اونٹوں پہ کچھ رانڈیں ہیں سوار
کپڑا کسی بی بی کے بدن پہ نہیں زنہار
گردن نہ اٹھاتے ہیں ادھر کو نہ ادھر کو
بچے لئے گودوں میں جھکائے ہوئے سر کو

بیمار ہے اک طوق و سلاسل میں گرفتار
غش ہوتا ہے اونٹوں کی رسن کھینچ کے ہربار
عابد سے کہا اس نے کہ اے صاحب زار
کیا ہو تمھیں اس قافلہ کے وارث و مختار
[illegible] میں باپ کا کھلاتا ہوں بھائی
وارث تو نہ کہہ انکا میں شرماتا ہوں بھائی

بس اسوقت حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ اے عزیز میں ایک بیکس و ناچار ہوں تجھ سے کیا کہوں اسی قدر کافی ہے کہ یہ سب بیبیاں جو سر کھولے ہوئے ہیں میری ماں اور پھوپھی اور بہنیں ہیں چھوٹی بہن کو دیکھ کر طمانچوں سے منہ لال ہے رانڈوں کا وہ حال اور وارث کا یہ حال یہ سنکر عزیز شوہر شیرین بہت رویا اور جب کچھ پتہ لشکر امام کا اسکو حسب نشان دادہ شیرین نہ ملا تو روتا ہوا اپنے گھر کو واپس آیا اور شیرین سے کہا کہ اے غمخوار لشکر ابن حیدر کرار کا پتہ نہیں لگا میں دور تک ہو آیا مگر ہاں ایک لشکر خونخوار جس کے ہمراہ نیزوں پر چند سر ہیں اسطرف کو آتا ہے مگر اسکو لشکر حسین سے کچھ نسبت نہیں ہے اس کے ساتھ ہیں چند عورتیں سر برہنہ

اونٹوں پر سوار ہیں اور **نظم**

ہیں ایک طرف نیزوں کی نوکوں پہ کئی سر ۔ ہر سر پہ زبان نکلی ہوئی ہونٹوں کے باہر
رستے میں یہ کہتے تھے وہ جلاد ستمگر ۔ شب کو اسی قلعہ کے تلے اتریں گے چل کر

بندی ہے یہ سب پردہ نشینان عرب کی ۔ آج انسے خبر پوچھیو سلطان عرب کی

القصہ لشکر یزید قریب شام زیر قلعۂ شیرین خوش انجام آکر فرو کش ہونے لگا اور اونٹوں سے اہلبیت اطہار اترنے لگے اسوقت **نظم**

پوچھا یہ سکینہ نے کہ لوگو کدھر آئے ۔ بولا سر شبیر کہ شیرین کے گھر آئے

اک سمت کو لشکر کے اترنے کا وہ سامان ۔ اک سمت کو سر کھولے ہوئے شام غریبان
نیزوں کے تلے بیبیوں کے بال پریشان ۔ اور نیزوں پہ مظلوموں کے سر خون میں غلطان

زلف سر شہ بکھری ہوئی منہ پہ پڑی تھی ۔ نیزے کے تلے فاطمہ سر ننگے کھڑی تھی

کبرا کا زیر سر قاسم یہ تھا عالم ۔ مہندی تو لگی ہاتھوں میں اور دولہا کا ماتم
زینب سر اکبر کے تلے کہتی تھی اس دم ۔ انصاف کرو بچھڑے ہیں کس دن سے تم اور ہم

صد اٹھتا ہے رو رو کے مرے دل میں بلاؤں ۔ نیزے سے اتر آ تو کلیجہ سے لگا لوں

بانو سر اصغر کے قریب آکے پکاری ۔ اے لال جھنڈولے ترے بالوں کے میں واری
یہ شام کا وقت اور یہ نیزہ کی سواری ۔ سر نیزہ پہ تن دن میں یہ تقدیر ہماری

اس دودھ بھری باچھوں پہ ماں فدا ہو ۔ ملتے ہیں دو وقت اور تم اماں سے جدا ہو

کلثوم سر عون و محمد کی نگہبان ۔ چلاتی ہے اے بھانجو میں صدقے میں قربان
خواہر تو مری بھائی کے ہے غم سے پریشان ۔ ہمشیرہ کے بدلے میں تمھیں روتی ہوں اس آن

نوحہ سر عباسؑ کا تھا ہائے سکینہؑ ۔ تھی سر کی طرف کرتے کو پھیلائے سکینہ

جب یہ حال شور و بکا شیرین نے سنا بیتابانہ قافلہ کی طرف دوڑی دیکھا تو قلعہ ہلتا پایا قیدیوں کو فرش خاک پر بلا سایہ بیٹھا پایا دیکھا نیزوں پر کئی سر مثل آفتاب کے چمکتے ہوئے نظر آئے

جس وقت شہر بانو نے شیرین کو آتے ہوئے دیکھا تو ہر بی بی سے ارشاد کیا کہ اے بیبیو شیرین آتی ہے اور کچھ اسباب دعوت ہمراہ لاتی ہے اگر مجھ خستہ جگر کو پوچھے تو ہرگز نہ بتانا اللہ میرے حال کو چھپانا کیونکہ ایک روز وہ تھا کہ مین نے پوشاک اور جواہرات دیکر رخصت کیا تھا یا ایک روز یہ ہے کہ مین فرش خاک پر بے مقنعہ و چادر بیٹھی ہون ایسا نہ ہو کہ مجھکو بے مقدور سمجھ کر کچھ دیوے بیت

پہچان لے شیرین کہیں ایسا نہ غضب ہو	تو توف صدا ہاے حسینا کی بھی اب ہو

ہنوز آپ یہ فرما رہی تھیں کہ نظم

بانو ہی کے پاس آن کے بیٹھی جو وہ خوشخو	نہوڑا لیا سر بانو نے مابین دو زانو
اور کھولدیے رسی بندھے ہاتھوں سے گیسو	شیرین نے کہا بی بی ذرا دیکھا دھر تو
گو خاک پہ تم حال غریبی سے ہو بی بی	پر کتنی مشابہ مری بی بی سے ہو بی بی
رو کر کہا بانو نے کہ یہ شبہ نہ تو کر	ہیں بیوہ کہاں اور کہاں بانوے سرور
تو بانو کی لونڈی ہے پر اب ہم سے ہے بہتر	سر پہ ہے مرے خاک ترے سر پہ ہے چادر
ڈھونڈھے گی تو ایسے کہیں ناشاد نہ ہونگے	ہم ایسے لٹے ہین کہ پھر آباد نہ ہوں گے
بانو تو مدینہ مین ہے بانو کہاں اس جا	لوٹے گا اُسے کون حسینؑ اُسکا ہے آقا
شیرین نے کہا آپ بھی ہین انکی شناسا	تم ساکن یثرب ہو کہ باشندۂ بطحا
سید انھوں کے چین سے چین اپنا فقط ہے	مسلم کا ہوا خون یہ سچ ہے کہ غلط ہے

اے بی بی مدینہ مین شہر بانو سلامت ہے اور میرے گھر آنے کا ذکر بھی فرماتی ہین اور جناب حضرت سجاد اور علی اکبر کا حال پوچھنے لگی اسوقت نظم

یہ سنتے ہی کانپا جگر بانوے مضطر	غش کھا کے گری اور کہا ہے ہے علی اکبر
بیہوشی میں شیرین نے جو دیکھا اُسے جھک کر	پہچان لیا اور کہا ہائے مقدر
اب لاکھ [illegible] روکس کو چین ہے	کیون بیبیو یہ بانوے شبیر نہیں ہے

مجرا کیا پھرا ور گری پاؤن پہ رو رو	کہتی تھی نہ پہچانا خطا کی ہے مجھکو
بانو کہے جاتی تھی نہین مین نہین بانو	وہ کہتی تھی ہو دیگا ثواب آپکو بھی مجھکو
بانو نہ سہی بانو کی ہمشکل تو تو ہے	زہرا کی صدا آئی یہی میری بہو ہے

پس حضرت بانو سے شیرین نے عرض کی کہ اے زوجہ فرزند رسول ثقلین مجھ سے کیا حجاب ہے لونڈی آپکی فرمانبردار ہے یہ سنکر حضرت شہربانو نے چہرۂ مبارک سے بال اُٹھائے اور کہا کہ اے شیرین یہ منھ دکھانے کے قابل نہین رہا منھ دیکھکر شیرین نے اپنا سر پیٹ لیا اب آگے وہ کلمہ ہے کہ مومنون کو جسکے سُننے کی تاب نہ رہیگی کیون حضرات شیرین کی ابتدا تو معلوم ہوگی کہ کنیز شہربانو کی تھی کیا غضب ہے آج وہی شیرین حضرت شہربانو کی یہ حالت دیکھکر اپنے سر کی چادر حضرت بانو کے سر پر ڈالتی ہے پس اسوقت حضرت بانو نے نجف کی طرف منھ کر کے اسطرح ندا دی **بیت**

آج ہے وہ وقت حیدر کے گھرانے کے لئے	لونڈیان دیتی ہین چادر منھ چھپانے کے لئے

ہنوز شہربانو یہ ارشاد کر رہی تھین کہ ناگاہ نظر شیرین کی دو لڑکیون پر جا پڑی کہ اُن دونون کے چہرے سے شان عروسی نمایان تھی پس شیرین نے جب حال ان ہر دو دلھن کا پوچھا تو حضرت شہربانو نے فرمایا کہ ایک تو کبرا دختر شبیر زوجۂ قاسم ہے اور دوسری دلگیر زوجہ وہب مسافر غریب کی ہے کہ جسنے اپنی جان عزیز قربان داماد شبیر پر کی **نظم**

کیا کہون شیرین مین اب اس خستہ تن کا ماجرا	رن مین تو قاسم تھا دن بیاہ کے مارا گیا
اسکا شوہر بیاہ کے اسکو کہین سے لاتا تھا	چھوڑ کر اسکو ہوا قاسم پہ جا کر وہ فدا
کہہ گیا تھا رکھیو کبرا کی کنیزون مین اسے	ہم سمجھتے ہین یہان تب سے عزیزون مین اسے

ہنوز شیرین اور شہربانو مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سر امام مظلوم سے یہ آواز دردناک آئی کہ اے شیرین **بیت**

مہمان ہون مین مجھ سے بھی کچھ بات کریگی	یا اپنی ہی بی بی کی مدارات کریگی

یہ سنکر شیرین طرف نیزہ کے دوڑی اور عرض کی کہ فدا ہو جان شیرین کی یہ لونڈی حاضر ہے **بیت**

کس طرح سے شیرین تڑپے کی بلا لے	آ گود مین اے فاطمہؑ کی گود کے پالے

یہ گذارش سنکر سر مبارک براہ اعجاز نیزے سے اُتر کر شیرین کی گود مین آیا اُسوقت شیرین کا عجب حال تھا کہ بوجہ گریہ و بکا ہوش بجا نہ تھے **الا نظم**

اپنے انگشت شہادت سے اشارہ یہ کیا	السلام اے شہ مظلوم و غریب الغربا
السلام اے پسر فاطمہؑ و شیر خدا	السلام اے وطن آوارہ و شاہ شہدا
تیرے لشکر ترے دربار کے صدقے شیرین	تیری لونڈی ہوئی سرکار کے صدقے شیرین

یہ کہکر سر مبارک گود مین لئے ہوے طرف اہلبیت کے چلی مردمان لشکر ملعون بقصد چھین لینے سر کے جب اُسکے پاس آئے تو اسطرح پر جواب دیا **بیت**

کیا لیکے یہ سر زیب سناں کو چلی ہون	بچھڑی ہوئی رانڈون سے ملانے کو چلی ہون

الغرض زر کثیر اُس باتمیز نے سردار فوج اشقیا کو دیکر باقی شہدا کے سر بھی منگا لئے اور بیوون کو لیکر اپنے گھر گئی الغرض **نظم**

شیرین کے گھر گئے حرم اس شان سے باہم	گھر جاتے ہی شیرین نے بچھائی صف ماتم
سجادہ پہ رکھا سر سلطان دو عالم	گرد اُسکے رکھے بیوون نے سر اور بھی اُسدم
زہرا کی صدا آنے لگی آل نبیؐ کو	رونا ہے تو اب رو حسینؑ ابن علیؑ کو

اب مومنون کو لازم ہے کہ ہمراہ اہلبیت کے روئین تاکہ روح حضرت زینب اور شہربانو کی شاد ہو روایت ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ یہ اوّل روز تھا کہ اہلبیت کو رونے کا موقع ملا **نظم**

رونے کو جو ترسی ہوئی تھی عترت مولا	ماتم کیا ایسا کہ قیامت ہوئی برپا
بہتا تھا لہو سینے سے اور آنکھون سے دریا	روتی تھی بجوش آن کے اس غل مین زہراؑ
شیرین کبھی صدقہ تھی سر شاہ امم پر	گہ اُٹھ کے چھڑکتی تھی گلاب اہل حرم پر
مشغول تھی ماتم مین ابھی آل پیمبرؐ	زینبؑ کی نظر جا پڑی جو بھائی کے سر پر

چلائی کہ ہے ہے مرے لب تشنہ برادر ۔۔۔ شیرین سے کہا دیکھ تو کیا پیٹتی ہے سر
پانی کو ترس کر مرے بھائی جو موئے ہین ۔۔۔ ابتک بھی لب خشک کو وہ کھولے ہوئے ہین

یہ سُنکر شیرین پر اور رقت طاری ہوئی اور ایک جام آب سرد سے بھر کر قریب لب مبارک لاکر عرض کی کہ اے میرے مہمان اے میرے تشنہ لب آقا اس پانی کو پی لیجئے اسوقت کا حال لکھا ہے کہ اشک شہ جو شخو نکل آئے ۔۔۔ لب ہوگئے بند آنکھون سے آنسو نکل آئے

اور لبہاے مبارک جنبش مین آئے شیرین نے جو ہین اپنے کان لگائے تو یہ سُنا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے شیرین بیمار کربلا کو پانی پلا کہ اسکو نہین ملا سکینہ پیاس سے مرتی ہے ہین کیونکر پیون اکبر و اصغر اسی پانی کو ترستے ہوئے دُنیا سے سدھارے پس نظم

شیرین نے کہا پھر تو سکینہ سے یہ اُس آن ۔۔۔ اے جان حسینؑ ابن علی مین ترے قربان
یہ پانی تو ہی پی لے لگی کہنے وہ نادان ۔۔۔ اعدا کے طمانچون سے لبون پر ہے مری جان
بھائی علی اصغر کی قسم مین نہ پیون گی ۔۔۔ بابا نہین پیتے ہین تو مین بھی نہ پیونگی
تب گر پڑی سیدانیون کے قدمون پہ شیرین ۔۔۔ اور بولی سنا عذر جو کرتے ہین شہ دین
تم پی لو یہ پانی تو ہو اس لونڈی کو تسکین ۔۔۔ رو رو کے مخاطب ہوئی یون زینب غمگین
پانی یہ کون ابن علیؑ پیاسا موا ہے ۔۔۔ اور فاتحہ ابتک نہین پیاسونکا ہوا ہے
بن پانی کئی پیاسون کو ماتم مین وہ سب رات ۔۔۔ نکلا جو پیدا ہے سحر کوچ کا ہیہات
سر ہاے شہیدان جفا لے گئے بدذات ۔۔۔ پھر تھا وہی بلوہ وہی فاقہ وہی سادات
شیرین نے قدم چوم کے ایک ایک ردا دی ۔۔۔ سر ڈھانپ کے سیدانیون نے اسکو دعا دی

افسوس صد افسوس کہ وہ چادرین بھی ان اشقیا نے دست ظلم دراز کر کے چھین لین پس شیرین دوبارہ چادرین لائی تو حضرت زینب نے واپس فرمائین اور اسطرح ارشاد فرمایا کہ اے شیرین یہ بدذات ہمارے سرون کو ردا سے ڈھلنپنے کے روادار نہین ہین لیکن عابد بیمار بوجہ ضعف و ناتوانی کے پیدل نہین چل سکتا ہے اگر ہو سکے تو فوج اشقیا نظم

اٹھ دے کے تو سمجھا دے یہ اب شمر و عمر کو	ناقہ پہ سنبھالیں مرے بیمار پسر کو
شیرین نے دے شمر و عمر کو دہین دینار	اور دونون سے عابد کی سفارش کی بتکرار
بے وارث و بیمار ہے اور بیکس و ناچار	بٹھلا دو تم اب اونٹ پہ اسکو کہ ہے بیمار
یہ بیڑی سبب مجھے یا مرے شوہر کو پنہا دو	بن باپ کے بچے کی مگر جان بچا دو
شیرین تو سماجت سے یہ کرتی رہی گفتار	اور لیگیا سیدانیون کو لشکر کفار
غش کھا کے گری خاک پہ شیرین جگر افگار	پر غش مین بھی آنکھین تھی سوئے عترت اطہار
شیرین کو اُدھر بیود ن کو وان شغل بکا تھا	تا عرش برین ماتم شاہ شہدا تھا

الغرض اہلبیت اطہار کو لشکر کفار گھر شیرین سے لیکر طرف شام کے روانہ ہوا اور شیرین تڑپتی ہوئی اپنے گھر مین رہگئی آیندہ حال دوسری مجلس مین عرض کیا جاویگا۔

یہ عرض ہے وزیر کی تم سے امام دین
کوثر کا جام مجکو پلا نا ئے شیرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس بذکر معجزہ بدعاے امام مظلوم سات فرزند راہب کے ہونا اور جانا سر امام کا بتخانہ راہب و قتل کرنا لڑکون کو راہب کا

اعجاز ابن فاطمہؑ سے وہ نوید ہو ۔ واللہ نا امید کے دل کو اُمید ہو

اے عاشقان سید الشہدا ولے گریہ کنندگان برحال مظلوم کربلا جاے فخر و مباہات ہے کہ ہم تم سب داخل مجلس امام ہوے کمترین چاہتا ہے کہ اوّل تھوڑا سا حال مرتبہ و منزلت آپ لوگون کا گذارش کرے کہ بدولت اس جناب کے ماتم داری اور گریہ و زاری سے کیا مرتبہ تم لوگون کا ہے اور کیسی توقیر و منزلت اس مجلس کی ہے بیت

دربار سخی کا ہے تو مجلس بھی سخی کی ۔ یہ صاحبو مجلس ہے حسینؑ ابن علی کی

چنانچہ روایت ہی نظم

پس حضرت صادق سے یہ مضمون بیان ہی ۔ سامان غم سید مظلوم جہان ہے
اُس شخص کی آنکھون سے اگر اشک رواں ہی ۔ ہر فرد کے اوپر قلم عفو رواں ہے
اس پر بھی تسلی ہوئی یہ رحمت رب کو ۔ گر ایک بھی رو ئیگا تو ہم بخشینگے سب کو
خالق کا تو وہ حکم محمدؐ کی یہ گفتار ۔ گر اپنے نواسے کے فضائل کرون اظہار
اُمت مین مری صوم و صلواۃ آج ہو بیکار ۔ جو اسکا مددگار خدا اُسکا مددگار

بیٹھے گا جو یان بزم عزاے شہ دین مین	ہمسایہ مرا ہو گا وہ فردوس برین مین
اُسوقت اُٹھا ہاتھون کو وہ خاصۂ باری	کہتا ہے خدا پاک کرے نسل تمھاری
روئے ہمین کی تمنے یہ امداد ہماری	اس رونے سے تو معصیتین ہو گئین ساری
پاکیزہ کیا حق نے تمھین اپنے کرم سے	گویا ابھی پیدا ہوے مادر کے شکم سے
پس مومنو اس بزم کے رتبہ کی نہین حد	مشکور محمدؐ سے لگا تا بہ محمدؐ
مجلس مین کرو سعی تو رونے مین کرو کد	سوچو تو عمل ہوتے ہین کیا کیا نہین سرزد
گر ہے سبب عفو جرائم تو یہی ہے	کیا وسعت دامان حسینؑ ابن علیؑ ہے

اللہ اللہ کیا مرتبہ ہے مجلس عزاے جناب کا اور در حقیقت یہ ایسی ہی مصیبت ہے کہ جسکی انتہا نہین یہ تو مومنین پر ظاہر ہے کہ مصیبت امام مظلوم ایک بحر ذخار ہے کہ از آدمؑ تا ایندم کسی پر نہین گذری فرد بشر سے بہت دشوار ہے کہ اس قلزم ناپیدا کنار سے عبور کرے مگر بہ نظر اسکے کہ مومنین داخل ثواب ہون ذاکر صرف ایک شعر کی شرح بیان کرتا ہے اگر شیعیان علی ابن ابی طالب غور سے سماعت فرماوینگے تو تمام عمر رونے کو کافی ہے اور واسطے حصول ثواب کے وافی ہے بیت

دے ساتھ اسکو بیٹے جسکی قسمت مین نہ تھا کوئی	دعاے شاہ دین سے خواہش تقدیر بھری ہر

چند نجستہ سیاقران کاروان محبت و مرحلہ پیمایان وادی مصیبت و محبان مجلس عزاداری و گریہ کنندگان گروہ سوگواری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ راہ شام ناکام مین ایک قریہ موسومہ بعلبک ہے وہان پر بعہد جناب رسالتمآب ایک راہب رہتا تھا کہ جسکے باغ حیات مین ثمر فرزند دلبند نہ تھا اسی غم و الم مین ہمیشہ بسر کرتا تھا ایک روز اسکے دل مین آیا کہ مدینہ بخدمت رسول مقبول چلکر خواہش دعا کیجئے شاید ببرکت دعا اُس نبی کے میرا نخل تمنا جو مرجھایا ہوا ہے سرسبز و شاداب ہو کر بارور ہووے القصہ یہ سوچکر وہ سعید ازلی اپنے گھر سے چلکر بخدمت نبی کے حاضر ہوا نظم

آیا غرض مدینہ مین پیش نبی پاک
دست الم سے جیب قبا تا بسینہ چاک

کی عرض یون رسول سے تم نور ہو مین خاک
ظاہر مین تو مین شاد ہون پر دلمین دردناک

کلمہ پڑھا کے دل کو مرے شاد کیجئے
بعد اسکے پھر عطا مجھے اولاد کیجئے

یہ سُنکر جناب پیغمبر خدا نے شادان و خندان ہو کر اس راہب کو شرف اسلام سے مشرف کیا اور قصد دعا کا فرمایا کہ دفعۃً بحکم رب جلیل حضرت جبرئیلؑ نازل ہوے اور بعد سلام ملک العلام عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے کریم نے حکم دیا ہے کہ واسطے اولاد اُس راہب کے دعا نہ فرمانا کیونکہ مشیت ہماری مین ایسا ہی گذرا ہے کہ اس راہب کی قسمت مین فرزند نہین ہے یہ خبر سُنکر پیغمبر خدا نہایت محزون و غمگین ہوئے اور سر مبارک زانوے فکر پہ دھر کر دریاے تحیر مین غوطہ زن تھے کہ ناگاہ **بیت**

شبیر آگئے در مسجد سے ناگہان
آداب عرض کر کے لگے کرنے یہ بیان

اے نانا جان اس وقت آپ کا کیا حال ہے گوشۂ خاطر پر کچھ ملال ہے **نظم**

کچھ بات کیجئے مرا دل شاد کیجئے
رنجیدہ کیون ہین آپ یہ ارشاد کیجئے

بولے نبی کہ کچھ نہین اے میرے مہ لقا
پس جب بجد ہوا وہ شہنشاہ کربلا

راہب کے سمت دیکھ کے بولے شہ ہدا
اسکے لئے مین کرتا تھا اولاد کی دعا

تاثیر اسکے نالۂ شبگیر مین نہین
ثابت ہوا کہ امر یہ تقدیر مین نہین

پس جسوقت یہ کلام بصد آلام رسول اکرم نے امام مظلوم سے فرمایا تو چہرۂ مبارک جناب سیّد الشہدا مثل آفتاب عالمتاب سُرخ ہو گیا اور بصد خشوع و خضوع دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند فرما کر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار عالمیان اس راہب کو خاندان نبوت سے محروم واپس نہ کرنا اور بخدمت اپنے نانا کے عرض کی **نظم**

جد ایہی ہے آپ کی تشویش کا سبب
لو ہمنے اک پسر دیا اسکو بصد طرب

بولے نبی خموش نہین ہے رضاے رب
شہ نے کہا دو لال دئے ہمنے اسکو اب

بولے رسول کہتے ہو کیا بے دعا کئے — شہ بولے سہ پسر اسے ہمنے عطا کئے

مانع ہوئے رسول خدا پھر جو ایک بار — بولے حسینؑ خامس آل عبا کہ چار
اس دم ہوا نبیؐ کو شش و پنج بیشمار — شہ نے کہا کہ پانچ دیے اسکو گلعذار

بخشش چھٹے پسر یہ ہوئی جبکہ شاہ کی — اک شش جہت مین دھوم ہوئی واہ واہ کی

حضرات اسوقت جناب پیغمبر خدا ہر چند منع کرتے تھے اور جناب سید الشہدا ہر بار ایک اضافہ فرماتے تھے حتے کہ نوبت سات فرزندون کی پہونچی کہ اسوقت جبرئیلؑ بصد تعجیل بحکم خدائے جلیل خدمت بابرکت رسول مقبول مین آئے اور عرض کی کہ یا نبی اللہ پروردگار عالم نے بعد تحفہ سلام کے فرمایا ہے کہ ہمارے فدیہ حسین سے تکرار نہ کرو کیونکہ یہ برگزیدہ ہے تمام کائنات سے تم بھی واقف ہو کہ یہ حسینؑ تین روز کا بھوکا پیاسا میری راہ مین تمہاری اُمت پر مع اصحاب واقربا میدان کربلا مین قربان ہوگا پس اگر حسین ستر فرزند عطا کرے تو ہمکو منظور ہے نظم

کھا کر قسم جلال کی کہتا ہے ذوالجلال — پیارا ہے اسقدر ہمین خیر النسا کا لال
شبیرؑ بخشنے جائے تو یون ہین ہزار سال — اس نیر علیؑ کو نہ ہوگا کبھی زوال

راہب کو جو حسین دلائے وہ بخشدون — بخشے اگر حسینؑ خدائی تو بخشدون

قربان جان مومنین کی ایسے آقائے نامدار پر کہ جسکا پاس خاطر خداوند کریم کی درگاہ مین اسقدر ہو کہ نبی کریم فیض عمیم کو توامتناع گذارش ہوتی ہے اور عرض داخست حسین پر اجابت دعا قلم عنایت سے رقم ہوئی اب ایک بند واسطے گریہ مومنین کے عرض کرتا ہون کہ درمیان روایت کے ثواب بھی حاصل کرتے جائین اور حال رہی اپنے مولا کا سنتے جاوین نظم

بیٹیوں مجتواب کہ یہ ہے پیٹنے کی جا — تھی خاطر حسینؑ یہ کچھ پیش کبریا
سات ایک پسر کو دیئے راہب کو لقا — اور آہ کربلا مین عجائب ستم ہوا

مقبول ظلم شاہ خوش اقبال ہو گئے — بیٹے بھتیجے گھوڑون سے پامال ہو گئے

اب پھر ذاکر اسی مطلب پر آتا ہے کہ جسوقت یہ خبر فرحت اثر جبرئیلؑ لائے تو جناب

رسالتمآب نہایت بشاش ہوکر راہب سے فرمانے لگے کہ خوشا نصیب تیرا اے راہب کہ تو بطفیل حسینؑ ابن علی سات بیٹون کا باپ ہوا باستماع اس نوید کے راہب سات بار گرد حضرت کے پھر کر خدمت بابرکت حسینؑ مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے آفتاب دو جہان و اے وادرس غریبان اے مومنین یہ کنایہ تو رونے کو کافی ہے غریب خانہ راہ شام مین واقع ہے جسکا نام بعلبک ہے پس اگر حضور کو اتفاق سفر اُس نواح کا ہووے تو امیدوار ہون کہ قدوم میمنت لزوم سے کفش خانہ کو زینت افزا فرمائیے گا کہ باعث افتخار اس گنہگار کا اُس دیار مین ہووے نظم

یہ عرض کرکے اُٹھا وہ خرسند و شادمان	رخصت ہوا رسول خدا سے بعزّ و شان
اور عرض کی حسینؑ سے یا شاہ دوجہان	اے شاہ دین حریر و کتان خوب ہی وہان
اُمید ہے کہ دل کو مرے شاد کیجیے	مرغوب طبع ہوئے تو ارشاد کیجیے

اے حضرات بجواب گذارش راہب جو امام عالی مقام نے فرمایا کیونکر عرض کرون کلیجہ منھ کو آتا ہے سینہ پھٹا جاتا ہے آپ غضب کا کلمہ فرماتے ہین کہ اے راہب ہم وعدہ کرتے ہین کہ تیرے گھر ضرور بالضرور آکر ایک شب کی شب مع عزیز و رفیق مہمان ہونگے الّا وہ وقت ایسا ہوگا کہ تجکو کسی قسم کی تکلیف خورد نوش نہ دینگے یہ سُنکر راہب قدم میمنت لزوم پر گر پڑا کہ اے آقا اسمین تو غلام کی نہایت ہتک ہچشمون اور ہموطنون مین ہوگی فرمایا آپ نے کہ راہب جب تو ہمارا دوست ہے تو خیال کرو کہ کوئی شخص اپنے دوست کی ذلت چاہیگا مگر جب موقع ہی ایسا ہوگا تو خود تو بھی میرے اس قول کو تسلیم کریگا کیون حضرات سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کیا کنایہ تھا یعنی ایک روز سر اسی حسینؑ کا گھر راہب مین رکھا گیا تھا اور اہلبیت اظہار روتے تھے پس کیا روز تھا چنانچہ اسکا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آگے عرض کرونگا الغرض نظم

راہب ہوا یہ سُن کے غرض وہ سوے عراق	اور بعد چند سال ہوا یان یہ اتفاق
ظاہر کیا یہ شامیون نے شاہ سے نفاق	میدان کربلا کا ہوا شہ کو اشتیاق

تنگ آ گئے امام ہدا اپنے جینے سے — گرمی مین نکلے سبط پیمبرؐ مدینہ سے

وہ راستہ وہ دھوپ وہ اطفال خوردسال — ہر کوچ مین ہوا پسر فاطمہؑ نڈھال

ہر اک قدم پہ زینب مضطر کا تھا خیال — گردون کی سمت دیکھ کے کرتے تھے یہ مقال

سہل ست گر رود سر من بر سر سِنین — زینبؑ اگر اسیر شود وائے بر حسینؑ

زینب یہ رو کے کہتی تھی اے شاہ نیک خو — بھیا یہ بار بار زبان سے نہ تم کہو

بھینا نثار نادعلی اک ذرا پڑھو — اکبرؑ پہ دم کرو علی اصغرؑ پہ دم کرو

امید ہے مجھے یہی خالق کی ذات سے — زینب سپرد خاک ہو بھائی کے ہات سے

پس بجواب کلمات جناب زینب کے آپ فرماتے تھے کہ اے بنت مرتضیٰ لخت دل فاطمہ زہرا جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر ہے وہ شدنی ہے یعنی یہ مظلوم بظلم وستم فرقۂ کفار کے ہاتھ سے شہید ہوگا اور تم بے ردا ہوگی اے بہن اس سال کا محرم ہمپر بیانہ گذریگا یہی گفتگو بھائی بہن مین ہوتی جاتی تھی کہ ناگاہ دوسری محرم کو اپنے وعدہ گاہ پر امام حسینؑ پہونچے اور ساتوین تاریخ سے فوج اشقیا نے پانی بند کر دیا حال ان مصائب کا نیازمند نے دیگر مجالس مین تحریر کیا ہے الغرض دہم محرم کو بعد شہادت یار و انصار و برادران و فرزندان جرار خود امام حسینؑ عازم میدان کارزار ہوے اسوقت حال بیتابی حضرت سکینہ کا کیا عرض کرون کہ اپنے پدر بزرگوار کی گردن مین چھوٹی چھوٹی باہین ڈالکر عرض کرنے لگین کہ اے بابا جان سب حسرتین میری خاک مین ملتی ہین امیدین منقطع ہوئی جاتی ہین خیر مرضی الٰہی مین کوئی چارہ نہین ہے اگر امام مظلوم کو مجھ معصوم کا رونا منظور ہے تو میرا کیا اختیار ہے مگر آپ نے اس بیٹی کو ابتداے پیدائش سے چھاتی پر سُلانے کا عادی کر لیا ہے وقت رخصت اخیر صغیر اپنے دل کی آرزو اگر تھوڑا سا توقف کرو تو نکال لے یعنی تھوڑی دیر کے واسطے لپٹ جاؤ تو سینے سے لپٹ کر اپنی ہوس پوری کرون ہاے واویلاے حسینؑ مظلوم کو اسقدر فرصت نہ تھی کہ بستر استراحت پر جا کر اس معصوم کی آرزو کو پورا کرین اسی مقام پر بروے خاک

بیٹھکر لیٹ گئے اور حضرت سکینہ کو سینۂ اقدس پر لٹایا جسوقت یہ حال حضرت زینب و کلثوم اور شہربانو نے معائنہ فرمایا کہ وہ گوشوارۂ عرش الٰہی خاک پر لیٹا ہے اپنا سینہ و سر پیٹنے لگین اُسوقت جناب امام حسین علیہ السّلام نے ہر ایک بی بی سے فرمایا کہ آج سے ہمکو یہی بستر پسند آیا اسوقت کا حال پرُملال تحریر کرنے مین نیازمند کو بخیال طول مجلس تامّل ہے الغرض حضرت سکینہ کو سینۂ اقدس پر لٹاکر اسطرح فرمایا نظم

نور دیدہ اے سکینہ ہم کہان اور تم کہان	لاڈلی بس کرلو باتین پھر سخن باہم کہان
دم کا مہمان ہے تمھارا باپ پھر یہ دم کہان	پھر خدا جانے تمھین لیجائین نامحرم کہان
وعدہ کرتے ہین کہ ہم بی بی کو لینے آئینگے	آنکر زندان سے تمکو جلد ہم لیجائینگے

القصّہ سینۂ اقدس سے سکینہ کو اُتار کر گود مین حضرت زینبؑ کے دیا اور بہت کچھ کلمات درباب خاطرداری حضرت سکینہ کے فرما کر اہلبیت سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین تشریف لائے اور ظلم و ستم شامیان ناہنجار اسقدر مجروح ہوگئے کہ تاب و توان نے جواب دیا اور رو بقبلہ زمین پر تشریف لائے اسوقت خاطر اقدس مین یہ خیال گذرا کہ میرا وقت قریب آیا ایسا نہ ہو کہ بعد شہادت کے یہ اسباب جو تبرکات بزرگون کا یعنی عمامۂ رسولخدا و ذوالفقار علی مرتضیٰ اور زرہ داؤد و سپر حمزہ ردائے فاطمہ زہراؑ نعلین حضرت موسیٰ جو جسم ناتوان پر آراستہ ہین یہ اشقیا تلف کر کے بیحرمتی اسکی کرین پس بزبان الہام آبدیدہ ہوکر طرف ذوالجناح کے خطاب فرمایا کہ اے اسپ وفادار اسوقت اخیر خدمت ہماری یہ ہے کہ ان تبرکات کو تو اگر صحرا مین لیجا کہ پتا اُس صحرا کا منفصل مین بتا دونگا تو یہ بزرگون کی نشانی بدست فوج اشقیا ضائع نہ ہو یہ سنکر ذوالجناح نے عرض کی کہ یا مولا مجکو ارشاد عالی مین کچھ عذر نہین ہے بجز اس خیال کے کہ آپ تنہا رہجائینگے نظم

اُسدم تن زخمی سے تبرک کو اُتارا	گھوڑے کو کیا بیٹھنے کو شہ نے اشارا
اور باندھ دیا زین پہ اسباب وہ سارا	فرمایا کہ ہے آخری یہ کام ہمارا

لیکن نہ بزرگون کا یہ اسباب تلف ہو	کچھ غم نہین گر قتل محمدؐ کا خلف ہو

پس بعد فراغت اُتارنے تبرکات کے انگشت شہادت سے ذوالجناح کو ایک سمت روانگی کا اشارہ فرمایا اور اسطرح پتا دیا کہ جب تو ایک ایسے صحرا مین پہونچے کہ آہوان صحرا مثل ماہی بے آب زمین پر لوٹتے نظر آوین اُسکو طے کرتے ہوئے چلا جانا جب وہ جنگل طے ہو جاوے تو ایک میدان نظر آویگا جسمین کچھ کبوتر نیم بسمل تڑپتے ہونگے اُنکو بھی اپنی ٹاپون سے بچاکر اس صحرا کو بھی طے کرنا بعد ازان ایک تیسرا جنگل تجکو نظر آئیگا اور بلندی دکھائی پڑیگی وہان پہونچکر ایک صیحہ مارنا کہ برطبق سننے تیرے صیحہ کے ایک بزرگ بیکس و ناچار نظر آئیگا نظم

اور ہاے حسینؑ اُسکے لب پاک پہ ہوگا	عمامہ پڑا سر سے وہان خاک پہ ہوگا
پوچھین گے مرے حال کو وہ بیکس و مضطر	ایک ہاتھ کلیجے پہ دھرے ایک کمر پر
شبیرؑ تو کٹواتے ہین اُمت کے لئے سر	دینا یہ تبرک اُنھین اور کہنا یہ رو کر
اور چادر زینب سے خبردار رہو تم	سجّاد یہان غش مین ہے ہُشیار رہو تم

پس وہ اسپ باوفا بموجب حکم سید الشہدا روانگی پر تیار ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے مولا اسوقت مجکو بڑی مشکل پیش آئی کہ نہ روے ماندن نہ پاے رفتن اگر نہین جاتا ہون تو تعمیل ارشاد مین فرق آتا ہے اگر جاتا ہون تو خیال گذرتا ہے کہ بعد میرے اشقیا آپ کو تن تنہا پاکر شہید کرین تو بروز قیامت آپ کے جد نامدار رسول مختار و حیدر کرار کو کیا مُنھ دکھاؤن گا اُسوقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے اسپ وفادار وقت اجل جب آپہونچیگا تو اس سے مفر نہین ہے اور بجز امداد خدا کسی کی امداد کی حاجت نہین اب توقف مت کر کہ وقت شہادت میرا قریب ہے ایسا نہ ہو کہ یہ اسباب ضائع ہو جائے پس بہ تعمیل کلام امام وہ اسپ نیک انجام مع اسباب کے نظم

وارد ہوا اُس دشت محن مین جو وہ اکبار	مقتل سے روانہ ہوا شبیر کا رہوار
بعد اُسکے ہوا بادیہ اک اور نمودار	آہو تھے جہان شاہ کے ماتم مین دل افگار

دیکھا کہ کبوتر بھی وہاں لوٹ رہے ہین		مذبوح کے مانند زمین پہ وہ پڑے ہین

الغرض بعد طے کرنے ان ہر دو صحراے وحشت ناک کے صحراے سوم مین قریب اُس بلندی کے پہونچا جس بلندی کا پتہ امام عالی مقام نے دیا تھا پس حسب وصیت آقاے نامدار اُس اسپ وفادار نے ایک ایسا صیحہ صحرا شگاف کیا کہ تمام جنگل تھرا گیا اور ایک بزرگ گریبان چاک سر پہ خاک ڈالے با چشم غمناک پیدا ہوا اُس دلگیر نے مرکب شبیرؑ کو با حزن و ملال اس طرح آواز دی کہ اے اسپ شبیر بیت

کیون خون مین ڈوبا ہوا آیا ہے ادھر کو		چھوڑ آیا کہان فاطمہؑ کے نور نظر کو

اُسوقت ذوالجناح کے بدن مین رعشہ پڑ گیا اور دل مین کہنے لگا کہ آخر وہی امر پیش آیا جو مولا سے عرض کیا تھا کہ آپ کے تنہا چھوڑنے مین خیال ملال رسول ذوالجلال کا ہے وہی کلمہ اس مرد خوشخصال کے مُنھ سے نکلا الغرض نظم

یون حکم الٰہی سے وہ مرکب ہوا گویا		اسباب و تبرک ہی تھین شاہ نے بھیجا
لے لو اسے جلدی کہ ہے آقا مرا تنہا		کیا حال بتاؤن تمھین مین سبط نبی کا
کچھ اور نہین جانتا پر جب مین چلا تھا		قاتل شہ ابرار کے سینے پہ چڑھا تھا

آہ آہ جسوقت یہ کلمہ ذوالجناح کی زبان سے اُس مرد نے سُنا دونون ہاتھون سے کلیجہ پکڑ کر زمین پہ بیٹھ گیا اور صداے پُر ملال واحسیناہ وامظلوماہ دیکر اسقدر سر پیٹا کہ ذوالجناح کے حواس جاتے رہے الغرض ذوالجناح نے عرض کی کہ اے بزرگوار اس خاکسار سے امانت سبط رسول جلدی لے لیجئے کہ مین فراق راکب سے بیچین ہون اگر بعد شہادت پہونچا تو روز قیامت مین پیش رسول اور حضرت بتول کے پشیمان ہونگا المختصر تمام تبرکات باحتیاط اُس بزرگ کے سپرد کرکے عرض کی کہ اے خضر صحرا نصیب تجکو قسم ہے اُسی مظلوم کی جسکی یہ امانت ہے کہ تو کون ہے بیت

کیون ہر حسین آپ کو یہ آہ و بکا ہے		للہ بتا دیجے کہ نام آپ کا کیا ہے

اُسوقت بجواب عرض ذوالجناح ارشاد فرمایا آپ نے کہ ذوالجناح مین علی مرتضیٰ شیر خدا پدر
راکب دوش رسول مختار ہون پس بغور سماعت اس کلام کے نظم

گرد اسکے پھرا مرکب شبیر کئی بار | اور بولا کہا ہے مرے آقا نے بتکرار
اب میرے تو حلقوم پہ یان چلتی ہے تلوار | تم زینب و کلثوم کی چادر سے خبردار

پامال مری لاش ہو تب آئیو بابا | لاش علی اکبر کو بچا جائیو بابا

یہ کہہ کے چلا مقتل شبیر کو رہوار | یان آن کے دیکھا تو نہ پائے شہ ابرار
ٹکرانے لگا خاک پہ سر اپنا وفادار | ہر لاش کی بو سونگھتا تھا رن مین وہ رہوار

یون روتا تھا وہ ماتم سلطان امم مین | جسطرح سے مان روتی ہو فرزند کے غم مین

راوی کہتا ہے کہ جب لاش امام مظلوم کا پتہ اس اسپ وفادار کو نہ ملا تو چارون سمت سر
ٹکراتا پھرتا تھا ایک جانب آواز گریۂ واحسینا سنکر گیا تو دیکھا نظم

اک لاش رن مین قبلہ کی جانب نظر آئی | پاس اُسکے کھڑی فاطمہؑ دیتی ہے دوہائی
اُس لاش نے گھوڑے کو یہ آواز سنائی | بارے تجھے تقدیر سلامت یہان لائی

پیغام دیا میرا شہ ہر دوسرا کو | دے آیا امانت مری تو شیر خدا کو

عرض کی اُسنے کہ اے مولا یہ جان نثار حکم بجا لایا ہنوز یہ گفتگو راکب و مرکب مین ہو رہی تھی
کہ شمر ملعون نے سر اقدس تن مقدس سے جُدا کیا اور اہلبیت اطہار کو لشکر جفا کار نے
شتران بے کجاوہ پر بٹھا کر عابد بیمار کو غل و زنجیر پہنا کر عزم شام ناکام کیا اور بعد طے منازل و
قطع مراحل ایک روز گذر اُس قافلۂ سوگوار کا سواد قصبۂ بعلبک مین کہ جہان وہ راہب
دیندار مسکن گزین تھا ہوا جسکو آپکی دعا کے سبب خداوند کریم نے سات پسر دئے تھے
پس روایت ہے کہ سواد بعلبک قریب تھا سواد مدینہ سے اُسوقت اہل بیت اطہار کو

ع ۵ صفحہ ۴۲۵ سطر ۱ یہ عبارت پڑھکر ربط ملا لیگا۔ اور اہلبیت کا یہ لٹا ہوا قافلہ بحالت خراب طرح طرح کے مصائب
کو اٹھاتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان سے مکان شمعون قریب تھا ۱۲

یاد مدینہ طیبہ کی ہوئی تو ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے اور اسی شہر مین لشکر شقی کے افسران نے زیادہ قیام کیا پس جسوقت قریب آبادی کے پہونچے تو نظم

سب اہل شہر نکلے تماشے کو جابجا ۔۔۔ وہ راہب خجستہ سیر بھی تھا وان کھڑا
مولا نے سات بیٹے کئے تھے جسے عطا ۔۔۔ دیکھا جو اُس نے نیزہ پہ فرق شہ ہدا
بولا کہ بارگاہ خدا مین قبول ہے ۔۔۔ کیا جانے یہ امام ہے یا یہ رسول ہے

پس یہ اپنے دل مین سوچتا ہوا قریب نیزۂ خولی کے آیا کیا دیکھا کہ لب مبارک جنبش مین ہین یہ دیکھکر راہب متعجب ہوا اور کان لگا کر سُنا تو پایا گیا کہ سورہ کہف کی تلاوت وہ سر اقدس فرما رہا ہے اسوقت راہب نے سلام بصد تعظیم و تکریم بجا لا کر عرض کی بیت

سورۂ کہف جو پڑھتا ہے تو بالا ئے سنا ۔۔۔ اے سر پاک نسب کیا ہے ترا قوم ہے کیا

پس جبکہ راہب نے دیکھا کہ لبہائے مبارک مصروف تلاوت قرآن مجید ہین جواب مین توقف ہوگا اور طبیعت کو انتشار ہوا تو جانب اہلبیت با دل ملول نظم

پڑھتا ہوا درود چلا پھر وہ نیکخو ۔۔۔ آکر قریب اہل حرم کی یہ گفتگو
تم اپنی سرگذشت کہو مجھ سے مو بمو ۔۔۔ کیون بال کھولے پیٹتے ہو کون ہے عدو
مبتلا و صاف صاف کہ رنج و تعب ہے کیا ۔۔۔ باشندے کس جگہ کے ہو نام و نسب ہے کیا
بیوون نے سر جھکائے طاری ہوئی حیا ۔۔۔ بس ساربان آل پیمبر نے دی صدا
یہ اپنی سرگذشت کہین آہ تجھ سے کیا ۔۔۔ وہ دیکھ تازیانے لئے شمر ہے کھڑا
گردش ہے ہم غریبون کی خاطر زمانے کی ۔۔۔ زخمی ہے پشت تاب نہین دُرّے کھانے کی
وہ بولا اب یہ کہئے کئے آپ کس طرف ۔۔۔ سجاد بولے قرب مزار شہ نجف
وہ بولا آہ مفت مین تم ہوگئے تلف ۔۔۔ کیون دی صدا نہ شیر خدا کو بصد شرف
بے شبہ جب پکار وہ تشریف لاتے ہین ۔۔۔ مشکل مین آہ سب کے وہی کام آتے ہین
انکی بزرگیون کی کرون شرح کیا بھلا ۔۔۔ بیٹا حسین ع نام ہے اک اُسکا ذکر کیا

میں بھی عجیب طرح کی آفت میں تھا پھنسا ... سیرا تو عقدہ دلبر حیدر نے وا کیا
کیا کیا شرف نہ کون و مکان میں دیے مجھے ... اُس دُر نے سات لال عنایت کیے مجھے

یہ سُن کے تھرتھرا گئے بیمار کربلا ... الحرم میں شور قیامت ہوا بپا
حیران ہو کے راہب دلخستہ نے کہا ... ہے یہ تو ماجرا ہی عجائب کچھ لے خدا

رو لے یہان سبھون کے ترس کا مقام ہے ... شاید حسینؑ انکے بھی وارث کا نام ہے

ہنوز راہب اسی خیال میں تھا کہ وہان عمر سعد نے تجویز کی کہ سر امام حسینؑ کو آج کی شب امیر دیہ کے یہان رکھوا دو کیونکہ میرے لشکر کے لوگ بوجہ تکلیف سفر بہت تھک گئے ہین ایسا نہ ہو کہ رات کو سو جائیں اور شیعیان اہلبیت اطہار سر کو لیجاوین تو میری محنت برباد جائے اور در بار یزید کے بھی مین شرمندہ ہون پس باستماع اس بات کے راہب قریب عمر سعد کے آیا اور تیس ہزار درہم دیکر سر حسینؑ کو لیا اور اپنے گھر لایا اور مشک و گلاب سے دھو کر ایک سجادۂ نفیس پر رکھا اور نظم

پھر ہاتھ باندھ کر سر اقدس سے یہ کہا ... اے سر تجھے قسم بخداوندی خدا
تو کس تن خجستہ سیر کا ہے سر بتا ... کس جرم کس قصور پہ کاٹا گیا گلا

اتنا مین جانتا ہون کہ اہل حشم سے ہے تو ... اے سر تجھے بتا کہ عرب یا عجم سے ہے تو
یہ کلمہ سُن کے شاہ کا سر کانپنے لگا ... سُوکھے لبون سے شکر کیا اور یہ کہا

مین وہ شہید ہون جسے پانی نہیں ملا ... دو دن کے بعد آب دم تیغ ہے پیا
ہون وہ غریب خستہ کہ غربت برستی ہے ... دو گز کفن کے واسطے میت ترستی ہے

مین ہون وہ سر کہ نیزۂ ظالم پہ بھی چڑھا ... مین اُس بدن کا سر ہون کہ مدفون نہیں ہوا
وہ خاکسار ہون کہ ہے تن خاک پر پڑا ... فرزند مرتضٰی مین ہون او سبط مصطفٰی

اب یہ بھی مرتبہ ہے کہ کل کا امام ہون ... راہب مین ہی حسینؑ علیہ السلام ہون

اے راہب تو بھول گیا مین وہی حسینؑ ہون کہ جسنے مدینہ مین تجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا

اور مین وہی حسین ہون کہ جسکی دعا سے تیرے باغ تمنا مین ثمر آئے ہین اور تو نے سات بیٹے پائے ہین پس مین اپنے وعدہ پر آیا اور تجھ سے وعدہ وفائی کی اب تو بھی اپنا وعدہ وفا کرینے دیبا دستجاب جو عدہ ہوتا ہے اس سے تو ہمکو غرض نہین مگر بجائے اُنکے ایک ایک جپادر ہی اہلبیت کو دے دے

نظم

یہ سُن کے اسنے پیٹ لیا مُنھ باشک وآہ	بولا کہ ہائے خانۂ زہرا ہوا تباہ
ہے ہے امام زادے کا سر کاٹا بیگناہ	لوٹی گئی امامِ دو عالم کی بارگاہ
زینب کا سر کھلا نہین یہ ازدحام مین	ظالم ہین لائے زہرا کو بلوائے عام مین

پس تمام شب وہ راہب اپنے آقا کے سر مُبارک پر قربان ہوتا رہا جب صبح ہوئی تو اپنے ساتون بیٹون کو بلاکر کہا کہ اے نور دیدگان پدر بڑا غضب ہوا کہ وہ آقا حسینؑ جسکی دعا کی برکت سے تمھارا وجود عالم شہود مین آیا تھا ظالمون نے انکو شہید کیا اور اسکے بھائی اور فرزندون کو تین روز کا بھوکا پیاسا درجہ شہادت پر پہونچایا اور عترت کو اُسکی بےحیا تشہیر کرتے ہوئے لائے ہین قربان ہو جان میری اس امام مظلومؑ کی وعدہ وفائی پر کہ حسب وعدہ اعجاز سے میرے گھر کو روشن کیا اب اسی سر مبارک کو عمر سعد بطریق ہدیہ نخل یزید پلیدین لئے جاتا ہے اب تقاضائے محبت اور عقیدت یہ ہے کہ سر حسینؑ ان ملاعین کو نہ دیا جائے بلکہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرق انور کو بیجا کر کربلائے معلے مین تن اطہر سے ملحق کر کے دفن کردون پس یہ سُنکر بڑا بیٹا اُٹھا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار بالعوض سر حسینؑ کے میرا سر فوج اشقیا کو دیدیجئے راہب نے کہا کہ اے فرزند خوشا نصیب تیرا کہ تو برکت دعائے حسینؑ کے پیدا ہوا اور اب اُسی امام کے کام آتا ہے سبحان اللہ عشق صادق اسکو کہتے ہین

نظم

یہ کہہ کے اپنے ہاتھ سے کاٹا سر پسر	بدلے سر حسینؑ کے لا کر دیا وہ سر
بولا ہلا کے سر کو یہ تب شمر بد گہر	حکم یزید کی تجھے شاید نہین خبر
مشکل سے سر ملا ہے شہ مشرقین کا	ذلت ہے سر بسر نہین لا سر حسینؑ کا

ناگاہ گھر کی سمت پھرا وہ جگر فگار یان تک کہ چھ پسر کیے شمشیر پر نثار	اور دوسرے پسر کا بھی سر کاٹا ایکبار لیکن زبان پہ اُف بھی نہ لایا وہ زینہار
کہتا تھا غم پہ غم ہون نہ لیکن بکا کرون	ایسے پسر ہون لاکھ تو شہ پر فدا کرون

جب اُسکے ساتوین بیٹے نے یہ ماجرا دیکھا کہ عمر سعد کسی سر کو بوجہ اختلاف صورت نہین لیتا ہے اور سر حسینؑ ہی مانگتا ہے خیال کیا کہ اگر میرا سر بھی گیا تو واپس کریگا اور نتیجہ ہمارے باپ کی محنت کا کچھ نہ نکلے گا اور پھر سر حسین دربار یزید مین جاویگا یہ سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور وضو کر کے قریب سر امام حسینؑ کے دو رکعت نماز حاجت بجا لایا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے عرض کی کہ خداوندا بحق اس بریدہ سر حسینؑ کے میری شکل ہمشبیہ حسینؑ کردے حضرات کیا مقبول درگاہ تھا وہ فرزند راہب کا نظم

فی الفور ہو گئی یہ دعا اُس کی مستجاب زوجہ کی سمت دیکھ کے پھر یہ کیا خطاب	راہب نے اُسکے سر کو بھی کاٹا بصد شتاب بیٹون کے غم سے دل تو نہین ہے ترا کباب
وہ بولی عشق ہے مجھے احمدؐ کی آل سے	کیا یہ ہوا ہین فاطمہ زہرا کے لال سے
شاباش کہکے پھر تو چلا وہ نکو سیر زینبؑ کی سمت دیکھ کے بولا وہ نوحہ گر	خولی کے ہاتھ مین دیا لاکر پسر کا سر فرمایئے تو لاؤن ردا مین بچشم تر
زینبؑ پکاری آہ نہ کیونکر بکا کرون	بھائی ہی بیکفن مین ردا لیکے کیا کرون

بعض روایت مین وارد ہے کہ راہب نے چند چادرین بہ منّت و زاری نذر آل عبا کین مگران ملاعین بے دین نے نیزے کی نوکون سے اُتارلین نظم

القصہ سوے شام چلے اہلبیت شاہ ہمراہ اُسکے قوم ہوئی سب باشک و آہ	اور اُس محب شاہ نے لی کربلا کی راہ بیٹون کی لاش لیکے چلا سوئے قتلگاہ
لے سکتے تھے نہ نام کہ ڈر تھا یزید کا	اہل عزا مین شور تھا ہے ہے شہید کا

الغرض اُس راہب نے سر امام مظلومؑ کربلا مین پہونچایا اور اعجاز سے جناب امام زین العابدینؑ

نے جاکر جسد اطہر سے ملحق کرکے دفن کیا ۔

مجلس میں وزیر اتو بہت آہ و فغان ہے
مقبول ہو محنت تری یہ اس سے عیاں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر ایمان آوردن یہودیہ و زندہ ہونا تنور مین جلکر اور رہنا سر امام کا تنور مین بخانہ خولی

چھوٹے بڑے ہین جانتے مصرف تنور کا
خولی نے اُسمین سر رکھا خالق کے نور کا

راویان جگر سوز نافلان حکایت غم اندوز اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ کوئی بندۂ خدا کیسا ہی عاصی و گنہگار اور کسی مذہب و ملّت کا ہو جسکو عشق ولی حسینؑ ابن علیؑ سے ہوگا بتصدق اُس شہید کے اُمید ہے کہ خداوند کریم اسکو اپنے تفضلات بیغایات سے بخشدیگا چنانچہ بتصدّی اس تمہید کے مؤلف ایک روایت دلچسپ گوش گذار مومنین کے کرتا ہے نظم

راوی عتیق لب سے یہ کرتا ہے اب بیان
شہر مین ایک یہودی کا تھا مکان

یون شعلہ ور تھا عشق علیؑ دلمین ہر زمان
آتش درون سنگ ہو جسطرح سے نہان

خیل یہود مین تو ذوی الاقتدار تھا
لیکن ابو ترابؑ سے دل مین غبار تھا

زوجہ ملی تھی اُسکو عجب نیک و پارسا
سو جان سے امام دو عالم پہ تھی فدا

دنیا مین جسطرح زن فرعون آسیہ
وہ فی المثل یزید تھا یہ ہند باوفا

وہ دشمن علیؑ یہ کنیز بتولؑ تھی
وہ نار تھا یہ نور وہ کانٹا یہ پھول تھی

چنانچہ اُس یہودیہ کی کیفیت اور محبّت کا حال جناب سید الشہداؑ ابن علی مرتضی شہید کربلا سے باوجودیکہ غیر کلمہ گو تھی اسطرح لکھا ہے کہ شب و روز بسبب شوہر اسکو اِس طور پر ناگوار

تھی جیسے صحبت فرعون سے آسیہ بیزار تھی اور بجز خیال غم حسین جملہ کاروبار خانہ داری اسکو
وبال جان تھا مگر چارہ و ناچار کرتی تھی الا نظم

ہوتی تھی جس جگہ پہ بپا مجلس عزا
جاتا تھا اُسکو فرض سے نالہ و بکا

روتی تھی یون وہ بہر شہنشاہ کربلا
رہتا تھا کچھ خیال نہ پروے کا مطلقا

وان بے نقاب چہرۂ انور جو پاتے تھے
مجلس مین دیکھنے کے لئے لوگ آتے تھے

اس مرتبہ تھی عاشق سلطان کربلا
جاتی تھی مجلسون مین ہمیشہ پیادہ پا

اُن گل سے قدمون مین کوئی کانٹا اگر چبھا
بے اختیار حال پہ عابد کے رو دیا

کہتی تھی ہائے غم دل زہرا کو دے گئے
تا شام ننگے پا مرے آقا کو لے گئے

یہ حالات بوجہ نقیض مذہبی دیکھ دیکھکر تمام یہود اُس یہودیہ پر اپنے دلون مین جلکر پیچ و تاب
کھاتے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اپنی قوم مین وہ نامدار و ذوی الاقتدار مالدار تھی کچھ زبان پر خیال
اسکی عظمت کے نہ لاتے تھے کیون حضرات بوجہ بزرگی اور مرتبہ مال و زر کے اہل قوم اُس
نیکبخت سے کچھ کہنے کی مبادرت نہ کر سکتے تھے واے برحال شامیان پُردغا کے کہ اپنے نبی
کے نواسے اور اہلحرم کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور ناموس رسول مقبولؐ کو بعد شہادت امام مظلومؑ
مجمع عام اور بازار شام مین بے مقنع و چادر پھرایا اور کچھ پاس و لحاظ عترت اور حرمت
خاندان نبوت نہ کیا اور یہودیون نے جو لحاظ اس نیکبخت کا کیا او پر گذارش ہوا مزید برآن
اُس فرقۂ یہود کو مجلسون مین جانا اور گریہ و بکا کرنے مین چہرہ کا کھلنا بھی ناگوار ہوا تب اسکے
شوہر سے نظم

الغرض کہا یہودون نے یہ اُس سے آنکر
خود رفتہ کوئی عشق مین ہوتا ہے اسقدر

غیرت کا کچھ خیال نہ عزت کی کچھ خبر
بے پردہ مجلسون مین وہ ہوتی ہے بیشتر

نظارۂ جمال کو سب خلق جاتی ہے
اور بیحیا تجھے نہین کچھ شرم آتی ہے

راہی ہوئے یہ کہکے یہودان بدخصال
اور آئی گھر مین بزم عزا سے وہ خوشخصال

شوہر پکارا آج جب مجھے رنج ہے کمال ۔ مجلس مین جایا کرو سب ہے پردے کا خیال
رومال کیسا اشکون سے دامن بھگویا کر ۔ پر چپکے چپکے برقع مین اپنے رو دیا کر
اسنے کہا کہ خیر مجھے کام سے ہے کام ۔ اور مثل ابر رونے لگی وہ فلک مقام
طیش و غضب سے پھر کیا شوہر نے یہ کلام ۔ حیران ہون مین یہ کون سا رونیکا ہے مقام
کیون گل سے رُخ کو اشکونکی شبنم سے دھوتی ہے ۔ منھ کھولنے کو منع کیا اُس پہ روتی ہے
رونے لگی تب اور بھی وہ عاشق حسینؑ ۔ شوہر بجد ہوا تو پکاری بشور و شین
حق بخشے جنکو چادر عصمت بزیب و زین ۔ سو کربلا مین بعد شہنشاہ مشرقین
ہاتھون سے اہل شام کے سب ننگے سر ہوئین ۔ لوٹی گئین اسیر ہوئین دربدر ہوئین
وہ زینب خجستہ سیر دلبر رسولؐ ۔ جسکو زمانہ جانتا تھا ثانی بتولؑ
چادر کو اُسکے سر سے اُتارا کیا ملول ۔ حق کو تھا بھولا دل سے وہ سب لشکر جہول
اسپہ بھی اکتفا نہ کیا آہ کیا کیا ۔ بازار شام مین وہ پھرائے تھے بے ردا
شہزادیون کا سر تو ہو بازار مین کھلا ۔ لونڈی کرے یہ پردہ بھلا ہے کہین روا
سنکر یہ بات خوش ہوئی وہ نیک پارسا ۔ شوہر بھی اِس کلام سے خاموش ہو گیا
رویا بہت کلام سے زوجہ کے نیک خو ۔ آنکھون سے اُسکے بہ گئی اشکون کی ایک جو

پس عیال اسیری اہل حرم اور شدائد فوج اظلم کے وہ نیک بخت جو بیہوش ہو گئی تھی تو ناگاہ اسی عالم غشی مین دیکھا کہ بازار کوفہ مین تزئین دوکانون کی ہو رہی ہے اور چہار سو طرف سے جوق جوق تماشائی چلے آتے ہین اور ایک طرف نیزون پر سر کٹے ہوئے ایک فوج لئے آتی ہو اور چند شتران بے کجاوہ پر کچھ عورتین بے مقنع و چادر بالون سے منھ چھپائے سر جھکائے اشک بہاتی ہوئی جاتی ہین یہ حالت دیکھکر اُس یہودیہ نے اسی عالم مین پوچھا یہ کون گنہگار ہین کہ جو شتران بے کجاوہ پر سوار ہین کیسی خطاوار ہین جو عورتین گرفتار ہین کہ ناگہان حضرت زینبؑ نے آواز دی کہ اے بی بی مین زینب خستہ جگر ہون جسکا حال تو نے ابھی اپنے شوہر سے بیان کیا اور

یہ نیزون پر میرے بھائی بھتیجون کے سرہین گو تیرے شوہر نے تجکو میرے بھائی کی مجلس مین منھ کھولنے کو منع کیا ہے مگر ہمارا منھ تو بازار عام مین کھلا ہے یہ بیان سُنکر

بیت

آیا جو ہوش صرف بکا و فغان ہوئی — تھی مجلس حسینؑ کہین وان ہوئی

الغرض وہ عاشق حسین جسوقت مجلس مین پہونچی اتفاقاً ذاکر اسوقت حال مصائب بے پردگی اہلحرم پڑھ رہا تھا جیسا کہ اس یہودیہ نے عالم غش مین دیکھا تھا یہ حال سُنکر اسکا غم پھر تازہ ہوگیا اور روتے روتے پھر غش آگیا اُس عالم غش مین چہرہ پُرنور سے گوشہ چادر علیحدہ ہوگیا اور لوگون نے چہرۂ پرنور اُس باشعور کا دیکھکر تعجب کیا اُسوقت ایک شخص نے کسی حاضر مجلس سے پوچھا کہ یہ کون بی بی ہے تب اُسنے جواب دیا کہ

بیت

یہ اسم بامسمے ہے صاحب جمال ہے — نام اسکا ہے حمیدہ حمیدہ خصال ہے

القصہ اسی عرصہ مین اس نیکبخت کو غش گریہ و بکا سے آیا اور اہل مجلس مین ماتم بھی ہو چکا

نظم

ماتم کے بعد بزم عزا جب ہوئی تمام — گھر اپنے اپنے جانے لگے عاشق امام

اک شخص اسکے ساتھ الحاد لگا اپنے تمام — اور عین راہ مین کیا رو رو کے یہ کلام

سکتا ہون بے قصور تو بہتر ہے تو سے — سُن عاشق جمال مین آیا ہون دُور سے

پاس وفا ضرور ہے اے بندۂ خدا — دل سے اگر حسینؑ کے اوپر ہے تو فدا

تو بہر خون ناحق مظلوم کربلا — گوشہ اُلٹ نقاب کا صورت مجھے دکھا

دیتا ہون تجکو سیّد مظلومؑ کی قسم — بے پردگی زینبؑ و کلثومؑ کی قسم

نام حسینؑ سُن کے بندھا آنسوون کا تار — بولی قسم نہ دے مجھے آفت کی بار بار

عزت رہے کہ جانے پہ شاہد ہے کردگار — نام حسینؑ پر دل و جان سے ہون مین نثار

یہ کہہ کے ایک اشکون کا دریا بہا دیا — بولی زبان سے یا علیؑ اور منھ دکھا دیا

پس عائشہ حسن و جمال اس نیک خصال کے وہ مرد شان پروردگار کر یاد کر کے بیہوش ہوگیا اگر اس جگہ مفصل حال اس صاحب عصمت اور عفت کا لکھون تو بیجا ہے لیکن ادب مانع اسکا ہی

کیونکہ جب وہ نیک اصول کنیز بتول اپنے تئین تصور کرتی تھی تو میری کیا مجال ہے کہ اسکے حسن وجمال کا راز افشا کرون الغرض جب وہ شخص راہ مین بیہوش ہوگیا تو یہ عفت مآب اپنے گھر کو روانہ ہوئی ہنوز گھر نہ پہونچی تھی کہ اس امر نے شہرت پکڑی کہ حمیدہ یہودیہ نے آج ایک شخص اجنبی کو واسطہ حسینؑ کا دینے پر اپنا مُنھ دکھایا اسوقت مردمان قبیلہ یہود نے اس کے شوہر کے پاس جاکر سارا حال مُنھ دکھانے کا اس طور پر کہا کہ آج تیری زوجہ نے غضب کیا **نظم**

اک شخص نے حسینؑ کا جب واسطہ دیا	بُرقع اُٹھاکے اُسنے اُسے مُنھ دکھا دیا
کانپا مثال شعلۂ آتش وہ ایک بار	بولا کہ آئے تو سہی گھر مین وہ بدشعار
مجھکو کیا ذلیل نہ شرمائی زینہار	دونگا سزا مین اسکو جو کچھ ہو مآل کار
دل پر غم فراق کا صدمہ اُٹھاؤنگا	اُسنے جلایا مجکو اُسے مین جلاؤنگا
یہ ذکر تھا کہ آن ہی پہونچی وہ دل جلی	شوہر پکارا مرگ مبارک ہو اس گھڑی
مجکو قسم دلاکے حسینؑ شہید کی	جو کچھ کہون کریگی وہ بولی ابھی ابھی
لونڈی ہون اُسکی جو دل وجان بتول ہے	آقا کے نام پر ہو جو کچھ سب قبول ہے

پس یہ سُنکر وہ شقی ازلی غضبناک ہوکر بولا کہ اچھا دیکھ تو نے مجکو میری قوم مین ذلیل و رُسوا کیا مین بھی تجکو بذلت وخواری جلاؤنگا یہ کہکر اپنے قبیلہ کے آدمیون کو جمع کیا اور اُن لوگون سے کہنے لگا کہ آج اس عورت نے تم لوگون مین مجکو رسوا کیا اب میری مدد کرو اور آلات کھودنے زمین کے لیکر مع چند مردمان قبیلہ ایک صحراے لق ودق مین آکر غار عمیق مثل تنور تیار کرکے انبار لکڑیون کا اسمین جمع کیا اور آگ ڈالکر تنور کو روشن کرکے مردمان قبیلہ سے کہنے لگا کہ اس بدبخت نے غیر کو مُنھ دکھا [illegible] جلایا اب بعوض اُسکے تمھارے آگے مین بھی اسکو جلاؤنگا اور اپنا دل ٹھنڈا کرونگا یہ کہکر اہل قبیلہ کو وہین چھوڑکر **نظم**

یعنی غرض کہ گھر مین وہ بے دین و بدگہر	زوجہ سے بولا آجکا عزت مین تو خلل
مجکو قسم حسینؑ کی ہمراہ میرے چل	پس اُٹھ کھڑی ہوئی وہ پسندیدۂ اجل

میلہ کیا نہ ٹھہری نہ صرف فغان ہوئی
شوہر کے ساتھ جانب صحرا روان ہوئی

جسوقت کہ یہود اُس صاحب جود کو لیکر طرف تنور کے چلا تمام ہمسایوں میں ایک شور برپا تھا اور ہر ایک عورت اُسکے قوم کی سفارش اس نیک بخت کی کرتی تھی اور عصمت و عفت کی شہادت بقسم زبور دیتی تھی لیکن وہ یہود کسی کی نہ سُنتا تھا اور بہزار خرابی لئے جاتا تھا اور وہ عفت مآب خندان و شادان جاتی تھی اور کہتی تھی کہ اے بیبیو میری سفارش مت کرو ایسا دن کہاں پاؤنگی کہ نام حسینؑ پر اپنی جان فدا کرون میرا آقا کار خانہ قدرت مین دخیل ہے گو آج بغض و حسد پر آمادہ یہ بخیل ہے مجھکو کچھ دہشت جلنے کی نہین ہے سارا قصہ خلیل کا میرا سُنا ہے یہ کہتی ہوئی نظم

آئی میان دشت جو وہ غم کی مبتلا
بولا یہود چار طرف دیکھتی ہے کیا
دیکھا قضا کا سامنا ہے وا مصیبتا
اس آتش تنور مین تجھکو جلاؤنگا
گر خُور ہے تو اُلفت شاہ غیور مین
مین بھی تو دیکھون کود تو پڑ اس تنور مین

کیون مومنین عشق حقیقی اسکو کہتے ہین خیال کرنے کی جا ہے کہ ایک عورت غیر ملت و مذہب کی کیسی عاشق حسینؑ تھی کہ اُسکو اپنی جان عزیز بمقابل ماتم داری شہید کربلا عزیز نہ تھی واے برحال ہم سب کے باوجودیکہ آبا و اجداد سے غلام اُس شہید کربلا کے مشہور ہین اور بہم بوجہ پیش ہونے مکروہات دنیوی کے اول تو مجلسون کے آنے مین تامل کرتے ہین اور طرعا و کرہاً آئے تو طوالت مجلس سے گھبرا گئے اگر اسپر بھی صبر اختیار کیا تو اشک بہانے اور سر پیٹنے مین تامل کرتے ہین خیال کرو اس پاک طینت کے اعتقاد پر کہ جسوقت شوہر نے سر تنور لاکر کھڑا کیا اور کہا کہ تجھکو اسمین جلاؤنگا اللہ رے اعتقاد نظم

تب تو نجف کو دیکھ کے بولی وہ دل جلی
لا دکیا خلیل پہ آتش کو یا علیؑ
شہرہ ترے کرم کا ہے مولا گلی گلی
مین بھی تمھاری لونڈی ہون ہوگی نہ بیکلی
تم دیکھتے ہو رنج مین ہون یا سرور مین
اور یا حسینؑ کہہ کے گری اُس تنور مین

جب گر پڑی تنور کے اندر وہ خوش سیر	شوہر نے اُسکے سنگدلی کی یہ الحذر
سنگ گران اُٹھا کے رکھا اُس تنور پر	ساتھ اپنے اقربا کے پھرا وان سے اپنے گھر
پر عشق کے نشے مین جو تھا چور ہو رہا	منھ کو لپیٹ کر لب پر خاک سو رہا

کیون حضرات عشق صادق اور محبت واثق اسکا نام ہے حال جان نثاری کنیز با تمیز مومنین نے سُنا اب نیاز مند امیدوار ہے کہ تھوڑا حال کنیز نوازی مولا کا بھی مومنین متوجہ ہو کر سُن لین بعد اسکے انشاء اللہ جناب فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ کو پرسا دینگے روایت مین لکھا ہے کہ جب وہ یہود اپنی زوجہ کو تنور مین ڈالکر گھر پہونچا اور خواب غفلت مین سرشار ہو کر سو رہا مگر دل کو خیال اُس خوشخصال کے حُسن و جمال کا آتا تھا یہی کہتا تھا افسوس ہے کہ مین نے اسکو جلا دیا خدا معلوم کیا حال ہوا ہوگا کاش خلاف ملت اور مشرب نہوتا تو مین اسکو نہ جلاتا اسی بیچ مین اس یہودی کو نظم

القصہ شب تو گذری سحر ہو گئی عیان	وقت نماز آیا ہوئی چار سو اذان
ناگہ کسی نے در پہ صدا دی بصد فغان	دروازے کی طرف کو یہودی ہوا روان
دیکھا کہ اک سوار بصد آب و تاب ہے	نیزہ ہے دست پاک مین مُنھ پر نقاب ہے

پس جو نہین اُس سوار عالی وقار کو اُس یہود نے دیکھا نظم

حیران ہو کے تب تو یہودی نے یہ کہا	اسم شریف اپنا مجھے دیجیے بتا
آئے ہو کس دیار سے مطلب ہے مجھ سے کیا	فرمایا مجھ سے پوچھتا ہے کیا مرا پتا
فاقہ کش و مسافر و مرد غریب ہون	مین اک ستم رسیدہ و آفت نصیب ہون
مین ہون مقیم یثرب و بطحا و کربلا	مین ہون مجاور لحد پاک مصطفا
مین ہون ذبیح خنجر بیداد اشقیا	واللہ اک غریب ہون مین بندہ خدا
بیکس تھا گو کہ ہستی ناپائدار مین	مرنے پہ بھی تو چین نہین ہے مزار مین
کل شام سے عجیب تردد مین ہون پڑا	زوجہ تری کہان ہے بلا اسکو اک ذرا

بولا یہود ماجرا اُسکا کہون مین کیا — جل جل کے خاک ہو گئی ہوگی وہ مہ لقا
ظلم و ستم ہوئے ہین کنیز بتول پر — مارا ہے جرم اُلفتِ سبطِ رسول پر

کہنے لگا سوار وہ صحرا بتا مجھے — پہونچا دے اُس تنور پہ بہرِ خدا مجھے
بولا یہود شکل تو دیجے دکھا مجھے — حال اپنا صاف صاف بتادو ذرا مجھے
تم ہو مسیح گورِ غریبان یہ لیجیو لون — آگاہ کیجے نام سے تو وان یہ لیجیو لون

جس وقت یہ حال یہود نے عرض کیا تو دونون آنکھون سے اُس سوار کے اشک جاری ہو گئے اور ارشاد کیا کہ اے یہود تجھ کو میرے نام سے کیا غرض ہے مین ایک مسافر بے دیار ہون جسکا کوئی یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار مجاور درگاہ رسول مختار ہون یہ تقریر سُنکر یہود حیران ہوا اور عرض کی کہ اے سوار عالی وقار تیری باتون سے جی بیٹھا جاتا ہی برائے خدا اور اُس رسول کے جسکی درگاہ کا اپنے تیئن مجاور بتاتا ہے راست راست اپنا حال مجھ سے ارشاد کر اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس سوختہ جگر سے کیا کام ہے جسوقت قسم جد عالی وقار اپنے کی شہسوار عالی وقار میدان کربلائے معلی نے سُنی تو بپاس قسم احمد مجتبے محمد مصطفے احال زار اپنا مخفی رکھنا مناسب نہ جانکر اُس یہود سے فرمایا **نظم**

آگاہ ہو کہ نائب مشکلکشا ہون مین — حاجت روائے خلق شہِ کربلا ہون مین
زہرا کا لال سبطِ رسولِ خدا ہون مین — حقا برادرِ حسنؑ مجتبے ہون مین
آرام روحِ فاتحِ بدر و حنین ہون — مین بیکس و غریب مسافر حسینؑ ہون
جن و ملک ہین سب مرے ماتم مین بیقرار — آدم سے تا بحضرت خاتم تھے سوگوار
تو جو بھی تیری میری ہی خاطر تھی اشکبار — اشکون کے بدلے پائیگی وہ دُرِ شاہوار
میری قسم پہ مُنھ کو جو اُسنے دکھا دیا — سو تو نے اُس قصور پہ اُسکو جلا دیا

جس وقت سے وہ نیک خصال تنور مین ڈالی گئی ہمنے بھی اپنے اوپر تکلیف اُٹھائی اور کربلا سے یہان تک اسی واسطے آئے ہین جو کچھ ستم اُس ستم رسیدہ پر ہوئے مجھ پر گذرے اے یہود کیا تیری

زوجہ دختران علی و بتول نواسیان رسول سے زیادہ پردہ وار تھی کہ انکے چہرے بازار کوفہ و شام مین کھُلے ہوئے تھے تیری زوجہ تو گھونگھٹ مین میرے واسطے روتی تھی البتہ جب بیہوش ہوتی تھی تب بمجبوری اُسکا مُنھ کھُلجاتا تھا اُسکے ساتھ یہ ظلم و ستم تو نے کیا اب ہمراہ میرے چل اور وہ تنور دکھا ہر چند مین نائب رسول خدا فرزند مشکلکشا پروردۂ آغوش فاطمہ زہرا امام ہا ہون لیکن اگر تو بھی ہمراہ ہو تو بہتر ہے کہ قدرت خدا آنکھون سے دیکھ لے القصہ یہ سُنکر وہ یہود ہمراہ جناب امام حسینؑ اُس صحرا مین آیا اور نظم

دریاے اشک آنکھون سے اُسنے بہا دیا	اور وہ تنور شاہ اُمم کو دکھا دیا
پہونچا لب تنور جو وہ نوح روزگار	فرمایا سنگ اُٹھا تو پکارا وہ شرمسار
مجھ ایک سے یہ سنگ اُٹھیگا نہ زینہار	نیزے سے تب اشارہ کیا شہ نے ایکبار
وہ سنگ مثل گل کئی فرسنگ اُڑ گیا	حیرت سے اُس یہود کا بس رنگ اُڑ گیا
بولے حسینؑ دیکھ ذرا قدرت خدا	سوے تنور سر کو جب اُس نے جھکا دیا
دیکھا کہ آگ تو نہین اک باغ ہے کھلا	رونق فزا ہے تخت کے اوپر وہ مہ لقا
نام حسینؑ لے کے فدا جان کرتی ہے	صورت یہ ہے تلاوت قرآن کرتی ہے
گر کر قدم پہ شہ کے یہودی نے یہ کہا	سُنتا تھا مین خلیلؑ کا دنیا مین ماجرا
یعنے علیؑ نے آگ کو گلزار کر دیا	آنکھون سے آج دیکھ لیا مین ترے فدا
واضح تمام دین کے آئین کیجیے	اے سبط مصطفےٰ مجھے تلقین کیجیے
کلمہ پڑھایا شہ نے اُسے تب بہ کرّ و فر	اس رشک ماہ کو کیا تنور سے بدر
خوش خوش وہ دونون زوجہ و زوج آئے اپنے گھر	پر گردش فلک سے مین حیران ہون سر بسر
یہ بغض بڑھ گیا تھا سیاہ یزید کو	رکھا تنور مین سر شاہ شہید کو
سیلاب اشک چشم سے اب مومنین بہائین	جلنے سے تو یہود یہ کو شاہ دین بچائین
اور خیمہ اُس حسینؑ کا اہل ستم جلائین	خیمہ جلائین بیبیون کو در بدر پھرائین

کنبہ برہنہ سر ہو سشہ مشرقین کا | نیزہ پہ تا بہ شام گیا سر حسینؑ کا

چنانچہ روایت میں حال راہ شام اس طور پر تحریر ہے جب شامیان بدکردار اہلبیت اطہار کو اسیر کرکے مع سرہاے شہداے کربلا روانہ شام ہوے بیت

آل نبی کی دربدری تھی جو دہر میں | پہونچے اسیر آن کے خولی کے شہر میں

پس عمر سعد بد نہاد اور شمر نے مع سرداران لشکر یہ تجویز کی کہ آج کے روز لشکر بہت خستہ ہوگیا ہے ایسا نہو کہ شیعیان حسین ابن علیؑ موقع پاکر سر حسینؑ کو لیجاویں اور تمام محنت برباد جاوے یہ مشورہ کرکے سر شہید کربلا حوالہ خولی شقی کے کیا اور کہا کہ آج کی شب سر حسینؑ اپنے گھر میں رہنے دے یہ سُنکر سر اقدس وہ لعین اُٹھا کر اپنے گھر کی طرف چلا اُسوقت جناب علیا زینبؑ نے بیتاب ہوکر فراق سر پدر بزرگوار میں فرمایا کہ اے خولی تنہا اس سر کو نہ لیجا کہ میری چھاتی پھٹتی ہے اور مجھکو تاب مفارقت اس سر کی نہیں ہے بیت

اس سر پہ میری پُتلی کا دانہ سپند کر | بھائی بہن کو ایک ہی زندان میں بند کر قطعہ
مر جاؤنگی تڑپ کے خدا اسکا ہے گواہ | پر کب خیال کرتا تھا وہ دشمن آلہ
لاکر رکھا تنور میں سر شاہ دین کا آہ | پتھر رکھا تنور پہ اک واصیبتاہ

وہ جا تھی قرص نان پکانے کے واسطے | یا قرص فرق شاہ چھپانے کے واسطے

زوجہ لعین کی آل پیمبر پہ تھی نثار | پوچھا یہ کس کا سر ہے جو تو لایا نابکار
بولا لعین حسینؑ کا سر ہے با افتخار | وہ بولی آہ کون حسینؑ اُس پہ میں نثار

کل کا امام بادشہ خوشخصال ہے | زینبؑ کا بھائی فاطمہؑ زہرا کا لال ہے

بولا لعین کہے تو صحیح وہ ہی شاہ دین | تو کیا کریگی میرا وہ بولی کہ کچھ نہیں
لعنت کیا کرونگی سدا تجھ پہ او لعین | حیدرؑ کا مہ جبین ہے یہ زہرا کا نازنین

عالم تمام ماتم آفات میں ہوئے گا | زینبؑ اگر سُنے گی تو کیا حال ہوئے گا

ظالم پکارا سُننے سُنانے کا ذکر کیا | زینبؑ کے سامنے سر شبیرؑ کٹ گیا

آئی ہے ساتھ بھائی کے سر کے وہ بے ردا ‏ ‏ دل تھام کر وہ بیٹھ گئی اور یہ دی صدا
حیدر کی بہوین بیٹیان سب دربدر پھرین ‏ ‏ ہے ہے مری خوزادیان سب ننگے سر پھرین

پس حال گریہ وشیون اس بدبخت یعنی زوجہ خولی کا یہان پر ذکر کرنا بوجہ طوالت مجلس مناسب نہ جانکر حال سر مظلوم بیان کرتا ہون کہ جسوقت خولی لعین اپنے بستر پر سو رہا اور وہ کنیز خاندان مرتضوی صحن خانہ مین بیٹھی ہوئی رویا کی جب نصف شب گذری زوجہ خولی کیا دیکھتی ہے کہ آسمان سے آواز گریہ و بکا آتی ہے حیرت زدہ ہوکر سر اٹھایا تو مشاہدہ کیا کہ جوق جوق ملایک آسمان سے اسکے گھر مین چلے آتے ہین اور ارواح انبیاے سابقین بھی ہمراہی جناب رسولخدا میرے گھر مین آتے ہین کہ تخت جناب پیغمبر خدا فرشتون نے قریب تنور جس مین سر پر نور شہید کربلا تھا رکھدیا تو مشاہدہ کیا کہ نظم

بڑھے نواسے کی جانب رسول بے تاخیر ‏ ‏ قریب سر کے جو آئے حبیب رب قدیر
اُٹھا رسول کے مجرے کو وہ سر دلگیر ‏ ‏ کہا نبی نے کہ تعظیم ہو چکی شبیر
بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ‏ ‏ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم
قدم پہ نانا کے اُس دم سر حسینؑ گرا ‏ ‏ کہا بتایئے کچھ مجھ سے خوش ہوے نانا
نہ مین نے اُمت عاصی سے کچھ عزیز کیا ‏ ‏ کیا ہے اصغر بے شیر کو بھی اُن پہ فدا
شہید ظلم ہوا حلق کو کٹا آیا ‏ ‏ حسینؑ آپ کی اُمت کو بخشوا آیا

مگر شکایت جبر و تعدی لشکر یزید مین لب خشک کو کھولا اُسوقت جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے نور نظر پارۂ جگر نظم

واقف نہ تھے لعین کہ تو بھوکا پیاسا ہے ‏ ‏ کیا جانتے نہ تھے کہ نبی کا نواسا ہے
سُنکر کلام کانپ گیا سر حسینؑ کا ‏ ‏ اور اک وجب زمین سے تعظیم کو اٹھا
نانا کو رو کے دی لب اعجاز سے صدا ‏ ‏ لب تشنہ مجھ کو قتل کیا وا مصیبتا
مین کیا کہون جو شمر لعین نے ستم کیا ‏ ‏ نام آپ کا سُنا کیا اور سر قلم کیا

منہ پیٹ کر زمین پہ گرے ختم انبیا
حیدرؑ بھی اور حسنؑ بھی ہوئے غش بصد بکا
ناگاہ دورباش کی پیدا ہوئی صدا
ہودج سیاہ ایک فرو کش وہان ہوا

ہر سمت شور تھا کہ نبی کی دوہائی ہے
سب بیٹے کے سر سے فاطمہؑ ملنے کو آئی ہے

پہونچی لب تنور جو ہین اشرف النسا
دے مارا سر کو سنگ پہ اور رو کے یہ کہا
اے لال کس شقی نے یہ تجھ پر ستم کیا
بولی نبی کو دیکھ کے پھر یون بصد بکا

تم جانتے ہو کھویا تھا آرام و چین کو
پالا تھا کیا اسی لئے مین نے حسینؑ کو

جاگی بیبی دکھ بھرے جاگی سگری رین — بیتے — گن گن دکھ سے فاطمہؑ پالا لال حسینؑ

پس اگر جناب فاطمہ زہراؑ کی شکایت کا حال جو اس وقت جناب رسول مقبول سے قوم اشقیا کی عرض کی تحریر کرون تو خیال طوالت ہے دوسرے ممکن نہین کہ اسکا حال مفصل اپنے قلم سے تحریر کر سکون کیونکہ یہ شکایت تا روز قیامت باقی ہے الغرض اُس مخدومہ کونین نے نظم

پھر سر اُٹھا کے اپنے گلے سے لگا لیا
بوسے کئی گلے کے لئے اور یہ کہا
بیٹا تری غریبی پہ یہ مان تری فدا
سر تو قلم ہوا ترا پر یہ مجھے بتا

کیونکر بزیر تیغ تو حق کا شناسا تھا
سر نے کہا کہ اماں کئی دن کا پیاسا تھا

پس ہنوز جناب فاطمہؑ زہرا اور شہید کربلاؑ سے یہ گفتگو ہوتی تھی کہ اسی عرصہ مین سپیدائے سحر قریب نکلنے کے ہوا اور وہ تخت پھر بدستور طرف آسمان کے چلے گئے اور خولی ملعون بستر خواب سے اُٹھ کر مع سر امام مظلوم لشکر یزید مین گیا اور وہ فوج مع سر ہائے شہدائے کربلا واہلبیت اطہار سمت شام کے روانہ ہوئی اب حال شام کمترین مجلس آیندہ مین عرض کریگا انشاء اللہ تعالےٰ

مولا وزیر کو بھی حسنہ خصال دو
عقبیٰ مین خلد دنیا مین جاہ و جلال دو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسیدن اہلبیت اطہار در بازار شام و دربار یزید و شہادت قمر

دربار مین یزید کے جاتے ہین اہل بیت | بالون سے ہائے منھ کو چھپاتے ہین اہلبیت

کاتبان دفتر مصیبت وراقمان مکتوبات صعوبت ایک حدیث کا ترجمہ اس طور پر فرماتے ہین پیش خدائے پاک مرتبہ اور عزت جناب پنجتن علیہم السلام کے برابر کسی پیغمبر اور نبی کا عز و وقار نہین ہوا پنجتن پاک مین اول بزرگی اور شرف جو جناب رسولخدا پیغمبر ہما کو ملے اُنمین سے ایک ادنیٰ مرتبہ معراج کا ہے دوسرے آپ ختم المرسلین ہوے قرآن جو آپ کے واسطے آیا وہ ابتک منسوخ نہین ہوا نہ تا قیامت منسوخ ہوگا چنانچہ وہ نبی کریم نفیض عمیم مسجد مین رونق افروز تھے کہ آپ نے پانچ سجدہ درگاہ خدا مین پے در پے ادا فرمائے اُسوقت حاضرین خدمت نے دست بستہ ہوکر سبب سجدون کا دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسوقت جبرئیل پیک رب جلیل میرے پاس آئے اور فرمایا کہ خداے پاک نے ارشاد کیا ہے یا نبی ہم زوج بتول یعنی علیؑ کو بہت دوست رکھتے ہین

نظم

اول اسی نوید پہ سر مین نے خم کیا	پھر اُٹھتے اُٹھتے مژدہ یہ جبریلؑ نے دیا
رب آپ سے خطاب یہ کرتا ہے کبریا	زہراؑ کے بھی محب ہین ہم اے فخر انبیا
بعد از علیؑ بتولؑ پہ شفقت ہماری ہے	داماد بھی عزیز ہے بیٹی بھی پیاری ہے

سُنکر یہ وحی سجدۂ ثانی کیا ادا ۔۔ اُٹھا تھا سر کہ پھر ہوئی پرواز کی صدا
خوش خوش یہ جبرئیل نے دی دوسری ندا ۔۔ لو آپ کے حسنؑ پہ بھی ہے شیفتہ خدا

خصلت حسنؑ کی نیک ہی حق نے کرم کیا ۔۔ وجہ حسن سے مین نے سر سجدہ خم کیا

لیکن ادھر تو سجدہ سے فارغ جبین ہوئی ۔۔ پھر آسمان سے آمد روح الامین ہوئی
نازل حسینؑ کے لئے وحی مبین ہوئی ۔۔ مظلوم پہ عطائے جہان آفرین ہوئی

نام حسینؑ لے کے وہ صرف درود تھے ۔۔ لب پہ تبسم آنکھوں سے آنسو نمود تھے

آخر کہا کہ جان تو بر تر حسینؑ کو ۔۔ رکھتا ہے دوست خالق اکبر حسینؑ کو
مظلومیت مین فوق ہے سب پر حسینؑ کو ۔۔ دو گز کفن نہ ہوگا میسّر حسینؑ کو

یہ فخر حیدر و نبیؐ و فاطمہؑ ہوا ۔۔ اسپر خدا کے پیار کا ہے خاتمہ ہوا

سجدہ مین چوتھی بار مین تھا اپنا سر جھکائے ۔۔ ناگاہ جبرئیلؑ اُسی پاؤن پھر کے آئے
خوش ہو کے مین نے پوچھا کہ اب کیا نوید لائے ۔۔ بولے کہا ہے درجے بڑے اِن سبھون نے پائے

جانکو دوست رکھتے ہین وہ تیرے دوست ہین ۔۔ جو دوستون کے دوست ہین وہ میرے دوست ہین

اے مومنین اب کِسقدر فخر و مباہات کا مقام ہے تمھارے لئے کہ تم شب و روز ولائے پنجتن مین غرق ہو پس تم بھی دوست اور پیارے خدائے کریم کے ہو یہ سب صدقہ اور طفیل دوستی آل عبا اور پنجتن پاک کا ہے کہ تمھاری شان مین یہ شعر ہوا شعر

احباب پنجتن کے جُدا خاک سے ہوئے ۔۔ پیدا یہ نور پنجتن پاک سے ہوئے

کیون حضرات جن بزرگوارون کی یہ عزت اور حرمت ہو افسوس صد افسوس کہ اُسی پنجتن میں سے جناب امام حسینؑ کو کربلا مین تین دن تک پانی نہ دیا بیت

حیرت ہے کس طریق مین تھے آہ وہ لعین ۔۔ سیّد کو پیاسا قتل کیا نہر کے قرین

اسپر بھی اکتفا نہ کی اور اہلبیت اطہار کو لوٹ کر مُقید کیا اور کچھ رحم حضرت زینب دختر علیؑ و بتولؑ پر نہ آیا بیت

ہنستے تھے آہ رونے پہ بنت بتول کے
کیسے یہ کلمہ گو تھے جناب رسولؐ کے

چونکہ کمترین حال اسیری اہلبیت و مصائب راہ شام دیگر مجالس مین تحریر کر چکا ہے اسواسطے یہان پر بخیال اعادہ ہونے کے اس حال کو بیان کرنا مناسب نہ جانکر صرف حال شام ناکام گذارش کرتا ہے نظم

جب شام کے بازار مین کہ ترجمت آئے
یعنے گہر معدن عزّ و شرف آئے
محبوب خدا کے حرم آئے خلف آئے
اور لوگ تماشے کے لئے ہر طرف آئے

گیسوے حرم اور سر اطفال کھلے تھے
سر ننگے تھے بازو بندھے تھے بال کھلے تھے

پھرتے تھے منادی یہی کرتے ہوے تاکید
ہان شہر و دربار و بازار یو ہے عید
حاکم پہ تمہارے ہوئی تقدیر کی تائید
بلوے مین اسیران حسینی کی کرو دید

سب مر گئے اب مرد ہین سجاد حزین ہے
رومال تلک چھن گئے کچھ پاس نہین ہے

اب حال اہل شام کا کیا عرض کرون ہر ایک دوکان نقش و نگار سے مزین و ہر برنا و پیر کے بدن مین بوجہ خوشی کے سرخ پیرہن تمام مرد بازار مین مثل روز عید کے پھرتے تھے اور عورتین انکی مکانون اور دوکانون کی چھت پر براے دید تماشاے اہلبیت اطہار بیٹھی تھین نظم

آراستہ ہے شہر مزین ہے بام و در
پہنے ہوے ہین جامۂ خوشرنگ اہل شہر
دربار مین ہے جشن کا سامان الحذر
بیٹھے ہین کرسیون پہ ستمگر ادھر ادھر

وان اہلبیت مین ہے صدا واحسین کی
یان شادیان ہین قتل شہ مشرقین کی

عورات اہل شہر ہین آراستہ کمال
مسرور ہین عروس شب عقد کی مثال
مجمع مین ہین کھلے ہوے کبرا کے سر کے بال
غیرت سے رنگ زرد لہو سے جبین ہے لال

وان نور تن ہین ہر زن بدخو کے واسطے
حلقہ یہان رسن کا ہے بازو کے واسطے

بیٹھی ہین چلمنون مین تماشے کو ہر گھر
جز مجرمون کے اور کسی کا نہین گذر
سیدانیان ہین بیچ مین چو گرد اہل شر
ممکن نہین ردا بھی کوئی ڈھانپے کو سر

محتاج اہل بیت شہ نیکذات ہین		بے پردگی کی شرم سے چہرے پہ ہات ہین

الغرض اسی طرح اہلبیت اطہار شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ بازار شام مین تشریف لائے اور جناب زین العابدینؑ پا برہنہ مہار شتران کی تھامے ہوے آگے آگے جاتے تھے اور اس طرح فرماتے تھے بیت

بے پدر ہون پسر سید ابرار ہون مین		اسلئے قافلہ کا قافلہ سالار ہون مین

پس اُس وقت تمام مستورات اہل شام مین نظم

تھا شور انقلاب مقدر کو دیکھنا		بے پردہ اہل بیت پیمبرؐ کو دیکھنا
زینبؑ کو اور شام کے لشکر کو دیکھنا		زہراؑ کی بیٹیون کے کھلے سر کو دیکھنا
محتاج نقاب ہے چہرے پہ بال ہین		مرجانے سے حسینؑ کے انکے یہ حال ہین
یہ بیبیان وہ خلق مین عفت مآب ہین		نانا رسول جنکے پدر بو تراب ہین
عالم کے پردہ پوش بروز حساب ہین		اور اب تو اژدحام مین خود بے نقاب ہین
قدرت خدا کی جنکی جگہ ہے بہشت مین		یون در بدر وہ پھرتے ہون دنیائے زشت مین

آہ آہ اُسوقت کا حال حضرت زینب اور جناب کلثوم اور جناب بانو علیہم السلام کا کس زبان سے عرض کرون کہ کبھی تو طرف سر جناب امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے حضرت زینبؑ مخاطب ہوکر اور کبھی طرف سر اقدس جناب علی کبرؑ کے حضرت بانو فریاد کرتی تھین اور خاصکر وجہ گریہ و بکا حضرت سکینہؑ کے نہایت مضطرب تھین اور اسی طرح ہر ایک بی بی اپنے پیارون کی طرف بقید رشتہ ندا دیتی تھی نظم

اے بھائی جان وعدہ کرو کچھ تو مجھ سے آہ		کب تک پھروگے دیکھو مین کبتک تمھاری راہ
دیکھو تو کیا سکینہؑ کا احوال ہے تباہ		پھٹتی ہے چھاتی دیکھ کے اُسکو خدا گواہ
تسکین کچھ تو بہر رسالتمآب دو		بھتیا پکار رہی ہے سکینہؑ جواب دو
اکبرؑ کے سر سے کہتی تھی بانو بصد بکا		اے میرے لال صاحب غیرت ترے فدا

خیمہ کے در پہ آئی تھی جب مین برہنہ پا	کیا کیا وفور شرم سے ہوتے تھے تم خفا
بے پردگی کا رنج و تعب پوچھتے نہین	مان سر برہنہ پھرتی ہے اب پوچھتے نہین
اصغر کے سر سے ہے کبھی یہ درد کا بیان	نیزے سے گود مین اُتر آؤ نثار مان
بھوکے ہو تم کو دودھ پلاؤن مین ناتوان	دائی سے تم بھی ہوگئے آزردہ میریجان
نادار ہون غریب ہون تقصیروار ہون	اصغر تمھارے سر سے بہت شرمسار ہون

یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ ہنوز اہلبیت اطہار یہ فریاد سرہاے شہدا سے کر رہے تھے اب آگے وہ حال ہے کہ مومنین کو سُننے کی تاب نہ رہیگی کیونکر عرض کردن کلیجہ کانپتا ہے جی تھراتا ہے کہ جو عورتین اہل شام کی کوٹھون کے اوپر بیٹھی تھین وہ حضرت سکینہؑ اور جناب امام محمد باقرؑ کو خوردسال دیکھکر کیا حرکت کرتی تھین انکی حرکت راوی نے لکھی ہے مگر میری زبان سے ہرچند چاہتا ہون نہین نکلتی دوسرے مجکو یہ بھی خیال ہے کہ اکثر مومنین جان نثار ذات پاک اہلبیت اطہار کے مجلس مین ہین مبادا یہ حال سُنکر اپنے تئین ہلاک کرین جسطرح بعد زیارت سر امام مظلوم کے خورشید بانو نے مع کنیزون کے اپنے تئین قریب ہلاکت کے پہونچایا تھا چونکہ بنا اس مجلس کی بغرض گریہ وبکا ہے لہذا بہ نظر ثواب عرض کرتا ہون اور پھر مومنین کو آگاہ کرتا ہون کہ جو مستورات کوٹھون پہ بیٹھی تھین نظم

کھانے کی چیزین بچّون پہ اپنے اُتار کر	عورات پھینکتی تھین ترس کھا کے ہدگر
بھوکے تھے ایسے شاہ کے اطفال خوش سیر	پھیلا کے ہاتھ لیتے تھے معصوم سر بسر
محتاج شاہزادے تھے دنیا و دین کے	کلثوم پھینکدیتی تھین ہاتھون سے چھین کے
لیتی تھی عورتون سے وہ زہراؑ کی دلربا	لوگو غضب یہ کرتے ہو کیا وا مصیبتا
ہم عترت رسولؐ ہین شاہ ہے کبریا	صدقہ نبی کی آل کو دینا نہین روا
خوف خدا نہ پاس رسول انام ہے	اولاد فاطمہؑ پہ تصدق حرام ہے

بس جسوقت یہ کلام حضرت کلثوم کا مستورات شام نے سُنا تو متغیر حالات ہوئین کہ اے

اسیرو تم کس دیار کے باشندے ہو کس قصور مین گرفتار ہوے تمہارے وارث کیون شہید کیے گیٔ
اُسوقت جناب زینبؑ نے فرمایا نظم

بوجہ قید مُصیبت مین گرفتار ہین ہم — جانتے تم نہین کیا عترت اطہار ہین ہم

پوچھتا نام ونسب کوئی تو کہتی رورو
بھائی دو تھے مرے معلوم نہین کیا تمکو
میرا نانا ہے نبی اور مین زینب لوگو
ایک کا نام حسنؑ ایک کا شاہ خوشخو

اسکو پہلے ہی بقیعہ مین مین رو آئی ہون — کربلا مین شہ والا کو مین کھو آئی ہون

رحم کھا کر کوئی پاس آن کے دیتا جوردا
بھائی بے گور وکفن رن مین پڑا ہے میرا
وہ یہ کہتی تھی نہ لونگی مین نہ لونگی بخدا
آج تک جسکا اُٹھایا نہ کسی نے لاشا

جب تلک دفن نہ بھائی کو کریگی زینبؑ — بس اسی طرح سے سر کھولے رہیگی زینبؑ

جسکا سرتن سے کٹا چھوٹ گیا جس سے وطن
جسکا ٹکڑے ہوا تلواروں سے میدان مین بدن
جسکا بلوا کے ہوا سارا زمانہ دشمن
قبر جسکو نہ ملی اور نہ ملا جسکو کفن

اسکی ہمشیر ہون مین زہراؑ کی مین جائی ہون — سر کے ساتھ اسکے مین سر کھولے ہوے آئی ہون

لکھ کے خط سیکڑوں پہلے تو طلب ہمکو کیا
بھوکے پیاسے کا گلا تیغ ستم سے کاٹا
آکے مہمان ہوے جب قطرہ نہ پانی کا دیا
گھر جلا بیبیون کا زیور و زر لوٹ لیا

نینوا مین مرا مارا گیا بھائی ہے ہے — لُٹ گئی رن مین مری ماں کی کمائی ہے ہے

ہنوز یہ کلمات جناب زینبؑ فرما رہی تھین کہ اسی عرصہ مین یک بیک پیک پہنچا اور کہنے لگا کہ اے عمر سعد قیدیون کو دربار مین جلد لیچل کہ حاکم منتظر ہے اُسوقت عمر ابن سعد نے شمر ملعون کو حکم دیا کہ سب سے آگے سر جناب سید الشہدا لیکر تو چل پس وہ ملعون نہایت شاد و خُرّم روانہ ہوا اور یزید پلید کو خبر پہونچی کہ اہلبیت اطہار روانہ دربار ہو موجود ہین نظم

ناگاہ آلود ہوا مجمع کمسن بیر — بڑھکر پکارے لوگ وہ حاضر ہوے اسیر
بلوایہ ہاتھ باندھ کے شمر لعین شریر — ہو اسطرف ملاحظہ اے شام کے امیر

تقدیر نے یہ آج تجھے دن دکھایا ہے
کنبہ نبی کا سامنے سر ننگے آیا ہے

پھر بولا وہ شقی کہ ادب کا ہے یہ مقام
حاکم کو قاعدہ سے اسیرو کرو سلام
گردن جھکا کے رہ گئے اہل حرم تمام
روئے فلک کو دیکھ کے سجاد تشنہ کام

بیووں کے حال پر جو عدو مسکراتے تھے
مانند آفتاب بدن تھرتھراتے تھے

اُن ناریوں میں نور کے تن دا مصیبتا
بیکس غریب و تشنہ دہن دا مصیبتا
سب سے سوا یہ رنج و محن دا مصیبتا
بارہ گلوں میں ایک رسن دا مصیبتا
تھی قید یہ اسیروں پہ اُس اژدحام میں
بالوں سے منہ چھپاؤ نہ دربار عام میں

الغرض اسی طرح سر برہنہ اہلبیت اطہار داخل دربار نا ہنجار ہوئے نظم

پیش یزید آیا حرم کا جو کارواں
اغلب ہے جان دختر زہرا کی ہو رواں
دیکھا یزید نے جو سکینہ کو ناگہاں
پوچھا جو شمر سے تو کیا اُس نے یہ بیاں
بیٹی ہے یہ جناب شہ مشرقین کی
بالی سکینہ ہے یہی پیاری حسینؑ کی

بولا یزید دل میں ترے آرزو ہے کیا
بولی سکینہ سر مجھے دکھلا دے باپ کا
القصہ کھل گیا رسن ظلم سے گلا
طشت طلا دکھا کے یہ حاکم نے دی صدا
لو وہ خاک سے ہے تو خون میں بھرا ہوا
لے اسمیں تیرے باپ کا سر ہے دھرا ہوا

پر شرط ہے اُٹھا کے تو سر کچھ نہ بین
خود آئے آپ گود میں تیری سر حسینؑ
سرپوش کو اُٹھا کے پکاری وہ نور عین
اے فاطمہ کے راحت جان مرتضیٰ کے چین
چھونے کو سر کے حکم نہیں غم کی ماری ہوں
آجاؤ میری گود میں گر تمکو پیاری ہوں

دیکھا سبھوں نے کانپ گیا سر حسینؑ کا
بولی سکینہ لاڈلی میں تجھ پہ ہوں فدا
پھیلاؤ ہاتھ آتا ہوں میں حکم کا مبتلا
یہ کہہ کے اُٹھا طشت سے فرق شہ ہدا
کانپی زمین یقین ہوا تختہ اُلٹ گیا
بیٹی سے آنکر سر سرور لپٹ گیا

منہ رکھ کے منہ پہ بولی سکینہ کہ یا حسینؑ
بعد آپ کے ملا نہیں ایک لحظہ چین

پہنائے تھے جو آپ نے موتی بزیب و زین	اُنکے لئے یہ ظلم ہوا شاہ مشرقین
شمر لعین نے چھین کے یہ حال کر دیے	مارے طمانچے نیلے مرے گال کر دیے

ہنوز یہ شکایت حضرت سکینہ سر مبارک سے کر رہی تھین اور اہلبیت اطہار چھپکے سرون کو جھکائے بالون سے مُنھ چھپائے کھڑے تھے اور ہر ایک کے روبرو لونڈیان استادہ تھین اور روبرو جناب زینب کے ایک کنیز باتمیز جسکا نام سوسن تحریر ہے کھڑی تھی کہ اسی عرصہ مین یزید پلید نے کہا کہ عقب کنیزون کے جو بیبیان کھڑی ہین لونڈیون کو آگے سے ہٹا دو اور نام سے ہر ایک کے آگاہ کرو بسماعت کلام اس بد انجام کے مسمی ابو عبیدہ لعین کہ ملازمان یزید پلید سے تھا تازیانہ لیکر اُٹھا اور لونڈی کو ہر ایک بی بی کے سامنے سے ہٹا دیا راوی لکھتا ہے کہ سوسن پیش جناب زینب سے نہ ہٹی اُسوقت ابو عبیدہ مردود نے بقہر و غضب سوسن سے ہٹ جانے کو کہا مگر اُسنے منظور نہ کیا اور باسطرح کہا کہ تو اس بی بی کی قدر و منزلت سے واقف نہین ہے اے لعین یہ وارث چادر تطہیر دختر جناب امیر ہے نظم

نانا ہے جسکا ختم رسلؐ باپ مرتضیٰؑ	ہے والدہ کا جسکی لقب اشرف النسا
اسیر ہوا ہے عفت و عصمت کا خاتما	واقف ہین اُسکے رتبہ سے اللہ و مصطفا
نازان ہے جسکی قدر پہ تقدیر وہ یہ ہے	آئی ہے جسکو چادر تطہیر وہ یہ ہے
روشن ہے اس جناب کا اعزاز و احتشام	پڑھتی تھی ایک دن جو یہ قرآن بروے بام
سر کی ردا جو سر سے ہوئی صبح مثل شام	نکلا نہ مہر بس کہ ادب کا تھا یہ مقام
ظلمت سے محو رنج و الم ہر بشر ہوا	عالم امید و بیم کا تا دو پہر ہوا
اے وائے گردش فلک اے وائے انقلاب	جسکے ادب سے چرخ پہ نکلا نہ آفتاب
فریاد ننگے سر ہے وہی آسمان جناب	چادر ہے نہ قصابہ نہ برقع ہے نہ نقاب
ہے قہر سر پہ بنت علی کے ردا نہین	کیا بے حمیتی ہے تمھین کچھ حیا نہین

جسوقت یہ کلمہ سوسن سے ابو عبیدہ لعین نے سُنا اب آگے کیونکر عرض کرون کہ اس کنیز با تمیز

پر اُس لعین نے کیسا ظلم کیا ایک تازیانہ ایسے زور سے لگایا کہ سوسن بیتاب ہو کر زمین پر لوٹنے لگی اسوقت سوسن نے باواز بلند کہا کہ اے لعین اگر کوئی شخص قوم نوبی سے ہوتا تو اسکا عوض تجکو ملتا چنانچہ روایت مین لکھا ہے کہ ایک غلام ہمقوم سوسن یعنی نوبی یزید پلید کا کہ جسکا نام قمر تھا برابر روبروئے تخت بدبخت کھڑا تھا بسماعت آواز سوسن تلوار کھینچکر پہونچا اور ابوعبیدہ کو ایک وار مین واصل جہنم کیا کیون حضرات یہ مقام غیرت اور عبرت کا ہو کہ فریاد سوسن پر تو غلام نوبی کو یہ غیرت طاری ہو کہ ابوعبیدہ کو قتل کرے مقام افسوس ہو کہ لونڈی کی فریاد پر ہمقوم غلام کو اسقدر جوش آیا اور دختر علی اور بتول کی فریاد کوئی مسلمان حالانکہ اُس شہزادی کے جد بزرگوار کے کلمہ گو تھے نہ سُنتا تھا الغرض یزید لعین نے حکم دیا کہ اِس غلام کو قتل کرو بسماعت حکم اس بدکردار کے دو مردود اُٹھکر مقابل قمر کے آئے اور اُس فدیہ رسول نے اُن ہر دو ملاعنہ کو بھی بضرب شمشیر آبدار واصل جہنم کیا اُسوقت یزید مضطرب ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا کہ اِسی درمیان مین ایک شخص حملہ آور قریب اُس غلام نیک انجام کے آیا تو اس سے نظم

بولا وہ باوفا کہ کدھر کا خیال ہے	شیرون کی زد سے جان بچانا محال ہے
یہ سُن کے کانپنے لگا وہ دشمن خدا ناگہ محب سبط نبی حملہ ور ہوا	فوراً بڑھا کے ہاتھ یہ چاہا کہ دون سزا چمکی برنگ برق وہ شمشیر شعلہ زا
وہ طاقتیں بڑھی ہوئی ظالم کی گھٹ گئین	تین انگلیان لعین کی سر دست کٹ گئین

یہ حال رفقائے یزید پلید دیکھکر سامنے سے اُس جری کے دشمن آل پیمبر کو علٰحدہ لے گئے جب وہ مردود ازلی آنکھوں سے نہان ہو گیا تو یہ فدیہ شبیر قریب سر مبارک جناب امام حسینؑ کے حاضر آنکر بہ گریہ و زاری اس طرح عرض کرنے لگا کہ اے نور نظر حیدر کرار و اے لخت جگر رسول مختار گواہ رہنا کہ آپ کی کنیز کی حمایت و جانب داری کی اس سبب سے جان اپنی فدا کرتا ہوں پس غلام حبشی یہ کہکر خدمت جناب علیا زینب و کلثومؑ مین گذارش کرنے لگا کہ اے دختران شیر خدا انشاء اللہ آج اُن طعونون سے عوض خون ناحق شہدائے کربلا کا لیتا ہون

بشرطیکہ حیات باقی رہے اور طائر روح قصد گلزار جنت نہ کرے یہ بات خدمت اہلبیت مین عرض کرکے اس فرقۂ ناہنجار بد شعار سے لڑنا شروع کیا اور ایسی حرب و ضرب کی کہ سب عاجز ہوگئے **نظم**

جنگ قمر سے عالم دور قمر ہوا — اندھیر ہوگیا وہ سمان جس جلو نگر ہوا
ترک فلک کو تفرقہ مد نظر ہوا — قالب سے نکلی روح جدا تن سے سر ہوا
روحین پکارتی تھین کہ قصہ تمام ہے — کہتے تھے اہل شام یہ دن ہے کہ شام ہے

القصہ تمام دربار یزید مین شور الامان والحفیظ کا برپا ہوا اور جس وقت کہ **بیت**

ظاہر کمال ہمت و نصرت اثر کیا — آئی ندا قمر نے وہ شق القمر کیا

پس یزید پلید خوف زدہ ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور تمام سردار اُسکی فوج کے جو دربار مین تھے گھبرا گئے اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی الغرض **نظم**

لڑتا ہوا وہ عاشق شاہنشہ ھدا — آیا جو پاس تخت کے دیکھا یہ ماجرا
رکھا ہوا ہے غرق بخون سر حسینؑ کا — بیساختہ اُٹھا کے پکارا کہ مین فدا
ہوش و حواس آپ کے غم سے بجا نہین — اب کیا لڑون کہ آنکھ سے کچھ سوجھتا نہین
آقا گواہ رہیو پئے رب ذوالکرام — ہوتا ہے قتل آپ کی اُلفت مین یہ غلام
جز آپ کے کسی سے نہین دو جہان مین کام — محشر مین بھولنا نہ مجھے اے شہ انام
صدقہ رسول حق کا خبر میری لیجیو — محسوب کربلا کے شہیدون مین کیجیو
اُس نوجوان کے واسطے اے شاہ کربلا — نیزہ ستم کا جسکے دل پاک پر لگا
اُن بازوؤن کے واسطے بخشو مری خطا — کاٹے گئے جو نہر کے اوپر بصد جفا
پردہ نہ فاش ہو کہ گنہ بیحساب ہین — اُن بیبیون کے واسطے جو بے نقاب ہین

ہنوز سر امام مظلوم سے یہ عرض کر رہا تھا کہ اسی عرصہ مین پھر اشقیاے جفا پیشہ دغا کیش چارون طرف سے ٹوٹ پڑے اور اُس عاشق حسینؑ کو تیغون سے چور چور کردیا اُس وقت کا

کا حال مخدرات جناب امام حسینؑ کا کیا عرض کرون بیت

اہل حرم مین دھوم ہوئی شور و شین کی		زینب کو یاد آگئی غربت حسینؑ کی

آخر کو مجروح ہو کر وہ عبد خوش سیر جب زمین پر گرا تو جلادان حاضرین دربار یزید کے
تیغ کھینچکر جانب قنبر کے بڑھے اُسوقت جناب زین العابدین نے کمال یاس سے فرمایا کہ
اے اشقیا تم کیسے کلمہ گو ہو کہ جو شخص ہماری نصرت کرتا ہے اور کلمہ حق کہتا ہے اسی سے
منحرف ہوتے ہو اور اُس شہید راہ خدا کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے بھائی معاف کر
کہ ہم تیری کچھ خدمت نہین کر سکتے پاؤن مین بیڑی گلے مین طوق ہاتھون مین ہتکڑی پڑی ہے
بے بس اور ناچار ہین تیری لاش بھی دفن کرنے سے مجبور ہین یہ عنایت جناب سید الساجدینؑ
سُنکر وہ شہید راہ رضا عاشق سلطان کربلا اسطرح عرض کرنے لگا کہ فدا ہو جان غلام کی آپ پر
اے امام کونین مجکو نہ حاجت پانی کی ہے نہ قبر کی کیونکہ میرا آقا لب تشنہ شہید ہو کر ابتک
بے گور و کفن ارض کربلا مین سب بے سایہ پڑا ہے نظم

مردہ نہ دفن کیجیو مجھ دل ملول کا		بے گور اب تلک ہے نواسا رسولؐ کا
سب کچھ کرم سے آپ کے ہے وقت واپسین جنت سے میرے لینے کو آئی ہین حور عین		لہرا رہا ہے سامنے کوثر مرے قرین بوے بہشت آتی ہے اے بادشاہ دین
اسباب اب تو عیش و طرب کے کثیر ہین		سب اک طرف کو پاس جناب امیر ہین
چہرے پہ میرے موت کے آثار ہین تمام سنتے ہی تب یہ بنت علی نے کیا کلام		دیتے ہین آپ سبط پیمبر کو کچھ پیام کہدے مری طرف سے کہ اے عبد نیکنام
سب وصل تو نصیب شہ مشرقین سے		بھائی مری طرف سے یہ کہنا حسینؑ سے
پیا تمہارے بعد بہن ننگے سر پھری لوٹی گئی اسیر ہوئی نوحہ گر پھری		بلوے مین بال کھولے ہوے سر بسر پھری تشہیر شہر شہر ہوئی در بدر پھری
سر ننگے آئی لوگون کے اژدحام مین		اب کب تلک کھڑی رہون دربار شام مین

پردے میں تجکو پھر سے پیمبر بٹھائیے — بس آئیے بہن کو نہ دردر پھرائیے
اماں سے کہنا عرش کا پایا ہلائیے — نانا سے عرض کرنا کہ تشریف لائیے

حالت ہے اب تو غیر دل ناصبور کی — دربار میں کھڑی ہے نواسی حضور کی
کرنا پدر سے عرض کہ اے شاہ لافتا — مجکو اسیر نانا کی اُمت نے ہے کیا
مشکل کشا ہے نام دو عالم مین آپ کا — مجکو چھڑاؤ قید سے مین آپکے فدا
عقدے مہم کے اے شہ خوش ذات کھولدو — بابا بندھے ہوے ہین مرے ہات کھولدو

ہنوز اس طرح سے جناب زینب فرمارہی تھین کہ جناب سکینہؑ معصوم بھی قریب اُس نیمجان کے آئین

نظم

لیکر بلائین بالی سکینہؑ نے دی صدا — کہنا مرے چچا سے خدا کیلئے ذرا
شرمندہ مجھ کو خوب چچی جان سے کیا — پانی سے باز آئی ہین آفت کی مبتلا
ہم ہی کنارہ کش ہوے مجبور جان سے — دیکھو تو حال اپنی بھتیجی کا آن سے
عمو بندھا ہوا ہے رسن مین مرا گلا — عمو طمانچے مارے ہین ظالم نے بے خطا
عمو سے چھینے یتیم سے کے دُر و اعیدنا — عمو یہ حشر ظالمون نے کر دیا بپا
امّان بھی ہین اسیر پھوپھی بھی اسیر ہین — عمو خبر لو آکے چچی بھی اسیر ہین
سدم کیا یتیم شہ دین سے یہ بیان — تڑپا فلک پہ شاہ کا تازہ وہ میہمان
روتا ہوا جنان کو بہشتی ہوا روان — خلق ایسے خوش نصیب ہوئے خلق مین کہان
اینا رہی جہان مین نہ آرام رہگیا — اُس عہد باوفا کا بھی اک نام رہگیا

الغرض اسی طرح دربار مین اور دیگر مصائب اہل بیت اطہار پر گذرے اور ایک وکیل نصاریٰ نے بھی اپنی جان فدا کی اگر اسکا حال لکھتا ہون تو طول ہوگا دیگر مصائب دربار و زندان مجلس آئندہ مین عرض کرونگا

میری مدد بھی آپ کو لازم ہے یا امام — پہونچے وزیروان پہ جہان ہے قمر غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در احوال پیدایش ہند و آنا عقد امام حسین مین اور طلاق دینا آپ کا اور پھر دربار شام مین آنا ہند کا اور ماتمداری امام مظلوم

ہے ذکر عزاداری ہند جگر افگار	مقبول خدا عاشق شاہنشہ ابرار

محرران حکایات درد والم واخبار نویسان حالات اہل حرم روایت دلپسند پیدایش ہند صفحۂ قرطاس پر قلم اعجاز سے اسطرح تحریر کرتے ہین کہ بعہد جناب رسول خدا ایک شخص کا نام عبداللہ عامر لکھا ہے کسی قریہ حوالی مدینہ مین سکونت گزین تھا لیکن اُسکی گلزار حیات مین نخل تمنا بارآور نہ ہوتا تھا سواسطے اکثر پژمردہ اور غمگین ہو کر آہ دل پُردرد سے کھینچکر عمر عزیز کو بحسرت گزارتا تھا آخرش رفتہ رفتہ شہرت معجز نمائے رسول مقبول گوش زد اُس غمگین و ملول کے ہوئی باستماع کمالات آپ کے وہ اپنے مسکن سے روانہ ہو کر خدمت بابرکت اُسی نبی کریم مین جسکا فیض عمیم نزدیک و دور مشہور تھا مشرف ہو کر اول دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا اور استدعائے تعلیم فصاحت کر کے عذر کبر سنی اور سستی زبان گذارش کر کے خاص مطلب دلی اس طور پر عرض کرنے لگا نظم

فرماؤ دعا بندے کے حق مین یہ خدا سے	اولاد عطا مجکو کرے فضل و عطا سے
مستفاد ہو تربیت خیر وہ اسے	لے درس فصاحت کا رسول دوسرا سے

پیری میں پڑھوں صاف سبق علم و ہنر کا	طالب ہوں میں عینک کے عوض نور نظر کا
اقرار کیا مخبر صادق نے دعا کا	فرمایا کہ مشکل نہیں لہجہ فصحا کا
ہم میں ہے وہ اک بندۂ مقبول خدا کا	اک بات میں حل کرتا ہے مطلب دوسرا کا
جب عرش خدا پر گئے ہم اپنے مکان سے	باتیں کی خدا نے اُسی بندے کی زبان سے

یہ سنکر عبداللہ عامر نے گذارش کی کہ یا رسول اللہ وہ بندۂ مقبول کون ہے تب جناب محمد مصطفےٰ نے طرف حیدر کرار اشارہ فرمایا بغور معائنہ دیدار جناب شیر خدا علی مرتضےٰ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر گرد پھرا اور تسلیم بجالایا اور خواہان فصاحت ہوا القصہ بفیض تعلیم اس باب علوم کے ایسا فصیح ہوا کہ مقابلہ اُسکا عرب میں کوئی فصیح اور بلیغ نہیں کرسکتا تھا اور ببرکت دعائے ہادی کونین رسول الثقلین خداوند کریم نے بعد چند روز کے ایک دختر نیک اختر بھی عطا کی الغرض دونوں مطلب دلی اُسکے برآئے پھر تو دونوں زوجہ و زوج پھولے نہ سمائے نظم

ہاتھ آئی زبان فصحا دست خدا سے	اور نور نظر پایا پیمبر کی دعا سے
روشن ہوا گھر اُسکا کہ دختر ہوئی پیدا	خورشید لقا ہند خوش اختر ہوئی پیدا
ہر سمت یہ آواز برابر ہوئی پیدا	لوحنا دمۂ آل پیمبر ہوئی پیدا
یہ شاہ شہیدان کی عزا شام میں لیگی	اک دن یہ ردا زینب و کلثوم کو دیگی

پس جسوقت کہ مراد دلی اُس سعید ازلی کی برآئی اور نخل تمنا بارآور ہوا یہ دونوں مسرت خدمت بابرکت بادشاہ کونین جد حسین ع میں حاضر ہو کر مژدۂ پیدائش دختر دیا اور عرض کی نظم

القاب بھی دیں آپ نے سب کچھ تو دیا ہی	مادر نے تو موسوم ہے ہند اسکو کیا ہے
یہ سنتے ہی گریان ہوا وہ واقف انجام	آنکھوں کے تلے پھرنے لگا حادثۂ شام
پھر سینہ میں دل تھا نہ دل پاک میں آرام	اغلب تھا کہ مسجد میں کرے کعبۂ اسلام
پر شوہر خاتون قیامت نے سنبھالا	ہاتھوں پہ نبوت کو امامت نے سنبھالا
بوسہ دیا مومن نے نبی کے کف پا کو	پوچھا کہ بتاؤ سبب حزن و بکا کو

غم اسکی ولادت سے بلا ہے خیرِ وراکو — کیا اس سے ضرر پہونچیگا کچھ آلِ عبا کو

پر خادمہ عترتِ اطہار نہین ہے — اس طرح کی بیٹی مجھے درکار نہین ہے

فرمایئے بد و نیک سے خوب آپ ہین محرم — گر ہو نہ یہ زہراؑ کی محب اے شہ عالم

حکم دیجیے مین اُسے ذبح کرون جا کے اسی دم — عیش اسکی ولادت کا مجھے ہوگیا ماتم

فرماؤ تو مادر نہ اُسے شیر پلائے — بندہ ابھی آب دم شمشیر پلائے

پس یہ کلام سُنکر آپ انگشت بدندان ہوے اور فرمایا کہ اے عبد اللہ اسوقت میرے رونے کا سبب یہ نہین ہے جو تو نے خیال کیا بلکہ مین بخیال انجام اپنے پارۂ جگر نورِ عین اباعبد اللہ الحسینؑ کے آبدیدہ ہوا ہون کہ ایک روز گلستان زہراؑ و علی مرتضےؑ پامال ہوجائیگا اور اہلبیت اسکے بدست جفا کاران امت بظلم و ستم گرفتار ہو کر روبروے یزید پلید حاضر کیے جاوینگے اور اتفاق وقت سے یہ ہند خوش اقبال اسکے گھر مین ہوگی اور بجز ہند کے کوئی خاطر داری کرنے والا مظلومون کا نہ ہوگا یہ سُنکر وہ محب خاص رونے لگا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ آپ کا حسینؑ بچ جائے خدا وہ وقت نہ لائے سب شیعون کی جان اسپر سے قربان ہوجاے اتفاقاً اسی اثنا مین جناب امام حسینؑ تشریف لائے اسوقت عبد اللہ عامر آپ نے تصدق ہوے اور دعاے سلامتی دیگر عرض کی کہ اے شہزادہ کون و مکان بندہ ہزار جان سے تیرے اوپر قربان **بیت**

تم کار بر آری کو ہماری ہوے پیدا — ہم تعزیہ داری کو تمھاری ہوے پیدا

القصہ وہان سے رخصت ہو کر دروازہ فاطمہ زہراؑ پر وہ مومن پاک باچشم غمناک حاضر ہوا اور حضرت فضہ کو آواز دی کہ کنیز زہراؑ نقش قدم بتول عذراؑ کی تھوڑی خاک مجکو لادے کیونکہ **بیت**

اس در سے ملی مجکو مری نور بصر ہے — سُرمہ تو اسی خاک کا منظور نظر ہے

پس بسماعت اس گذارش عبد اللہ کے **نظم**

اک مشت اُسے فضہ نے اکسیر عطا کی — گھر لے گیا اکبار وہ دولت دو سرا کی
تھی خاک مین طلعت قدم خیر نسا کی — مٹی سے نے تجلی ید بیضا سے سوا کی
کیا کا یہ سرمہ تھا نہ یہ طور کا سرمہ — اُس خاک سے روشن تھا کہ بے نور کا سرمہ

پس بفور لگانے سرمہ خاکپاے جناب فاطمہ زہرا بتول عذرا ہند کو عرفان الٰہی سے بہرۂ کامل ہو گیا اور مادر مہربان با ایمان ہند کی پرورش مین اس طرح مصروف ہوئی کہ بلا دضو کبھی دودھ نہ پلایا اور کبھی چھاتی پر سُلایا کبھی گہوارۂ عصمت مین جھلایا المختصر جب ایام رضاعت ختم ہوے اور ہند نے بعنایت خدا سے ہوش سنبھالا تو ایک روز اُسکے باپ نے پوچھا کہ اے بیٹی رسول خدا سے بھی تو واقف ہے تب اُس با وفا نے جواب دیا کہ اے پدر کیا خوب بات تمنے دریافت کی جسکی برکت دعا سے مین پیدا ہوئی اُسی کو نہ پہچانون یہ بات سنکر

اُسنے کہا شاباش بڑی عقل رسا ہے — اب مجھ یہ کھلا خادم آل عبا ہے

یہ سنکر ہند کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا کہ **نظم**

کہ حب وطن ہے کہ مدینہ کی ہے اُلفت — یہ قریہ ہی وہ شہر ہی یہ گھر ہے وہ جنت
یان مان ہی وہان حضرت خاتون قیامت — یان روے پدر وان شہ مردان کی زیارت
یان تیغ فصاحت ہی وہان حُسن بیان ہے — بہنا تجھے منظور یہان ہی کہ وہان ہے
وہ بولی مین راغب کبھی باطل پہ نہ ہونگی — اماں نہ جز اماں مین جو حق ہے وہ کہونگی
مخدومۂ کونین کی فُرقت نہ سہونگی — کہلاتی ہون جنکی مین اُنھین پاس رہونگی
سب لونڈیان ہین بیبیون کے پاس جہانمین — پہونچا دو مجھے خدمت خاتون جہان مین

پس یہ سنکر عبد اللہ عامر طرف اپنی توجہ کے دیکھنے لگا اور ہند خوش خوش اپنی مان سے مستدعی اجازت ہوئی سبحان اللہ عشق دلی اسکو کہتے ہین کہ تمام عمر مین ایک لڑکی پیدا ہوئی اُسکو بھی بمقابل کنیزی اہلبیت اطہار اپنے پاس سے علیحدہ کرنے مین کچھ تامل اُسکی مان نے نکیا بلکہ بخوشی تمام اُس عالیمقام نے خلعت فاخرہ و زیور بے بہا پہنا کر رخصت کیا۔

عبداللہ عامر اُس اپنی نور نظر کو مع دیگر مردان قبیلہ کے بڑی دھوم سے لیکر حاضر خدمت رسولؐ مقبول ہوا کیون مومنین اگر غور کرو تو یہ بیت حصول مطلب کے واسطے کافی ہے بیت

کس جاہ سے ہند آئی تھی زینب کے وطن مین	گھر اسکے جو زینب گئی بازو تھے رسن مین

القصہ جب عبداللہ عامر ہند کو خدمت بابرکت رسولؐ مقبول مین لایا آپ نے لطف و کرم فرمایا اور خانہ فاطمہ زہرا مین پہونچا دیا اور جناب فاطمہ زہراؑ نے بھی نہایت مہربانی سے پرورش فرما کر خدمت سجادہ بچھانے کی عطا فرمائی سبحان اللہ کیا مرتبہ پایا ہند نے نظم

بلقیس بنی ہند سلیمان زمن کی	کہلائی وہ بلبل شہ مردان کے چمن کی
پروانہ دل و جان کی اُسے بے سر و تن کی	پروانہ ہوئی شمع رخ جلوہ فگن کی
آنکھین تھین رخ شبیر پہ دل زیر قدم تھا	سر ہند کا اخلاص کی محراب مین خم تھا
جاتا تھا جو گھر سے وہ دل فاطمہ کا چین	یہ پیش قدم جھاڑ کے رکھ دیتی تھی نعلین
ہوتے تھے خرامان وہ اگر صحن کے مابین	گرد اُنکے یہ پھرتی تھی بصد زیب بصد زین
خم کرتی تھی سر صاحب تطہیر کے آگے	آنکھون کو بچھا دیتی تھی شبیر کے آگے

جسوقت کہ جناب فاطمہ زہرا پر یہ حال مہر و محبت ہند حضرت امام حسینؑ کا معلوم ہوا تو زیادہ شفقت اور عنایت فرمانے لگین القصہ بالہام خدا و بحصول اجازت عبداللہ عامر وہ نیک اختر ساتھ امام مظلوم کے منعقد ہونے کو تجویز ہوئی اُس روز سے بیت

بھائی پہ خدا ہند کو جو پاتی تھی زینب	ہر بات پہ خلعت اسے پہناتی تھی زینب

اسی اثنا مین نوبت عقد نہ پہونچی تھی نظم

ناگاہ چھپا خاک مین خورشید نبوت	پھر حشر ہوا مر گئین خاتون قیامت
خط کوفہ سے آیا کہ علی کی ہوئی رحلت	مسجد مین گرا کعبۂ پر نور امامت
سر پیٹتے پُرسے کو سب اہل وطن آئے	بن باپ کے کوفہ سے حسینؑ و حسنؑ آئے
فاتح جو ہوئے سوگ شہ قلعہ شکن سے	تھا ربط وہی ہند کا سلطان زمن سے

حضرت نے کیا مشورہ خلوت مین حسنؑ سے	شبیرؑ نے رضا عقد کی دی وجہ حسن سے
احکام پیمبر سے اور الہام خدا سے	پس عقد ہوا ہند کا شاہ شہدا سے

چونکہ ہند حسن مین شہرۂ آفاق تھی صانع قدرت نے ایسا سراپا عطا فرمایا تھا کہ جسکی تعریف مین عقل حیران فہم سرگردان ہے نہ دید ہے نہ شنید ہے رفتہ رفتہ یہ خبر پسر حاکم شام کو پہونچی تو یزید پلید بسماعت حسن وجمال ہند بیتاب ہوکر خواہان وصال اُس حور تمثال کا ہوا اگرچہ کوئی صورت نظر نہ آئی اپنی طبیعت دیوانہ وار بنائی الغرض جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی کہ یزید باشتیاق وصال ہند نہایت بیتاب ہے تو اُسنے کئی خط بدین مطلب بخدمت بابرکت جناب امام حسنؑ تحریر کئے کہ آپ اپنے بھائی حسینؑ کو سمجھا کر ہند کو طلاق دلوا دیجئے کیونکہ یزید جاہل ہے اُسکی طبیعت ہند کی طرف مائل ہے مجھ کو خوف ہے بیت

یہ عقد نہ باعث ہو کسی بے ادبی کا	کینہ نہ کہین دل مین پڑے آل نبی کا

میرے دل کو نہایت خطر ہے پس یہی مدنظر ہے کہ عقد ہند کا یزید سے ہو اور جو کہ یہان خطوط شام سے آتے تھے بیت

شبیرؑ کو ہر نامہ دکھا دیتے تھے مولا	کہتے تھے نہ کچھ سر کو جھکا لیتے تھے مولا

اگر اس حال کو تمام وکمال لکھتا ہون تو طول ہوگا القصہ جناب امام حسینؑ نے طلاق دیکر ہند کو رخصت کیا اُس روز سے ہند بوجہ عشق امام حسینؑ اپنے گھر سے قدمبوسی کو اکثر آتی تھی اور بعد حصول قدمبوسی واپس جاتی تھی جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی کہ حسینؑ نے ہند کو طلاق دی تو اُسنے حاکم یثرب کو تحریر کیا کہ ہند کو کسی طرح رضامند کرکے روانہ شام کر ہرچند کہ حاکم نے اس بات مین کوشش کی مگر وہ نیکبخت راضی نہ ہوئی الغرض ایک روز موقع پاکر نظم

ظالم کو لکھا حاکم یثرب نے یہ ناگاہ	لے ہند کے کنبہ مین کسی شخص کا ہے بیاہ
وان جائیگی مہمان مدینہ سے یہ ذیجاہ	فوج اُسنے روان کی کہ رہے جا کے سر راہ
جب ہووے سواری کا گذر راہ گذر مین	داخل یہ کرین ہند کو لاکر مرے گھر مین

القصہ پئے نور چلے شام سے ناری	گوشہ مین سر راہ پہ چھپے دشمن باری
لکھا ہے وہان ہند کی آئی جو سواری	اک دفعہ سواری پہ گری فوج وہ ساری
بولی کہ خبردار جو کچھ بے ادبی کی	مین خادمہ ہون سبط رسول عربی کی

بسماعت کلام ہند خوش انجام فوج نافرجام حاکم شام نے کہا کہ تیرا ادب ہمکو خود منظور نظر ہے کیونکہ آپ کا مشتاق حاکم شام کا پسر ہے شبیر کے یہان فاقہ اور وہان دولت و زر ہے یہان تجکو رنج و مصیبت ہے وہان دولت و حشمت ہے یہ سنکر نظم

فریاد کی اسنے کہ ڈر و خوف خدا ہے	توبہ کرو توبہ کرو فاسق کی ثنا ہے
پیوند مرا ہو چکا ہے آل عبا سے	رشتہ ہے محبت کا امام دوسرا سے
بتلاؤ تمھین کون بھلا دُرِّ نجف ہے	وہ ہند کا پوتا ہے یہ زہرا کا خلف ہے
گو سبط نبی نے مجھے آزاد کیا ہے	لیکن مری جان ان پہ تصدق ہو فدا ہے
دنیا مین کسی رتبہ کی حاجت مجھے کیا ہے	کہلا چکی زہرا کی ہو شکر کی جا ہے
اب میل نہ دنیا مین نہ دولت کی طلب ہو	کافی مجھے تا زیست یہی فخر بس اب ہے
وہ خار ہے یہ گل ہے وہ ہے ننگ یہ ہے نام	شیطان کا وہ وسواس یہ رحمن کا الہام
وہ درد یہ تسکین وہ ایذا ہے یہ آرام	وہ دیر ہے یہ کعبہ ہے وہ کفر یہ اسلام
وہ جہل مین بوجہل یہ دانش مین نبیؐ ہے	وہ بخل مین قارون ہے یہ بخشش مین علیؑ ہے
وہ نار ہے یہ نور وہ زقوم یہ طوبا	وہ زخم یہ مرہم وہ مرض اور یہ مسیحا
وہ سحر یہ اعجاز وہ فرعون یہ موسا	وہ قہر یہ رحمت وہ نجاست ہے یہ تقویٰ
ہر مصحف معبود کی صحت یہ فقط ہے	وہ حرف غلط لفظ غلط فرد غلط ہے
پوشاک مری چھین لو زیور مرا لے لو	اب آنکھ مین سب خاک ہے بستر مرا لے لو
ساتھ آؤ مرے لوٹ کے سب گھر مرا لیلو	لیجاؤ نہ وان کاٹ کے یان سر مرا لے لو
اللہ کا ڈر ہے نہ پیمبر کا ادب ہے	سادات کی لونڈی پہ یہ کیا قہر و غضب ہے

ہر چند ہند نے نالہ و فریاد کی مگر اُن ملاعین نے کچھ نہ سُنا آخر کو کہنے لگی کہ اچھا برائے خدا اتنی مہلت دو کہ قدم بمنت لزوم حضرت زینبؑ کی زیارت کر آؤن شبیر کی قدمبوسی سے مُشرف ہو آؤن مگر کوئی بات متعینہ سپاہ شام نے منظور نہ کی اور بہ جبر و تعدی محصور کر کے حاکم شام کے پاس لیگئے نظم

حاکم نے کیا ہند سے عقد اپنے پسر کا	ایک ایک پہ قدغن کیا یثرب کی خبر کا
نے جائے ادھر کا نہ کوئی آئے اُدھر کا	ہان نام نہ لے اب کوئی شبیرؑ کے گھر کا
پر یاد نہ تھا ہند کو اک حرف لعین کا	کلمہ تھا اُسے نام جناب شہ دین کا
تھی بسکہ یہ شیدائے جمال شہ ابرار	گذرے جو کئی سال تحمل ہوا دشوار
عرضی مین یہ لکھ بھیجا کہ اے خاصۂ غفار	دیکھون مجھے دکھلاتی ہے کیا حسرت دیدار
سیدانیون کے شوق زیارت مین مرونگی	پھر حشر تلک قبر مین تڑپا ہی کرونگی
حضرت نے کیا خامۂ اعجاز سے تحریر	اے ہند نہ مضطر ہو نہ مایوس نہ دلگیر
تدبیر ملاقات مین سرگرم ہے تقدیر	کنبہ لئے آتا ہے ترے شہر مین شبیرؑ
وان دیکھیو تو آل پیمبر کے حشم کو	اُس شان سے دیکھا ہے نہ زینب کو نہ ہمکو
اُس رقعہ کو پڑھتے ہی ہوئی ہند کو حیرت	جی مین کہا کس شان سے یان آئینگے حضرت
چندان نہ ملازم ہین نہ لشکر ہے نہ حشمت	ہان قبضۂ قدرت مین ہے اللہ کی قدرت
لکھا ہے کہ آؤنگا اسی شوکت و شان سے	یہ دھیان نہ تھا زینبین بندھی ہونگی سنان سے
زینب کے تصور مین یہ کہتی تھی وہ ششدر	اُتری تھی جو زہرا کے لئے عرش سے چادر
اغلب ہے کہ اوڑھے اُسے ہو دختر حیدرؑ	فردوس کے یاقوت زمرد کا ہو زیور
یہ علم نہ تھا اُسکو کہ لُٹ جائیگی زینبؑ	بھائی کا لہو منھ پہ ملے آئیگی زینبؑ

ناگاہ اسی عرصہ مین بعد مرنے معاویہ کے نوبت تخت نشینی یزید پلید کی آئی اور وہ ملعون خواہان بیعت امام مظلوم سے ہوا اور حاکم کوفہ کو تحریر کیا کہ اگر حسینؑ میری بیعت منظور نہ کرین تو سر مبارک

کاٹ کر میرے پاس بھیجدے الغرض بیت

لشکر تو چلا شام سے شپّیر وطن سے		عاشور کو مقتل مین چھٹا بھائی بہن سے

راوی لکھتا ہے کہ روز عاشور نظم

جب قتل کیا شمر نے زہرؑا کے پسر کو		مرقد مین دیا داغ دل خیر بشر کو
جنت مین برہنہ کیا جبریلؑ نے سر کو		کیا رنج دیا فاطمۂ نیک سیر کو
چاک اپنا گریبان کیا حیدر نے حسنؑ نے		یہ جوش کیا خون شہنشاہ زمن نے
گلرنگ در و بام ہوے روم سے تا شام		پر شام کا حاکم اُسے سمجھا شفق شام
لکھا ہے کہ اسوقت یہان ہند خوش انجام		سجادہ پہ مصروف عبادت تھی لب بام
ناگاہ مصلّے اُسے گلگون نظر آیا		ملبوس جو پہنے تھی وہ پرخون نظر آیا
تشویش و تردد مین نماز اُسنے ادا کی		تسبیح پڑھی اُنگلیون پر خیر نسا کی
پھر ہاتھ اُٹھا کر پئے مولا جو دعا کی		گلرنگ ہتھیلی ہوئی اُس اہل وفا کی
سمجھی کہ بلا چرخ سیہ فام سے اوتری		پڑھتی ہوئی بس نادعلی بام سے اُتری
کوٹھے کے تلے آتے ہی حاکم کو پکارا		آیا جو شقی اُسکو لباس اپنا دکھایا
ہر قطرۂ خون اُنگلیون سے اُسکو بتایا		تھرا کے کہا قہر خدا بندون پہ آیا
محشر ہے بپا نالۂ جنات و ملک سے		پانی کے عوض خون برستا ہے فلک سے
سُنتی ہون کہین ہے ترے لشکر کی چڑھائی		کہہ صاف کہ منظور ہے کس گھر کی صفائی
یثرب سے کوئی تازہ خبر تو نہین آئی		زہرؑا کی نشانی تو نہین تو نے مٹائی
کس معرکہ مین تیرا خزانہ ہوا خالی		ہلتی ہے زمین کس سے زمانہ ہوا خالی

یہ سُنکر وہ غدار بولا کہ ہان نام پیمبر مٹایا گیا سیّد بے سر ہوا استماع اس کلمہ کے ہند نیک اختر نے کہا کہ اے ستمگر خاک تیرے مُنھ پر ہوش مین آ دیوانون کی سی باتین کر الغرض یزید پلید ہند کے قریب سے چلا آیا اُس روز سے ہند آٹھون پہر ہجوم رنج و آلام مین بسر کرتی تھی اتفاقا

ایک شب خواب پریشان دیکھکر ہند نے گریبان پھاڑا خواصون نے ہاتھ پکڑا اور عرض کی کہ اے بی بی یہ کیا ہے تب وہ مضطر اور حیران ہوکر کہنے لگی کہ مین نے خواب مین آقا حسینؑ کو آج عجیب حال سے دیکھا ہے کہ سر مُبارک نیزہ پر سوار ہے اور قریب آپ کے ایک شتر بے کجاوہ پر زینب بیدیار ہے زنجیر و طوق پہنے ہوے عابد بیمار ہے اور اُنکی جلو مین رسول خدا و علی مرتضی اور فاطمہ زہرا ہین تم سب دریافت کرو کہ شام مین کوئی بندی تو نہین آئی یہ حال سُنکر نظم

کی عرض کنیزون نے مفصل نہین معلوم — پر شہر مین ہے جشن و چراغون کی بڑی دھوم
سُنتے ہین کہ دنیا سے سدھارا کوئی مظلوم — ناگاہ بجا طبل ورود سپہ شوم
دل ہل گئے جنبش مین زمین و فلک آئے — سر ننگے بنی فاطمہ ناکہ تلک آئے

کیا حال کہون داخلۂ فوج عمر کے — راکب بھی زرہ پوش تھے اور زین تھے زر کے
ہاتھون مین چمکتے ہوئے پھل تیغ و تبر کے — کہتے تھے یہ تیغین نہین حربے ہین ظفر کے
ان بجلیون نے باغ علی خشک کیا ہے — شیر ذکا انھین مچھلیون نے خون پیا ہے

اور پشت پہ سب لوٹ کے اسباب برابر — بقچون مین لئے چادرین صندوقون مین زیور
یان توسن اکبر وہان گہوارہ اصغر — اونٹون پہ حرم نیزون کی نوکون پہ کٹے سر
غل تھا کہ سر آتا ہے حسینؑ ابن علیؑ کا — یہ سیدون کے سر ہین وہ کنبہ ہے نبیؐ کا

آہ آہ اب کیونکر عرض کرون اُسوقت ہند کا کیا حال تھا چادر سر سے پھینکدی گریبان چاک کیا ہر ایک لونڈی سے بمنت وزاری یہ کہا کہ براے خدا جلد ان اسیرون کی خبر لاؤ مفصل حال بتاؤ کس ملک اور قوم اور قبیلہ کے ہین اسی اثنا مین قافلہ اسیرون کا نزدیک دروازۂ یزید کے پہونچا الغرض نظم

نزدیک رہا جبکہ در حاکم گمراہ — باندھے گئے رسّی مین غلامان حرم آہ
استادہ تھی اک خادمۂ ہند سر راہ — دوڑی وہ خبر لے کے گیا ہند کو آگاہ

لو پھر چکے ہر کوچہ و بازار مین قیدی ۔ کوٹھے پہ چلو جاتے ہین دربار مین قیدی
کوٹھے پہ تو وہ چڑھ ہیکی حال تھا تغیر ۔ آہستہ چلی جانب در شہ شدہ دلگیر
ساتھ اُسکے ہوئی حاکم بدکار کی ہمشیر ۔ ہمراہ خواصین تھین بصد عزت و توقیر
تھا مقنعۂ زر خواہر بے پیر کے سر پر ۔ چادر بھی نہ شبیرؑ کی ہمشیر کے سر پر

الغرض قریب مکان دربار جو دروازہ محلسرا کا تھا وہان آکر ہند مع خواہر بداختر یزید کے کرسی پر بیٹھی اور دروازے مین چلمن چھوڑکر پردہ باندھ دیا آہ آہ کیون حضرات زوجۂ یزید اور بہن اُسکی کس شان و شوکت سے دروازہ پر آکر بیٹھی ہین اور تمھاری شہزادیان کس خواری اور ذلّت سے دربار مین آتی ہین پس جسوقت اہل بیت اطہار دربار بدکردار مین آئے تو ہند نے فوراً اہلبیت رسول کو شناخت کرلیا خصوصاً حضرت زینب کو پہچان لیا اور اس طرح بیت

نظم

چلّائی کہ فریاد رسول عربی کی ۔ یہ تو مری شہزادی نواسی ہے نبیؐ کی
تھرا گئی حاکم کی بہن اُسکے سخن پر ۔ ہاتھ اپنا دھرا ہند خوش ایمان کے دہن پر
بولی مرا بھائی ہے شریعت کے چلن پر ۔ یہ ظلم کرے گا وہ بھلا شہ کی بہن پر
شک ہے تجھے یہ خواہر شبیرؑ نہو گی ۔ ایسی تو مرے بھائی سے تقصیر نہو گی
فہمیدہ ہو تم خود نہین سمجھانے کے قابل ۔ یہ بات نہین آپ کے فرمانے کے قابل
زینب ہے بھلا محکمہ کے آنے کے قابل ۔ رسّی جگر فاطمہ کے شانے کے قابل
سر ننگے یہ ہمشیر امام مدنی ہے ۔ ہے ہے نہ کہو بے ادبی بدشگنی ہے
اتنے مین رکھا تخت پہ وان طشت طلائی ۔ ہر سو سر شبیرؑ نے کی جلوہ نمائی
یان ہند کو چلمن سے تجلّی نظر آئی ۔ پس چوب شقی نے لب شہ پر جو لگائی
پھر ہند کے دل کو نہ کسی طرح کل آئی ۔ سر پیٹتی پردے سے کھلے سر نکل آئی

اور دربار مین روتی پیٹتی سر برہنہ روبروے یزید کے کھڑی ہو کر کہنے لگی کہ اے شقی ازلی تونے غضب کیا فرزند رسول ثقلین پارۂ جگر فاطمہ بدر حنین ابا عبداللہ الحسین کہ جسکی خدمتگزاری

کو روز ولادت باسعادت لعیا حور جنان مع گروہ حوریان آئی اور جسکا جھولا اکثر جبرئیل امین نے جھولایا اُسی کا سر کٹوا کر تو نے شہر بشہر پھرایا اور دربار مین منگایا حضرات اُسوقت یزید پلید ہند کو سر برہنہ دیکھکر نہایت منغص اور آشفتہ ہو کر تخت سے اُٹھا اور ایک چادر سر پر ہند کے ڈالدی اور تمام اُمرا و حاضرین دربار سے کہنے لگا کہ مُنھ اپنے اپنے ڈھانک لو کہ ہند ناموس میری ہے اور ہند سے کہا کہ تجکو دربار مین آنا مناسب نہین تھا نظم

رسوا ہوا اقلیم مین اب نام ہمارا — ناموس نکل آیا سرعام ہمارا

یون وارثی ہند جو کرنے لگا جلّاد — سیدانیون نے وارثون کو اپنے کیا یاد
فضّہ نے کہا غور کر اے بانی بیداد — اک ہند کے آنے سے تو اس درجہ ہو ناشاد
اے وائے قتل روح رسولؐ عربی کا — عاشورے سے سر ننگے ہے سب کنبہ علیؑ کا

بانوے حزین سہم کے عابد کو پکاری — منھ پھیر لو تم بھی یہان ہند آتی ہو واری
زینب پہ عجب طرح کا غصہ ہوا طاری — چلائی کہ انصاف ترے ہاتھ سے ہے ناری
بنت شہ مردان ہون نہ مرنے سے ڈرونگی — اس دم تو مین قائل تجھے مجمع مین کرونگی

لے تو ہی اب انصاف کر اے حاکم بے پیر — ناموس کا اپنے تو یہ پردہ ہے یہ توقیر
تشہیر کا فتوے ہے لئے عترت شبیرؑ — دربار کہان اور کہان آہ یہ دلگیر
واجب ہے تجھے بانوے دلگیر کی حرمت — واہ ہے تری حرمت یہ ہو شبیرؑ کی حرمت

کہہ ہند کے یان آنے سے کیا حال ہے جی کا — اب تجکو نہین پاس اسیرون مین کسی کا
لا دھیان مین اندوہ رسولؐ عربی کا — عاشورہ سے انبوہ مین کنبہ ہو نبیؐ کا
اغلب ہے کہ ہند آئی تو دربار مین آئی — مین ماریہ سے شام کے بازار مین آئی

بے پردگی ہند سے اتنا تو ہے مضطر — سر کھلنے سے بانو کے تڑپتے ہین پیمبر
جس روز سے مین بال کھلے پھرتی ہون دردر — اماں مری جنت مین نہین اوڑھتین چادر
چلاتی ہے تو ہند کی صورت کو نہ دیکھو — کہتے ہین پیمبر مری عترت کو نہ دیکھو

سر ننگے ہی آئی ہے فقط ہند خوش اقبال
دکھلائیں کسے ہم یہ بندھے ہاتھ کھلے بال
دل ٹکڑے ہے اور پشت بھی ہے نیزون سے غربال
کن آنکھون سے تو دیکھتا ہے بیوون کا یہ حال
آنکھیں ادب ہند سے سب بند گئے ہین
ہم آل نبی آہ تماشے کے لئے ہین

اور اسی طرح کلمات طعن و تشنیع ہند نے بھی یزید پلید سے بیان کئے کہ اے ملعون تجکو میری عزت اور حرمت کا تو اسقدر پاس و لحاظ ہوا کہ میرے سر پر چادر ڈالدی اور امرا کو آنکھیں بند کرنے اور مُنھ پھیرنے کا حکم دیا اور عترت رسول مختار و دختران حیدر کرار کو ذلیل و حقیر کرکے شہر بشہر بے مقنعہ و چادر پھرایا اب آج سے نہ تو میرا شوہر نہ مین تیری زوجہ ہوں یہ سُنکر وہ ملعون پشیمان ہوکر کہنے لگا کہ اے ہند مجھے قسم ہے اگر مین نے قتل کیا ہو حسینؑ ابن علی کو خدا بُرا کرے ابن مرجانہ کا کہ جسنے بلا استمزاج میرے سر جدا کیا اب مین تجکو منع نہین کرتا جسقدر منظور ہو ماتم حسین مین گریہ و بکا کر اس طرح بیحجاب سر و پا برہنہ مجمع عام مین نکلنا مناسب نہ تھا یہ بات سُنکر ہند مع اہلبیت اطہار داخل محل ہوئی بعض روایات مین لکھا ہے کہ اسوقت تک ہند کو بوجہ شان و شوکت خاندان نبوی شک باقی تھا جب محل مین پہونچی تو حضرت زینبؑ کیطرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ اے بی بی سر اُٹھاؤ کچھ کلام فرماؤ تمکو قسم ہے اُسی سر انور کی جو نوک نیزہ پر سب کے آگے تھا اور طشت طلا مین رکھا گیا تم کس قبیلہ سے ہو اُسوقت نظم

زینب سے ضبط ہو نہ سکا سُن کے یہ کلام
چھاتی کو پیٹ کر یہ پکاری وہ تشنہ کام
اے بی بی وہ مین ہوں کہ گھر کا تمام
بن بھائی کی مین ہوگئی مارے گئے امام
آئی تب ہی دفتر عالم اُلٹ گیا
وہ ہے سر حسین جو خنجر سے کٹ گیا
لیتی ہے مجھ سے جس سر انور کی تو قسم
وہ سر سنان نیزۂ خولی پہ تھا علم
صدمے ہوے کانون سے اُس سر کو دمبدم
رکھا وہ سر تنور مین خولی نے بستم
عالم نہ کیون سیاہ ہو میری نگاہ مین
پتھر لگائے لوگون نے اس سر پہ راہ مین
یہ سُن کے پیٹنے لگی تب ہند خوش سیر
پھینکا زمین پہ نوچ کے زیور ادھر اُدھر

آواز دی خواصون کو اسدم بچشم تر — لو سرون کو کھول کے اب حلقہ باندھکر
بیکس کا غم ہے خاک اڑاؤ بجا کرو — گھر فاطمہؑ کا لٹ گیا ماتم بپا کرو
پیٹا سرون کو سب نے یہ سنکر بحال زار — غل پڑ گیا حسینؑ کے ماتم کا ایکبار
چلائیں ساری بیبیان سید ترے نثار — ہے ہے گلے پہ چل گئی تیغ ستم کی دھار
سوئے لحد مین آس غریبون کی توڑ کے — دنیا سے کوچ کر گئے زینب کو چھوڑ کے

زینب یہ بولی جبکہ سنے اسنے یہ سخن — ہے ہے بنی کہان لحد سرور زمن
سید پڑا ہے دشت مین بیگور و بے کفن — دامان گرد ڈھانپے ہے مظلوم کا بدن
پڑتی ہی گرم دھوپ تن پاش پاش پر — چادر تلک نہین مرے بھائی کی لاش پر

اے بیبیو سنا ہے کہین تمنے یہ ستم — پانی دیا نہ شمر نے پیاسے کو مرتے دم
تو ضرب مین قفا سے کیا شہ کا سر قلم — اس شاہ پر یہ ظلم تھا اور دیکھتے تھے ہم
مر کر بھی ہائے چین نہ پایا شہید نے — دوڑائے گھوڑے لاش پہ فوج یزید نے

ہے ہے کیا نہ حرمت احمدؐ کا کچھ خیال — خیمے جلا کے لوٹ لیا سب متاع و مال
برباد ہو گئے حرم شاہ ذوالجلال — اونٹون پہ شہر شہر پھرے کھولے سر کے بال
چھوڑا بجبر لاشۂ شہ مشرقین کو — اس دن بھی صف بچھا کے نہ روئی حسینؑ کو

اب بوجہ طوالت اس مجلس کو مؤلف ختم کرتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ حال زندان مجلس آئندہ مین گذارش کرے گا

روشن ہو قلب رونے سے آنکھون مین نور ہے
زینبؑ مدد وزیر کی تم کو ضرور ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
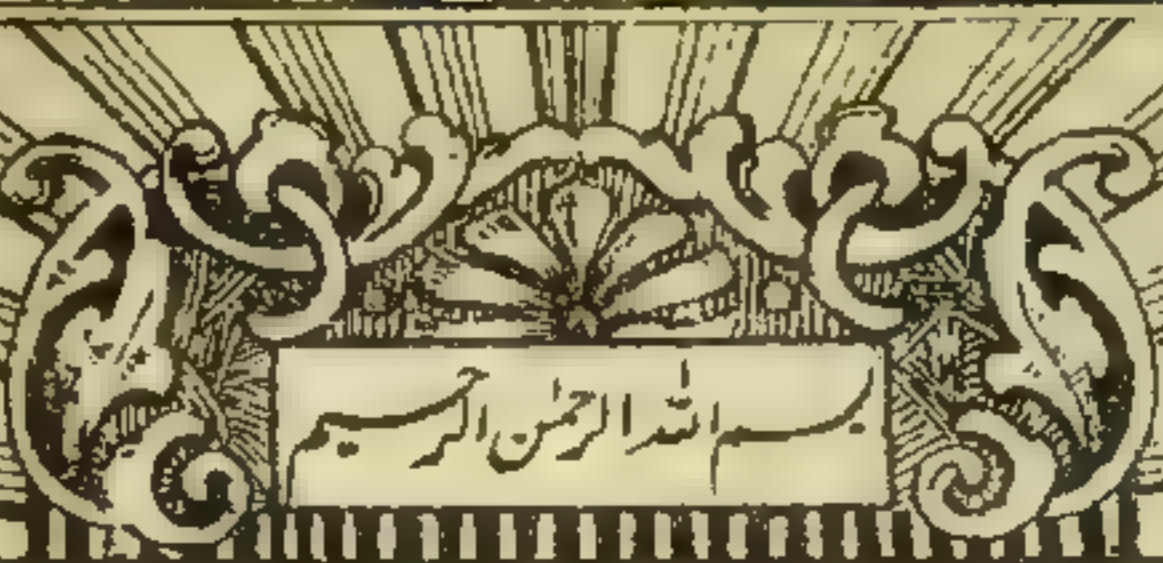
مجلس بذکر اسیری اہلبیت و آمدن ہند بزندان مع دختر خود

افسوس اہلبیت کہاں وہ مکان کہاں	اُجڑی ہوئی زمین کہاں آسمان کہاں

اے مومنین اگرچہ قدر و منزلت جناب حوّاؑ زوجہ حضرت آدمؑ اور آسیہ زن فرعون اور حضرت مریمؑ مادر جناب عیسیٰؑ اور جناب ہاجرہ و جناب خدیجہ زوجہ جناب رسولخداؐ کی سب مستورات سے زیادہ علی الاجواقتدار کہ جناب فاطمہ زہرا دختر جناب رسول مقبول نے پایا کسی بی بی کو حاصل نہین ہوا اور اُسکے جاننے کی حاجت نہین ہے کیونکہ اظہر من الشمس ہے کہ آپ سردار جملہ مستورات جہان و حوران جنان کی ہین جیسا کہ کمترین نے خاص مجلس اس مخدومہ دارین مین عرض کیا ہے الا بعد قدر و منزلت جناب فاطمہ زہرا کے بزرگی اور حرمت جو جناب زینبؑ کی ہوئی وہ کسی بی بی نے نہین پائی النظم

کیا مرتبہ بنت نبی عقدہ کشا ہے	خاتون جنان فخر زمان دوسرا ہے
بلقیس و خدیجہ سے شرف اُنکا سوا ہے	عصمت جسے کہتے ہین وہ زینبؑ کی ردا ہے
زہرا سے بزرگی مین برابر نہین کوئی	زینبؑ کا بجز فاطمہؑ ہمسر نہین کوئی
ہان گوہر دریائے شجاعت مین تو یہ ہین	تاج سر بلقیس شرافت مین تو یہ ہین
معصبان سرا پردہ عصمت مین تو یہ ہین	مصحف کی قسم آیۂ رحمت مین تو یہ ہین
عزت جب تو زہرا کے برابر ہے انھین کی	چھپتے ہین گنہ جس سے وہ چادر ہے انھین کی

ماں سیدۂ پاک ہے خاتونِ معظم ۔ وہ زینت کونین یہ تاجِ سرِ عالم
آدم سے علی پہلے یہ حوّا سے مقدم ۔ قرآنِ رسالت میں ہیں یہ سورۂ مریم
عصمت کا اُدھر سر ہے قدم جس طرف انکا ۔ محبوب خدا سے کوئی پوچھے شرف انکا

ہے عرش جہاں پست وہ رتبہ ہے انھیں کا ۔ خورشید نے دیکھا نہ وہ سایہ ہے انھیں کا
فردوس مقام انکا ہے طوبیٰ ہے انھیں کا ۔ کہتے ہیں جسے شرم وہ پردہ ہے انھیں کا
حوروں سے بھی تشبیہ انھیں دے نہیں سکتے ۔ بے وصل علی نام ملک لے نہیں سکتے

نانا شہ لولاک پدر حیدر صفدر ۔ ماں حضرت زہرا جگر و جان پیمبر
سردار جوانان جنان دونوں برادر ۔ اک حضرتِ شبیر تو اک حضرت شبر
بو طالب ذی شوکت و شان آپ کے جد ہیں ۔ دادی اسد اللہ کی ماں بنتِ اسد ہیں

اللہ رے اقبال خوشا عزّت و توقیر ۔ پائی نہیں ابتک کسی بی بی نے یہ تقدیر
خوبو سے عیاں فاطمہ کے دودھ کی تاثیر ۔ صانع نے بنائی تھی عجب نور کی تصویر
بیٹی بھی ہو اس شان کی بابا ہو جب ایسا ۔ آپ ایسی گھر ایسا حسب ایسا نسب ایسا

کیوں اہل عزا جسکا یہ رتبہ ہو یہ توقیر ۔ زندان میں اُسے قید کرے فرقۂ بے پیر
افسوس ہو اُس بی بی کی برگشتہ ہو تقدیر ۔ بازار میں سر ننگے پھرے خواہر شبیرؑ
جو ہاتھ اُٹھیں اُمتِ عاصی کی دعا میں ۔ اعدا انھیں باندھیں رسن ظلم و جفا میں

چنانچہ مصیبت زدگان خاک نشین و اخبار نویسان محبوسان خرابۂ شام بد انجام حال اسیری اہلبیت اطہار اس طرح بر تحریر کرتے ہیں کہ جب ان مخدرات نے سختی دربار سے فرصت پائی بحکم یزید پلید حضرت عابد با زنجیر اور حضرت زینب و کلثوم و رقیہ و جناب کبرا و سکینہ دستگیر زندان میں بھیجدیے گئے اور خود یزید ملعون اپنے محل میں داخل ہوا اُسوقت شام کے ہر کوچہ و بازار میں بلکہ خانہ بخانہ ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور ہر زن و مرد کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا بیت

یوں خرابی میں اسیر آن کے کم قید ہوئے ۔ جس ستم سے کہ اسیران حرم قید ہوئے

چنانچہ تحریر ہے کہ تمام صغیر و کبیر چہ جوان و چہ پیر چاروں طرف زندان کے آکر حال گریہ اہلبیت سماعت کر کے رویا کرتے تھے بلکہ انسان تو ایک طرف بنی جان اور فرشتگان بھی مصروف ماتمداری تھے نظم

چشم رضوان اسی اندوہ سے نم ہوتی تھی ۔۔۔ آگے زندان میں ہر اک حور جناں روتی تھی
دیکھکر آل محمد کو خرابی میں اسیر ۔۔۔ حامل عرش الٰہی بھی تھے از حد دلگیر
قدسیوں کے لب طاہر پہ یہی تھی تقریر ۔۔۔ خوب کی اُمت احمد نے حرم کی توقیر
ظلم خاصان خدا پر یہ ہوا یاں ہے ہے ۔۔۔ ہائے ناموس نبی اور یہ زندان ہے ہے
دیکھکر قید میں عترت کو رسول مختار ۔۔۔ روتے تھے خانۂ زندان میں بس ڈاڑھیں مار
تھے حزیں حیدرؑ صفدر بھی بچشم خونبار ۔۔۔ نالہ کش تھے حسنؑ سبز قبا لیل و نہار
رات دن خانۂ زندان میں نبی روتے تھے ۔۔۔ انکے پیچھے کھڑے اُس شہ کے وصی روتے تھے
روتے زندان میں تھے جسدم کہ اسیران زمن ۔۔۔ ساتھ ہی روتی تھیں حوریں بھی بشور و شیون
اشکوں سے کرتی تھیں ہاجرہ بھی تر اپنا دامن ۔۔۔ نالہ کش مریم و سارا تھیں بصد درد و محن
اور حواؑ و خدیجہؑ وہاں غش ہوتی تھیں ۔۔۔ حضرت فاطمہؑ یہ کر کے بیاں روتی تھیں
دیکھو اے بیبیو ہے قید میں میرا کُنبا ۔۔۔ ہے یہ کلثومؑ مری بیٹی یہ زینبؑ دُکھیا
یہ سکینہ یہ رقیہ یہ دُلھن ہے کبرا ۔۔۔ شہربانو ہے بہو میری یہ بنت کسرا
سر رکھے زانو پہ روتی جو بصد یاس ہے یہ ۔۔۔ اے خواتین جناں زوجۂ عباسؑ ہے یہ
طوق و زنجیر جو یہ پہنے ہوئے روتا ہے ۔۔۔ یہی سجادؑ دل افگار مرا پوتا ہے

پس جناب فاطمۂ زہرا کا یہ پُر درد بیان جس وقت خواتین جنان نے سُنا ایک شور گریہ و بکا کا زندان میں برپا ہوا آسمان لرزے میں آئے الغرض جس وقت گریہ اہلبیت کا شور و غل ہوا تھا نظم

اُٹھتا تھا بسکہ آہوں کا ہر دم دھواں سیاہ ۔۔۔ وہ دن میں ہو گیا تھا وہ سارا مکاں سیاہ
جیسے سیاہ تھے نسیاہ سائبان سیاہ ۔۔۔ تھا چشم اہلبیت میں سارا جہان سیاہ

آرزوے شادی کا بیان کرنا کبھی جناب رسولخدا کی مشابہت کبھی اذن یاد کرنا کبھی یہ کہنا بیت

بیٹا تمھاری قبر پہ جب یان سے جاؤنگی
سہرے کے بدلے پھولونکی چادر چڑھاؤنگی

لیکن سب سے زیادہ بیقراری اور آہ وزاری حضرت زینب کی تھی کہ جو بیان نہین ہوسکتی نظم

کیا حال بنت فاطمۂ زہرا کرون بیان
وہ بین دلخراش وہ فریاد وہ فغان

آہین وہ سرد گرم وہ نالے کراں [illegible] مان
جب ہاے بھائی کہتی تھی ہلتا تھا آسمان

کہتے تھے سن کے جن و ملک اُنکے بین کو
زہرا بھی ہوتین تو یونہین روتین حسینؑ کو

دن رات بیٹھنے کے سوا تھا نہ کوئی کام
منھ دشت کربلا کی طرف لب پہ یہ کلام

بھیّا بہن تڑپتی ہے زندان مین صبح و شام
اور آپ بیخبر ہین تعجّب کا ہے مقام

کس سے کہون جو ہجر کی ایذا گذرتی ہے
اتنا تو پوچھیے کہ بہن کیا گذرتی ہے

صدقے گئی دکھاؤن کسے اپنا حال زار
دل زخمدار ہے تو کلیجہ ہے داغدار

شانے تمام نیزون کی نوکونسے ہین فگار
ماتم مین سر کھلا ہے گریبان ہے تار تار

زندان مین اوڑھنا بھی بچھونا بھی خاک ہے
تن پر لباس گر ہے بھی اشکون سے چاک ہے

صدقے گئی اسیر بہن کی مدد کو آؤ
بھیّا مین جان بلب ہون مجھے قید سے چھڑاؤ

بہن آنے کس طرح دل بیتاب کو بتاؤ
بے بہن تو جیتی ہو اور تم کفن نہ پاؤ

غم سے نظر مین خلق کی بستی اُجاڑ ہے
ہر شب ہے مجھ پہ قہر ہر اکدن پہاڑ ہے

زندان مین یون تڑپتی ہون بھائی مین سوگوار
جیسے قفس مین بلبل شیدا ہو بیقرار

کی سبنے نگاہ یاس سے [illegible] ہزار بار
مرجھا رہا ہے دُھوپ مین زہرا کا گلعذار

سایہ ہین کر رہی [illegible] بابا شس پہ
للہ مجھکو جانے دو بھائی کی لاش پہ

بس حضرت زینب کے بینون سے آل نبی مین محشر برپا ہو گیا عرش و کرسی تھرانے لگے وحوش
وطیور جن و انس سب کے سب گھبرا گئے نزدیک قیدخانہ محل یزید تھا راوی لکھتا ہے کہ اس
محل مین ہندہ زوجہ یزید رہتی تھی جب یہ آوار گریہ وزاری او نالہ و بیقراری اُسکے کان مین

پہونچی دن کا کھانا رات کا سونا چھوٹ گیا ہر چند لونڈیاں سمجھاتی تھیں کہ بی بی خاوند آپ کا بو ملکِ شام
و حشم و حشام ہے حاکم شاد کام ہے آپ کا دل کیوں اداس ہے ہر ایک کنیز آپ کی بہ حواس
ہے بجواب گذارش لونڈیوں کے ہند کہتی تھی کہ مجکو خود نہیں معلوم دل سنسناتا ہے کلیجہ منھ کو
آتا ہے زندان سے آواز گریہ محبوسان بلا سنکر میری روح پر صدمہ ہے **نظم**

واللہ پار ہوتی ہے سینہ سے ان کی آہ
کیا درد ہے بکا میں کہ اللہ کی پناہ
ہے ہے کسے یزید نے لوٹا ہے بیگناہ
کسکو ستایا کسکا بھرا گھر کیا تباہ

ہر دم صدا میں سینہ زنی کی بلند ہیں
کس کے حرم ہیں یہ کہ جو زندان میں بند ہیں
قیدی ہوے ہیں لوگ بہی زندان میں بارہا
لیکن کسی کے رونے کی آتی نہ تھی صدا
ان قیدیوں پہ کرب یہ کیسا ہے اے خدا
زاری جو رات دن ہے تو شام و سحر بکا

ہمتو بشر ہیں کیوں نہ کلیجہ کباب ہو
پتھر بھی انکی آہ جو سن لے تو آب ہو
رونے پہ لگنے ہوتا ہے ٹکڑے مرا جگر
لگتی ہے دل پہ چوٹ یہ جب پیٹتے ہیں سر
کہتی ہے کوئی ہاے مرا نوجوان پسر
نوحہ ہے یہ کسی کا کہ ہے ہے مرے پدر

عورت یہ کون سی ہو کہ جان اپنی کھوتی ہے
شب بھر تڑپ تڑپ کے برادر کو روتی ہو
ان بیبیوں میں ہے کوئی دختر جگر فگار
فرقت میں باپ کی نہیں کدم اُسے قرار
اس درد سے بلکتی ہے شب بھر وہ سوگوار
سر پیٹتی ہے ابا ابا کہہ کے باربار

ماں سے ہے ضد کہ لونگی پدر کو میں پ ہے
شاید پلی ہوئی تھی بہت اپنے باپ سے
سنتی ہوں میں چار برس کا ابھی ہے سن
منسف ہوا کس طرح اُسے تسکین ہو باپ بن
یہ داغ وہ ہے جس سے لرزتے ہیں انس و جن
لوگو بتاؤ اسکی یتیمی کے تھے یہ دن

کیونکر نہ غم ہو کہ خوشی دل سے فوت ہو
بچپن میں باپ سر پہ نہ ہووے تو موت ہو

یہ سنکر ایک عورت ہمراز ہند نے کہا کہ اے بی بی سچ کہتی ہو خدا کسی کو داغ یتیمی نہ دکھائے جسپہ
آفت پڑتی ہو اُس سے پوچھیے رات کو میں جاگتی تھی اور تمام محبوسان زندان روتے روتے

خاموش ہو گئے ہین خیال کرتی ہون کہ وہ سب کے سب سو گئے تھے مگر اس بچی نے نالوے سے زبان نہ لگائی اور ہر یا . ون طرف چلاتی پھرتی تھی ناگاہ ایک بی بی نے بکمال شفقت اس سے کہا اے بیٹی کہان پھرا کرتی ہے کس کی تلاش ہے رات بہت گذری میری گود مین آکر سو رہ

تو جواب اسکے وہ لڑکی نظم

کہتی تھی ڈھونڈھتی ہون سہ مشرقین کو
بلوا دو اے پھوپھی مرے بابا حسینؑ کو

نام حسین سنتے ہی تھرا گیا جگر
ہے ہے یہ کس حسینؑ کے غم مین ہرن نوحہ گر
چھاتی پہ ہاتھ مارکے بولی وہ خوش سیر
اسنے کہا کہ مجھکو مفصل نہین خبر
[illegible]
وارث کا نام انکے مقرر حسینؑ ہے

زینب مجھے تو رات سے تشویش ہے کمال
کچھ خود بخود ہے دل پہ ہجوم غم و ملال
ہووے کہین حسینؑ نہ جسکا ہے یہ خیال
مارا گیا نہ ہو کہین خیر النسا کا لال
کیون مضطرب صدائے بکا سن کے ہم نہ ہون
ہے ہے کہین یہ قید اسی کے حرم نہون

جسدم سنا یہ ہند نے وحشت زدہ کلام
اسکا ہے تجکو شبہ جو ہے خلق کا امام
بولی خدا کے واسطے عورت زبان کو تھام
کرسی نشین عرش برین شاہ تشنہ کام
فرزند وہ نبی کا ہے یا کوئی غیر ہے
اسکے حرم اسیر ہون کچھ تجکو خیر ہے

ناحق ہے یہ گمان مجھے وسواس مین نڈال
ہے نور چشم شیر خدا فاطمہؑ کا لال
آگے مرے زبان سے نہ تو فال بد نکال
ڈالے بری نظر کوئی اسپر یہ کیا مجال
وہ بھی علیؑ سے کم نہین کچھ آن بان مین
ڈنکا ہے اسکے نام کا سارے جہان مین

اے بی بی کسکا منھ ہے جو ابن علیؑ کو ستائے یا اس سے آنکھ ملائے اسکے غلام پر کس کی مجال ہے جو فتح پائے ایسے ایسے شجاع اور بہادر یار و انصار بھائی بھتیجے ہین کہ اگر انمین سے ایک بھی لشکر کثیر مین تلوار کھینچکر آوے تو ساری فوج بھاگ جاوے اس خاندان کی نسبت ایسا کلمہ ہتک کا پھر زبان سے نہ نکالنا عصمت و عفت دختران فاطمہؑ سے تو واقف نہین ہے

جناب زینبؑ و کلثومؑ دو بہنین جناب امام حسینؑ کی ہین نظم

کیا احتشام حضرت زینب کرون بیان … اک صبح بعد بندگی رب انس و جان
کھولا جو سر دعا کے لیے زیر آسمان … خورشید شرم سے نہ فلک پر ہوا عیان
پنہان ردا مین جب کہ رخ با صفا ہوا … نکلا فلک پہ مہر مگر کانپتا ہوا
جنکا یہ اوج ہو یہ شرف اور یہ عز و جاہ … واللہ انکا ذکر اسیری بھی ہے گناہ
یہ اور ہے حسینؑ کوئی بندۂ اِلٰہ … جنگل مین شامیون نے کیا جسکا گھر تباہ
زندان کہان کہان حرم پاک امام کے … دنیا مین سیکڑون ہین بشر ایک نام کے

پس اُس عاشق خدا کو لڑنے سے کیا کام ہے نہ ملک سے مطلب نہ ریاست سے مدعا بجز رواج دین مصطفےٰؐ اور طاعت خدا اور کسی چیز کی خواہش نہین یہ رکھتے یہ قیدی تو آفت مین مبتلا ہین بستہ زنجیر بلا ہین وہ کل کے عقدہ کشا ہین اولاد علی مرتضےٰؑ ہین اسی وجہ سے انکے نام انکو ورد زبان ہین اسی طرح کے کلمات سے اس بی بی کو سمجھایا مگر اپنے دل مین بیقرار ہو کر بصد اضطرار پے در پے کبھی صحن مین آتی کبھی اندر جاتی تھی دل ہی دل مین زار زار روتی تھی اور دعا کرتی تھی کہ الٰہی جو بلا حسینؑ پر آنے والی ہو مجکو لگ جائے حسینؑ سبط رسول الثقلین بچ جائے اور تمام عورات ہند کو حلقہ مین لئے ہوے بیٹھی تھین القصہ جب نصف شب ہوئی امیر شام بہ انجام بازیب و زینت تمام داخل محل ہوا اور یہ حالت ہند دیکھکر تیوری چڑھائی اور کہنے لگا نظم

مین جشن مین ہون یہ گھر مین ہوتی ہے … کیا کوئی مر گیا ہے جو اسطرح روتی ہے
بولی یہ ہند ہان تجھے شادی ہے مجکو غم … آگے یہ کب تھے جو ہین ترے عہد مین ستم
مین رحم دل ہون رؤون نہ کس طرح دمبدم … جنکے فغان کا شور ہے کس کے ہین یہ حرم
نالون سے انکے تیر کلیجے پہ چلتے ہین … انسان کا دل تو نرم ہے پتھر پگھلتے ہین
جس دن سے ہین یہ قید مجھے تلخ ہے حیات … دل رند ھ گیا ہے کچھ نہین بھاتی کسی کی بات

کھانا بھی چھٹ گیا ہو یہ طرفہ ہے واردات — شاید میں لونڈیاں کہ تڑپتی ہوں ساری رات
فرط قلق سے چین نہیں ایک دم مجھے — مرتا عزیز بھی تو نہ ہوتا یہ غم مجھے

کل تک یہ تجھسے پوچھ چکی ہوں بچشم تر — بتلا یہ کون شخص تھا کاٹا ہے جسکا سر
برباد کردیا ہے کسے لوٹا کس کا گھر — تونے مگر نہ مجھسے مفصل کہی خبر
وسواس کی جگہ ہی نہ کیوں دلمیں شک پڑے — جب میں نے پوچھا تیرے بھی آنسو ٹپک پڑے

اچھا گنا ہگار یہ قیدی اگر میں سب — پھر انکا حال تجھسے چھپانے کا کیا سبب
کھانا ہی کھاؤنگی نہ میں پانی پیونگی اب — منھ ڈھانپ ڈھانپ کر و نہیں روؤنگی روز و شب
حسرت یہ ہے کہ انکو ذرا دیکھ آؤں میں — مرضی اگر تری ہو تو زندان میں جاؤں میں

یہ کلام ہند سنکر اُس ظالم نے کہا میں نے کب منع کیا ہے تیری خوشی ہے تو جا انسے سب حال پوچھ آ لیکن مکان پر خطر ہے ہر ایک جگہ سے شق دیوار و در ہے ایسا نہ ہو کہ تو جاوے اور کوئی دیوار یا چھت گر پڑے وہ قیدی اسیواسطے ایسے مکان میں محبوس کئے کہ کاش چھت گر پڑے تو دب کر مرجائیں بجواب اسکے نظم

بولی یہ ہند کچھ ہو مگر جاؤنگی ضرور — بولیں مصاحبیں کہ پھر اچھا چلیں حضور
زندان محلسرا سے کچھ اتنا نہیں ہے دور — آنکھوں سے اشک پونچھ کے اُٹھی وہ ذی شعور
کچھ لونڈیاں کھڑی تھیں جو عہدے لئے ہوئے — دوڑیں کنول بلور کے روشن کئے ہوئے

الغرض ہند مع اپنی بیٹی کے واسطے جانے زندان کے لباس فاخرہ پہنکر تیار ہوئی نظم

سواری زن حاکم کا کیا گردن اظہار — جلوس سلطنت شام سب ہیں دیار
جلو میں تھیں کئی سو لونڈیاں بعز و وقار — سبھوں کی بر میں قرینے سے خلعت زرتار
ہر اک کنیز کے سر پر رداے پُر زر تھی — یہ قید خانے میں بنت علیؑ کھلے سر تھی

الغرض باین شان و شوکت بعجلت تمام قریب زندان شام ہند نیک نام پہونچی اور خبر آمد ہند جناب زینبؑ اور شہربانو سنکر مضطرب ہوئیں اور ہر ایک بی بی کہتی تھیں کہ براے خدا ہند

پر ہمارے نام ظاہر نہ کرنا اسی عرصہ مین نظم

آن کر داخل زندان ہوئی وہ نیک سیر	دختر ہند کو یون آئی نظر اک دختر
کرتا سارا ہے پھٹا اور نہین ٹوپی سر پر	ہندے ہند کی بیٹی نے کہا یون رو کر
شکل اس لاڈلی کی دیکھئے کیا بھولی ہے	اسکے نزدیک مین جاؤن مری ہمجولی ہے

اُسوقت ہندہ نے کہا کہ اے بیٹی یہ امیر اشرف عرب سرداران بطحی ہے ہین ان کے خورد بزرگ لائق تعظیم و تکریم ہین جانے کو منع نہین کرتی مگر نہایت ادب سے رہنا پاس و لحاظ اسکی عزت و حرمت کا کرنا الغرض نظم

سُن کے یہ مان کا سخن آئی سکینہ کے پاس	دیکھا کیا خون سے آلودہ ہے بس سب کا لباس
سر جُھکائے ہوے وہ روتی ہے بیہوش و حواس	سر اُٹھاتی ہے تو بھرتی ہے وہ پیہم دم یاس
بیٹھی اک شغل یہ وہ کشتۂ غم کرتی ہے	یا حسینؑ اُنگلی سے اپنی وہ رقم کرتی ہے

یہ دیکھکر دختر ہند اپنی مان کے پاس واپس گئی اور یہ سارا حال بیان کیا اور کہا کہ بیشک یہ شہزادی ہے فوج شام نے ناحق اسکو ایذا دی ہے کانون سے خون جلدی ہے تمام کُرتہ شنجرفی ہو رہا ہے نظم

امّان اک اور ستم کا کرون مین تمسے بیان	غور سے مین نے جو صورت یہ کیا اُسکی دھیان
رنگ چہرہ کا ہے فق پیاس سے سوکھی ہے زبان	کان کے خون سے کرتا بھی ہے سارا افشان
صاف ظاہر ہے کہ اسکو نہین چین اے امّان	خاک پر لکھتی ہے یہ نام حسین اے امّان

یہ حال سُنکر دفعتہً فرط غم و الم سے حال ہندہ دگرگون ہو گیا اور ایک آہ سرد جگر پُر درد سے کھینچکر کہا کہ خاک تیرے مُنہ مین ایسی بے ادبی سے نام حسینؑ کا لیتی ہے یہ نام متبرک میرے آقا کا ہے تو جلد واپس جا اور اس شہزادی کو دریافت کر کہ حسین تمہارا کون تھا اور یہ حسین جسکو تو یاد کر کے روتی ہے کس خاندان سے تھا نظم

سُن کے یہ پھر گئی وہ بانی سکینہ کے قرین	کہا پھر بات نہین کرتی جواے ماہ جبین

بولی اسطرح سے سو رو کے وہ محزون و حزین	سچ سمجھیے کہ بہت باتون کی عادی مین نہین
بھائی ہمشکل نبی سے مین بہت ڈرتی ہون	بے ضرورت کے مین کچھ بات نہین کرتی ہون
بیٹی حاکم کی تو ہے اور مین حزین و بیتاب	اپنی حالت مین گرفتار ہون نہین بے خور و خواب
چھاتی ٹھنڈی ہو تری میرا کلیجہ ہے کباب	خیر کیا پوچھتی ہو دون مین تجھے اسکا جواب
باپ مارا گیا گردون کی ستائی ہون مین	ساتھ مان بہنون کے یان قید مین آئی ہون مین
دختر ہند یہ بولی ہے بجا شیون و شین	باپ جب قتل ہو کسطرح تمھین آئے چین
خاک بر آنگی سے لکھتی ہو جو تم ہاے حسینؑ	جھوٹ مین کہتی نہین یہ بخدا ے کونین
مجھے تشویش ہے اے بیکس دنا کام یہی	امان کہتی ہین ہے آقا کا مرے نام یہی
خیر اتنا ہی بتا دے مجھے اے خستہ جگر	یہ حسینؑ آہ ہے کس بحر صداقت کا گہر
کون سے باغ ولایت کا ہے یہ تازہ شجر	کون سے برج شرافت کا ہو ماہ انور
کون سے شاہ کا بیٹا ہے یہ اور پوتا ہے	نام جب سنتی ہون مین حزن تجھے ہوتا ہے

یہ بات سنکر حضرت سکینہ کے اشک جاری ہوے اور فرمایا کہ اے بہن جو پوچھنا ہو جلد پوچھ لے مین غمگین ظلم اشقیا کی ستائی ہون ستر ہ گانے کھو کے آئی ہون ایک بھائی بیمار رہا بزنجیر پڑا ہے وطن میرا یثرب ہے باپ شہنشاہ عرب ہے میرے گھر مین جبرئیلؑ آتے تھے شاہ کی بیٹی شہنشاہ کی پوتی ہون مفصل حال کہنے مین حکم عدولی امان اور پھوپھی کا خیال ہو اصل حال چھپانے مین جھوٹ بولنے کا وبال ہے بھائی میرا ہمشکل رسول ذوالجلال تھا ایک بھائی اصغر خورد سال تھا دل سینے مین بیچین ہے باپ کا نام جو پوچھتی ہے شاہ کونین ہے الغرض یہ باتین سنکر وہ لڑکی پھر ہند کے پاس واپس آئی اور سب حال جو زبانی حضرت سکینہ کے سنا تھا بیان کر کے کہنے لگی

نظم

امان سوچو تو مجھے شک پڑے کیونکر نہ بھلا	باتون سے ملتا ہے سب خانۂ زہراؑ کا پتا
پوچھا جب تیرا پدر شاہ کس اقلیم کا تھا	آنسو بھر کر شہ کونین ہے یہ اسنے کہا

خیر شبیر کرے اب تو خدا اے شبیر — شہ کو نین نہین کوئی سوائے شبیر

یہ غضب اور نہ کہتی تھی یہ مجھ سے ابھی — بھینا اک میرے بڑا بھائی تھا ہمشکل نبی
کہ وہ مہ جتنے تھے تقریر یہ سنتے تھے سبھی — جز یگانون کے نہین شکل نبی غیر کوئی

گو گرفتار غم تشنہ دہانی ہین یہ — ظاہرا احمدؐ و زہراؑ کی نشانی ہین یہ

ہند نے بیٹی کی تقریر سُنی جب یہ تمام — رو کے کہنے لگی لاریب ہوے قتل امام
مین قسم کھاتی ہون یہ ہے جگر شاہ انام — میرے آقا سے مشابہ ہے بہت یہ گلفام

ہونٹھ سے ہونٹھ جو ہنگام سخن ملتے ہین — لب و دندان سے شہ دین کے پتے ملتے ہین

اب مجھے شک نہین سر اسکے قدم پر دھر دے — گر پیے پانی تو اک بھر کے اسے ساغر دے
چادرین ساتھ ہین اس لاڈلی کو چادر دے — خواہش میوہ جو ہو میوہ سے گودی بھر دے

شاید اس یوسف زہراؑ کا پتہ پاؤن مین — تو ٹھہر یان تو اسیرون کے قرین جاؤن مین

پس ہندہ اپنی دختر سے یہ کہکر طرف اہل حرم کے روانہ ہوئی اور حضرت سکینہ دوڑکر حضرت بالو سے معذرت کرنے لگین کہ اے امّان مین نے ہرگز پتہ خاندان کا نہین دیا ہی صرف شہر مکان بتایا ہے باپ کا نام شہنشاہ کونین جتایا ہے اسی عرصہ مین ہندہ قریب اہل حرم پہونچکر چارون طرف حیران و سرگردان دیکھنے لگی جملہ بیبیون نے بالون سے منھ چھپائے یہ حال تو مومنین کو یاد ہوگا کہ ہندہ نے کچھ کچھ تو حال زبانی اس عورت خوشخصال کے سُنا تھا اور کچھ حال وقت دربار زبان شمر نا ہنجار سے سماعت کیا تھا اور کچھ بیٹی نے کہا تھا الغرض جب روبروے اہل حرم آئی تو بپاس ادب کے

نظم

وہ بولی صاحبو مرا مجرا مرا سلام — لو سر اُٹھاؤ زانوون سے کچھ کرو کلام
بتلاؤ جلد بہر خدا وارثون کے نام — مین پوچھنے کو آئی ہون حال شہ انام

اس فکر مین ہون کھوئے ہوے دل کے چین کو — شمر لعین نے قتل کیا کس حسینؑ کو

لوگو جو ہے جہان کا سلطان وہ نہو — ایمان ہے جسکا تابع فرمان وہ نہو

تو ملتی کو جس حسینؑ کا ہے دھیان وہ نہو — آئے اجل کنیز کو بے جان وہ نہو
تیر اُسکی چاہیے مجھے جس کی تلاش ہے — پر شمر کے بیان سے جگر پاش پاش ہے

الغرض ہند اسی طرح کے کلمات سے نمک پر جراحت پاشیدہ کرتی تھی اور کوئی جواب دیتا تھا ناچار حضرت سکینہ کو نادان سمجھکر گود مین اُٹھا لیا اور کہنے لگی کہ اپنی بی بی کو زیور پہناؤن میوے کھلاؤن نظم

آغوش مین یہ کہہ کے جو اُسکو لیا اُٹھا — دل تھام کر تڑپ گئی بنت شہ ہدا
چلائی میرے کانون کو ہے ہے دکھا دیا — گھبرا گئی جو ہند تو بولی وہ مہ لقا
تر خون سے دیکھ لے مرے کرتے یہ سلے ہین — ظالم نے کان چیر کے گوہر اُتارے ہین
آہستہ بولی ہند پھر اُسکے ذقن کو تھام — بی بی تمھارے باپ کا بتلاؤ کیا ہے نام
تھرا کے جب سکینہ نے اُس سے کیا کلام — مین نام جانتی نہین کہتے ہین سب امام
ظالم نے تیغ کین سے جدا اُسکا سر کیا — قسمت نے صغر سن ہین مجھے بے پدر کیا
یہ سن کے ہند ہوئی اور بیقرار — چلائی کس سے پوچھون مفصل مآل کار
گردن نہین اُٹھاتی کوئی بی بی زینہار — ٹکراؤن سر کو جا کے کہان مین جگر فگار
للہ لوگون حال نہ ششہ کا چھپاؤ تم — لو سب کے پاؤن پڑتی ہون مین سر اُٹھاؤ تم

پس جب ہند کو نہایت مضطرب اور پریشان پایا اُس وقت نظم

زینب نے دیکھا ہند کو جب خاک پر طپان — آہستہ بولی اشک بہا کر وہ نیم جان
کیون غمزدون کے دل کو لگاتی ہے برچھیان — اے ہند کس حسینؑ کا تجھسے کرون بیان
تو پوچھتی ہے بادشہ مشرقین کو — ہم رو رہے ہین بیکس و تنہا حسینؑ کو
مظلوم ہے غریب وہ اک بندۂ خدا — جسکا سوا اجل کے نہین کوئی آشنا
ابن علی کے قتل کا تو دل مین شک نہ لا — فرزند فاطمہ سے لڑیگا کوئی بھلا
اس وسوسہ کو دے نہ جگہ اپنے سینہ مین — تیرا حسینؑ ہوگا سلامت مدینہ مین

یہ وہ حسینؑ ہے کہ وطن جس سے ہے بعید | یہ وہ حسینؑ ہے جسے سمجھا نہ کچھ یزید
یہ وہ حسینؑ ہے ہوئی مرنے کی جسکے عید | یہ وہ حسینؑ ہے جو ہوا تشنہ لب شہید
مرنے پہ بھی لحد سے ہم آغوش تن نہیں | یہ وہ حسینؑ ہے کہ میسّر کفن نہیں

آواز سن کے ہند کو گذرا جو اشتباہ | گردن جھکا کے غور سے چہرے پہ کی نگاہ
چلائی وہ تڑپ کے یوں سرور کی خیر خواہ | لو یہ تو میری بی بی ہے زینب خدا گواہ
دربار عام میں مجھے سوجھا نہ دور سے | گھر سے نکل کے ہوئی مشرف حضور سے

بی بی بتاؤ سید والا کہاں ہے آج | بنت نبی کی گود کا پالا کہاں ہے آج
نور خدا کے گھر کا اوجالا کہاں ہے آج | فرزند اسکا گیسوؤں والا کہاں ہے آج
حیدر کی مصطفےٰ کی نشانی کو کیا کیا | فرمایئے بتول کی جانی کو کیا کیا

زینب کو کوئی بات نہ جب بن پڑی وہاں | رو کر پکاری شاہ سدھارے سوئے جناں
اے ہند تجھ سے حال کہاں تک کروں بیان | بھائی ہوا شہید بہن قید ہے یہاں
سر کٹ گیا بن سے شہ مشرقین کا | دے خواہر حسینؑ کو پرسا حسینؑ کا

شوہر نے تیرے ہائے ستم کیا کیا غضب | لکھ لکھ کے خط حسینؑ کو گھر سے کیا طلب
مظلوم کا نہ شمر نے بھی کچھ کیا ادب | چھاتی پہ چڑھ کے ذبح کیا اسکو تشنہ لب
کیا ظالموں نے راہ میں صدمے دکھائے ہیں | نیزے پہ سر چڑھا کے شہیدوں کے لائے ہیں

زینب سے جب سنا سرِ سرور کا اُسنے نام | فوراً قدم پہ گر پڑی وہ عاشق امام
بولی خدا کے واسطے اے آسمان مقام | دکھلا دو چل کے مجکو سر شاہ تشنہ کام
بیٹھونگی سر پہ جان کو غارت کرونگی میں | اس کشتۂ جفا کی زیارت کرونگی میں

یہ سن کے ساتھ ہند کے زینب ہوئی رواں | سر پیٹتی جلو میں چلیں ساری بیبیاں
زندان کے در پہ آئیں جو با نالہ و فغان | زینب نے سر کو تک کے کہا ہند سے کہ ہاں
نظارہ کر لے فاطمہ کے نور عین کا | وہ سب کے آگے نیزے پہ سر ہے حسینؑ کا

پہلے تو ہوگیا اُسے سکتا سا ایکبار
ٹکرا کے سر کو نیزے سے بولی وہ بیقرار

پھر لین بلائین دوڑ کے چہرے کی بیشمار
آقا تمہارے روئے مُقدّس کے مین نثار

گیسو بھرے ہین خاک مین رخ خون سے لال ہے
پہچاننا کنیز کو صورت محال ہے

یہ کہہ کے تڑپی خاک پہ وہ شہ کی دوستدار
زینب پچھاڑین کھانے لگی ہو کے بیقرار

سر پیٹا یان تلک کہ جبین ہو گئی فگار
دوڑی سکینہ نیزے کی جانب بحال زار

چلائی بابا جان کہان تمکو پاؤن مین
اس خون بھرے جمال کے قربان جاؤن مین

منہ پیٹتی تھی ہاتھون سے پھر تو وہ خستہ تن
چھاتی پہ ہاتھ مار کے نیلا کیا بدن

بولا یہ کانپ کر سر شاہنشہ زمن
لیجاؤ یان سے میری سکینہ کو اے بہن

نیزے سے یہ لپٹ کے خلق کو بلاتی ہے
دشتِ بلا مین لاش مری تھرتھراتی ہے

الغرض ملاعین بیدین سر اقدس کو روبرو دروازۂ زندان سے لے گئے اور نیزے سے اُتار کر ایک چاہ مین رکھا اور اہل حرم اور سکینہ معصوم تڑپتی اسی زندان تاریک مین رہگئی بیت

قبر و زیر پہ ہو سمان حق کے نور کا
خاک شفا مین دفن ہُون صدقہ حضور کا

یہ سختی بازار شام اور گلی کوچہ کی گردش سے فرصت پائی تو بعض روایت مین تحریر ہے کہ بوجہ شام ہو جانے کے بحکم یزید حضرت عابد بزنجیر و مخدرات حرم اسی طرح بھوکے پیاسے زندان مین بھیجدیے گئے اور حاکم اپنے محل مین گیا کہ صبح کو رو بکاری اسیران کربلا دربار عام مین کریگا لیکن حضرات انصاف کا مقام ہے کہ ہماری شہزادی حضرت سکینہ جو ہمیشہ سینہ بے کینہ اپنے پدر بزرگوار پر سوتی تھین اور ان اہل بیت اطہار کو کہ جنکی مان اور ساس کے واسطے پوشاک جنت رضوان لایا ہو وے میوہ ہاے خلد کھائے ہون ایسے خرابے مین جسمین ہزارون بچھو وسانپ کے مسکن ہون دیوار شکستہ چھت مشبک جابجا کوڑے کے انبار ہون کیونکر نیند آوے راوی کہتا ہے کہ تمام رات اہلبیت اطہار کو روتے پیٹتے گذری اگر کسی بی بی کو بوجہ کسل راہ و نقاہت کے غش آیا اور اسی بیہوشی مین نیند آگئی تو قسمت نے آرام نہ کرنے دیا

چنانچہ بعد بیداری کے جب کسی کی آنکھ کھلتی تھی تو وہ اپنے اپنے پیارے کے فراق مین بین دل خراش کرتی تھی نظم

اُٹھی جو فرش خواب سے بانو بصد بکا	بانو نے ڈھونڈھ کر علی اصغر کو رو دیا
زینب سے پوچھا آپ کا اکبر کدھر گیا	سوتا ہو تو جگا دو اسے جلد مین فدا
بانو کے پاس بھیجدو تم اپنے لال کو	مین صبح دیکھتی ہون اُسی کے جمال کو
زینب لگا رہی تھی جو گھبرا کے منھ پہ خاک	اکبر کا نام سن کے ہوا سینہ چاک چاک
بولی کہ بھابھی دیکھو گی کسکا جمال پاک	اٹھارہ سال کا وہ جوان ہو گیا ہلاک
اکبر رہے جہان مین نہ شاہ اُمم رہے	سر پیٹنے کو ہم رہین رونے کو ہم رہے
بانو پکاری واقعی اے بنت مرتضیٰ	اکبر تڑپ تڑپ کے مرے سامنے موا
بیخود ہون مین سخن کا مرے اعتبار کیا	کیا جانے خیال مجھے کیا یہ آگیا
پر یہ تو کہیے دل ہے مرا اضطراب مین	اس شب حسین آئے تھے حضرت کے خواب مین
رو رو کے بنت شیر خدا نے دیا جواب	ہان بخت خفتہ جاگے مرے درمیان خواب
اس شب کو آیا خواب مین فرزند بوتراب	اکدم کے دم کھڑے رہے با دیدہ پُر آب
تسکین کو مری نہین تشریف لائے تھے	آئے تھے پر سفارش امت کو آئے تھے
سینہ سے سر لگا کے مرا قبلۂ زمن	فرماتے تھے بعد غم و اندوہ یہ سخن
کل مجلس یزید مین تم جاؤ گی بہن	وان تم کو دیکھ دیکھ کے سب ہنسینگے خندہ زن
عابد کو طیش آئے تو تسکین دیجیو	زینب نہ کلمہ گویون کی نفرین کیجیو
یہ سن کے بولی زوجہ عباس باوفا	مجھ کو بھی خواب مین مرا والی نظر پڑا
فرمایا خشک لب مجھے اپنا دکھا دکھا	کوثر پہ بے سکینہ کے پانی نہین پیا
پانی پہ میرا فاتحہ گر تو دلائیو	پہلے مری سکینہ کو پانی پلائیو

اس بین بیوہ جناب عباس علیہ السلام سے روتے روتے سوگئین تھین خواب سے

بیدار ہوئین اور کہا کہ اے چچی اماں قربان جاؤن آپ کے تم سے چچا میری سفارش کرتے تھے تم نے مجھکو کیوں جگا دیا کر گلے سے لپٹ کر اظہار حال چچا سے کرتی پانی کا کیسا ذکر تھا لاؤ وہ پانی کہاں ہے جو چچا نے مجھکو پلانے کو ارشاد دیا ہے بس اس بیان سے اہل حرم رونے لگے وہ بچی کیا جانے کہ خواب کی باتین مین برابر یہی ضد تھی کہ میرے بابا چچا کو بلا دو وہی پانی جو لانے ہین بلا دو جبکہ حضرت بانو نے ملاحظہ فرمایا کہ سکینہ کسی طرح رونے چلانے سے باز نہ آویگی تب اسکے چپ کرنے کو فرمانے لگین کہ اے سکینہ تعجب ہے کہ تجھکو اب تک یقین نہین ہے کہ باپ چچا شہید ہوئے کانون سے دُر چھنے منھ پر طمانچے کھانے اب بھی تم کو خیال نہین آتا کہ مبادا کہین مریض اگر تم کو اذیت نہ پہونچانے

نظم

بانوے خستہ دل نے لیا شمر کا جو نام — ڈر کر خموش ہو رہی وہ عاشق امام
بیہوش تھے ابھی وہان سجاد تشنہ کام — زینب بلاکے شانہ یہ کرنے لگی کلام
ہر چند تم کو غش مین بھی حق سے نیاز ہے — اٹھو مگر نماز کو وقت نماز ہے
نام نماز سن کے اُٹھا شہ کا دلربا — ہر زخم تازیانہ سے فوراً وہ گر پڑا
بولا پھوپھی سے ہاتھ پکڑ لیجئے ذرا — ایسا نہ ہو کہ وقت فضیلت کا ہو قضا
اُسکا لیسر نماز کو کیونکر قضا کرے — جو زیر تیغ سجدۂ خالق ادا کرے
بازو مریض کے لیو زینب دونون تھام — اُس قبلہ حرم نے کیا دونون رُخ قیام
سجاد نے پھوپھی سے یہ اُس دم کیا کلام — مین تو نماز پڑھتا ہون لے خواہر امام
بس ہے بڑا یہ صدمہ دل پاش پاش پر — اب تک نہین نماز ہوئی شہ کی لاش پر
رو کر اشارہ نور آمین کو پھر کیا — اب ایک دم کے واسطے ہو جاؤ تم جدا
تیدی کی تمنا سجدۂ خالق ہے — تک کہہ کے طوق گلو پاؤن پر گرا
ناگاہ ان یہ نظر پڑی نہ کسی کو نظر پڑی — اُس دم ہاتھ جوم کے فوراً اتر پڑی

الغرض جب وہ جناب بیمار الفقین تمام کرکے نماز کو کھڑا ہوا اور عقب

آپ کے سر برہنہ سب آل مصطفےٰ طاعت حقیقی مین مشغول تھی کیون حضرات ایسی مصیبت مین امام اور اہلبیت اطہار سفر کے ہارے پیاس کے مارے غم اقربا مین مغموم سر برہنہ دست و پا مجروح مگر طاعت اپنے معبود کی ہر وقت موجود اب لوگ اسے و زیر خیال کرین کہ ذرا سے رنج و راحت مین نماز ترک کرکے کوئی حیلہ کرتا ہے کہ ہمارے پاس ٹوپی نہین ہے کوئی کہتا ہے کہ تہمت نہین ہے کوئی کہتا ہو کہ انگلی مین درد ہے دوران سر ہے وضو کسطرح کرین اے صاحبو طاعت خدا کی اسی طرح ہوتی ہے کہ اہلبیت اطہار کیسی مصیبت مین پھنسے مین مگر پھر بھی وقت طاعت ہاتھ سے نہین جاتا اگر اس سلسلہ کو طول دیتا ہون تو گمان ہے کہ مومنین دعظ آئندہ فرمادینگے چند کلمات کمترین نے اسوجہ سے عرض کیے

نظم

شبیر کا نماز مین جو جو کہ تھا شعار — یعنے کہ عضو ہوتے تھے سب محو کردگار
وہ ہی رجوع قلب تھا سب یان ہی آشکار — جھکتے تھے جبکہ سجدے مین سجاد نامدار
فضہ نکال لیتی تھی تلوون سے خار کو — ہوتی تھی پر خبر نہ شہ نامدار کو

مشغول تھا نماز مین سجاد ناتوان — آئے در خرابہ پہ بے رحم ناگہان
تیغین کھنچین نیام سے ہاتھو مین ریسمان — کہتے تھے قیدیون کو سنا کر وہ بدگمان
سجاد کو سکینہ کو زینب کو باندھلو — بس ایک ریسمان مین ان سب کو باندھلو

کہتا تھا شمر نکلو برہنہ اسیر و سر — تھوڑا ہی سوئے چین سے زندان مین رات بھر
اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اے شمر نامور — وہ آپ سے نہ آئین گے لیجا تو کھینچ کر
حیدر کو غم ہو یا کہ ہو صدمہ بتول کو — لیکن ستائے جاؤ تم آل رسول کو

فضہ پکاری عذر نہین اہلبیت کو — حاضر ہین سب اسیر جہان چاہین لیچلو
پر فرض صبح پڑھتے ہین سادات نیک خو — مہلت سلام پھیرنے کی بیکسون کو دو
زین العبا ہین طاعت رب دو دمین — زہرا کی بیٹیان ہین رکوع و سجود مین

افسوس صد افسوس حضرت فضہ کا تو یہ کلام بجواب ارشاد آپ کے جو شمر ملعون نے کہا ذاکر

کس زبان سے عرض کرے مگر بنظر حصول ثواب عرض کرتا ہون کہ وہ ملعون کہتا ہو کہ کیسی نماز ہم وقفہ نہ کرینگے حکم حاکم بجا لاینگے تمکواب گلیون مین پھراکر دربار مین لیجا مین گے **نظم**

یہ کہہ کے قید خانہ مین در آیا وہ شقی اور اپنے ساتھیون کو بھی آواز اُسنے دی
مین کیا کہون اسیرون کی حالت جو کچھ ہوئی اعضا کو رعشہ اور زبان پر تھا یا علی
بالی سکینہ سہم کے خاموش ہو گئی چھپکر پھوپھی کی گود مین بیہوش ہو گئی
پکڑے تھا کوئی بازوے بیمار کربلا زینب کے سر پہ تیغ بکف تھا کوئی کھڑا
اک سنگدل تھا بازوے باقرؑ کو کھینچتا خولی سے شمر کہتا تھا لا ریسمان لا
ہان اہلبیت شاہ مدینہ کو باندھ لو غش ہے تو کیا ہوا لو سکینہ کو باندھ لو
آیا رسن لیے ہوئے خولی بے حیا عابد کے بازو شمر نے باندھے بصد جفا
منہ پھیر کر زمین پہ گرے اور یہ کہا یا مرتضیٰ علیؑ ولی شاہ لا فتا
فرماتے ہین زمانے کی حاجت روائی آپ بیمار کی بھی کیجیے مشکل کشائی آپ
پھر آیا سوئے زینب بیکس وہ بیحیا باندھے رسن سے دست جگر بند مصطفا
غش مین سکینہ تھی کہ جو بندھنے لگا گلا سیدانیون نے متفق اللفظ یہ کہا
مشہور ہے یہ نازون کی پالی جہان مین ظالم گلا نہ کسیو بہت ریسمان مین
آل رسول کا یہ سخن شمر نے سُنا باندھا رسن مین زور سے معصوم کا گلا
معصوم غش سے چونک پڑی اور دم گھٹا رسی گلے مین دیکھ کے کہنے لگی یہ کیا
بازو بکاری جوم کے منہ اُس غریب کا کیا پوچھتی ہو واری یہ لکھا نصیب کا
بی بی کے واسطے یہی زیور ازل سے تھا سوا بیٹنے کے لئے زندان مین ملا
وہ بولی ہان یہ گہنا ہی مجھ بے نصیب کا زیور یہ قید خانہ مین کس نے ہمین دیا
بابا نے بھیجا ہے کہ برادر نے بھیجا ہے مان نے کہا تمہارے مقدر نے بھیجا ہی

القصہ اسیرون کو رسی مین باندھ کر طرف دربار کے اسطرح لے چلے کہ ایک سر ارسّی کا

خونی اور دوسرا شمر لعین تھا اور چارون طرف اور بدکردار تیغین علم کیے ہوئے تھے اور شیعیان علی کہتے تھے کہ افسوس ہے کہ جناب امیر نے سیکڑون قیدی رہا کر دیے والا آج انھین کی اولاد اسطرح قید ہو کر دربار مین جاتی ہے۔ نظم

ان قیدیون کی شان کرون کیا بیان آہ
زنجیر کی صدا تھی کہ ہین سب یہ بیگناہ
قربان ان اسیرون پہ سمجھے کیا اسیر راہ
طوق گران بھی ان کے تحمل پہ تھا گواہ

شوکت رسن مین تھی حرم نیک ذات کو
بخشا تھا حق نے رشتۂ صبر انکے ہاتھ کو

یون متصل رسن مین بندھے تھے وہ دلفگار
اور سب کے پیش پیش امام فلک وقار
رشتہ مین جیسے دانۂ تسبیح آبدار
عابد کی تھی دلیل امامت یہ آشکار

سبحہ کا اس رسن کو شرف لاکلام ہو
جس کا امام دونون جہان کا امام ہو

آلودہ تھی لہو سے مگر ساری ریسمان
گردن خمیدہ برہنہ پا چشم خونفشان
چھل چھل گئے تھے سب کے گلے خون تھا روان
اور پاس ہر اسیر کے دو دو نگاہبان

پکڑے علی کی روح تو عابد کا ہاتھ تھی
روتی ہوئی بتول اسیرون کے ساتھ تھی

اب حال دربار کے بیان مین طول ہے امیدوار ہون کہ جمیع مومنین دعا کو ہاتھ اٹھا دین بیت

دیتا ہون واسطہ مین بشیر و نذیر کا
مطلب حصول ہووے وزیر حقیر کا

مجلس در ذکر شہادت دختر نیک اختر بادشاہ مدینہ یعنی حضرت سکینہ درخرابۂ شام ناکام

چین زندان مین سکینہ کو نہین آتا ہے
باپ کی یاد مین دل اسکا پھٹا جاتا ہے

مورخان بلاذ نگہبانان آل عبا جان پر ملال اہل حرم جناب سید الشہدا اسطرح تحریر کرتے ہین کہ نسب اہلبیت اطہار بعد شہادت جناب امام مظلوم کربلا سے شام مین آئے اور دربار یزید مین حاضر ہوئے تو بحکم یزید پلید ایک مکان تیرۂ و تار مین مقید کیے گئے چنانچہ کتاب ازار مین منہال سے منقول ہے کہ دیکھا مین نے ایک روز جناب سید الساجدین امام زین العابدین سید ابرار باجسم نحیف و زار ایک عصا کو تکیہ کیے ہوئے بیرون زندان کھڑے ہین۔ اسوقت نظر میری پاہائے مقدس امام پر جا پڑی تو دیکھا مین نے کہ مثل چوب خشک کے سوکھے ہین اور ساق پاہائے مبارک سے متصل خون جاری اور چہرۂ اقدس مثل زعفران کے زرد ہے یہ معائنہ کرکے مجھکو تاب نہ رہی اور اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی پس دریافت کیا مین نے مزاج آپ کا تو ارشاد فرمایا آپ نے کہ اے منہال کیا پوچھتا ہے حال اُس شخص کا جس کے باپ چچا عزیز اور بھائی دوپہر مین قتل ہو دین اور کربلا سے شام تک

برہنہ با طوق و زنجیر حالت بیماری مین پیدل آیا ہو اور مان بہنین اسکی شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی ہون اور اسکو کھانا و پانی نہ ملتا ہو بلکہ غم کھاتی ہو مانعت ہو سکے اہلبیت ایسے زندان تیرہ و تار مین سب مقید کئے گئے ہون کہ جس کی دیوارین شق ہون اور چھت ایسی ہو کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس رک سکے نہ کسی طرف سے ہوا اگرچہ مین گھبرا کر نکل آیا ہون مگر یہ نکلنا بھی ناگوار ہے کیونکہ تمام عورات تو اسی گرمی مین گھٹ گھٹ کر مرتی ہین لکھا ہے منہال نے کہ مین ابھی یہ ارشاد جناب امام زین العابدین کا سن رہا تھا کہ اسی عرصہ مین ایک مخدرہ کی آواز گریہ زندان سے آئی کہ اسے نور نظر یادگار علی تم کہان ہو اسقدر مفارقت کی برداشت نہین ہے جلد اپنے تئین مجھ کو پہونچا دو اے حضرات وہ آواز تمھاری شہزادی حضرت زینب کی تھی کہ اپنے بھتیجے کے فراق مین بیتاب تھین پس جناب بیمار کربلا زندان مین چلے گئے اور کتاب منتخب وغیرہ مین تحریر ہے کہ ہمراہ اہلبیت اطہار اسی قیدخانہ مین ایک شہزادی تمھاری یعنی دختر نیک اختر جناب امام حسین کی بھی قید تھی جسکا نام سکینہ مشہور ہے اور آپ نہایت کم سن تھین چنانچہ کتب مین انکا سن تین برس یا پانچ برس تک کا دیکھا گیا ہے احادیث معتبرہ سے معلوم ہوا کہ جناب امام حسین حضرت سکینہ کو بہت پیار فرمایا کرتے تھے اور وہ شہزادی بھی اپنے پدر بزرگوار سے بہت مانوس تھی چنانچہ اکثر سینہ اقدس پر آرام فرماتی تھین مگر افسوس ہے کہ دہم محرم ہو کر کربلا سے اس بچی کو وہ سینہ نہ ملا تھا اور اس قیدخانہ مین گھبرا گھبرا کر اپنی ان بہنوں سے یہ پوچھتی تھی کہ بابا میرے کہان گئے مین بلا دو مجھے تو اس مکان مین رہا نہین جاتا اور گریہ و زاری نالہ و بیقراری سے اس بچی کے کسی کو چین نہ تھا نظم

ڈر کے سے منھ کو ڈھانپ کے کرتی تھی یہ بیان
کس بن مین چھپکے بیٹھ رہو ہائے بابا جان

سوتے ہین در مین قفل لگا کر نگاہبان
ڈھونڈھون نکل کے تمکو کہان بادشہ زمان

جو آپ سے ملا ہو اسے لیکے جاتے ہین
جاتے ہین گر کہین تو بتا دیکے جاتے ہین

آرام اب مجھے نہین دم بھر مین کیا کرون	مجھ کو تو کاٹے کھاتا ہو یہ گھر مین کیا کرون
غم کے جگر یہ چلتے ہین خنجر مین کیا کرون	نیند آئے قیدخانہ مین کیونکر مین کیا کرون
ڈھونڈھون کہان نکل کے شہ مشرقین کو	کس نے چھپا رکھا میرے بابا حسین کو

جب کسی طرح نیند نہین آتی تھی تو اسکو حضرت بانو و جناب زینب آغوش مین لے کر فرماتی تھین کہ اے زردیدہ شورہ اب عنقریب سفر سے تیرے بابا آئینگے مگر وہ معصوم کب مانتی تھی ناچار جناب بانو قریب حضرت امام زین العابدین آئین اور فرمایا بیٹا تم امام ہو تم سکینہ بہن کو سمجھاؤ وہ جان اپنی ہلاک کرتی ہے۔ یہ سنکر وہ امام کون و مکان قریب سکینہ نیم جان کے تشریف لائے اور کلمات تسلی و تشفی دیکر فرمایا کہ اے سکینہ تم صابرہ کی پوتی ہو صبر چاہیے جبکی ہو رشورہ **نظم**

وہ کہتی تھی دھڑکتا ہو دل ہاے کیا کرون	کس سے کہون جو شہ کی خبر لائے کیا کرون
کہتی ہون کسطرح مجھے چین آئے کیا کرون	یہ در کسی طرح سے کھل جائے کیا کرون
بابا نہ آئینگے نہ مجھے نیند آئے گی	بھیا یہ رات جان مری لیکے جائے گی

اسوقت جناب زین العابدین فرماتے تھے کہ اے سکینہ خدا کے کارخانہ مین بندہ کا دخل نہین ہو تم والدہ سے ناحق خفا ہو جو مالک کی رضا **بیت**

غربت مین اک تمھین نہین بچھڑین حسین سے	نظم	ہم بھی تو چھٹ گئے ہین شہ مشرقین سے
صغرا کو دیکھو وہ مرض اور وہ اجاڑ گھر		کیسا ٹپکتی ہوگی وہ گھٹ گھٹ کے اپنا سر
اکبار سارے کنبہ سے چھوٹی وہ نوحہ گر		مان ہین تمھارے پاس جو سر پر نہین پدر
نعمت ہے قرب مادر عالی وقار کا		رونے کے بدلے شکر کرو کردگار کا

اب تم امان جان کی گود مین لیٹو ہم بوجہ گرانی طوق گلوگیر و زنجیر کے ناچار ہین ورنہ ہم خود اپنے سینہ پر تم کو لٹاتے اگر تم ساکت ہو تو ہم بابا جان کی باتین کرین جان پدر تمھارے باباجان مین یہ ارشاد اُس امام عالی مقام کا سنکر جناب سکینہ فوراً اکنارما در مہربان یعنے

حضرت بازمین لیٹین تب جناب سجاد سے فرمایا کر بھیا اب حال میرے بابا کا کہو۔ **نظم**

سجاد نے کہا کہ جہان ہین شہ امم ۔ نام اُس مکان پاک کا ہے گلشن ارم
یاقوت سرخ کا ہے وہ قصر فلک حشم ۔ ہے جسکے آگے عرش برین مرتبہ مین کم

ہے وان کی چاندنی مین ضیا آفتاب کی ۔ سب مشک کی زمین ہو تو نہرین گلاب کی

ہے سلسبیل جیشمہ کوثر ادھر اُدھر ۔ پانی ہے جسکا مشک سے خوشبو زیادہ تر
برف اُسکے آگے گرم ہے کچھ سرد اسقدر ۔ لذت مین فوق ہے شکر و شہد و شیر پر

آب گہر سے بھی ہو صفا آب و تاب مین ۔ حق نے اسی کا وصف لکھا ہی کتاب مین

ہے بیچ مین مکان رسول فلک حشم ۔ قصر جناب شیر خدا اس کے ہے بہم
اس کے قریب منزل زہراے باکرم ۔ ہین اس طرف حسن تو اُدھر قبلۂ امم

ایذا بہت اٹھائی تھی دنیائے زشت مین ۔ پانچون خدا کے نور بہم ہین بہشت مین

وہ نعمتین بہشت کی ہین شہ کے روبرو ۔ بہتر ہین باغ خلد کے پھولون سے جنکی بو
لبریز جام دیکھتے ہین جب کنار جو ۔ روتے ہین سر جھکا کے شہنشاہ نیکخو

پانی کو دیکھ کر نفس سرد بھرتے ہین ۔ ہر وقت بابا جان تمہین یاد کرتے ہین

جسوقت حورین لاتی ہین کوثر کے بھر کے جام ۔ فرماتے ہین کہ آہ سکینہ ہے تشنہ کام
دادی کے پاس رہتے ہین اصغر تو صبح و شام ۔ وان دخل کیا کسی کا تمھارا جو ہی مقام

ایسا ہو عشق جس سے اُسے بھول جائینگے ۔ چھاتی پہ بابا جان تمہین کو سلائین گے

ہمشکل مصطفےٰ ہو کہ اصغر سا گلعذار ۔ گو سب تھے نور چشم امام فلک وقار
تم پر سبے بڑھ عنایت شبیر بے شمار ۔ ہان سچ کہو کسی پہ تھا اسطرح کا پیار

اس پیار سے کسی کو بھی گودی مین لیتے تھے ۔ تم پر تو قبلۂ دو جہان جان دیتے تھے

یہ سنکر حضرت سکینہ اور بھی رونے لگین اور جناب زین العابدین سے فرمایا کہ جب بابا
میرے ایسے مکان مین ہین تو مجھ کو کاہے کو یاد کرینگے بھائی اصغر اور محمد و عبداللہ جی

بہلانے کو انکے پاس ہیں یہ باتیں سنکر اہل حرم میں کہرام برپا ہوگیا اور بعض روایت سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب زینب نے اس وقت سکینہ کو گود میں لیا اور فرمایا کہ اے سرد سینہ سکینہ معصوم میری گود میں آ میں تجھ کو لوری دوں کہانی کہوں اسوقت خدمت بابرکت پھوپھی میں جناب سکینہ نے گذارش کی کہ اے پھوپھی جان کسکا قصہ کسکی کہانی میں اپنی مصیبت میں ہوں میرے دادا علی مرتضیٰ شہید ہوئے حسن مجتبیٰ کو زہر دیا گیا جناب فاطمہ ع اور رسول خدا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی ایسے ستم رسیدہ کو کہانی کب خوش آتی ہے ہاں اگر کوئی کہانی میرے دل کی خواہش کے موافق ہو جسکو سنکر اشک بہاؤں ابخرے دلکے نکالوں تو مضائقہ نہیں

نظم

بولی زینب کہ میں وہ قصہ سناؤں تجھ کو — بھول جائیں تجھے یہ حادثے سب اے خوشخو
کہا رو رو کے سکینہ نے کہ اب جلد کہو — یہ وہی قصہ مطابق جو مرے حال کے ہو

کہنے والے کا تو دل غم سے اودھر ٹکڑے ہو — سننے والے کا اودھر سنکے جگر ٹکڑے ہو

پھر تو افسانہ یہ کہنے لگی حضرت کی بہن — بیٹی اک شہر ہے یثرب شرفا کا مسکن
رو کے بولی یہ سکینہ جو ہمارا ہے وطن — جس مدینہ سے نکل کر ہوئے مجبور رسن

بابا کے سینے پہ واں چین سے میں سوتی تھی — بھائی اکبر کی وہیں سالگرہ ہوتی تھی

کہا زینب نے کہ ہاں وہ ہی مدینہ واری — اب سنو ایک شہنشاہ تھا واں ای پیاری
حق نے بخشی اسے کونین کی تھی مختاری — رات دن کرتا تھا وہ یاد جناب باری

ہر سحر عید تھی ہر شب کو نئی شادی تھی — اسکے دم سے عجب اس شہر کی آبادی تھی

بیٹی اس شہر کی تعریف کروں میں کیا — بخدا خلق خدا کے لئے تھا لطف خدا
گھر میں کچھ اسکے نہ تھا دولت ایماں کے سوا — رحم دل اہل کرم پشت پناہ غربا
ذات سے اسکی کسی شخص کو آزار نہ تھا — اپنے دشمن کی بھی رنجش کا روادار نہ تھا

اور ہمیشہ عبادت خدا میں مشغول رہ کر غرباؤں کو کھانے کھلاتا کپڑے پہناتا آپ فاقہ کرتا

الغرض اسکے دشمنون نے مکر کے خط بھیجکر مہمان بلایا ایام گرما مین وطن چھڑایا اس کے تین بیٹیان تھین ایک کبریٰ دوسری صغریٰ تیسری سکینہ یہ نام سنکر حضرت سکینہ نے عرض کی کہ اے پھوپھی یہ نام ہم سب بہنون کے ہین تب حضرت زینب نے ارشاد کیا کہ اے لخت جگر ایک نام کے بہت سے بشر ہوتے ہین یہ تشفی دیکر پھر فرمایا کہ اس شہنشاہ نے مدینہ سے کوچ کیا فرزند ورفقا ساتھ لیے اہل حرم کو محملون مین بٹھا کر جس وقت وہ شہنشاہ وطن سے چلا ایک حشر برپا تھا نظم

جسنے پوچھا کہ وطن کب تلک آنا ہوگا	بولے سر کٹ کے سوے شام روانا ہوگا
کہہ کے یہ بنت علی بولی بہ آہ وزاری یہ کہانی ہے بڑی ضعف ہی مجھپر طاری	اب تو آرام کرو اے میری سکینہ پیاری اتنی تو آج کہی کل مین کہون گی ساری
بھائی اس شاہ کی غربت پہ پھٹی جاتی ہو	اپنے بھائی کی مصیبت تمھے یاد آئی ہو
جوڑ کر ننھے سے ہاتھون کو پکاری نادان مین تو کہواؤنگی پوری یہ کہانی اس آن	ناز بردار پھوپھی تمپر بھتیجی قربان دل نہ توڑو مین ہون اک شب کی تمھاری مہمان
صبح لینے کو مرے باپ کا سر آئے گا	کل کوئی تم سے کہانی نہین کہوائے گا

پس جناب زینب بچشم اشکبار پھر حضرت سکینہ کے بہلانے مین مشغول ہوئین اور ارشاد کیا کہ اے بی بی وہ بادشاہ اپنے وطن سے چل کر ایک دشت ہولناک مین پہونچا اور فوج اشقیا نے آکر اسکو گھیر لیا ساتوین محرم سے آب ودانہ بند کیا اور دہم محرم کو اسکے بھائی بھتیجے بیٹے ورفیق وانصار سب کے سب مارے گئے بھائی اس امام کا عباس علمدار تھا بیٹا اسکا ایک اکبر جرار دوسرا اصغر شیرخوار ایک بھتیجا قاسم نونہال اسی طرح جملہ عزیزون کے نام حضرت زینب نے بیان کیے پس یہ سنتے ہی نظم

ننھے سے ہاتھون سے منہ پیٹکے شہ کی دختر کیون پھوپھی میرے بھی تو بھائی تھے اکبر اصغر	عرض یون کرنے لگی بنت علی سے رو کر بولی زینب کہ یہ تم مجھ سے نہ پوچھو دلبر

قصہ بالطف خموشی مین سنا جاتا ہے — بول اُٹھنے مین کہانی کا مزہ جاتا ہے

نیند مین آپ کو ڈالو پھوپھی تم پر قربان — کٹ گئی رات سفیدی ہوئی مشرق سے عیان

قصہ آخر ہوا تم سوئین نہ لے راحت جان — کہا رو رو کے سکینہ نے کہ اب نیند کہان

گر کہانی کوئی سنتا ہے تو نیند آتی ہے — اس کہانی سے تو کچھ نیند اڑی جاتی ہے

اب یہ فرمایئے وہ شاہ رہا جب تنہا — رحم اُسپر کیا بے رحمون نے یا ظلم کیا

بوند پانی بھی ترس کھا کے دیا یا نہ دیا — رو کے زینب نے کہا پیاسے کو پیاسا مارا

بسکہ جلاد نے باندھی تھی کمر کینے پر — تیغ کھینچے ہوئے بیرحم چڑھا سینے پر

بیٹی وہ شاہ بھی تھا بندۂ مقبول خدا — ذبح جب ہونے لگا وہ تو فلک کانپ گیا

اور سورج کو گہن چار گھڑی دن سے لگا — آیا روتا ہوا بالین پہ نانا اُس کا

ننگے سر خیمے سے بنت بیٹی خواہر نکلی — پیاس سے روح بھی اس شاہ کی باہر نکلی

یہ فرما کر حضرت زینب کو فرط الم سے غش آگیا تب اس معصوم نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا اور اسطرح چلانے لگی کہ اے پھوپھی ابھی تو کہانی کہتی تھین ابھی بیہوش ہوگئین لنذ ہوش مین آؤ میرے اوپر رحم کھاؤ یہ کہانی پوری کہہ سناؤ الغرض

نظم

ہوش مین آئی جو ہمشیر امام دو جہان — دے کے کرتے کی ہوا بولی سکینہ نادان

پھوپھی اس قصہ کے آخر مین غضب کا ہے بیان — کیسے اُس شاہ کا ناموس گیا رن سے کہان

سر بھی وارث کا کٹا لاشہ بھی پامال ہوا — آخر اُن پردہ نشین رانڈون کا کیا حال ہوا

کوئی اُن بیوون کو پردیس سے گھر لیکے گیا — بولی زینب کہ مین قربان گئی گھر کیسا

ننگے سر شہر مین اپنے انھین لائے اعدا — لو مری جان بس اب خاتمہ قصے کا ہوا

اب تلک ظالمون کے ہاتھ سے آزار مین ہین — کبھی زندان مین ہین اور کبھی دربار مین ہین

تب سکینہ نے کہا بس مجھے معلوم ہوا — پھوپھی وہ قیدی ہین ہم جنکا مقدر ہے برا

وہ شہنشاہ مرا باپ ہے سر جس کا کٹا — واہ کیا خوب فسانہ کہا مین تیرے فدا

قصہ حضرت کا اکبر و دادا یہ سادات کی ہے	یہ کہانی تو مرے قبلۂ حاجات کی ہے
کہکے یہ خون بھرے کرتے کا گریبان پھاڑا	بال گر بکھرے تھے اور ان کو پریشان کیا
کرکے سنہ باپ کے قتل کو پکاری دکھیا	کل کی یہ بات ہے تم زندہ تھے ای شاہ ہدا
آج تو حال کہانی مین کہا جاتا ہے	اور نیزے پہ سر پاک نظر آتا ہے

روایت مین وارد ہے کہ یہ بین کرتے کرتے جناب سکینہ کو غش آگیا اور اہل حرم مین ایک کہرام برپا ہو رہے تھے محل مین یزید پلید بیدار ہوا اور ایک خواص سے کہا کہ ڈیوڑھی پر جا کر خبر تو منگا کر زندانیون کا کیا حال ہے شاید ایک لڑکا نحیف و زار زنجیر مین گرفتار تھا اسکو غش آگیا ہوگا اور خازن سے یہ بھی کہدینا بیت

کھولو رسن گلے سے جو غش سے نڈھال ہو	کٹوا دو بیڑیان بھی اگر غیر حال ہو

یہ حکم سنکر وہ خواص ڈیوڑھی پر آئی اور حال زندان دریافت کرکے فوراً پھر یزید کو جا کر خبر دی کہ ایک بچی خردسال اپنے باپ کی یاد مین روتی تھی کہ اسکے بہلانے کو اسکی مان پھوپھی نے حال سفر کربلا بطور قصہ اُس سے کہنا شروع کیا چونکہ وہ دختر نیک اختر خاندان رسالت سے بیٹی امام کی ہی سمجھ گئی کہ یہ حالات تو من وعن میرے ہی باپ بھائی کے ہین اور حال شفقت پدر بزرگوار اس قصہ کے سننے سے یاد کرکے ضد کر رہی ہے کہ میرے باپ کو بہت بلا دو

اسکے پدر کو سوگ نشین بامین کس طرح	دنیا سے جو گیا اُسے دکھلا مین کس طرح

اے حضرات اب کیا کہون نظم

وہ سنگدل بھی رونے لگا سن کے یہ خبر	کہنے لگا خواص سے آخر وہ بد گہر
پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر	زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر
ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے	بیٹی پدر کی شکل پھر اکبار دیکھ لے

لیکن تاکید اس امر کی کرنا کہ بعد دکھانے سر کے فوراً لے آئے کیونکہ جب تمام خزانہ خالی کیا ہے تب سر فرزند فاطمہ زہرا کا پایا ہے اس درمیان مین حضرت سکینہ کی آنکھ لگ گئی

یہ سنکر خزانہ دار نے صندوق آہنی سے سر اقدس نکالا اور ایک خوان مین رکھکر خوان پوش ڈالکر طرف زندان کے چلا اور اس طرف بوجہ گریہ سکینہ اہل حرم شاہ مدینہ مین نظم

برپا تھا داحسینا کا رانڈون مین غل ادھر	پہونچا وہ سر کو لیکے جو خازن قریب در
کھلوا کے قفل کو یہ پکارا بچشم تر	بھیجو کسی کو اے حرم سید البشر
پہونچا ہے یان سے رونیکا غل اسکے کان مین	حاکم نے کچھ سکینہ کو بھیجا ہے خوان مین
فضہ قریب در گئی اُٹھکر بدرد و یاس	وہ خوان لیکے رکھدیا اہل حرم کے پاس
کہنے لگی یہ بنت رسول فلک اساس	غمسے بھرے ہین دل اثر ہمین بھوک ہے نہ پیاس
گرفاقہ کرتے کرتے لبون پر دم آئینگے	نے ہم چھوئینگے اسکو نہ بچے ہی کھائینگے

اور آج اسقدر مہربانی حاکم کا ہمپر سبب کیا ہی جو یہ خوان بھیجا ہے مین اس ظالم کا کھانا نہ لونگی افسوس ہی کہ جو لعین میرے بھائی کا سر مین روز کی بھوک پیاس مین کاٹے مین اسی مردود کے گھر کا کھانا لیکر کھاؤنگی زمین پھٹ جائے تو مین سما جاؤن یہ تو مجھسے نہ ہو گا جب یہ کلام حضرت زینب کا جناب امام زین العابدین نے سنا تو نظم

چپکے سے تب پھوپھی سے یہ کہنے لگے امام	جانے دو پر غضب نہ کہین ہو امیر شام
کھل جائیگا یہ سر نہان آپ پر تمام	ہرگز طعام اسمین نہین ای فلک مقام
بھیجے جو کچھ یہ ظرف کہان اُس ذلیل کا	سر خوان مین ہی وارث خوان خلیل کا

اے پھوپھی یہ سبب زیارت سر سلطان کربلا کی ہے خدا معلوم بعد ازین وہ لعین سر کو کہان بھیجے گا آج تو زیارت کر لو مگر اسقدر خوف ہے کہ سکینہ نادان اگر سر پدر بزرگوار کو دیکھیگی تو اپنے تیئن ہلاک کرے گی کیونکہ ابھی روتے روتے آنکھ لگ گئی ہے مبادا وہ اُٹھے اور سر پدر کو پا کر نہ چھوڑے تو یزید لعین اور غضبناک ہو گا یہ ارشاد امام زین العابدین ؑ کا سُنکر وہ مخدومہ یعنی بیت

زینب قریب خوان گئی سن کے یہ کلام	کانپے جو ہاتھ پاؤن گری خواہر امام

فضہ نے بڑھ کے خوان جو کھولا بچشم تر — سمجھے یہ اہلبیت کہ طالع ہوا قمر
گھبرا کے بیبیون نے جو کی خوان پر نظر — دیکھا لہو مین تر پسر فاطمہ کا سر
رانڈین جھکین حسین کی تسلیم کے لئے — سجاد اُٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کیلئے
بولی بلائین لے کے یہ زینب جگر فگار — بھیا تمھارے چہرۂ پرخون کے مین نثار
چلائی گرد پھر کے یہ بانوے سوگوار — صدقے کرو کنیز کو یا شاہ نامدار
راحت گئی حیات کی دل سے ہوس گئی — صاحب کے دیکھنے کو یہ لونڈی ترس گئی

اور اس طرف یہ غل ماتم کا سنکر جناب سکینہ کی آنکھ کھل گئی اسوقت وہ ناشاد با دل دردناک یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ بابا کی زلف کی خوشبو آتی ہے **بیت**

ثابت ہوا یہ سید والا قریب ہین — امان ضرور آتے ہین بابا قریب ہین

اسوقت کا حال اہلبیت اطہار کا کیا عرض کرون کہ ایک کہرام تازہ زندان مین مثل یوم عاشورہ کے برپا ہو گیا جناب زینب دمبدم سر مبارک پر صدقہ ہوتی تھین حضرت کلثوم اور جناب بانو بلائین لیکر اپنی جانین نثار کرتی تھین کوئی سر اقدس کو اُٹھا کر چھاتی سے لگاتی تھی کوئی حلقوم بریدہ خون آلودہ کے بوسے لیتی تھی جناب امام زین العابدین زیارت پڑھ کر بیہوش ہو گئے پس اسوقت کا حال اہل حرم کا کیا عرض کرون **نظم**

سب سینہ زن تھے گرد سر شاہ بحر و بر — اس حشر مین رہی نہ سکینہ کی کچھ خبر
دیکھا جو اُسنے روئے شہ دین کو جلوہ گر — لپٹی سر پدر سے وہ معصوم دوڑ کر
چلائی دیکھو خالق اکبر کی شان کو — لو امان جان پا گئی مین بابا جان کو
روتے تھے اسکی باتون پہ ناموس شاہ سب — وہ مل رہی تھی آنکھون سے آنکھین لبون سے لب
ہان روکتی تھی ننھا سا بازو پکڑ کے جب — کہتی تھی مجھکو سر سے چھڑاؤ نہ ہے غضب
زندان سے پھر کے سید والا چلے نہ جائین — ڈر ہے مجھے کہ پھر کہین بابا چلے نہ جائین
یہ کہکے جھک گئی سر شہ پر وہ خستہ جان — نہ پھر تڑپ رہی نہ وہ زاری نہ وہ فغان

غش ہو گئی یتیم ہوا سب کو یہ گمان — بیتاب ہو کے گود مین لینے لگی جوان
زینب پکاری باپ کی عاشق گذر گئی — گودی مین کس کو لو گی سکینہ تو مر گئی

بازو ہلا کے بانوئے ناشاد نے کہا — بی بی سر پدر سے اٹھاؤ تو منہ ذرا
باتین ابھی تو کرتی تھی آنسو بہا بہا — ساقط ہی نبض ہائے غضب سر دیت دیا
منہ دیکھتے ہی زیست کا نقشہ بدل گیا — کسوقت سانس رک گئی کب دم نکل گیا

قربان جاؤن مرنے کی مان کو خبر نہ کی — واری مری غریبی پہ تم نے نظر نہ کی
یہ رات مان کے ساتھ تڑپ کر بسر نہ کی — جی بھر کے بھی زیارت روئے پدر نہ کی
چوتھے برس مین ہائے سدھارین جہان سے — دکھ قید کے نہ اٹھ سکے ننھی سی جان سے

مان صدقے جائے آج تڑپتی تھین شام سے — روٹھی ہوئی تھیں مادر ناشاد کام سے
مر کر ملین حسین علیہ السلام سے — بی بی کہو گلے ہوئے کیا کیا امام سے
بچھڑا جو ہم کو یان یہ محبت سے دور ہے — قربان جاؤن مان کا بھلا کیا قصور ہے

بچی یہ مان تجھے کدھر اب ڈھونڈھنے کو جائے — اے نور دیدہ لے کے قیامت کے دکھ اٹھائے
چھٹکر پدر سے جھڑکیان کھائین طمانچے کھائے — واری رسن بندھی تری گردن مین ہائے ہائے
جو سختیان فلک نے دکھائین وہ سہ گئین — بندے جو چھن گئے مرا منہ تک کے رہ گئین
اس رانڈ مان کو چھوڑ کے بیٹی کدھر گئین — دنیا مین رہ کے چار برس کوچ کر گئین
ناشاد و نامراد جہان سے گذر گئین — زندان سے چھوٹنے بھی نہ پائین کہ مر گئین
پیدا ہوئین مدینۂ خیر الانام مین — اسکی خبر نہ تھی کہ لحد ہوگی شام مین

ای سکینہ بیکس مادر غمگین کو تنہا اس زندان ستم مین چھوڑ کر چلی گئین قربان ہو جان مادر کی میرا شکوہ اپنے پدر بزرگوار سے ذکر نا اور اسطرح مین فرمانے لگین کہ مین تجکو کفن کہان سے لاؤن سر پر چادر بھی تو نہین ہے جو اسکا کفن بناؤن یہی کرتہ تمہارا خون آلودہ کفن ہے کیون حضرت مقام رونیکا نہین ہے کہ جسکی دادی کے واسطے چادر تطہیر آئی ہو اسکی پوتی معصومہ ایک گز بھر کفن کے واسطے محروم ہو کر اسی خون آلودہ پھٹے کرتے مین دفن کیجائے ہنوز حضرت

بانو یہ بین فرما رہی تھیں اور حضرت زینب اور جناب امام زین العابدین و دیگر اہل حرم رو رہے تھے اسے حضرات یہان تو. نظم

میت کے گرد حشر تھا بسمل تھے نوحہ گر ۔۔۔ لایا تھا وہ جو سر لے گیا تھا پھلے کوشہ کا سر
ناگاہ آسمان پہ ہویدا ہوئی سحر ۔۔۔ حاکم کو جا کے دی یہ خبر دار نے خبر
بے وارثوں پہ اور مصیبت گذر گئی ۔۔۔ لڑکی جو روز روتی تھی وہ آج مر گئی

پس جبوقت کہ حال انتقال حضرت سکینہ یزید لعین نے سنا بخدمت جناب سید الساجدین امام زین العابدین یہ پیغام بھیجا کہ جو کچھ ضرورت واسطے تجہیز و تکفین سکینہ کے ہو آپ منگا لیجئے گا اور چونکہ آپ بیمار ہین جسقدر جلوس اور آدمی واسطے اُٹھانے جنازہ کے درکار ہون بھیجدون اور جو مقام واسطے قبر کے پسند ہو اُسی جگہ کی اجازت دون بیت

گھبرا کے نہ رنج و الم کے ہجوم سے ۔۔۔ اُٹھوا سیئے بہن کے جنازہ کو دھوم سے

یہ پیغام یزید پلید کا بذریعہ پیام لانے والے کے سن کر جناب امام زین العابدین نے جواب دیا کہ ہم کو کسی چیز کی حاجت نہین ہے اور میت سکینہ کو مین خود اُٹھاؤن گا یہ لڑکی اس صاحب عفت کی ہے جس کے گھر مین فرشتے بلا اجازت نہین آتے تھے اُسکی میت کو نامحرم ہاتھ نہیں لگا سکتے اور میت کے ساتھ مین کسی اہتمام کی ضرورت نہین ہے صرف جلوس گریہ و بکا کافی ہے الا اسقدر ضرورت ہے نظم

لوٹی ہوئی جو حضرت زینب کی ہے ردا ۔۔۔ گر اسکو بھیجدے تو کفن ہو یتیم کا
اس بے کفن پدر کی یہ بیٹی ہے مہ لقا ۔۔۔ حلّے بہشت کے جسے بھیجا کیا خدا
بے کس نہ جان دلبر شاہ انام کو ۔۔۔ آتے ہین آسمان سے ملک اہتمام کو
بخشا ہے کبریا نے ہمین رتبۂ جلیل ۔۔۔ ہم جس کے عہد مین وہ بہر حال ہے کفیل
بھیجے گا بہر غسل خدا آب سلسبیل ۔۔۔ ہون گے محافظت کے لئے ساتھ جبرئیلؑ
زندان ہمارے واسطے دنیا ئے زشت ہے ۔۔۔ جا پہونچے قبر تک تو پھر آگے بہشت ہے

پہونچا جواب لے کے ملازم جو اسکے پاس — بھیجا شقی نے رانڈون کا لوٹا ہوا لباس
مصروف غسل مین ہوئے سجاد حق شناس — آخر کفن پنہا کے پکارے بدرد و یاس
لو بیبیو وداع ہو اس نور عین سے — ملنے چلی ہے آج سکینہ حسین سے

ہمشیر کو اُٹھانے لگے جب بچشم تر — سب بیبیان لپٹ گئین میت سے دوڑ کر
زینب پکارتی تھی کہ واری چلین کدھر — لے کر بلائین کہتی تھی مان سوختہ جگر
امان کو چھوڑے جاتی ہو رونے کیواسطے — بی بی چلین مزار مین سونے کے واسطے

پھر اکبار چاند سی صورت دکھاتی جاؤ — دل جل رہا ہو چھاتی سے چھاتی لگاتی جاؤ
صدقے گئی کفن مین نہ مُنھ کو چھپاتی جاؤ — پھر مان کے پاس آؤ گی کب یہ بتاتی جاؤ
پہلو مین تم نہ ہوگی تو مان بلبلائے گی — پھر یان تمھارے بن نہ مجھے نیند آئیگی

گھٹ گھٹ کے یان اندھیر مین کہتی تھی بار بار — امان چراغ ہو تو ٹھہر جاے جان زار
اب شام مین ملیگی تمھین قبر تنگ و تار — بی بی کو نیند آئے گی کیونکر یہان نثار
تڑپوگی تم تو مان کو خبر ہوگی کس طرح — پہلی یہ شب لحد مین بسر ہوگی کس طرح

القصہ جنازہ اُس معصوم کا لے کر

نکلے جو قید خانے سے سجاد نوحہ گر — صندوق چوب خلد تھا حوروں کے دوش پر
تھے شامیانے حضرت روح الامین کے پر — پیچھے نواسیان تھی نبی کی برہنہ سر
زندان کی خاک بیبیان بالون پہ ڈالے تھین — سیدانیان علی کی بہو کو سنبھالے تھین

الغرض امام نے اس شاہزادی کو شام مین دفن فرمایا اور اہلبیت اطہار اسی زندان مین تڑپتے رہ گئے اب حال رہائی اہلبیت اطہار آیندہ مجلس مین گزارش کرونگا شعر

صدقہ سکینہ اپنی کا یا شاہ کربلا — جاگیر مین وزیر کو اب خلد ہو عطا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر رہائی اہلبیت از زندان و دفن امام مظلوم مع حالات چہلم

ذکر چہلم ہے ہو جیئے مغموم | دفن ہوتے ہین سید مظلوم

اے عزاداران جناب سید الشہدا و بزم نشینان شہید کربلا آگاہ ہو کہ جسقدر ہجوم آلام و غم پارۂ جگر رسول ثقلین ابا عبداللہ الحسین پر گذرے کسی انبیائے متقدمین پر نہین گذرے لاہجوم و غموم شاہزادی کونین ہمشیرۂ جناب امام حسین کا بھی کم از مصائب برادر والا تبار آنحضرت سے نہین ہے رباعی

نانا کو روئی مان کا جنازہ دیکھا | بابا کا بڑے بھائی کا لاشا دیکھا
زینب کی غرض حیات روتے ہی کٹی | عاشور کو کیا کہون کہ کیا کیا دیکھا

چنانچہ مورخان دفتر مصیبت و محرران حالات تعزیت کوائف ولادت آن مخدومۂ کونین بصد حسرت و یاس صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت زینب پیدا ہوئین تو حضرت فضہ خدمتگزار جناب فاطمہ زہرا بکمال فرحت و مسرت خدمت بابرکت رسول مقبول مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگین شعر

ہوئے یہ نواسی تمہین یا شاہ مبارک | زینب کی ولادت کرے اللہ مبارک

پس باستماع خبر فرحت اثر جناب رسول الثقلین مسند نشین تاب قوسین طرف خانۂ علی تشریف

زوج فاطمہ زہرا تشریف لائے مگر کس زبان سے عرض کروں کہ وقت ولادت سے ہی آثار رنج وملال ظاہر ہونے لگے یعنی جسوقت نظم

تشریف نبی گھر مین یداللہ کے لائے	دیکھا رخ زینب کو تو آنسو نکل آئے
پھر گود مین لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے	اور پیار مین یہ درد کے کلمے بھی سنائے
آ اے جگر سید لولاک مین صدقے	آ نورِ گل پنجتن پاک مین صدقے
آ اے مری خاتون قیامت کی عزادار	آ اے وطن آوارہ و مظلوم و دل افگار
آ اے اسد اللہ کے ماتم کی سزاوار	آ اے حسن سید مسموم کی غمخوار

ایماناس اگرچہ مصائب اس مخدومہ کونین کے مطول ہین لیکن عاشقان رسول برحق سے عجب نہین کہ انھین چند اشعار کو سنکر بیچین ہوجائین اور ماکل کار مجلس ہو پس جسوقت خاتم الانبیا رسول دوسرا نے کلمات اندوہناک فرماکر آغوش مین لیا اور زبان مبارک سے فرمایا نظم

صدقے ترے اے بیکس و بے وارثے والی	آلاشہ شبیر پہ منہ ڈھانپنے والی
یہ کہہ کے لگے چومنے زینب کے جو بازو	رقت کا یہ عالم تھا کہ تھمتے نہ تھے آنسو
گھبرا کے کہا فاطمہ نے اے شہ خوشخو	فرمایئے تو فاطمہ بھی کھولدے گیسو
باتین بخدا آپ کی سب وحی خدا ہین	لیکن سخن اسوقت کے نشتر سے سوا ہین
کیا جان سے دور آپکی مرجاؤنگی مین آج	زینب مری اب دودھ کو ہوجاویگی محتاج
کیا قتل کہین ہوگا علی سا سرتاج	میری ہی اجل خوب ہے اے صاحب معراج
مرجاؤن بلا لیکے مین فرزندون کے سر کی	شوہر بھی سلامت رہی ہو خیر پدر کی
تب رو کے محمد نے کہا اے مری پیاری	اسوقت تو رحلت ہی ہماری نہ تمھاری
انجام پہ زینب کے ہے رقت مجھے طاری	ہے اسکے مقدر مین فقط نالہ و زاری
زینب سی گرفتار بلا کوئی نہین ہی	ہم پنجتن پاک کی یہ سوگ نشین ہے

پہلے تو یہ ہووے گی عزادار شبیر ‏ — اور بعد کئی دن کے سلے گا غم مادر
روئے گی ترے واسطے یہ بیکس و مضطر ‏ — پھر آنکھوں سے دیکھے گی یہ زخم سر حیدر
یہ تفرقہ ڈالے گا فلک بھائی بہن میں ‏ — ٹکڑے دل شبر کے یہ دیکھے گی لگن میں
پر سب سے زیادہ ہے اسے ماتم شبیر ‏ — جب کرب و بلا میں اسے لیجائیگی تقدیر
کیا کیا نہ ستم دیکھے گی وان زینب دلگیر ‏ — تڑپے گا حسین آنکھوں کے آگے تہ شمشیر
جن بازوؤں پر دیتا ہوں بوسہ میں بہن سے ‏ — بندھ جائینگے بازو یہی اک روز رسن سے

اے غلامان سید مسموم و شہید مظلوم جسوقت محمد مصطفےٰ رسول کبریا نے یہ کلمے فرمائے۔ خانہ حضرت فاطمہ زہرا بنت جناب محمد مصطفےٰ میں بجائے خوشی مولود کے ایک حشر برپا ہو گیا الغرض جو جو غموم جناب رسول خدا نے زبان مبارک سے فرمائے تھے جناب زینب کو پیش آئے اشعار

شروع حادثہ تا موت مصطفےٰ دیکھا ‏ — کفن میں لاشہ خاتون دوسرا دیکھا
علی کے سر کو بھی چشموں سے خون بھرا دیکھا ‏ — حسن کو زہر ہلاہل سے روتا دیکھا
رسول حق کے ولی کو رسول کو رو لی ‏ — حسن کو رو لی جناب بتول کو رو لی

جس وقت کہ یہ چار دن حادثہ جناب زینب پر گذرے شب و روز گریہ و بکا میں رہتی تھیں کبھی امورات خوشی اور انبساط کی طرف رغبت نہ فرماتی تھیں اور قریب دلتسرائے جناب امام حسین رہتی تھیں جب کبھی امام مظلوم باہر تشریف لیجاتے تو جیابانہ صحن خانہ میں باانتظاری رونق افروزی اپنے برادر عالی وقار کے پریشان و بیقرار پھرتی تھیں حضرات کیونکر بیقراری نہو ایسی مظلومہ پر کہ جس کے صرف ایک بھائی باقی رہا ہو جس کے دل سے الفت اس بھائی کی جو بزرگون کی نشانی ہو بیچند جانیے اب آگے اس سے قلم کو لغزش زبان کو سکوت ہے اسکے بھائی کے حادثہ کا حال کیونکر لکھون آسمان زمین پر جھک گیا ہے قلم کاغذ پر اشک سیاہ ٹپکاتا ہے کہ ایسے اور کیا کیا مصائب دیکھے جنکا بیان نہین ہو سکتا نظم

غضب ہے شمر کو سینہ پہ بھی چڑھا دیکھا — حسین کو تہ خنجر بھی لوٹتا دیکھا
سر امام کو نیزے پہ خون بھرا دیکھا — گلوے حضرت اصغر کو بھی چھدا دیکھا
شہید جسکا ہر اک پیر اور جوان ہووے — بتاؤ اُسکی مصیبت کا کیا بیان ہووے
وہ بعد بھائی کے لوٹی گئی اسیر ہوئی — تباہ لخت دل حضرت امیر ہوئی
وہ شہر شہر پھری در بدر حقیر ہوئی — سیاہ شام مین سر ننگے دستگیر ہوئی
ہزار حیف کہ نکلا نہ ہر جس کے لئے — ردا بھی آئی میسر وہان نہ اسکے لئے

الغرض بعد ان مصائب کے شام ناکام مین جو حادثہ کو اس مظلومہ پر دربار یزید پلید اور قید شدید مین گذرے اُنکا بیان کرنا خالی از بے ادبی نہین ہے صرف مومنین کے دل مین اسکا غور کر لینا کافی ہے مگر جب دل اس زندان مین بہت گھبراتا تھا حضرت زینب کے ساتھ اہل حرم رو رو کر کہتے تھے **نظم**

ناشاد ہین ایسے کہ کبھی شاد نہ ہونگے — زندان سے یقین ہی کہ ہم آزاد نہونگے
طول اتنا کھنچا قید کہ پرسان نہین کوئی — بیدین ہین لعین صاحب ایمان نہین کوئی
رانڈون کے رہا ہونے کا سامان نہین کوئی — اس ظلم و ستم پر بھی پشیمان نہین کوئی
راتون کو تھا فریاد کا غل نوحہ گرون مین — آرام سے کیا سوتے تھے سب لوگ گھرون مین
جبرئیل امین نے جسے جھولے مین جھلایا — اُس شاہ نے گور و کفن اب تک نہین پایا
رن مین تن بے سر رہا سر شام مین آیا — نیزے پہ اُسے شہر کی گلیو مین پھرایا
کسطرح زیارت کرین زندان سے نکل کے — لٹکایا ہے دروازے پہ ظالم نے محل کے
یہ کہتے تھے اور روتے تھے ناموس پیمبرؐ — تھا فرش فقط خاک کا بالین تھا نہ بستر
بچون کو نہ کھانا تھا نہ پانی تھا میسر — سایہ بھی نہ تھا دھوپ مین جلتے تھے دن بھر
ہر شام مصیبت تھی غریب الوطنی مین — ہو جاتی تھی رانڈون کو سحر سینہ زنی مین

اور دن اہلبیت اطہار کے ایسے لاغر ہو گئے تھے کہ اُٹھنا بیٹھنا مشکل تھا **نظم**

تھی بھوک اور پیاس سے ازبسکہ نقاہت	پہچانی نہ جاتی تھی کسی بی بی کی صورت
جیتے تھے در و دیوار کو تکتے تھے بحسرت	زائل ہوئی تھی ماندوں سے رونیکی بھی طاقت
کچھ فرش نہ تھا خاک پہ بیٹھی ہی اٹے تھے	سینے تھے کبود اور گریبان پھٹے تھے

اور جناب سید الساجدین کو تو بوجہ شدت بخار ایسا ضعف تھا کہ کروٹ لینا بھی مشکل تھا

اٹھ بیٹھے تو افسوس سے رو رو کے ملے ہاتھ	لیٹے تو رکھا تکیہ کی جا سر کے تلے ہاتھ
رہنے نہ دیا طوق نے گر سر کو جھکایا	پھر ون سر زانو سے نہ گردن کو اٹھایا
ہوش آیا تو بہنوں کو قریں اپنے بلایا	منھ چوم کے چھاتی سے سکینہ کو لگایا
نزدیک ہلاکت تھی جو دوری پدر سے	گھبرا کے طرف دیکھ کے کی آہ جگر سے

اور اگر ملازم حاکم اظلم کسی قسم کی غذا اور پانی لاتے تھے تو اسوقت ایک حشر زندان میں برپا ہوتا تھا ہر ایک بی بی شہدائے کربلا کو یاد کر کے اسطرح روتی تھی جسطرح حاضری میت کا کھانا بروز وفات کے آتا ہے۔ **نظم**

اس کھانے پہ منھ آنسوؤں سے دھوتے تھے قیدی	سر پیٹتے تھے ہاتھوں سے اور روتے تھے قیدی
کہتی تھی کوئی ہائے بہن صدقہ برادر	کس بھوک میں اور پیاس میں تیں کو کٹا سر
چلا کے کوئی کہتی تھی ہے ہے علی اصغر	دو دن نہ تمہیں آب و طعام آیا میسر
کس رنج میں دنیا سے سفر کر گئے بیٹا	کھانا میں کھلاؤں کسے تم مر گئے بیٹا
کہتی تھی کوئی پیٹ کے ابن حسن آؤ	سمجھاتے ہیں کھانا نہیں کھاتی دلہن تو
زندان میں تڑپتی ہے یہ تشنہ دہن آؤ	ماں صدقہ ہوائے قاسم گل پیرہن آؤ
تم بھوکے تھے اس غم سے یہ مرجائیگی واری	گھبرا ابھی جو تم کھاؤگے تو کھائیگی واری

پس وہ ملازمان جو ہمراہ طعام آئے تھے یہ سنکر ہیں کہتے تھے کہ بارالٰہا یہ کس قسم کے قیدی ہیں کہ نہ کھانے کی پروا نہ پانی کی چاہ کئی روز کے بعد کھانا آیا اور رغبت نہیں کرتے تب بخدمت جناب زین العابدین اور فضہ کے عرض کرتے تھے کہ اس طعام کو لے یہ بھی نیلکا

یہان بلحاظ رنج والم حضرت زینب کے کوئی بھی جواب نہ دیتا تھا تب جناب زینب خود ناچار ہوکر فرماتی تھین نظم

اس رسم کو تو جانتا ہے سارا زمانا	میت کو اُٹھا لیتے ہین جب کھاتے ہین کھانا
نے دفن کو ہو سکتے ہین ہم یان سے روانا	نے فاتحہ کو کچھ ہے شہیدون کے ٹھکانا
ظاہر ہے خدا پر ہمین جسطرح کے غم ہین	چہلم کے دن آپہونچے ہین اور قید مین ہم ہین
گو پیاسے ہین پر ہم ابھی پانی پئین کیونکر	سب تشنہ دہن تیغ ستم سے ہوئے بے سر
افسوس کہ اتنا نہ ہوا ہم کو میسر	منھ ڈھانپتے شربت پہ بھی جو فاتحہ دیکر
کیا کھانے کو کھاوین کسے فرصت ہے بکاسے	آنکھون تلے پھرتے ہین وہ بھوکے پیاسے

یہ سنکر وہ ملازم کھانا واپس لیجاتے تھے اور سب حال یزید سے بیان کرتے تھے اسی اثنا مین ہندہ نے ایک روز خواب دیکھا کہ تمام دروازے محل کے کشادہ ہین اور فلک سے جوق جوق ملائک روتے پیٹتے اتر کر اس حجرے مین کہ جہان سر امام حسین رکھا ہے جمع ہوکر ماتم اور بکا کرتے ہین اور بعد سلام اسطرح کہتے ہین کہ اے جگر پارہ رسول تیری تو تیر ملعونون نے نہ کی بھوکا پیاسا قتل کیا اور اہل حرم کو زندان مین مقید کیا

یہ کہتے ہین اور کرتے ہین زاری وہ فرشتے	جو ابر سفید اترتے ہین اک اترا فلک سے
اس ابر مین کچھ مرد ہین اور بیچ مین انکے	اک شخص ہے بیتاب جگر ہاتھون سے پکڑے
عمامہ نہ سر پر ہے نہ کاندھے پہ عبا ہے	منھ آنسوؤن سے تر ہے گریبان پھٹا ہے
چہرہ ہے کہ شرمندہ ہو خورشید درخشان	سنبل کی طرح دوش پہ گیسو ہین پریشان
پہونچا جو قریب سر شبیر وہ نالان	یون کہنے لگا چوم کے اُسکے لب و دندان
کس طرح نہ ٹکڑے ہو دل محبوب خدا ہو	نانا تری مظلومی پہ شبیر فدا ہو
جسدن سے پھرایا ہے ترے حلق پہ خنجر	مرقد سے اُسی روز کا نکلا ہون نہین باہر
مادر بھی تری بیٹھی ہے کھولے ہوئے سر	بیتاب ہے بابا بھی ترا حیدر صفدر

روتا ہے حسن نالہ و فریاد و فغان سے	سب پیٹتے آتے ہیں ترے غم میں جہان سے
یہ حال نظر آیا پیمبر کا جو اک بار	تھرا گیا دل ہند ہوئی خواب سے بیدار
سر پیٹتے آتے تھے جہاں احمد مختار	اس حجرے میں دوڑی گئی بادیدۂ خونبار
دیکھا کہ لگن میں سر شبیر دھرا ہے	اور تا بہ فلک روشنی نور خدا ہے
پہچانی جو وہ خون بھری شبیر کی صورت	بیساختہ اک دل میں اٹھا جوش محبت
اس سر پہ گری روکے وہ باصد غم و حسرت	کہتی تھی کہ لٹ دبستر خاتون قیامت
جیتا ہمیں قسمت نے نہ اک بار دکھایا	جب مر گئے تب آخری دیدار دکھایا
تقدیر نے حضرت کے جو تھا گھر سے نکالا	مشتاق میں اس دن سے تھی یا سید والا
کس نے سر و تن میں ترے یہ تفرقہ ڈالا	اس ظلم کا کیا کوئی نہ تھا پوچھنے والا
کیوں آتے ہی چاک گریبان مرے گھر میں	اب مجھ پہ کھلا آپ ہیں اماں مرے گھر میں

اس وقت سر جناب امام حسین نے باعجاز امامت اس طرح فرمایا کہ اے ہند یزید نے مجھے ناحق قتل کرایا اور میرا سر تیرے محل میں بحفاظت رکھا گیا اور زینب و کلثوم کو زندان میں بھیجا یہ حال جب ہند نے سنا تو بتلاش یزید چلی رفتہ رفتہ کیا دیکھا وہ ملعون حجرۂ تاریک میں غمناک پڑا تھا نظم

کہتا تھا کہ اب منہ کو چھپاؤں میں نبی سے	محجوب ہوں میں قتل حسین ابن علی سے
سن کر یہ سخن ہند کی حجرے کے اندر	رو کر کہا کیا قہر کیا تو نے ستمگر
یہ خواب ابھی دیکھ کے اٹھی ہوں میں مضطر	گھر میں مرے سر پیٹتے آئے ہیں پیمبر
مخدومۂ عالم کا سر پاک کھلا تھا	اور حیدر صفدر کا گریبان پھٹا تھا
محبوب الٰہی تری کرتے تھے شکایت	شاکی تری کردار سے تھے شاہ ولایت
زہرا نہیں تم سے ترے بیزار نہایت	اب حشر کے دن کس سے تو چاہیگا شفاعت
احمد کا نیا ترے رب کیا کیا تو نے	کاٹا سر شبیر غضب کیا کیا تو نے

قیدی ہین کہاں اہل حرم اوستم ایجاد شہزادیان کرتی ہین کہان نالہ وفریاد
ہین طوق وسلاسل میں کہان حضرت سجاد کر بہر خدا قید سے جلدی انھیں آزاد

گرجاتی روتے کا ہے شور اہل حرم میں ساتھ انکے میں سر پیٹتی زندان ستم میں

آگاہ نہ تھا فاطمہ کی بیٹیوں سے کیا پھر زینب وکلثوم کے رتبے کو نہ سمجھا
تونے جو انہیں قید کیا بھوکا پیاسا واللہ ہوئی فاطمہ کی روح کو ایذا

ماتم ہے نواسے کا رسول عربی کو زینب کی اسیری سے نہیں چین کسی کو

اس نے کہا نادم ہون ہوئی اب تو یہ تقصیر سچ ہے کہ نہ تھا کاٹنا تن سے سر شبیر
سر شرم سے زانو پہ جھکا کی جو یہ تقریر تا صبح رہا سوچ میں وہ ظالم بے پیر

اک بار دیا حکم یہ دربار میں آکر زندان سے گرفتارون کو لائے کوئی جاکر

پس یہ سنکر ملازم اس اشقیا کے دروازہ زندان پر گئے اور اہل بیت اطہار کو مشغول بطاعت کردگار پایا القصہ قفل در زندان کھلوایا اور حکم یزید پہونچایا کہ تمہاری طلبی دربار میں ہے اس وقت اہل حرم مین ایک حشر برپا ہوگیا اور فرمانے لگے نظم

اب کام دوبارہ ہمیں بلوانے سے کیا ہے سر ننگے ہیں سارا جہاں دیکھ چکا ہے
ہان قتل ہی منظور ہے کرنا تو بجا ہے کس طرح چلیں سر پہ نہ برقع نہ ردا ہے

آگے نہ قدم یاں سے دھرا جائیگا ہمسے اب مرکے ہی ہم نکلیں گے زندان ستم سے

اب فاقون سے وان جانیکی طاقت نہیں ہم میں اب ضعف سے ہر قیدی کے لغزش ہے قدم میں
جنت کی مسافر ہے سکینہ کوئی دم میں سجاد لب گور ہے بابا کے الم میں

جلاد کو بلوا کہ چھٹین رنج ومحن سے مانندوں کی بھی ہوجائے جدائی سر تن سے

الغرض بادشاہ امام زین العابدین تمام اہل حرم زندان سے طرف دربار یزید کے روانہ ہوئے نظم

جس دم سر دربار حرم پہونچے کھلے سر اور سامنے حاکم کے گئے عابد مضطر
بولا وہ لعین کرسی تعظیم کو اٹھ کر مسند پہ قدم رکھئے مری نائب حیدر

عابد نے کہا تخت سے کیا کام ہے مجھ کو   اب خاک نشینی ہی میں آرام ہے مجھ کو

الغرض یہ جواب امام زین العابدین سے سنکر وہ ملعون پشیمان ہوا نظم

اور سر کو جھکا کر کے یہ کہنے لگا بدخو   تم فیض کے دریا ہو سخی ابن سخی ہو
سرزد ہوا ہے جرم جو مجھ سے اسے بخشو   فرمایا یہ تب سید سجاد نے رو رو
مجھ سے نہ یہ کہہ زینب دلگیر کے ہوتے   مالک میں نہیں شاہ کی ہمشیر کے ہوتے

زینب سے مخاطب ہو لگا کہنے وہ اظلم   اے بنت علی دختر مخدومۂ عالم
فی الواقعہ بھائی کا نہایت ہے تجھے غم   پر کرتا ہوں جو عذر پذیرا ہو وہ اسدم
بے جرم کٹا حلق حسین ابن علی کا   جو مانگو وہ دوں خون بہا سبط نبی کا

یہ سنتے ہی تھرانے لگی زینب مضطر   سینے میں کلیجے پہ لگا ظلم کا خنجر
رو رو کے لگی کہنے کہ خاموش ستمگر   میں کون ہوں جو لوں دیت خون برادر
قیدی ہوں گنہگار ہوں نالان و حزین ہوں   واللہ میں اس خون کی مختار نہیں ہوں

اس خون کے خواہاں ہیں تو ہیں احمد مختار   اس خون کا دعوی کریں یا حیدر کرار
یا حشر کے دن ہوئے گی ماں اسکی طلبگار   یا خالق اکبر ہے اس خون کا سرکار
کیوں ذبح کیا سبط رسول عربی کو   اس خون کی دیت دیجیو زہرا و علی کو

تقریر سے زینب کی جو محجوب ہوا وہ   بولا کہ رہا میں نے کیا قید سے تم کو
اسباب ضروری نہیں جو چاہیئے سو لو   اسوقت کہا زینب دلگیر نے رو رو
نے مال نہ اسباب نہ زر چاہیئے مجھ کو   بچھڑی ہوئی ہوں بھائی کا سر چاہیئے مجھ کو

پس یہ گفتگو حضرت زینب کی سنکر اس ملعون نے سر امام مع طشت طلائی کے منگایا اسوقت اہل حرم میں ایک قیامت برپا ہو گئی نظم

سر دوڑ کے اس طشت سے زینب نے اٹھایا   رو رو کے بلائیں لیں اور آنکھوں سے لگایا
دل جوشش الفت سے جو اکبار بھر آیا   بوسہ دیا حلقوم پہ اور رو کے سنایا

دیکھوں تجھے اِن آنکھوں سے اے آن حسینا زینب تری مظلومی پہ قربان حسینا
بابا کا نظر کرکے سکینہ سرِ انور رو رو کے لگی کہنے کہ اے دین کے رہبر
تھی آپ کے دیدار کی مشتاق یہ دختر سو آپ کا یوں طشت میں دکھلائی دیا سر
کچھ موت پہ قابو مرا چلتا نہیں بابا میں کیا کروں دم میرا نکلتا نہیں بابا
بچھڑا ابھی سکینہ سے تو صدقے گئی بولو کیوں چپکے ہو معلوم تو ہو مجھ سے خفا ہو
میں یہ نہیں کہتی کہ مصیبت مری پوچھو پر آپ سے میں پوچھتی ہوں یہ تو بتاؤ
لو پھر امنہ آپ کا دھلوائے سکینہ پانی کہیں مل جائے تو لے آئے سکینہ
زینب کہا اتنے میں فضہ نے کہ بی بی سر رو رو کے ٹکراتی ہے صاحب کی بھتیجی
بھاوج کو تو دیکھو کہ وہ ہے غش میں تڑپتی تم انکو جو سمجھاؤ تو ان سب کا بچے جی
رونا تو یہ ہے شبہ نہیں زندگی بھر ہے انہیں ہے نہ مر جائے کوئی مجھکو یہ ڈر ہے
سجاد سے پھر کہنے لگی اے مرے مولا اب زاری زینب سے تو پھٹتا ہے کلیجا
بھائی کے الم میں نہیں ہوش اسکو ہے اصلا لے لیجئے آپ ان سے سر اب سبط نبی کا
مانے گی فقط حکم وہ ناکام تمہارا شبیر کا احکام ہے احکام تمہارا

الغرض امام زین العابدین نے اپنی پھوپھی کو تشفی دی اور سر پدر بزرگوار لیکر اپنے پاس رکھ لیا بعد اس کے یزید ملعون نے سب تبرکات مع سرہائے شہدا منگوائے جس وقت کہ وہ اسباب و سر روبروے اہلبیت کے آئے

نظم

دربار میں اک شور قیامت ہوا ظاہر پس رونے لگے دیکھ کے سب شام کے کافر
[illegible] نے کی سید سجاد کی خاطر کہنے لگا اسباب سفر کرتا ہوں حاضر
رخصت ہو حرم میں لیے تم اب جاؤ وطن کو اور دفن کرو بن میں پدر کے سر و تن کو

الغرض جب امام زین العابدین سید الساجدین کو رخصت کیا تو وہ ہادی کونین مع اہلبیت اطہار و سرہائے شہدائے کربلا و لباس ہائے گلگون قبا لیکر طرف مدینہ منورہ کے

پھسے اور یزید نے بشیر ابن جزلم کو ہمراہ اہلبیت اطہار کے کردیا نظم

نکلے حرم قید سے جب چھوٹ کر آئے ۔ ہاتھوں میں لئے ہائے شہیدوں کے سر آئے
روتے ہوئے چلاتے ہوئے چشم تر آئے ۔ میدان میں جو اس شکل سے وہ نوحہ گر آئے

اک حشر ہوا نوحہ ناموس نبی کا ۔ مقتل بھی لرزتا تھا حسین ابن علی کا

تا عرش ہوا پھر سے بپا ماتم شبیر ۔ پھر بیوؤں کی آہوں کے چلے سوئے فلک تیر
خوں رو رو کے برسانے لگا پھر فلک پیر ۔ پھر جن و ملک سکتے میں ہیں صورت تصویر

کعبہ میں پڑا غلغلہ پھر شور و بکا کا ۔ پھر روضہ لگا کانپنے محبوب خدا کا

چنانچہ راوی کہتا ہے کہ حضرت زینب و کلثوم کی فریاد سنکر از سر نو جناب نبی و علی و فاطمہ و حسن سبز قبا اپنے اپنے مرقد سے نکل آئے اور ایسا حشر برپا ہوا کہ گویا معرکۂ کربلا نظروں میں اہلبیت اطہار رسول مختار کی از سر نو پھر گیا اور حضرت زینب یہ بین فرماتی تھیں نظم

آئے تھے دوسری کو محرم کی کس کے سات ۔ خیمے بپا ہوئے تھے برابر لب فرات
اترے تھے جب تو روکی تھی عباس نے قنات ۔ تاکید تھی پکار کے کوئی کرے نہ بات

ہے ہے وہ پردہ دار ہمارے کدھر گئے ۔ بے پردہ ہو کے آل نبی در بدر گئے

یاں مسند عروسی قاسم بچھائی تھی ۔ اک رات کی دلہن کی یہاں سیج بڑھائی تھی
فضہ یہاں حضور کی پوشاک لائی تھی ۔ آواز یاں بتول کے رونے کی آئی تھی

اس جا تبرکات رسالت مآب تھا ۔ واں آبدار خانہ تھا یاں قحط آب تھا

مقتل کے آس پاس تھا ایک حشر بیگمان ۔ زینب حسین لحد پہ دھرے کرتی تھی بیان
لے میرے کربلائی برادر حسین جان ۔ ہمشیرہ تین دن سے تمہاری ہے میہمان

دختر میری بات بھی پوچھی نہ آپ نے ۔ آمد کی دار دات بھی پوچھی نہ آپ نے

الغرض جناب زین العابدین نے سر مبارک امام مظلوم کا جسد اطہر سے ملا کر دفن فرمایا تمام شہدا کی تجہیز و تکفین فرما کر اہلبیت اطہار نے دوبارہ ماتم برپا کیا اور جناب علیہ [illegible]

شل چراغ گور غریبان پہ دل جلائے
پھولوں کے بدلے قبر دنیہ لخت جگر چڑھائے
پیاروں کے بود و باش کے سامان جو یاد آئے
بے ساختہ پکاری کلیجہ پکڑ کے ہائے

اب کس کے ساتھ داخلہ کربلا ہوا
لایا تھا جو مدینے سے ہم کو وہ کیا ہوا

ہم جانتی تھی شہر بسا ہوگا بھائی کا
ہوگا ہجوم قبر پہ ساری خدائی کا
چہلم کروں گی دھوم سے میں کربلائی کا
پرسان بھی یاں نہیں کوئی زہرا کی جائی کا

منہ ڈھانپنے کو آپ ہی پلا بھی لیتی ہوں
اور اپنے دل کو آپ ہی پرسا بھی دیتی ہوں

چہلم تو کر چلی میں دل افگار یا حسین
اب روضہ کس طرح سے ہو تیار یا حسین
بیٹا بھی اور بہن بھی ہے نادار یا حسین
آخر کبھی تو آئیں گے زوار یا حسین

تکیہ ہے کار سازی پروردگار پر
اس دم تو سائبان بھی نہیں ہے مزار پر

حضرت کی قبر ہل گئی زینب کے بین سے
آکر کہا بشیر نے ابن حسین سے
شہزادے جان لب پہ ہیں پھوپھی شور و شین سے
چلئے وطن کو قبر شہ مشرقین سے

عابد نے پوچھا کیوں پھوپھی اماں قبول ہے
وہ بولی اختیار ہے کیا ہاں قبول ہے

الغرض نوبت وداع اہل حرم قبور مطہر سے آئی اور رسالہ بشیر کا بھی تیار ہوا اسوقت بحسرت و یاس حضرت زینب اس طرح کلمات رخصت فرمانے لگیں نظم

اے کربلائے سید دلگیر الوداع
اے قتل گاہ حضرت شبیر الوداع
اے قبر ابن صاحب تطہیر الوداع
اے بھائی جان جاتی ہے ہمشیر الوداع

کیا بد نصیب ہے یہ نواسی رسول کی
تم نے مجاوری بھی نہ جس کی قبول کی

نانا کے آپ کے بقیعہ میں کس منہ سے جاؤنگی
نانا کے بھی مزار پہ عزت نہ پاؤں گی
گر جاؤں گی تو سخت ندامت اٹھاؤنگی
پوچھیں گے سب بزرگ تو میں کیا بتاؤنگی

رخصت کیا حضور نے کیونکر میں یاں رہوں
جاؤں تو کس طرف کو رہوں تو کہاں رہوں

بھیا اٹھو کجاوہ میں مجھ کو تمہیں بٹھاؤ
بھیا میں بے نقاب ہوں رہگیروں کو ہٹاؤ

روکیں قناعت اکبر و عباس کو بلاؤ — خالی ہے گود بھابی کی اصغر کو لیتے آؤ
سردار سارے قافلہ کے آگے ہوتے ہیں — تیار کاروان ہوا اور آپ سوتے ہیں

کب سے تمہیں پکار رہی ہوں میں خستہ تن — ہے ہے جواب بھی نہیں دیتے شہ زمن
بھیا گلے لگاؤ تو جاؤں سوئے وطن — آئی ندا سدھارو خدا حافظ اے بہن
صغرا کو میری سمت سے بھی پیار کیجیو — ہوگا ثواب خاطر بیمار کیجیو

اے کربلا میں قبر کی بولی وہ سوگوار — اس پیار کے نثار اس آواز کے نثار
تسلیم کی لحد کو پھری گرد سات بار — جی تو نہ چاہتا تھا پہ جبراً ہوئی سوار
جب تربت حسین کی غربت نظر پڑی — ناقہ پہ کتنی بار چڑھی اور اُتر پڑی

اب ایک روایت سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے جس کو جناب مرزا صاحب مرحوم نے نظم فرمایا ہے ہنوز حضرت زینب اس طرح سے فریاد کر رہی تھیں کہ ناگاہ حضرت بانو نے قافلہ میں حضرت سکینہ کو نہ پایا فریاد و فغان کا شور فرمایا کہ ہائے میں کربلا میں دوبارہ لٹ گئی سکینہ مجھ سے چھٹ گئی اسی عرصہ میں فرات سے ایک عرب نے آواز دی کہ ایک لڑکی قبر عباس سے لپٹی ہوئی جان کھوتی ہے اور زار زار روتی ہے یہ سنکر حضرت بانو اسطرف کو ننگے سر دوڑیں تو جناب سکینہ قبر عمو سے لپٹ کر یوں عرض کرنے لگیں نظم

بس خوب سوئے خواب سے اب جاگیے ذرا — کب سے لپٹ کے روتی ہوں میں غم کی مبتلا
کیسی یہ نیند ہے کہ نہ لی سانس بھی ذرا — کچھ ہو پر اب نہ چھوڑوں گی میں ساتھ آپ کا
آئی ہیں اماں ان کی مروت نہ کیجیو — اچھے مرے چچا مجھے رخصت نہ کیجیو

پاس آکے ماں پکاری بھلا میں نے سن لیا — واری مرا قصور بلا لوں مری خطا
بی بی تو میری اہل وفا ہے یہ کیا کیا — وہ بولی با وفا مجھے سمجھو کہ بے وفا
سقہ کی قبر سے نہ کہیں اٹھ کے جاؤں گی — بیٹھی ہوئی سبیل یہاں میں بلاؤں گی
غصے کی بات یہ نہیں منعٔ بو کیا کروں — تم سے وفا کروں کہ چچا سے وفا کروں

تنہا ہے ان کی قبر نہ خوف خدا کروں　　اکبر ہے جہاں آنکھ اُٹھی میں خدمت ادا کروں
پالا ہے جس کو گود میں شاہ مدینہ نے　　آخر تمہارا دودھ پیا ہے سکینہ نے
اس درد کے سخن سے ہلے رانڈ ونکے جگر　　آیا سکینہ پاس علمدار کا پسر
ننھی سی ٹوپی پاؤں پہ رکھدی اتار کر　　چھوٹے سے ہاتھ جوڑکے بولا بچشم تر
ہم بھی تمہارے پاس ہی بستر لگائینگے　　بھینا جو تم نہ جاؤ گی ہم بھی نجائینگے
اٹھو بہن وطن کو چلو اب ہمارے سات　　دیکھو تمہارے سامنے ہم باندھتے ہیں ہات
ہم کیسی مان لیتے ہیں اپنی بہن کی بات　　ان کی قسم یہ جن کی لحد ہے لب فرات
خاطر مری کرو میں بہت دل ملول ہون　　بھینا غلام زادہ سبط رسول ہون
روتی ہوئی مزار سے اٹھی وہ ناتوان　　آئی صدا کہ خالق اکبر نگاہبان
جب دودھ مجھ کو بخش چکیں میری اماں جان　　میں صدقے میری ہمت سے پیچھو بیان
روتی ہیں آکے قبر پہ زہرا غلام کو　　اب آپ روئیے گا تو بس ہے امام کو

مرحبا اے مومنین خوب پرسا جناب فاطمہ زہرا کو دے رہے ہو

نظم

شیعوں میں بے سبب نہیں یہ شور وشین ہے　　زہرا شریک بزم عزائے حسین ہے
حاضر برہنہ سر ہی مشرقین ہے　　سبط نبی کے غم میں بکا فرض عین ہے
چہلم ہوا تمام شہ مشرقین کا　　دو فاطمہ کو آخری پرسا حسین کا

الغرض وہ قافلہ اہل بیت کا قبور شہدائے کربلا سے رخصت ہوکر طرف مدینہ منورہ کے روانہ ہوا اب حال داخلہ مدینہ کا آیندہ مجلس میں گذارش کرونگا

مطلب دلی وزیر کا یا شاہ روا ہو
اور صحن مقدس میں مرے دفن کی جا ہو

مجلس در ذکر رسیدن اہلبیت اطہار در مدینہ بعد رہائی از زندان شام و دفن امام علیہ السلام

صغرا تھی بیقرار فراق امام سے	آنے مین اہلبیت مدینہ مین شام سے

مفسران کلام آلہی و شرح کنندگان نکات آیات احکام ربانی نے سورۂ یوسف مین ایک آیۂ کریمہ کی تفسیر اس طور پر تحریر فرمائی ہے کہ حضرت یعقوبؑ ایک کنیز بہت خوب رکھتے تھے اور ان حضرت کے ایک لڑکا موسوم بابن یامین پیدا ہوا اتفاقاً انھین روز دن مین اس کنیز باتمیز کو بھی ایک لڑکا خدا نے عطا کیا جسکا نام اس کنیز نے بشیر رکھا تھا حضرت یعقوبؑ نے مادر بشیر کو واسطے رضاعت ابن یامین کے مقرر فرما کر بشیر کو بدین خیال فروخت کر ڈالا کہ مبادا اسکی ماں اپنے بچے کی محبت مین آکر ابن یامین کی پرورش مین قصور کرے جس وقت کہ بشیر علیحدہ ہوا مادر بشیر نہایت مغموم اور بہت دردناک ہو کر بدرگاہ قاضی الحاجات اسطرح ملتجی ہوئی کہ اے خدا جسطرح یعقوبؑ نے فرزند مجھ حقیر سے جدا کیا اسی طرح تو بھی یعقوبؑ کو داغ فرزند مین مبتلا کرنا کہ یہ بھی فراق اولاد کا جانے کہ جدائی دلبند کی کیسی ہوتی ہے بعد اس گذارش کے اس کنیز باتمیز کو یہ خطاب آلہی القا ہوا کہ اے مادر بشیر تو دلگیر مت ہو یعقوبؑ کو بعوض اسکے ہم فراق اُس فرزند مین مبتلا کرینگے جو یعقوبؑ

کو سب سے زیادہ عزیز ہے اور اسوقت تک مبتلا رہیگا جب تک تیرا فرزند تجھ سے نہ ملیگا۔
اور اتفاقاً اسی شب کو حضرت یوسفؑ نے خواب مین دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب و ستارے
مجھے سجدہ کرتے ہین جسوقت حضرت یوسفؑ نے یعقوبؑ سے اپنا خواب بیان کیا تو حضرت
یعقوبؑ نے واسطے اظہار خواب کے یوسفؑ کو منع کیا خلاصہ یہ ہے کہ بحکم الٰہی یعقوبؑ
اور یوسفؑ سے جدائی ہوئی بیت

یعنی عزیز مصر گیا جب سوئے عدم	مسند نشین ہوئے مہ کنعان باکرم

روایت ہے کہ بوجہ اس فراق کے حضرت یعقوبؑ کا بھر حزن و ملال یہان تک پہونچا کہ
روتے روتے آنکھونکی بینائی جاتی رہی بیت

فرزند کے غم مین جو ہوا دل تہ و بالا	آنکھین ہوئین بے نور گیا گھر کا اُجالا

کیون مومنین کیا صدمہ ہے فرزند کی جدائی کا خیال کرو اپنے آقا کے صبر و شکر پر کہ جناب
علی اکبر اور حضرت علی اصغر کو اپنی آنکھون کے روبرو فدا امت محبوب خدا پر کر دیا۔ المختصر
جسوقت حضرت یعقوبؑ کا یہ حال پہونچا حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوئے اور فرمایا
کہ اے یعقوبؑ توسل کر دعا کو ساتھ اسمائے پنجتن کے پس آنحضرتؑ نے توسل اسمائے متبرکہ
پنجتن کے دعا کی جسوقت اسم جناب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا شہید کربلا اس طرح
جاری ہوا کہ یارب واسطہ حسینؑ شہید کا میرے یوسفؑ سے مجھ کو ملادے فوراً دعا حضرت
یعقوبؑ کی مستجاب ہوئی سبحان اللہ کیا قدر و منزلت ہے مظلوم کربلا کی اور کیون نہو جب
راہ خدا مین گھر بار لٹا دیا اور بیٹے بھائیون کا سر کٹا دیا خیمہ جلا دیا گیا کنبہ سر برہنہ پھرایا گیا
تب یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ اس نام پاک مین برکت اجابت دعا کی نہ ہوا اس طرف
دعائے حضرت یعقوبؑ ختم نہ ہوئی تھی اور وہان حضرت یوسفؑ کو حکم ہوا کہ پیرہن اپنا پاس
یعقوبؑ کے بھیجو اتفاقاً وہی بشیر جسکو حضرت یعقوبؑ نے بخیال پرورش ابن یامین فروخت
کر ڈالا تھا معتمد ملازم حضرت یوسفؑ کا مصر مین ہوا تھا اسی کے ہاتھ اپنا پیرہن روانہ کیا

جسوقت بشیر قریب شہر پہونچا تو معلوم ہوا کہ بوجہ حزن و ملال حضرت یعقوبؑ گروہ ملائکہ اور انسان سب کے سب پریشان رہتے ہین اور بحکم اقدس الٰہی حضرت یعقوبؑ نے گوشہ نشینی اختیار کی اُسوقت باد نسیم نے بحکم خدائے کریم ملاءِ اعلیٰ سے بوئے پیراہن حضرت یوسفؑ مشام حضرت یعقوبؑ مین پہونچائی اسی عرصہ مین بشیر قریب آبادی کنعان آیا دیکھا کہ ایک کنیز کبیرے حضرت یعقوبؑ کے لب نہر دھوتی ہے سبحان اللہ کیا شان ہے اس معبود حقیقی کی کہ وہ مادر بشیر تھی گو ماں نے بیٹے کو اور بیٹے نے ماں کو نہ پہچانا بشیر نے سوال کیا کہ اے ضعیفہ مکان یعقوبؑ کس محلہ مین ہے جواب دیا اُسنے کہ تیرا کیا مطلب ہے وہ تو کئی سال کا عرصہ گذرا کہ روتے روتے نابینا ہو گئے ہین اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے بوجہ فراق یوسفؑ کے بجواب اسکے بشیر نے کہا کہ مین بشارت یوسفؑ لایا ہون اور قاصد ہون اسکا بسماعت اس کلمہ کے اس ضعیفہ نے طرف آسمان کے سر اُٹھا کر عرض کی کہ بار خدایا تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب تک تیرا بشیر نہ ملیگا اسوقت تک یعقوبؑ کو یوسفؑ بھی نہ ملیگا پس جسوقت بشیر نے یہ کلمہ سنا تو کہا کہ اے ضعیفہ بشیر تیرا کون تھا اُسنے کہا کہ میرا فرزند تھا بشیر نے عرض کی کہ اے مادر مہربان مین ہی تیرا بشیر ہون خداوند تعالیٰ نے خلاف وعدہ نہین کیا پس وہ ضعیفہ بیتاب ہو کر بشیر سے لپٹ گئی اور سجدہ شکر کر کے بیہوش ہو گئی چنانچہ جب ہوش آیا تو مکان یعقوبؑ پر لے گئی پس بشیر نے پیراہن حضرت یوسفؑ روبروے حضرت یعقوبؑ کے رکھ دیا بیت

القصہ اسنے آن کے یوسفؑ کی دی خبر	بجوف شمع تنگ ہوا پروانہ کا گذر

چنانچہ فوراً آنکھین حضرت یعقوبؑ کی روشن ہو گئین اور بشیر نے مژدہ دیا کہ فرزند آپ کا بادشاہ مصر ہوا اور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہے کیون مومنین ایک بشیر نے تو حضرت یعقوبؑ کو سلطنت یوسفؑ کی خبر دی اب دوسرے بشیر کا حال سنیے گا تو سینہ شق ہوگا یعنی بشیر ابن جزلم مدینہ مین یوسف کربلا کی شہادت سنانے آتا ہے چنانچہ روایت مین وارد ہے کہ

جسوقت اہلبیت اطہار اجسام مطہرہ شہدائے کربلا کو جو مثل گوسفندان قربانی کے ذبح کیئے گئے تھے دفن کر کے عازم مدینہ ہُے اور قریب مدینہ کے پہونچے تو حضرت زین العابدین نے بیرون مدینہ خیمہ نصب فرما کر اہلبیت اطہار کو اُتار دیا اور بشیر ابن جزلم سے فرمایا کہ مدینہ مین جا کر ہمارے آنے کی ندا کر ادو اسوقت اہلبیت اطہار مین عمارت مدینہ دیکھ کر ایک کہرام تھا ادھر فاطمہ صغرا اور حضرت ام البنین بوجہ فراق امام حسین بیچین تھین چنانچہ حضرت ام البنین کا حال اس طور پر لکھا ہے کہ بعد خدمت جناب فاطمہ صغرا کے ہر روز برائے استفسار حال دروازہ مدینہ بیٹھی رہتی تھین اور جب خبر نہ ملتی تھی تو مایوس ہو کر گھر کو پھر جاتی تھین۔ **نظم**

بران کو راہ مین ہر روز دو دو زن وقت آنا	خبر ملے نہ ملے پوچھ کر چلے جانا
ہمیشہ فاطمہ صغرا کے دل کو بہلانا	تصور شہ مظلوم مین یہ فرمانا
ز رفتن تو من از عمر بے نصیب شدم	سفر تو کردی و من در وطن غریب شدم

آہ واویلا اس مخدومہ کونین کا یہ انتظار حضرت صغرا کا وہ انتشار الغرض بحکم امام عالی مقام بشیر داخل مدینہ ہوا جب قریب مسجد رسول مقبول پہونچا تو اسکو زمانہ پیغمبر خدا و مرتبہ شہید کربلا یاد آیا طاقت ضبط نہ رہی بے ساختہ رونے لگا اور آواز بلند پکارا کہ اے اہل مدینہ کیا اپنے گھرون مین آرام سے بیٹھے ہو مدینہ ویران ہوا قابل رہنے کے نہ رہا نہین وارث مدینہ فرزند رسول خدا جگر گوشہ فاطمہ زہرا کو ظالمون نے تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا اور وہ مصیبت اس جناب پر گذری کہ بیان سے باہر ہے پس یہ خبر وحشت اثر دے کر خبر دی کہ اے اہل مدینہ حضرت زینب و ام کلثوم و دیگر مخدرات اہل حرم مع حضرت زین العابدینؑ باہر مدینہ کے متوقف ہین اور مارے شرم کے اندر مدینہ کے نہین آتے ہین آہ جسوقت یہ آواز اہل مدینہ نے سنی سب عورات پردہ نشین بیتاب ہو کر گھرون سے باہر نکل پڑین اس شکل سے کہ بال سرون کے کھلے ہوئے چہرون سے پسینہ بہتا تھا منھ پر طمانچے مارتی تھین بال نوچتی تھین بے اختیار روتی تھین کہ مثل اس روز کے کبھی رونا نہین دیکھا

گیا اور سب کے سب طرف خیام حضرت زینب کے دوڑیں بشیر کہتا ہے کہ مین نے اپنے گھوڑے کو کوڑا کیا تا کہ قبل سے امام زین العابدین کو اس واقعہ کی خبر دون لیکن بوجہ انبوہ مستورات کے جگہ نہ پائی ناچار گھوڑا زمین پر چھوڑا اور خیمہ امام تک پہونچا پس جناب حضرت سجاد کو بیرون خیمہ اس طور پر پایا کہ رومال اشکون سے تر تھا اور رونے سے افاقہ نہ تھا اسی عرصہ مین عورات اور مرد صدائے وا ویلا وا حسینا بلند کرتے ہوئے پہونچے اور تمام عورات خیمۂ جناب زینب مین پہونچکر مشغول ماتمداری ہوئین الغرض سب نے بعد ضبط گریہ کے حضرت زینبؑ سے گذارش کیا کہ آپ شہر مین چلیے حضرت زینب نے منظور نہ فرمایا مگر جب اصرار مستورات مدینہ حد سے گذرا تو داخلہ شہر کا کر کے طرف روضۂ اقدس جناب رسول خدا وجناب فاطمہ زہرا اس طرح فرمانے لگین **بیت**

صغرا سے شرمسار مین ہونے کو آئی ہون	بھائی کو مان کی قبر پہ رونے کو آئی ہون

الغرض جب آپ مع دیگر مخدرات داخل حرم داخل روضہ ہوئین اور حال مصیبت اپنی قید اور قتل جناب امام حسینؑ کے بین مین عرض کرنے لگین۔ **نظم**

اہل حرم نے روضہ مین آکر جو پیٹا سر	زینبؑ نے قبر احمدؐ و زہرؑا پہ کی نظر
اور مرثیہ وہ پڑھنے لگی نیہ چشم تر	قربان جاؤن اب تو غریبون کی لو خبر
امان ترے پسر کے عزادار آئے ہین	نانا ترے نواسے کے زوار آئے ہین
جدا مین اپنا حال کہون یا اخی کا حال	امت نے مجھ کو قید کیا ان کو پائمال
دربار کی جفا کہون یا قید کا ملال	بس ہکو چین وروم کی بندی سے تھی مثال
سر ننگے شام و کوفہ مین بھوکی پیاسی تھی	گویا کہ نانا مین نہ تمہاری نواسی تھی
جدا لٹا حسین کا عمامہ وعبا	جدا خضاب خون ترے فرزند نے کیا
جدا تری بہو پھری بلوے مین بے ردا	جدا ترے نواسے پہ کی شمر نے جفا
روضہ مین آکے نیل رسن کے دکھاؤنگی	اب آج مین ضریح مبارک ہلاؤن گی

مرگ حسنؑ کا اتنا ہوا تھا نہ ہم کو غم … ناچار کر کے سر کیا شبیرؑ کا قلم
وہ بیکسی کی موت وہ تنہائی کا الم … شبیر ذبح ہوتے تھے اور دیکھتے تھے ہم
کعبہ کی راہ دی نہ مدینہ کی راہ دی … مانگی پناہ پر نہ کسی نے پناہ دی
در وا بنی امیہ اسیر اور ہم فقیر … حاکم یزید نائب مشکلکشا اسیر
جدّا ہمارے زخم نہیں ہیں شفا پذیر … ہم جیتے آئے مر گئے طفل و جوان دپیر
عابد کا حلق و طوق گران وا محمدّا … زینبؑ کی پشت و نوک سنان وا محمدا
زینب کی یہ حدیث مصیبت سنی جو ہائے … نزدیک تھا کہ عرش معظم زمین پہ آئے
اور کشور مدینہ مع خلق بیٹھ جائے … واللہ بام و در عربستان کے تھرتھرائے
اندر لحد کے لاش نبی کانپ جاتی تھی … صدمے سے جسکے قبر نبی تھرتھراتی تھی

پس اس بیان غم انگیز سے تمام مدینہ میں شور محشر برپا تھا در و دیوار سے آواز گریہ و بکا آتی تھی اب آگے وہ احوال ہے کہ جسکے بیان سے جگر پھٹتا ہے سینہ شق ہوتا ہے **بیت**

اب آہ کرو آہ دم سینہ زنی ہے … تازہ غم فرزند رسول مدنی ہے

الغرض جناب زینبؑ نے دست بقچہ کھول کر تبرکات نکالے اور اُن میں سے عمامہ خون آلودہ امام حسین کا نکال کر سرمزار پیغمبر خدا رکھ کر عرض کی **بیت**

نانا جی یہ تحفہ نیا لے کے آئی ہوں … کٹوا کے سر حسین کا عمامہ لائی ہوں

الغرض جب حضرت زینب یہ بین کرتے کرتے غش ہو گئیں تو اسوقت تمام عورات نے ملکر اٹھایا **نظم**

زینب کو دی کسی نے خبر آکے ناگہان … اب گھر چلو کہ جمع ہیں پُرسے کو بیبیان
وہ بولی گھر تو لٹ گیا مقتل میں گھر کہان … لوگو قصور وار ہوں سب کی میں خستہ جان
صغرا سے کچھ حیا نہیں زہرا کی جائی کو … کھو آئی ہوں زنان عرب کی کمائی کو
بیٹوں کے بھائی بیٹوں کے یوسف لقا پسر … حضرت کے ساتھ نکلے تھے گھر اپنا چھوڑ کر

کس منھ سے انکے مرنے کی دونگی انھین خبر
یارب وہانہی چھپکے چلی جاؤن مین کدھر
مر جاؤن گی یہان سے مین گھر کو نہ جاؤنگی
نانا کی قبر پر ہین بستر لگاؤن گی

پس جو بیبیان کہ حضرت صغرا کے پاس تھین یا کسی وجہ سے گھرون مین رہ گئی تھین انکی خدمت مین یہ سنکر نظم

فضہ نے جاکے خانہ بخانہ یہ دی صدا
زینب بنی کی قبر سے ہوتی نہین جدا
مقتل مین جنکے قتل ہوئے ہینگے اقربا
اُن بیبیون کے منھ سے اُسے آتی ہی حیا
نکلے گی مر کے روضہ سے بیٹی بتولؑ کی
لوگو چلو قسم دو جسد او رسول کی

جسوقت یہ حال فضہ کی زبانی مستورات مدینہ نے سنا نظم

سب نے کہا مروت زینب پہ ہم فدا
بندے کو مرگ و زیست پہ تھا اختیار کیا
منھ پر طمانچے مارتی سب نکلین ننگے پا
صغرا کو اپنے قافلے کا پیشوا کیا
کہتی تھین ایسا حادثہ ہمپر ہوا نہین
صغرا ترا سا کنبہ کسی کا موا نہین

القصہ وہ سب مستورات مع حضرت صغرا سر و پا برہنہ روتی پیٹتی طرف روضۂ جناب رسول خداؐ روانہ ہوئین نظم

پہونچین قریب روضہ تو کیا آتا ہی نظر
روضہ کے در پہ روتی ہو اک بی بی ننگے سر
کہتی ہے کربلا کی طرف دیکھ دیکھ کر
سب آگئے تم نہ آئے مدینہ مین ای پدر
اس قافلے کو دیکھ کے منھ کو بھرا لیا
رومال سے وہ چاند سا چہرہ چھپا لیا

تو اس وقت تمام عورات نے دریافت کیا خصوصاً حضرت صغرا نے کہ یہ بی بی کون ہے کیونکہ حضرات بوجہ ہجوم الآم کیسی صورت متغیر ہو گئی تھی کہ کبرا بہن کو صغرا بہن نے نہ پہچانا اسوقت حضرت صغرا سے نظم

سب نے کہا کہ کبرا ہے یہ غم کی مبتلا
صغرا تمہاری منھ کو چھپانے کی وجہ کیا
وہ بولی تو بہن ہے بھلا تجھ سے کیا حیا
مجمع مین سب کے آگے نہ پوچھو یہ ماجرا

آنکھیں نہ ہونگی چار جو نگی میں جب تلک	دیکھوں نشان وردن کے مٹتے ہیں کب تلک
بابا کے بعد دیکھے ہیں کیا کیا غم و محن	گردن میں ہیں یہ داغ گرفتاری رسن
لیکر بلائیں بولی وہ بیمار و خستہ تن	لکھا نصیب کا نہیں مٹتا ہے اے بہن
یہ کہہ کے آئی روضہ میں سب قافلہ لٹے	شرما کے بیبیوں نے سر اپنے جھکا لیے

پس جو وقت صغرا داخل روضۂ انور ہوئیں تو راوی کہتا ہے کہ چاروں طرف نگاہ کی مگر اپنی پھوپھی زینب و کلثوم کو نہ پایا اسکا سبب یہ تحریر ہے کہ بوجہ رنج والم کے چہرے جناب زینب و حضرت کلثوم و دیگر عورات کے ایسے متغیر ہو گئے تھے کہ کسی کو صغرا نے نہ پہچانا اور حضرت زینب و کلثوم بھی مارے شرم کے سکوت میں تھیں کہ صغرا اگر اپنے باپ بھائیوں کو پوچھیگی اور ہم خبر شہادت دینگے تو کیا کہے گی ناچار ہو کر نظم

تسلیم کر کے سب کو یہ بیمار نے کہا	اہل مدینہ آئے ہیں اے اہل کربلا
چھپتی پھری حسین کی ہمشیر جا بجا	آخر کو گر کے نانا کے مرقد پہ دی صدا
اے قبر سب سے شرم ہے مجھ کو بنا دے	پیوند خاک ہوتی ہوں آنے کی راہ دے
دولہن زنان ہاشمی اے دختر بتول	گھر چلیے عرض کیجیے ہمسایوں کی قبول
ہم اقربا کے مرگ سے حاشا نہیں ملول	پر غم یہ ہے کہ قتل ہوا نانا رسول
صغرا نے بھی یہ عرض بصد شور و شین کی	اٹھو پھوپھی قسم تمہیں روح حسین کی
اکبر کا صدقہ اب سر انور اٹھائیے	بن باپ کی بھتیجی کو چھاتی لگائیے
روداد میرے باپ کی مجھ کو سنائیے	کچھ تحفہ کربلا کا اگر ہو تو لائیے
بابا کا کچھ پیام زبانی بھی لائی ہو	جز داغ دل کچھ اور نشانی بھی لائی ہو

پس حضرت زینبؑ نے فضہ سے کشتی تبرکات منگا کر صرہ خاک پاک اس بیمار کو دے کر فرمایا بیت

ہم زائروں کے پاس فقط خاک پاک ہے	یہ ابن بو تراب کے مرقد کی خاک ہے

اور یہ فرمایا کہ نظم

کیا کیا خواص حق نے کئے ہین اُسے عطا
جس گھر مین ہو یہ خاک نہ آوے کوئی بلا

بیمار کو کھلاؤ تو فی الفور ہو شفا
رکھدو کفن مین مردے کے تو بخشدے خدا

پوچھین نہ نیکیون کو نہ اعمال زشت کو
لے جائین ہاتھون ہاتھ فرشتے بہشت کو

اے صغرا اسی خاک کا خمیر شہنشاہ بینظیر کو دیا گیا تھا جب کربشیر ہمکو لایا بعد دفن بوقت اخیر مین نے تھوڑی سی خاک اُٹھائی تھی۔ **نظم**

دین صدقے خاک ہے یہ شہ مشرقین کی
سونگھو تو اسمین آتی ہے خوشبو حسین کی

اپنے کفن کے واسطے اک صرہ تم بھی لو
باقی یہ ہدیہ بانٹ دو بابا کے شیعون کو

ہو میری زیست خاک شہنشاہ نیک خو
اس بے نصیب کے لئے اک صرہ ہنے دو

بھائی تو کربلا سے نہ آئے بہن کے ساتھ
پر انکی خاک جائیگی میرے کفن کے ساتھ

الغرض حضرت صغرا نے وہ صرے آنکھون سے لگائے اور کربلا کی سمت ہاتھ اُٹھا کر عرض کی کیون بابا جان میری بیماری کی یہی دوا تھی یہ بیمار بیٹی آپ کی راہ تکتی تھی حضرت علی اکبر کے آنیکے دن گنتی تھی اگر تمام بین اس مریض کی تحریر کرون تو ایک مجلس جدا ہوتی ہے الغرض **نظم**

پھر آئی گھر مین لے کے حرم کو یتیم شاہ
فضہ نے در پہ باندھ دیا پردۂ سیاہ

کرسی پہ آکے بیٹھے وہان شاہ دین پناہ
آنکھون مین اشک ہاتھ مین رومال لب پہ آہ

گردن مین ایک شال عزا تھی پڑی ہوئی
کرسی کو گھیرے خلق خدا تھی کھڑی ہوئی

اک پیٹتا تھا سر کف پا دیکھ کر فگار
اک زخم تازیانے کے گن کر تھا بیقرار

سر کھولے گھر مین بیبیان جاتی تھین بیشمار
منہ ڈھانپتی تھین بیٹیان زہرا کی بار بار

تقریب تعزیت مین عرب جمع ہوتے تھے
عابد کے ساتھ فاتحہ پڑھ پڑھ کے روتے تھے

کرسی کے راست و چپ تھے کھڑے جابر و بشیر
لیتے تھے غش مین یہ خبر شاہ بے نظیر

صرف عزا تھے خرد و کلان بلکہ چرخ پیر
طوفان زرح سامنے اشکون کے تھا حقیر

یان تک لگائی خاک سبھون نے جبین پر
اک ذرہ خاک کا نہ رہا اس زمین پر

پس جسطرح کہ وہ ایام با انتقام مختار نیک کردار اہل حرم پرگذرے کیونکر عرض کرون ک نظم

ہر روز تو عشرہ تھا ہر اک ماہ محرم ۔۔ سیدانیان تھین اور غم سید عالم
جب دیکھتی تھین چاند وہ گردون پہ بعد غم ۔۔ یاد آتا تھا تب خنجر و حلق شہ اکرم
ذکر کے بیان روتی تھین سلطان عرب کو ۔۔ دسوین کو ہر اک ماہ کی غش آتا تھا سب کو
ہر دسوین کی دو پہر کو ہوتا تھا بیان آہ ۔۔ اسوقت ہی عباس گئے تھے سوئے جنگاہ
اب گھر سے نکلتے تھے شہنشاہ خور و ماہ ۔۔ اور حشر کا ہنگامہ اسی وقت تھا واللہ
زینب کا جگر سینے مین تھرایا تھا لوگو ۔۔ لشکر سے اسی وقت تو حر آیا تھا لوگو
ملبوس کہن شہ نے منگایا تھا اسی وقت ۔۔ چھاتی سے سکینہ کو لگایا تھا اسی وقت
سجاد کو بستر سے اٹھایا تھا اسی وقت ۔۔ کچھ باپ نے بیٹے کو بتایا تھا اسی وقت
گھوڑے سے وہ مظلوم اسی وقت گرا تھا ۔۔ سر لاش پہ بیوون کا اسی وقت کھلا تھا

الغرض کئی مہینے اسی طرح صف ماتم پر روتے پیٹتے اہلبیت اطہار کو گذرے جو کوئی فضہ سے پوچھتا تھا کہ اے فضہ کسی وقت بھی جناب زینب و کلثوم و دیگر اہلبیت اطہار کو رونے سے سکوت ہوتا ہے یا کچھ کھا پی کر آرام کرتے ہین تو جواب اسکے حضرت فضہ فرماتی تھین نظم

سیدانیون کو پیاس بجھانے کی قسم ہے ۔۔ جی بھر کے غذا بیوونکو کھانیکی قسم ہے
سر زانوے ماتم سے اٹھانے کی قسم ہے ۔۔ بستر سے ابھی پیٹھ لگانے کی قسم ہے
رونے سے افاقہ نہین زنہار ابھی تک ۔۔ پرسے کے لئے آتے ہین دیندار ابھی تک

حضرات ان دینداروں مین آپ لوگون کا بھی شمار ہے کیونکہ آپ لوگ بھی واسطے پرسا دینے خون ناحق سید الشہدا مظلوم کربلا کے جمع ہوئے ہین الغرض بعد چند مدت کے جب ایک خط مختار بنام امام زین العابدین باطلاع لینے انتقام خون امام مظلوم بعض اشقیا سے آیا اور اس مین بعد تعظیم و تکریم یہ لکھا کہ آپ اس عریضہ کو بخدمت جناب زینب پیش کر کے منجانب غلام عرض فرمائیے گا کہ اب آپ سوگ اپنے برادر بزرگوار کا اتاریئے پس حضرت سجاد

حسب تحریر مختار بخدمت زینب عالی وقار آئے اور تمام حالات معروضہ مختار گزارش کرکے
التدعا بڑھانے سوگ کی ظاہر کی اُسوقت جناب زینب نظم

کہنے لگیں منہ چوم کے اس ماہ لقا کا — مین سوگ بڑھاؤں پسر شیر خدا کا

یہ رات کا ہے تذکرہ اے عابد ذیشان — سر کھولے ہوئے خواب مین آئین مری امان
کالی کفنی پہنے تھین اور چاک گریبان — کہتی تھین ابھی کپڑے نہ بدلو گی مین نالان

تا حشر نہ مان رونے سے دم لیوگی زینب — کب تک تو بھلا ساتھ مرا دیوگی زینب

تب مین نے کہا دل کو جو جاویگا سنبھالا — بھولون گی نہ تا حشر غم سید والا
مرجاؤن گی اس غم مین اگر کرکے مین نالا — مرقد مین بھی رنگوا کے کفن پہنو نگی کالا

تا مرگ یہ کالی کفنی پہنے رہون گی — بھائی سے مین جاکر اسی صورت سے ملونگی

لے پارہ جگر نشان برادر بے سر مضطر نظم

امان سے یہ اقرار تو مین کرچکی واری — اب آگے مین دکھیاری ہون جو مرضی تمھاری
اس رسم سے آگاہ تو ہی خلق بھی ساری — مرجاتا ہے دنیا مین جو اے عاشق باری

اس شخص کی تربت جہان بنواتے ہین بیٹا — سب سوگ بڑھانے کو وہان جاتے ہین بیٹا

یہ فرماکر جناب زینب نے ارشاد کیا کہ اے نور چشم اگر سوگ کا اتروانا منظور ہے تو کربلا کو چلو سر راہ قبر حیدر کرار پر استغفار اُتارنے سوگ کا کرونگی بعد اسکے اپنے بھائی کی قبر پر جاکر چھونگی

کچھ ان کی کہانی سنون کچھ اپنی کہون گی — نظم — سب ایک طرف بھائی کی تربت سے ملون گی

اسوقت جناب امام نے باگریہ وزاری دست بستہ اپنی پھوپھی کی خدمت مین عرض کی کہ اے پھوپھی جان آپ یہ نہ فرمائین تربت مین میرے باپ کے لاشہ کو نہ تڑپاوین جسوقت آپ لاشہ پر تشریف لیگئی تھین لاشہ کا بیقرار ہونا اور تڑپنا تو یاد ہوگا بس اب بھی بیت

گر شور سنا آپ کی اس آہ دبکا کا — شق ہوئے گا مرقد پسر شیر خدا کا

بس گزارش فدوی یہ ہے کہ آپ روضہ رسول خدا پر تشریف لے چلیے مین چلکر فرش بچھاؤن

اور تمام بیبیان سواریون مین بٹھیکر وہان چلین اور سوگ بڑھاوین یہ سنکر جناب زینب حضرت امام زین العابدین سے مخاطب ہوکر فرمانے لگین کہ ای نور بصیرت

اکبر کہان ہین ہاتھ مین ہاتھ آگے جو دینگے ۔۔۔ عباس کہان ہین جو سوار آکے کرین گے

پس ای حضرات اب آگے کیا گزارش کرون نظم

اس حرف کا سننا تھا کہ غش کر گئے مولا ۔۔۔ رونے لگی بانو کہ غضب کر گیا بیٹا
سر پیٹ کے زینب نے کہا او یہ ہوا کیا ۔۔۔ بھائی کو تو کھویا تھا بھتیجے کو بھی کھویا

لے جاؤ جہان چاہو نہ تکرار کرون گی ۔۔۔ لو ہوش مین آؤ مین چلون گی مین چلونگی

غش سے جو نہین حلت شہ کو نہین نے پائی ۔۔۔ تب روکے پھوپھی نے اُسے یہ بات سنائی
اپنا سا جگر جان تو یاد آئے جو بھائی ۔۔۔ غش آگیا اے لال تمھین تاب نہ آئی

اور مین نے تو میدان مین مصیبت یہ سہی تھی ۔۔۔ بھائی کا تو سر کٹتا تھا مین دیکھ رہی تھی

لقصہ پھوپھی کو سمجھا کر سجاد خوش اطوار بادل زار دروازہ پر تشریف لائے اور خادم سے رشاد فرمایا کہ جمیع مومنین اور ہمارے شیعون کو اطلاع دے کہ مجلس مظلوم کربلا قبر رسول خدا پر برپا ہوگی نظم

منظور ہو جس کو عزائے شہ مضطر ۔۔۔ کچھ دن رہے آئین وہ سر قبر پیمبر
عورات سے کہنا کہ چلو تم بھی کھلے سر ۔۔۔ منھ ڈھانپین گی سیدانیان سب ہاتھ دو آکر

موجود ہے غم حشر تلک سبط نبی کا ۔۔۔ سوگ آج بڑھا جاؤ حسین ابن علی کا

الغرض حسب الارشاد امام خادم نے یہ ندا دی اور روضۂ رسول مقبول مین سب مرد و زن آن کر جمع ہوئے اب آگے کمترین کو نہ تحریر کی تاب ہے نہ مومنین کو سننے کی تاب رہے گی الغرض روضۂ مصطفےٰ پر مجلس شہید کربلا مین سب جمع ہوئے اور نظم

کس ترسبر تیار ہوئی مجلس ماتم ۔۔۔ سیدانیان آئین وہان با دیدۂ پُر نم
عورات مدینہ بھی وہان آئین بصد غم ۔۔۔ سامان ہوا سوگ بڑھانے کا فراہم

سنہ ڈھانپ کے زینب جو لگی بین سنانے — بیٹی کا دیا ساتھ بتول عذرا نے

اے حضرات اگر بین زینب تمام وکمال عرض کرتا ہون تو مجلس کو طول ہوگا نہ مومنین کو اب سننے کی طاقت ہے المختصر تمام عورات بنی ہاشم نے چاہا کہ پلہ منہ سے جناب علیا زینب کے جدا کرین مگر ہرگز اپنے ہاتھ چہرہ مبارک سے جدا نہ فرمائے تب نظم

ناگاہ یہ عابد نے کہا با دل ناچار — اب فاتحہ دلوا لو کر کھانا ہوا تیار
زینب نے کہا ٹھہرو ذرا اے مرے دلدار — بھائی کی وصیت تو بجا لائے یہ غمخوار
فرمایا تھا یہ بھول نہ تم جائیو زینب — شربت پہ مرا فاتحہ دلوائیو زینب
عابد نے کہا جا کے بنالاؤن مین نالان — وہ بولی کہ ہان صدقہ گئی مجھپہ ہو احسان
حاضر ہوا بس کھانا بھی شربت بھی اسی آن — اور فاتحہ دلوانے کا ہونے لگا سامان
رونے لگین سیدانیان ہاتھ آنکھوں پہ دھر کے — عابد ہوئے استادہ وضو اشکون سے کر کے

مومنین اب جگر شق ہوتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے زبان کو لکنت ہے بدن مین رعشہ ہو آگے وہ حال ہے جسکا بیان محال ہے لیکن بنظر حصول ثواب عرض کرتا ہون کہ جب سید الساجدین یعنے امام زین العابدین شربت پر فاتحہ پدر بزرگوار دے چکے تو نظم

بانو نے دھرے دودھ کے کوزے کئی لاکر — عابد کو پکاری یہ ہے نذر علی اصغر
یاد آتا ہے جب ننھا سا تیرا وہ برادر — پیارے مرے اک تیر سا لگتا ہے جگر پر
روتا تھا پڑا پیاس سے جھولے مین مچل کے — یہ نذر ہے اس کی جو موا دودھ اگل کے

الغرض جب فاتحہ علی اصغر سے فراغت کی نظم

بانو پاس آکے یہ سجاد سے گھبرا ہوئی گویا — اس بیوہ بہن کی بھی ہو اک عرض پذیرا
جب فاتحہ ہونے لگے نوشاہ کی بھیا — تو میری طرف سے بھی جدا فاتحہ دینا
کلثوم پکاری کہ مین قربان بلا لون — زینب نے بھی مشکون کا مرے دھیان دلا دون

ہنوز یہ ذکر ہوتا تھا کہ اسی عرصے مین نظم

ناگاہ ہوا زوجۂ مسلم کا بھی آنا بین صدقے غلامون کو ذرا بھول نہ جانا		عابد سے لگی کہنے کہ اے شاہ زمانا جلدی مین چچا کو نہ کہین اپنے بھلانا
غربت مین مصیبت مین فداشہ پہ ہوئے ہین		دو فاتحہ پہلے کہ وہی پہلے موئے ہین

افسوس صد افسوس ہنوز یہ کلام زوجۂ حضرت مسلم کی تعمیل کررہے تھے کہ اور نظم

یہ ذکر تھا جو رو اُٹھی عباس کی زوجہ وہ بولی سکینہ مجھے یاد آگئی بیٹا		عابد نے پھچی سے سبب گریہ جو پوچھا والی مرا مشہور تھا اس پیاسی کا سقا
پیارا تھا وہ سلطان مدینہ کا برادر		دو فاتحہ عباس و سکینہ کا برابر

الغرض آپکے ارشاد کی تعمیل حضرت سجاد کررہے تھے نظم

سب فاتحہ جب کر چکے سجاد بصد آہ چلانے لگی روکے یہ بنت اسد اللہ		نیہوڑاے ہوئے سر کو وہ رہتے تھے کہ ناگاہ بیوون سے تو مطلب نہین اے عابد ذیجاہ
اکبر کی مرے فاتحہ دیتے ہوئے جاؤ		زینب سے دعا جینے کی لیتے ہوئے جاؤ

الغرض ہر ایک کی فاتحہ حضرت زین العابدین نے جدا جدا دیکر فرصت حاصل کی اسوقت حضرت زینب اور اہلبیت اطہار نے سوگ سید مظلوم قبر رسول خدا پر اُتارا اگرحضرت زینب ہمیشہ رات دن گریہ مین تا وقت شہادت مصروف رہین چنانچہ حال شہادت زینب آیندہ مجلس مین گزارش کرونگا

دل ہلتا ہے وزیر کا لغزش مین قلم ہے
زینب جو عنایت ہو عوض اسکا وہ کم ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس بذکر دوبارہ مقیدی جناب امام زین العابدین علیہ السلام وشہادت حضرت زینب سلام اللہ علیہا و وفات جناب فضہ رضہ

بقدر حال زمانہ کے دکھ پڑے سب پر ۔ ہوا ہے خاتمہ لیکن جناب زینبؑ پر

مجلہ نشینان پردہ عصمت و گوشہ نشینان حجرۂ عفت حال جناب شہزادی کونین ہمشیرۂ جناب امام حسین بنت بتول عذرا پارۂ جگر حضرت رسول خدا ہیں اسطرح سے اشک سیاہ زبان قلم سے اور صفحۂ قرطاس کے بہاتے ہیں کہ جناب علیا زینبؑ کو حضرت امام حسینؑ سے ایسی دلی محبت تھی کہ آج تک کسی بہن کو ایسی الفت بھائی سے نہیں سنی نظم

زینبؑ پہ تھا حسینؑ کی الفت کا خاتمہ ۔ الفت کا خاتمہ تھا مروت کا خاتمہ
تھا ابتدا ہیں شہ کی محبت کا خاتمہ ۔ پر خاتمہ ہیں ہو گیا شفقت کا خاتمہ

مجروح تازیانوں سے پشت دوتا ہوئی ۔ لیکن نہ لاش سبط نبی سے جدا ہوئی

مجبور تھی مشیت حق سے وہ نیکذات ۔ ورنہ کٹا تی گلوے اخی کے ساتھ
ہر طرح کی گزر گئی آخر کو واردات ۔ زینب رہی نہ فرقت شبیر خوش صفات

الفت کا تذکرہ سحر و شام رہ گیا ۔ گو آپ کو مٹا دیا پر نام رہ گیا

ایہا الناس مقام غور و تامل ہے کہ ایسی عاشق بہن پر کیا گزری ہوگی جب اپنے بھائی سے فراق ہوا ہوگا چنانچہ کتب معتبرہ سے روایت ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسینؑ

حضرت زینب کا جو حال ہوا احاطہ تحریر سے باہر ہے **نظم**

ہمشیر کو فراق میں بھائی کے تھا نہ چین	تھا دل میں درد آنکھوں میں آنسو لبوں پہ بین
جسدم تڑپ کے کہتی تھی ہے ہے اخی حسینؑ	تھرا آتا تھا مزار شہنشاہ مشرقین
آہ و بکا سے خواب میں غافل نہ رہتی تھی	رو یا میں بھی حسین کو رو یا ہی کرتی تھی

چنانچہ راوی پر ملال نے لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسینؑ **نظم**

آئے حرم حسین کے جب پھر کے شام سے	دم بہیشہ رہتا تھا تا صبح شام سے
زینب کو کام تھا غم شاہ انام سے	رغبت تھی آب سرد سے اور نے طعام سے
عریان تو سر تھا جسم میں کالا لباس تھا	ہر وقت لب پہ نام شہ حق شناس تھا
قلب غذا کی جا نکے کھونے کے واسطے	پانی کبھی پیا بھی تو رونے کیواسطے
لیٹیں نہ فرش پر کبھی سونے کیواسطے	دامن تھا آنسوؤں سے بھگو نیکے واسطے
کہ کربلا کا ذکر کیا اور رو دیا	بھائی کا گاہ نام لیا اور رو دیا

الغرض مدینہ میں بوجہ شدت گریہ و بکا دختر علی مرتضیٰ تمام عورات بنی ہاشم میں شب روز صف ماتم بچھی رہتی تھی اور سامان عیش و سرور سب کے دل سے دور ہو گیا تھا **بیت**

کیا ذکر تھا کہ آنکھوں میں سرمہ کوئی لگائے	چادر سپید اوڑھے دیا سر کوئی گندھائے

اور جب کبھی دل گھبراتا تھا تو روضہ پر اپنے نانا کے جا کر فریاد کرتی تھیں اور کبھی قبر مادر پر گریہ و بکا کرکے بین دلخراش فرماتی تھیں کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس سے کسی وقت گریہ و بکا سے فرصت پا کر دل مغموم کو تشفی دیتیں البتہ جب نشانی برادر بزرگوار والا تبار یعنے سید الساجدین حضرت زین العابدین کو دیکھتی تھیں تو کسی قدر سکوت فرماتی تھیں **بیت**

ہجر اخی میں ہوتی تھیں جب مضطرب سوا	عابد کو دیکھ لیتی تھیں آکر بصد بکا

یہ امر بھی اسواسطے تھا کہ بھتیجے کو کوئی غم والم نہو الغرض اسی غم والم میں آپ نے دو سال بسر کئے افسوس صد افسوس فلک کجرفتار نے یہ بھی منظور نہ کیا چنانچہ روایت میں لکھا ہے

کہ جب امام زین العابدین کے پاس بہت کو لوگ آنے لگے تو عبدالملک حاکم مدینہ نے یزید کو تحریر کیا کہ شیعیان علی ابن ابی طالب کثرت سے پاس زین العابدین کے جمع ہوتے ہیں اور **نظم**

شوریدہ ہوئے ہیں کہ پھر سرکشی کریں ۔ اب عنقریب ہے کہ وہ لشکر کشی کریں
سب کے دلوں میں یاں تری جانب سے ہے عناد ۔ رکھتے ہیں آل پاک محمد سے اتحاد
ایک ایک شخص شہر میں ہے برسر فساد ۔ جو حکم ہو بجا اسے لائے یہ خانہ زاد
بہتر یہ ہے جواب میں دیر ایک پل نہ ہو ۔ ڈر ہے کہ سلطنت میں کہیں پھر خلل نہ ہو
پہونچی یزید کو جو یہ عرضی بصد شتاب ۔ آیا کمال غیظ میں وہ خانمان خراب
منشی کو پھر بلا کے کیا اس طرح خطاب ۔ عبدالملک کی عرضی کا لکھدے یہی جواب
بیتاب ہوں میں اسکی اسیری کے شوق میں ۔ ہاں قید کرکے بھیجدے زنجیر و طوق میں

الغرض برطبق تحریر یزید پلید کے عبدالملک حاکم مدینہ نے جناب امام زین العابدین کو پابزنجیر کرکے قصد بے جانے شام کا کیا تمام مدینہ میں **نظم**

غل تھا کہ پھر مدینے کی بستی اجڑ گئی ۔ زین العبا کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی
لکھا ہے جن دنوں یہ ہوا ظلم آشکار ۔ گھر میں بہت علیل تھیں زینب جگر فگار
پہونچی خبر جو قید کی عابد کی ایکبار ۔ اٹھیں عصا کو تھام کے با چشم اشکبار
اعضائے جسم پاک بہم کانپنے لگے ۔ آئیں جو در تلک تو قدم کانپنے لگے
چلاتی تھیں ارے کوئی جلدی خبر منگائے ۔ عابد کو فوج لے کے کہیں پھر چلی نجائے
صورت مرے غریب پسر کی کوئی دکھائے ۔ بیکس پہ پھر ستم کی چڑھائی ہے ہائے ہائے
کس نے طلب کیا انھیں لوگو کہاں لے گئے ۔ مجھ کو بھی لے چلو جہاں عابد جاں گئے

گو دروازہ پر آپ یہ فرماتی تھیں مگر کوئی آپ کی فریاد بوجہ ہجوم غم و الم کے نہ سنتا تھا محلہ بنی ہاشم میں ایک حشر برپا تھا کہ جناب علیا زینبؑ نے حضرت فضہ سے فرمایا کہ اے فضہ تو ہی جاکر خبر میرے فرزند دلبند کی لا کہ کس حال میں ہے **نظم**

گھر سے چلی یہ سنتے ہی فضہ بچشم تر — پہونچی قریب در تو یہ ساماں پڑا نظر
تلواریں سر پہ کھینچے ہیں ظالم ادھر ادھر — جکڑے کھڑے ہیں بیچ میں سجاد نامور
ایوب پر بھی صبر و تحمل میں فوق ہے — پانوں میں بیڑیاں ہیں تو گردن میں طوق ہے

جلدی ہٹا کے بھیڑ کو فضہ نے دی صدا — اے نور عین دلبر زہرا ترے فدا
تنہا چلے نہ جاؤ ہمراہ اشقیا — آتی ہیں گھر سے خواہر سلطان کربلا
لٹتی ہیں سب کا رشتہ الفت کو توڑ کر — آئی ہوں در پہ میں ابھی بی بی کو چھوڑ کر

پس حضرت عابد سے یہ کہہ کر باحال پریشان بچشم گریاں مضطرب الحال جناب زینب کے پاس افتاں وخیزاں پہونچکر عرض کی بیت

تنہا پسر ہے آپ کا بلوائے عام میں — گھر فوج لیکے جاتی ہے عابد کو شام میں

پس یہ خبر وحشت اثر سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے فضہ محمل درست کراؤ اور آپ بقصد ہمراہی امام زین العابدین عورات بنی ہاشم سے رخصت ہونے لگیں اس طرف حضرت زینبؑ کا تو یہ حال تھا اور ادھر جناب امام زین العابدین نے جب سے حال اضطراب پھوپھی کا زبانی فضہ کے سنا ظالموں سے یہ فرماتے تھے کہ اے ظالموں مجھ کو اتنی مہلت دو کہ اہلبیت سے رخصت ہو آؤں چنانچہ حضرت باطوق وزنجیر گھر میں تشریف لائے اور بیبیوں سے فرمایا کہ اے اسیران آفت یہ مظلوم ابن مظلوم تمسے رخصت ہونے کو آیا ہے اور تم کو سپرد خدا کرتا ہے حضرت زینب نے فرمایا۔

نظم

صدقے گئی جاتے ہو تو ساتھ پھوپھی کو — منہ مجھ کو دکھانا ہے حسین ابن علی کو
دادی گئی تنہا ہی نہیں مجھ کو گوارا — سب کنبہ ہوا قتل بس اک دم ہے تمہارا
اب شام کے جانے میں یہ مطلب ہے ہمارا — پھر دیکھوں گی میں قبر سکینہ کو دوبارا
مرقد ہے سر راہ حسین ابن علی کا — زینبؑ کو وہاں سوگ بڑھانا ہے اخی کا
شبیر کے ہمراہ تو محمل میں تھی واری — پر اب مجھے درکار ہے محمل نہ سواری

ہمراہ چلون گی مین عنان تھامے تمھاری — پوچھے جو حقیقت کوئی رستہ مین ہماری
کہنا یہ عزادار حسینؑ ابن علیؑ ہے — اب کربلا سوگ بڑھانے کو چلی ہے
عابد نے کہا یہ نہ کہیں آپ خدارا — مین لیچلون تم کو یہی خوف ہے سارا
گر حاکم بے رحم نے سر میرا اُتارا — یان کون تمہیں لائے گا پھر کون تمھارا
بہتر ہے یہی گھر مین پھوپھی جان رہو تم — اس وقت مین باقر کی نگہبان رہو تم

آخرش وہ امام عالی مقام اپنی پھوپھی سے یہ گفتگو کرکے عصمت سرا سے باہر آئے اور ظالمون سے کہا کہ لو اب مین شام کے چلنے کو تیار ہون مگر تم سے یہ تمنا ہے کہ اس وقت طوق و زنجیر میری گردن سے علحدہ کرو تاکہ اہل وطن مجھ کو بدین حالت نہ دیکھیں باہر شہر کے جاکر میرا زیور پہنا دینا آہ آہ سنگ دلون نے اس سے انکار کیا اور اسی طرح لے چلے اس وقت کا حال پراز ملال حضرت زینب عالی جناب کا کیا بیان کرون کہ مثل ماہی بے آب بلا برقع و نقاب اپنے بھتیجے کے فراق مین گھر سے نکل کر داخل روضۂ رسول الثقلین ہوئیں اور اس طرح استغاثہ کرنے لگیں نظم

جدا تری زینب کو ستاتے ہین بد افعال — سر میرا کھلا اور پریشان ہین مرے بال
چلاتی ہون یا ختم رسل دیکھو مرا حال — قیدی ہوا مظلوم مرے بھائی کا پھر لال
امت سے ذرا پوچھو تو کیا اسکی خطا ہے — بن باپ کے فرزند کو کیون قید کیا ہے
فریاد یہ کی دختر زہرا نے جو اکبار — تھرائی زمین اور لحد احمد مختار
عابد کو خبر پہونچی کہ اے عاشق غفار — سمجھا لیے زینب کو کہ ہے حشر نمودار
جنبش مین ہے اب روضہ رسول عربی کا — اک ہاتھ نکل آیا ہے مرقد سے نبی کا

چنانچہ راوی لکھتا ہے کہ جس وقت حضرت زین العابدین نے یہ خبر سنی پس نظم

یہ سنتے ہی اشتر سے گرے عابد مضطر — سر پانوٗن پہ زینب کے رکھا اور کہا رو کر
مرقد سے نکل آیا ہے اک دست پیمبرؐ — کرتے ہین تمہیں منع کہ زاری نہیں بہتر

گو لاشۂ اکبر پہ بھی تم آئی تھیں رن میں — پر آج خجل مجھ کو کیا تم نے وطن میں

رو کر کہا زینب نے کہ اے عاشق باری — دنیا سے کیا کوچ پیمبر نے جو واری
تابوت کے ہمراہ بصد گریہ و زاری — سر ننگے نکل آئی تھی دادی بھی تمہاری

تم قید ہوئے میرا نکلنا بھی بجا ہے — کیا صبر مرا فاطمہ زہرا سے سوا ہے

ابتک ہے نشان بیڑیوں کے پاؤں میں اتنا — پھر آپ پنھائی تھیں زنجیر گرانبار
کہنے سے ترے ڈھانپتی ہوں سر کو میں ناچار — پہ گھر میں نجاؤں گی نجاؤں گی میں زنہار

تم کو قسم خستگی خلق شہ دین ہے — ہمراہ لو مجھ کو کہ مرا کوئی نہیں ہے

جب امام زین العابدین نے دیکھا کہ پھوپھی جان وطن میں نہ رہیں گی ہمراہی آپ کی گوارا کی اور فرمایا کہ اچھا قبر نبی کو چھوڑیئے اور محمل میں سوار جلد ہوجیے **نظم**

سنکر انھیں یہ قبر نبی سے بحال زار — تسلیم کی مزار کو باچشم اشکبار
مل ملکے عورتوں سے جو رُتی تھیں زار زار — محمل کے گرد و پیش قیامت تھی آشکار

زینب جدا جو ہوتی تھیں صد درد چند تھا — ہر گھر سے شور گریہ و زاری بلند تھا

جسوقت وان سے محمل زینب ہوئی رواں — روتے وطن کے لوگ بصد نالہ و فغان
عورات ہاشمی کا یہ تھا دمبدم بیان — بی بی تمہارا خالق اکبر نگاہبان

پھر ہم سبھوں کو شکل دکھانا نصیب ہو — عابد کے ساتھ خیر سے آنا نصیب ہو

روتے ہوئے جو لوگ پھرے سب برہنہ سر — ناقہ چلا ادھر کو جدھر تھی سپاہ شر
اہل وطن کی محمل زینب پہ تھی نظر — فضہ بھی اس میں آن کے بیٹھی بچشم تر

محمل کے گرد و پیش تھی پردہ کیے ہوئے — بی بی کے سر کو زانو پہ اپنے لیے ہوئے

پس بحال زار عابد بیمار گروہ نا ہنجار میں اسیر ہو کر اشکبار مع پھوپھی عالی وقار روانۂ شام ناکام ہوئے اور بعد طے منازل جب قریب شام پہونچے وہاں پر ایک باغ یزید کا تھا اس میں شب کو ٹھہرے جبکہ حضرت زینب کو معلوم ہوا کہ کل شام میں داخلہ ہوگا

تو تمام رات عبادت میں بسر کی اور بار بار بیت

اللہ سے کہنے لگی ہاتھ اپنے اٹھا کر	کیا شام کے بلوہ کو میں پھر دیکھونگی جاکر

فریاد کرکے اس طرح سے باآہ وزاری بصد بیقراری دعا مانگتی تھیں نظم

اے بار خدا واسطہ شاہ مدنی کا	صدقہ پسر فاطمہ کی بے کفنی کا
اور واسطہ عابد کی غریب الوطنی کا	صدقہ شہ مظلوم کی تشنہ دہنی کا
زینب طرف شام نہ اب یاں سے رواں ہو	کل صبح ملاقات امام دو جہاں ہو

ہنوز یہ مناجات درگاہ رب العالمین میں فرماتی تھیں نظم

رستے کی ماندگی سے جو تھی شدت بخار	رونے میں آنکھ لگ گئی زینب کی یکبار
کیا دیکھتی ہے خواب میں وہ شہ کی سوگوار	آئے ہیں بے قرار شہنشاہ نامدار
ظاہر ہے تن پہ زخم ہر اک تیغ و تیر کا	پرخون لیے ہیں گود میں لاشہ صغیر کا

اور حضرت زینبؑ کے پاس آکر بحسرت و یاس فرماتے ہیں نظم

بھینا تمہارے واسطے مضطر ہو جان زار	تم پر جو ظلم ہوتے ہیں بھائی ہے بیقرار
جلد آؤ بسکہ ہجر تمہارا ہے ناگوار	جنت میں یاد کرتے ہیں محبوب کردگار
تم جب سے قید ہو سیہ بدسرشت میں	اماں تڑپ کے روتی ہیں ہر دم بہشت میں
آؤ بہن کہ خلد میں شبیر ہیں بے قرار	فرقت میں ہر گھڑی علی اکبر ہیں بے قرار
صدمہ ہے دل پہ قاسم مضطر ہیں بے قرار	عباس ابن حیدر صفدر ہیں بے قرار
ہر دم غم فراق میں فریاد کرتے ہیں	بیٹے تمہارے تم کو بہت یاد کرتے ہیں

یہ خواب دیکھ کر وہ دل کباب پاس حضرت امام زین العابدین کے بصد اضطراب باچشم پرآب تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے بیٹا میں نے ابھی خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا کہ میرے ہجر میں بیتاب ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے بھینا بیت

تم نے ہمارے بعد جو صدمے اٹھائے ہیں	ہم تم کو باغ خلد سے لینے کو آئے ہیں

ملے زین العابدین اب

نظم

مجھ کو یقین ہے آج مروں گی میں دلفگار
بیٹا اسی جگہ پہ بنانا مرا مزار

نام و نشان مٹ چکا زینبؑ کا ایک بار
لکھنا یہی لحد پہ مری میں ترے نثار

ہے قبر یہ کنیز شہ مشرقین کی
یہ بی بی رہنے والی ہے بیکس حسینؑ کی

عابد کا رنگ اڑ گیا سنتے ہی یہ خبر
آنسو بھر آئے آنکھوں میں تھرا گیا جگر

تڑپے مثال ماہی بے آب خاک پر
نزدیک تھا ہلاک ہوں سجاد نامور

حسرت سے سوئے زینب مضطر نگاہ کی
تھرائے آسمان وہ پر درد آہ کی

رو کر کہا کہ ہائے پھوپھی جان غضب ہوا
کیسی خبر یہ دی کہ جگر آب ہو گیا

صدمہ تمہارے ہجر کا اے بنت مرتضےٰ
واللہ سب مصیبتوں سے ہے مجھے سوا

ہے ہے نہ تھا علم کہ دل توڑ جاؤ گی
بابا کی طرح تم بھی مجھے چھوڑ جاؤ گی

یہ ذکر تھا ابھی کہ نمایاں ہوئی سحر
لشکر ہوا یزید کا آمادۂ سفر

اٹھی وضو کو خواہر سلطان بحر و بر
فضہ نے جا نماز بچھائی بچشم تر

اسدم ملول اور سوا ہوتی جاتی تھیں
زینب نماز پڑھتی تھیں اور روتی جاتی تھیں

الغرض بعد فراغت نماز باچشم تر وہ نوحہ گر فضہ سے فرمانے لگیں کہ اے فضہ شاید یہاں سے وہ شجر قریب ہے جس میں خولی نے سر امام مظلوم لٹکایا تھا تلاش کر پس بفرمان علیا زینب فضہ نے اس درخت کا پتہ لگا کر حضرت زینب کو خبر دی اور آپ اس درخت کے پاس آ کر اپنے بھائی مظلوم کے خون کی خوشبو پا کر رونے لگیں۔ بیت

بے اختیار آنکھوں سے آنسو ہوئے رواں
لپٹیں شجر سے خواہر سلطان انس و جان

اور بکمال بیقراری کلمات وداع کے اسطرح فرماتی تھیں نظم

بھیا وداع ہوتی ہے زینب ہوئی سحر
بھیا چلی ہے شام کی جانب سپاہ شر

کیونکر نہ سر پہ خاک اڑائے یہ نوحہ گر
لٹکا اسی درخت میں ہے ہے تمہارا سر

بعد فنا بھی آپ ہیں ایذائے سخت میں ۔۔۔ اب تک جمے ہیں خون کے قطرے درخت میں

اے حضرات اب تو وہ غضب کا بیان ہے جس کے پڑھنے کی طاقت نہیں ہے اور یقین ہے کہ مومنین بھی سماعت نہ فرما سکیں گے روایت ہے نظم

نام حسین لے کے جو رولی وہ نیم جاں ۔۔۔ سنتا تھا وہ جو باغ میں رہتا تھا باغباں
بے رحم بیلچہ لیے واں آیا ناگہاں ۔۔۔ ایسی لگائی ضرب ہوا سر لہو لہان
زینب کا سر تو ضرب جفا جو سے شق ہوا ۔۔۔ خلد بریں میں روح نبی کو قلق ہوا
منھ سے شہادتیں پڑھیں پھر نہ کچھ کہا ۔۔۔ شدت سے تھیں ضعیف یہ صدمہ نہ اٹھ سکا
تھوڑا کے بس زمین پہ گریں غش سا آگیا ۔۔۔ دو ایک بار پاؤں سمیٹا بڑھا دیا
آیا پسینہ موت کا منکا ڈھلک گیا ۔۔۔ لبریز جام عمر ہوا اور چھلک گیا
رولی یہ حال دیکھ کے فضہ بصد الم ۔۔۔ جب دیکھا جسم پاک میں باقی نہیں ہے دم
دوڑی وہاں سے پیٹ کے سر وہ اسیر غم ۔۔۔ عابد کے پاس آکے پکاری بچشم نم
جنت میں سوگوار شہ بحر و بر گئی ۔۔۔ جلد آیئے کہ زینب ذی جاہ مر گئی
عابد یہ سن کے اشک بہاتے ہوئے چلے ۔۔۔ ہاتھوں سے سر پہ خاک اڑاتے ہوئے چلے
صدمے قدم قدم پہ اٹھاتے ہوئے چلے ۔۔۔ جھنکار بیڑیوں کی سناتے ہوئے چلے
زیر شجر ہوئے پہنچ کے بحسرت نگاہ کی ۔۔۔ دیکھی پھوپھی کی لاش تو اک سرد آہ کی

اور لاش مبارک کے قریب کھڑے ہو کر باہ و زاری نظم

چلائے کیا ستم یہ دکھایا ہزار حیف ۔۔۔ کس نے یہ زخم سر پہ لگایا ہزار حیف
آرام راہ میں بھی نہ پایا ہزار حیف ۔۔۔ غربت میں آپ نے بھی چھڑایا ہزار حیف
ساتھ آئی تھیں کہ شاق ہماری جدائی تھی ۔۔۔ تم کو پھوپھی وطن سے قضا کے آئی تھی
یہ کہہ کے غسل دینے لگے سید امم ۔۔۔ چہرے کو دیکھ دیکھ کے روتے تھے دم بدم
پائے نشان جور رسن کے بازو پہ ہے ستم ۔۔۔ فضہ یہ سر کو پیٹ کے بولی بدرد و غم

یہ سب نشانی ستم نابکار ہے
بعد فنا بھی داغ رسن آشکار ہے

جس وقت غسل دے چکے سجاد دلفگار
اور قبر کھد کے ہو گئی تیار ایک بار
گو کانپتے تھے ضعف سے وہ دست رعشہ دار
عابد نے خود لحد میں اتارا بحال زار
تڑپا جگر یہ شدت آہ و بکا ہوئی
تربت جو بند کی تو قیامت بپا ہوئی

کہتے تھے بار بار یہ سجاد ناتوان
چھوڑا اسیر کو آپ نے غربت میں نیم جان
اے سوگوار دلبر خاتون انس و جان
صحرائے ہولناک میں خالق نگاہبان

فضہ لحد پہ سینہ و سر پیٹنے لگی
سنبھلا نہ دل بدیدۂ تر پیٹنے لگی
چلاتی تھی کہ اے مری بی بی کدھر گئیں
غربت میں مجھ کو بیکس و بے آس کر گئیں
صدمے اٹھا اٹھا کے جہان سے گزر گئیں
ایسا ستمگروں نے ستایا کہ مر گئیں
آئی تھیں آپ قبر میں سونے کے واسطے
بی بی کنیز رہ گئی رونے کے واسطے

سر پیٹ کر جو قبر پہ فضہ نے کی بکا
جنگل سے آئی گریہ زہرا کی بھی صدا
رقت کو ضبط کر کے یہ عابد نے تب کہا
بس گھر میں چل کے روئیو فضہ پئے خدا
خوش خو ہے خوش عقیدہ ہے اور باتمیز ہے
خدمت کرینگے ہم کہ پھوپھی کی کنیز ہے

یہ ارشاد امام عالی مقام سنکر حضرت فضہ نے عرض کی کہ اے امام کون و مکان میں مدینہ میں اب جا کر کیا منہ دکھاؤں گی اسی قبر پر بستر لگاؤں گی

نظم

اٹھنا مجھے لحد سے اب اک آن جبر ہے
میں بھی گزر دنگی یہاں جہاں بی بی کی قبر ہے
اب کس کے آسرے پہ یہ لونڈی وطن کو جائے
بی بی کو اپنی ڈھونڈھ کے فضہ کہاں پائے
کیونکر نہ یہ کنیز بھلا سر پہ خاک اڑائے
زینب کو تا بحشر نہ پاؤں گی ہائے ہائے
شہزادے میں وطن کو یہاں سے نجاؤں گی
زینب کو چھوڑ کر میں کیسے منہ دکھاؤں گی
زہرا کی میں کنیز ہوں سمجھو نہ بے وفا
تاحشر اپنی بی بی سے ہوں گی نہیں جدا

کیا ہی میں زندہ رہ گئی زینبؑ کی قضا — مرنا مجھے قبول ہے جانا نہیں روا
پوچھے کوئی یہ رنج دل چاک چاک سے — میں جان دیکے اٹھوں گی اس قبر پاک سے

الغرض یہ جواب ارشاد جناب زین العابدین کا دیکر سر پیٹنے لگی اور جب حضرت امام زین العابدین نے دیکھا کہ فضہ قبر سے نہ اٹھیگی تب

نظم

اعجاز سے مدینہ کو عابد ہوئے رواں — وہ خیر خواہ رہ گئی باگریہ و فغان
تا چند سال خاک اڑاتی رہی یہاں — آخر کو جان دے کے ہوئی داخل جنان
بچھڑے ہوؤں سے عاشق رب صمد ملی — پائین قبر زینب مضطر لحد ملی

کیوں حضرات فضہ سی کنیز آج تک کوئی نہیں گئی کہ بعد شہادت اپنی بی بی کی لحد پر تمام عمر بسر کی

بیت

زینب وزیر آپ کے بھائی کا ہے غلام
پائین قبر شاہ ملے قبر کا مقام

مجلس در ذکر رخصت امام علی موسیٰ رضا از مدینہ و رسیدن بخانہ مامون رشید و شہادت آنجنابؑ

ہے بے وطن و بیکس و مایوس کا دربار ‖ ہشیار کہ ہے بادشہ طوس کا دربار

اے حاضرین مجلس سید الشہدا و اے غلامان علی مرتضیٰ اگرچہ جناب امام حسینؑ کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور کربلا کی عجب قدر و منزلت ہے الا حالات شان و شوکت و مظلومی و غربت امام موسیٰ رضا و عظمت و جلالت مشہد مقدس کی بھی کم از کربلا نہیں ہے چنانچہ اول تھوڑا سا حال اُس جناب کی درگاہ مقدس کا عرض کرتا ہوں **نظم**

اُس روضۂ پُرنور کا کیا عز و شرف ہے ‖ رفعت میں مدینہ ہے تجلی میں نجف ہے

کعبہ سے سوا روضۂ پرنور رضا ہے ‖ کونین کی قیمت ہے وہ اک خشت طلا ہے

قربان ملک ہوتے ہیں یہ نورِ ضیا ہے ‖ ہے شور یہ دربار غریب الغربا ہے

اجارہ وہ بکیں ہیں جو سوالان سلف کی ‖ ہے قبر وہاں موسیٰ کاظمؑ کے خلف کی

اگر تمام صفت روضہ پرنور امام غریب تحریر کرتا ہوں تو باعث طوالت اس مجلس کا ہوگا۔ بنابران اسی جگہ خاتمہ کر کے تھوڑا سا حال نواحی روضہ کا عرض کرتا ہوں **نظم**

ہم رتبہ کوئی شاہ خراسان کا نہیں ہے ‖ حد سے بھی فزون طوف مزار شہ دین ہے

فردوس مکان مالک فردوس مکین ہے ‖ کیا صحن ہے کیا نہر ہے کیا خوب زمین ہے

دنیا مین جنان کا حشم و جاہ دکھائے	وہ نہر وہ روضہ ہین اللہ دکھائے
اور نہر کے پانی کی طلب سب کو سوا ہی	شاید گل آدم کا خمیر اس سے ہوا ہی
اس آب کا قطرہ گہر بیش بہا ہی	آنکھون مین فرشتون سے مگر اسکو بھرا ہی
ہے دھوم حسینان حق آگاہ مین سکی	یوسف کا بھی دل ڈوب گیا چاہ مین سکی

اللہ اللہ جس روضہ منورہ کا یہ مرتبہ ہوا سکے مکین کا کیا مرتبہ ہوگا انسان ضعیف البنیان کا کیا مقدور ہی کہ اس بادشاہ کون و مکان کی مدح و ثنا مین زبان کو زور فشان کرسکے نظم

جیسا کہ مکان خوب ہی ویسا ہی مکین ہی	یہ نور الٰہی ہے تو وہ عرش برین ہے
مولا کا مرے نام غریب الغربا ہے	اور وارث مظلومی شاہ شہدا ہے
اور ضامن ثامن بھی لقب ہی تو بجا ہے	ضامن وہ محبون کی شفاعت کا ہوا ہے
جرات مین یداللہ کی شمشیر کا وارث	غربت مین ہی مظلومی شبیر کا وارث

روایت ہی کہ جسطرح کہ خدا کو حاجیان مکہ و جناب رسولخدا کو زائران مدینہ طیبہ اور جناب سید الشہدا کو زائران کربلا پیارے ہین اسی طرح جناب امام رضا کو زائران مشہد مقدس بھی عزیز ہین نظم

اب شرح مین کرتا ہون عطائے شہ ابرار	آیا تھا رہ دور سے اک زائر دیندار
خوابیدہ ہوا روضۂ اقدس مین وہ زوار	سویا جو وہان اور بھی طالع ہوئے بیدار
گو دیدۂ دل جانب سلطان امم تھے	پر سوئے ضریح شہ دین اُسکے قدم تھے

چونکہ سفر مین اسکو آرام کم ملا تھا لہذا لکھا ہی کہ تا شام وہ سوتا رہا عرصہ مین خدام روضہ نے آکر بالزام بے ادبی جگایا مگر خواب مین فرق آیا سب سے کلید بردار روضہ مقدس سے کہا

	نظم	
لکھا ہے کہ داؤد تھا اک خادم مولا		مختار کلید در حضرت کا وہی تھا
اس شخص نے مارا رخ زائر پہ طمانچہ		اور پشت پہ غصے سے لگائی لکد یا
کیا رحم ہے زائر نے یہ ایذا جو سہی تھی		بتی بھی ضریح اور لحد کانپ رہی تھی

اور سب خادمون سے مگر اسکو ایسا کھینچا کہ کپڑے پھٹ گئے سر سے دستار گر گئی

جسد مہ اُسکو کھینچکر باہر لائے تب اُسکے ہوش بجا ہوئے اور زار زار رو کر نظم

پھر سوئے ضریح اُسنے پکارا کہ یہ کیا ہی — زائر کو ذلیل آپ کے روضہ پہ کیا ہی

دیکھا کئے تم اور طمانچہ سنے مجھے مارا — امداد نہ کی جامہ بھی ٹکڑے ہوا سارا

خیر آپ کو ذلت ہوئی گر میری گوارا — اب سوئے نجف جائیگا زوار تمہارا

جب سرکو ضریح شہ مردان پہ دھرونگا — پہلے مین گلا آپ کا حیدر سے کرونگا

شبیر جو ہین جدّ بزرگ آپ کے یا شاہ — کیا دیتے ہین زوارون کو اپنے خشم و جاہ

زائر جو کوئی اُن کا لٹے راہ مین ناگاہ — عباس ہیں بھجتے ہین مدد کے لئے واللہ

اور مین تو حقیر آپ کے روضہ مین ہوا ہون — عزت سے یہان آیا تھا ذلت سے چلا ہون

عباس کے زائر پہ اُٹھائے جو کوئی ہات — ہاتھ اُسکا وہین قطع ہوا ای سید خوش ذات

حیدر ہین نگہبانی مین زوارون کی دن رات — افسوس کہ کچھ آپنے پوچھی نہ مری بات

یہ کہہ کے ضریح شہ والا کی طرف کو — سر ننگے چلا وان سے وہ زوار نجف کو

سبحان اللہ باوجود اس بے ادبی و گستاخی کے کیا قدر و منزلت فرمائی ہے آقا نے
لائق سماعت ہی نظم

یان روضہ مین داؤد جو داخل ہوا اُسدم — دیکھا کہ ہے جنبش لحد پاک کو پیہم

نکلے ہوئے مرقد سے کھڑے ہین شہ عالم — رخسار سے بہتا ہی لہو پشت بھی ہی خم

سر ننگے ہین اور زرد رُخ پاک ہوا ہی — گویا کہ جگر زہر سے پھر چاک ہوا ہے

تھرانے لگے خوف سے داؤد کے اعضا — اور دست ادب باندھ کے اپنے ہوا گویا

یہ کہکر شیدای مرے سید مرے آقا — یہ بعد شہادت کے ہوا تم پہ ستم کیا

عارض سے لہو بہتا ہے مشغول بکا ہو — کیون آج نہین بولتے کیا مجھ سے خفا ہو

شہ نے کہا تو ہی نے تو دی ہی مجھے ایذا — پھر آپ ہی تو حال مرا پوچھتا ہے کیا

زائر پہ جو صدمہ ہوا سب مجھپہ وہ گذرا — وہ روضہ سے نکلا مین یہان قبر سے نکلا

نیلا نہین زوار کا رخسار ہوا ہے — غافل وہ طمانچہ مرے عارض پہ لگا ہے

ضربت کہ کر جو مرے زائر کی ہوئی خم — تو دیکھ اسی درد سے پکڑے ہین کمر ہم

گریان مرے زواروں کا ہوگا یہی عالم — تو کو بھی ہمارا بھی ہے مشہدت اسیدم

کیون رنج دیا قدرشناس اسکے تو ہم تھے — کیا تیری طرف کو مرے زائر کے قدم تھے

اے داؤد میرے حال پر کیا اسف کرتا ہے جلد جا میرے زائر کو نجف کی راہ سے واپس لا میری طرف سے پیام دینا کہ تجھ کو تیرا مولا بلاتا ہے **بیت**

جس کی کہ زیارت کا تجھے شوق بڑا ہی — اب تیری زیارت کا وہ مشتاق کھڑا ہی

اور تجھ کو اگر اپنی تقصیر بخشوانی ہے تو زائر سے بخشوا ایسا نہ ہو کہ وہ شکایت میری شیر خدا سے کرے اور مین شرم سے اپنے جد بزرگوار کے پاس نہ جا سکون ۔ بس بسماعت اس ارشاد امام عالی مقام کے **منظم**

روتا ہوا داؤد گیا روضہ کے باہر — اور جا کے گرا زائر مولا کے قدم پر

کہتا تھا خطا بخش مری بہر پیمبر — منظور عوض ہو تو مرے ہاتھ قلم کر

واللہ تو مقبول شہنشاہ امم ہے — زوار تجھے شاہ خراسان کی قسم ہے

کیا خوب ترا بخت ہے کیا خوب مقدر — تیرے لیے مرقد سے نکل آئے ہین سرور

یہ سنتے ہی دوڑا طرفِ روضہ وہ مضطر — لپٹا لیا سینہ سے رضا نے اسے بڑھ کر

فرمایا کہ الفت کا تری مجھ کو یقین ہی — یہ کہدے کہ تو اب تو خفا مجھ سے نہین ہی

اب تو نہ کرے گا تو نجف مین مرا شکوہ — اب تو نے تجھے کچھ مجھ سے کدورت نہین اصلا

گر عفو مرے روضہ مین پہونچی تجھے ایذا — زائر نے یہ کی عرض خجل کیجیے نہ مولا

وہ رنج کہان اب تو یہ دولت ہوئی حاصل — اسطرح سے حضرت کی زیارت ہوئی حاصل

اے مومنین مقام غور ہے کہ زوار کے منھ پر طمانچہ لگنے سے کہ وہ بھی بوجہ بے ادبی کے تھا جناب شاہ خراسان پر کیا صدمہ گذرا اب مین آپ لوگون کی خدمت مین گذارش

کرتا ہون کہ بعد شہادت جناب سید الشہدا میدان کربلا مین ظالمان رجفا نے لخت دل زہرا یعنے سکینہ معصومہ کے کان کے بندے کھینچے طمانچہ مارا اس وقت کیا صدمہ روح اطہر امام مظلوم پر ہوا ہوگا کہ **نظم**

زوار رضا کا جو تعلق سے ہوا گریان	تھرا اگئی اس دم لحد شاہ خراسان
اور جب کہ سکینہ پہ ہوئے ظلم فراوان	لکھا ہے کہ تھرّانے لگا قتل کا میدان
رخسار سکینہ پہ طمانچہ جو لگا تھا	بس لاشۂ شاہ شہدا کانپ رہا تھا

گر اس وقت کا حال تمام و کمال لکھتا ہون تو جو تمہید مین نے شروع کی ہے رہجائیگی لہٰکیون حضرات جائے فخر ہے **نظم**

دنیا مین تو زواروں پہ یہ ہے کرم شاہ	اور حشر مین رتبہ یہ عطا ہوئے گا واللہ
جب خلد کو شبیر روان ہونگے بصد جاہ	زوار و عزادار بھی سب ہوئینگے ہمراہ
غل ہوگا کہ تھامے ہوئے دست شہ دین کو	شبیر کے زوار چلے خلد برین کو
ناگاہ رضا ہوئینگے آگے سے نمودار	اک ناقۂ نورانی فردوس پہ اسوار
ہوئے گا گروہ ملک و حور جلودار	اور ناقۂ مولا کو لئے حلقہ مین زوار
بولے گا منادی یہ سواری ہے رضا کی	آمد ہے یہ مظلوم غریب الغربا کی

اس وقت ناقۂ نورانی سے اتر کر جناب شاہ خراسان اپنے جد بزرگوار کے دامن سے لپٹ کر بصد نازسیم یہ فرمائینگے کہ لے جدّ مظلوم اول جنت مین مع اپنے زواروں کے مین جاؤنگا **نظم**

ہوکر متبسّم یہ کہینگے شہ مظلوم	تقدیم کا باعث تو بھلا ہو تجھے معلوم
تب عرض کرینگے یہ رضا سید معصوم	مین خرد ہون اور تم ہو بزرگ ای شہ مغموم
گو آپ کے بیٹوں مین غریب الغربا ہون	مظلومی و تنہائی مین پر تم سے سوا ہون
فرمائینگے تب سید مظلوم کہ کیونکر	تم پر تو نہین ظلم ہوئے میرے برابر

تم قتل اکیلے ہوئے اے جان پیمبر — اک دن میں ہوئے قتل مرے دوست بہتر
تم کو تو فقط زہر ہی قاتل نے دیا تھا — قاتل تو نہ بیٹا ترے سینے پہ چڑھا تھا

اکبر سا پسر کون ہوا قتل تمہارا — بچہ کوئی اصغر سا گیا ہاتھوں پہ مارا
ناموس پھرا بلوے میں سر ننگے ہمارا — کوئی بھی ہوا بیکس کے سوا دفن ہمارا

پیارے مرے کیا پوچھتے ہو حال ہمارا — مرجانے پہ لاشہ ہوا پامال ہمارا

تم کو تو پس از مرگ ہوئی قبر میسر — چالیسوں تک تم رہے بےگور زمین پر
رو دیں گے رضا واقعہ شبیر کا سنکر — اور عرض کرینگے کہ بجا کہتے ہیں سرور

حضرت کے برابر کسی درجہ میں نہیں ہوں — اب اپنی غریبی پہ میں انصاف طلب ہوں

یہ سچ ہے کہ تم ظلم و ستم سے گئے مارے — پر آپ کے لاشے پہ حرم روتے تھے سارے
اور ہم تو عجب وقت میں دنیا سے سدھارے — رونے کو بھی تھا کوئی نہ لاشہ پہ ہمارے

زینب نے تمہارے لئے سر کھولا تھا رن میں — میں قتل ہوا جب مری خواہر تھی وطن میں

میرا تو وطن دور تھا ناموس بھی تھے دور — میری تو شہادت بھی ہوئی دہر میں مشہور
جس وقت کریں گے یہ رضا شاہ سے مذکور — لکھا ہے کہ رو دیں گے نہایت ملک و حور

شبیر کو ہووے گا قلق حال رضا پر — وہ رو دیں گے مظلومی شاہ شہدا پر

جس وقت اس گفتگو میں عرصہ گذرے گا تو تمام اہل محشر حدت میدان قیامت سے پریشان ہوکر جناب رسول خدا کی خدمت بابرکت میں عرض کریں گے کہ اے رسول مقبول امت طول برداشت تاب آفتاب حشر نہیں کر سکتی اور جناب سید الشہدا اور امام رضا میں بحث تقدیم و تاخیر داخلہ جنت نسبت زوّاران ہے نظم

اسوقت وہاں آکے کہیں گے یہ پیمبر — اے پیارو جو تم فیصلہ کردیں وہ ہے بہتر
تو دست رضا تھام لے اے کشتۂ خنجر — تا داخلہ جنت میں ہو دونوں کا برابر

تم دونوں کے زوار بھی اسی طرح رہاں ہوں — یکبارگی سب داخل گلزار جناں ہوں

ارشاد پیمبر پہ رضا ہوں سگے رضامند ایک ایک کا رخ روشنی میں چاند سے دہ چند	اور دست رضا تمہارے گا زہرا کا جگر بند زائر بھی یونہیں جائینگے بس خرم و خرسند
معنی ہیں محبوں پہ یہی لطف و عطا کے	قربان ہیں شبیر کے صدقے ہیں رضا کے
کیوں شفقت مولا پہ نہ زوار کریں ناز زائر تو زیارت کو ادھر کرتا ہے آغاز	محسن جسے اپنا کہے وہ شاہ سرافراز دیتے ہیں رضا قبر سے لبیک کی آواز
شبیر کو جس طرح عزادار ہیں پیارے	انکو بھی اسی طرح سے زوار ہیں پیارے

کیوں حضرات سماعت فرمایا حال عنایت جناب امام موسیٰ رضا کا اب امیدوار ہوں کہ کچھ حال مصائب امام غریب الغربا کا بھی سماعت فرما کر داخل ثواب ہوں اگرچہ جو مصائب جناب امام حسین پر ہوئے ابتدائے پیدائش آدم سے تا ایندم کسی نبی اور پیغمبر پر ایسے نہیں ہوئے الا مصائب جناب امام رضا کے البتہ قریب قریب حالات اپنے جدّ بزرگوار سے ہیں چنانچہ وہاں مدینہ سے نکلنا مصیبت سفر اُٹھانا حضرت زینب سے جدا ہونا حضرت زین العابدین کا معجزہ سے جاکر دفن کرنا و حضرت زینب کا قریب شام حالت غربت میں دفن ہونا ابتدا سے انتہا تک جو جو کہ مصائب گذرے بعینہ آپ پر بھی گذرے من مؤلف

شبیر پہ جو ظلم ہوے سب پہ عیاں ہیں	حالات رضا کے بھی مگر نشتر جاں ہیں

چنانچہ روایت ہے نظم

ماموں نے جب اس شاہ خراسان کو بلایا گمراہ نے خضر رہ ایمان کو بلایا	تورہ نے فخر و غم سہ تابان کو بلایا ناچیز نے شاہنشہ دوران کو بلایا
آپس میں سخن تھا یہی محتاج و غنی کا	ویران ہوا چاہتا ہے شہر نبی کا
کرتے ہیں بیان راوی اخبار مصیبت تھی حضرت زینب کی طرح بھائی کی الفت	ماز بس تھی حضرت سے بہت خواہر حضرت چھائی تھی شب صبح سفر غم کی جو ظلمت

شام اجل اس رات کی ایک ایک گھڑی تھی آئی نہ انھین نیند کہ تشویش بڑی تھی

اللہ سے کرتی تھی دعا کھولے ہوئے سر بھائی کو مبارک ہو سفر خالق اکبر

محفوظ رہین خیر سے پھر آئین برادر تا حشر رہے بھائی کا سایہ مرے سر پر

نور نظر حیدر و زہراؑ کو بچانا مظلوم مرے بھائی کو تنہا کو بچانا

جس طرح جناب علیا زینبؑ کو صبح عاشورہ رنج و ملال فراق جناب سید الشہدا تھا اسی طرح فاطمہ ہمشیرۂ بزرگوار امام رضا کو بھی بیقراری تھی چنانچہ روایت ہی کہ جب تمام رات سر برہنہ صحن خانہ مین کھڑی ہو کر بادل مضطر رو رو کر خالق اکبر سے دعا سلامتی برادر مانگتے مانگتے بے ہوش ہو گئین۔ نظم

سب عورتین کہتی تھین کہ غم آپ کھائین وسواس کرین رات کو آنسو نہ بہائین

بی بی جو خدا چاہے تو جاتے ہی پھر آئین ضائع نہ کہین جائینگی ہم سب کی دعائین

جو لوگ جدا ہوتے ہین پھر کیا نہین ملتے پردیس کو جو جاتے ہین وہ آ نہین ملتے

کہتی تھی اخی شہر سے جاتے ہین غضب ہے رو کر نہ مجھے سینے سے لگاتے ہین غضب ہے

با حال پریشان نظر آتے ہین غضب ہے کھلتی نہین کچھ وجہ یہ جاتے ہین غضب ہے

کب لکو یقین ہوئے کہ کب آئینگے بھائی افسوس ہی کل شہر سے بس جائینگے بھائی

اے بیبیو مجھ کو اس گھر کی عجب شکل نظر آتی ہی گویا بہار جاتی ہی خزان آتی ہی در و دیوار سے آواز گریہ برپا ہے میرے نصیب بُرے ہین تم سے کیا بیان کرون میرا بھائی یکہ و تنہا بے یار و مددگار عازم سفر ہی بیت

ہین یاس کے آثار عیان ارض و سما سے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین کلیجہ کے بکا سے

الغرض اسی حزن و ملال مین شب فراق آخر ہوئی مسجدون مین شور اذان بلند ہوا نظم

تھا صبح کا آغاز اندھیرا ابھی تھا ہ جاتا تھا کوئی در پہ کھڑا تھا کوئی دیجاہ

گردون کی طرف دیکھ کے بھرتا تھا کوئی آہ کہتا تھا کوئی رو کے یہ با حالت جانکاہ

ہے دور بہت دیکھیے کب آتے ہین آقا	واللہ بڑا رنج ہوا جاتے ہین آقا

ہر ایک مرد و زن کو جو در برزن مین مضطر آیند و روند سے پوچھتے تھے کہ کیون آقائے نامدار بیت الشرف سے برآمد ہوئے اور اصحاب باوفا سوار ہوئے یا نہین نظم

بس راہروون نے کہا ہر ایک سے بڑھکر	آمد ہے ابھی تک مگر آئے نہین باہر
ہر منتظر ایک ایک کی بس چشم سوئے در	ترتیب سے موجود ہین سب اپنی جگہ پر
محشر ہے محل مین کہ حرم غش مین پڑے ہین	جو لوگ مقرب ہین وہ ڈیوڑھی پہ کھڑے ہین

ادھر کا تو یہ حال تھا اور اہل حرم پر رخصت کا وبال تھا وہان عبادت مین وہ امام خوشخصال تھا الغرض وظیفہ سے فارغ ہوکر مصلے سے اٹھنا تھا کہ ہمشیرہ حضور قریب سجادہ کون و مکان امام انس و جان آکر بلائین لینے لگین اور اس طرح رو رو کر اپنے بھائی سے عرض کرتی تھین اگر حال رخصت مفصل لکھون کلیجہ پھٹتا ہے۔ حضرت زینبؑ کا رخصت کرنا یاد آتا ہے آپ فرماتی تھین منظم

اس گھر سے نجاؤ کہ مین گھبراؤنگی بھائی	تم کو جو نہ دیکھونگی تو مرجاؤن گی بھائی
کیونکر دل ناشاد کو بہلاؤن گی بھائی	موت آئی تو کس سے تمھین بلواؤنگی بھائی
آمادہ ہین گر اہل ستم بے ادبی پر	تم بیٹھ رہو قبر رسول عربی پر

اور اے برادر بزرگوار اب گر آپ کو خوف فرقہ مکار ہے تو مرقد جد بزرگوار احمد مختار پر بیٹھ کر عبادت خدا فرمائیے اور جو کوئی وہان پر مزاحم ہو تو کہیے کہ تمھارے رسول کا مجاور ہون۔ مجھ سے تعرض نہو حضرات کیا وقت مصیبت تھا نظم

حضرت نے کہا کیا کرون یارا نہین خواہر	مین جاؤن یہان سے یہ گوارا نہین خواہر
کیا شاق نہ مجھے ہجر تمھارا نہین خواہر	پر خواہش تقدیر سے چارہ نہین خواہر
جانے مین کرون عذر تو حق سے نہ ڈرینگے	ظالم اسی حیلے سے مجھے قتل کرین گے

ایہا الناس یہ سنکر آپ کی بہن کی آنکھون سے آنسو نکل پڑے کثرت اندوہ سے

دل پر قابو نہ رہا نگاہ حسرت سے رونے حضرت دیکھنے لگین اور بہ زبان یاس فرمایا نظم

جانے ہی کا ہے قصد جو ذی جاہ برادر ۔۔۔ اچھا مجھے لیتے چلو ہمراہ برادر

فرمانے لگا رو کے وہ کونین کا مخدوم ۔۔۔ سب حال حسین ابن علی ہی تمھین معلوم

ناموس کو وہ لیگئے تھے ساتھ مین معصوم ۔۔۔ اب مجھ کو ملے زہر و یا قتل ہون مظلوم

کوئی مرے آرام کا طالب نہین خواہر ۔۔۔ لیجاؤن تمھین ساتھ مناسب نہین خواہر

گویا ہوئین جبدم یہ سنی درد کی تقریر ۔۔۔ کیا وان بھی اسی طرح سے پیش آئینگے بے پیر

دھیان آپ کو یہ ہی کہ یہ بے پردہ ہو ہمشیر ۔۔۔ قسمت مین اسیری ہی تو جو خواہش تقدیر

ہی فکر کہ محبوس نہ مین زار حزین ہون ۔۔۔ کچھ حضرت زینب ؑ سے زیادہ تو نہین ہون

ہنوز جناب امام رضا سے آپ کی ہمشیرہ یہ کلمات فرما رہی تھین کہ ناگاہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام روتے ہوئے قریب پدر بزرگوار امام ابرار آکر عرض کرنے لگے کہ اے بابا اگر پھوپھی جان کی ہمراہی ناگوار خاطر ہے تو مین ہمراہ چلونگا تاکہ سفر مین کفیل مو ضروری کا ہون اور جہان تک مجھ سے ہو سکے گا آپ کو آرام دونگا نظم

بے جرم و خطا دشمن جان ایک جہان ہی ۔۔۔ رستے مین بھلا چین کا سامان کہان ہی

لٹنے کا تردد کبھی یان ہے کبھی وان ہی ۔۔۔ ہر وقت تہ دام بلا طائر جان ہی

راحت نہین ملتی ہے مسافر کو سفر مین ۔۔۔ دن کٹتا ہی تکلیف مین اور رات خطر مین

قطع نظر ان سب امور کا در تردد بھی مجھ کو لاحق ہے کہ کبھی آپ سے جدائی نہین ہوئی آپ کی فرقت مین بجز رنج و آلام کوئی صورت آرام اپنی بھی نہین دیکھتا ہون بجواب اسکے حضرت نے فرمایا اے فرزند دلبند انسان کو ہر وقت صبر کرنا چاہئے اور ہر حال مین تسلیم و رضا پر شاکر رہنا لازم ہے ہراس اضطرار سے کوئی فائدہ نہین خداوند کریم حافظ ہی نظم

ہم جائین سوئے طوس کہ تدبیر یہی ہی ۔۔۔ تم گھر مین رہو خواہش تقدیر یہی ہی

آئین گے ادھر اور کدھر جائینگے پیارے ۔۔۔ خود ہوگی خبر تم کو جو مر جائینگے [illegible]

ہر طور سے دن غم کے گزر جائینگے پیارے — وان ہے سوے جنت نہ اگر جائینگے پیارے
آنے مین ذرا دیر نہ پھر کیجیو بیٹا — وان آکے رہین غسل و کفن دیجیو بیٹا
لکھون گا تمھین خط مین پس از قطع منازل — رکھے تمھین محفوظ مرا خالق عادل
تم ہوگے مرے بعد امام اے مہ کامل — کی عرض انھون نے کہ تڑپتا ہے مرا دل
ہر بات مین دل یاس سے بھر دیتے ہو بابا — کیا مجھ کو یتیمی کی خبر دیتے ہو بابا

الغرض با صد رنج و محن آپ دولتسرا سے رخصت ہو کر اہلبیت کو سمجھا کر باہر تشریف لائے اور اصحاب باوفا کا مجمع در دولت پر دیکھ کر سب سے کلمات رخصت فرمانے لگے بیت

تم لوگون سے رخصت ہو غریب الغربا کی — لو دیتے ہین ہم تم کو حفاظت مین خدا کی

سب نے عرض کی اے مولا خدا حافظ ہو پس اسوقت احباب سے رخصت ہوئے نظم

لو اہل عزا شام غریبان کا سفر ہے — ہے حشر بپا شاہ خراسان کا سفر ہے
اے ماتمیو مالک ایمان کا سفر ہے — ویران ہو مدینہ شہ ذیشان کا سفر ہے
ہے کوچ گرفتار بلا ہوتے ہین آقا — اب قبر محمد سے جدا ہوتے ہین آقا
ہلتی ہے ضریح لحد احمد مختار — سر پیٹتے ہین اہل مدینہ سر بازار
تاثیر غم ہادی ہشتم ہے نمودار — سینون مین تڑپ جاتے ہین دل شیعون کے ہر بار
ہر صاحب یقین خاک اڑاتا ہے جہان مین — عاشور کا عالم نظر آتا ہے جہان مین
ہان بہر امام دوجہان خاک اڑاؤ — آنکھون سے کرو اشک روان خاک اڑاؤ
شیعو ہر دم آہ و فغان خاک اڑاؤ — روتے ہین ملک آکے یہان خاک اڑاؤ
فریاد جگر زہر سے چھانین سگے رضا کا — ماتم مین ہو غل ہائے غریب الغربا کا

الغرض وہ امام اہل مدینہ سے رخصت ہو کر بعد اٹھانے سفر کی صعوبات کے یکہ و تنہا نظم

داخل ہوئے جب طوس مین شاہنشہ ابرار — غل پڑ گیا ہر ایک محلے مین یہ اکبار
لو آئے رضا خالق مختار کے مختار — مامون کا مکان ہوگیا اک تختہ گلزار

قصر ستم ایجاد میں تصویر علی تھی — بت خانہ میں تسبیح حرم لم یزلی تھی
ہے ہیبت حق چہرۂ مولا سے نمودار — ہوتا تھا برآمد جو وہ کونین کا مختار
مجرے کے لئے اٹھتا تھا دربار کا دربار — پردے کو اٹھاتے تھے رئیسان بد اطوار
جب دیکھتے تھے شوکت و جلال محمد — کہتے تھے بہم صل علی آل محمد

جب کہ یہ شان و شوکت امام مظلوم کی ان لوگوں نے دیکھی تو سردار اس ملعون بیدین کے باہم مشورہ کرنے لگے کہ جسوقت اب آپ باہر تشریف لائیں کوئی تعظیم و تکریم نہ کرے اور نہ کوئی پردہ اٹھائے ہر چند کہ یہ مشورہ اپنے دلوں میں ٹھہرا رکھا تھا نظم

پر وقت طلوع قمر دین کا جو آیا — بس رعب جگر بند ید اللہ کا چھایا
بیساختہ پردہ انھیں لوگوں نے اٹھایا — غل تھا کہ ہمیشہ رہے اللہ کا سایا
معلوم ہوا نور خدا پیر و جوان کو — ہاتھ اٹھ گئے تسلیم امام دو جہان کو

اسوقت آپس میں وہ مردود ازلی منفعل ہوکر ایک دوسرے کو اشارہ دیتا تھا کہ کیوں کچھ نہ ہو سکا بے شک یہ اعجاز امامت ہے الغرض نظم

تھا تیسرا دن جمع تھے ماموں کے سب انصار — معمور بہت دربار یہ تھی کثرت حضار
موجود تھے ہتھیار سجے فوج کے سالار — ظالم کے محل میں تھے شہنشاہ خوش اطوار
سرداروں کو تھی فکر بیاں بے ادبی کی — آمد ہوئی فرزند امام عربی کی

اس روز بھی باہم قسم کھا کے بیٹھے تھے کہ باعجاز امامت پردہ خود بخود اٹھ گیا جسوقت یہ حال ان ملعونوں نے دیکھا تو اپنا وعدہ شکست کیا اور تکریم کو اٹھ بیٹھے نظم

تھے محو دعا چار طرف بیکس و محتاج — قائل تھے عدو بھی کہ نہیں انکا جواب آج
تھا سبز عمامہ صفت صاحب معراج — اللہ نے سید کو زمرد کا دیا تاج
کرسی پہ جو بیٹھے تو عجب جلوہ گری تھی — شمشیر دو دم زانوئے اقدس پہ دھری تھی
ارشاد کیا آپ نے العزۃ للہ — ہوکر متبسم [illegible]

اس عالم حیرت میں یہ گویا ہوے گمراہ — خود حکم الٰہی سے اٹھا پردۂ درواہ
کہتے نہیں اعجاز تو کیا کہتے ہیں اسکو — حضرت نے کہا فضل خدا کہتے ہیں اسکو
اس واقعہ سے جب ہوئے ملعون پشیمان — پھر دوسرے دن کیا کہوں کیا کیا کیا سامان
اے مومنو اب چاک کرو اپنے گریبان — لو جاتے ہیں مولا طرف روضۂ رضوان
الحق سے کیا خوف نہ اُس دشمن دین نے — انگوروں میں حضرت کو دیا زہر لعین نے
سینہ میں جگر کردیا اُس زہر نے پارا — احوال دگرگون ہوا مولا کا قضارا
مجلس سے اٹھا موسیٰ کاظم کا جو پیارا — فرماتے تھے مامون ستمگار نے مارا
دم لینا بھی دشوار ہوا ٹکڑے جگر ہے — بس اب کوئی دم میں مرا دنیا سے سفر ہے

یہ کہتے ہوئے آپ اس مجلس ناہنجار سے اٹھے اور فرمایا کہ اے ملعون اسکا عوض قیامت میں ہمراہ میرے جدّ بزرگوار کے جناب رسول مقبول اور جدّہ میری بتولؑ لینگی نظم

وہ بولا کہاں جاتے ہوئے سید خوشخو — شہ نے کہا اب تو نے جان بھیجا ہی ہمکو
داخل ہوئے پھر گھر میں شہنشاہ رضا جو — فرمایا ابوالصلت سے مولا نے یہ رو رو
تو روئے گا میرے لئے میں آج مرونگا — لا طشت کہ اب خون جگر قے میں کرونگا

اب آگے قلم کو یارا نہیں کہ اس حال کو لکھے سینہ شق ہے منہ فق ہے المختصر نظم

حاضر جو کیا طشت ابوالصلت نے لاکر — قے کرنے لگے جھک کے شہ بیکس و مضطر
ٹکڑے کئی سینہ سے جگر کے ہوئے باہر — حجرے کا کیا بند ابوالصلت نے تب در
صدمہ یہ ہوا بادشہ کون و مکان کو — تیاری آقا ہوئی گلزار جنان کو
غش کھا کے ابوالصلت گرا خاک پہ اکبار — کہتا تھا کہ ہے ہے مرے مالک مری مختار
ناگاہ ہے کیا دیکھتا وہ بیکس و ناچار — اک طفل ہوا نور کی صورت کا نمودار
زنہار نہ تھا کام اُسے عیش و فرح سے — روتا تھا وہ معصوم یتیموں کی طرح سے
کی عرض ابوالصلت نے با نالہ و افغان — تم کون ہو بتلاؤ مجھے نام میں قربان

تب رو کے ابو الصلت سے بولا یہ وہ ذیشان	مین وہ ہون یتیمی نے کیا ہو جسے حیران
بس باپ ہون امام اور مین عاشق ہون انکا	ہے نام محمد مرا بیٹا ہون رضا کا

اگر چہ وقت رخصت حضرت نے امام محمد تقی کو مدینہ منورہ مین چھوڑا تھا مگر حدیث مین وارد ہو کہ دفن امام بدست امام ہوتا ہے لہذا آپ باعجاز امامت واسطے تجہیز و تکفین اپنے پدر بزرگوار کے تشریف لائے تھے جسطرح راہ شام سے برائے دفن سید الشہدا جناب سید الساجدین آئے تھے کیون حضرات ابتدا سے انتہا تک جملہ حالات آپ کے مطابقت حال جناب سید الشہدا سے رکھتے ہین الغرض جناب محمد تقی جب آئے تو نظم

پھر پاس پدر کے گیا وہ عاشق غفار چھاتی سے لگا رونے لگے سید ابرار	مولا نے نظر کی رُخ فرزند پہ اکبار تعلیم کیے علم امامت کے سب اسرار
بالائے ہوا شور ہوا آہ و فغان کا	دنیا سے ہوا کوچ امام دو جہان کا
نہلانے لگا شاہ کو پھر باپ کا جایا شاخ شجر سدرہ سے تھا جسے بنایا	اور قدرت اللہ سے تابوت اُٹھایا کفنا کے اسی مین شہ بیکس کو لٹایا
تھی دھوم رسولون مین ملائک مین بکا کی	میت پہ نماز آپ نے جسوقت ادا کی

الغرض جناب امام محمد تقی نے آپ کو باعجاز امامت دفن فرمایا اور واپس مدینہ ہوئے۔

کیا غم جو سر پہ بار گناہ کثیر ہے
اولاد مین امام رضا کی وزیر ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تتمۂ مجلس سی ونہم درحال وفات حضرت معصومۂ قم ہمشیر امام موسیٰ رضا علیہ السلام

یاد ہوگا حضار کو کمترین نے تمہید مجلس مین تحریر کیا ہے کہ جملہ حالات شاہ خراسان کے جناب امام حسین علیہ السلام کے مطابق ہین ایسا ہی ان دونون بزرگوارون کی دونون بہنون کے بھی اکثر حالات موافق ہین اور جیسی محبت جناب زینب کو مظلوم کربلا سے تھی ویسا ہی جناب فاطمہ بنت معصومۂ قم کو اپنے بھائی جناب امام رضاؑ سے تھی چنانچہ تمہید مجلس مین حال جوش وخروش اور دلولۂ محبت آپ کا مذکور ہوچکا ہے پس اسی طرح روایت مین وارد ہے کہ جب امام رضا نے ارادہ سفر فرمایا تو کسی طرح جناب فاطمہ آپ کو نہ چھوڑتی تھین اور بار بار دوڑ کر لپٹ جاتی تھین اور کئی فرسخ تک بہی حال سے آپ کے ہمراہ آئین بالآخر اپنے بھائی سے رخصت ہوئین اور ایک مدت تک درد فراق مین رویا کین جب ایام نافرجام مفارقت کو طول ہوا اور کسی قسم کی خیر خیریت یا تشریف آوری امام مظلوم نہ معلوم ہوئی تو نہایت مضطر و پریشان ہوکر یہ شعر پڑھتی تھین شعر

جانم بلب آمد زغم درد جدائی	بیزارم ازین زندگی اے مرگ کجائی

آخر الامر جبکہ ایام فراق کو بہت طول ہوا اور کسی تدبیر سے صورت ملاقات نظر نہ آئی تب خود قصد روانگی طوس فرمایا راوی لکھتا ہے کہ سفر مین نظم

نمبر۱ اگر صرف معصومۂ قم کا حال پڑھنا ہے تو عبارت ہذا کو چھوڑ دیجئے نمبر۲ اگر صرف معصومۂ قم کا حال پڑھکر حضرت زینبؑ کے حال مین جوڑ لگانا چاہئے تو یہان سے پڑھئے روایت مین وارد ہے تمۂ مجلس ہذا صفحہ (۵۵۸) سے شروع ہے ۱۲

بھائی کی یہ مشتاق تھی موسیٰ کی وہ دختر	سایہ بھی جو ملتا تو ٹھہرتی نہ وہ دم بھر
ہردم تھی مناجات کہ اے خالق اکبر	اب جلد ملے مجھ کو حضوری برادر
جو حکم ترا ہوگا بجا لائے گی لونڈی	اب دیر جو ہوئے گی تو مرجائے گی لونڈی
اب مجھکو زمین طوس کی دکھلا مرے مولا	مشتاق ہون بھائی کی نہ تڑپا مرے مولا
راحت ہے گذرتی ہے جو ایذا مرے مولا	برلا دل عاجز کی تمنا مرے مولا
امید عنایت ہے غریب الغربا کو	تو رد نہیں کرتا ہے مسافر کی دعا کو

اسی طرح منزل بمنزل بشوق دیدار برادر بزرگوار بعد طے منازل وقطع مراحل منزل سادہ مین پہونچکر علیل ہوگئین اسوقت سادہ سے دریافت فرمایا کہ یہان سے شہر قم کتنی دور ہے بجواب ارشاد آپ کے انھون نے عرض کیا کہ یہان سے دس فرسخ ہے آپنے فرمایا کہ مجھے بہت جلد شہر قم مین پہونچا دو اس تمنا کی دو وجہین معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ آپ کو معلوم تھا کہ شہر قم مین شیعیان علی ابن ابی طالب رہتے ہین انسے حال جناب امام رضا مفصل معلوم ہوگا دوسرے یہ کہ جناب معصومہ بہن امام کی تھیں شاید آپ کو بالہام معلوم ہوا ہو کہ آپ کا زمانۂ رحلت قریب ہے اور مدفن آپ کا شہر قم ہے اس وجہ سے آپ نے وہان پہونچنے مین تعجیل فرمائی المختصر منزل مذکور سے روانہ ہوئیں جب قریب شہر قم پہونچیں اور خبر آمد جناب معصومہ مشتہر ہوئی سوقت روساء شہر نے آپ کے استقبال کا عزم کیا اور ہر قسم کا اسباب جلوس ہمراہ لیکر منتظر آپ کے سر راہ صف بستہ باادب کھڑے ہوئے ناگاہ سواری جناب معظمہ کی آئی سبھون نے مثل غلامون کے بڑھ بڑھ کر کمال ادب سے سلام کیا اور موسیٰ ابن خزرج نے جو اس شہر کا رئیس تھا بڑھ کر مہار ناقہ کی فخریہ تھام لی اور سب پیدل ہوگئے اس وقت کا حال شان وشوکت سواری اس معصومہ کا کیا عرض کرون بیت

گُستی تھی راہ اور ثمرف بڑھتے جاتے تھے	تسبیح اربعہ اہل جلو پڑھتے جاتے تھے. نظم
جعفر عقیل حمزہ کے بیٹون کو علم	حاضر پس سواری خاتون محترم

جا ذش عفت جگر شاہ ذی امم | کہتا تھا دور باش فلک کو ہر اک قدم
اتنا جھکا تھا چرخ ادب سے کہ ڈر تھے | نزدیک تھا کہ چھینے میں انسان کا سر تھے

یا رو سنا سواری معصومہ کا بیان | پر شہر شہر آمد زینب کی کیا تھی شان
چہرے پہ دونون ہاتھ تھے شانوں پہ گیسوان | نیزے پہ سر حسین کا سجادؑ سار بان
جو پوچھتا تھا کون یہ بی بی اسیر ہے | کہتا تھا شمر بنت جناب امیر ہے

القصہ جناب معصومہ جب داخل شہر ہوئین تو دیکھا کہ تمام شہر سیاہ پوش ہے ہر گھر سے آواز نوحہ و ماتم بلند ہے یہ دیکھکر آپ نے بعض لوگون سے دریافت فرمایا کہ یہ کس رئیس کا ماتم ہے لوگون نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور رونے لگے اسوقت جناب معصومہ نہایت پریشان ہوئیں اور اپنے حق کی قسم دیکر پوچھنے لگین کہ جلد بیان کرو کہ کس سردار کا ماتم ہے اسوقت لوگون نے گزارش کیا کہ اے مخدومہ تم ہم لوگ بے امام ہوگئے آپ کے بھائی کو مامون رشید نے زہر دیکر شہید کیا جسوقت سے ہم لوگون نے یہ خبر وحشت اثر سنی ہر ایک نے اپنے گھر مین صف ماتم بچھا کر گریہ وزاری شروع کی یہ حال سنکر جناب معصومہ اسقدر روئین کہ روتے روتے غش آگیا جبکہ عورات قم حال حضرت معصومہ کا پریشان دیکھتی تھیں تو اس طرح کلمات تسلی عرض کرتی تھین

نظم

صابر رہو کہ مرتبہ صابر کا ہے جلیل | حامی کوئی نہیں ہے تو اللہ ہے کفیل
راہ خدا مین بھائی تمھارے ہوئے قتیل | بخشش کی عاصیون کی نکالی ہے یہ سبیل
امت وہ ہے کہ جسکی نبی کرتے تھے ثنا | اُمت وہ ہے کہ جس پہ ہمیشہ ہے فدا
فرماتے تھے زبان مبارک سے بارہا | امت مجھے عزیز ہے اولاد سے سوا
دنیا مین ایک دم بھی نہ غفلت دعا سے کی | معراج کو گئے تو شفاعت خدا سے کی
باہم یہ سن کے رونے لگی اور زار زار | ششدر کھڑے تھے وہ ن پہ محبان نامدار
سر اپنا پیٹ کے یہ پکاری وہ سوگوار | یہ ہے یہی ہے اُمت محبوب کردگار

کرتے ہیں خون امام فلک احتشام کا	بدلا یہی ہے الفت خیر الانام کا

اسوقت سے جناب معصومہ کو بجز گریہ وزاری کسی صورت سکون نہوتا تھا اور کیونکر نہو کہ
جب ایسی عاشق بہن بشوق دیدار برادر بزرگوار وطن کو چھوڑ کر مصائب سفر اٹھا کر واسطے
حضوری کے آوے اور جب تھوڑا فاصلہ رہجاوے اس وقت امید ملازمت منقطع ہو جائے
روایت میں وارد ہے کہ اسی حال میں آپ نے سولہ روز بسر کی اور سترھوین روز بارادہ دیدار
اپنے بھائی کے اس دار ناپائدار سے کوچ کیا اور قبر مبارک اسی شہر میں تعمیر ہوئی اسی وجہ
سے اب آپ کو معصومۂ قم کے لقب سے مشہور کرتے ہیں کیون حضرات یہ مقام گریہ وزاری ہے
کہ جناب رسولخدا سے اور حضرت امام موسیٰ رضا اور معصومۂ قم سے آٹھوین پشت تھی تب بھی
مسلمانان قم نے کس قدر ماتم داری امام مظلوم اور خاطر داری حضرت معصومہ ہمشیرہ امام
مسموم کی فرمائی وائے برحال ان ملاعین کے کہ اپنے تئین کلمہ گو رسول مقبول کا کہتے تھے
اور جناب امام حسین اور حضرت علیا زینب کو صرف دوسری پشت رسول سے تھی ان لوگون
نے پرسا تک شہادت امام مظلوم کا حضرت زینب کو نہ دیا اور نیز حضرت سکینہ کو بجائے
تشفی کے طمانچے مارکر اس بے بیرحمی سے کانون کے گوہر اتارے کہ تمام کرتہ خون آلودہ ہو گیا
اور بجائے پرسے کے خیمہ میں دردانہ لوٹنے کو آئے۔ شعر

اب عرض کر امام کی ہمشیر سے وزیر
پہونچے تمھارے بھائی کے روضہ پہ یہ حقیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس چہلم در ناپائداری دنیا و بیوقاری مال و فرزند فضائل اعمال نیک خاصۃً گریہ در غم امام شہادت امام حسین علیہ السلام و آمدن ذوالجناح بر در خیمہ طاہر منتظر خواندن در مجالس سوم و چہلم اموات مومنین

فانی ہے جہان کون یہان زیست کریگا	جو خلق ہوا خلق میں اک روز مرے گا

ایہا المومنین جناب امیر المومنین علی علیہ السلام تم سب کو سمجھاتے ہین کہ اے گروہ مومنین دنیا فانی ہے اور گھر مستقیم تمہارا عالم جاودانی ہے یہ دنیا ایک سرا ہے پس وہی اچھا ہے جو اس سے پرہیز کرتا ہے انسان کو چاہیے کہ کوئی عمدہ زاد راہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اور فرمایا آپ نے کہ انسان اگر کسی موہوم شے پر شک و شبہہ کرے تو بجا ہے لیکن ایسے یقینی امر پر کہ جس کے بطلان کا وہم و گمان مین بھی امکان نہیں ہے اس سے پھر غافل ہونا تعجب ہے جب یہ حال ہے تو نظم

نمبر ۱ مجلس ۲۹ صفحہ ۳۰۰ سطر ۷ لفظ ابو ۵ پر ۱۲

ہشیار ہو دنیا نہیں راحت کی جگہ ہے — اندوہ و غم و رنج و مشقت کی جگہ ہے
آئینہ ہے سب پر کہ کدورت کی جگہ ہے — ہر چند دلوں کو یہ سکونت کی جگہ ہے

کیا غم ہے کہ غم یاں نہیں سہنا ہی ہمیشہ — اندیشہ ہے دان کا جہاں رہنا [illegible]

فکر زر و اولاد میں کیوں رہتا ہے شاغل — جز رنج کے کچھ ان سے نہ ہوگا تجھے حاصل
لیکن عمل خیر سے اک دم نہ ہو غافل — دنیا سے ترے ساتھ ہی جائیگا اے دل

اولاد کا ماتم نہ زر و مال کا غم کر — زاد رہ عقبیٰ عمل خیر بہم کر

چنانچہ روایت ہے کہ ایک روز حارث ہمدانی نے جناب امیر سے سوال کیا کہ [illegible]
وقت جان کندنی انسان پر کیا گزرتی ہے اور وقت موت کی کیا حالت ہوتی ہے
فرمایا آپ نے کہ اے حارث نظم

مومن پہ جبکہ ہوتا ہے ہنگام نزع کا — بالین پہ اس کے آتے ہیں پیغمبر خدا
اور سوے راست آپ میں ہوتا ہوں لب کشا — تلقین کرتا ہوں کلمہ اور دعا

مرنے کے بعد قبر میں ہم آپ جاتے ہیں — جو پوچھتا ہے وہ اسے ہم خود بتلاتے ہیں

اور بشارت دیتے ہیں اسکو نعمات جنت سے اور قبر میں مومن کی نورانی ہو جاوے گی اور
بشارت دیتا ہوں میں کہ اے مومن تو نے دنیا میں تعزیہ داری اور مصائب خوانی شہید
مظلوم کو اپنا شعار کیا تھا اب ہم تیرے معین ہیں اور سو تو جیسے سویا تھا کنار مادر میں
ہم جگہ دینگے تجھ کو پاس اپنے بہشت عنبر سرشت میں سب حضرات انسان کو لازم ہے
کہ ہر امر بعد ذکر مصائب حسین علیہ السلام کو تقدیم کرے اور موت کو یاد رکھے نظم

دامن قبائے زیست کا اک روز چاک ہے — آخر تمام جسم ہے یہ اور خاک ہے
خوش ہو وہ بعد مرگ جو عصیاں سے پاک ہے — اک دن اسی طرح سے زمانہ ہلاک ہے
روتے ہیں جو عزائے شہ نیک نام میں — مرتے ہی وہ پہونچتے ہیں دار السلام میں
مردوں سے پوچھو قبر کی وحشت کا سامنا — تنہائی کا وہ رنج وہ ظلمت [illegible]

وہ منکر نکیر کی صورت کا سامنا — وہ گرز کی چمک وہ مصیبت کا سامنا
وہ خوف اور ہراس سوال وجواب کا — اور آہ ذرہ ذرہ وہ دینا حساب کا

اب خیال کرنے کا مقام ہے اور جائے آلام ہے کہ ایک روز یہ دہن گویا ضرور بند ہوگا اور بصد رنج ومحن اس دار ناپائدار سے اس طور سے جانا ہوگا کہ گلے میں کفن پہنکر زیر خاک بدن دبا دیا جائیگا پس ایسی چار دن کی زندگی پر ہمیشہ کی پشیمانی خریدنا عقل سے بعید ہے یہ دنیا ایک فسانہ ہے حیات کا تھوڑا زمانہ ہے جب یہ یقین ہو چکا کہ یہان سے ضرور جانا ہے **نظم**

زاد سفر کے لینے مین کوشش ضرور ہے — توشہ نہین ہے اور سفر سخت دور ہے
یہ وہ سفر ہے جس میں نہین مال چاہیئے — جاہ وجلال نے گمر و نعل چاہیئے
تخت روان نہ حشمت و اقبال چاہیئے — بس اس سفر مین توشۂ اعمال چاہیئے
زاد سفر جو نیک عمل ہو تو چین ہے — وہ کیا عمل ہے اشک عزائے حسینؑ ہے
دنیا کے مال وجاہ مین شیوہ مزا نہین — ہے ابتدا نصیب تو پھر انتہا نہین
حاصل بھی ہو تو اس پہ تکبر روا نہین — آخر فنا ہے دولت و زر کو بقا نہین
فرزند و مال و زر نہ ذرا کام آئیں گے — اعمال نیک بعد فنا کام آئیں گے

چنانچہ حدیث میں بروایت معتبرہ وارد ہے کہ جب انسان کا رشتۂ حیات منقطع ہوتا ہے اور آثار موت اس کو نظر آتے ہین اُسدم بصد درد والم مال و فرزند وغیرہ سے بحسرت ملیں اس طور سے ندا دیتا ہے **نظم**

اے مال وجان دل سے میں تجھ پر فدا رہا — تیری طلب مین شام و سحر مبتلا رہا
دنیا میں تیرے واسطے کیا کیا تعب اٹھائے — اک تیری جستجو کے لئے لاکھ رنج کھائے
قائل ہوئے ذلیل ہوئے اور نہ لب ہلائے — اس واسطے کہ تو کسی صورت سے ہاتھ آئے

سنو اور اکثر روایت میں یوں دیکھا گیا ہے **نظم**

ہو ہوسے جسم لے کھدتے ہیں صورت — کتنا ہو رنج سہیلے وہ بہت
کہا ہے جب آیا ہو بشر کا ہر جلت — صدمے سہے بہت سختی تیری طلب میں
اعمال کو اہل وعیال زر و دولت — کچھ کام بھی آئیگا اس رنج و تعب میں [illegible]

اب کچھ سلوک وقت اجل ہم سے چاہیئے	اے مال مخلصی قلق و غم سے چاہیئے
کہتا ہے مال ایک کفن دوں گا برملا	ناچار ہو کے دیتا ہے اولاد کو صدا
ہم نے تمہارے واسطے کیا کیا قلق سہا	نازوں سے پال پوس کے اتنا بڑا کیا
اتنا جانتا ہے جو تم سب سے پیار تھا	رونا تمہارا مجھکو بہت ناگوار تھا
عریاں رہا ہوں خود تمہیں کپڑے نئے پہنائے	فاقے سے آپ رہ گیا کھانے تمہیں کھلائے
جو تم نے چیز مانگی اسے جا کے جلد لائے	وقت اخیر اسکا عوض اب یہ ہاتھ آئے
بس آج کے سوا کوئی خدمت نہ لیویں گے	ان سب کا اب صلا ہمیں کیا آپ دیویں گے
کہتے ہیں بیٹے غسل تمہیں ہم دلائیں گے	اور بعد غسل خلعت آخر پنہائیں گے
پھر دوش پر جنازہ تمہارا اٹھائیں گے	اور آپ قبر میں تمہیں جا کر سلائیں گے
مرنے کے بعد ہم سے یہی کام ہوئے گا	جز دفن اور کچھ نہ سرانجام ہوئے گا

مقام افسوس ہے کہ کس محنت اور ذلت سے مال حاصل ہوتا ہے اور کس ریاض اور مصیبت سے اولاد کی پرورش کی جاتی ہے اور کوئی ان میں سے کام نہیں آتا جائے غور ہے کہ جنکے واسطے ایسی محنت ہو وہ وقت پر ساتھ نہ دیں تو اب کس پر بھروسا ہو سکتا ہے پس معصوم نے فرمایا ہے انسان کو چاہیئے کہ ان سب سے زیادہ اپنا دوست صادق اور محب واثق اعمال نیک کو رکھے کیونکہ کوئی دوست

دنیا میں جتنے ہیں سب ہیں ہوا خواہ	تجھ سے میں تیری ہو خیر کے ہمراہ	منزل ہو کر ہی شاد و تجہیز شد	آگاہ نہیں ہیں سب وہ درپیش کر اب
دنیا میں محبت کا جو دعویٰ ہو تجھی سے	عقبیٰ کی رفاقت کا بھروسا ہو تجھی سے	کہتا ہو زندوں یہ تقریر ہے بجا	مجھے تو کسی بات کی امید رکھ
ان میں سے فقط ایک کفن ہمرہ گیا	تو راہ میں بیچارہ ہو ہمارا ہی ہوا	دنیا میں اپنے مجھے چاہا ہوئی	[illegible]
جب جل کی تقریر سنے ہوا ہے آس پاس	اولاد رہتا ہو غائب ہو بعد یاس	خفت میں تمہارے کیا دیں کچھ ہاں	خفت میں ہم یہ آئے بھی پھر اس
کھنچے ہوا جاتی ہو دل تھا ہمارا	جو وقت میں ہو کوئی ساتھ ہمارا	دو کہتے ہیں بات تو کیوں ہیں	ہو جائینگے ہم قبر تلک تیرے ساتھ
رقت میں [illegible] ہو گئے تنہا	بس سب کے سوا اور رکھ کے دکھیو نکلا	سوتی ہو کیا غفلت کر تیری [illegible]	مر دیکا عمل وہ نہ کبھی ساتھ [illegible]
دیکھے اب ہمارا جب دلادوا غم	ہر کام نیک خیر ہے وہ طلب	[illegible] کبھی میں نہیں تیرا جواب	کرا ہے کچھ [illegible]

لائق رفاقت کے بجز اعمال نیک نہیں ہے جو بڑے وقت میں کام آوے اے مومنین یہ عمل
نیک رفیق صادق ساتھ رہتا ہے چنانچہ جب اولاد و مال انسان کو جواب صاف دیتے ہیں تو عمل

اس دم عمل سے کہتا ہے رو کر بصد ہراس — مصروف تم میں بھی رہا اکثر ہیں ہوا س
اسوقت ہے ہر ایک طرف سے بہجوم یاس — دو لو ہمارے واسطے کچھ ہے تمہارے پاس

وہ کہتے ہیں شریک حیات و ممات ہیں — اب تو ہمارے ساتھ ہو ہم تیرے ساتھ ہیں

ہم ظلمت مزار میں روشن ہیں شمع سان — ہم ہیں ترے گواہ دم حشر بیگمان
حامی دم فشار ہیں اے زار و ناتوان — سر و کہہ میں دینگے ہم تجھے آسایش و امان

ہم روز حشر حق سے تجھے بخشوا ئینگے — ہم گلشن جنان میں تجھے لیکے جائیں گے

تو شیعو جز عمل کے کسی کو نہیں ثبات — اولاد و مال رہے ہے فقط زینت حیات
اعمال صبح و شام رہیں گے تمہارے ساتھ — اعمال نیک کیا ہے غم شاہ نیک ذات

پہلے تو فرض فرض خداوند نیک ہے — اور بعد فرض فرض یہ اعمال نیک ہے

کوئی عمل نہیں ہے ان اعمال سے زیادہ — یہ وہ عمل ہے جس سے خدا و نبی ہیں شاد
اللہ ری قدر اشک غم شاہ خوش نہاد — حسن قبول پہ ہو رسول خدا کا صاد

حوریں ملیں بہشت ملے اور چین بھی — ہمسائگی نبی کی بھی قرب حسین بھی

آ تیسر اشک ماتم شہ پر کرو خیال — دنیا میں سہل نزع کی سختی کا ہو دل
آسان میان قبر نکیرین کا سوال — بخشے صغیرہ اور کبیرہ کو ذو الجلال

حسن کہیں جناب رسول خدا اسے — داخل کریں بہشت میں خیر النسا اسے

مرتا ہے جبکہ بندۂ فاسق خدا گواہ — تعجیل اسکے دفن میں کرتے ہیں خیر خواہ
اسدم صدا وہ دیتا ہے بحالت تباہ — عجلت کرو نہ دفن میں میری ہے آہ

جنکے ... ... تو ... کی وہ ... ہو میں ... ہے ملت	ای ... ... ہم امید ... کی میں ساتھ چھوڑ دو گا ز ... تا ...	اسدم عمل خیر کہیگا بہ محبت جو تو نے بدی کی ہو کسی سا تو ہوگا	الفرت ... تجھے تجھ سے نہیں ... ہو ... اب ... بھی ملنے ... تو ہو ...

پھر عذاب میں وہ فرشتے تلے ہوئے — آنکھوں کے آگے باب سقر ہیں کھلے ہوئے

فاسق کے واسطے تو یہ صورت ہے آشکار — لیجاتے ہیں جو میت مومن کو دستدار

تب یون پکارتا ہے وہ مقبول کردگار — عرصہ کرو نہ دفن میں اب میرے زینہار

غرفون سے سر نکالے ہوئے مسکراتی ہین — کس اشتیاق سے مجھے حوریں بلاتی ہین

رضوان صدا سناتا ہے اے عاشق خدا — ہین باب خلد کھولتا ہون آشتاب آ

قصر بلند حق نے کیا ہے تجھے عطا — اب جلد مجھکو دفن کرو بہر کبریا

صدمے سہے ہیں جاگا ہون دنیائے زشت میں — جاتے ہی سو رہونگا میں باغ بہشت میں

غور کرنے کی بات ہے کہ سب میتین دفن ہوتی ہین اگرچہ مال ساتھ نہیں جاتا مگر اولاد و اقربا ضرور دفن کرتے ہین نظم[1]

اے حضرات وہ کون سے بندۂ خدا ہین آگاہ ہو وہ تعزیہ دار و ذاکر و گریہ کرنے والے اور ماتم دار حسین ابن علی علیہ السلام کے ہین چنانچہ بہت سے فضائل مجالس امام حسینؑ کے لکھے ہین یہان پر ایک حدیث کا ترجمہ گزارش کرتا ہون کہ جو کوئی غم حسینؑ میں روئے یا رلاوے یا رونیوالے کی سی صورت بناوے تو اسپر بہشت واجب ہے اللہ اللہ کیا مرتبہ ہے عزاداران مظلوم کربلا کا جسکی خواہش پیغمبرون صلوات اللہ وسلامہ علیہم کو ہوئی ہے نظم

اک روز درمیان مناجات کبریا — موسیٰؑ نے التماس یہ اللہ سے کیا

صدقے محمد عربی کے سب انبیا — تونے جو کچھ شرف دیا انکو بجا دیا

امت پہ بھی انھیں کی بہت مہربان ہو — امید وار ہون سبب اسکا بیان ہو

[illegible] — در قبر میں ہو کیا بھرا دلدار جا را — [illegible] مرتضیٰ — [illegible] تک کا [illegible]

اکون [illegible] کرب و بلا گویم و کریم — بیکسی آل عبا گویم و کریم — فرماد [illegible] — شبیر کے [illegible] ہمارا کام آیا

وہ کبھی کفن [illegible] — فرزند میں [illegible] لٹایا — دولت [illegible] — منبر [illegible] گور و کفن کی

[1] اگر کم پڑھنا ہو تو صفحہ ۵۰۹ سطر ۵ سے پڑھو ۱۲

نورا ہوا یہ عالم لاہوت سے خطاب
دس خصلتوں سے اُمّت احمدؐ ہو کامیاب
ہان ہی مرے کلیم سُن اس بات کا جواب
ان وجہوں سے ہے ہمنے کیا اُنکو انتخاب

بولے کلیم تیرے مراتب بلند ہین
وہ خصلتین ہین کیا کہ جو تجھکو پسند ہین

فرمایا حق نے خمس و زکوٰۃ و حج و صیام
قرآن کا ذکر علم کی تحصیل صبح و شام
جمعہ جہاد اور جماعت پئے امام
دسوان عمل ہے خیر کا عاشورہ والسلام

جو یہ عمل کرینگے وہ سب رستگار ہین
جنّت مین زیر سایۂ پروردگار ہین

تب عرض یہ کلیم نے بے اختیار کی
عاشورہ سے مراد ہے کیا کردگار کی
نو خصلتون کی شرح تو خوب آشکار کی
مولا نے اُسکی مدح و ثنا بے شمار کی

فرمایا اے کلیم یہ صورت ہے چین کی
مجلس بپا جو کرتے ہین میرے حسینؑ کی

پس اگر اس رونے کا مفصل حال بیان کرون تو خیال ہوتا ہی کہ لوگ فرض کو ترک کرینگے کیونکہ

نظم

داغ غم حسینؑ مین وہ آب و تاب ہے
یہ گل وہ گل ہے جسکا کہ بلبل ثواب ہے
جس داغ کے چراغ کا گل آفتاب ہے
یہ داغ لالۂ چمن بوتراب ہے

پروانہ ہین جہان کے لحد کے چراغ ہین
نام خدا نجات کی مہرین یہ داغ ہین

فضائل اشک غم حسینؑ ممکن نہین کہ کوئی گزارش کر سکے اب گزارش نیازمند کی ہے

نظم

عالم روا روی کا ہے ہشیار رہا جو
سب قافلہ ہے چلنے پہ تیار رہا جو
عبرت پکارتی ہے خبردار رہا جو
لے لو جو زاد راہ ہو درکار رہا جو

زاد سفر عبادت رب مجید ہے
وہ کیا ہے اشک ماتم شاہ شہید ہے

یہ اشک توشہ رہ پروردگار ہے
پانی یہ جو بنا ہے وہ ناپائدار ہے
دربار ذوالجلال مین مجرے کی بار ہے
اس اشک پر بنائے جہان برقرار ہے

حقا چراغ گور کا روغن یہ اشک ہے
جس نور سے کہ قبر ہو روشن یہ اشک ہے

چنانچہ فضائل مجالس مین بہت سی روایات و حدیث وارد ہین مگر ایک روایت کہ جو بحار مین حضرت امام رضا سے منقول ہے عرض کرتا ہون فرمایا آپ نے کہ جو کوئی روئے یا رولائے یا رونے والے کی سی صورت بنادے وہ ظلم و ستم سُنکر کہ ہمپر اور ہمارے آبا و اجداد پر ہوئے ہین وہ ہمارے ساتھ روز قیامت محشور ہوگا اور درجات عالی پاویگا اور صاحب ریاض الشہادت نے تحریر کیا ہے کہ ایک روز امام زین العابدین مجلس جناب سید الشہدا مین ایک مومن کے مہمان گئے جبکہ ذاکر نے حال شہادت پڑھا اور مجلس گریہ و بکا حد سے زیادہ ہوئی تو آپ روتے روتے بیہوش ہوگئے الغرض بعد فراغت ماتم صاحب خانہ نے امام علیہ السلام کو مجلس مین نہ پایا آخرش بعد تلاش دیکھا کہ امام علیہ السلام پائین فرش قریب نعلین اہل مجلس کی حفاظت نعلین مین مصروف ہین صاحب خانہ قدمون پر گر پڑا کہ اے آقا یہ کام غلام کا ہے سبحان اللہ فرمایا آپ نے اے بھائی یہ مجلس تو میرے باپ کی ہے پس خاطرداری مہمانان پدر پسر پر لازم ہے نہ تجھ پر اللہ اکبر کیا مرتبہ ہے تمھارا اے مومنین آپ لوگون نے اسدم گو کہ آپ لوگ بتقریب مجلس و ماتم پرسی (ایک مومن یا مومنہ کے (جیسی کہ صورت ہو) آئے ہو مگر آپ لوگون اور وارثان میت کو لازم ہے کہ کسی عزیز کے غم مین بجز غم امام حسینؑ گریہ و بکا نہ کرین کیونکہ تم لوگون پر ایک صدمہ برسون کے بعد ہوا ہے یا ہوتا ہے وہ بھی اُسوقت مین کہ تمام عزیز اور اقارب دوست احباب تشفی کو موجود ہین اور خیال کرو مصیبت اہلبیت و جناب امام حسین علیہم السلام

لہ اگر مجلس چہلم میت وغیرہ مین پڑھے تو فقرہ حرف اب کہ ترک کرو ملے اگر بطور رسم تعزیت کے پڑھے تو فقرہ حرف الف کو ترک کرے سلہ نظم مولف اگر جی چاہے تو بیچ مین اسکو پڑھے ۔ نظم

یہ ایک حادثہ ہے وہ غم ہشیار ہین	عاشور سے نبی و علی بیقرار ہین	پر آل مصطفے کے قلق یادگار ہین	وہ مرگ اقربائے جگر داغدار ہین
جو مر گئے جوان وہ قتل جفا نہ تھے	مرنے جو تھے ہم شبیہ رسول خدا نہ تھے	واحسین بہتر آئی ہین کس گھر مین ایک شب	ایسا بھی نہ ہوگا قیامت کا غضب
یان فاتحہ دیا گیا اموات نیک کا	ہر دم سوم ہوا نہ بہتر مین ایک کا	عابد کہین جو اہل وطن درد مند تھے	مظلوم مثل اکبر و یوسف لقا نہ تھے
کلفت یہان کہ پاس ہے ہر کلام [illegible]	سینے پہ ایک تہ ملی [illegible]	اس ضعف کا وہ نور [illegible]	دل پاش پاش غم سے ہے [illegible] حال [illegible]
		افسوس [illegible]	بھائی کا داغ قاسم دلگیر کا داغ [illegible]

پر کیا کیا صدمے دو پہر میں گذرے اور کیسی تشفی دہ تھا پس اب مولف کی گزارش ہی کہ آپ لوگوں کو بمقابل موت مہر عزیز اور رشتہ دار کے غم جناب اہلبیت اطہار پر خیال کرنا چاہیے نظم مولف

عالم میں عزیزوں کے بہت جان ہو کھونا — ہاں حال پہ خود اپنے سزاوار ہے رونا
اک روز تو پیوند زمیں سب کو ہے ہونا — بیجان یہ تن زار ہے اور قبر کا کونا

سمجھے کی کرو فکر وہی رہنے کی جا ہے — عالم میں تو کوئی نہ رہے گا نہ رہا ہے

بنت اولاد محمد سے ہے جدکس کا سوا آہ — جب عازم جنت ہوے دنیا سے وہ ذیجاہ
حسنین کے دل پر تھا عجب صدمہ جانکاہ — سر پیٹ کے کہتے تھے کہ جو مرضی اللہ

اب کس کی کریں آس سہارا نہیں کوئی — پر خواہش تقدیر سے چارہ نہیں کوئی

اولاد کو ہے سخت بہت رحلت یاور — کر دیتا ہے یہ صدمہ غم بے پر و مضطر
پر یاد کرو رحلت زہرائے مادر — اس دار فنا سے جو اٹھی بنت پیمبر

لکھا ہے چلن بیٹیوں نے ماں کا لیا تھا — اور شبر و شبیر نے بھی صبر کیا تھا

بیٹوں کے لئے قہر ہے بابا کا گزرنا — اس رنج میں مشکل ہے مگر صبر کا کرنا
پر یاد ہے کچھ حیدر صفدر کا بھی مرنا — سبطین کا وہ صبر کی سل چھاتی پہ دھرنا

کہتے تھے کہ اب موت سے کوئی نہ بچے گا — جب خلق میں حیدر نہ رہے کون رہے گا

ہو موت سے بھائی کی اگر کوئی مکدر — تو یاد کرے حالت شبیر وہ مضطر
کوثر پہ گئے پیش نظر حضرت شبر — مقتل میں کٹے بازوے عباس دلاور

جز شکر کے منہ سے نہ شکایت بھی ذرا کی — ہر حال میں بس بخشش امت کی دعا کی

فرزند کے غم میں ہو اگر دل تہ و بالا — بے نور ہوں آنکھیں گہ گیا گھر کا اجالا

تھی صبح سے یہ شان شہنشاہ کربلا — ہنگام نصرت [illegible] — کہتے [illegible]

سینہ مسوس کے [illegible] — [illegible]

اور آس بلائی قاسم [illegible] — [illegible] — [illegible]

عباس سر کھولے ہوئے جادر الم — [illegible] — [illegible]

آہ وہ مقام [illegible] کے کہا کیا [illegible] ۱۲

ناکارہ پرعاذ ۱۲

لازم ہے کرے یاد وہ صبر شہ والا پھل برچھی کا خود بیٹے کی چھاتی سے نکالا
ہر اک پہ یہ لازم ہے جو پابند فغاں ہو اکبر کا رہے دھیان وہ ہو باپ کہ ماں ہو

بچے کے بچھڑنے سے جو ہو داغ جگر پر چھدتا ہو رگ جان میں اس اندوہ کا نشتر
تو کیجئے انصاف ذرا بہر پیمبر تھا اصغر بے شیر کے رتبے سے وہ بہتر
جب جام شہادت عوض شیر پیا تھا ماں باپ نے اس بچے کے بس صبر کیا تھا

داماد کے غم میں جو کوئی ہووے گرفتار اس درد میں ہو راحت و آرام سے بیزار
ہے اسکو مناسب کہ کرے صبر وہ غمخوار اور یاد کرے حالت شاہنشہ ابرار
قاسم کو جو پامال کیا فوج شقی نے جز شکر نہ کچھ منہ سے کہا سبط نبیؐ نے

بیوہ کو الم ہاے رنڈاپے کا ستم ہے بیشک ہے بجا کیونکہ یہ ایسا ہی الم ہے
دن بھر بھی ماتم ہے تو شب بھر بھی غم ہے سب کچھ ہو مگر حضرت کبریٰ سے تو کم ہے
لازم ہے نہ مصروف ہو اندوہ و بکا میں اک شب کی بنی رانڈ بنی دشت بلا میں

ہوتا ہے جدا بھائی جو ہمشیر سے ناگاہ دل غم سے الجھتا ہے جگر پھٹتا ہے واللہ
پر غور کرو درد دل زینبؑ ذیجاہ پردیس میں بھائی سے چھٹی قتل ہوئے شاہؑ
لوٹی گئی برباد ہوئی دشت جفا میں لیکن نہ ذرا فرق ہوا صبر و رضا میں

بیٹی کی عجب چاہ ہے انسان کے دل پر حالت میں نزع کے بھی نہیں بھولتی دم بھر
سب ہے ہمہ تن شفقتی یہی مضمون مکرّر ہو گی نہ سکینہ سی کوئی لاڈلی دختر
جب سینۂ شبیرؑ پہ ہر دم چڑھا تھا لکھا ہے پئے صبر سکینہ سے کہا تھا

کہتے ہیں جو ہوتی ہے جدا باپ سے دختر کھاتے ہیں ترس اسکی یتیمی پہ سب اکثر
رہتا ہے تشفی کے لئے سامنے سب گھر پر غور کرو ہائے سکینہ کا مقدر
پائی نہ اماں ظلم سے بنت شہ دیں نے کیا کیا نہ ستم اس پہ کیا شمر لعیں نے

گر داغ اعزا تمہیں دکھلائے مقدر ہے تم کو مناسب کہ نہ ہو ششدر و مضطر

وہ کام کرو جو کہ ہو ہر حال مین بہتر	کہتا ہے وزیر آپ سے یہ بھی دمِ آخر
بچے کو جوان کو نہ کسی پیر کو رو ؤ	رونا ہو تو بس حضرت شبیر کو رو ؤ

کیون حضرات کوئی غم بھی ایسا ہے کہ ایک روز مین جناب امام حسینؑ اور اہلبیت اطہار پر نہ گذرا ہو پس جب ہمارے تمھارے آقا پر یہ سب صدمہ صبح سے سہ پہر تک گذرے تو اب تمھین انصاف کرو کہ اپنے عزیز کے مُردے پر رونا واجب ہے یا بیکسی جناب سیدالشہدا اور اہلبیت اطہار پر[علہ] علاوہ اسکے اگر تم اس بزم مین روکر ثواب گریہ میّت مرحوم کو بخشوگے تو یہ ثواب اسی میّت کو پہونچے گا کیونکہ شاید وہ کسی سبب سے عالم حیات مین نہ رویا ہو اور ہمارے کمترین مین اسی واسطے غلامان حسینؑ ابن علیؑ نے یہ طریقہ مجلس کا سوم وغیرہ مین مومنین مین اختیار کیا ہے تاکہ میّت کو ثواب اسکا پہونچے اور گناہ اسکے بخشے جائین نظم

ثواب کرو وہ کام نہین جسمین سارے کام	کوشش غم حسینؑ مین لازم ہے صبح و شام
اے اہل بزم اب یہ تصوّر کا ہے مقام	نرغے مین ظالمون کے گھرے ہین شہ انام
سوا تمھارے کہتے ہین سبطِ رسول ہون	یارو مین بوستان نبوت کا پھول ہون
ناگاہ ہر طرف سے گھر آئی سپاہ شاہ	ابرِ ستم مین گھر گیا زہرا کا ماہ آہ
حسرت ہے کیون نہ گر پڑا عرش برین آہ	بوچھار کردی تیرون کی حضرت پہ آہ آہ
یون تو بہت سے زخم ہر اک عضو تن مین تھے	نو سے خدنگ ظلم کے روزن بدن مین تھے
نو سو تھے زخم تیرون کے سینہ سے تا کمر	اکاون آہ زخم تھے تیغون کے سر پر
اب شرح زخم سنگ جفا سخت ہے مگر	یہ حال من و عن نہین آتا زبان پر
زخمون سے چور چور شہ نامدار تھے	لکھا ہے زخم جسم پہ سب دو ہزار تھے
یہ نکتہ بس ہے مومنون کے شور و شین کو	تیغون سے چور کرکے شہ مشرقین کو
پتھر لگائے سنگدلون نے حسینؑ کو	آخر غش آیا فاطمہؑ کے نور عین کو

علہ صفحہ ۵۰۹ سطر ۲ سے پڑھ سکتے ہو ۱۲

لرزہ ہوا زمین کو فلک کانپنے لگے	گھوڑے پہ شاہ جن و ملک کانپنے لگے

ہاے واویلا اب کس زبان سے سنان ابن انس کا روبرو اس شاہ کونین کے آنا ظاہر کرون کہ اس ملعون ازلی شقی ابدی نے آگر کیا بے ادبی کی کہ ایک نیزہ سینہ بے کینہ اُس مظلوم پر اس زور سے لگایا کہ وہ بادشاہ کونین گھوڑے سے زمین پر گرا پس جس وقت آپ گھوڑے سے گرے

شعر مؤلف

آئی ندا کہ رحل سے قرآن گر پڑا	رُکن رکین کعبۂ ایمان گر پڑا

بس اب اُسوقت کا حال کیا بیان کیا جاوے کہ تمھارے مولا زخمی اور مجروح تھے **نظم**

افتادہ گرم ریگ پہ تھے شاہ حق شناس	قبلہ کو رُخ تھا ضعف و نقاہت سے بیحواس
مونس نہ کوئی پاس تھا جز بیکسی و یاس	غش سے کھلی جو آنکھ کہا پیاس پیاس پیاس
صدمہ عطش سے تھا یہ دل دردناک پر	جو کروٹین بدل کے تڑپتے تھے خاک پر
وہ گھاؤ گہرے گہرے وہ جلتی ہوئی زمین	وہ دُھوپ گرم اور وہ اندام نازنین
زخمی وہ سینہ اور وہ شق پہلو و جبین	اور سر پہ آہ کھینچے ہوے شمر تیغ کین
ہونٹون پہ وہ زبان کا نکل آنا پیاس سے	اور بار بار دیکھنا خیمہ کو یاس سے
خنجر بکف کھڑی تھی کمینگاہ مین سپاہ	پرہاے سنگدل تھا غضب شمر روسیاہ
کیونکر بیان کرون کہ زبان کانپتی ہے آہ	وہ پاے شمر و سینۂ سلطان دین پناہ
مرقد مین مصطفےٰ کا کلیجہ ہلا دیا	سینہ پہ چڑھ کے حلق سے خنجر ہلا دیا
جنبش مین آیا مرقد پیغمبر زمان	قدسی لرز لرز گئے تھرّائے آسمان
آندھی اُٹھی سیاہ ہوا نیلگون جہان	کانپے طبق زمین کے ہوا زلزلہ عیان
زائل تجلی ہوگئی مہر منیر کی	کانپی نجف مین قبر جناب امیر کی

روایت ہے کہ جب امام مظلوم درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تو آہ آہ اب کوئی اسقدر بھی نہ تھا کہ لاش لاتا تو ایک طرف خیمۂ اطہر مین بھی خبر پہونچا دیتا **نظم**

اسوقت بے سوار شہ دین کا راہوار	آیا در خیام حسینؑ پہ بے قرار
نعرہ کیا کہ اے حرم شاہ نامدار	قسمت اُلٹ گئی مرا مارا گیا سوار
تھرا رہا ہے عرش خدا وہ جفا ہوئی	اب حشر تک حسینؑ سے زینبؑ جدا ہوئی
آئی جو ذوالجناح کی آواز ناگہان	سمجھے حرم کہ رن سے پھرے شاہ انس و جان
گھبرا کے آئیں خیمہ کی ڈیوڑھی پہ بیبیان	دیکھا کہ خالی آیا ہے اسپ شہ زمان
ڈھلکا ہے زین لٹکا ہے تسمہ لگام کا	اور سر پٹک کے روتا ہے گھوڑا امام کا
اسوقت در پہ خیمہ کے محشر تھا آشکار	مجمع تھا اہلبیت کا یون گرد راہوار
جس طرح سے جنازہ پہ ہون جمع سوگوار	رہوار سر کو خم کئے روتا تھا زار زار
یہ حال دختران علی ولی کا تھا	گردن پہ سر کسی کا تو زین پر کسی کا تھا
کوئی لپٹ کے پاؤن سے دیتی تھی یہ صدا	اے اسپ باوفا مرے بابا کو کیا کیا
کہتی تھی اک معظمہ با نالہ و بکا	کس کے لہو مین غرق ہے تو وا محمدا
اے ذوالجناح عترت اطہار لُٹ گئی	زینبؑ غریب اپنے برادر سے چھُٹ گئی
کہتی تھی کوئی پیٹ کے سر یہ بشور و شین	بے آسرے ہوئے حرم شاہ مشرقین
مٹی مین آج مل گئی یثرب کی زیب و زین	سیدانیان تباہ ہوئین مر گئے حسینؑ

اگر ذاکر کو کسی مجلس سب بیٹھ پڑھنا ہو تو ابتدا سے یہانتک کل مجلس چھوڑ دے اور روایت ذیل کو پڑھکر نظم صفحہ ۵۰۹ سطر ۲ پڑھ دے

روایت مین وارد ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ کسی مقام کو تشریف لئے جاتے تھے راہ مین کسی شخص کی ایک کنیز نے استغاثہ کیا کہ اے مولا! اسوقت مین گوشت لینے گئی تھی قصاب بچے نے درشتی اور سختی کی اور گوشت خراب دیا چونکہ آپ فریادرس بیکسان ہین لہذا مین نے آپ سے گذارش کیا سبحان اللہ حضرت یہ سنکر بیچین ہو گئے اور فوراً کھڑے ہو گئے وہ کنیز کے ہمراہ اس قصاب کی دوکان پہ تشریف لائے اور اس قصاب سے حضرت نے فرمایا کہ بھائی تم نے اس کنیز کو کیون نہ اچھا گوشت دیا یہ سنکر وہ قصاب برافروختہ ہو گیا اور نہایت غیظ و غضب مین حضرت کے پاس آیا اور حضرت پر ہاتھ اُٹھایا اور کہا کہ تو میرے پاس سے چلا جا قربان حلم اور بردباری امیر المومنینؑ پر کہ باوجود قوت خیبر شکنی حضرت اُس سے پھر کچھ متعرض نہ ہوے اور دولتسرا کو چلے آئے اسی عرصہ مین ایک اور شخص دوکان پر آیا اور اُس نے اُس قصاب سے کہا کہ اے کمبخت تو نے اسد اللہ پر دست درازی کی ارے تو نہین جانتا کہ

بابا سے اپنے بالی سکینہ بچھڑ گئی — بابا کا آج لُٹ گیا زینب کا بسترا

اب ذاکر حال کربلا جو رہگیا ہے عرض کرتا ہے سینہ شق ہوتا ہے منھ فق ہوا جاتا ہے کہ بعد شہادت کے بھی کینہ اس گروہ ناہنجار کا نہ گیا کیوں حضرت امام حسین درجۂ شہادت پر فائز ہوگئے ہیں صرف جسم بیجان ریگ تپاں پر پڑا ہے ایسے وقت میں مشہور ہے **نظم**

میت پہ رحم کھاتے ہیں کافر خدا گواہ — لاشے پہ شہ کے ظلم و ستم وا مصیبتا
تن سے زرہ اُتار لی کندی نے آہ آہ — اسود تھا ایک دشمن سلطان دین پناہ
بارہ میں کیا جفا کیوں اُس بدشعار کی — نعلین اُسنے لی شہ عالی وقار کی
تھا قیس دل سے دشمن اولاد مصطفےٰ — لی اُسنے آکے چادر مظلوم کربلا
پوچھو نہ شیعو اخنس ناپاک کی جفا — اُسنے عمامہ شہ کے سر پاک سے لیا
اسحاق نے نہ خوف کیا رب پاک کا — رخت کہن لیا بدن چاک چاک کا

الغرض اسی طرح ہر ایک شقی تمام پوشاک اور اسلحہ کو لوٹ کرلے گئے **نظم**

سب لوٹ گیا لباس شہنشاہ ارجمند — الجھے ہے پانجامہ میں لیکن ازار بند
قدر و بہا میں حلۂ فردوس سے دوچند — جمال بد شعار نے اسکو کیا پسند
فکر ازار بند میں دل کو غضب رہا — وہ روسیاہ منتظر وقت شب رہا
رخ مہر کا جو پردۂ شب میں ہوا نہان — آیا لیے تلاش وہ لاشوں کے درمیان
دیکھا پڑا ہے اک تن بیسر لہو ہسان — ہے صاف خاک و خون میں نور خدا عیان
حربوں سے تیغ و تیر کے تن پاش پاش ہے — سمجھا یہی امام دو عالم کی لاش ہے
آیا قریب لاش امام ملک وقار — چاہا ازار بند نکالے وہ نابکار

امام حلق مین سنتے ہی وہ نقاب بکھر گیا اور خود بخود ہاتھ اپنا جھرے سے کاٹ ڈالا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے آکے دست بریدہ پھینک دیا اور عرض کرنے لگا کہ مولا اس گستاخی کی خطا معاف فرمایئے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ستم کیا ایسا ہاتھ کرنا تھا ذاکر نے عرض کیا کہ جو ہاتھ دستگیر بیکساں پر اٹھا اسکو جسم میں رکھنا ہرگز مناسب نہیں یہ سنکر حضرت نے اسکی خطا معاف [illegible]

پائی مگر گرہ یہ گرہ اُس نے بے شمار
منظور شہ تھا اِسکو نہ لیجا لعین بدشعار

تھا ساربان کا قصد کہ گرہون کو وا کرے
کھُلجائے جس سے عرش خدا وہ جفا کرے

جنبش مین آگیا تن سلطان نیک ذات
رکھا ازار بند پہ حضرت نے دہنا ہاتھ

اُسنے بھی خوب زور کیا حوصلہ کے سات
بر آسکا مگر نہ کسی طرح بد صفات

پھر بھی نہ باز ظلم سے وہ بیحیا رہا
ہرگز نبی کا پاس نہ خوف خدا رہا

لایا کہین سے تیغ شکستہ وہ رو سیاہ
اور بیخطر جدا کیا لاشے کا ہاتھ آہ

آیا ازار بند پہ دستِ یسار شاہ
وہ بھی شقی نے قطع کیا وا مصیبتاہ

واحسرتا یہ ظلم و ستم دستِ پاک پر
کیون گر پڑا نہ پنجۂ خورشید خاک پر

لکھا ہے جب ہوئی شہِ بیکس پہ یہ جفا
تارے گرے زمین پہ ہلا عرشِ کبریا

تھرّا ے لاشہ ہاے شہیدان کربلا
غُل شش جہت مین نالۂ و فریاد کا ہوا

تا عرش تھی بلند صدا شور و شین کی
اور کانپتی تھی لاش شہِ مشرقین کی

سہما یہ سُن کے شور عدوے شہِ زمان
اور چھپ رہا وہ خوف سے لاشون کے درمیان

دیکھا کہ تین شخص ہین سر ننگے نوحہ خوان
نالے وہ دلخراش ہین لب پر کہ الاامان

پہنے لباس سبز ہر اک خوش صفات ہے
اک بی بی بال کھولے ہوئے اُنکے ساتھ ہے

گاہے تو گریہ کرتے تھے گہ نالہ گاہ بین
ٹھہرے غرض سب آن کے لاشے کے جا نشین

اک شخص اُنمین پیٹ کے سر کو بشور و شین
چلّایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْحُسَیْنُ

راحت تجھے نہو ہمین جنت مین کل پڑے
تیرے بزرگ سب ترے غم مین نکل پڑے

بالین پہ تیرے فاطمہؑ روتی ہے زار زار
حیدرؑ بھی بیقرار حسنؑ بھی ہین اشکبار

بارگاہ کبریا مین دعا کی کہ خداوندا تو اسکے ہاتھ کو اسکے جسم سے ملادے برکت دعا سے ہاتھ اُسکا فوراً جسم سے ملحق ہوگیا
حضرات یہ مقام غور ہو کہ جسکی دعا مین خداوند کریم نے یہ اثر دیا تھا اُسکے نور بصر لخت جگر یعنی جناب امام حسینؑ کی نعش سے
بس شقاوت کے ساتھ اہل شام پیش آئے، روایت مین وارد ہے کہ جب نظم صفحہ ۵۸۹ سطر ۱۲ لغایت سب نکل پڑے ختم ہوجاوے ۱۲

کرتا ہے یون بیان شتربان بہ شعار
اس لاش کو ہوئی حرکت پھر تو ایکبار
سرتن سے آکے ملگیا شاہ انام کا
اور اُٹھ کے بیٹھا خاک پہ لاشہ امام کا

بہر سلام خم ہوئے نانا کے سامنے
بوسے لئے نواسے کے خیر الانام نے
پھر عرض کی نبی سے شہِ تشنہ کام نے
نانا یہ ہمپہ ظلم کئے اہل شام نے
پیاسوں مین شور واعطشا کا بلند تھا
لب تھے عطش پہ غش ہمین اور پانی بند تھا

نانا جفائین ہم پہ وہ گذرین خدا گواہ
پڑتین اگر دنون پہ تو ہوجاتے سب سیاہ
درآئی نانا خیمے مین کفّار کی سپاہ
بچّون کو بھی اسیر کیا میرے بے گناہ
پھرتے تھے چار سو کہین چھپنے کی جا نہ تھی
بلوے مین اہلبیتؑ کے سر پر ردا نہ تھی

دیکھے ہین دوپہر مین یان آنکھون سے جو ستم
بے شیر تک کا سر ہوا شمشیر سے قلم
آغوش مین مرے علی اکبر کا نکلا دم
چھینی گئین ردائین لٹا زیور حرم
نانا سکینہ بالی نے وہ دُکھ اُٹھائے ہین
زخمی ہین کان منھ پہ طمانچے بھی کھائے ہین

سُن سُنکے حال رونے لگے سیدالبشر
احمد کی ریش پاک ہوئی آنسوؤن سے تر
تھے اک طرف کو حیدرؑ صفدر بھی نوحہ گر
کی فاطمہؑ نے عرض نبیؐ سے کہ اے پدر
بس آج ہوگیا مرے اس گھر کا خاتمہ
کہکے تو اس لہو کو ملے منھ پہ فاطمہ

اب حشر تک لہو کو نہ منھ سے چھڑاؤنگی
عادل کے سامنے اسی صورت سے جاؤنگی
خون حسینؑ جاکے خدا کو دکھاؤنگی
سکان عرش حق کو تزلزل مین لاؤنگی
حق سے کہونگی فاطمہؑ فریادی آئی ہے
اُمت نے میرے لال کو ایذا دلائی ہے

یہ کہکے فاطمہؑ نے بصد نالہ و بکا
خون پسر سے سُرخ رخِ پاک کو کیا
پھر تو نہ مصطفےٰ کو رہی تاب مطلقاً
لیکر لہو نواسے کا ڈاڑھی پہ سب ملا
طاری الم ہوا نبی مشرقین پر
نوحہ کیا شروع یہ لاش حسینؑ پر

بس اب اسی نوحہ رسول مقبول پر خاتمہ مجلس کا ہے حضرات نوحہ

اے فاطمہ کی جان مرے پارہ جگر — نانا کے دل پہ شاق ہے یہ بات سر بسر
سب سے مرا جو زینت آغوش ہو وہ سر — دیکھوں میں اُسکو تن سے جدا اور لہو میں تر
سویا ہو جو سدا مرے دامان پاک پر — دیکھوں میں اُسکو آج طپاں گرم خاک پر

اے فاطمہ کے نور نظر وا حسینؑ وا — شیر خدا کے لخت جگر وا حسینؑ وا
محبوب کبریا کے پسر وا حسینؑ وا — تن سے جدا ہوا ترا سر وا حسینؑ وا
سوتے تھے تم سدا مرے دامان پاک پر — اب لوٹتے ہو آہ طپان گرم خاک پر

حضرات اب شہادت کے بعد کا حال تحریر کرتا ہوں تو طول ہوگا امیدوار ہوں کہ مجلس میت
دعا فرما کر لشرین مولف کی دعا پر آمین فرما دین

مولا قسم ہے تم کو جناب امیرؑ کی
نیت اخبیر مزار میں آکر وزیر کی

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ بعنایت الٰہی و مدد پنجتن پاک علیہم السلام اس آغاز کا انجام بخیریت گذرا مجلس بجد
ملاحظہ کنندگان و خوانندگان اس چہل مجلس کے گزارش ہے کہ نحیف کو دعائے خیر سے یاد
کریں اور استدعائے نیاز مند پر آمین فرماوین

نظم خاتمہ کتاب

پس از حمد باری و نعت رسولؐ — لکھوں التجا تا ہو مقصد حصول
ہزاران سپاس خدائے انام — بخوبی ہوئی چہل مجلس تمام
مری تاب کیا تھی جو لکھتا بھلا — فقط تھا یہ مولا کا اک معجزا
مرا دل سے اب ہو گیا اعتقاد — کرینگے نبی و علی اس پہ صاد
ہوئی مومنو یہ کتاب اب تمام — پڑھو اسکو پڑھکر درود و سلام

لکھے درد آمیز ایسے بین بین — جہان پر پڑھے جائین ہو شور شین
تمنّا یہ رکھتا ہے اب خستہ تن — سوا اسکے ہو وے نہ مجھکو محن
ہو مقبول طبع جناب رسولؐ — صلہ مجھکو دیوین علیؑ و بتولؑ
نہون بار عصیان سے اندوہگین — بہ فیض حسینؑ و شبر مومنین
گناہون سے مین تھا بہت دردمند — شب و روز اس غم سے تھا فکرمند
دلے ختم جب جلد مجلس ہوئی — ندا ہاتف غیب کی یہ سُنی
ترا نام قائم ابد تک ہوا — مؤلف تجھے مرحبا مرحبا

عجب کام تو نے کیا ہے وزیر
یہ کہتے ہین تجھ سے بشیرؐ و نذیر

ملے گی تری اب مراد دلی — نہ رنجور ہوگا جہان مین کبھی
جو زوجہ تری ہے نہ ہوگی ملول — ملے گا خطاب کنیز بتول
قیامت کے دن یہ جزا پائیگا — جنان مین اُسے ساتھ لیجائیگا
نہ غم کھائینگے تیرے ماں باپ بھی — جگہ دینگے جنّت مین اُن کو علی
ترے دوست بھی ہونگے شادمان — بفضل خدائے زمین و زمان
بشارت یہ پاکر ہوا دل قوی — پر اب مومنون سے مین ہون ملتجی
پڑھین اسکو جبدم زراہ ثواب — غم انگیز مضمون سے ہون بہرہ یاب
دعا میرے حق مین کرین ایماز ان — کہ دور فلک سے مین پاؤن امان
گناہون سے بچتا رہون یا خدا — پئے نور عینین شاہ ہدا
جو اولاد میری ہے ہوئے سعید — طفیل جناب رسول مجید
رہون خلق مین جب تلک با حیات — نہ سرزد ہو مجھسے بُری کوئی بات
دعا تجھ سے ہے اے خدائے انام — دکھا روضۂ سرور ذوالکرام

صریح مبارک سے جا کر ملون
مراد دلی عرض شہ سے کرون

نہین ہے تمنا سوا اسکے اب
خدایا کرین جلد مولا طلب

حدیثون سے ثابت ہے یہ مدعا
غم شہ مین باعث جو غم کا ہوا

بہشت اسپہ واجب ہے بے ریب و شک
معرف ہین اسکے مقرب ملک

کتاب اپنی جب ختم مین کر چکا
سبکدوش عصیان سے مین ہو گیا

فقط آرزو اتنی باقی رہی
چلون کربلا یان سے با صد خوشی

خدا کے کرم سے نہین کچھ بعید
دکھائے گا مجھکو وہ روز سعید

جو مقصود تھا اسکو مین لکھ چکا
نہین اور باقی رہا مدعا

سوا اسکے ہین بعض راز خفی
کریگا مدد ان مین خالق مری

مرے حال پر رحم فرمائے گا
مقاصد وہ باطن کے بر لائیگا

کرون عرض اب ذکر نام کتاب
کرین تاکہ معلوم سب شیخ و شاب

مصنع کتاب عجیب و غریب
اگر دور ہو وائے سنہ ہو نصیب

۱۲ ۱۲ ۵

سنہ ۱۲۹۰ھ

لکھون دوسرا نام تاریخ کا
تو آجائے پھر دل مین تازہ مزا

یہ ہے ذائقہ ماتم شاہ کا
یہی مادہ نام کا ہے نیا

سنہ ۱۲۹۰ھ

ہوے شاد تجھ سے جناب امیر
کر اب خاتمہ خاتمے کا وزیر

اطلاع

چونکہ بعد اختتام مجلس فاتحہ پڑھنے کا دستور ہے لہذا مؤلف نے بعد ترمیم کتاب ہذا مین تین فاتحہ بھی منسلک کر دئے ہین اور بعد فاتحہ زیارت بھی پڑھنی چاہیئے وہ بھی مندرج ہے تاکہ اہل مجلس کو تلاش کی ضرورت نہ ہو

فاتحہ اوّل

ہوئی ختم مجلس پڑھو فاتحہ
کہ دل شاد مومن ہوں جس سے ہوا

عجب مومنوں کا یہ مجمع ہوا
ہوے شاد جس سے نبی اور ا

یہ زہراؑ کی ہردم ہے حق سے دعا
رہین دار دنیا مین یہ خوش سدا

جو کرتے ہو تم آہ و زاری سدا
حسینؑ و حسنؑ کہتے ہین مرحبا

رسولؐ و بتولؑ و علیؑ یک زبان
معرف ہین تم سب کے اے مومنان

کرون جو تمہارے مراتب بیان
کہان سے بھلا لاؤن مین وہ زبان

کرو شکر خالق پڑھو فاتحہ
کہ بار گنہ سے ہوئے تم رہا

کرو یہ دعا اب برائے وزیر
کہ صحت اسے ہو خدائے قدیر

فاتحہ دوم

خوب جی بھر کے رو چکے یار رو
کیا ماتم بھی اے عزا دار رو

بہر مطلب دعائین اب کر لو
گل مقصد سے جھولیان بھر لو

یارب آئے جہان مین جتنے نبیؑ
از صفیؑ تا محمدؐ عربی

اُن ذوی الاحترام کا صدقہ
اور بارہ امام کا صدقہ

تعزیہ دار اور ماتم دار
رہین امن وامان مین لیل و نہار

اُن کے سب مطلب دلی ہون حصول
زندگی بھر نہون جہان مین طول

نیک اولاد ہوئے نیک آل
ان کی دولت پہ بھی نہ آئے زوال

حشر کے روز وہ نہون بے چین
پئے مسکن ملے جوار حسینؑ

جیین جب تک جہان مین چین کرین
ہندسے جا کے کربلا مین مرین

مومنو بہر سید الشہدا
فاتحہ پڑھ کے اب کرو یہ دعا

تنگ ہے ضیق سے وزیر کا دل
ہو اُسے جلد اب شفا حاصل

فاتحہ سوم

مومنو مرحبا جزاك الله
روئے مجلس مین خوب تم واللہ

تم سے راضی ہوا خدائے قدیر
خوش ہوئے بے گمان بشیر و نذیر

تم سے خوش فاطمہؑ علیؑ ہین شاد
ہے حسنؑ کو بھی تم سبھون کی یاد

یہی فرماتے ہین جناب امیرؑ
دے تمھین اجر اس کا رب قدیر

اُس کو روئے کہ جس کا کوئی نہ تھا
حشر مین پاؤگے صلہ اس کا

دے زیادہ تمھین خدا توفیق
ہوئے مظلوم کربلا کے رفیق

جو دعا مانگنی ہو اب مانگو
دین و دنیا مین جو ہے وہ لیلو

رکھ نظر لطف کی خدا ہم پر
بہر روح جناب پیغمبرؐ

نہون مومن کسی کے دست نگر
از پئے روح ساقی کوثر

یا خدا بہر شبر و شبیر
نہ ہون مومن جہان مین دلگیر

از برائے جوانی اکبر
پئے مظلومی علی اصغر

بہر بے پردگی اہل حرم
از پئے کشتگان تیغ ستم

قرض ہو مومنون کا جلد ادا
رہین درد و الم سے دُور سدا
ہو دم نزع لب پہ نام حسینؑ
جب نکیرین قبر مین آئین
کون ہے رب تمھارا کون نبی
کون تیری کتاب ہے بتلا
ہوئین جاری زبان پہ تب یہ کلام
بعد ان کے وصی علی ولی
فاتحہ اب پڑھین صغیر و کبیر
پائے دل کے مطالب اپنے **وزیر**

ہین جو بیمار پائین وہ بھی شفا
رنج ان کو نہ ہو روزِ جزا
قبر مین پائین باغ خلد مین چین
اور اُن سے سوال فرمائین
کس کے پیرو تھے کس کو جانا وصی
کون سے دین پر رہا تو سدا
رب خدا ہے نبی کا احمدؐ نام
از حسنؑ تا بہ مہدی ہادی
تا مرض سے شفا یہ پائے **وزیر**
کربلا زندگی مین جائے حقیر

زیارت متوسط جناب امام حسینؑ گر بضرورت وطول مجلس زیارت ہذا کے تین حصون مین سے ایک یا دو حصہ بھی پڑھ سکتا ہے اور حصص کی ضمناً زیارت ہذا مین تقسیم کردی ہے

حصہ اول زیارت امام حسینؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حصہ دوم زیارت جملہ معصومینؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى جَدِّكَ وَاَبِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ وَاَخِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ بَنِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الدَّمْعَةِ السَّاكِبَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصِيْبَةِ الرَّاتِبَةِ لَقَدْ اَصْبَحَ كِتَابُ اللهِ فِيْكَ مَهْجُوْرًا وَرَسُوْلُ اللهِ فِيْكَ مَوْتُوْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۝

حصہ سوم زیارت جملہ انصار و معصومین علیہم السلام

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَنْصَارِ اللهِ وَخُلَفَائِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى اُمَنَاءِ اللهِ وَاَحِبَّائِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَحَالِّ

مَعْرِفَةِ اللهِ وَمَعَادِنِ حِكْمَةِ اللهِ وَحَفَظَةِ سِرِّ اللهِ وَحَمَلَةِ كِتَابِ اللهِ وَاَوْصِيَاءِ نَبِيِّ اللهِ وَذُرِّيَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

زیارت جناب امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَرِيْبَ الْغُرَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِيْنَ الضُّعَفَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَنِيْسَ النُّفُوْسِ الْمَدْفُوْنِ بِاَرْضِ طُوْسٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُغِيْثَ الشِّيْعَةِ وَالزُّوَّارِ فِيْ يَوْمِ الْجَزَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ ابْنَ مُوْسَى الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تقریظ دلپذیر۔ نخلبند حدیقہ فصاحت بلبل شاخسار بلاغت چراغ خانوادہ سیادت شمع انجمن نجابت طوطی شکرستان ہنروری آبیاری بوستان معنی پروری سید منصب علی صاحب الحسنی الاصغری الاثنا عشری ابن سید ثابت علی مرحوم شکر و سپاس بیقیاس اُس رب الجنۃ والناس کا جسنے امتحان وابتلا واختیار و بلا کو عیار زر خالص مودت وولا کا گردانا اور انفاس نفیس اوداء و ذوات قدسیہ اخلاء اپنے کو اپنے نور انور و وجود اطہر سے جدا کر کے ملازم محبت اور مصاحب صحبت اپنا جانا چنانچہ ذات مجمع الصفات محمدی آئینہ جمال باکمال شاہد اس مقال کی ہی اور سر دور و سردار اس جماعت سراپا غرر جمال کی نظم

مبرا ہے ذات اُسکی ہر عیب سے — منزہ ہے وہم و شک و ریب سے
توانا ہے اور حی و قیوم ہے — وہ دانا ہے سب اُسکو معلوم ہے
وہ یکتا و واحد ہے اور بے نظیر — نہ کوئی شریک اُس کا اور نہ مشیر
خدا کل ہے اور سب پہ ہی وہ محیط — نشان اُسکی قدرت کا دہر بسیط
کیا اُس نے پیدا وجود و عدم — ہوا اس سے ظاہر حدوث و قدم

جل جلالہ و عم نوالہ درود نا محدود و نعت نامعدود اس برگزیدہ رب ودود رسول مقبول مسجود کو کہ جس کی ذات محبوب احمد بے ترمیم ہے اور ادنی صفت اسکی حلیم کریم

دررُؤف ورحیم ہے باعث ایجاد اس عالم محمدی کا اور سبب خلق اس ربع نیکی وبدی کا سید بنی آدم والافخر شرف کل عالم والاذخر محمد محمود نام نامی اور مقام محمود مقام سامی حامل بلا ومحن عامل شفاعت ومنن ایک روح اور چودہ تن ایک قصر عالی اور چودہ روزن ایک قندیل نور اور چودہ چراغ چودہ نخل طیب اور ایک باغ ایسا رسول شفیع خدا نے ہمکو دیا اور اسکی امت مرحومہ مین داخل کیا نظم؎

محمد خدا کا حبیب وولی	کرامت شفاعت طلب اس کو ملی
ہوئے خلق رنج وغم وحزن جو	اُٹھایا محمد نے اس بار کو
وہ بارِ امانت لیا آپ نے	خوشی سے اسے سب لگے ٹالنے
مگر چار تن نے اُٹھایا بہت	محمد کا بوجھا بٹایا بہت
ہوئے خاتم الحاملین بس حسینؑ	ہوا نام مظلوم بیکس حسینؑ

صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ بعد دعلہ وکمالہ امابعد یہ ایک مجموعۂ تذکار یادگار روزگار ہو یا خلاصۂ آیات اخبار وزبدۂ احادیث وآثار ہو اگر اوراق شجرۂ طوبیٰ یا گل وبرگ اشجار جنت الماوی پر لکھا جائے بلکہ صفائح رخسار غلمان وخازنان والواح صدر حور العین جنان پر لکھا جائے تو سزاوار ہے کیونکہ یہ وہ تذکرہ ہے جس سے امور مردہ اور دستور بزمردہ عترت اطہار احمد مختار کے مجالس مومنین اور مجامع شیعیان آل طٰہٰ ویٰسین مین زندہ اور نضارت پائندہ ہوتے ہین اور آسمان وزمین وملائکہ مقربین وسائر ارواح انبیا ومرسلین واوصیا وصدیقین اسکو سنکے روتے ہین اور یہ قطرات اشک ودموع انہار جنان کے لیے سرچشمہ وینبوع ہے اور واسطے اطفائے التہاب نیران کے وسکلہ مرفوع آگ دوزخ کے بھی آنسو بجھاتا ہے اور دریائے رحمت رحمان وقاموس مغفرت غفور منان کو جوش مین لاتا ہے پس ایسی کتاب مستطاب اور صحیفۂ مکرمت انتساب کی تعریف وتوصیف متعذر البیان ومتجاوز التبیان ہے اور یہ خزینۂ کرامات

دسفینہ نجات تالیف و تصنیف عالم و فاضل شاعر کامل امیر باذل کریم النفس دریادل
جناب سید محمد وزیر حسین خان ہے جو زبدۂ شیعیان آل اطہار احمد مختار و محمد و آل ایمان
حیدر کرار افضل سادات مومنین و اکمل رؤسائے موقنین منصف دادگر حاکم معدلت
گستر سخنور ہنر پرور رئیس قصبہ بہر سر ہین اور ان کے خامۂ ندرت نگار نے تہذیب المجالس
رشک بہشت و مضامین صداقت سرشت و ترتیب گلزار جاوید بہار حسنات مشحون بہت

دوحۂ مجمع طیرھاموزون		روضۂ ماء نہرھاسلسال

کی کی گویا مجالس عزائے گلگون قبائے آل عبا ریحان نواد سید الانبیا و خامس اہل کساء
سید الشہدا ارواحنا لہ الفدا آثار روز جزا زینت بے بہا دی مہند انام تاریخی اس کتاب کا
ذائقۂ ماتم اور انہار غم تجویز مؤلف ہے مگر اس تقریظ مین مین نے چند فقرہ اور تاریخ مین
لکھے ہین اول باقیات طیبات وزیریہ ۱۲۹۷ھ دوم چہل مجلس و تعزیہ ہائے شبیریہ ۱۲۹۷ھ سوم
خزانۂ الرزا ۱۲۹۷ھ چہارم بہار باغچۂ عزا ۱۲۹۷ھ دبار خدا بحق سید الشہدا ارواحی لہ الفدا اس
بہار باغچۂ عزا کو تا روز جزا آبیاری سر شک ماکیان غم و عزا داران امام سے سرسبز و
شاداب رکھ اور مؤلف کو اسکے مقاصد دینی و دنیوی سے مع عیال و فرزندان کامیاب
فرما بحق محمد و آلہ الاطیاب صلوات اللہ و سلامہ علیہم الی یوم الحساب

دو قطعہ تاریخ جنکا مادہ طبعزاد حضرت مصنف ہے اور مصاریع منجانب
ذاکر جناب امام حسین مولوی سید عبد الحسین صاحب ی اثنا عشری متخلص بہ عبد

سوچ مین تھا مین کہ کیا لکھون پتہ تاریخ کا		چھپگئی جب چہل مجلس حضرت شبیر کی
ذائقۂ ماتم ہوا ہے مادہ تاریخ کا		یکبیک ہاتف نے دی آواز لکھہ اے و دبیر
شہرۂ اوراد فتاد طرفہ کتاب غم ست	ایضاً فارسی	طبع چہل مجلس حضرت شبیر شد
مادۂ سال او ذائقۂ ماتم است ۱۲۹۷ھ		عقل چو در فکر رفت ہاتف غیبی گفت

خاتمۃ الطبع للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب چہل مجلس شبیر معروف بہ ذائقۂ ماتم تصنیف جناب سید وزیر حسین رضوی المشہدی سابق مصنف ثانیہ ضلع فیض آباد عالیجناب
منشی تیج کمار صاحب مالک مطبع - باہتمام ایم۔ ڈی مصرا سپرنٹنڈنٹ - مطبع منشی تیج کمار لکھنؤ مین باہ نومبر ۱۹۵۵ء ساتوین بار طبع ہوئی -